

ایک پُراسرار ؛ پُر بیب اور دہشت ناک ، ' رو نگٹے کھڑے کردینے والا ناول



oneussy

--- ناظر ---عکلی میکاں پیبلی کیشنز ۲۰-عزیز مادکیٹ ، اُردو بازار ، لاہور ۔ فرن ۲۲۲۲۳۱۲ حضرت فوث اعظم و علیر رحمته الله علیه کی نیاز پاک ہتی۔ ای ایے معاملات میں سے دلی کی گئی گئی تھیں۔ بررگانِ دین کی بے پناہ عقیدت مند' حضرت خواجہ نظام الدین دریا تھیں۔ بررگانِ دین کی بے پناہ عقیدت مند' حضرت خواجہ نظام الدین جشی ' مناب خواجہ معین الدین چشی ' مناب ابراہیم شاہ جلیری ' خواجہ سلیم الدین چشی ' حضرت وا تا تھیں ۔ اپ تھیں اور بڑوی کے بچوں میں تقییم کرتی تھیں۔ یہ ان کا تھیں سے پچھ نہ تھا۔ اس دن بھی میں گرکے دردازے پر بہنچا تو دردازہ کھلا ہوا تھا اور امی شیری تقییم کر رہی تھیں۔ نے ان کا تھیں کر رہی تھیں۔ نے ان کا تھیلیاں کر رہے تھے۔ ای ان میں اتی مصوف شیری تقییم کر رہی تھیں۔ نے ان کا تکابیل کے دروازے پر نہری میں بھی شرار تا خاموثی سے اندر داخل سے اور ان کی نگایں کھلے دروازے پر نہری میں بھی شرار تا خاموثی سے اندر داخل سے اور نگاہ اور دہ نیاز کی شری کی پڑیا اس کے ہاتھوں پر سے ایک بی بی بھی شری کی پڑیا اس کے ہاتھوں پر سے ایک بی بی بھی شری کی پڑیا اس کے ہاتھوں پر سے ایک بی بی بھی ہوگئے ' انہوں نے تھی دی بی بھی ہوگئے ' انہوں نے تھی بوگئے ' انہوں نے تھی بوگئے ' انہوں نے تھی پر رکھنا چاتی گئی اچانک دہ انہوں نے اور نگاہ اٹھا کے بغیر شری کی پڑیا میرے تھی نہیں بھی تھی ہوگئے ' انہوں نے تھی نہیں بھی بھی تا تھیں بھی تھیں انہوں نے تھی نہیں بھی تا تا ہی بھی ہوگئے ' انہوں نے تھی نے تا کے بڑھ کرانہ کی بری انہوں نے تھی نہیں بھی تا تا ہی بھی ہوگئے ' انہوں نے تھی نے تا کے بڑھ کی بڑیا ہو۔ وہ گرنے گئیں سے تا کے بڑھ کرانہ کی بھی انہیں تھام لیا۔

"ارے- ارے ای- کیا ہوا کیا بات ہے؟" "تسمارے ہاتھ 'تسمارے....... ہاتھ......."

"آپ خود کو سنبھالئے ...... کیا ہوا میرے ہاتھوں کو؟ دیکھتے! بالکل ٹھیک ہیں۔" شانے دونوں ہاتھ سامنے کئے تو انہوں نے وحشت زدہ ہوکر آتھھیں بند کرلیں۔ ""

"نمیں نمیں- ٹھیک ہے- ٹھیک ہے-" پھرانہوں نے بچوں کی طرف دیکھ کر کمزور آواز میں کہا- "بچو........ جن بچوں کو شیرٹی نہیں ملی ہے وہ فوراً اپنااپنا حصہ لے لیں-میری طبیعت کچھ خراب ہوگئ ہے- دیکھو ہے ایمانی نہ ہو-" پھروہ بھھ سے بولیں- "آؤ مجھے سمارا دے کراندر لے چلو۔" "العنت بھیجی ہوں تمام چیزوں پر میں تو خود ان باتوں پر گھین نہیں رکھتی۔ بس میری ایک دوست بھی۔ امریکہ چلی گئی ہے۔ پاسٹ بھی انھوں کی کیسریں دیکھتی بھی اور زندگی کے تمام راز کھول دیتی تھی طالانکہ ہم نہیں مانتے کہ کیسروں بین زندگی تحریر ہوتی ہے۔ بس ایک مشاہدہ ہے جو عمل کرتا ہے اور جھنے ہاتھ دیکھنے والے بیں وہ اس مشاہدے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کم بخت نے زیرد تی جھے کیسروں کی شناخت بتائی اور تم یقین کرو میں نے بہت سے ہاتھ دیکھے۔ بھی بھی ان کے بارے میں پھھ بتایا بھی۔ میری تین ساتھی اسکول ٹیچر ہیں۔ جنہیں میں نے ان کے مستقبل کے بارے میں ان کی کیسروں کی مدد سے بتایا۔ بد بختوں کے لئے جو ہاتیں بتائی تھیں۔ ساری کی ساری بچ نگلیں۔ بن اس

"میرے ہاتھوں میں کون ک الی لکیریں ہیں؟ بتا دیجئے ای!" "چھوڑو یار! جانے دو ان باتوں کو کیا رکھا ہے۔ جب میں خود تم سے کمہ چکی ہوں کہ میں ان باتوں پر یقین شیں کرتی۔"

"اگر آپ ان باتوں پر یقین نہیں کرتیں تو پھر آپ کی طبیعت اس طرح خراب کیوں موجاتی ہے؟"

"انسان تو انسان ہے نا۔ دوسرے کے ہاتھوں کو دیکھو تو پھے بھی بک بک کر سکتی ہوں۔ جب تہمارے ہاتھ دیکھتی ہوں تو مجھے ان کم بخت لکیروں کی شناخت یاد آجاتی ہے۔"

"بہت اچھی دوست ہیں آپ میری ای" کچی بات تویہ ہے کہ آپ کے سوا اس کا نکات میں میرا کوئی اور دوست تو ہے بھی شیں۔ بنا دیجے کیا خوف چھپا ہے میرے ہاتھوں کی لکیروں میں؟"

"تہمارے ہاتھ میں قبل کی کیبرہ۔ تم قبل کرو کے کمی کو سمجھے؟ کیبروں کے حوالے ہے ایکن لعنت ہے ایک قیافہ شنائ پر اور خواہ مخواہ کی فضول ہاتیں۔ ہالکل ایسا نہیں ہوگا۔ قطعی نہیں ایسا ہوگا۔ میں بس اس کیبرکو دیکھ کرخوفزدہ ہو جاتی ہوں۔ میں نے کہنا انسان ہوں۔" ای کے اندر بید خوبی تھی یا تو سختی ہے منع کر دیتی تھیں کہ دیکھو فضول ہاتیں مت کرد اور اس کے بعد وہ کمی سوال کا جواب نہیں دیتی تھیں اور اگر بھی دل چاہتا تو اتن سچائی ہے ساری ہات بتا دیتیں کہ اس میں کوئی فریب نہ رہے۔ میں چند اول چاہتا تو اتن سچائی ہے ساری ہات بتا دیتیں کہ اس میں کوئی فریب نہ رہے۔ میں چند

"آئے......" میں نے بچوں جیسے انداز میں کہا۔ صرف ایک منٹ پہلے ای بالکل شحیک تھیں اور بڑے اشاک اور اظمینان سے بچوں میں شیر فی تقسیم کررتی تھیں۔ ان کا چرہ ای طرح مطمئن اور شگفتہ نظر آرہا تھاجیہا ہوا کرتا تھا۔ لیکن ایک منٹ کے اندر اندر ان کے چرے پر پیلاہٹ دوڑ گئی تھی۔ ہونٹ خنگ ہوگئے تھے اور آنکھیں اس طرح چڑھی چڑھی پڑھی نظر آری تھیں جیسے ایک دم سے بیار ہوگئی ہوں۔ میں انہیں سارا دے کر اندر لے جانے لگا لیکن میرے ذہن کے اندر ایک دم ایک جیب ی امربیدار ہوگئی۔ غالباً یہ تعیرا یا چوتھا موقع تھا۔ پر انی بات تو خیر بچھے یاد نہیں۔ تھوڑے دن پہلے میرے ہاتھوں میں خارش ہو رہی تھی۔ ای ہیشی ہوئی ترکاری کاٹ رہی تھیں۔ میں نے دونوں ہاتھ ان کے سامنے کئے اور بولا۔

"دیکھیں ای! کیسی خطکی ہو رہی ہے اور شاید میرے ہاتھوں کی کھال اتر رہی ہے۔" ای نے ہے افتیار میرے ہاتھوں کی طبیعت بگر گئ۔ انہوں نے بردی مشکل سے کہا۔

"بال خطی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔ موسم خراب ہے۔ ہاتھوں پر کریم لگالو۔" میری سمجھ میں بات نہیں آسکی بھی ۔۔ اس ہے پہلے بھی کئی بار ای نے میرے ہاتھوں سے نگابیں چرائی تعیید۔ میں نے اس بات کو صرف انقاق سمجھا تھا لیکن آج پھر بھی کیفیت ہوئی تھی اور آج میری کیفیت بھی پچھ خراب ہی ہوگئی۔ میں نے ای کو اندر لے جاکر بیڈ پر بھایا پھر جلدی ہے پائی لاکر انہیں پلایا۔ وہ جمیب سے انداز میں ہانپ رہی تھیں۔ ان کے ہونٹوں پر پھیکی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ جم بھی کا شور ابھر رہا تھا۔ جو تھوڑی ویر کے بعد خود بخود خمتم ہوگیا کیونکہ شیر بی بھی ختم ہو چکی تھی۔ وہ سب باہر نکل گئے۔ میں گری نگاہوں سے ای کو دکھ رہاتھا۔ ای نے جھ سے نگاہیں ملائی اور اس طرح ہٹالیں جسے وہ کسی خاص اصاس کا شکار ہوں۔ یانی چھے کے بعد منے گئی پھر پولیں۔

ور مجھی مجھی ایسا ہوجاتا ہے حالاتک ہے کوئی بیاری نہیں ہے۔ بس دوران خون میں عرب ہوجاتی ہے۔"

"ای .........! بت ی باتین ایی ہوتی ہیں جنیں نظر انداز کر دینا ہی بمتر ہوتا ہے۔ یہ آج پہلا موقع نئیں ہے۔ کتنی ہی بار میرے باتھوں کو دیکھ کر آپ کی طبیعت خراب ہو چکی ہے۔ صرف ایک بات ہتا دیجئے مجھے' صرف ایک بات۔ کیا بات ہے میرے ہاتھوں میں' ایس کون ہی بات ہے ؟" چائيس اور پيريج بناؤل آپ كويد بليك ايندُ وائث خواب مجھے بالكل بيند شيں۔ ميں بيشہ كلر خواب ديكھنا موں۔"

"اچھی بات ہے 'اچھی بات ہے چلو ٹھیک ہے۔ "ای بہت اچھی تھیں۔ ہاری کا کتات ایک دو سرے کے سوا کچھ شیں تھی۔ وہ ایک اسکول میں پیچنگ کرتی تھیں۔ والد صاحب کے انتقال سے پہلے بھی وہ اسکول میں پڑھاتی تھیں اور ہم اس چھوٹے ہے گھر میں بڑی پڑسکون زندگی گزارتے تھے کیونکہ تین افراد کا یہ خاندان ایک دو سرے میں سایا ہوا تھا۔ پھرابو ہم سے روٹھ گئے تو یوں لگا بیسے زندگی کا ایک حصہ کم ہوگیا ہو۔ بڑے دکھی ہوا تھے ہم اپنے سب سے بڑے دوست کے لئے 'لیکن زندگی چل رہی تھی۔ میں کالج میں تعلیم عاصل کر رہا تھا۔ ای پیچنگ کے لئے ایک سرکاری اسکول میں جاتی تھیں جو بہت زیادہ قاصلے پر شیس تھا۔ بس پچھ سڑکیس عبور کرنا پڑتی تھیں۔ ان کی ڈیوٹی صح آٹھ بچے سے دوپسر کو دو بچے تک ہوا کرتی تھی۔ بسرطال میں یہ سارے معاملات اس لئے بتا رہا ہوں کہ کہائی کی پوری تفصیل آپ کی سمجھ میں آجائے۔ ورنہ انسان کی زندگی تو واقعات تی سے کھیں ہوتی ہو اس کی خواج کی تعلیم دلانا چاہتی تھیں۔ ان کی تعلیم دلانا چاہتی تھیں۔ نود بھی خواج کی تعلیم دلانا چاہتی تھیں۔ خود بھی تعلیم دلانا جاہتی تھیں۔ خود بھی تعلیم دلانا جاہتی تھیں۔ خود بھی تعلیم دلانا چاہتی تھیں۔ خود بھی تعلیم دلانا جاہتی تھیں۔ دلانا جاہتی تعلیم دلانا جاہتی تھیں۔ خود بھی تعلیم دلانا جاہتی تھیں۔ خود بھی تعلیم دلانا جاہتی تھیں۔

پھراس دن دوپہر کو بی کمیں سے واپس آرہا تھا۔ ای کی چھٹی کا وقت تھا۔ ذراسی در ہوگئی تھی۔ بجھے اندازہ تھا کہ وہ گھرجا رہی ہوں گی اور جھے رائے بیں مل جائیں گ۔ بیس تیز قدموں سے سو کیس طے کر رہا تھا کہ اچانک ہی جھے تیز بریکوں کی ایک بھیانک چرچا ایٹ سائی دی۔ اس کے بعد ایک ہاکا سا دھاکہ ہوا۔ کوئی دور جاکر گرا تھا۔ جو بھی اس حادث کا شکار ہوا تھا گرنے کے بعد بھے جاتا لیکن کار سے حادثہ ہوا تھا۔ اس کے درائیور نے اپنی جان بچانے کے لار برق رفاری سے دوڑا دی اور اس وقت میں ذرائیور نے اپنی جان بچانے کے لئے کار برق رفاری سے دوڑا دی اور اس وقت میں نے دیکھا کہ جس شخص کو کار سے دھکا لگا تھاوہ کار کے نیچے کیل گیا تھا۔

لوگ شور مچانے گئے لیکن آس پاس کوئی ایس گاڑی نہیں تھی جس سے آگے جانے والی فیتی کار کا تعاقب کیا جاسکے۔ یہ ضرف انقاق تھا کہ میری نگامیں کار کے نمبر پلیٹ پر اٹھے گئی تھیں اور میں نے وہ نمبر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا۔ بہرطال میں بھی دوڑ کر وہال پنتچا لیکن پھرید دکھے کر میرے اوسان خطا ہوگئے کہ سڑک پر ای گری پائی تھیں۔ میں پھٹی پھٹی آئھوں سے سڑک پر ایک کچلے ہوئے بدن کرب سے پھلے ہوئے چرہے۔

"دوستی! ب نا ہماری۔ مال بیٹے تو ہم ہیں لیکن ہمارے ڈیل ڈیل رشتے ہیں یعنی دوستی کا رشتہ بھی ہے۔ تھیک کمد رہا ہوں نا؟" دوستی کا رشتہ بھی ہے۔ تھیک کمد رہا ہوں نا؟"

"و پھر آپ من لیجے۔ بھی کسی کو قتل نہیں کروں گا۔ بال بقر عید پر قربانی کروں گا۔
گھر میں بلی دودھ پی گئی تو ہوسکتا ہے غصے میں اسے قتل کردوں۔ مچھروں نے اگر کاٹا تو
انہیں بھی مار دول گا۔ بس بھی قتل ہو بھتے ہیں زیادہ سے زیادہ میرے ہاتھوں سے۔ باتی
میرا اپنے دوست سے وعدہ ہے کہ کسی انسان کی زندگی نہیں لول گا۔" ای نے جلدی سے
میرے دونوں ہاتھ پکڑے اور ان کی ہتھیایوں کو چوم لیا۔ ہمارا یہ چھوٹا ساکنیہ انمی دو افراد
پر مشمل تھا۔ والد صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس دفت میرا میٹرک کا رزلت نگلنے والا تھا
اور دالد صاحب کو نمونیہ ہوگیا تھا۔ پھروہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ بہت ہی دکھ بھرے کھات
اور دالد صاحب کو نمونیہ ہوگیا تھا۔ پھروہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ بہت ہی دکھ بھرے کھات
میٹرک کا رزلت نکا تھا اور میں بہت ایجھے گریڈ میں پاس ہوا تھا تو ای بلک بلک کر رو پڑیں
میٹرک کا رزلت نکا تھا اور میں بہت ایجھے گریڈ میں پاس ہوا تھا تو ای بلک بلک کر رو پڑیں
میٹرک کا رزلت نکا تھا اور میں بہت ایجھے گریڈ میں پاس ہوا تھا تو ای بلک بلک کر رو پڑیں
میٹرے۔ انہوں نے مجھے مبارک باد دی تھی اور کما تھا۔

"تونے میرے ارمانوں کی محیل کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ دیا ہے بابرا مجھے امید ہوگئی ہے کہ تو میرے خواہوں کو ضرور پورا کرے گا۔" میں نے ماحول بدلنے کے لئے مسکراتی نگاہوں سے ای کو دیکھا اور کہا۔

"اچھا جناب! اس کا مطلب ہے کہ آپ بھی خواب دیکھتی ہیں۔" ای نے چونک کر مجھے دیکھا اور بولیں۔

"بھی ہے کیا مطلب؟ خواب کون نہیں دیکھتا۔ گر تیرے بھی کالفظ استعمال کرنے کا مقصدیہ ہے کہ تو بھی خواب دیکھتا ہے۔"

"بان! ظاہر ہے جب معدے میں خرابی ہوتی ہے تو انسان اور کیا کرے۔" ای مسکرا دیں اور پولیں۔

"اچھاب بتاكياخواب ديكھتا ہے تو؟"

"لقين كريس اى! بهت ورائل ب ميرك خوابول يش ان يس سابى ب مقيدى ب شفق ب ابربارال ب-"

"خوب! برا كلر فل خواب ديكھتے ہو-" اى في منتے ہوئے كما-

"وہ تو دیکھنا چاہئے۔ آپ کا کیامنیال ہے زندگی میں سب خواب بدنماتو نہیں ہونے

پڑا۔ نہ جانے کیا کیا کارروائی ہوئی 'یہ میں نہیں جانتا۔ پھرایک ڈاکٹرنے مجھے اطلاع دی۔ "بیٹے! اب تم لاش لے جاسکتے ہو۔"

"میں ...... میں لاش کمال لے جاؤں گا؟" میرے منہ سے ٹوٹی ہوئی آواز میں لگا۔ تبھی رحیم بخش آگے بڑھے اور انہوں نے جھے سے کما۔ "شمیں بیٹے! ہم ساروا تظام کرلیں گے۔ تم فکر مت کرد۔"

"چلو بينا! گھروايس چلو-"

" پچپا تھوڑی دیریماں رکوں گااگر آپ لوگ اجازت دیں۔" "پچر آجانا بیٹا! فاتحہ پڑھنے کے لئے تو آنا ہی پڑے گا۔"

"تھوڑی دیر-" انہوں نے مجھے دہاں چھوڑ دیا اور میں قبرستان میں تھا رہ گیا۔
گور کن اپنے فرائض پورے کرچکا تھا۔ میں ظاموشی سے ای کی قبرکے کنارے میٹھ گیا۔
کیا کہتا میں ان سے۔ بس آنکھول سے آنسو بھہ رہے تھے۔ یہ آنسو ہی میری آواز تھے۔
یہ آنسو ہی میری شکایت تھے۔ یہ آنسو سوال کر رہے تھے کہ یہ آپ نے ایسا کیوں کر ڈاالا
ای! ہمارا کنیہ تو بس دو افراد پر رہ گیا تھا۔ اب یہ بتاؤ کہ میں اس گھر میں واپس کیے
جاؤں۔ جمال کوئی بھی نہیں ہوگا۔ تم بھی نہیں ہوگا۔ نہ جانے کب تک میں وہاں میشارہا
اور آخر کار دو پولیس والے وہال پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک نے کما۔

" جہر ملک اپنا بیان لکھوانا ہے۔ ہم تمہارے گھر گئے تھے۔ لوگوں سے پہ چلا کہ تم قبرستان میں ہو۔ چلو ہمارے ساتھ چلو۔ آؤ۔" اور میں ان کے ساتھ واپس چل پڑا تھانے اور سینے پر سٹے ہوئے ہاتھوں کو دیکھنے نگا۔ امی نے وہیں سڑک پر وم توڑ دیا۔ لوگ طرح طرح کی ہاتیں کر رہے تھے اور ان میں ہے کوئی بھی اس لاش کو اٹھائے کے لئے تیار نہیں تھا۔ کی کی آواز مجھے سائی دی۔

"بابا یہ مرچک ہے۔ اب لاش اٹھاکر لے جاؤ کے تو پولیس خود دھرلے گی۔ آدھی زندگی تھانوں میں اور اس کے بعد عدالت کے چکر کاشنے گزر جائے گی۔"

"اور پھر دو کار دیکھی تم نے! کوئی بہت بڑا آدی بیشا ہوا تھا اس میں ' سوٹ پنے ہوئے' مند میں پائپ دیا ہوا۔ یہ کام چھوٹے موٹے آدمیوں کا نہیں ہو تا۔"

"ارے کی نے تمبرنوٹ کیا؟"

"ية شيل-"

"يارا كمال كى بات ب جو كام كى بات ب وه تو نوث نميس كى-"

" چھوڑد بابا چھوڑد ابا چھوڑد کام کی بات نوٹ کر بھی لیت۔ وہ دیکھو۔" پولیس موبائیل آگئ اور پولیس والے نیچے از آئے۔ لاش کو دیکھا گیا۔ مجھ پر سکتہ طاری تھا۔ پولیس افسران تفیش میں مصروف ہوگئے۔ میں بدستور کم سم کھڑا رہا۔ میں نہیں جانا تھا کہ میں اپنی ماں کی لاش کو کس طرح اور کمال لے جاؤں۔ بس میرے دماغ میں کوئی خیال نہیں تھا۔ پچر شاید ایمبولینس طلب کی گئی اور جب میری ماں کی کچلی ہوئی لاش ایمبولینس میں رکھی تو میرے قدم بھی ایمبولینس کی طرف برھے اور میں اور چڑھ گیا۔

"ارے ارے کون ہو تم نیچ اترد- ہم لے جارہ ہیں اے 'کوئی مالا ایک لفظ بھی تو بتائے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور تم تھس کر بیٹھ گئے ہو اندر۔" ہپتال کے اس ملازم نے یہ الفاظ کے تھے جس نے لاش کو اسٹریچر پر ڈال کریماں تک پہنچایا تھا۔ میں نے غم آلود نگاہوں سے اے دیکھا اور پھر آہستہ سے کما۔

"مين ان كاجيا مول-"

و کیا ......؟ وہ اچھل پڑا اور اس کے بعد اس نے کچھ نہ کما۔ لاش ہپتال پہنچ گئے۔ امید کا دامن ہی نہیں ہوا اور اس کے بعد اس نے کچھ نہ کما۔ لاش ہپتال پہنچ گئے۔ امید کا دامن ہی نہیں تھا تھے کپڑا جا آ۔ جو دیکھا تھا وہ نگاہوں کے سامنے تھا۔ زندگی کا کوئی وجود اب اس بدن میں نہیں تھا لیکن پھراس شخص نے ڈاکٹر صاحبان کو اور پولیس کو بتا دیا کہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ پولیس انسکٹر نے نرم لیجے اور ہدردی سے میرا بیان لیا اور اس کار کا نمبر پوچھا جس سے بیہ حادثہ ہوا تھا۔ میں نے بتایا کہ میں نے اس کار کا نمبر دکھے لیا ہے۔ بمرحال انسکٹر نے وہ نمبر بھی نوٹ کر لیا۔ بہت دیر تک مجھے ہپتال میں رہنا

چیوتے ہوئے کہا۔

"ہوش وجواس قائم رکھو۔ تم نہیں جانتے یہ کون ہیں۔ بہت برا آدمی ہیں ہے۔ ان کے کہنے پر تمہارے اوپر دس گاڑیاں چڑھادی جائیں گی۔"

" یہ بات آپ کمہ رہے ہیں انسپکڑ صاحب؟ جن پر ہم اعتاد کرتے ہیں اور سجھتے ہیں کہ پولیس ہر جرم کو ختم کرتی ہے اور مجرم کو سزا دیتی ہے۔"

" ویکھو۔ جو میں کمد رہا ہوں وہ سنو! جو حادثہ ہونا تھا وہ ہوگیا۔ میں نے سنا ہے تم پڑھتے ہو۔ اپنی تعلیم جاری رکھو۔ سیٹھ صاحب تمسارے تعلیمی اخراجات اٹھائمیں گے۔ تم اپنے بیان میں تبدیلیاں کردو اور سے کھو کہ تم کار کا سیح نمبر نہیں دیکھ پائے تھے۔ یماں بات ختم ہوجائے گی۔"

"لیکن انسپکڑ! میری مال گاڑی کی عکرے دور جاگری تھی۔ اس کتے نے گاڑی بھگانے کی غرض سے میری مال کے اوپر ہی گاڑی چڑھا دی۔ یہ میری مال کا قاتل ہے۔" میں نے اپنی جگد سے اٹھنا چاہا تو پولیس والے نے ڈنڈٹ سے میرے سینے پر طاقت لگا کر مجھے روک دیا۔ اس مخص نے کہا۔

"انسكزاييب وسين إس اس لئے بلايا تھاتم نے مجھے؟"

"آپ جائے جناب! ہم تھیک کرلیں گے سب۔" بسرحال اس کے بعد جب وہ صحف چلا گیاتو انسکٹرنے جھے سے کہا۔

''دیکھو نے اِ زندگی بری فیتی چز ہے۔ ہم نمیں چاہتے کہ تیری عمر خراب ہوجائے۔
ایک بندہ بھی بیان نہیں دے گا کہ سیٹھ صاحب کی کارے حادثہ ہوا تھا۔ ایک بندہ بھی یہ است نہیں کے گا۔ چل تو لاکر دکھا دے کمی کو۔ یہ سمجھ لے کہ تو کمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اس او گول کے برے براے تعلقات ہوتے ہیں۔ مارا جائے گا اپنی سوت۔'' گا۔ اس ان لوگول کے براے براے تعلقات ہوتے ہیں۔ مارا جائے گا اپنی سوت۔''

"السيكٹر صاحب! سے بات ذہن میں ركھ لوكہ میں اس آدمی كو چھوڑوں گا ہمیں۔"
"ہوں۔ بسرحال تیری مرضی ہے۔ لوگ ایسا ہی كہتے ہیں۔ يہی ساری باتیں كرتے
ہیں۔ كيا سمجھا۔ سے دولت مند لوگ جو دل چاہے كرا كتے ہیں۔ كيوں اپنی جان كے لئے
عذاب لے رہا ہے۔ مارا جائے گاہے موت۔ ميری بات مان لے۔ اب بھی ميری بات ان
لے۔" میں نے خاموثی ہے گردن جھكا دی انسپکٹرنے كما۔

"چل- یہ بیان لکھا ہے میں نے تیرا- دستخط کردے اس پر اور گھر جا۔ بہت کچھ اوا دول گا تجھے۔" انٹیکٹر نے ایک رجشر میرے سامنے کر دیا۔ میں نے اس پر لکھا ہوا بان پہنچ گیا۔ انسکٹر ایک چوڑے چکے جم کا مالک اور عجیب کل شکل کا آدی تھا۔ اس نے مجھے سرے پاؤں تک دیکھا اور پھر سامنے رکھے ہوئے بل پوائنٹ کو اخبار پر مارتے ہوئے

۔ ''ہاں تمہارا نام باہر علی ہے؟'' میں نے اسے دیکھ کر گردن بلادی تھی۔ ''باہر علی! تم اس وقت کمال سے آرہے تھے جب تمہاری ماں حادثے کا شکار کے؟''

"جناب! جمعه كاون إلى على جلدى جهمى موجاتى إلى على كالح سے سدها كھر "تا موں- اس ون مال بحى جلدى چلى آتى ہے- چنانچه جب ميں كھرى سؤك عبور كر رہا تقالة به حادثة موا-"

'"کار کانمبرتم نے ٹھیک طور سے دیکھا تھا؟" "جی!" "اور اس شخص کو بھی جو اس وقت کار میں بیٹھا تھا؟"

" چاو اپنا بیان اکھواؤ۔ " بیان اکھا گیا اور اس کے بعد جھے جانے کی تلقین کر دک اس کے۔ گر کے سوا اور کہاں جاتا۔ تنیا گھر میں ہر طرف سے ماں گی چینیں ابھر رہی تھیں۔ اس کے قدموں کی سرسراہٹ سائی دے رہی تھی لیکن شکل کھو گئی تھی۔ بدن کھو گیا تھا ' اور میں اس کھوئے ہوئے وجود کو خلاش نہیں کرسکتا تھا۔ بس آنسو تھے جو اس وقت میرے غم گسار تھے۔ کچھ لوگوں نے آکر دلجوئی بھی کی۔ لیکن دل جوئی سے کیا ہو آ ہے۔ یہ تو رسمیں ہیں۔ جو کھوجاتا ہے اس کا حصول بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بسرطال چار پانچ دن کے بعد پھر تھانے میں بلوایا گیا اور یہاں میں نے انسیٹر کے سامنے اس شیطان کو بیٹھے ہوئے دیکھا جس کی کار سے بیہ حادثہ ہوا تھا۔ وہ کار بھی تھانے کے احاطے میں کھڑی ہوئی ہوئی میں۔ یہ خض ایک بھاری سے بدن کا آدی تھاجو اپنے لباس اور اپنی شخصیت سے کوئی بہت ہی بردا آدی معلوم ہو تا تھا۔ انسیگر نے کہا۔

"بال! بابر على! ان صاحب كو پهچائے ہو؟" ميں نے نفرت بحرى نگاموں سے اسے ديكھتے ہوئے كما۔

" دين ووكتا ب جس في ميرى مال كو دبايا تفا- ميرا دل جابتا ب كديس ال كنة تابا كى موت مار دول-" ميس كمرًا جواتو ايك اك اين آئى في ايك وعدًا ميرك سيفي مين

دی۔ بس ایک میں ہی کیا کموں اس بارے میں کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ بولیس جس طرح انسانوں پر تشدہ کرتی ہے مجھ پر وہی تشدہ کیا گیا تقلہ اس خطہ زمین پر اس ملک میں چند افراد کو انسانوں کی زندگی اور نقدیر کا مالک بنا دیا گیا ہے۔ ان کا جو دل جاہتا ہے ا بنے جیسے انسانوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ گناہ گاروں سے اقبال جرم نہ كرايا جائے كيكن جن كے بارے ميں وہ لوگ يہ بات جانتے بيں كہ وہ ب كناہ جي- ان كے ساتھ صرف برے لوگوں كے كہنے ير توبيہ سلوك، ند كيا جائے۔ انسانيت اور آدميت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ مجھے زخموں سے چور چور کر دیا گیااور اس کے بعد عدالت میں پیش كرويا كيا- ميرا بكا يحاكا سابيان ليا كيا- جس مين مين في كيا كما اور كس في كيا شا- يه بات میرے علم میں نہیں آسکی۔ یہ بیان کمرہ عدالت میں نہیں لیا گیا تھا بلکہ مجسٹریٹ کے چیمبر میں لیا گیا تھا۔ میری زبان سے کچھ نہیں کملوایا گیا تھا بس ایک کاغذ پر جھھ سے وستخط کرائے گئے تنے اور اس کے بعد مجھے جیل بھیج دیا گیا تھا۔ پتہ چلا مجھے ایک ماہ کی سزا وی گئی ہے۔ كى سے فرياد كرنا۔ كى سے كہتا ہى عبر كركے خاموش ہونا يزا۔ جيل ميں جس بيرك ميں مجھے قید کیا گیا تھا دہاں بہت سے سزایافتہ مجرم موجود تھے۔ بھانت بھانت کے لوگ۔ مجھ ے طرح طرح کے سوالات کئے جانے گئے۔ ان لوگوں کے درمیان آگر جھے شدید خوف کا احساس ہوا تھا۔ عجیب بھیڑیئے نماانسان تھے۔ مجھے دیکھ کر زیادہ تر لوگ ہننے لگے تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ لوگ مجھے دیکھ کر کیوں بنس رہ بیں۔ لیکن جو پکھ میرے سائقہ ہوا تھا وہ واقعی ناقابل بقین تھا۔ اب اس قدر بھی احمق شیں تھا کہ صورت حال کو سمجھ نہیں پاتا۔ وہ مخض جس نے میری مال کو گاڑی کے نیچے کیلا تھا' اس قدر صاحب افتدار تھا کہ ہر جگہ اس کے اپنے آدی موجود تھے اور میں اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ تھانہ انچارج کی ہاتیں مجھے یاد آتی رہیں۔ پہلے اس نے میں کما تھا کہ مجھے ہاتھیوں سے گئے شیں کھانے چاہئیں۔ میری کوئی شیں سے گااور مجھے نقصان پینچ جائے گالیکن بسرحال جو پچھ بھی ہوا تھا وہ بہت ہی قابل نفرت تھا اور میرے دل میں نفرت کا لاوا اہل رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس شخص کو اس کے خاندان سمیت فٹا کر دوں لیکن بات وہی آجاتی ہے۔ میں یہ کیے کرسکتا تھا۔ جیل میں مختلف لوگوں سے مختلف بات چیت ہوئی۔ ایک نیک نفس انسان جو کوئی لمبی سزا بھگت رہا تھا' میرے ساتھ بدی مدردی سے پیش آیا۔ اس کا نام باکی بایا تھا۔ باکی بابا یر قتل کا جرم ثابت ہوگیا تھا۔ جب میری اس سے بات ہوئی تو اس نے کما۔ "بال- تم يقين كرو- مين قاتل نهين مول- بس ايك فيكثري مين كام كرا تقا-

پڑھا اور میری آ تھھوں میں خون اتر آیا۔ "انسپکڑ صاحب! میں نہیں جانتا پولیس کیا چیز ہوتی ہے لیکن ایک بات آپ سمجھ لیجئے

كه مين اين مان كاخون يجون كالنيس-"

"البيكا الحك ب البيكا في بير بيرة ذرا تحورى دير بات كرتے بين تجھ سے-"البيكا نے كما اور ايك سب البيكا كو اشاره كرديا- وہ باہر چلا كيا- تحورى دير كے بعد دو آدى اندر آئے البيكز اپنے كام ميں مصروف تھا- آنے والوں ميں سے ايك نے كما-

" سراوه فرار ہوگیا۔ ہم نے اس کا پیچھاکیا۔ وہ ای طرف آیا ہے۔"

"تھانے کی طرف؟"

"جی سرا برا تیز لوکا تھا! ارے ..... یہ سرا یہ کون ہے۔ یہ یمال کمال سے آیا؟" اس نے میری طرف دیکھ کر کما اور میرے اندر ایک بو کھلاہث سی پیدا ہوگئ- انسپکٹر نے معنی خیز نگاہوں سے میری جانب دیکھتے ہوئے کما۔

"كول-اى كاكام ع؟"

"سریمی تو ہے۔ تلاشی اُو بھئی۔ تلاشی اواس کی۔" اور جب میرے لباس کی تلاشی کی گئی تو انہوں نے نہ جانے کمان سے سفید رنگ کی دو پڑیاں میری جیب سے برآمد کرلیں۔ انسکٹرنے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

المحال ا

ر میں! چالان چیش کرتا ہے ہمیں ' ہیروئن کے بیچنے والے تین بندے ور کار ہیں۔ بول ان میں سے ایک تو نبنا چاہتا ہے یا اپنے بیان پر دستخط کرے گا؟"

"و سخط نمیں کروں گا۔" اوراس کے بعد انہوں نے میری مرمت کرنا شروع کر

کیے قیدی بنا ہے اور اپنی مرضی سے کیسے نکل جائے گا لیکن فوراً ہی کسی سے کوئی سوال نمیں کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی خاموشی افتیار کرلی۔ میرے ذہن میں تو بس انقاقیہ طور پر ہی اسے دیکھ کر کالے ناگ کا خیال آیا تھا۔ لیکن اس نے اپنا نام ناگو بتایا تھا۔ "صرف ناگو؟"

"انتائی کانی ہے۔ اس کے آگے پیچھے اگر پھھ لگا دیتا تو دنیا کی تصویر ہی بدل ہوئی ہوتی۔ ہوتی۔ " اس نے بے تکی می بات کی جو میری مجھ میں شیس آسکی بھی۔ بسرحال میں اس کے ساتھ رہ پڑا' اور دو سرے دن میج کو جب میں جیل سے باہر علاقے میں ناگو کے ساتھ باہر آیا تو بہت می نگاہوں نے مجھے چو تکے ہوئے انداز میں دیکھا تھا۔ خاص طور سے باکی بابا میرے قریب ہی آگر کیاریوں میں پودے بونے لگے۔ یمی کام میرے سپرد بھی کیا گیا تھا۔ میس نے باکی بابا کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دینے کے بعد کہا۔

" "وہال بیرک میں سارے قیدی تہمارے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ کتے تھے کہ بچہ بہت تی نیک ہے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے حمیس ناگو کے ساتھ باہر آتے دیکھا۔ کیاتم اس کے ساتھ کو تحری میں ہو؟"

"آپ ناگو کو جانتے ہیں باکی بابا؟" میں نے سوال کیا تو وہ میرا چرہ دیکھنے گلے پھر یے۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔ میں ہی کیا جیل کے تمام قیدی اس کے بارے میں جانتے ہیں۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ جیل کے سپاہی بھی اس کے ساتھ بڑے مختلف انداز میں پیش آتے ہیں۔"

"اس کی کوئی خاص وجہ ہے باکی بایا؟"

"بال- اس ك بارك بين كماجاتا ب كه وه شيطان ب-"

میں نے ایک گری سائس کی اور آہت سے بولا۔ "چرے سے تو وہ واقعی شیطان ہی لگتا ہے بابا صاحب لیکن وہ تو بڑا اچھا آدی ہے۔" باک بابا برستور اپنا کام کر رہے تھے۔ قرب و جوار میں قیدیوں کی گرائی کرنے والے محافظ چڑے کے ہٹر لئے گھوم رہے تھے۔ قیدی باتیں ہے شک کر لیتے ہیں لیکن کام روکنا ان کے لئے مناسب نمیں تھا۔ اس کے لئے انہیں معاف نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہرحال باتی بابا تھوڑی دیر خاموش رہے پھر ہوئے۔ لئے انہیں معاف نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہرحال باتی بابا تھوڑی دیر خاموش رہے پھر ہوئے۔ "ویے ایک بری مجیب بات ہے۔ یمال جیل میں اس نے بھی کسی کو کوئی نقصان تو تھیں پہنچایا۔ کہیں سے بھی مید شکایت نہیں ملی لیکن اس کے لئے لوگوں کے خیالات اجھے تھیں پہنچایا۔ کہیں سے بھی مید شکایت نہیں ملی لیکن اس کے لئے لوگوں کے خیالات اجھے

فیکٹری کا مالک انتہائی ظالم اور سنگدل انسان تھا۔ مزدوروں نے مجھے اپنالیڈر چن لیا اور بس فیکٹری کے مالک نے مجھ پر قتل کا الزام لگا کر مجھے سزا کرادی۔ ان بڑے لوگوں سے نمٹنا بڑا مشکل کام ہو تا ہے۔"

"د گربای بابا سوال سے پیدا ہوتا ہے کہ سے بڑے لوگ پیدا کمال ہوتے ہیں؟"

باکی بابا میرے اس سوال کا کوئی جواب شمیں دے سکا تھا۔ مجھے تقریباً تیرہ دن ہو پی تھے۔ جیل کی کو گھریوں میں ردوبدل ہوا کرتا تھا۔ محملے کے افراد اپنی سمولت کے مطابق قید یوں کو ادھرے اُدھر کرتے رہا کرتے تھے۔ تیرھویں دن مجھے جس کو تھی میں بھیجا گیاوہ ایک چھوٹی کی کو گھری تھی اور وہاں صرف ایک آدی موجود تھا۔ اسے دکھ کر میرے اوسان خطا ہوگئے۔ ایسی بھیانک شکل میں نے پہلے بھی شمیں دیکھی تھی۔ کالا ناگ معلوم ہوتا تھا۔ گہری ساہ رنگت چھوٹی سانپ کی طرح چیکدار آبھیں۔ بڑی خوفاک شم ہوتا تھا۔ گہری ساہ رنگت چھوٹی سانپ کی طرح چیکدار آبھیں۔ بڑی خوفاک شم کی تاک ، چرے پر داڑھی اس طرح آلی ہوئی تھی جیے ریگستان میں تھو ہر کی جھاڑیاں اگ آئی ہیں۔ گھے ہوئے بدن کا مالک تھا۔ سب سے بڑی بات سے تھی کہ اس کی زبان تقریباً زیادہ لبی زبان تھی اور اس کم بخت کو بار بار زبان باہر نکالے کی عادت تھی۔ ایک لیے گئے تو میرا دل انچیل کر طق میں آئیا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور اس کی زبان باہر نکل لئے گئے تو میرا دل انچیل کر طق میں آئیا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور اس کی زبان باہر نکل آئی گئین جب وہ بولا تو میں نے جرت سے اسے دیکھا۔ اننا نرم اور میٹھالیجہ تھا کہ لیقین نہ آئی گئین جب وہ بولا تو میں نے جرت سے اسے دیکھا۔ اننا نرم اور میٹھالیجہ تھا کہ لیقین نہ آئی گئا۔

روکی شریف زادے معلوم ہوتے ہو بیٹے! گر نصیبوں کا کیا کیا جائے۔ جس کے نصیب میں جو لکھا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ میری دعا ہے کہ تم اس مشکل سے نکل جاؤ۔ کتنی سزا ہوئی ہے؟" اس کے لیجے اور انداز پر مجھے ڈھارس ہوئی اور میں نے کہا۔

البس اب تو سوله ون ره گئے ہیں۔"

"اچھا۔ اچھا۔ چلویہ خوشی کی بات ہے۔ عمر کی جس منزل میں ہویہ تو ترقی کرنے کی عمر ہوتی ہے لیکن اس ظالم دنیا کا کیا کیا جائے۔ نہ عمر دیکھتی ہے نہ شکل۔ شزادوں جیسی شان ہے تہماری اور بڑے ہو یمال اس جیل میں۔ بیٹے! میرے لائق کوئی خدمت ہو تو جھے بتا دینا۔ میں خود قیدی ہوں لیکن اپنی مرضی کا قیدی بلکہ یوں سمجھ لو کہ دنیا کے جھڑوں سے اکتا کر یمال تھوڑے دن آرام کرنے آیا ہوں۔ جب دل چاہے گا شکتا ہوا یمال سے نکل جاؤں گا۔" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکی کہ یہ شخص اپنی مرضی سے بیال سے نکل جاؤں گا۔" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکی کہ یہ شخص اپنی مرضی سے

ہوئے تھے۔ یہ رات کا بستر تھا۔ ایک موٹا سا کمبل اور ایک دری' مجھے بھی یہ بستر ملنے والا تھا۔ وہ بستر کے پاس پہنچا' کمبل ہٹایا اور پھر ہاتھوں میں پچھ پکڑے ہوئے میرے قریب آلیا۔ ایک ٹرے تھی جس میں ایک بڑی کی پلیٹ رکھی ہوئی تھی۔ پلیٹ میں انتہائی سفید اور کہے لیے چاول تھے جن سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ ساتھ میں دال تھی لیکن ایسا لگنا تھا جیسے ابھی ابھی چو لیے سے اتارے گئے ہوں۔ میں نے پھٹی پھٹی آ تھوں سے انہیں دیکھا تو وہ مسکرا کرولا۔

''کھالو' کھالو' کھالو' دعوت ہے' دعوت۔'' میں شدتِ جیرت سے خاموش تھا۔ اس نے پھر کما۔

"سنا نہیں تم نے کھالو۔" نہ جانے اس کے لیجے میں کیاا ثر تھا میرے ہاتھ خود بخود آگے بڑھ گئے اور پچر میں نے یہ کھانا کھانا شروع کر دیا۔ کیالڈت تھی بیان نہیں کرسکتا۔ تھوڑا ساکھانے کے بعد میں نے چونک کراہے دیکھا پچرپولا۔

"مربابا تأكو آپ؟"

''کھالو' کھالو۔'' وہ کچراہے مخصوص انداز میں بولا۔ ''نگریہ بہت ہے میں کھا نہیں سکا۔''

"جتنے کھا سکتے ہو کھالو۔" میں پھرید لذیذ غذا کھانے میں مصروف ہو گیا۔ ای وقت باہرے سنتریوں کے قدموں کی چاپ سائی دی۔ کھاتا لانے والے قدیوں کی کو ٹھڑیوں میں کھاتا با نٹتے ہوئے ہماری کو ٹھڑی کے سامنے پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے ہم دونوں کو آواز دی اور کھانے کا برتن لانے کو کما لیکن پھر جھے کھاتا کھاتے دکھے کر حیران رو گئے۔

"ارے- یہ کیا کھا رہا ہے تُو اوھرلا اٹھا کرادھر۔" ایک سنتری نے کرخت لیجے میں کہا اور ٹاگوبایا ہنے لگا۔ میں نے ٹاگو بایا کی طرف دیکھا تو اس نے آئکھیں بند کرکے منہ دو سری طرف کرلیا۔ سنتری پھر دھاڑا۔ "سنتا نہیں ہے تُو اوھر لے کر آ کھانا کہاں سے لایا تُو کون لایا تھا؟" میں نے ٹرے ہاتھوں میں اٹھائی اور سلاخوں والے جنگلے کے پاس پہنچ لایا تُو کون لایا تھا؟" میں نے ٹرے ہاتھوں میں اٹھائی اور سلاخوں والے جنگلے کے پاس پہنچ گیا۔ پھر ٹرے میں نے ان کے سامنے رکھ دی۔

"كمال = آيا - يه كمانا؟"

"سنترى تى مجھے ......" ميں نے ليك كر ناكو باباكو ديكھا تو اچانك بى دو سرا سنترى

"ارے ارے توب اوب یہ کیا ہے؟" اس کے ان الفاظ پر میں نے پھر اگر دن تھمائی۔

نہیں ہیں۔ سب کا ایک ہی کہنا ہے کہ وہ ایک سفلی علم کا ماہر جادوگر ہے۔" "ارے......اگر وہ سفلی علم کا ماہر ہے تو جیل کیسے آیا؟"

"آتا رہتا ہے۔ پہ نہیں جرم کیا کرتا ہے۔ تھوڑی تھوڑی سزا ملتی ہے۔ بلکہ ایک بار تو ایک بجیب بات سننے کو ملی اور وہ بجیب بات سے تھی کہ وہ برے گھناؤنے جرائم کرکے آتا ہے۔ سزا بھی لمبے عرصے کی ہوتی ہے لیکن یمال پر بچھ عرصے قیام کرنے کے بعد جب وہ واپس جانا چاہتا ہے تو اپنی سزا معاف کرا لیتا ہے۔ اس کا طریقہ کیا ہوتا ہے ہے کی کو نہیں معلوم۔ وہ بوے اطمینان سے واپس چلا جاتا ہے اور تھوڑے عرصے کے بعد پھر آجاتا ہے۔

" "تعجب كى بات ہے۔" ميں نے كها۔ بسرهال بيد بات باكى بابا اپنى زبان سے اداكر چكے سے كہ يمان جيل ميں بھى اس نے كمى كو نقصان شيں پنچايا تھا۔ بيد اس كى بھيانك شكل ہى جو كتى تھى جس كى وجہ سے لوگ اس سے نفرت كرتے تھے۔ بعض او قات ايما ہو تا ہے شام كو ميں واپس اس كے ساتھ اس كى كو نھرى ميں پانچ گيا۔ پورا دن اس سے الگ گرزا تھا۔ اس نے مجھے ديكھا اور مكردہ انداز ميں مسكراتا ہوا بولا۔

"آ گئے بچا چلو فھیک ہے۔ ابھی تھوڑی در کے بعد کھانا آنے والا ہے۔ کھنے دن ہو گئے تنہیں یمال آئے ہوئے؟"

> "آج چودہ ہوگئے۔ کل سے پندر حوال دن شروع ہوگا۔" "کھانے مینے کو تو ڈھٹک سے نہیں ملا ہو گاس دوران۔"

میں نے افسردگی سے اسے دیکھا اور پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ ''بس ٹاکو بابا! کھانے پینے کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ زندگی کے اور دوسرے مسائل استے ہیں کہ کھانا پینابعد میں ہوجاتا ہے۔''

" ہاں' ہاں' ہاں۔ واقعی' واقعی' واقعی۔" اس نے عجیب سے انداز میں کہا گھر آگھیں بند کرکے کچھ سوچنے میں مصروف ہوگیا۔ میں نے غور سے اس کا چرہ دیکھا۔ واقعی بڑا بھیانک چرہ تھا۔ عجیب وغریب لگتا تھا۔ اگر وہ بھی رات کی شمائیوں میں کسی کے سامنے آجائے تو یقیناً اسے دیکھنے والا دہشت زدہ ہوجائے۔ پھراس نے آئھیں کھول کر مجھے، مکھا کھر لالا۔

"چلو تمهاری دعوت ہے۔ کیا سمجھے وعوت ہے۔" میں نہ سمجھنے والے انداز میں اے دیکھتے والے انداز میں اے دیکھتا رہاتو وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ چھوٹی سی کو تھڑی کے ایک جھے میں کچھ کیڑے پڑے

1168

"جی ناگو بابا۔ ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا لیکن بچھ پر ایک جیب ی جیب طاری ہوگئ تھی۔ پھر ناگو باباس کے بعد خاموش ہوگیا۔ رات کو میں کمبل بچھا کر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ بدن میں ایک جیب ی اینتھن شروع ہوگئ بھی۔ جب بھی اس غذا کا خیال آتا تو میری نگاییں اس کمبل کی طرف اٹھ جاتیں۔ بچھے تو یہ سب جادد گری می محسوس ہوئی تھی۔ ایک بار میرا دل چاہا کہ جاکر کمبل کے بنچ جھاکوں اور دیکھوں کہ بچا ہوا کھانا اب کس شکل میں ہے۔ ناگو بابا کی طرف دیکھا تو کروٹ بدلے سو رہا تھا۔ میں خاموشی سے اپنی جگہ سے اشحا اور آہستہ قدموں سے چانا ہوا اس جگہ پنچ گیا جمال وہ کمبل پڑا ہوا تھا۔ ناگوبابا کے طرف دیکھا تو گا ہوا تھا۔ میں ناموشی سے اپنی بھی اور کمبل پڑا ہوا تھا۔ ناگوبابا کے بابستر نہیں بچھایا تھا بلکہ یو نمی زمین پر مڑا تڑا پڑا ہوا تھا۔ میں نے کمبل اٹھا کر دیکھا تو دہال کی بڑے کا نام و نشان نہیں تھا۔ خوب اچھی طرح خور کرلیا میں نے کمبل اٹھا کر دیکھا تو دہال کی بڑے کا نام و نشان نہیں تھا۔ خوب اچھی طرح خور کرلیا میں نے کہا اٹھا کر دیکھا تو دہال کی بڑے گا کہ ناگو سفلی علم کا ماہر ہے۔ بہرحال میں پھرواپس آگر اپنی جگہ لیٹ گیا۔ یہ لیٹ گیا۔ یہ لیٹ گیا۔ یہ کہا کہا ہیں تھی۔ ایک میں اس سکتی تھی۔ مجھے واقعی اب یہ لیک بیا تھیں ہوئے لگا کہ ناگو سفلی علم کا ماہر ہے۔ بہرحال میں پھرواپس آگر اپنی جگہ لیٹ گیا۔ گوئی بھٹرا نہیں گوئی پرشانی کی بات نہیں تھی۔ اگر اپنی جگہ لیٹ گیا۔ گوئی پرشانی کی بات نہیں تھی۔ اگر اپنی کوئی بات ہے تو میرا اس سے کوئی جھٹرا نہیں گوئی پرشانی کی بات نہیں تھی۔ اگر اپنی کوئی بات ہے تو میرا اس سے کوئی جھٹرا نہیں گوئی پرشانی کی بات نہیں تھی۔ اگر اپنی کوئی بات ہے تو میرا اس سے کوئی جھٹرا نہیں

ہے۔ وہ بچھے کیا نقصان پنچائے گا۔

آدھی رات سے زیادہ گزر چکی تھی جب دوبارہ میری آ تھے کھل گئے۔ راہداری پی مدہم می روشنی کا ایک بلب لگا ہوا تھا۔ دور کمیں پہرہ دینے والے سنتری کے بوٹوں کی آواز صاف آری تھی۔ ناگو بابا سو رہا تھا۔ میری نگاہیں اس کی جانب اٹھ گئیں۔ لیکن اوپانک ہی میرے ذہن کو ایک بہت ہی شدید چھٹکا لگا کہ بیں گنگ سارہ گیا۔ شاید سے میری نظر کا دھوکا تھا وہی بج تھا۔ آہ کیا ہی بھیانک منظر تھا۔ ناگو بابا کی گردن اس کے دھڑے کوئی نظر کا دھوکا تھا وہی بج تھا۔ آہ کیا ہی بھیانک منظر تھا۔ ناگو بابا کی گردن اس کے دھڑے کوئی ساتھ نہیں تھی۔ بی ایشا ہوا تھا لیکن اس کی گردن اس کے دھڑے کوئی ساتھ نہیں تھی۔ بی دہشت زدہ انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھٹی پھٹی آ تکھوں سے اسے دیکھتے نگا۔ پھر ایک اور احساس ہوا تھے وہ سے کہ ناگو بابا کا وہ ہاتھ جو کروٹ برائے کی وجہ سے اوپر ہونا چاہئے تھا' وہاں موجود نہیں ہے۔ میں نے آ تکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ مدہم روشنی میں مجھے وہ ہاتھ بھی کٹا پڑا نظر آیا اور اس کے بعد میری وحشت زدہ چچ نکل گئے۔ روشنی میں بجھے وہ ہاتھ بھی کٹا پڑا نظر آیا اور اس کے بعد میری وحشت زدہ چے نکل گئے۔ میرے بدن میں ایک ہار پڑی ہوئی تھی۔ میرے بدن میں ایک ہار پڑی ہوئی تھی۔ میرے بدن میں ایک ہار پڑی کر کرزا ساطاری ہوگیا۔ کمیں اس کے قتل کے الزام میں جھے ہی میرے بدن میں ایک ہار پڑی کر کرزا ساطاری ہوگیا۔ کمیں اس کے قتل کے الزام میں جھے ہی موت کی سزانہ دے دی جائے۔ میں بی نہ بھینس جاؤں۔ سے ہوا کیا؟ کس نے مار دیا اس موت کی سزانہ دے دی جائے۔ میں بی نہ بھینس جاؤں۔ سے ہوا کیا؟ کس نے مار دیا اس

سنتری میری ٹرے کو دیکھ رہا تھا۔ میری نگاہیں بھی ٹرے کی جانب اٹھ گئیں اور اس کے بعد میرے پورے بدن میں وہ لرزا طاری ہوا کہ بیان نہیں کرسکتا۔ بس یوں لگنا تھا جیسے جاڑا بخار چڑھ گیا ہو۔ وہ ٹرے جس میں سفید چاول بھرے ہوئے تھے۔ اس میں لجے لیے سفید کیڑے نظر آرہ تھے۔ گندگی کے وہ کیڑے جو عام طور سے شدید گندگی میں پیدا ہوجاتے ہیں۔ یہ وہ بچ ہوئے چاول تھے جو میں کھا رہا تھا۔ وال کی پلیٹ میں بھی غلاظت بھری ہوئی تھی۔ سنتریوں کے مند سکڑ گئے تھے۔ ایک نے مند پر رومال رکھ لیا تھا۔ میری وہ پھٹی پھٹی می آنکھیں اس ٹرے کو دیکھ ربی تھیں اور جھے چکر آرہ ہے۔

دیکھنا لینا ہے یا جائیں ہم لوگ؟" ایک سنتری نے کما۔

دیکھنا لینا ہے یا جائیں ہم لوگ؟" ایک سنتری نے کما۔

''گریہ کیا کر رہا ہے یہاں پر' یہ ٹرے کہاں ہے آئی اور میہ برتن؟'' ''یار فضول ہاتیں نہ کرو۔ چلو میری طبیعت خراب ہو رہی ہے۔'' ایک سنتری نے کہا اور وہ وہاں ہے آگے بڑھ گئے۔ میں بری طرح چکرا رہا تھا اور میرے اندر کی جو حالت تھی اے میں آج بھی الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ ٹاکوہایا کی طرف دیکھاتو وہ نہس رہا تھا۔ ''پاگل سالے' پاگل سالے' پاگل سالے۔'' وہ اپنے مخصوص انداز میں کہہ رہا تھا۔

OO, ONCUPAL, COM

" لے آ' لے آ' اٹھالا۔ پاگل سالے۔" ناکونے کہا۔ میں نے گھناؤنی نگاہوں سے ٹرے کی طرف دیکھا تو ایک بار پھر بھھ پر جرتوں کے بہاڑ ٹوٹ گئے۔ وہی سفید چاول وہی خوشما دال جو ایک لمحے پہلے ایک جیب وغریب غلیظ شے نظر آرہی تھی۔ میں نے پھٹی پھٹی آکھوں سے اس کو دیکھا تو ناکو بابانے کہا۔

''کھالیا تُونے' جا اٹھا اور آے اس کمبل کے نیچے رکھ دے۔ میرا کھانا بھی گیا۔ لے گئے سالے۔'' اور پھر میں نے ناگو باباکی ہربات پر عمل کیالیکن سے عجیب وغریب بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ پھر میں نے افسوس بھرے کہتے میں کھا۔

"إبا! آپ بھوكے رہ گئے۔"

"فیکے 'فیکے 'فیک ہے۔"

"مگرایک بات بتائے۔ جب دہ لوگ ٹرے میں جھانک رہے تھے تو مجھے بھی اس میں لمے سفید کیڑے نظر آئے تھے۔"

"اندھے تھے اندھے تھے۔ تم ب اندھے ہو۔ ایک من بی اندھے ہوجاتے ہو۔ خیر کوئی ایس بات نمیں ہے تم فکر مت کرو۔ میں کتا ہوں تم فکر بالکل بی نہ کرو کیا اس نے بچھے دیکھ کر مشکراتے ہوئے کہا۔ "بابر علی' بابر علی' بابر علی۔" "کیا کام کر رہے تھے ناگو بلا؟"

"کام ...... کام میں کب کرتا ہوں کام میرے طازم کرتے ہیں میرے خادم کرتے کیا سمجھا؟"

"جي مجھے يقين ہے۔"

"سن- ایک بات کموں- بڑے آدمیوں کی بات ہو ربی تھی نا۔ میرے اور تیرے در میان' ان بڑے آدمیوں کو چھوٹا آدمی بنانا مجھے آتا ہے۔ تو سیکھے گا؟" میں نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

> ''میں کیے سکی سکتا ہوں ناگو بلا؟'' ''میں سکھاؤں گا تختے میں بتاؤں گا۔ کیا سمجھا؟'' ''ہی۔''

" نہیں ایسے نہیں- تو اگر مجھے پاگل سمجھتا ہے تو پاگل نہیں ہوں بچے ' دوبار دیکھ چکا ہے تو کہ بیں پاگل نہیں ہوں- اب یہ الگ بات ہے کہ میری زندگی کا مشغلہ دو سمرا ہے۔ کیا سمجھا' میں بہت کچھ بناؤں گا بچھے' بہت کچھ سکھاؤں گا لیکن ایسے نہیں' ایسے بالکل نہیں- شاگرد بنتا پڑے گا بچھے میرا' کیا سمجھا؟" میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا بھراس نے کہا۔

" بین مجھے اتنا طاقتور بناؤں گا کہ تو سارے بڑے آدمیوں سے اپنا برلہ لے سکے گا۔" اچانک ہی میرے ذہن میں ایک چھناکہ ساہوا۔ ایک عجیب سااحساس پہلی بار میرے دل میں پیدا ہوا۔ میں نے ایک لیحے کے لئے سوچا کہ در حقیقت کتی آسانی سے میری بال کو مار دیا گیا اور وہ لوگ بڑے اطمینان سے بچ گئے جو میری مال کو مار کر بھاگ گئے۔ میں کو مار دیا گیا اور وہ لوگ بڑے الممینان سے بچ گئے ہو میری مال کو مار کر بھاگ گئے۔ میں ہوں۔ کچھ بھی شمیں بگاڑنے کی بات کی تو اس وقت جیل کی کو شمری میں ہوں۔ کیا اس بے بی کی زندگی سے موت اچھی شمیں ہے؟ کیا طاقت کے حصول کے لئے کوشش شمیں کرنی چاہئے۔ مال کے قاتلوں سے بدلہ بھی لینا ہے اور اپنی زندگی گزارتی کوشش شمیں کرنی چاہئے۔ مال کے قاتلوں سے بدلہ بھی لینا ہے اور اپنی زندگی گزارتی ہے۔ تعلیم کون می پوری ہوگی! سب پچھ تو ادھورا رہ گیا اور ادھورا رکھنے والے لوگ آزادی سے زندگی گزار رہے ہیں۔ ان سے انقام لینے کے لئے دنیا میں پچھ بھی کیا جاسکا ہے۔ واقعی طاقت کا حصول اس دور میں جھنے کے لئے بڑا ضروری ہے ورنہ زندگی چھنے

کو؟ میں آہت آہت اپنی جگد سے کھسکا۔ اب ہمت تو کرنی ہی تھی۔ ظاہر ہے ان حالات میں میراکوئی مددگار تو تھا نہیں۔ کس کو آواز دیتا کس سے پچھ کہتا۔ تھوڑا سا قریب پپنچ کر میں نے اس کے فکڑے فکڑے فکڑے بدن کو دیکھا اور اس کے بعد ایک اور احساس ہوا۔ اس کے جسم کے ان کئے ہوئے حصوں پر خون کا کوئی نشان نہیں تھا۔ وہ بس جسم سے علیحہ ہ تھا۔ جھے چاولوں والی بات یاد آئی۔ کہیں ہے کوئی جادوئی عمل نہ ہو۔ غرض ہے کہ میں اس دیکھتا رہا میری سجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ اسے دیکھتے میں اس قدر محو ہوگیا تھا کہ سنتری کے قدموں کی آواز ہی نہ سائی دی۔ سنتری دروازے پر آگر کھڑا ہوگیا تھا۔ پھر جب سنتری کے قدموں کی آواز ہی نہ سائی دی۔ سنتری دروازے پر آگر کھڑا ہوگیا تھا۔ پھر جب اس نے تاریخ کی تیز روشنی مجھ پر ڈائی تو میں چونکا۔

''کیا کر رہاہے؟'' سنتری کی آواز ابھری اور میں نے پلٹ کر اے دیکھا۔ ''پچھ بھی شیں سنتری صاحب۔ بب..... بیٹھا' بیٹھا ہوا تھا۔'' سنتری نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کھڑا ہوجا۔" میں وہیں کھڑا ہوگیا لیکن میرے پاؤں بری طرح کرز رہے تھے۔
"سامنے سے ہٹ۔" وہ چھر بولا اور اس کے بعد اس نے ٹارچ کی تیز روشنی ناگو بابا
پر ڈال۔ میں نے سوچا کہ چلو چھٹی ہوئی۔ اب اس کے بعد کوئی بھیانک کھیل شروع ہو
جائے گاکیکن سنتری کے انداز میں اطمینان دیکھ کریں نے پلٹ کرناگو بابا کو دیکھا اور ایک
بار پھر میرا سر چکرا گیا۔ میں ایک بار پھر جیران رہ گیا تھا کہ ناگو بابا بالکل پہلے جیسی حالت میں
تھا اور آرام سے سو رہا تھا۔ سنتری نے ڈیٹ کر کھا۔

" چہل آرام سے سوجا۔" اس کے بعد وہ آگے بڑھ گیا میں نے ایک بار پھر تا گو بابا کو غور سے دیکھا۔ اب وہ بالکل سیج سالم تھا۔ میں نے آئکھیں بند کرکے گردن جھنگی اور آکے اپنے کمبل میں لیٹ گیا۔ لرزشیں بے پناہ تھیں۔ خوف سے جان لگلی جاری تھی۔ میں نے دل میں سوچا کہ کل کسی نہ کسی طرح موقع پاکر باکی بابا کے پاس جاؤں گا اور ان سے کموں گا کہ مجھے اس کو تھری سے دو سری جگہ خفل ہونے کی ترکیب بتا کیں۔ میں واقعی ایک سفلی علم کے ماہر جادوگر کے ساتھ ہوں اور نہ جانے کب اور کس وقت کیا ہوجائے۔ ایک ایس خوفاک باتیں تھی۔ پھر باقی رات ایک ایس خوفاک باتیں تھی۔ پھر باقی رات ایس جاگنا ہی رہا اور طبیعت پر ایک بجیب می کیفیت طاری تھی۔ لیکن دو سرے دن باقی بابا سے جاگنا ہی رہا اور طبیعت پر ایک بجیب می کیفیت طاری تھی۔ لیکن دو سرے دن باقی بابا سے میری ملا قات ضیں ہوئی۔ کمیس اور ڈیوٹی گئی ہوئی تھی ان کی۔ رات کو پھر واپس ہی گوٹھری میں اس کے پاس پہنچا تو میری میں آنا پڑا۔ ناگو بھی کمیس اور کام کرتا رہا تھا۔ میں کو ٹھری میں اس کے پاس پہنچا تو

باع- بس ایک سو اکیاون دفعہ یہ الفاظ این منہ سے ادا کرے "آ تکھیں بند کرے داوار كى طرف وكي كر بيشاره-سب تحيك موجائ كاله بالكل تحيك موجائ كاله ين تجمي بتاؤل گا کہ اس کے بعد مجھے کیا کرنا ہوگا۔" میں ان الفاظ کو یاد کرنا رہا اور اس کے بعد میں نے این طور بر فیصلہ کرلیا کہ بو راھے ناگو کے کہتے پر عمل کروں گا۔ پہلی ہی رات میں جب اس وقت خوب تاریکی مجیل گئی تھی۔ جیل کے ہرقیدی کی آتھوں میں نیند آگئ تھی۔ ناکو بلا بھی سوچکا تھا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس دیوار کی جانب جا بیشا جمال بیٹھ کر جھے ہی منتر روصنا تھا۔ میری نگامیں دیوار پر جی ہوئی تھیں۔ باہر راہداری میں کے پیلے بلب کی روشنی کا ایک دهبه دیوار کے اس گوشے پر پر رہاتھا جس سے بچھے یہ دیوار نظر آرہی تھی۔ اولے ہوئے سمنٹ میں کلڑے کرے سے بنے ہوئے تھے۔ اس وقت ال مکروں کی كوئى شكل نمين عتى- مين في وه منزروهنا شروع كرديا اور الكيول ير انهيل كنف لكا- سو تك پنچا بحرايك سواكيس تك جب من ايك سواكيس تك پنچا تو مي نے ديكھاك داوار پر سمنٹ کے جو ٹوٹے ہوئے گاڑے ہیں وہ اپنی جگد متحرک ہو رہے ہیں۔ جھے بالكل يون لكا جيس توق موئ مكرون كي شكل تبديل موتى جاري موسية شكل عجيب و غریب شکل اختیار کرتی جارای متی۔ بھی مجھے سیمٹ کے مکروں سے بنا ایک بھیانک چرہ نظر آیا۔ بھی کچھ بشتی ہوئی عورتیں ' بھی ایک درخت اور ایک چبورہ ' یہ سب میرا وہم شیں تھا۔ بلکہ جو پچھ تھا میری آ تکھوں کے سامنے ہو رہا تھا۔ شکلیں بدلتی جارہی تھیں اور یں جران نگاموں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اجاتک ہی میرے ذہن کو ایک جھٹا سالگا اور میری نگاہ اپنے ہاتھوں کی جانب اٹھ گئی۔ جو نشان میں ڈال رہا تھا وہ ایک سو اکیاون تک جران نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اب نہ کوئی بدلتی ہوئی شکل تھی اور نہ کوئی اور چیز بس ٹوئی دیوار تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور خاموثی سے اینے کمبل میں جاکر کیٹ اليال كين محنول اس بارے ميں سوچا رہا تھا۔ يد ديوار ميں اجانك تبديليال كيے موتى جارتی تھیں۔ پھرایک وم مجھے احساس ہوا کہ میں جادو سکھ رہا ہوں۔ اب اسقدر تا مجھ نمیں تھا کہ ناکو بایا کا یہ عمل نہ مجھ سکتا۔ وہ مجھے جو کچھ سکھا رہا تھا میں ای کے اثر میں مثلا تھا۔ یمال تک کہ نیند آئی۔

دوسری مج کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ہم وگوں کو پھر مشقت پر بھیج دیا گیا۔ ویسے جل کے حکام نے میرے ساتھ ابھی تک کوئی برا سلوک نہیں کیا تھا اور میں بری معمولی والے تو قدم قدم پر موجود ہیں۔ بھی بھی جیتا نہیں چھوڑیں گے۔ ناگو میری صورت دکھے
رہا تھانہ جانے کیوں بچھے ایک لمحے کے لئے محسوس ہواجیے اس کی آ تکھوں ہے روشنیال
پھوٹ رہی ہیں اور بالکل اس طرح میرے چرے پر پڑ رہی ہیں جیسے کمی پروجیکڑے فلم
چلائی جاتی ہے اور روشنی پردے پر پڑتی ہے۔ کیا ان خیالات کا مرکز ناگو بابا کی آ تکھیں' ان
کی سوچ ہے۔ میں نے دل میں سوچا اور اس کے بعد میں نے ناگو بابا ہے کما۔
"ہاں ناگو بابا واقعی اس دنیا میں طاقت کا حصول بڑا ضروری ہے۔"
"واہ رے' واہ رے' واہ رے۔ اچھا فیصلہ کیا تونے۔ تو پھر کیا خیال ہے؟"
"ناگو بابا طاقت کیے حاصل کی جاسکتی ہے؟"

"بال- تجمع معلوم ہے کہ وقت خود اپنے فیطے کرتا ہے۔ ورنہ وہ لوگ تجمع میری کو تھری میں معقل نہ کرتے ہے۔ میری کو تھری میں منطل نہ کرتے ہے تین دان تک تجمع ایک جاپ کرنا ہوگا۔ کرے گا؟" "جاپ کیا ہوتا ہے؟"

"ایک منز روهناروے گا۔ منز منز منز منز۔" "گر جھے تو کوئی منز نہیں آیا۔" میں نے اے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بک بک کیوں کرتا ہے۔ میں بناؤں گا۔ میں بناؤں گا۔ کیا سمجھا؟" "جی۔"

"جی وی کیا۔ ول سے بنا طاقت حاصل کرنے کے لئے تو میری ہدایت پر عمل کرسکتا ہے؟"

" " الله بالاس من كوئى شك سي به كم اس دنيا من جينے كے لئے يہ سب كھ كرنا يوتا ہے۔"

ہاں' بالکل بالکل۔ یمی تو میں جھ سے کمہ رہا تھا۔ تو جو کچھ میں کمہ رہا ہوں وہی کر۔
اب میں تجھے وہ منتر بتاتا ہوں اچھی طرح ذہن میں دہرائے اور آج ہی سے شروع
ہوجا۔" اس نے کچھ ایسے الفاظ مجھے پڑھائے جو برٹ شیڑھے میڑھے تھے اور جن کا
مطلب بالکل میری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ وہ مجھے یہ الفاظ یاد کراتا رہا۔ تین چار بار ہی میں'
میں نے یہ الفاظ یاد کر لئے گھرمیں نے اس سے کما۔

"ليكن ميس كرول كيااب؟"

"رات کو جب خاموشی چھا جائے تو اس کونے میں جاکر بیٹھ جا اور جو الفاظ میں نے کچھے بنائے ہیں انہیں ایک سو اکیاون وفعہ پڑھ۔ خبردار! ایک وفعہ بھی بھول نہ ہوئے

ك بعديمال ع نكل جا-"

"محیک ہے ناگو بابلہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" ناگو بابا ظاموش ہو گیا اس کے بعد واقعی دن بڑی تیزی سے گزرنے لگا اور پھر جب دو سرے دن میری سزا کے دن ختم ہوئے والے تتے اور مجھے آزادی ملنے والی تتی تو ناگو بابائے مجھے اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ میں نے تجھے اپنا چیلا بنایا ہے۔ تمین دن کے جاپ کے بعد میں نے تجھے سے اس جاپ کے بارے میں پچھ بھی نہیں کہا۔ تو یہ تو نہیں سوچ رہا کہ وہ سب پچھے میں نہات کر رہا تھا؟"

"منیں ناگو بابا! میں آپ کی بے پناہ عزت کرتا ہوں۔" "تو سن! اُب جو کچھ میں تختجے بتاتا ہوں وہ کر۔ ویسے ایک بات بتا۔ باہر کی ونیا میں جانے کے بعد تو کیا کرے گا؟"

" ناگو بابا! کوئی بھی کام میرے سامنے نہیں ہے۔ میرا گلہ جہال میرا گھرہے۔ سید سے سادھے شریف لوگوں کا گلہ ہے لیکن اس گھریں ' میں واپس نہیں جانا چاہتا۔ وہاں میری ماں کی یادیں بھری پڑی ہیں اور میری ہر سوچ میں میری ماں کا تصور موجود ہے۔ میں اس گھریں واقعی واپس نہیں جانا چاہتا۔ کسی بھی فٹ پاتھ پر کسی بھی جگہ زندگی گزار سکتا ہوں اور پھر ایک اور بات بتاؤں آپ کو۔ میرے محلے کے لوگ بے حد شریف ہیں۔ ہوں اور پھر ایک اور ایک اور اچھا انسان بوے نیک اور ایک ازام میں سزا کات رہا ہوں۔ ہوں۔ سب کو معلوم ہوچکا ہے کہ میں منشیات فروشی کے الزام میں سزا کات رہا ہوں۔ کون میرے بارے میں اب وہاں نہیں جانا ہو ہیہ میں نہیں جانا۔ میں اب وہاں نہیں جانا ہو ہیہ میں نہیں جانا۔ میں اب وہاں نہیں جانا ہو ہیہ میں نہیں جانا۔ میں اب وہاں نہیں جانا ہو ہیہ میں نہیں جانا۔ میں اب وہاں نہیں جانا۔

"فحک پر کمال جاؤ کے؟"

"بس شرك فث پاتھ 'پارك موجود ميں۔ وہيں اپنے لئے زندگ تلاش كروں گا۔" "ميرا چيلا بننے كے باوجود-" اس نے كما اور ميں دكھ بھرى نگاہوں سے اس كى صورت ديكھنے لگا۔ پھر ميں نے كما۔

" پھر مجھے آپ بتائے ناکو بابا۔" ناکو نے اپنے سے کے پاس پکھ نؤلا اور پھر ایک جالی نکال کر مجھے دی۔

"بے چالی ہے۔ تو میرے بتائے ہوئے ہے پر جائے گااور یماں قیام کرے گا۔ یہ میرا فلیٹ ہے اور اس میں زندگی کی ہر خوشی تیرے لئے موجود ہے۔ میرانظار مت کرنا اس ی سزا کاٹ رہا تھا۔ آج بھی باکی بابا نظر نہیں آئے لیکن اب میرے ول میں ان سے ملنے کی خواہش نہیں تھی۔ کی خواہش نہیں تھی۔ پہلے جو اضطراب میرے دل میں تھا۔ اب اسکانام و نشان نہیں تھا۔ ناگو بابا اب مجھے اپنا استاد ہی محسوس ہو تا تھا۔ آج ون میں وہ میرے ساتھ کام کر رہا تھا اور میں ایک نیک اور سعادت مند شاگر دکی طرح اس کے کام بھی کر رہا تھا۔ ناگو بابا نے ہنتے ہوئے مجھے دیکھا اور بولا۔

"واہ رے چیلے۔ تو تو چ کچ کا چیلا بن گیا۔ کیما لگ رہا ہے مجھے؟ پکھ اور تماشے کھے گا؟"

"كي تماش نأكو بابا؟"

"چل چھوڑ جانے دے۔ زیادہ بنانا ہے کار ہوگا۔ جاپ کیا تھا رات کو؟" "ہاں۔ ناگو بابا۔"

" فُحيک ہے۔ مجھے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ تونے وہاں دیکھا جو کچھ کیاسب جانتا ہوں میں۔ تین دن کا جاپ ہے اس کے بعد آزادی۔ کیا سمجھا؟" "ناگو بایا ایک بات بتائے۔"

> "ہاں-" "آپ کتنے دن تک یمال بیں؟"

"ارے ارے پاگل- بنایا تنیس تھا میں نے تخفے؟ میں یمال آرام کرنے آتا ہوں۔ جب دل چاہتا ہے آجاتا ہوں اور جب دل چاہتا ہے چلا جاتا ہوں۔"

"فیک-" ہرحال اس کے بعد دوسرا دن ختم ہوا رات آئی اور یس نے وہی جاپ
کیا۔ میں نے دیوار کے اس گوشے کے سامنے بیٹھ کر روشنی کے پہلے وجے پر نگاہیں
جمائیں۔ اپنے جاپ کا آغاز کیا۔ سارے الفاظ میرے علم میں تھے۔ سب کچھ س رہا تھا۔
د کچھ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد دیوار کے نقوش میں تمایاں تبدیلیاں ہونے لگیں اور
اس کے بعد اس وقت تک جب تک میں جاپ کرتا رہا۔ دیوار کے دھے بدلتے رہے۔
آج کا جاپ بھی ختم ہوا۔ زندگی معمول کے مطابق تھی۔ کوئی تبدیلی نمیں تھی اس میں '
تیسرے دن کا جاپ ممل ہوا تو میں یُرسکون ہوگیا۔ ناگو بابانے صبح المحقے ہی کما۔

"اب تجھے باہر نکلنے سے کوئی نہیں روک سکتا لیکن میں تجھے ایک مشورہ دوں۔ تیری سزا کے جلتے دن باتی رہ گئے ہیں۔ انہیں بھی آرام سے گزار لے 'اگر کوئی کمی سزا ہوتی تو بات دوسری تھی۔ چند روز کی بات ہے۔ خاموشی سے بیے چند روز اور گزار لے اور اس

فلیٹ پر چلے جانا۔ وہاں تیجے ضروریاتِ زندگی کی اشیاء مل جائیں گی اور پھر تیجے جو کچھ بناؤں گا تیجے وہی کرنا ہے۔ کیا سمجھا؟" "جی۔"

"میرے فلیٹ کے بالکل سامنے والے فلیٹ میں تجھے ایک شخص ملے گا اور وہ تیرے ساتھ رہے گا۔ ایک بات کا خیال کرتا' اس سے کسی قتم کا اختلاف نہ کرنا' جو کچھ وہ کئے اس میں شامل رہتا' وہ تنہیں زندگی کی دو سری حقیقتوں سے روشناس کرائے گا۔"

کے اس میں شامل رہتا' وہ تنہیں آپ کمیں گے ناگو بابا!" میں نے جواب دیا۔ فلیٹ کی جابی میں نے اپنی احتیاط سے رکھ لی۔ دو سرے دن جیلر نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ سرسے پاؤں تک مجھے دیکھا اور بولا۔

"دیکھنے میں تو بظاہر تم ایک شریف لڑکے لگتے ہو۔ میرے اساف نے جھے بتایا ہے کہ تم نے کسی قیم کی سرکٹی نمیں کی اور کسی کو شکایت کا موقع نمیں دیا۔ میں اس کے لئے تمہارا شکریہ بھی اوا کرتا ہوں اور تمہیں مبار کباد بھی دیتا ہوں۔ ہم بھی انسان ہی ہوتے ہیں۔ جب ہمارے ورمیان بہت ہی برے اور سرکش لوگ آجاتے ہیں تو ہمیں انسانیت کے منصب سے بینچ افرتا پڑتا ہے۔ فیر ٹھیگ ہے۔ دیکھو بیٹے! ابھی تو تم لے انسانیت کے منصب سے بینچ افرتا پڑتا ہے۔ فیر ٹھیگ ہے۔ دیکھو بیٹے! ابھی تو تم لے زندگی کا آغاز کیا ہے۔ زندگی کوئی معمول چیز نمیں ہوتی کہ اسے تجربات کی غذر کر دیا جائے۔ محنت مزدوری کی دو رونیاں انسان کو جو خوشی دیتی ہیں۔ ناجائز کمائی کا کروڑوں موسیہ بھی وہ خوشی نمیس میہ باتیں بتاؤں کہ دوبارہ موسیہ بھی وہ خوشی نمیس دے سکتا۔ میرا فرض ہے کہ میں حمیس میہ باتیں بتاؤں کہ دوبارہ کھی تم اس بری جگہ ننہ آؤ۔ اب جاسکتے ہو۔"

میں باہر نکل آیا۔ ایک ممینہ ہی گزرا تھا جیل کے اندر لیکن اس وقت باہر کی دنیا جھے اس وقت کتی اجنبی لگ رہی تھی کہ ناقائل بیان۔ آزادی کی نعمت واقعی ہے مثال ہوتی ہے۔ انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ جن گلیوں 'سڑکوں اور بازاروں میں وہ ہے متقد گھومتا پھرتا ہے اس کی زعدگی کس قدر حمین ہے۔ جب ان سے فاصلے ہوجاتے ہیں تو پھر اس زندگی کے حسن کا صحیح طور پر احساس ہوتا ہے۔ پھر بہت می سوچوں بہت سے خیالوں نے جھے گھیر لیا۔ پہلے میں سیدھا قبرستان پنچا جہاں میری ماں کی قبر تھی۔ قبر کی صفائی نے جھے گھیر لیا۔ پہلے میں سیدھا قبرستان پنچا جہاں میری ماں کی قبر تھی۔ قبر کی صفائی کرکے اس پر پھول ڈالے اور اس کے بعد اس کے پاکھتی بیٹھ گیا۔ میری آ تھوں میں شکایت تھی۔ ماں تو میری ذندگی کا محور تھی۔ ایک دلچیپ اور محبت کرنے والی صخصیت۔ شکایت تھی۔ ماں کے بعد پھی نہیں تھا۔ بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہا اس کے بعد وہاں کا نکات میں اس کے بعد پھی نہیں تھا۔ بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہا اس کے بعد وہاں کیکٹنٹ میں اس کے بعد پھی نہیں تھا۔ بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہا اس کے بعد وہاں کا نکات میں اس کے بعد کیل

ے اٹھا اور بے مقصد چانا ہوا قبرستان ہے باہر آگیا۔ ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک یں سروں پر مارا مارا پھرتا رہا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ پھراچانگ ہی کمی کام ہے میرا ہاتھ اپنے لباس کی جیب کی طرف گیا تو جھے اس چالی کی موجودگی کا احساس ہوا اور اس وقت میں بالکل اجنبی انداز میں اس بارے میں سوچنے لگا۔ یہ چالی واقعی ایک حقیقت ہے یا پھر محض ایک دھوکا ایک افسانہ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ناگو ہوی بجیب و فریب چیز تھی۔ کیا وہ پاگل تھا اور اگر واقعی پاگل نہیں تھا تو کیا میں اس کی ہدایت پر عمل کروں؟ اس وقت جب میں جیل کی کو ٹھری میں اس کے ساتھ تھا تو میرے دل میں اس کے لئے بوی وقت جب میں جیل کی کو ٹھری میں اس کے ساتھ تھا تو میرے دل میں اس کے لئے بوی عقیدت ' بڑا احترام تھا لیکن باہر نگلنے کے بعد یوں لگ رہا تھا جیے وہ ایک بھولی بسری کمائی ہواور میرا اس کمائی سے کوئی تعلق نہ ہو۔

بسرحال میں کافی در تک مید سوچتا رہا اور اس کے بعد میں نے وہ پند اپنے ذہن میں وہرایا۔ اس علاقے کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ بد بات بھی مجھے معلوم تھی کہ دہاں بت بی اعلی درج کے فلیٹ بے ہوئے ہیں اور فلیوں کے ایک ایے بی منصوب یں تیری منزل پر یہ قلیث بھی تھاجو بقول ناگو کے اس کی اپنی ملکیت قط میں نے سوچا کہ ذرا چل کر دیکھا تو جائے اور پھر تھو ڈی ویر کے بعد میں اس بلڈنگ میں واخل مور با تھا۔ كيا شاندار عمارت تفى- رابداريول مين قالين تجيه موت تقد صفائي كرف وال إدهر ے أدھر كھوم رہے تھے۔ يہ اعلى ورج كے لوگوں كاعلاقہ تھا اور يمال ايك كمينى بى موكى تھی جے ادائیگیاں کرنی پڑتی تھیں جس کے نتیج میں وہ اس بلڈنگ کی صفائی ستھرائی کا کام سنبھالتی تھی۔ میں اس فلیٹ کے دروازے پر پہنچا اور میں نے جیب سے جانی نکال کراس ك تالے ميں أزمائي تو تاله كل كيا۔ ايك لمح كے لئے جھ پر سكته طاري موكيا تھا كميں محی مصیبت میں گرفار نہ ہوجاوں۔ کمیں یہ نہ ہو کہ تھوڑی ور کے بعد بولیس اس فلیث کو تھیرے اور مجھ سے میرے اندر داخل ہونے کی وجہ یو چھے لیکن پھر فوراً ہی ناگو کا خیال آیا۔ ناگوبابائے بوے اعمادے میہ جانی جھے دی تھی۔ اندر داخل موگیا۔ فلیٹ دیکھ کر آ تکھیں کل کئیں۔ کمال میرے گندے سے محلے کا چھوٹا سا گھر جس میں میں نے زندگی کے تمام تر کھات گزارے تھے اور کمال یہ قیمی فرنیچرے آرات فلیٹ جے و کھے کری انسان کی آنگھیں کھل جائیں۔

پھرایک دم میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ زندگی میں اگر خطرہ مول ند لیا تو پھر زندگی ہی کیا۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ برے پُراعتاد انداز میں فلیٹ کے ایک جو شخص تم سے ملے گاوہ تم سے گری دوسی کا اظہار کرے گا۔ اس کا نام شروز ہے اور اس کا چرہ گول اور آ تکھیں نیلی ہیں۔ وہ بہت ہی ذہین ہے۔ اس کے اندر ذہات ' چالا کی جسمانی پحرتی اور قوت کے اوصاف کوٹ کوٹ کر بخرے ہوئے ہیں اور اس نے زندگی میں بہت سے حادثات اور مملک واقعات کا سامنا کیا ہے۔ وہ موت کی آ تکھوں میں آ تکھیں ڈال کر ممکرانے کا عادی ہے۔ وہشت اور خوف کے جذبات اس کے خمیر میں شامل نہیں ہیں اور وہ اپنے حلقہ احباب میں انتہائی معزز اور محترم سمجھا جاتا ہے۔ تہیں اس سے دوسی کے اظہار کے طور پر بہت ہی خوشگوار کیفیت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ ایک دم یہ تمام ورتی کے اظہار کے طور پر بہت ہی خوشگوار کیفیت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ ایک دم یہ تمام بیتی میرے ذہن میں آگئیں۔ یہ ظامتی واقعات تنے جو میری زندگی سے مسلک ہوگئے سے اور اس وقت ہوئے تھے جب میں نے ناگو بابا سے زندگی میں طاقت حاصل کرنے کی بیت میں ایس کے خوس کے ایا رویہ تبدیل کر گزرتا پڑتا ہے جن کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ بس انہیں خاموشی سے سنجھانا پڑتا ہے۔ گر رہ ہو تا ہوگا دور دوسرے لیمج میں نے اپنا رویہ تبدیل کر گراتا ہو اس کے میں مصنوعی انسان نہیں تھا گین اب جب اس دنیا میں قدم رکھ ہی دیا تھا تو برسارے لوازمات سے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس جب اس دنیا میں قدم رکھ ہی دیا تھا تو گر سارے لوازمات سے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے کہا تھا تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے کہا تھا تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے گھر سارے لوازمات سے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے گھر سارے لوازمات سے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے گھر سارے لوازمات سے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے گھر سارے لوازمات سے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے گھر سارے لوازمات سے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میز پر لے آیا اور اس نے آگاہ ہونا ضرورتی تھا۔ میں اس اپنی میں بین ہو تا میں اس اپنی میں ہو تا میں اس اپنی میں ہو تا میں میں میں میں ہو تا میں ہور ہونا ضرورتی تھا۔

"بيد فليث عرصه وراز سے خالی تھا۔ جب ميں يهال مقيم ہوا تو بار ہا ميں نے سوچا كه اسے آباد ہونا چاہئے۔ تم يهال مستقل رہو گے نا......؟" "ہال......" ميں نے كها۔

دبس تو پھر شام کو ایروز کلب چلیں گے۔ " میرے لئے یہ نام بھی نیا تھا لیکن میں فیے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اب جب اس نئی زندگی کا آغاز ہوا ہے تو پھراس میں تھوڑی ی الحجی لینی چاہئے۔ میرے کون سے رشتے ناطے دار بیٹے ہوئے تئے ' جو میرا انظار کر رہ ہوں۔ تنا تھا اس دنیا میں۔ مال کے بعد پھے بھی نہیں رہا تھا اور اب اگر یہ سب پھے مائے آیا ہے تو پھر ذرا اس سے بھی لطف اٹھا لیا جائے۔ ذرا دیکھیں تو سمی کہ ناگو میرے مائے کیا کرتا ہے۔ تین دن کا وہ کورس جو میں نے کیا تھا' جے وہ محض جاپ کہتا تھا اس کے انگر کیا ہوتے ہیں۔ ویسے فلیٹ میں جس زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ وہ تو واقعی خوابوں جیسی لئدگی تھی۔ کم از کم جھے جیسے کی آدی نے ایک کی زندگی کا تصور نہیں کیا تھا۔ لیکن اب اندگی تھی۔ کم از کم جھے جیسے کی آدی نے ایک کی زندگی کا تصور نہیں کیا تھا۔ لیکن اب حالات میرے لئے ایک رائے کر چند

أيك كوشے كا جائزہ ليا اور اس كے بعد جب ايك بيد روم ميں وافل موا اور اس كى الماري كو كھول كر ديكھا تو ميري آئكھيں چكاچوند موكئيں۔ الماري ميں انتائي فيتى لباس كلكے ہوئے تھے۔ اعلیٰ درج کے سوٹ شلوار اقلیض اسلینگ سوٹ وغیرہ۔ تھلے حصے میں جونوں کے ذیبے چنے ہوئے تھے اور اگر میری بات کو آپ جھوٹ نہ سمجھیں تو آپ کو بناؤں کہ سارے کے سارے لباس میرے جم پر اس طرح فٹ تھے جیے کی ماہرورزی نے میراناپ لینے کے بعد بنائے ہوں۔ اب جھے ایک حد تک اعتاد ہوگیا تھا کہ ناگو بابائے جھ ے جو پھے کما ہو وہ غلط نہیں کما ہے۔ واقعی وہ سامری جادوگر میرے لئے پچھ کرنا جاہتا تھا۔ بات قصے کمانیوں جیسی ہی تھی۔ لیکن ایک ٹھوس حقیقت کی شکل میں تھی اور اے شلیم کرنا میرے لئے ضروری قالد چنانچہ اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے بعد بید روم ے ایج باتھ روم میں داخل ہوگیا۔ ایک دنیا تھی نے دیکھ کر آ تکھیں کمل جاتی تھیں۔ كوئى جابل اور بيوقوف نوجوان نهيس تفاله ان تمام چيزول كا استعال سيحصف بيس مجصه كوئى وقت نمیں ہوئی۔ نمایا وحویا طیہ درست کیا۔ بلکی بلکی واڑھی چرے پر آگئی تھی۔ اے یو تنی قائم رہے دیا۔ ایک لباس نکال کر پہنا اور اس کے بعد کچن کی جانب رخ کیا۔ ابھی جو کھے کرنا تھا مجھے خود تک کرنا تھا۔ بعد می اس بارے میں بھی سوچ اون گا۔ میرے ول میں اجانک ہی جو اعتاد پیدا ہوا تھا۔ وہ خود میرے لئے ناقابل فہم تھا۔ کیکن میں آب اس صورت حال سے بورا بورا فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ کافی تیار کی اور اس کے بعد ایک میزیر آبیفا که اجاتک بی دروازے کی بیل نے اتفی ادر میرا دل الچیل کر حلق میں آگیا۔ شاید بولیس آگئے۔ میں نے ول میں سوجا۔ یقینی طور پر بلڈنگ کے لوگوں نے بتایا ہوگا کہ خالی فلیٹ میں کوئی موجود ہے اور اس کے بعد اس بارے میں کارروائی شروع ہوگئ موگ۔ تیل دوبارہ بچی تو مجھے اپنی جگہ سے اٹھ کرجاتا پڑا اور میں نے وحرکتے ول کے ساتھ بات برها رودانه كول ديا- سائے اى ايك خوش شكل اور اسارث مخص كمرا موا تها-جس نے مجھے دیکھتے ہی زور دار تعرہ لگایا۔

"مبلو مائی ڈیئر۔ میں تمهارے سامنے والے فلیٹ میں رہتا ہوں۔ میرے خیال میں اچھا پڑوی وری ہے جو پڑو سیوں کا خیال رکھے۔ کمو کیا کر رہے ہو۔ میرے خیال میں بید کافی کی خوشبو ہے۔ اکیلے اکیلے۔ اتنا تک نہیں ہوا کہ سامنے والے فلیٹ کی قتل بجا کر شہروز کو بلا لیتے۔"

مجھے ناگوبایا کا خیال آگیا۔ کسی ایسے مخص کی آرے بارے میں انہوں نے بتایا تھا کہ

دن چل کرد کھ لیا جائے۔

شام كويس نے اين لئے ايك خوبصورت سالباس تكالا عسل كرنے كے بعد لباس تبرس کیا۔ آئینے میں این آپ کو دیکھا تو لیفین نہ آیا کہ میں بی ہوں۔ بہت ی سوچیں ميرے ذہن پر سوار ہو گئيں۔ ميں اچھا كر رہا ہوں يا برا' اس كا فيصلہ كيے كيا جائے؟ وقت نے کماں سے اٹھا کر کمال پنچا دیا ہے۔ ان تمام چیزوں سے دلچیوں کی جائے یا نمیں۔ کہیں الیانہ ہو کہ یہ میرے لئے کسی مشکل کا باعث بن جائیں۔ کیا الیا کوئی کام مشکل ہوسکتا ے۔ دیگرید کہ کیا یہ عیش و عشرت کی زندگی جو بغیر محنت کے مجھے حاصل ہو رہی ہے مجھے راس آئے گی؟ میں سوچا رہا اور پھر اچانک ول میں نفرت کا ایک طوفان اٹھا۔ مجھے وہ یاد آگیاجس نے مجھے پیش کش کی تھی کہ وہ میری تعلیم بھی مکمل کرادے گااور مجھے آرام کی زندگی نصیب کرے گا۔ میں اپنی مال کی موت کا سودا کرلوں اور جب میں نے سودا نہیں کیا تو مجھے منشات فروشی کے الزام میں جیل مجھوا دیا گیا۔ یہ سارے کردار ابھی زندہ سے اور میری ماں مریکی تھی۔ کیا میری مال کی موت اس قدر ستی ہے کہ میں انہیں آزاد چھوڑ دوں؟ بد زندگی کے سارے عیش وعشرت کرتے رہی اور میں بے کسی کی موت مرحاؤں۔ سوكوں ير ايك ب روز گار اور بحوك انسان كى حيثيت سے مارا مارا چروں مجھے زندگى يل كميں سكون ند ملے۔ مال باب نيس تھے۔ زندگی بھی چھن جائے يہ لو كى انسان كے لئے ممكن نسيس ہے۔ بسرحال اپني سوچوں ميں دُوبا ہوا تھا۔ كه دروازے كى تيل بجي- آتے والا شہروز کے سوا اور کوئی شیس تھا۔

"واؤ ......" اس نے مجھے دلچہی ہے دیکھا اور بولا۔ "یار! قیامت لگ رہے ہو۔
ار وز کلب میں آج بجلیاں گریں گی۔" میں ایک پھیکی می مسکراہٹ کے ساتھ خاموش
ہوگیا۔ وہ مجھے ساتھ لے کر بلڈنگ ہے باہر لے آیا۔ نیچے ایک شاندار قیمتی کار کھڑی ہوئی
تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ناگونے اس ہے میرا ناکمل تعارف کرایا تھا۔ جیرت کی بات تھی
کہ وہ مجھے بابر علی کے نام ہے جانا تھا۔ شخصیت کس قدر دکش اور پُر محبت تھی کہ تمام تر
سجتس کے باوجود مجھے اس ہے انسیت پیدا ہوگئی تھی۔

ہم دونوں کار میں بیٹے کرچل پڑے۔ پہلی بار میں نے کمی شاندار کلب میں قدم رکھا تھا۔ ویسے تو میرا ہرقدم ہی ایک نئ کیفیت کا حال تھا۔ جس قلیث میں میرا قیام تھا اس کا تصور بھی نہیں کیا تھا میں نے۔ اگر انسان آدھی زندگی محنت مزدوری سے زندگی گڑارنے میں صرف کردے تب بھی اتنی شاندار ڈیکوریشن نہ کرسکے جو اس قلیٹ کی تھی

اور اب زندگی لحمد لمحد نے نے ماحول سے روشناس ہوتی جارہی تھی۔ میں نے محسوس کیا که شروز اینے حلقہ احباب اور خصوصاً خواتین میں نہایت ہردلعزیز آدمی ہے۔ ای کئے اکثر عورتیں اس کی جانب لیکتی تھیں اور صاف اندازہ ہوجاتا تھا کہ اس پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن وہ بہت ریزرو رہا تھا اور کسی بھی طرح اس نے ان عور توں ے تھلنے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ کلب میں میرا پہلا دن بہت شاندار گزرا اور مجھے زندگی کے نے نے ہنگاموں کا لطف آنے لگا۔ کلب سے واپس آنے کے بعد میری راتوں كى سوچيں كرى مونے لكيس اور ميں يہ سوچے نگاك ويكھوں وقت ميرے لئے كيا فصله كر چکا ہے۔ دوسرے ' تیسرے اور چوشے دن بھی ہم لوگ کلب گئے۔ شہروز یمال کا مستقل عمير تقا- اب ميري بھي بت ي شاسائيال بوچكي تحيل- كلب كي منظم ايك عمر رسيده خاتون تحيي جن كانام انيس تفا- وه سزانيس كهلاتي تحيي- اب كس كي سز تحيي بيه بات سن کو منیں معلوم تھی۔ یمال کی کئی ممبرول سے میری دوستی بھی ہوگئی تھی لیکن سب ے ایک حد تک۔ میں ضرورت سے زیادہ آگے قدم اس لئے نہیں برها تا تھا کہ ابھی اس طبقے کے بارے میں میری معلومات بالکل محدود تھیں۔ ویسے زیادہ تر میں شروز پر نگاہیں جمائے رکھتا تھا کہ وہ می طرح اے دوستوں سے دیل کرتا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ خاص طورے خواتین کی حد تک وہ بھی آگے نہیں بردھتا اور عورتوں سے راہ و رسم برهانا اس کی فطرت نہیں ہے۔ بسرحال اس دن ہم ایروز کلب کے بال میں بیٹھے ہوئے وہاں کی تفریحات کا جائزہ لے رہے تھے کہ میں نے محسوس کیا کہ شہروز ایک عورت کو بار یار دیکھ رہا ہے۔ میں نے ابھی تک اس عورت پر کوئی غور نہیں کیا تھا لیکن جب میں نے شروز کی نگامیں ایک جانب بار بار اٹھتے ہوئے دیکھیں تو میری آ تھموں نے بھی اس کا تعاقب کیا اور میں اس عورت کو دیکھنے لگا۔ انتمائی حسین۔ سیاہ لباس میں ملبوس تھی۔ بہت ہی خوبصورت اور دودھ جیسی رنگت والا سفید چرہ جس کے نقوش انتائی ولکش کیکن يُرا سرار نوعيت كي حامل تقي- آئلهي تحري نيلي تهين اور سرك بال سياه ايك عجيب ي کیفیت محسوس ہوتی تھی۔ خاص طور سے آئھیں بس یوں لگتا تھا جیسے دو نیلم اس سفید چرے پر جرا دیئے گئے ہوں۔ اس کی آئلسیں اصل آئلسیں معلوم ہی نہیں ہوتی تھیں۔ بالكل مصنوعي مصنوعي مي كيكن اس قدر ولكش كه جدهرايك بار ومكيم لے شايد وہ مخض موم ہوجائے اور موم کی طرح بمہ جائے۔ میں نے تعریفی انداز میں گرون بلاتے ہوئے "میرانام نیرب اور اس کلب میں میں شهر زر کی واحد دوست ہوں۔" "ایک بات بتائے میڈم نیر!" شهروز نے کما۔ "ہاں ہاں 'کیا یو چھے۔"

" یہ خاتون کون میں؟ پہلی بار مجھے یمال نظر آری ہیں۔" نیر کی نگامیں گھومیں اور پھر سے کہا۔

"اوہو۔ واقعی! یہ ایمن فرزینہ ہیں۔ تعلق شاید مصرے ہے لیکن اب یہیں رہتی ہیں۔ مختصر ساتعارف ہوا ہے میرا ان ہے۔ آئے میں آپ لوگوں کو ان سے ملاؤں۔ انچھی خاتون ہیں اور سنا ہے کہ انچھی خاصی دولت مند بھی ہیں۔"

میرے فرشتوں کو بھی مگان نہیں تھا کہ شروز فوراً ہی اٹھ جائے گا لیکن وہ اپنی جگہ اشاق بجوراً مجھے بھی اپنی جگہ ہے اٹھنا پڑا اور نیئر بہیں ساتھ لے کر ان خاتون کی میز کے پاس پہنچ گئیں۔ جنہیں ابھی تک دور ہی ہے دیکھا تھا لیکن شہروز پر اس کے بہت بجیب اثرات سے میں کہہ نہیں سکتا لیکن ججھے خود اپنے جہم میں نامطوم دہشت کا احساس ہوا تھا۔ میرے جہم میں وہشت کی لہریں اٹھی تھیں اور رو نگلنے تھرا کے تھے۔ اس میں کو تھی نہیں کہ میری عمراب اس حد میں تھی کہ میں حسین لڑکیوں کے حس سے متاثر ہوجاؤں اور السامور حسین نفوش متاثر ہوجاؤں اور السامور حسین نفوش کی مالک تھی کہ اس کی قریت سے ایک خوف ایک دہشت کا تصور ذرا اجبی ہی چیز تھی۔ اور میں ایک مالک تھی کہ اس کی قریت سے ایک خوف ایک دہشت کا تصور ذرا اجبی ہی چیز تھی۔ اور میں ایک الیک تھی کہ اس کو اس وقت ان تصورات سے الگ نہیں پا رہا تھا۔ اس نے اپنا خوبصورت چرہ الیک رشہروز کے چرے کو دیکھا تو مجھے اس عورت کی چمکدار آ کھوں میں دو سروں کو مسحور کرائے تھی۔ انداز میں ایمن فرنینہ کی آ تکھوں میں دکھے رہا تھا۔ دونوں بلکیس جھیائے بغیرایک دو سرے کو دیکھتے رہے۔ گراچات کی اٹھی کہانے بغیرایک دو سرے کو دیکھتے رہے۔ گراچات کے بنا وہی کی دیکھتے رہے۔ گراچات کے بیاد کو سے آٹھ کھڑی ہوئی اور س نے مسکراتے ہوئے ہم کوگوں کو دیکھا فرنینہ کی آئیں ایکن آئی جگہ سے آٹھ کھڑی ہوئی اور س نے مسکراتے ہوئے ہم کوگوں کو دیکھا گھڑا آہئے ہوئے ہم کوگوں کو دیکھا کھڑا آہئے ہوئے ہم کوگوں کو دیکھا کھڑا آہئے ہوئے ہم کوگوں کو دیکھا کھڑا آہئے ہوئے ہم کوگوں کو دیکھا

"بیلو میڈم! ہیلو سرا ہیلو۔" اس نے ہم تینوں کو ہیلو کیا تو ہماری خاتون ساتھی نے ہم ووٹوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"خویصورت لوگول کو ایک دو سرے متعارف کرانا میری بالی ہے۔" "بهت شکرید- آپ لوگول سے مل کر بردی مسرت ہوئی۔" اس نے اپنا خوبصورت "واقعی خوبصورت ہے۔" شہروز نے چونک کر مجھے دیکھااور پھر آہستہ سے بولا۔ "نہیں۔ خوبصورت تو ہے لیکن ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔۔۔۔" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا رہا۔ پھر میں نے کما۔ "کیوں؟ تم لیکن کے آگے خاموش ہوگئے۔"

" کچھ سمجھ میں نہیں آتا ڈیٹر۔ پہ نہیں کیوں سے عورت مجھے کچھ بجیب کی لگ رہی ہے۔ بس یوں سمجھ لوک اے دکھ کر میری ذہنی کیفیت درہم برہم ہونے لگتی ہے۔ اس عورت میں ضرور کوئی خاص بات ہے جو مجھے بار بار اس کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر رہی ہے۔ میں ہے۔ میں بے چین ہوں۔ میری روح مضطرب ہو رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے میرا ذہن کچھ یاد نہیں آتا۔ میں تھک جاتا ہوں۔ "
اس نے کما اور خاموش ہوگیا۔ میں اس محاسلے میں بھی ایک نا تجربے کار آدی تھا۔ تھوڑی ویر تک خاموش رہنے کے بعد میں اس سے کما۔

" مجھے معاف کرنا ڈیئر شروز! آج تک میں یہ محسوس کرنا رہا ہوں کہ تم عور توں کی دنیا کے انسان نہیں ہو۔ یہاں اروز کلب میں ہی میں نے تنہیں۔ میرا مطلب ہے بہت کی فواتین کو تنہاری جانب متوجہ ہوئے دیکھا ہے لیکن میں نے تنہیں بھی ان کی طرف متوجہ نہیں یا۔"
طرف متوجہ نہیں یایا۔"

" بہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ عورت میری منزل نہیں ہے۔ دیکھواس خاتون کو دیکھو۔ یہ میری ایک شاسا ہیں۔ بس ایک باریس نے ان سے بنس کربات کرلی تھی بس اس دن سے میری ایک شاسا ہیں۔ بس ایک باریس نے ان سے بنس کربات کرلی تھی بس اس دن سے یہ ایٹ آپ کہ وہ واحد خاتون ہیں جو مجھ سے ہے لکف ہیں ورنہ میں کسی کو گھاس نہیں ڈالٹا۔" آنے والی قریب آگئی اور اس نے کہا۔

"اوو ......... مائی ڈیئر شهروزا یہ نیلے پھول تم کمال سے لائے جو تمہارے کوٹ کے کار میں سے موئے میں۔ کیا حسین کار میں سے موئے میں۔ کیا حسین پھول میں اسلی میں؟"
پھول میں۔ اسلی میں؟"

"بال- اصلى عى بيل-"

"پلیزاکیا تم مجھے آن کا ایک بودا مہا کر کتے ہو۔ ارے سوری! یہ بابر علی ہیں نا۔ تہارے نے دوست! ہلو مسٹربار علی! کیے ہیں آپ؟" "میں ٹھیک ہوں۔" اے عجیب می نگاہوں سے دیکھتے رہ گئے۔ جب وہ نگاہوں سے او جھل ہوگئی تو شروز نے ایک گری سائس لیتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ! یہ عورت ہے یا جنم؟"

"کیا تہیں بھی ای طرح کا احساس ہوا تھا شہروز۔ یقین کرو جب اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا تو مجھے یہ محسوس ہوا جیسے میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوں۔" شہروز کے ہونٹوں پر ایک مجیب م مشکراہٹ بھیل گئی۔ اس نے کما۔

"تہمیں اندازہ ہوگیا ہوگا کہ میں اس عورت میں اتن دلچہی کیوں لے رہا تھا۔ اصل میں اے دیکھ کر میری چھٹی حس بیدار ہوگئی تھی۔ اس کا چرہ اور اس کے نقوش جھے مانوس نظر آتے تھے۔ اس عورت کے اندر مجھے شیطانی روح کی موجودگی کا احساس ہورہا تھا۔ تم نے دیکھا کہ اس کی آ تکھیں جس قدر زرد اور چمکدار ہیں اور ان میں ے روشنی کی شعامیں پھوٹی محسوس ہوتی ہیں۔ اس کی نگاہوں میں کوئی ایسی سحرا گیز قوت پوشیدہ کی شعامیں پھوٹی محسوس ہوتی ہیں۔ اس کی نگاہوں میں کوئی ایسی سحرا گیز قوت پوشیدہ نجو دماغ میں سوراخ کرنے گئی ہے۔ اس کا حسین چرہ پر کشش ہونے کے باوجود ، خبیث اور منحوس نظر آتا ہے۔ اس کی مسکراہت اس کے سقید اور تو کیلے دانت اور سرخ مرخ ہون کیا ہے تمام نشانیاں ظاہر نہیں کرتیں کہ اس کے وجود میں ایک شیطانی روح موجود ہے؟" میں نے پچھ دیر تک سوچا اور اس کے بعد کہا۔

"اس میں شک نہیں ہے کہ یہ عورت غیر معمولی شخصیت کی مالک ہے۔ لیکن میرے دوست تم مجھے یہ بتاؤ کہ شیطانی روحوں وغیرہ کا اس سے کیا تعلق ہے اور کیا تم شیطانی روحوں وغیرہ کا اس سے کیا تعلق ہے اور کیا تم شیطانی روحوں پر بیٹین رکھتے ہو؟" شہروز کا چرہ خوفناک حد تک شجیرہ ہوگیا اور اس کے نتھے پھڑکنے لگے۔ اس کی پیشانی پر کسی تامعلوم اضطراب کے باعث پسینے کے قطرے چپکنے لگے تھے اس نے جیب سے رومال نکال کر پسید پو چھا۔ پھر سامنے رکھے ہوئے پانی کے لگے تھے اس نے جیب سے رومال نکال کر پسید پو چھا۔ پھر سامنے رکھے ہوئے پانی کے گلاس کو اٹھا کر ہونئوں سے لگالیا اور ایک لمح میں پورا گلاس خالی کر گیا۔ میں اس کے اس اضطراب کو جران نگاہوں سے دکھے رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک میں اس پر غور کرتا رہا پھر اس سے پسلے کہ میں پچھ بولوں اس نے کہا۔

باتھ شروز کے باتھ میں دے دیا مجراس سے باتھ ملانے کے بعد اس نے باتھ میری طرف برهایا اور مجھے یوں لگا جیسے میں نے دمجتے ہوئے کو تلوں پر انگلیاں رکھ دی موں۔ میں نے محبرا کر اپنا ہاتھ چھڑایا اور ایک طرف کو ہوگیا۔ اس نے مجھے اور شروز کو اپنے پاس موجود كرى ير بيضنے كى پيشكش كى جبكه بمارى سائقى خاتون آگے بردھ كئى تھيں۔ ہم اوگ اس كے پاس بیٹھ گئے۔ اب مجھے سمجے معنول میں اس عورت کی غیر معمولی اور تحرا نگیز مخصیت کا احساس ہوا۔ سرخ و سفید رنگ تھا اس کا۔ سر کے بال بالکل سونے کی تاروں کی مانند۔ آ تھیں انتائی چکیلی اور روش جن سے شعاعیں تکلی نظر آتی تھیں۔ دانت سفید اور کسی قدر نوک دار' ہونٹ کو تر کے خون کی طرح سرخ تھوڑی سخت جس کے نیچے سنری رنگ كے روئيس كثرت سے تھے۔ اس كى جسماني نقوش ميں دلكشي تو بے پناہ تھى كيكن نزاكت نام كو سيس محى- سنك مرمركى طرح سفيد باتھوں كى الكليال غير معمولى طور ير لمي جن ميں انتالی قیمتی ہیروں کی اعموضیاں بردی ہوئی تھیں۔ جسم کے مقابلے میں اس کا سر سی قدر چھوٹا تھا لیکن اس نے بال جس انداز میں بنائے تھے اس سے یہ خامی بھی دور ہو گئی تھی۔ آواز میں ایک عجیب ی بات دار کیفیت اور روح کے اندر الرجائے والا اثر۔ وہ مخاطب کی آ محصوں میں آ محصین وال کر بات کرنے کی عادی محمی اور اس دوران اس فے ایک مرتبہ بھی بلکیں نہیں جھکائیں تھیں۔ اس کی نگاہیں بدستور شروز کے چرے پر جی ہوئی تھیں اور جھے یوں لگ رہا تھا جیے شروز اس عورت کی نگاموں کا شکار ہو کر پھر کا بت بن حميا بو۔ چند لحوں كى يه ملاقات ايك ناقابل فراموش عذاب كى مائند تھى ليكن كجرا الطانك بی یہ کیفیت دور ہو گئی اور یوں لگا جیسے کوئی رکی ہوئی فلم پھرسے چل پڑی ہو۔ عورت سے ور مک ہم سے باتیں کرتی ری- اس نے ہم سے ماری فریت ہو چی - ماری رہائش گاہ کے بارے میں یو چھا۔ ساری باتیں رسمی تھیں۔ بھراجاتک ہی اس نے کلائی پر بندهی موئی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں سے مید ملاقات بری دلچپ اور دکش ہے لیکن افسوس مجھے اس وقت ایک بہت ضروری کام ہے۔ البتہ کل رات کو ہماری آپ سے ملاقات ہوگ۔ کیا آپ روزانہ کلب آتے ہیں؟"

"-1"

"تو پر کل ملاقات ہوگی۔"

"ضرور-" شروز نے جواب دیا اور وہ اٹھ کر وہان سے آگے بڑھ گئے- ہم وونوں

الي تھے جو اس علاقے ميں عيسائي ندجب كى تبلغ كرتے پھر رب تھے۔ ايك روز ان یادریوں کے سربراہ کو ایک زہر کے سانپ نے کاٹ لیا اور اس کے جسم پر ساہ رنگ کے آبلے نمودار ہو گئے۔ اس کی حالت بے پناہ خراب ہو گئے۔ پھر اس وقت جب سورج غروب ہورہا تھا وہ بے جان ہو گیا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ ہم لوگ اے وفن کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ جنگیوں کی ایک جماعت کے ساتھ وہ جادوگر بھی آگیا۔ اس نے یادری کی لاش دیکھی اور جمیں اشارہ کیا کہ اے دفانے کی جلدی نہ کریں۔ یادری مرچکا تھا اور نبض بھی محندی ہو چکی تھی۔ اب یہ محض کیا کر سکتا تھا ماری سمجھ میں یہ بات نہیں آری تھی۔ ہارے اس گروہ میں ایک ڈاکٹر بھی شامل تھا اور اس نے پادری کی لاش کا اس بنا پر دوبارہ جائزہ لیا کہ شاید زندگی کی کوئی رمتن اس میں باتی ہو کیکن پادری زندہ نہیں تھا۔ دو سری طرف جادوگر اپنی زبان میں کوئی منتز پڑھ رہا تھا۔ ہم نے جرت اور خوف کے ساتھ دیکھا کہ ملکے سزرنگ کا ایک ساڑھے تین فٹ اسباسانی جس کی کردن ك كرد سرخ رنگ كے دھے بات ہوئے تھے ايك جانب سے نمودار ہوا۔ پہلے تو وہ جادوگر کے گرد آبستہ آبستہ چکر لگانے لگا پھر مرے ہوئے یادری کے قریب پہنچا اور بائیں پنڈل کو بے حس و حرکت مند میں دبائے بڑا رہا۔ اس دوران جادو کر منتر براحتا رہا۔ پھھ منك كے بعد ساني جد طرح آيا تھا ادھر چلا كيا۔ اس كے جاتے ہى يادرى كے جسم نے جنبش كى اور تھوڑى دريس اس فے آئميس كھول ديس اور ميرے دوست! وه يادرى آج بھی زندہ سلامت ہے۔ اگر میں اپنی نظروں سے یہ واقعہ نہ ریکتا تو جھی یقین نہ کر آ کوئی بوے سے برا ڈاکٹر بھی میہ نمیں بتا سکتا کہ مرنے کے بعد وہ یادری زندہ کیے ہو گیا۔ زیادہ ے زیادہ تم یہ کمد سکتے ہو کہ پاوری مرائنیں تھا بلکہ زہر کے اثرات سے اس کی حالت اليي موكى عمى كد جس ير موت كاشبه مو-سان آيا اور اس في اس كا زمر چوس ليا-یادری زندہ ہوگیا۔ ان تمام باتوں پر بحث کی جاسکتی ہے لیکن مجھے صرف سے بات بتا دو کہ آخر جادوگر کے پاس وہ کون می پُراسرار قوت تھی جس نے سانپ کو آنے اور اپنا زہر چوس لینے پر مجبور کردیا۔ یہ کوئی قصہ یا کمانی شیں ہے بلکہ ایک سچائی ہے۔"

میں ول سے ان تمام سچائیوں کو ماننے کے لئے مجبور ہوگیا تھا کیونکہ میں نے اپنی آگھوں سے ناگو بابا کی گردن الگ پڑی ہوئی دیکھی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں الگ پڑے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ مجھے سے بات بھی یاد تھی کہ وہ دال اور چاول جو اس نے منگوائے تھے۔ میں نے کھائے تھے لیکن جب سپاہیوں کی نگاہین ان پر پڑیں تو وہ کیڑے ذریعے تالع کر سکتا ہے اور ان سے حسب خواہش مدد بھی لے سکتا ہے۔ میں تہمیں سینکڑوں اس متم کے سیح واقعات سنا سکتا ہوں جو تمام تر بدروحوں اور شیطانی طاقتوں کی اثر انگیزی اور افقیارات کا کرشمہ سے اور جنہیں کسی طرح جھٹایا نہیں جاسکتا۔" وہ پرجوش لہجے میں کمہ رہا تھا اور میرا ذہن نہ جانے کماں کماں کی سیر کر رہا تھا۔ یہ شخص بالکل انفاقیہ طور پر جھے ملا تھا لیکن اس سے پہلے اس کے بارے میں ناگو بابائے بتا دیا تھا کہ ایسا ایک شخص مجھ سے ملاقات کرے گا۔ پنہ نہیں ناگو بابا کے اور اس کے درمیان کیا رابطہ تھا۔ ویا ان میں کوئی شک نہیں کہ اس کی شخصیت میں جس قدر دلچسیاں اور رابطہ تھا۔ ویا ان میں کوئی شک نہیں کہ اس کی شخصیت میں جس قدر دلچسیاں اور کشش تھی اس نے جھے اپنا متفقہ بنالیا تھا اور میں اس کی دوستی کو ایک نعمت سجھتا تھا۔ وہ جو کچھ کہتا تھا وہ نمایت جاندار اور پُراٹر بات ہوتی تھی۔ دل و دماغ میں بیٹے جانے والی اور اس کی وجہ اس کی شخصیت ہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید پچھ آگے بولنا ایک ویئر ہاری میز کے قریب آگر مؤدبانہ انداز میں گھڑا ہوگیا اس نے کہا۔

"سر کھانے کا دفت ہوگیا ہے۔" شہروز نے چونک کر گھڑی پر نگاہ ڈالی اور پھر ویئر کو کھانے کا آرڈر نوٹ کرانے لگا۔ پچھ دیر سے بعد اس نے کہا۔

"بابر علی! میں شمیں جانتا کہ تم سکتے عرصے ہے اس فلیت میں رہتے ہو' تسارے مشاغل کیا ہیں' کساں چلے گئے تھے' استے عرصے کے بعد کیوں واپس آئے ہو؟ ان میں سے کوئی بات میں شمیں جانتا۔ میں بھی شمیں جانتا نہ تسارے ذرائع معاش کیا ہیں لیکن بسرطال اپنے بارے میں تمہیں بٹاؤں۔ میں نے ایک ونیا دیکھی ہے۔ اپنی عمر کے حسین مال اپنے واقعات کے تجریات اور مشاہدے میں نے ضائع کئے ہیں۔ شاید تم اس بات پر جران ہو کہ میں صحرائے اعظم افریقہ کے وحثی ساحل میں رہا اور میں نے ان کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے۔ جنوبی افریقہ کے جنگلوں میں' میں نے ایک طویل وقت گزارا ہے۔ بندوستان اور چین کی پرائی تمذیب کو بھی کھنگالا ہے قدیم مصریوں کے رسوم و عقائد کا بھی جائزہ لیا ہے اور شاید تمہیں اس بات پر چرت ہو کہ ان میں ہے کوئی مقام ایسا نہیں جس جائزہ لیا ہو اور شاید تمہیں اس بات پر چرت ہو کہ ان میں سے کوئی مقام ایسا نہیں جس جائزہ لیا ہوں۔ یہ انسان کا وہم نہیں ہے۔ خود میں نے اپنی آ تھوں ہے اپنے ایسے واقعات دیکھے ہیں کہ دنیا کا بردے سے بڑا کوئی ساکنٹ کہ یہ کیوں اور کیے ہے۔ مثال کے طور پر برازیل کے ایک کوئی ساکنٹ دوان بھی بنا سکا کہ یہ کیوں اور کیے ہے۔ مثال کے طور پر برازیل کے ایک جوئی قبیلے میں ایک مخص سے ملنے کا انقاق ہوا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ پوشیدہ قبیل میں ایک مخص سے ملنے کا انقاق ہوا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ پوشیدہ قبیل کی ایک ہے۔ مثال کے طور پر برازیل کے ایک قبیل میں ایک مخص سے ملنے کا انقاق ہوا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ پوشیدہ قبیل کی ایک ہے۔ میں اس وقت ایک پورے گردہ کے ساتھ تھا۔ اس گردہ میں بھی جھرادہ کے افراد

وا کچھ ہنیں تھا اور تم نے اس کے چرے پر بھی غور ہنیں کیا۔ دوسرے دن اس نے جھے

ا ما قات ی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ لیکن وہ لجہ! واقعی تم نے کہاں غور کیا ہوگا۔ ایسے
واقعات ۔۔ ہمارا سابقہ ہنیں پڑا۔ دیکھیں گے، کل اے دیکھیں گے۔ " پچر ہم کلب سے
دائیں آگیا اور ان واقعات پر غور کرنے لگا۔ کانی دن گزر چکے تھے جھے جیل سے رہا ہوگے
واپس آگیا اور ان واقعات پر غور کرنے لگا۔ کانی دن گزر چکے تھے جھے جیل سے رہا ہوگ
اس فلیٹ میں آئے ہوئے۔ ایجی تک میں نے پچھ بھی ہنیں کیا تھا۔ ہم طال بہت دیر تک
میں ان واقعات کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس میں کوئی شک ہنیں تھا کہ وہ عورت انتمائی
خوبصورت تھی لیکن بالکل شیطانی روح معلوم ہوتی تھی۔ خاص طور سے اس وقت کا جھے
اساس تھا جب میں نے اس سے ہاتھ طایا تھا۔ ہم کسی گرم ہاتھ کا تصور کر کتے ہیں۔ کسی
اساس تھا جب میں نے اس سے ہاتھ طایا تھا۔ ہم کسی گرم ہاتھ کا تصور کر کتے ہیں۔ کسی
اساس تھا جب میں نے اس سے ہاتھ طایا تھا۔ ہم کسی گرم ہاتھ کا تصور کر کتے ہیں۔ کسی
اساس تھا جب میں نے اس سے ہاتھ طایا تھا۔ ہم کسی گرم ہاتھ کا تصور کر کتے ہیں۔ کسی
اس کے جونے کے ہاتھ جس جو شکر رہی ہوں۔ بار بار چو تک کر اٹھا لائٹ جلائی اور اردگرد
کیوں تھی کے آگھیں بچھے گھور رہی ہوں۔ بار بار چو تک کر اٹھا لائٹ جلائی اور اردگرد
کے ماحول کو دیکھا لیکن کوئی آئی ہات نہیں تھی۔ یہ اس خورت کو دیکھنے یا اس سے
ما اقات کرنے کے اثرات تھے کیونکہ وہ میرے ذہن سے چپک گئی تھی۔

شروزی باتیں! شروزبذات خود ایک پُراسرار فخصیت تھی۔ بھے اب بھی تعجب تھا
کہ آخر اس فخص کی اور میری قربت کیا معنی رکھتی ہے اور خاص طور سے ناگو بابا نے مجھے اس کی جانب کیوں متوجہ کیا ہے یہ ایک معمہ تھا۔ ناگو بابا سے میرا دوبارہ کوئی رابطہ نمیں قائم ہوسکا تھا۔ نہ ہی اب طبعیت میں اتنی چات بچرت تھی کہ جیل جاکر ناگو سے ملاقات کرتا۔ بسرحال پُراسرار واقعات میری زندگی ہے چیک گئے بھے اور اس کا محرک ناگو ببابی تھا۔ جیل میں باکی بابا نے جھے اس کے بارے میں بتایا تھا اور کھا تھا کہ وہ ایک شیطانی روح ہے۔ شیطانی روحوں سے میرا واسطہ نمیں پڑا تھا اور بچی بات یہ تھی کہ ایک لیمے میں میں اسے بڑخا سکتا تھا۔ رابطہ ہی نہ کرتا اس سے اور یہ کوشش کرتا کہ مجھے ایک دو سری کو ٹھری میں منتقل کردیا جائے۔ لیکن میرے ذہن میں خود ایک خواہش پیدا ہوگئ تھی۔ طاقت حاصل کرنے کی خواہش اور اس خواہش کے تحت میں نے سب پچھ بھول کر وہ جاپ بھی کیا تھا۔ میں طاقت حاصل کرنے کے بعد اپنی مال کے قاتل سے انتقام لینا جابتا تھا اور بس میں جنون میرے ذہن میں بل رہا تھا اور اس نے مجھے باتی تمام سوچوں سے آزاد وہ جاپ بھی کیا تھا۔ میں طاقت حاصل کرنے کے بعد اپنی مال کے قاتل سے انتقام لینا جابتا تھا اور بس میں جنون میرے ذہن میں بل رہا تھا اور اس نے مجھے باتی تمام سوچوں سے آزاد

سے۔ غلظ اور قابل نفرت لیکن نہ جانے کیوں اس مخض سے گفتگو کرتے ہوئے جھے بہت اچھا لگ رہا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیے میری معلومات جن اضافہ ہورہا ہو۔ جن شین جانیا ناگو بابا نے اس کا حوالہ کیوں دیا تھا لیکن یہ مخص واقعی میری معلومات کے لئے ایک انتائی کار آمد مخصیت تھی۔ چو نکہ ناگو نے بچھے مشورہ دیا تھا کہ طاقت حاصل کرنے کے لئے بچھے مثل تو توں کا سارالینا چاہے اور اس کے بعد میں اپنے دشمن کو نیچا دکھا سکتا ہوں۔ صرف یہ شین بلکہ بڑے سے بڑا آدمی میرے قدموں تلے آسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب میرے دل ودماغ میں یہ بات پوری طرح جیٹھ گئی تھی کہ دنیا میں ایسے بڑے لوگ جو میرے دل ودماغ میں یہ بات پوری طرح جیٹھ گئی تھی کہ دنیا میں ایسے بڑے لوگ جو دولت کے بل بوتے پر دوسروں کو اپنی در ندگی کا نشانہ بناتے ہیں قابل معافی شین ہیں بلکہ دولت کے بل بوتے پر دوسروں کو اپنی در ندگی کا نشانہ بناتے ہیں قابل معافی شین ہیں بلکہ ان کے خلاف ایک مہم چلانے کے لئے بچھ قوتوں کا سارالینا پڑے گا۔ چاہے وہ سفلی ہی کیوں نہ ہوں۔ میری نگاہیں شہروز کی جانب اٹھ گئیں۔ دہ گری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے خلاف ایک مہم چلانے ہیں ہی بات عورت کے بارے میں مزید معلومات کماں سے دکھی ہی ہو عتی ہی ہی ہیں اس عورت کے بارے میں مزید معلومات کماں سے حاصل ہو عتی ہی ہی ؟"

"کیا اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہے؟" میں نے سوال

"ہاں۔ نہ جانے کیوں مجھے یہ محسوس ہو تا ہے کہ یہ عورت انتمائی خطرناک ہے اور ضرور اس کا تعلق پُراسرار قوتوں سے ہے۔ ہمیں یقیناً اس کے بارے میں چھان بین کرنی چاہئے اور میرے دوست! تم میراساتھ دو۔

''مگر مجھے ایک باتوں سے کوئی خاص دلچپی نہیں ہے۔'' میں نے کہا۔ ''نتہیں اندازہ ہے اس عورت نے بھے سے کیا کہا ہے؟'' ''تم ہے؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اسے دیکھا۔ ''ہاں وہ مجھے چیلنج دے گئی ہے۔ کمہ گئی ہے جھے سے کہ ہمت ہے تو مجھ سے ککر لے لو۔''

"کب "کس وقت اور کیسی کر؟ ساری باتیں تو میرے سامنے ہی ہوئی ہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے جہیں غلط فنمی ہو رہی ہے۔" شہروز جیسے میری بات نہیں من رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مجیب می مسکراہٹ تھی۔ س نے آہستہ سے کما۔ "اس کا چیلنج قبول کرنا پڑے گا مجھے۔ تم نے غور نہیں کیا اس نے زبان سے زیادہ مجھ سے آنکھوں سے باتیں کی ہیں۔ اس کی نگاہوں میں میرے لئے نفرت اور حقارت کے بات ہے کہ میری دوست سونیلہ تمہارے پاس ہے۔"

"آبا..... تو آپ لوگ بھی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ سونیلہ میری بت الچھی ساتھی ہے۔ ہاری دوستی کو زیادہ وقت نہیں گزرا۔"

ونيله نے ايك وم منه بناتے ہوئے كما۔ "ليكن مجھے يوں لكتا ب جيسے مارے قرب كو صديان كزر چكى بين-ميذم فرزيند!"

"بال کیوں شیں۔ بعض او قات محبتیں ای انداز میں ہوجاتی ہیں۔"

"مجھے تم سے چھ وقت در کار ہے۔ آئی ایم سوری صرف چند مناب" شروز نے ب الفاظ سونیلہ سے کے اور دوسرے الفاظ فرزینہ سے مخاطب ہوکر کے۔ فرزینہ نے -レーニックニリア

ومنسين كوئى بات نمين-" سونيله الجحے الجھے سے انداز مين الله محى محى- مين في فرزینہ کے ہونؤں پر ایک بے اختیار مسکراہٹ دیکھی۔ جرت کی بات تھی کہ انتائی دلکش ہونے کے باوجود اس کی مسکراہٹ میں ایک خوفناک ہی کیفیت طاری تھی۔ بسرحال شہروز سونیلہ کو پاکر آگے بڑھا۔ اس نے مجھے بھی اشارہ کردیا جب میں قریب پہنچاتو وہ کہہ رہا تھا۔ "سونیلہ! اس عورت سے تہماری دوئتی کتنے عرصے پہلے کی ہے؟"

"زياده يراني سيس الليلن كيول؟ كيول بوچه رے مو م؟"

"تم اس عورت سے ہرگز نہیں ملو گی مجھیں۔ ہرگز نہیں۔" لڑی کا مند ایک کھے كے لئے جرت سے كلا اور پر بند ہوگيا۔ پراس نے بخت لیجے میں كها۔

"کمال کرتے ہو تم۔ آخر تم سے میرا واسط کیا ہے مسٹرا میری ممی اور ڈیڈی نے مجھے اجازت دے دی ہے اور چریس جہیں یہ بتاؤں کہ میری ممی اور ڈیڈی بھی ایمن فرزینہ سے مل چکے ہیں اور اے ایک بہت انچھی خاتون قرار دیا ہے۔ پھر دو سری بات یہ کہ آپ ہوتے کون ہیں۔ میرا آپ سے کیا رشتہ ہے؟"

"رشته ہو یا نہ ہو بے لی! تمہیں اس عورت کے پاس نہیں جانا جائے۔ اس میں

"جی سیں- نہ مجھے اینے فائدے یا نقصان کی پرواہ ہے نہ میں آپ کی کوئی بات ماننا عامتی مول- بی مول میں تو- چھوٹی سی بی مول ابھی اس قابل نمیں مول کہ کسی سے محبت کر سکوں۔ معجھے آپ! جائے پلیز اپنا کام سیجئے۔ دو سروں کے معاملات میں اس حد تك النكف سين الرائي جائية-" اس نے برخى سے كما اور بلث كر چلى كئ- ورحقيقت

کر دیا تھا۔ کم از کم اس بارے میں شروز کو انتلائی خوش قسمت کید سکتا تھا کہ حسین لڑکیاں اس کی قربت ہے پناہ پند کرتی تھیں بھٹنی طور پر اس میں کچھ ایسی ہی کشش تھی جو صنف نازک کے لئے بدی اہمیت کی حامل تھی۔ وہ خوبصورت سی نو عمر اڑی بھی تھرکتی ہوئی شروز کے پاس آئی تھی۔

"بيلو- وير شروزا مين يه فيصله كرك آئي تحى كه اگر تم علاقات نيس مولى تو میں کلب سے واپس آجاؤں۔ کمو کیے ہو؟ اور یہ کون ہیں؟" اوکی نے میری جانب اشارہ

"ميرے دوست! باير على-"

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی جناب! اوہو معاف کرنا شہروز اس پورے کلب میں ایک ایسی مخصیت ہے جو تم ہے پہلے میرے لئے باعث دلچینی ہوتی ہے اور کھر میری اس سے دوئی تو میرے لئے قابل لخرے۔ یہ وہ ہتی ہے جس نے ...... مگر چھوڑو۔ میرا خیال ہے تمہیں اس سے کوئی دلچیں نہیں ہوگی۔ آئی ایم سوری میں چلتی ہوں۔"اؤی تیز رفقاری سے ایک طرف چل پڑی۔ شروز کی نگاہیں اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ معمول کے مطابق اس وقت اس کے چرے یہ محی طرح کے تاثرات نمیں تھے لیکن جب لڑکی اس عورت کے قریب رکی جیسے شیروز نے اپنے لئے چیلنج سمجھ لیا تھا اور جس کا نام ایمن فرزینہ تھا۔ تو شروز کے چرے کے تاثرات یک لخت تبدیل ہوگئے۔ اس کے منہ سے ایک مدہم ی آواز نظی-

"مائی گاؤ مائی گاؤ۔" وہ مجھٹی مجھٹی نگاموں سے لڑکی کو دیکھتا رہا۔ فرزینہ نے کھڑے ہو کر لڑکی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اس کی پیشانی چومی تھی۔ بڑی محبت سے پیش آرہی تھی وہ۔ شہروز اے دیکھتا رہا اور پھرایک ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"ب و قوف سونلا!" من في چونک كرشروز كو ديكها اور كها-

"كياكما تم ني-"

"اس لڑکی کا نام سونیلہ ہے۔ ایک بے حد شریف آدمی کی بیٹی ہے۔ لیکن کیکن خيس- أو ذرا كوت جرت بين "وه اين جله سے افحا اور اس نے مجھے بھی اختے كى ہدایت کردی۔ کھروہ خاص طور سے اس میز کے قریب پنچا۔ میں بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ لڑکی کے قریب پہنچ کراس نے بوے پُرتیاک کیج میں کما۔

"بائے ' ڈیئر ایمن! یقیناً یہ تم ہی ہو۔ اور یقیناً تم مجھے پیچان چکی ہوگی لیکن حیرت کی

"کاش! میں تہیں بتا سکتا۔ میں تو خود اند حیرے میں ہوں۔ مجھے کچھ بھی نمیں معلوم بس اندر کی کچھ آوازیں مجھے شائی دیتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ یہ عورت کوئی خطرتاک کھیل کھیل رہی ہے۔ نہ جانے کیوں مجھے لگتا ہے جیسے کسی کی زندگی خطرے میں ہے کاش! مجھے اس سے زیادہ معلوم ہو تا۔"

"میں واقعی یاگل ہوجاؤں گا۔ خیر! اب آپ کی مرضی ہے۔ ظاہرے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کم سکتا۔" میں ایک محدثری سائس لے کر ظاموش ہوگیا۔ رات اچھی خاصی گزر چکی تھی۔ ہم لوگ واپس چل پڑے۔ پھر میں اپنے فلیٹ میں چلا کیا۔ لباس تبدیل کرکے میں بستر پر لیٹ گیا۔ یہ تنائی بری جان لیوا ہوتی تھی۔ ہر چند کہ شروزے میرے بڑے ایتھے تعلقات ہو گئے تھے لیکن وہ بھی اکیلا تھا اور میں بھی۔ اس کا ماضی پچھ مجھی ہو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس نے بھی بھی مجھ سے میرے ماضی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن ایک بات کا مجھے اچھی طرح اندازہ موگیا تھا۔ وہ یہ کہ وہ بلاشبہ ایک ذہین اور ضرورت سے زیادہ ذہین انسان ہے اور بقینی طور پر اگر اس کے ذہن میں ایمن فرزینہ سے متعلق کوئی بات اسمی ہوئی ہے تو اس کی کوئی شد کوئی وجه ضرور جوگی- و پے وہ قدوقامت عکل و صورت اور جال ذهال ے کوئی بری عورت سیس معلوم ہوتی تھی بلکہ اس کی گفتگو کا انداز اور لہد بے حدیز وقار اور ولکش تھا اور اس کے بعد میری ذہنی رو سونیلہ کی جانب اٹھ مھٹی۔ سونیلہ' ایک نیا كردار! كتني خوبصورت ادر معصوم لؤكي تحتى وه-جواني اور صحت سے بحربور خون اس كے چرے سے چھلکا بڑا تھا۔ میں ان دونوں کے تعلقات کے بارے میں غور کرنے لگا۔ ایمن فرزینه خود ایک حسین وجمیل عورت تھی اور سوفیصدی اس کی دوستی ایک دوسری حسین لڑکی ہے ہوگئی ہے۔ یہ مجنص بلادجہ اپنے آپ کو ایک منفرد انسان ثابت کرنے کی کوشش كرا ہے- رات كرر كئي- منح دروازے كى بيل سے آكھ كھلى تھى- ميں نے كابلوں ك ے انداز میں اٹھ کر دروازہ کھولا تو شروز کو اپنے سامنے پایا۔ نہ جانے کیوں اس وقت طبیعت بر کھے جمنیا ہٹ طاری ہوگئ۔ یہ مخص تو میرا پیچیا ہی نمیں چھوڑ رہا لیکن بسرحال میں برداشت کرے محرایا اور بولا۔

"آؤ۔ شروز! خریت؟"

"بالكل خيريت ب سوچا كه ناشته تهمار في ساتھ كردن- سيكن تهمارا چره اترا ہوا ب- طبيعت تو تُحيك ب؟" وه ب تكلفى سے اندر داخل ہوا- ميرك بند روم ميں پہنچ كر اس وقت شروز کی بے عربی ہوگئی تھی۔ وہ آست آست واپس اپی میز کی جانب بوھا۔ میں نے ایک بار پھر پلٹ کر فرزیند کو دیکھا۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ میں ایک طنز جھلک رہا تھا۔ ہم دونوں واپس اپنی میزیر جامیٹھے۔ میں نے شروز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مرئ سمجھ میں نمیں آیا مسر شروز کہ اس لڑک کو آپ نے میڈم فرزینہ سے نہ طخ کی ہدایت کیوں کی ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں نے اچھی طرح محسوس کیا ہے کہ ایمن فرزینہ ہم دونوں کو دیکھ کر طنزے مسکرا رہی تھی۔ مسر شروزا میں یہ بات مانے کے لئے تیار نمیں ہوں کہ آپ دونوں کے درمیان پہلے سے کوئی رابطہ نمیں ہے۔ مجھے تو یوں لئے تیار نمیں ہوں کہ آپ دوسرے کو بخوبی جانتے ہو اور بات اس قدر معمولی نہ ہو جس کا لگتا ہے جیسے آپ ایک دوسرے کو بخوبی جانتے ہو اور بات اس قدر معمولی نہ ہو جس کا اظہار آپ نے کیا ہے۔ میں کرنے کی؟"
اظہار آپ نے کیا ہے۔ میں کہتا ہوں آخر آپ کو کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی؟"
"یارا کمال کرتے ہو۔ تہیں کوئی بات معلوم نمیں ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس معصوم لڑکی کی زندگی خطرے میں ہے۔"

"کمال بیں آپ کے دعوے۔ خیر آپ کی مرضی ہے۔ آپ اگر کسی سلطے میں قدم اٹھاتے ہیں تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن لڑکی نے خاصا سخت رویہ اختیار کیا ہے آپ کے ساتھ اور اس کے الفاظ بڑے ترش تھے۔"

"ہاں- پنتہ شیں یہ بیو قوف لڑکیاں کس سے کیا جاہتی ہیں۔ تم کمواس کی عمر کیا ہے اور میری عمر دیکھو- یہ لڑکی مجھ سے اظہار عشق کرتی ہے لیکن میرے دل میں اس کے لئے بچوں جیسی محبت ہے۔ اس چھوٹی می لڑکی سے میں بھلا کیا عشق کرسکتا ہوں اور ویسے بھی میں اس راستے کارائی شیں ہوں۔"

" نحیک و یہ قصہ ہے ای لئے اس کا انداز کچھ طنویہ تھا۔"

"بال- اليكن يه الرك- چهواد- كل اس نه ہم سے ملاقات كے لئے كما تھا ليكن اب ده اس طرح ہم سے ہتى ہئى ہى ہوا ميں اب ده اس طرح ہم سے ہئى ہئى ہے جيے اس كا ہم سے كوئى تعلق نه ہو آؤ كھلى ہوا ميں چلتے ہيں۔ وہ الرك نميں مانے گی۔ ميرا خيال ہے جھے كچھ اور ہى كرنا پڑے گله و كچھوں گاكيا كرسكتا ہوں ميں۔ "شروز بھى مجھے كھكا ہوا آدى ہى معلوم ہو تا تھا۔ باہر آنے كے بعد ہم شعندى شعندى ہوا كے جھوكے محسوس كرنے گئے۔ طبيعت ميں ايك تازگى مى محسوس مونے گئى۔ طبيعت ميں ايك تازگى مى محسوس ہونے گئى تھى۔ ميں نے بچر كہا۔

"شروزا یہ تو کوئی دوسی نہ ہوئی کہ تم نے جو کچھ مجھے بتانا چاہا بتا دیا اور جو نہ بتانا چاہو اس کے لئے مجھے خاموثی اختیار کرنی پڑے۔" اس نے میری جانب دیکھا اور بولا۔ 45 ☆ 美

اورتیں دور جاچکیں تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔

" مجھے اپنی آ تکھوں پر یقین نہیں آرہا کہ یہ وہی تھی۔" یہ کمد کریں نے شہروز کے چرے کی جانب دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے پریشان لیجے میں کما۔

" دهمیرے دوست شهروزا میں حمہیں متم دیتا ہوں بچ بتاؤ۔ ابھی جو عورت گزری تھی اور اس نے اپنے چرے پر نقاب لگائی ہوئی تھی اور اس کی نقاب ایک کھے کے لئے کھسک گئی تھی۔ کیا تم نے اس کا چمرہ دیکھا؟" شهروز نے بدستور اس مسکراہٹ کے انداز کے ساتھ کہا۔

"بال- بالكل شايدتم سى كميس زياده بهتر طريق س-" "كك......كيا..... كيا- بي الكل..... بالكل..... سو فيصدى ايمن الرزينة نهيس تحى؟"

"جب تم اس کا چرہ دکھ بھے ہوتو جھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟"

"خدا کی تتم میں پورے اعتاد کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ وہی تھی لیکن اس وقت۔
اس وقت اس کی عمرا میرے خیال میں وہ تو بالکل بردھیا لگ رہی تھی۔ رات کو وہ بالکل بوان اور حسین لڑکی نظر آئی تھی لیکن کم سے کم اس کی عمر پینتالیس سے پیچاس سال کے قریب ہوگی۔ اس کا چرہ بالکل ذرد اور مرجھایا ہوا تھا۔ آ تھوں کے گرد جھراں اور قساروں کی بڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔ اس کی چال پر بھی تم نے غور نہیں کیا۔ بالکل رضاروں کی بڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔ اس کی چال پر بھی تم نے غور نہیں کیا۔ بالکل بو شول کی طرح بھڑی ہوئی۔ رات بھر بو شول کی طرح بھڑی ہوئی۔ رات بھر

"آؤ۔ میں تہیں بلاوجہ ہی یمال نہیں لایا۔ میں اس کے ٹھکانوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا چررہا ہوں۔ میں نے تم سے جو کچھ کما تھا تم اس کے لئے میرے دماغ کی خرابی پر غور کر رہے تھے۔ اور ایک بات اور کموں ابھی تو ابتدا ہے۔ دو ایک دن کے بعد تم اس عورت کو دیکھو گے تو پہچان بھی نہیں سکو گے کہ یہ حسن و جمال مجسمہ ایمن فرزینہ ہی ہے۔ " میں کچھ کمنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک اس نے میرا ہاتھ دہا کر رخ تبدیل کرلیا اور آہستہ سے بولا۔

"وہ آری ہے۔" سرخ گاؤن اور سرخ نقاب میں لیٹی ہوئی وہی عورت جیسے ہی امارے قریب کپنجی شہروزنے ابنا رخ تبدیل کرلیا اور تقریباً اس کے سامنے آکر اس نے اس نے کھڑی سے پردہ ہٹایا۔ صبح کی روشنی کمرے میں پھیل گئی۔ کھڑکی کھولی تو بیرونی دروازے سے پرندوں کی نغمہ سرائی سائی دینے گئی۔ بے شک بید باغیچے تھا لیکن اس میں اونچے اونچے در خت تھے اور ان میں سے بعض در خت بالکل کھڑکی کے پاس تھے۔ وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا تا ہوا بولا۔

"ضرورت سے زیادہ بے تکلف دوستوں کو بعض اوقات گھرسے نکال دیا جاتا ہے لیکن ناشتے کے بعد۔ اور تم بے فکر رہو۔ میں خود ناشتہ تیار کرلوں گا۔ جاؤ واش روم میں جاؤ۔" مجھے بنتی آئی۔ اس بے چارے کو کیا معلوم کہ میرے فرشتوں نے بھی بھی اتنا عمدہ گھر نہیں دیکھا۔ بسرطال وہ کئن میں کھڑچ کرتا رہا۔ میں نے چپ چاپ عسل کرکے کیڈے تبدیل کے اور جب میں بالکل فارغ ہوا تو وہ کی ماہر باور چی کی طرح ٹرے میں ناشتہ لگائے اندر داخل ہوگیا۔ ناشتہ کرتے ہوئے اس نے جھے سے کما۔

"میں اینے آپ کو بہت زیادہ صاحب علم سمجھتا ہوں اور سے سوچتا ہوں کہ چرہ شنای میں کمال رکھتا ہو۔ ای کمال کے تحت میں تم سے ایک بات کموں۔ میں تمہارے دلی خیالات سے آگاہ ہوں۔ تم سمجھ رہے ہو کہ میں پاکل ہوچکا ہوں اور بلاوجہ اس عورت کے پیچھے یو گیا ہوں۔ اگر تہمارا یہ خیال ہے میرے دوست تو سمجھ لوالی کوئی بات نہیں ہے۔ تہمیں پورا اظمینان رکھنا جاہئے میں کھی غلط قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ یہ ایک فرد کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اگر وہ اڑکی خطرے میں نہ ہوتی تو میں اس کی طرف رخ كرك تھوكنا بھى پند نه كرتا- اب كيا خيال ب باہر تكليں-" ميں اس كى بدايت ير نه جانے کیوں عمل کرنے لگنا تھا۔ چنانچہ میں بے وقونوں کی طرح کیڑے تبدیل کرتے باہر نکل آیا۔ وہ مجھے اپنی کار میں بٹھا کر لے جلا تھا۔ پھر ہم ایک اعلیٰ درجے کے ہو مُل میں واظل ہوئے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ اس ہوئل میں کیوں آیا ہے۔ وہ مجھے نہانے کے الاب كى جانب كے كيا اور كرا جانك ہى اس نے تحق سے ميرا ہاتھ بكر ليا۔ سامنے سے دو عورتیں آری تھیں۔ ایک اپ لباس اور طلے سے خادمہ نظر آتی تھی اور دوسری اس کی مالك مقى جو سرخ رنگ كے رئيتى اور خوبصورت گاؤن اور فقاب مين اس طرح ليني موكى تھی کہ اس کا چرو اور جم کے دوسرے جھے چھپ گئے تھے۔ ایبا معلوم ہو؟ تھا جیسے وہ کوئی عرب پردہ نشین خاتون ہے جو اس ہو ٹل میں مقیم ہے جو وہ ہمارے قریب سے گزری توایک ٹاننے کے لئے اس کا نقاب چرے سے مثا اور دو چکدار نیلی آئیسیں نظر آئیں پھر بورا چرہ ایک جھلک وکھا کر غائب ہوگیا۔ میرے پاؤں اپنی جگہ جم گئے تھے۔ جب دونوں

"بيلو دُيئر ايمن!" اس كے ليج مِي طنز كے تيم چھيے ہوئے تھے۔ وہ ايك ليح كے لئے گئے اس كے تخطى اس نفرت كے جذبات الك محكى اس نفرت كے جذبات الجمرے تاہم اس نے گردن كو خم كركے آہستہ سے كہا۔ "بيلو۔"

"انفاق ب كد آپ سے ملاقات موگئ-كيا ميں......؟"

"سوری- میں اس وقت مصروف ہوں-" اس نے کما اور آگے بردھ گئی- شروز شرارت آمیز انداز میں اسے دیکھتا رہا۔ میں نے بھی محسوس کیا کہ ایمن فرزینہ کی رفتار بے حد تیز ہوگئی تھی۔ میں مضطرب ہو کر بولا۔ "سوفیصدی- بھلا اب اس میں کیا شک ہے۔ بیہ وہی عورت ہے جے کل دیکھا گیا لیکن اس کا حسن کمال گیا۔ وہ بوڑھی کیوں نظر آرتی ہے؟"

''دکیکھو کسی بھی کام کو اتنی آسانی سے نہیں کر لیا جاتا۔ ہمیں اس راز سے پردہ اٹھانے کے لئے بردی محنت کرنی پڑے گی۔ کیا سمجھے۔ آؤ بس! میں ای لئے تہیں یہاں تک لایا تھا۔ اب واپس چلتے ہیں۔''

119 15

"فليث-"

رائے میں' میں نے اس سے سوال کیا۔ 'کلیا تہیں بقین تھا شروز کہ وہ ہمیں یماں مل جائے گی؟''

"ہاں اور یہ بھی یقین تھا کہ وہ اس وقت باہر نظے گی کہیں جائے گی اور پھرواپس آگ گی- ای لئے میں نے اس جگہ ہے قدم آگے نہیں بردھائے تھے۔" "کال میں " میں نے فروس سانس لے کہ ایم فلد میں کانچ گئے اور شہرون نے

"كمال ہے۔" ميں نے شھنڈي سائس كے كركما۔ ہم فليٹ پر پہنچ گئے اور شهروز نے

"پہری ممروفیت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ پہر وقت کے لئے میری تم سے طابقات نہ ہو۔" میں نے اس وقت کا تعین نہیں ہو چھا تھا اور اپنے فلیٹ میں آگیا تھا۔ نہ جانے کیوں طبیعت پر ایک کسل کا سااحساس ہورہا تھا۔ بہت می ہاتیں ذہن میں آرہی تھیں۔ گران کا کوئی حل میرے ہاس نہیں تھا۔ بہتی بہتی اپنے آپ کو سمجھانے کے لئے کہتا کہ بو ڑھے شیطان نے کم از کم مجھے یہ عیش گاہ فراہم کردی ہے جس کا حصول میرے لئے شاید زندگ

بھر ممکن نہ ہوتا۔ کان دہائے پڑا رہوں۔ اچھا وقت گزر رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ مخض بھی مکن نہ ہوتا۔ کان دہائے پڑا رہوں۔ اچھا اور دلچپ ساتھی محسوس ہو رہا ہے۔ اگر اس مصری عورت سے اس کی کچھ دلچپیاں وابستہ ہیں تو مجھے صرف اس حد تک اس سے رابطہ رکھنا چاہئے کہ اس کے ساتھ رہوں اور دلچپی کی خاطر رہوں۔ جہاں تک کہ بوڑھے فخص کا تعلق ہے اس سلطے ہیں مجھے کام کرتے رہنا چاہئے۔ اگر ناگو کے ذریعے مجھے یہ عیش و عشرت مل ہے تو اس برداشت کرنا چاہئے اور کوئی ایسی بات وہ کے جو میرے لئے ناقابل قبول ہو تب اس کے بارے میں سوچوں۔ اگر چھوٹے موٹے معاملات میں وہ مجھے سے کچھ مدد چاہتا ہے تو مجھے اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ یوں سوچ کر میں بوئی اس نے کہا میری ملاقات شہروز سے بوئی اس نے کہا۔

"خميس مجھ سے كوئى كام توشيں ہے؟"

"كيما كام مين سمجها نهين-"

" نہیں میرا مطلب ہے۔ اگر چاہو تو میرے فلیٹ کی چالی بھی اپنے پاس رکھ لو۔" " تو کیاتم واقعی کھے زیادہ دن کے لئے جارہے ہو؟"

ورکھے نہیں کمد سکتا۔ بس کچے مصروفیات ہیں میری۔ ہوسکتا ب زیادہ دن ہی لگ

باس-"

ودگر تمهارے فلیٹ کی جانی میں رکھ کر کیا کروں گا۔ ہاں ' اگر تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتا دو۔ یا میرے لئے کوئی ہدایت۔"

"بالكل نبيں-" اس فے جواب ويا- "ويے ميں نے اپنے شناساؤں كو تممارا فيلى فون نمبردے ديا ہے- اگر ميرے كى شناساكا فون آئے تو ميرے بارے ميں اس سے كوئى كول مول بات كردينا- ويسے بحى حميس معلوم نبيں ہے كہ ميں كماں جارہا ہوں-"

"فیک ہے۔ جیسا تم پند کرو۔ ڈیئر شروز۔" شروز چلا گیا اور بین اپ طور پر وقت گزارنے لگا۔ تھوڑی بہت مصروفیات بین نے بھی پیدا کرلی تھیں۔ ایک دن ماں کی قبر پر بھی گیا۔ وہاں جانے کے بعد میرا دل بہت ہلکا ہوجاتا تھا۔ مال سے بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ ول کو سکون ہوا تو واپس بلٹ آیا۔ اس طرح ایک ہفتہ گزر گیا۔ اس دوران تو میرے پاس کوئی فون نمیں آیا تھا۔ تنما میں کلب جانے کی ہمت کر نمیں سکتا تھا۔ بس محرم یا کہ مت کر نمیں سکتا تھا۔ بس محرمتا بھرتا اور رات کو فلیٹ میں آگر سوجاتا۔ اس طرح ان معاملات سے بالکل قطع تعلق محمومتا بھرتا اور رات کو فلیٹ میں آگر سوجاتا۔ اس طرح ان معاملات سے بالکل قطع تعلق

باتیں کئی تھیں جو میری سمجھ میں نہیں آئی تھیں۔ کیا آپ کو شروز کے خیالات کے بارے میں معلومات حاصل ہیں؟" میں نہ جانے کس کیفیت کا شکار تھا۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرے کانوں میں کھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔ آخر اس بگی کو کیا ہوا۔ بھلا گلاب کے پھول کی میرے کانوں میں کھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔ آخر اس بگی کو کیا ہوا۔ بھلا گلاب کے پھول کی طرح ترو تازہ جوانی کے بوجھ سے جھی ہوئی شاخ کی مانند وہ حسین لڑکی ایک دم ہڈیوں کا دھانچہ کیسے بن سکتی ہے۔ ممکن ہے کسی اندرونی بیاری نے اس پر سے اثرت کئے ہوں۔ یہ موج کر میں نے کہا۔

"مجھے آپ سے بے حد ہمدردی ہے خاتون! لیکن کیا آپ نے کسی اجھے ڈاکٹر کو رکھانا؟"

"ایک دو کو؟ آدهی در جن ڈاکٹرول کو دکھا چکی ہوں۔ گران کی سمجھ میں پچھ نہیں آرہا۔ لڑک کے جسم میں خون جرت انگیز طور پر ختم ہوا جارہا ہے۔ وہ تو اب چل پھر بھی نہیں سکتی۔ " یہ کمہ کر مسزراؤ بری طرح سسکیال لینے لگی اور پھراس نے کہا۔ "آپ پلیز براہ کرم جس طرح بھی بن بڑے شہروز کو تلاش کرکے میرا یہ پیغام انہیں وے دیجئے۔ ڈاکٹرول کا مسئلہ اپنی جگہ تھا گئین شہروز نے جو الفاظ جھے سے کی تھے انہیں وے دیجئے۔ ڈاکٹرول کا مسئلہ اپنی جگہ تھا لیکن شہروز نے جو الفاظ جھے سے کی تھے اہمیں وے دیجئے۔ ڈاکٹرول کا مسئلہ اپنی جگہ تھا گیات شہروز ہے۔ "

" دیکھئے میں جس طرح تھی بن پڑا انہیں تلاش کرکے آپ تک پہنچاؤں گا گھبرائے شیں۔ میں پوری پوری کوشش کروں گا۔ ویسے اگر آپ مجھے ان الفاظ کے بارے میں بتا دیں تو میرے لئے آسانی ہوجاتی۔" سسکیاں بدستور جاری تھیں۔ دوسری طرف سے کہا گلا۔

شروزنے کما تھا کہ کچھ عرصے کے لئے آپ انتمائی سختی کے ساتھ سونیلہ کو گھر میں قید رکھنے گلہ اس نے پچھ الیمی مصبتیں بال لی ہیں جن کی وجہ سے اس کی زندگی اور صحت و شدر سی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ وہ ایک خوفناک کھیل کھیل رہی ہے اور اس کھیل سے اسے بچانے کا ذریعہ صرف ایک ہے کہ اے گھرسے کمیں باہر نہ جانے دیا جائے۔ جن لوگول سے وہ ملتی ہے ان سے نہ ملنے دیا جائے۔ ہی اس کی بچت کی صورت ہے۔ "
ادہ تو کیج ؟"

"اس مخص نے بیہ ساری باتیں ہمدردی کی بنیاد پر کہی تھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے خود اس پر غور نہیں کیا تھا اور سوچا تھا کہ پتہ نہیں بیہ مخص کیسی الٹی سید ھی باتیں کر رہا ہے لیکن اب مجھے احساس ہورہا ہے کہ اس نے جو پکھ کھا تھا ایک ایک لفظ درست ہو گیا تھا۔ اس دن غالباً شہروز کو گئے ہوئے آٹھواں یا نواں دن تھا کہ میرے فلیٹ میں فون کی گھنٹی پہلی بار بجی۔ مجھے تعجب ہوا لیکن پھر بھی میں نے آگے بڑھ کر فون اٹھا لیا۔ دو سری طرف سے کسی عورت کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

''دیکھئے۔ مسٹر شہروز سے رابطہ ہوسکتا ہے؟ میں نے ان کے ٹیلی فون پر بہت دیر تک کوشش کی ہے کوئی ریسیور اٹھا نہیں رہا۔ آپ کے بارے میں شہروز نے مجھے بتایا تھا کہ میں آپ کو فون کرلوں اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کرلوں۔'' ''خاتون آپ کون جن کاگر شہروز کے لئے کوئی مغام عوقہ آپ مجھے دیں۔ پیجئے میں

"خاتون آپ کون ہیں؟ اگر شروز کے لئے کوئی پیغام ہوتو آپ مجھے دے دیجئے۔ وہ تو سات آٹھ دنوں سے موجود نہیں ہیں۔"

"آہ- کماں ہے وہ؟ کیا آپ مجھے اس کے بارے میں بتا کتے ہیں؟" "آپ یقین سیجئے مجھے اس کا بالکل پت نہیں ہے۔ کیا میں آپ کی کوئی مدد کرسکتا موں۔" ایک لمحے کے لئے دوسری طرف خاموشی طاری ہو گئی اور پُھردو مری طرف ہو لئے والی عورت نے کما۔

"كيا آپ سونيله ناي كسي لاكي كو جانتے بين؟"

"جی بس سوئیلہ ہے میری ملاقات کلب میں ہوئی تھی۔ میرا مطلب ہے ایروز کلب میں لیکن بہت زیادہ تفصیلی ملاقات نہیں ہے میری۔"

"آہ-کیا مجھے...... میرا مطلب آپ کو....... آپ نے سونیلہ کو دیکھا تھا؟"
"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ لیکن خاتون آپ نے اپنے بارے میں پچھے نہیں بتایا۔"
جواب میں گھرچند لمحات کے لئے خاموشی طاری ہوئی اور مجھے پچھے سکیاں سی سائی دیں۔
پھررندھی ہوئی آواز سائی دی۔

"میں سونیلہ کی ماں ہوں۔ مشرحامد راؤ کی ہوی۔"

"اوہو خیریت- می سونیلہ تو خیریت سے ہیں؟" نہ جانے کیوں میرے ذہن میں ایک بجیب ہی کیفیت پیدا ہوگئی۔ بہت ہی جیرتیں اس کیفیت میں شامل تھیں۔
"اگر آپ نے سونیلہ کو دیکھا ہے تو اس کی شکل و صورت آپ کی آ کھوں میں ہوگ۔ اگر آپ اس وقت اس کی حالت بہت نظر ہوگی۔ اگر آپ اس وقت اس کی حالت بہت نظر نیادہ مجرتی جاری تھی۔ اس قدر کمزور ہوگئی ہے وہ کہ اب اس وقت مڑیوں کاؤھانچہ نظر آتی ہے۔ رنگ پیلا ہوگیا ہے۔ آپ اگر میرے پاس آئیس تو اسے دیکھیے۔ میرا تو کوئی ساتھی کوئی ہدرد نہیں ہے۔ بیارے شروز نے خود ہی مجھ سے رابطہ قائم کرے کچھ ایسی ساتھی کوئی ہدرد نہیں ہے۔ بیارے شروز نے خود ہی مجھ سے رابطہ قائم کرے کچھ ایسی

تقی۔ شہری آبادی میں اس رفارے کار دوڑانا ایک انتمائی خطرناک عمل تھا۔ مجھے خوف محسوس ہونے نگا۔ میں میں سے سوچنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خیریت سے منزل میں پنچنا ہی مشکل ہو۔ بسرحال وہ کار ڈرائیو کرتا رہا اور کچھ دیر کے بعد وہ ایک خوبصورت سے مکان کے سامنے رک گیا۔ نواحی علاقے کا ایک خوبصورت مکان تھا۔ کار کا انجن بند کرکے اس نے بحرتی سے دروازہ کھولا اور میری طرف رخ کرکے بولا۔

"آؤ۔"اس کے بعد اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تقریباً تھیفیا ہوا مکان کے اندر داخل ہوگیا۔ ایک ادھیڑ عمر کی بڑو قار خاتون نے ہمارا استقبال کیا جو دروازے میں کھڑی ہوئی تھی۔ وہ غم زدہ نظر آرہی تھی اور اس کی آئیسیں اس طرح سوجی ہوئی تھیں جیسے روتی رہی ہو۔ شہروزنے جلدی سے کہا۔

"كمال ب وه؟"

"ادھر بوے کرے میں۔" عورت نے اشارہ کیا اور شروز دوڑتا ہوا اس طرف پہنچ گیا۔ پھراس نے آہست سے دروازہ کھولا۔ میں بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ ہمارے سامنے ایک آرام دہ بستر پر سونیلہ آنکھیں بند کئے پڑی ہوئی بھی۔ اس کا جمم گردن تک کمبل سے ذکا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند کئے پڑی ہوئی بھی۔ اس کا جمم گردن تک کمبل کی آہٹ پار بھی اس نے آنکھیں بند کھولیں۔ اس قریب سے دکھ کر میرا کلیجہ منہ کو آئیا۔ کیا یہ وہی سحت مند اور جوان لڑی ہے جس کے چرب پر خون اس طرح دوڑتا ہوا اگیا۔ کیا یہ وہی سحت مند اور جوان لڑی ہے جس کے چرب پر خون اس طرح دوڑتا ہوا افرا آنا تھا جیسے سمندر کی امرین ساحل کی جانب دوڑتی ہیں۔ اس کی روشن آنکھیں اور روشن پیشانی چاند کی طرح چہتی تھی اور اس کی چمکدار آنکھوں میں زندگی دوڑتی نظر آتی نظر آتی نظر آتی نہیں۔ اب ہمارے سامنے اس لڑی کے بجائے واقعی ہڑیوں کا ایک ڈھانچہ پڑا ہوا تھا جس پر زرد رنگ کی سوکھی کھال منڈھی ہوئی تھی۔ اس دکھی کرشروز کے پاؤں لڑکڑا گئے۔ اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور اس کی آنکھیں تجیب سے انداز میں لڑکی پر جم نزرد رنگ کی سوکھی کھال منڈھی ہوئی تھی۔ اس دکھی کرشروز کے پاؤں لڑکڑا گئے۔ اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور اس کی آنکھیس تجیب سے انداز میں لڑکی پر جم نزرد رنگ میں۔ منزراد ہمارے چیجے کھڑی اپنے آنسوؤں کو بہنے سے دوک رہی تی گی۔ اس نے گئیں۔ منزراد ہمارے چیچے کھڑی اپنے آنسوؤں کو بہنے سے دوک رہی تی گی۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کما۔

"اوریہ بات صرف تم جانے ہو۔ خود ڈاکٹر تک اس کا مرض نہیں سمجھ بائے۔ لیکن تم ان کا مرض نہیں سمجھ بائے۔ لیکن تم ان کہا تھا کہ جس اسے باہر جانے سے روکوں۔ بیں اسے سنبھالوں۔ آ ثر کیسے۔ آ ثر کیسے ؟" مسزراؤ کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا اور وہ رونے لگی۔ شدتِ غم سے اس کا چرہ سرخ ہورہا تھا۔ روتے ہوئے اس نے کہا۔

کما تھا۔ آہ ۔۔۔۔۔۔ براہ کرم آپ ۔۔۔۔ آپ یہ تکلیف ضرور کیجئے گا۔ اس وقت مجھے اس کی اشد ضرورت ہے۔ وہی میری مشکل کا حل بن سکتا ہے۔ ورنہ میرے پاس اور کوئی حل نہیں ہے۔"

" محیک ہے۔ آپ اطمینان رکھے۔" میں نے انٹائی کما تھا کہ فلیٹ کے دروازے کی بیل نے انٹائی کما تھا کہ فلیٹ کے دروازے کی بیل نے انتھی۔ ایک لیم تک تک تو مجھے شیس آیا کہ وہ کون ہوسکتا ہے۔ دوسری طرف سے بیلو بیلو کی آوازیں آئیں تو میں نے کما۔

"آپ براہ کرم چند سکینڈ ہولڈ کیجئے میں ابھی آیا۔ دروازے کی بیل بچی ہے۔ ہوسکتا ہے مسٹرشروز ہی آگئے ہول۔" یہ کہ کر میں نے ریسیور رکھااور دروازے کی جانب بڑھ گیا میرا اندازہ بالکل درست نکا۔ دروازے پر شہروز کھڑا ہوا تھا۔

"کیا حال ہے بھی؟" اس نے خوش مزاجی سے کمالیکن میں جلدی سے بولا۔ "منز راؤ کو جانتے ہو؟"

"بال- كيون؟ وه..... سونيله كي مال إ-"

" فُون ہے اس کا تہمارے گئے۔ جلدی آؤ۔" دوسرے کمیے وہ دوڑ ہوا فون کے پاس پہنچا اور نیچے رکھا ہوا ریسور اٹھالیا۔

" اس نے کما اور اس میں " اس نے کما اور اس اس میں اور اس کے کما اور اس کے بعد وہ دو سری طرف سے آنے والی آواز کو سنتا رہا۔ اس کے چرے کے رنگ میں تبدیلی پیدا ہورہی تقی۔ پھراس نے کما۔

"آپ براہ کرم میرا انتظار کریں میں آ رہا ہوں۔" یہ کمد کراس نے فون بند کیا اور ری طرف مز کر کما۔

"یار! پلیز طدی کرو۔ فوراً لباس تبدیل کرلو۔ جمیں سوئیلہ کے گھر چلنا ہے۔ اُف فدایا۔ میرا خیال درست ثابت ہوا۔ اگر وہ مرگئ تو میں زندگی بحرا پنے آپ کو معاف میں کروں گا۔ یہ سب میری غفات کی وجہ ہوا ہے۔ کاش! میں اس شیطان کی پکی کا بندوبست پہلے ہی کرلیتا۔ تم پلیز ایک منٹ میں تیار ہوجاؤ۔" بمرحال میں نے اس سلسلے میں اس سے تعاون کیا تھا۔ یکھ لحوں کے بعد ہم فلیٹ کی سیڑھیاں طے کر رہے تھے۔ وہ پاگلوں کی طرح سیڑھیاں پھلانگ رہا تھا اور جھے بھی ای رفار سے اس کا نماتھ وینا پڑ رہا تھا۔ کار میں بیٹھتے ہی اس نے اس ایک جھنگے سے آگے بڑھایا اور پھراس کا پاؤں کار کے تھا۔ کار میں بیٹھتے ہی اس نے اس ایک جھنگے سے آگے بڑھایا اور پھراس کا پاؤں کار کے اسکے بارہ اس اس نوے تک پہنچ گئ

ہے بھی بدتر تھی۔ چرہ بے رونق اور چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ میں سمجھی کہ لڑکی زیادہ
ویر تک کلب کی تفریحات میں حصہ لیتی رہی ہے چنانچہ تھک گئی ہوگ۔ میں نے اس
مکمل آرام کرنے کی ہدایت کی لیکن تھے کو جب میں نے اس کی صورت دیکھی تو اس کا
چرہ ہی نہیں پچپانا جارہا تھا۔ دو دن اور دو راتوں کے اندر اس کا سارا حسن اور ساری
جسمانی قوت! جیسے کمی نے اس کے بدن کا تمام خون نچوڑ لیا تھا۔ بردی مشکل ہے اٹھی۔
دوہر کے وقت اپنی دوست کے پاس جانے کے لئے تیاریاں کرنے گئی۔ اس وقت میرے
اور اس کے درمیان ایک شدید جھڑے ہوئی۔

"بيد كيا بد تميزى لكا ركھى ہے تونے؟ كون ہے بير ايمن فرزيند؟" اس نے غضبناك لگاہوں سے مجھے ديكھا اور بولى۔

وميري دوست ب ادر كون ب-"

"دیکھو- یہ ساری چھوٹ حمیں تمہارے باپ نے دی ہے۔ تم ایک بھرپور جوان لائی ہو۔ یس تم پر کوئی الزام شیس لگاتی لیکن دنیا کے بارے پیس جانتی ہوں۔ کچھ زبانوں کو کون روک سکتا ہے۔ کوئی بھی یہ کمہ سکتا ہے کہ ایمن فرزینہ ایک فرضی نام ہے اور تمہارے نطاقت کسی اور سے ہیں۔ سوری ڈیٹر یس تو تمہاری مال ہوں۔ میرے ذہن میں تمہارے نظافت کسی اور سے ہیں۔ سوری ڈیٹر یس تو تمہاری مال ہوں۔ میرا جاہتی ہوں۔ دنیا بھی تمہارے گئے شک ایم تا جائین میں اس شک کو اپنے سینے میں دبانا جاہتی ہوں۔ دنیا کو کیا بڑی ہے کہ وہ ایسا کرے گی۔"

"فرض سیجے اگر میں اپنے کسی دوست کے پاس بھی جاسکتی ہوں تو آپ کو اور دنیا کو اس ملطے میں کیا اعتراض ہے؟"اس نے بے باک سے کما۔

''لڑکی ہوش وحواس رخصت ہوگئے ہیں کیا؟ اگر اتنا ہی جوانی کا بوچھ بھاری پڑ رہا ہے تو ہم سے کموشادی کردیں تہماری۔''

"آپ کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ میں سمی مرد کے پاس نمیں جاتی۔ میرے اور آپ کے درمیان اعماد کا جو رشتہ ہے میں نے اسے بھی نمیں توڑا لیکن یہ شک کا اظہار کرکے آپ میرے اعماد کو البتہ توڑ رہی ہیں۔"

" ونسیں - بالکل نسیں - میں دنیا کی بات کر رہی ہوں اور دنیا سے مجھے ڈرنا پڑتا ہے۔ الون ہے سے ایمن فرزیند!"

> "میری دوست ہے۔ کمد تو رہی ہوں آپ ہے۔" "اور یہ حالت کیا ہو رہی ہے تمہاری؟"

"انجى چند دن پہلے وہ گلاب كى طرح كھلى ہوئى تقى۔ نہ جائے كس كى نظراے كھا گئے۔ آہ كياكروں شن؟ بيہ تو ڈاكٹروں كے بس كى بات بھى نئيں ہے۔ كيسے بچے گی ميرى پُگ - كوئى ہے جو ہمارى مدد كرسكے۔ ميں اپنے گلشن كے اس پھول كو مرجھاتے ہوئے نئيں د كليم عتی۔ خدا كے لئے اسے بچالواسے بچالو۔ "وہ اس برى طرح روئى مجھے بھى انتہائى دكھ ہونے لگا۔ ہم نے اسے ایک كرى پر بٹھایا اور قریب رکھے ہوئے بیڈروم فرتج سے پانی كى بوئل نكالى اور شروز اسے پانى پلانے لگا پجربولا۔

"میں نے آپ سے جو کچھ کما تھا۔ وہ اپنی معلومات کی بنیاد پر کما تھا۔ اب آپ براہ کرم اس کم مجھے حالات تفسیل سے بتادیں۔ آپ کی بنی کے حق میں میں بمتر ہوگا۔ براہ کرم اس طرح مجھے ساری تفسیل بتائے کہ معمول سے معمول بات بھی باتی نہ رہے۔ میں آپ کی آواز کا مختظر ہوں۔"

بڑی مشکل سے مسزراؤ نے اپنی جھیوں' سسکیوں اور آنسوؤں پر قابو بایا اور پھر رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

" بھے پچھ معلوم ہوتو بتاؤں۔ وہ پچھلے کافی دنوں سے کی مصری نزاد خاتون ایمن فرزید سے دوستی کی باتیں کرتی ہے۔ غالباً ایروز کلب میں ان دونوں کی ملا قاتیں ہوتی رہی ہیں۔ بات اصل میں ہیہ ہے کہ ہیہ سب پچھ کیا دھرا مسٹر راؤ کا ہے۔ شادی کے بارہ سال کے بعد اولاد پیدا ہوئی اور اس کے بعد اکلوتی ہی رہی۔ نتیج میں مسٹر راؤ نے اسے بہت ہی لاؤلا بتالیا۔ لاڈلی تو وہ میری بھی ہے لیکن مسٹر راؤ اس کی ہر خواہش کا احترام کرتے ہیں۔ بہت سے معاملات میں 'میں نے مخالفت کی جے دونوں باب بیٹی نے قبول نہیں کیا۔ بیں۔ بہت سے معاملات میں 'میں نے مخالفت کی جے دونوں باب بیٹی نے قبول نہیں کیا۔ اب دہ آکیلی ہر جگہ دند ناتی پھرتی ہے۔ میری بات کو تو جو تیوں پر مارتی ہے اور مسٹر راؤ کا کردباری سلطے میں نہ جانے کون کون سے ملکوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اس کی ماری ذریع ہوئے کے فوراً بعد ہی اس کی ساری ذریع مرد کے دائی فرزینہ ہے۔ اس کا میل جول شروع ہونے کے فوراً بعد ہی اس کی ساری ذریع ہوئے کے فوراً بعد ہی اس کی ساری ذریع ہوئے کے فوراً بعد ہی اس کی ساری ذریع ہوئے کے فوراً بعد ہی اس کی ساری ذریع ہوئے کے فوراً بعد ہی اس کی ساری خوات برائی ہوں۔ وہ میری بی پر کیا جادو کر دیا ہے۔ ہروقت ای کی نام کا تذکرہ اس کی نبان پر رہتا ہے اور دن اور رات کا بیشتروفت وہ اس کے پاس ماری دن شام کو جب وہ آئی تو پچھ تھی تھی تھی سی تھی۔ سرار دن اس کے پاس رہتی ہے۔ سارا دن اس کے پاس رہتی ہے۔ اس دن شام کو جب وہ آئی تو پچھ تھی تھی سی تھی۔ بستر پر لیٹتے ہی وہ سوگنی اور اسکے دن جاگے دی پھرائیمن کے پاس چلی گئی۔ اس رات گئے جب وہ گھر آئی تو اس کی حالت پسلے جاگے دی پھرائیمن کے پاس چلی گئی۔ اس رات گئے جب وہ گھر آئی تو اس کی حالت پسلے جاگے دی پھرائیمن کے پاس چلی گئی۔ اس رات گئے جب وہ گھر آئی تو اس کی حالت پسلے جاگے دی پھرائیمن کے پاس چلی گئی۔ اس رات گئے جب وہ گھر آئی تو اس کی حالت پسلے جاگے دی پھرائیمن کے پاس چلی گئی۔ اس رات گئے جب وہ گھر آئی تو اس کی حالت پسلے جاگے دی پھرائیمن کے پاس چلی گئی۔ اس رات گئے جب وہ گھر آئی تو اس کی حالت پسلے کیا میں کی حالت پسلے کیا کہ کیا کی حالت پسلے کیا کہ کیا کیا کی حالت پسلے کیا کہ کیا کہ کیا کیا کہ کیا کیا کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کیا کیا کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کیا کیا کیا کہ کیا کیا کیا کیا کہ کیا کیا کہ کیا کر کو

"آہ- گویا آپ بھی اس معالمے میں برابر کی شریک رہی ہیں۔" "کس معالمے میں؟ مجھے تو کچھ بھی نہیں معلوم۔" وہ پھر رونے گلی اور شہروز ظاموش ہوگیا پھراس نے اچانک ہی سرد لہجے میں کہا۔

'' خیر جو پکھے ہوا اے جانے دیں۔ میں اے بچانے کی پوری پوری کوشش کروں گا' انگین میڈم! آپ نے پہلے بھی میری بات کو نظرانداز کر دیا تھا اور اس بات پر توجہ شیں دی تھی۔ اب آپ کو میری ہدایت پر مخق ہے عمل کرنا ہوگا۔''

رہ ہے ، بب بپ رہاں ہو ۔ بہ کہ اس کہ اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے حامل اس کے اس کے اس کے حامل اس کے ا

-119/7

"ایک پرائیویٹ ہیتال ہے جس کا مالک میرا دوست ہے۔ آپ سونیلہ کو اس اسپتال میں داخل کراویجئے لیکن اتن خاموشی کے ساتھ کہ کسی کو گانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ آپ کو وہال مناسب اخراجات کرنا ہوں گے۔ ایک خرس اس کی محرانی پر مامور رہے گی۔ باقی تمام معاملات کی ہدایت میں کردوں گا۔ میں سے چاہتا ہوں کہ کوئی بھی اسے دیکھنے کے لئے اس کے کمرے میں نہیں جائے گاکوئی اس کی عیادت کے لئے نہیں جائے گاور سے سمجھ کیجئے کہ چڑیا بھی اس کے پاس پر نہیں مارے گی۔ اپنے دوست کو تفصیلات او نہیں بتاؤں گا میں لیکن سے تمام ہاتیں ضرور بتادوں گا اور وہ اس کا بورا بورا خیال رکھے

"اور اگر ایمن فرزینه اسپتال میں اے دیکھنے آئے تو؟"

" " پہلی بات تو یہ میڈم ، میں نے بنیادی بات یہ کی ہے کہ اس کے بارے میں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی چاہئے کہ یہ کہاں ہیں۔ دو مری بات تو یہ کہ آپ خود اسپتال میں اپنی بیٹی کی نگرافی کریں گی۔ آپ کے اطمینان کے لئے میں آپ کو بتاؤں کہ اے کوئی مرض نہیں ہے۔ اے صرف خوراک اور آرام کی ضرورت ہے۔ ہمپتال کا پت نوٹ کر لیجئے۔ اب یہ آپ پر مخصر ہے کہ کس طرح احتیاط ہے اس کو اس ہمپتال تک لے جاتی ہیں۔ البتہ آپ بچھے یہ بتا دیجئے کہ آپ یہ کام کریں گی یا نہیں ؟"
ہیں۔ البتہ آپ بچھے یہ بتا دیجئے کہ آپ یہ کام کریں گی یا نہیں ؟"

"جھاڑ میں جائے میری حالت۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہوگی۔"

"جواس مت کرو۔ آج تم باہر نہیں نکلو گی۔ اپنے کمرے میں جاؤ۔" میں نے پہلی بار اس انداز میں اس ہو بات چیت کی۔ وہ جیرت سے جھے دیکھتی رہی۔ پھر اپنے کمرے میں جائر بستر پر لیٹ گئی اور آئھیں بند کرلیں۔ میں باور پی خانے میں کھانا پکانے میں مصروف ہوگئی۔ ایک کھٹے کے بعد جب میں اس کے کمرے میں آئی تو وہ غائب تھی۔ پھر وہ رات کو آئی تو اتن ور میں گھر پینچی کہ میری آئیھیں اس کا انتظار کرتے کرتے تھک گئیں وہ رات کو آئی تو اتن بری حالت تھی اس کی کہ سیڑھیاں بھی نہ چڑھ سکی اور گر کر بے ہوش ہوگئی۔ "مسزراؤ پھر روئے لگیں۔ شہروز نراسرار نگاہوں سے میرے چرے کو دیکھ وشی رہا تھا۔ پھراس نے آگے بڑھ کر روئے لگیں۔ شہروز نراسرار نگاہوں سے میرے چرے کو دیکھ بوش ہوگئے۔" مسزراؤ پھر روئے لگیں۔ شہروز نراسرار نگاہوں سے میرے چرے کو دیکھ بوش دیکھی۔ ہونؤں کو چھوا اور بلکیں اٹھا کر بغور دیکھا۔ بوالم اور کی مردہ نظر آتی تھی لیکن بند کھے بعد اس کے جم میں خفیف سی بغور دیکھا۔ بظاہر لڑکی مردہ نظر آتی تھی لیکن بند کھے بعد اس کے جم میں خفیف سی جنبش پیدا ہوئی اور اس کے ہونؤں سے مرجم میں آواز ابھری۔

" مجھے جانے دو۔ میں جانا جاہتی ہوں۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہوگی۔ میں اس کے پاس ضرور جاؤں گی۔ مجھے مت روکو۔ جانا ہے مجھے۔" شہروز گمری نگاہوں سے اسے دیکھٹا رہا پھراس نے میری طرف دیکھا اور بولا۔

"بتاؤ اس لاکی کو دیکھ کر تمہارا تجربہ کیا کہتا ہے؟ یہ کون سامرض ہے جس نے چند دن کے اندر اندر اس کی تمام خوبصورتی اور چرے کی رونق چھین لی ہے؟" میں نے افسوس زدہ انداز پس گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں نہیں جانتا۔ میرا تجربہ تو بالکل ہی محدود ہے۔ بس صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لڑکی کے جسم سے خون بڑی مقدار میں ضائع ہوگیا ہے۔" میرے ان الفاظ پر شروز کے ہونٹول پر چیکی سی مسکراہٹ بھیل گئی اور اس نے کما۔

"تم بالكل تحيك كيتے ہو ليكن سوال بدپيدا ہوتا ہے كہ بدخون ضائع كيے ہوا؟" ميں محلا اس بات كاكيا جواب ديتا۔ اس نے سزراؤكي طرف رخ كركے كہا۔

"آپ کے بیان کے مطابق اس کی طبیعت چھ دن سے خراب ہے اور ابتداء میں وہ دن رات اس کے بیان کے مطابق اس کی طبیعت جھ دن سے خراب ہے۔ کیا ان آخری تین دن رات اس کے پاس جاتی رہی ؟" دنوں میں بھی اس کی کی حالت رہی؟"

" نمیں۔ وہ بڑی حد تک ٹھیک ہی تھی۔ گرایک دن وہ کم بخت عورت خود اے ریکھنے آگئی اور بیں نے اے سونیلہ کے کمرے میں پہنچا دیا۔" بعد اے یُراسرار بنانے کی کوشش میں معروف موجاتے ہو۔ مجھے اس سے کوئی دلچین شیں ہے۔" پھروہ مننے لگا اور اس نے کافی کے دو چار کھونٹ پینے کے بعد کما۔

"خاصی تفصیل طلب بات ہے۔ یہ سارا قصہ اتنا پُراسرار اور حیران کن ہے کہ تم اے حقیقت کے بجائے افسانہ سمجھنے پر مجبور ہوجاؤ گے۔ لیکن میرے دوست جیسا کہ میں پہلے کمہ چکا ہوں۔ اس دنیا میں کوئی بات ناممکن شیں۔ کائنات میں ایسے ایسے پر اسرار راز بھرے بڑے ہیں جن کے آگے عقل بے بس ہوجاتی ہے اور سے معاملہ بھی انہی میں ہے ے- بہت یرانی بات ہے میری عمراس وقت بائیس سال کی تھی اور اس زمانے میں میں ایک بالکل ہی نوجوان اور البر سا انسان تھا۔ میں نے اس عورت کو دیکھا۔ حسن و جوانی کا وہ ایسا مجسمہ تھی جو میں نے پہلے بھی شیس دیکھا۔ رنگ سرخ سفید ' سنری بال ' آ تکھیں نیلی اور چیکیلی' دانت نو کیلے اور ہونٹ خون کی طرح سرخ' ٹھوڑی جس پر سنری رو کمیں كثرت تتھے۔ جم ايك عجيب ساخت كا ترشا ہوا۔ ہاتھ' پير' گردن اور بازو سنگ مرمريس و طلے ہوئے۔ جم کے مقابلے میں سرچھوٹا اور آواز دلکش اور روح کے اندر اتر جانے والى-" ده جيم د موش سا موتا جا ربا تقا- بين جراني سے اس كى صورت ديكتا ربا- "اس وقت میں کوئی میں بائیس سال کا تفایقتی خاصی پرانی بات ہے کیکن فرزینہ کا حسن اس إنداز كالقال "مين في شديد جرالى س كمال

"ات عرصے پہلے بھی یہ الی ہی تھی!"

"اریخ ای آپ کو دہراتی ہے اور کی وجہ تھی کہ جب میں نے اے پہلی بار ویکھا تو ماضی کو یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ تمهارا خیال ہوگا کہ ایک حسین عورت میری ا جد كا مركز بنى ب حالاتكم ايها نهيل تقا- مين تواين حافظ كو شؤل رما تفاجس مين برسون پہلے دیکھی ہوئی عین میں صورت نقش تھی لیکن میرا دماغ بھی اس بات پر چکرایا ہوا تھا کہ اتنے عرصے پہلے کی ایمن فرزینہ اور اس ایمن فرزینہ میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے۔ آخر ۔ کیا راز ہے؟ کہیں میں فریب نظر کا شکار تو نہیں ہوگیا؟ مچر میرا اس سے تعارف ہوا تو مع يد چل كياكه مين فريب نظر كا شكار شين بلكه بد أيك زنده حقيقت ب- توبات ان ولوں کی ہو رہی ہے جب ماضی میں میں نے اشیں دیکھا تھا۔ میں ایک بردی سمینی میں ملازمت كر؟ تحا اور اى كميني كا ايك آفيسرجس كى عمران دنوں پچاس ، پچين كے قريب او گی- میرے ساتھ کام کرتا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ ایمن فرزینہ کا تعاقب کرتا ہے۔ ایک دن میں نے اے اس کیفیت میں دیکھ لیا اور اس نے مجھے۔ ہم دونوں حیران رہ گئے کے لئے میری مدد کرو۔ مسٹر راؤ یمال اس وقت موجود شیں ہیں۔ وہ کئی ملکوں کے دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ کمیں ایسانہ ہو کہ ان کے پیچے میری بی ۔ " سزراؤ نے پھر رونے کے لئے اشارت لینا جایا لیکن شروز ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"پلیزارونے سے مشکلات حل نمیں ہو تیں۔ دیکھیں میں آپ کو خود بھی وہاں تک لے جا سکتا تھا لیکن بس اتنا بتانا چاہتا ہوں آپ کو کہ پچھ ایس وجوہات ہیں جن کی بنا پر میں كل كر آب كى مدد سيس كردبا- اس كے لئے مناسب وقت دركار جوگا- البت آپ كى بشت يريس موجود مول- ادر آپ اطمينان ريھيے يہ تحيك موجائے گ- بس ميري بدايت ير عمل كرتى رئي- الملطح متائج كى ذے دارى ميں ليتا ہوں۔"

والهي مين مين نے كما- "كيا كتے مواس بارے مين؟"

" میرے جگری دوست! تم خود مجھنے کی کوشش کرد- اور نہ سمجھ پاؤ تو انظار

" میک ہے۔" میں نے جواب دیا۔ میرے انداز میں ایک ناخو شکوار ی کیفیت پیدا بو كئي تو وه مسكرايا اور بولا-

"شیس ایس کوئی بات شیں ہے۔ دنیا کی ساری باتیں کسی دوسرے کو بتائی تو شیں جاسکتیں۔" وہ خاموش ہوگیا اور اس کے بعد سارے رائے خاموش رہا اور ہم فلیٹ پر پہنچ گئے۔ چرجب میں نے اپنے فلیٹ کے دروازے کو کھولا تو وہ بولا۔

" کھ بلاؤ کے نہیں؟"

"كافى پئيں گے-" اس نے كما اور پر ميرے ساتھ خود بھى كچن ميں آگيا- كافي تيار كرتے ميں اس نے ميرى مدد كى- اس كے بعد اسم كافى كى پاليال لے كر درائك روم ميں بیٹھ گئے اور پھراس نے کہا۔

"تهماری ایک ناگواری کیفیت کویس محسوس کر رہا ہوں۔" "اس کی وجہ ہے۔"

" مجھے ان تمام معاملات سے کوئی دلچیی شیں تھی۔ نہ میں اس عورت سے کوئی د کچیں رکھتا تھا اور نہ اس لڑکی سونیلہ ہے۔ تم خود ہی مجھے مختربات بتاتے ہو ادر اس کے

تھے۔ میں نے محراتے ہوئے اس سے کما۔

"جناب! یہ عورت مجھے کافی پُراسرار معلوم ہوتی ہے۔ اگر آپ کمی مقصد کے تحت اس کا تعاقب کر رہے ہیں تو آپ مجھے بتائے۔ کمیں ایسا نہ ہو کہ آپ کمی مصیبت میں کر فآر ہوجائیں۔"جواب میں اس نے عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"بقیناً تم بجھے ہو قوف سبجھتے ہوگ۔ گرمالک کا کات کی ضم میں اس بات پر شدید حیران ہوں کہ میں نے اس وقت اس عورت کو دیکھا تھا جب میری عمر صرف سترہ سال تھی اور اس کا حلید اس زمانے میں بالکل میں تھا۔ ذرا برابر فرق نہیں اس کی اس وقت کی شکل میں اور اب میں۔" یہ سن کرمیں بنس پڑا میں نے کما۔

دہ جملا یہ کیے ہوسکتا ہے کہ جس عورت کو آپ نے چالیس پینتالیس برس پہلے دیکھا ہو وہ آج بھی بالکل دیسی ہی کی دیسی ہو۔ آپ نے اس کے بارے میں ہوسکتا ہے کسی غلط فنی کو اپنے ذہن میں لگالیا ہو۔ ایک شکل کی عورتیں بھی ہو سکتی ہیں اور پھر ممکن ہے۔ یہ ای نسل کی کوئی لڑکی ہو۔ اس بات کے امکانات بھی تو ہوتے ہیں کہ اس عورت کی اولاد استے عرصے میں ایسی ہوگئی ہو۔ "

"آپ کوبتاؤں اس کا نام بھی ایکن فرزینہ تھا اور اس کے بارے میں بھی ہیں معلوم کرچکا ہوں کہ اس کا نام ایمن فرزینہ ہی ہے۔" سرس

"ہوسکتا ہ بنی نے ماں کا نام رکھ لیا ہو۔"

"ہوسکتاہ-" اس نے بے کبی سے گردن ہلائی۔ میں شروز کی ہاتیں جرت سے سن رہاتھا۔ میں نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ایک ہی شکل و صورت کی تین عورتیں اتنے استے عرصے کے بعد بالکل یکساں۔"

"بال- اس کے ساتھ ہی میرے بوڑھے آفیسرنے جو بات بتائی وہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ اتفاق ہے اس نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ اپنی عمر میں کوئی پیجیس تمیں سال زیادہ کی نظر آئی۔ ایسا لگا جیسے وہ تیزی ہے بردھاپے کی طرف بردھ گئی ہو۔ پھرایک سال کے بعد اتفاق نہیں کما جاسکتا تھا۔ یہ یقیناً ایک جائی بوجھی بات تھی۔ وہ عورت اس قدر بوڑھی نظر آئی کہ اس کا پورا وجود تھے کی طرح لرز تا تھا اور وہ چھڑی کے سمارے سے دوچار قدم چل لیا کرتی تھی۔ میرا آفیسراپی جرائی کی بنیاد یہ مسلسل اس کی تاک بیس لگا ہوا تھا اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کررہا تھا۔

مجھے وہ ان معلومات کی تفصیل ضرور بتا تا۔ اس نے بتایا کہ اس وقت وہ عورت ای سال کی بردھیا کی شکل میں تبدیل ہو چکی ہے۔ اس نے مجھے پیش کش بھی کی کہ اگر میں چاہوں تو اسے دکھی سکتابوں۔ خود جران رہ جاؤں گا۔ میں چونگہ اس سارے معاملے میں دلچیں کے رہا تھا۔ اس لئے میں نے دیکھا اور دکھی کر میری جرت انتما کو پہنچ گئی۔ واقعی اس کی طالت بہت بری ہو رہی تھی۔ اس سارا دے کرچلانے کے لئے ایک نوجوان لڑکی ساتھ علی سے بڑی انتہائی تندرست اور توانا تھی۔ شاید اس ملازم رکھا گیا تھا اور میرے بوڑھے آفیسر نے جو اس معاملے میں بے بناہ دلچیں لے رہاتھا ایک دن اس لڑکی سے تعمائی میں ماتھ کرتی ڈائی۔

"ب بی! میں تمهارے بارے میں جانتا جاہتا ہوں۔ کیائم میڈم ایمن فرزینہ کی ملازم ہا"

"جی سر میرا نام سیو کل ب اور میں عیسائی ہوں۔ میڈم بہت الیمی فاتون ہیں۔ ان کا تعلق مصرے ہے میرے ساتھ بری مریانی سے پیش آئی ہیں۔ ان دنوں چھے بیار ہیں۔" " تحك من معافى جايتا مول كه من في تم ع تممارى مالك ك بارك من ات ا والات مئے۔" لیکن مجر ہم تقریباً دو ماہ تک اس کا جائزہ کیتے رہے۔ اور ہم نے مید دیکھا کہ لڑکی روز بروز تھلتی چل جارہی تھی۔ اس کے برعکس ایمن فرزینہ پر ایک بار پھرجوائی چڑھنے لکی تھی۔ ٹھیک دو مینے کے بعد لڑک مرکئی اور جب ہم نے آخری بار ایمن فرزینہ کو دیکھا تو وہ کھرے جوان ہو چکی تھی اور حسن وصحت کا مجسمہ نظر آئے گئی تھی۔ میرے آفیسر دوست نے بیہ جانے کے بعد پولیس سے رابطہ قائم کیا اور پولیس ایمن فرزینہ کے چھچے لگ گئی۔ ایمن فرزینہ کے بارے میں کوئی ایک بات معلوم نہیں ہو سکی جس سے پولیس کو پچھ مدد مل شکتی۔ پھرایک دن وہ شہر چھوڑ کر چلی گئی۔ اس کے بعد ہمیں اس کا نام و نشان نہیں ملا۔ ہمرحال ہم لوگ وقت گزارتے رہے پھرمیں نے وہ ملازمت چھوڑ وی شر بھی تبدیل کر دیا اور اس کے بعد میں ایک اور شہر میں پہنچا۔ وہاں میں نے ایک نئ فرم میں ملازمت کرلی تھی۔ اس فرم میں ملازمت کرتے ہوئے ایک بار میرا واسطہ پھرالیے مخض ے پڑ گیا جس نے مجھے ایمن فرزینہ کی کمانی شائی۔ یہ کمانی وہی تھی تیعنی ایمن فرزنه نای ایک عورت جو بالکل بو زهی سمی اور اس کی حالت اتی خراب مو گئ سمی که محسوس ہوتا تھا کہ بہت جلد مرجائے گی اس نے اپنی شارداری کے لئے ایک جوان اور سحت مند خادمہ کو ملازم رکھا جو ایک ماہ کے اندر سوکھ کر کاٹنا ہوگئ۔ آخر کار وہ مرکئی

ڈاکٹر مشاہد نے بھی اس بات کی تقدیق کی کہ اس لڑکی کے بدن کا خون اچانک ختم ہوگیا تھا اور اگر مزید کچھ وقت اس کی دیکھ بھال نہ ہوتی تو یہ زندگی سے محروم ہوجاتی۔ اُدھر سونیلہ سے ملاقات ہوئی تو ہم نے اس کی مال سے اس کے حالات پوچھے۔ اس کی حالت خاصی ہمتر تھی لیکن نقابت اور کزوری ابھی دور نہیں ہوئی تھی۔ لڑکی نے شروز کو دیکھ کر مشراتے ہوئے کہا۔

"شکرے آپ کو میرے بارے میں علم ہوا۔ مزید سے کہ آپ مجھے دیکھنے آئے۔ کس زبان سے آپ کا شکرسے ادا کرول؟" مسزراؤ بھی وہاں موجود تھیں۔ پچھے دیر کے بعد اس نے کہا۔

"لیکن ڈاکٹر مجھے گھر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ اب تو میری طبیعت ٹھیک ہے۔ اصل میں مجھے ایک جگہ ضروری جاتا ہے۔"

"ہم تمہیں بہت جلد گھرلے چلیں گے تم فکر مت کرو۔" شہروزنے کہا۔ وہ چونک کر بولی۔

ہوں۔ "آپ کلب جارہے ہیں شہروز؟" "ہاں۔ کیوں خیریت؟"

"ايمن فرزيد سے آپ كى ملاقات ہوئى؟ در حقيقت ميں ان كے لئے بى پريثان ہول- آپ كو اندازہ ہے كہ وہ كنتى يار بير- ميں ان كى تياردارى كر ربى تقى- اور ميرى وجہ سے وہ صحت مند ہوتى جارى تقيس- ميرا كتنا انظار كر ربى ہوں گى وه- اى كہتى بيں گد انہوں نے ميرے كى دوست كويد نہيں بتايا كہ ميں يمال ہوں- يد برى بات ہے نا۔ انسيں يہ چانا چاہئے۔"

"کیا باری ہے میڈم فرزینہ کو؟"

"جبت كمزور بين وه- برى كمزورى محسوس كرتى بين- اصل مين وه نفساتى يمار بيناور ان كاكمتا ب كه ان كاعلاج صرف بيه ب كه وه جهه جيسى كى نوجوان اور صحت مند
الركى كه ساته وقت گزارين- ورنه ان پر ايك عجيب مى كيفيت طارى موجاتى ب به
مرض كافى عرصے سے انسين لاحق ب- اب ديكھئے ناكن قدر مهمان اور محبت كرنے والى
طالون بين-"

۔۔ "ہاں۔ واقعی ایسی صورت میں تو انہیں تمہاری سخت ضرورت ہے لیکن مجھے یہ بتاؤ ایپڑ کہ تم اس کی تجارداری کیے کرتی تھیں؟" لیکن اس کے دوران میں جرت انگیز طور پر ایمن فرزینہ صحت مند اور جوان ہوتی چلی گئی۔ اب اسے دیکھ کر کوئی نمیں کمہ سکتا کہ وہی لڑک ایک ماہ پہلے سر ' پچپٹر سال کی عورت نظر آتی تھی۔ بعد میں پند چلا کہ پولیس اس کی جانب متوجہ ہوگئی تھی چنانچہ وہ کسی اور ملک میں چلی گئی۔ یہ تھی ایمن فرزینہ کی پرانی داستان اور بیہ تھی میری پریٹائی اور جرانی کی وجہ تم سجھتے ہونا؟" میں نقش جرت بنایہ داستان سن رہا تھا۔ بسرطال تھوڑی ویر تک خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"اب سے بتاؤ ڈیئر کہ اب اس عورت نے استے طلے بدلے استے روپ بدلے لیکن اس نے اپنانام کیوں نہیں تبدیل کیا۔ کیا مہ بات باعث جرت نہیں ہے؟" "بال- دافعی اس میں کوئی شک نہیں کہ مہ بات جرت انگیز ہے۔" "تم میہ کمنا چاہتے ہو نا کہ کی نوجوان اور تندرست جم سے خون نچوڑ کر میہ عورت اپنی زندگی اور صحت دوبارہ یالیتی ہے۔"

"ميرے ذبن ميں مي خيال ب اور اس دن جب ميں نے ايروز كلب ميں اس دیکھا تو میرا ذہن مکمل چکرانے لگا اور مجھے تمام پرانی ہاتیں یاد آگئیں۔ تم نے خود بھی ویکھ لیا کہ وہ کس قدر جوان اور تندرست تھی اور اس کے بعد اس پر تیزی ہے برحلیا چھاتا چلا گیا۔ ہم نے اے سرخ کباس اور سرخ نقاب میں دیکھا تھا۔ اصل میں میں اس تمام صورتِ حال ہے واقف ہوں۔ یہ وہی عورت ہے۔ متم کھا کر کمہ سکتا ہوں ڈیئر بابر علی کہ یہ وہی عورت ہے۔" اس داستان نے میرے اعصاب پر بہت برا اثر ڈالا تھا اور میں یہ سوچتا رہا تھا کہ زندگی میں کئی بار میں ایسے خون آشاموں کے قصے سے بیں لیکن کسی خون آشام کا میری زندگی سے تعلق ہوجائے گا۔ یہ میں نے نمیں سوچا تھا۔ اب بھی اتنے دن كزر كے تھے جيل سے رہا ہوئے۔ ميرے ذہن ميں ناكو بابا كے لئے مخلف خيالات آتے رہے۔ ابھی تک میں ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ ناگونے مجھے یمان کیوں بھیجا تھا اور خاص طورے اس نے اس بات کی نشاندی کی تھی کہ ایک مخص میرے پاس خود آئے گا۔ کیا بیہ مخص شروز کے علاوہ بھی کوئی ہوسکتا ہے؟ ممکن ہے اصل مخص ابھی نہ آیا ہو۔ بسرحال چونکہ میہ ساری داستان بے حد دلچیپ تھی اور میرے پاس کوئی ایسا کام نہیں تھا جس میں مجھے مفروفیت ہوجائے۔ چنانچہ مجھے اس مئلے میں دلچیں مسلسل تھی مجھے پت چلا کہ سونیلہ کو ای اسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے جس کے بارے میں شروز نے اس کی ماں کو ہدایت کی تھی۔ پھر ہم لوگ بھی سونیلہ کو دیکھنے گئے۔ ڈاکٹرے بات ہوئی تو "اوہ- گڈ- یہ اچھا ہوا' عملہ مختلط ہے نا۔ میں ڈاکٹر کو مزید اس کی ہدایت کئے دیتا "

"مر پلیز مجھے کھ تو بتائے شروز آپ اس تمام معاطے کی حقیقت کو جانے ہیں۔
آپ نے جھ پر بے حد احسان کیا ہے۔ اس جیتال کے ڈاکٹر میرا بڑا احرام کرتے ہیں۔
خاص طور سے جیتال کے مالک مسٹر احمد علی نے مجھ سے یہ بات کی ہے کہ میں کسی متم
کی فکر نہ کروں۔ لیکن آخر وہ عورت میری بٹی سے کیا چاہتی ہے۔ ویسے بھی وہ انتمائی
جیب وغریب شکل صورت کی مالک ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے وہ کوئی ڈائن ہے جو میری
بٹی کاخون چوس ری ہے۔"

"آپ کا سوچنا بالکل درست ہے۔ ایک ہی بات ہے۔" "کک.....کیا مطلب؟" مزراؤ کامنہ چرت سے کھل گیا۔

" يى بات ہے دہ ڈائن ہے اور آپ كى بينى كاخون چوس رہى ہے۔ اس لئے آپ اپنى لڑكى كى دن رات ظرانى سيجئے۔ ميں كوشش كر رہا ہوں كہ اس عورت سے دنيا كو نجات مل جائے 'اب مجھے اس سلسلے ميں سخت عمل كرنا ہے۔ " اس نے كما پھر بولا۔

" ذرا ایک منٹ میں سونیلہ ہے اس عورت کا پیند کنفرم کرلوں۔ ویسے تو مجھے اس کے بارے میں معلومات حاصل ہیں۔" میں نے چونک کر شہروز کو دیکھااور کہا۔ " جہیں اس کا پند کیے مل گیا؟" جواب میں شہروز مسکرایا اور بولا۔

"بیر ایک ہفتہ میں جھک نہیں مار تا رہا ہوں۔" پھراس نے دوبارہ سونیلہ سے رابطہ قائم کیا اور کہنے لگا۔

> " بے نی! تم واقعی ایمن فرزینہ کے پاس جانا جاہتی ہو؟" "ابھی اور ای وقت۔"

و کیا مید مناسب نہیں ہوگا کہ میں خود اسے تمہارے پاس بلالاؤں۔ " اس نے پوچھا تو سونیلہ سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر کہنے گئی۔

" دبیں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔ چاہے کمی بھی شکل میں ممکن ہو۔"
" تو ٹھیک ہے میں اس تمہارے پاس بلا کر لاتا ہوں۔ ذرا مجھے اس کا پیتہ بتاؤ۔" شهروز نے کہا اور سونیلہ نے ایک پیتہ دہرا دیا۔ میں شهروز کا چرہ دکھیے رہا تھا۔ پس مجھے اندازہ ہوا کہ شہروز کی حد تک مطمئن ہوگیا ہے۔ پھر ہم وہاں سے باہر نکل آئے۔ شہروز دکا "مین نے کمانا وہ عجیب وغریب خانون ہیں۔ یہ عجیب کیفیت بھی مجھے پند ہے۔ وہ میرے ساتھ بستر پر لیٹ جاتی تھیں۔ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتی تھیں۔ میں انہیں کوئی اخبار یا کتاب پڑھ کر ساتی اور اس کے بعد مجھ پر غنودگی طاری ہوجاتی۔ جب میری آگھ کھلتی تو گھپ اندھیرا بچھایا ہوا ہو تا اور مجھے عجیب عجیب خواب نظر آتے اور میں اپنے آپ کو تھکا تھکا محسوس کرتی۔" اس نے معصومیت سے بتایا اور شہروز کے چرے پر غیض و غضب کے آثار پھیل گئے۔ اس نے دانت بیس کرمہ ہم سے لیج میں کما۔

"اور اس بار وہ میرے ہاتھ سے نہیں نیج سکے گ۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کم بخت کی عمر کیا ہے اور وہ کب سے جوان لڑ کیوں کا خون چوس چوس کر اپنی زندگی بچائے ہوئے ہے لیکن اب اس کا نایاک وجود اس ونیا ہے مٹ جانا چاہئے۔"

"آپ کیا کہ رہے ہیں؟ میں آپ ہے ان کے بارے میں سوال کر رہی ہوں۔ پلیز!
کمیں انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ آپ مجھے ان کے پاس لے چلئے۔" یہ کہ کر اس
نے آئکھیں بند کرلیں۔ میں نے اسے غور سے دیکھا۔ کیفیت کافی بہتر ہوگئی تھی لیکن ایک
عجیب سی کیفیت اس پر طاری تھی۔ ذہنی طور پر وہ پریٹان سی نظر آرہی تھی۔ اس دوران
ڈاکٹر آگیا اور شہروڈ اس سے کافی دیر تگ باغیں کرتا رہا۔ جب ڈاکٹوچلا گیا تو شہروز نے بھط
سے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"اس بیار الرکی کی روح پر اس منحوس عورت نے قبضہ کر لیا ہے۔ جسم پر تو پہلے ہی قبضہ کر لیا ہے۔ جسم پر تو پہلے ہی قبضہ کر چکی تھی دہ لیکن ظاہر ہے ایسے لوگ سفلی علوم کے ماہر ہوتے ہیں اور تقینی طور پر اس نے سفلی عمل کے ذریعے اس لڑکی کو اپنا غلام بنالیا ہے لیکن میں اس کی تمام چالوں کو ناکام بنادوں گا۔ " پھراس نے اس پر ایک آخری نگاہ ڈالی اور مسزراو کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرکے باہر نکل آیا۔ باہر بیرونی بر آمدے میں اس نے آگر کما۔

"اس دوران كونى آيا تو سيى-"

"میں آپ کو یمی بات بتانے والی تھی شروز! نہ جانے اس کم بخت کو اس کا پیتہ کیسے ل گیا۔"

"كيامطك؟"

"میں نے اے اسپتال کے احاطے میں بھٹکتے دیکھا ہے لیکن آپ نے شاید ڈاکٹر سے میہ بات کہد دی تھی کہ کوئی ملاقاتی اس سے ملنے کے لئے اندر نہ آسکے۔ اس لئے وہ اندر شیس آسکی۔"

" مجھے تھوڑی کی تیاریاں کرنی ہیں فلیٹ پر جاکر۔ کیاتم میرے ساتھ مہم پر چلنا پند

"کیول شیں۔" میں نے ولچی سے جواب دیا۔ ہم فلیٹ پہنچ گئے۔ شروز نے کیا تیاریاں کیس اس کا تو مجھے علم نہیں تھا۔ لیکن میں بوی سنتی محسوس کر رہا تھا۔ اس داستان میں میں خود اس قدر کھو گیا تھا کہ میری پوری کی پوری دلچیپیاں اس میں شامل تحص - آخر کار شروز نے میرے فلیٹ کے وروازے کی بیل بجائی۔ میں تیار ہی تھا' باہر فكل آيا اور شروزنے جھ سے كما

" تحیک ہے چلوچلتے ہیں۔" میں نے شروز کا جائزہ لیا۔ وہ نہ جانے کیا تیاریاں کرکے آیا تھا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ بسرحال ہم لوگ چل پڑے۔ شروز اپنی کار میں خاموش میٹا رہا تھا۔ مجھے اس کے چرے پر ایک عجیب می کیفیت کی پر چھائیاں نظر آرى تھي- آخر كار ايك طويل فاصله طے كرنے كے بعد ايك انتائى خوبصورت مكان ك سامنے شروز نے كار روكى اور اس بے نيچ اتر آيا۔ ميرا دل دهك دهك كر رہا تھا۔ ہم جب وہاں پہنچے تو سورج ڈو بنے میں تھوڑی دیر باقی تھی۔ بیل بجائی اور ایک عمر رسیدہ خادمہ نے درواژہ کھولا۔ "کیا.....محترمہ ایمن فرزینہ اندر موجود ہیں؟"

"میں..... کیکن ان سے ملاقات کی اجازت شیں ہے۔ خود انسوں نے منع کیا ے۔" خادمہ نے بے رخی سے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی لیکن شروز نے اسے دھکا دے کر پیچیے ہٹایا اور اندر داخل ہوگیا۔ پھرایک راہداری طے کرنے کے بعد ہم ایک وسیع وعریض کرے کے دروازے پر پہنچ۔ شروز جارحیت پر آمادہ تھا۔ اس بڑے اور وسیع تمرے میں نیم ناریکی کا ماحول تھا اور اس میں عجیب تھم کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ مغربی کھڑی سے ڈوہے ہوئے سورج کی روشنی پردول میں سے چھن چھن کر اندر آرہی تھی۔ آہے آہے ایک کری پر ایمن فرزینه کو دیکھا۔ اس کی شکل دیکھتے ہی مجھ پر دہشت کا ایک حملہ سا ہوا۔ اس کا چرہ سو کھ کر چڑا ہوچکا تھا اور ایک عجیب سی کیفیت اس کے چرے پر طاری تھی۔ سبزی ماکل رنگ تھا اس کے چرمے کا اور اس کی کھویڑی سکڑ کر مختصر ہوچکی تھی۔ اندر کو دھنسی ہوئی نیلی آ تکھیں اس وقت زرد اور بے نور معلوم ہورہی تھیں۔ بس اس کی پتلیاں خوفناک انداز میں اندر حرکت کر رہی تھیں۔ ناک اور کان بردی حد تک منتج ہو چکے تھے۔ پھٹے ہوئے

ساہ ہونٹوں میں سے لمب سفید وانت جھانک رہے تھے۔ سورج غروب ہونے میں ابھی خاصا وقت تھا۔ یکا یک اس کے ڈھانچے میں جنبش ہوئی۔ مدہم می آواز کرے میں گو بجی۔ "عظیم آقا! میرے مالک کمال ہو تم؟ میں زندگی کے آخری کھات سے گزر رہی موں اور تم مجھ سے اتنا فاصلہ اختیار کئے ہوئے ہو۔ کمال ہو تم؟ جواب دو۔ جواب دو۔ جواب دو-" اس كى آداز اس حد تك بھيانك تھى كد ميرے بدن كے رونكشے كھرے مو كئے- بير دفعتاً بى زور دار موا چلى- وہ كوركيال بند موكئيں جو كھلى موكى تھيں اور جن ے سورج کی روشی چھن رہی تھی۔ دروازہ ایک زور دار آواز کے ساتھ بند ہوا۔ اس وقت شروز نے اپنے لباس سے ایک مڑا ہوا تعفیر نکال لیا۔ اس کے وانت بھنچ ہوئے تھے ادر اس کے چرے پر انتمائی سفاکی نظر آرہی تھی لیکن پھریوں لگا جیسے چھت کے کسی رفخے ے کوئی چیز کرے کے عین درمیان اتری مو۔ ایک کال ی عجیب وغریب چیز تھی۔ عالباً حشرات الارض میں سے چھے۔ میں نے بھٹی بھٹی آ تھوں سے اسے دیکھا۔ ممنی تعلی سرخ روشنیال چک ربی تھیں اور جو چیز مجھے کمرے کے وسط میں نظر آئی وہ سیاہ رنگ کا ایک اننا برا بچھو تھا کہ شاید ای کی انسان نے اتنا برا بچھو دیکھا ہو۔ وہ کی بالشت بحرکے کھوے کی مائند نظر آرہا قبلہ اس کا ڈنک اٹھا ہوا تھا اور کالے رنگ پر گھری سرخ آ تکھیں اس طرح چک رہی تھیں کہ ان کی روشن کرنوں کی شکل میں کمرے کے ماحول میں پھیلی ہوئی تھی۔ دفعتا ہی وہ محوضے لگا اور یوں لگا جیسے کوئی پجری محوم رہی ہو۔ اس کے محوضے کی ر فآر کافی تیز تھی لیکن جو ہولناک منظر میں نے دیکھا وہ یہ تھا کہ تھومنے کے ساتھ ساتھ ای اس کا مجم برهتا جارم تقل به عجیب و غریب منظر دیکھ کر خود شروز بھی خوفزدہ ہوگیا اور كى قدم يجهي بث كيا- أدهر ايمن فرزيد ك اندر زندكى پيدا بوتى جارى مقى- وه كمى تامانوس زبان میں کھے کہ رہی تھی اور اس کی آواز بھیانک سے بھیانک تر ہوتی جارہی تھی۔ میں اس ہولناک منظرے اس قدر دہشت زدہ ہوگیا تھا کہ اگر دیوار کا سارا میری پشت پر نہ ہو تا تو شاید میں نیج ہی گریڑ تا۔ ادھر میرے دوست کی حالت بھی کچھ عجیب س تھی۔ تحجر اس کی مٹھی میں دبا ہوا تھا اور وہ خوفزدہ انداز میں بچھو کو دیکھ رہا تھا۔ جے اب میں کہتا اپنے آپ کو ہی حماقت محسوس ہو تا تھا۔ وہ اس وقت دویا اڑھائی فٹ کے قریب ہوچکا تھا۔ مسلسل کھومتے ہوئے اس کا قد بوھتا جارہا تھا۔ اتنی تیزی سے کھومتے ہوئے یہ اندازہ نمیں ہویارہا تھا کہ اس کے نفوش بھی تبدیل ہوئے ہیں یا نمیں۔ پر وہ اتنا بڑا ہو کیا کہ میں سوچنے لگا کہ اب کمرے سے نکل کر بھاگنا ہی زیادہ مناسب ہے اور اس کے بعد

کو ختم کر دول۔ اچانک ہی شروز نے دروزے کی جانب چھلانگ لگائی لیکن وہ بیہ بات بھول گیا تھا کہ دروازہ اندر سے بند ہوچکا ہے۔ وہ بری طرح دروازے سے حکرایا تھا اور اس کمچے میں نے بھی اس پر چھلانگ لگادی تھی۔ شروز بہت پھر پیلا' طاقتور اور ذہین تھا۔ وہ فوراً وہاں سے ہٹ گیا اور میں دروازے پر کھڑا ہو کر بھوکی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ تب شہروزنے چچ کر کہا۔

"او ب وقوف آدى! تواس ساحر كے سحر كاشكار ہوگيا ہے۔ اپنے آپ كو سنبھال۔ كياكر رہا ہے تو؟" ميں نے يہ آواز سى ليكن مجھے يوں لگا جيسے يہ سب پچھ مجھ سے كما ہى نہ جارہا ہو۔ وہ كى اور سے يہ الفاظ كمہ رہا ہو۔ ميں نے انتظار كئے بغير دوبارہ اس پر چھلانگ لگادى۔ ايك بار پھراس نے جھكائى دى اور غرائى ہوئى آواز ميں بولا۔

" و کیھ میرے ہاتھ میں تحجر ہے۔ اگر تیرے حواس درست نہ ہوئے تو یہ بھی ہوسکا ہے تو میرے ہاتھوں مارا جائے۔ اس وقت تو بھے قتل کرنے کے در پے ہے۔ اپنی زندگی بھانے کے لئے بھے پر یہ فرض ہے کہ میں تجھے ختم کر دوں۔ بھے اس کے لئے مجبور نہ کر۔ "لیکن میں بھلا اب کیا سنتا۔ بھے یہ تو لگ رہا تھا جیے وہ بھے ہے کچھ کہ رہا ہے۔ اس کے الفاظ بھی میری مجھ میں آرہے تھے لیکن میرا دماغ میرے قبضے میں نہیں تھا۔ میں آستہ آستہ اس کی جانب بڑھا اور ایک بار پھر میں نے اس پر حملہ کیا۔ بحالت مجبوری آستہ آستہ اس کی جانب بڑھا اور ایک بار پھر میں نے اس پر حملہ کیا۔ بحالت مجبوری شروز نے بھی مجھ پر جوالی حملہ کیا گئین نہ جانے کمال سے میرے اندر اتن طاقت آگئی میں کہ میں نے اس کی بخل میں کہ میں نے اس کی بخل میں کہ میں نے اس کی بخل کے بیچو رسید کی تو ختجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تب میں نے وہ ختجر اٹھا لیا اور دو سرے لیے میں نے اس پر دار کیا۔ انفاق کی بات یہ کہ شہروز میری لیپ میں آگیا۔ ختج اس کی پہلیاں چر دی تھیں۔ اس کے حلق سے ایک دل خراش چیخ نکل اور خون بھل کرکے بہنے لگا۔

ستجمی میں نے ایک عجیب و غریب اور ہولناک منظر دیکھا۔ اچانک ہی خوفناک شکل گئی تا آئن یعنی ایمن فرفناک شکل کی تاآئن یعنی ایمن فرزینہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔ بول لگا جیسے خون دیکھ کراس کے اٹھ اٹل نیا نے شہروز پر بختجر کے دو تین وار اور الدر ایک نئی زندگی بیدار ہو گئی ہو۔ اس دوران بیس نے شہروز پر بختجر کے دو تین وار اور اگر دیے تھے۔ شہروز ایک کراہ کے ساتھ نے گرا۔ ختجر کا آخری وار میں نے اس کی گردان پر کیا اور اس کی شہر رگ کمٹ گئی تھی۔ اب شہروز بری طرح زمین پر تزب رہا گدوان پر کیا اور اس کی شہر رگ کمٹ گئی تھی۔ اب شہروز بری طرح زمین پر تزب رہا گا۔ اس کا

اجانک وہ رک گیا۔ تب میں نے ایک بھیانک منظر دیکھا۔ وہ ایک عجیب وغریب شکل اختیار کرچکا تھا۔ اس کا پورا جسم بچھو کا تھا لیکن اس کا چرہ میرے لئے کمل طور پر شناسا تھا۔ آہ۔ بھلا یہ چرہ بھی بھولنے کے قابل تھا۔

یہ ناگو بلیا تھا۔ ناگو! ہوش اڑانے کے لئے یہ منظر کانی تھا۔ نہ جانے کس طرح ہیں نے اپنے ذہن پر قابو پایا۔ پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس میں میری کسی کوشش کا وخل نہیں تھا۔ اُدھر شہروز بھی پھٹی پھٹی آ تکھوں سے اس بچھو کو دیکھ رہا تھا جس کا جسم بے پناہ ہوھ چکا تھا لیکن اس کا انسانی چرہ نا قابل یقین تھا۔ ویسے بھی ناگو بایا کا رنگ گرا سیاہ الٹے تو سے کی مانند تھا۔ لیکن اس کا انسانی چرہ نا قابل یقین تھی۔ اس کی آ تکھوں کی سرخی نا قابل یقین تھی۔ اس سے پہلے میں کی مانند تھا۔ لیکن اس کی پھٹی پھٹی آواز نے اس کی آ تکھوں میں ایس سرخی نمیں دیکھی تھی۔ پھر دفعتا تی اس کی پھٹی پھٹی آواز ایک کی آ

اُدهر شروز بھی میری ذہنی کیفیت سے واقف ہوتا جارہا تھا اور شاید اسے خطرے کا احساس ہورہا تھا۔ وہ ایک ایک قدم کرکے پیچھے بٹنے لگا اور اس وقت اس چھونے ایک بار پھر گردن جھکا کر گھومنا شروع کر دیا۔ وہ وحشت زدہ انداز میں اب زمین پر چکر لگا رہا تھا اور میرے ذہن میں ہوسکے میں شروز اور میرے ذہن میں ہوسکے میں شروز

پھرنہ جانے کب اور کمال ہوش آیا تھا۔ ایک خوبصورت مکان تھا جمال ناگو بابا اور فرزینہ دونوں موجود تھے۔ جمجھے یوں لگ رہا تھا جیسے ان لوگوں سے میرا کوئی رشتہ ہو۔ مالانکہ جمجھے سب کچھ یاد تھا۔ شروز کی موت' وہ لڑکی بھی یاد تھی جو ہمپتال میں پڑی تھی الانکہ جمھے سب کچھے یاد تھا۔ شروز کی موت' میں تھی۔ لیکن مجھے ان میں سے کسی سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ لاکس بانچ کے حصول جانچے دائے کہا ہے کہائے کہائے اپنی شکیال کرلو۔ بولو طاقت کا حصول جانچے

"بال-" میں نے جواب دیا۔ مجھے اپنی مال کی موت کا انقام لینا ہے۔"
در بہب تک جمیں مکمل شکتی نہ حاصل ہوجائے دو سرے سارے خیال دل سے الکال دو۔ گیان شکتی کے لئے جمیس پورن وئی کے پاس لے جائے گا۔ وہ جمیس آل بھون میں لے جائے گی جمال جمیس ممبر بنایا جائے گا۔ سمجھے۔ جمیس سیسہ جمیس ایک اخباری رپورٹر کی حیثیت سے وہاں جاتا چاہئے۔ ایمن جمیس سب پچھ سمجھا دے اللہ اور میں نے سعادت مندی سے گردن بلا دی بھی۔ اس کے بعد ایمن مجھے بجیب وغریب باتیں بتاتی رہی تھی۔

سب پچھ انتائی مشکل' بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ناممکن' بس وقت تھا کہ
گزر رہا تھا۔ آخر کار میں نے مطلوبہ بتے پر جاکر اس چھوٹے سے خوشنما بنگلے کے
دردازے کی بیل بجائی اور پچھ لمحوں کے بعد دردازہ آہستہ سے کھل گیا۔ مکان عام ہی تھا
اور اے دیکھ کریے احساس نہیں ہوتا تھا کہ اس میں کوئی خاص بات ہے۔ دردازے سے
جو شخصیت ظاہر ہوئی وہ کی قدر پُراسرار شکل کی مالک تھی۔ چرہ چڑیاوں جیسا' لمبی ناک'
چھوٹی چھوٹی آنکھیں۔ میں نے اس سے سوال کیا۔
چھوٹی چھوٹی آنکھیں۔ میں بورن وتی سے بات کر رہا ہوں؟"
دکون ہوتم اور یمال کیوں آئے ہو؟"

چرہ برستور ناکو بابا کا تھا۔ اس دوران ایمن فرزینہ بھی شہروز کے پاس پہنچ گئی تھی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے بال پکڑ لئے تھے۔ شہروز کی آتھیں شدت تکلیف سے پہنی ہوئی تھیں۔ فرزینہ نے اس کی شہ رگ سے البلتے ہوئے خون پر اپنے ہوئٹ پیوست کر دیئے اور ناکو بابانے ایک دم پھر گھومنا شروع کر دیا۔ جتنی برق رفاری سے وہ گھوم رہا تھا اتی ہی برق رفاری سے اس کا جم چھوٹا ہو تا جارہا تھا۔ پھر دہ ایک ٹینس کی گیند کے مقا اتی ہی برق رفاری سے اس کا جم پھوٹا ہو تا جارہا تھا۔ پھر دہ ایک ٹینس کی گیند کے برابر رہ گیا اور دو سرے لیح وہ شہروز کے بدن پر چڑھ گیا۔ میرے نخج کے وار سے شہروز برابر رہ گیا اور دو سرے لیح وہ شہروز کے بدن پر چڑھ گیا۔ میرے نخج کے وار سے شہروز کی پسلیوں کے درمیان کئی کٹ لگ گئے تھے۔ ناگو بابا اس کے سینے پر سوار ہوگیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دہ اس کے جم میں غائب ہوگیا۔ شہروز آہستہ آہستہ دم توڑتا جارہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دہ اس کے جم میں غائب ہوگیا۔ شہروز آہستہ آہستہ دم توڑتا جارہا تھا۔

"ارے جب تم ہمارے قبیلے ہے ہوتو اتنے فاصلے پر کیوں ہو؟ آؤ۔ آجاؤ۔" نہ جانے اس کی آئکھوں میں کیما سحرتھا۔ میں آہت آہت آگ بڑھا اور گھٹنوں کے بل اس کے آگے بیٹھ گیا۔ پھر دو سرے لیچ میں نے نمکین اور گرم خون پر ہونٹ رکھ دیئے۔ بس اس کے بعد میرے ہوش وجواس رخصت ہوگئے تھے۔

OO, ON Change to the to The

"میرا مطلب بیه شیں تھا خاتون مطلب بیہ ہے کہ آپ کی آمدنی۔ آپ مجھے یہاں شاہی نظر آرہی ہیں اور۔"

"ویکھو میں جو کمہ رہی ہول کے کمہ رہی ہول کیونکہ میں جانتی ہول کہ تم میرا انظرویو لے رہے ہو اور بید انظرویو ضرور کسی اخبار میں شائع ہوگا۔ ہمرطال تم یہ سمجھ او کہ میں شیطان زادی ہوں اور میری عمر گیارہ سو سات سال اور اڑھائی ممینہ ہے۔ بس اب کچھ اور معلوم کرتا چاہتے ہو تو معلوم کرو۔ زندگی میں ویسے تو بہت سے واقعات ہیں لیکن میں بتانا پند نہیں کروں گی۔"

"بمتر- میں سجھتا ہوں آپ کا اتنا انٹرویو کافی ہے۔ اب جھے چلنا چاہئے۔" جواب میں وہ عجیب سے انداز سے مسکرا دی مجربولی۔

"لوگ كہتے ہيں كہ مهمان آتے اپنى مرضى سے ہيں اور جاتے ميزبان كى مرضى سے اس اور جاتے ميزبان كى مرضى سے ہيں۔ تم اپنى مرضى سے آئے۔ بيں نے تو تمہيں نہيں بلايا تھا كيكن تمہيں ميرى مرضى سے واليس جانا جائے۔"

"معافی چاہتا ہوں اب آپ سے پوچھنے کے لئے میرے پاس کچھ بھی نمیں ہے۔"
پی نے کہا اور اپی جگہ سے اٹھ گیا۔ وہ خاموش بیٹی ری بھی۔ بیں دروازے کی طرف
مڑا لیکن اچانک بچھے محسوس ہوا کہ بیں نے سیچ ست رخ نہیں کیا ہے۔ دروازہ أدهر
شیں ہے پچریں نے دروازے کی تلاش میں چاروں طرف نگاہیں دوڑا کی اور یہ دکھے کر
میرے ہوش کم ہوگئے کہ اس بوے سے نیم تاریک ہال میں اب کوئی دروازہ نہیں تھا۔
میری آئیمیں جرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

یہ کیے ہوسکتا ہے دروازہ کمال گیا؟ میں آگے بردھ کر اس جگہ پہنچا جمال سے میں اندر داخل ہوا تھا لیکن وہال ایک سپاٹ دیوار کے ساتھ چل کریہ اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگا کہ دروازہ کمیں اور تو نمیں ہے۔ مجھے غلط فنمی پو نہیں ہو رہی ہے لیکن دروازہ نمیں تھا۔ وہ غائب تھا اور جران کن بات یہ تھی کہ کمیں کے نہیں ہو رہی ہے لیکن دروازہ نمیں تھا۔ وہ غائب تھا اور جران کن بات یہ تھی کہ کمیں سے بھی اس کا نشان نمیں ملتا تھا حالا تکہ کمرہ عام کمروں ہی کی ماند تھا۔ میں تھوڑی در مطاموش کھڑا رہا اور بجرمیں نے پریشانی سے کما۔

"مس پورن وتی! براہ کرم جھے دروازہ دکھا دیجئے۔ میں جانا چاہتا ہوں۔" جواب میں اس کے ہو تنوں پر پھر پہلے جیسی مسکراہٹ مجیل گئی اس نے کہا۔
"کہا تھا نا میں نے تم سے کہ مہمان آتے اپنی مرضی سے ہیں کیا سمجے؟ جمٹھو میں تو

"پورن ولى كے بارے ميں ساتھاكہ وہ كچھ خصوصيات كى حال ہيں۔ ميرا تعلق ايك اخبارے ہے اور ميں ماضى كى ايك تظيم شخصيت سے انٹرويو كرنا چاہتا ہوں۔ كيا آپ مجھے مس پورن ولى كے بارے ميں پكھ بتائيں كى؟"

"وہ میں ہی ہوں۔ آؤ' اندر آجاؤ۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا اندر ایک تاریک سا ہو اس کے ساتھ چل پڑا اندر ایک تاریک سا ہل تھا بھراس کے بعد ایک کرہ اور کرے میں ایک بدہم سالیپ روشن تھا۔ یہاں تھو ڑا سا فرنچر بھی پڑا ہوا تھا۔ اس نے ایک کری کی جانب اشارہ کرکے جھے ہے کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔" اور میں کری پر بیٹھ گیا۔ عورت کی نظر جھے پر پوری طرح گلی ہوئی تھی اور اس کا چرہ جذبات سے عاری لگ رہا تھا۔ میں نے پچھ لمحوں کے بعد اس سے پوچھا۔ "صالا نکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا نام پورن وتی ہے لیکن پھر بھی اخبار کے انٹرویو کے لئے جھے آپ کی زبانی آپ کا نام معلوم کرکے خوشی ہوگی۔"

"پورن ولى!"

"آپ شادی شده بین؟"

"نبیں-"اس نے جواب دیا۔ "آپ کی عرکتن سرمیشیں "آپ

"آپ کی عمر کتنی ہے میڈم علاقکہ سنا یہ ہے کہ عور تیں بھی اپنی عمر نہیں بتاتیں الکتان پر بھی اپنی عمر نہیں بتاتیں الکتان پر بھی یہ سوال کر رہا ہوں۔ آپ اپنی پند کا جواب دے عتی ہیں۔ "
"نہیں میں عمر چھپانا نہیں چاہتی اور نہ عمر چھپانا بھتر سجھتی ہوں۔ "
"تو آپ کی عمر کتنی ہے۔"

"تقریباً گیارہ سوسات سال-"اس نے جواب دیا اور میں اسے دیکھ کر ہنس پڑا لیکن وہ بالکل سنجیرہ رہی تھی۔

"一色一月100

والمياره سوسات سال اور شايد ا زهائي ممينه يا پينتاليس دن-"

آپ بمت دلچپ خانون معلوم ہوتی ہیں۔ بات کو اتنی سجیدگ سے ادا کرتی ہیں کہ انسان آپ کے ہذاق کو سمجھ ہی نہ سکے۔ خیر چلئے آپ نے کما ہے میں مان لیتا ہوں۔ آپ کا مشغلہ زندگی کیا ہے؟"

دو کچھ نمیں۔ جنگلوں' بہاڑوں' ویرانوں' قبرستانوں میں بھٹکتی رہتی ہوں بھی بھی مجھی میری زندگی سے نسلک دلچیپ واقعات بھی پیش آجائے ہیں لیکن پھر بھی میں نے زندگی میں بست کم لوگوں کو نقصان پنچایا ہے۔ دلچیپ مشغلہ جادو گری سیکھنا ہے۔"

ماست جو یہ ظاہر شیں کرتا تھا کہ اس کی عمر زیادہ ہے اور وہ اپنی عمر بتا رہی ہے گیارہ سو سات مال دلچیپ نداق ہے الیک بار پھر میں نے پورن وتی کو دیکھا۔
مات سال دلچیپ نداق ہے الیکن یہ پرچھائیں۔ ایک بار پھر میں نے پورن وتی کو دیکھا۔
اس کی ناک سمی چوچ کی مائند مڑی ہوئی تھی۔ آئکھیں تیز اور چھوٹی تھیں اور نقوش اللہ عام متم کے تھے۔ بسرطال وہ چائے لے کر پلٹی۔ غالباً وہاں آتش دان پر چائے کا مال عام متم کے تھے۔ بسرطال وہ چائے لے کر پلٹی۔ غالباً وہاں آتش دان پر چائے کا مقول بندوبست تھا میرے قریب آگراس نے مجھے چائے کا بیالہ دیتے ہوئے کہا۔

"او میرے معزز مہمان! مجھے خوشی ہے کہ تم یمال آئے۔ یمال بہت کم مہمان آئے اور جو آئے ہیں وہ اللہ ہاتھ میں اور جو آئے ہیں وہ اللہ ہاتھ میں اور جو آئے ہیں وہ اللہ ہاتھ میں اللہ ہاتھ میں۔ بہت می سوچیں میرے ذہن کو پریشان کر رہی تھیں۔ میں اس کے پر اسرار جملوں پر اللہ تھا۔ بھر میں نے سوچا کوئی حرج نہیں ہے۔ چائے پی کریمال سے چلاجاؤں گا۔ اور کر رہا تھا۔ بھر میں نے سوچا کوئی حرج نہیں ہے۔ چائے پی کریمال سے چلاجاؤں گا۔

"اب میرا کاروبار بھنڈا ہوگیاہ سمجھ اب میرا کاروبار بالکل نرم ہوگیا ہے۔" "کاروبار؟" میں نے ایک بار پھراہے چونک کر دیکھا۔

"بال كالے جادوكا كاروبار پہلے بہت الحجى طرح چانا تھا ليكن اب لوگ جادوكو بھى سائنس ہى سبجھنے گئے ہیں اور ہمارا كاروبار تقریباً ختم ہوتا جارہا ہے۔ اس پر اب بت كم لوگ بين ركھتے ہیں۔ لوگ اس سلسلے میں اب آتے ہى نہیں میرے پاس۔ تم یقین كرو كاك اس سلسلے میں اب آتے ہى نہیں میرے پاس۔ تم یقین كرو كار ميں بنایا ہے۔"

"حادو كايلا؟"

"بال یہ ایک پراسرار عمل ہے۔ آئے کی ایک گریا بنائی جاتی ہے اور اس میں اس چھو کر کمی بھی جانب لے جاتی ہے اور اب تو یہ کام انجام دینے کی نوبت نہیں آئی۔ یہ سالوں پہلے کی بات ہے کہ لوگ اپ دشنوں کو اس طرح ختم کرتے تھے۔ اب تو خدا غارت کرے مورت حال ہی بدل گئی ہے۔ کرائے کے قاتل جگہ جگہ دندناتے بین اور معمولی سے معاوضے پر دہ یہ کام کر ڈالتے ہیں جو ہم سے لیا جاتا تھا۔ اب ان کاموں کے لئے کوئی ہمارے پاس نہیں آتا۔ بلکہ ان کرائے کے قاتموں کے پاس جاتا کہ ان کاموں کے گئی ہمارے پاس نہیں آتا۔ بلکہ ان کرائے کے قاتموں کے پاس جاتا ہے۔ ارب تم یہ چائے کیوں نہیں پی رہے؟" اس نے جھے گھور کر دیکھا اور میں نے جائے کا بالہ منہ سے لگا لیا۔ حالا نکہ یمان آکر میرے ذہن پر جو ایک کوفت می جلدی سے جائے کا بالہ منہ سے لگا لیا۔ حالا نکہ یمان آکر میرے ذہن پر جو ایک کوفت می

ابھی تم سے بہت می باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" اس کی آواز عجیب می تھی۔ وہ تیز قتم کی سرگوشی کے انداز میں بول رہی تھی۔ میں اب بھی میں سمجھاکہ وہ عورت نداق کر رہی ہے۔ میں نے کہا۔

"آپ ایک خوش مزاج خاتون ہیں مس پورن دتی! لیکن کیا یہ بمتر نہیں ہوگا کہ اب آپ یہ نداق ختم کردیں۔"

"بان بان کیوں نہیں لیکن میں جاہتی ہوں کہ تم کھے در کے لئے بہیں محمر جاؤ' اصل میں انسان اپنی خوش نصیبی کو آسانی سے ختم نہیں کرنے دیتا۔" "خوش نصیبی؟" میں نے ہوال کیا تو وہ مسکرا کر گردن بلانے گئی پھریول۔

"چائے پینا پند کرو گے؟"

"ميں صرف جانا چاہتا ہوں۔"

"مگر بیمهٔ جاؤ۔ میں اے لے کر آربی ہوں۔"

"ك؟" يى ئى برورت \_ بوچا-

"چائے گو-" وہ بولی اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ کمرہ اب بھی نیم تاریک تھا مالانکہ میں نے اسے کافی حد تک دکھ لیا تھا لیکن است کی چزیں اب بھی میری نگاموں سے او جھل تھیں مثلاً پہلے بی سے آگ جل اٹھی تھی لیکن میں نے اسے محموس اب کیاتھا یا پھر ممکن ہے وہ پہلے یہاں موجود نہ ہو۔

یہ بات پچھ دیر کے لئے میرے ذبان سے دور ہوگئی تھی کہ مجھے یہاں تاکو بابا نے بھیجا ہے اور الازی طور پر یہ جگہ کسی مصیبت سے عاری جگہ نہیں ہوگ۔ آتش دان اچانک ہی نمودار ہوا تھا اور اس میں آگ بھی جل رہی تھی اور پھر جب میں نے بغور دیکھا تو بھیے لگا کہ آتش دان کے کسی جھے پر ایک چائے دانی بھی رکھی ہوئی ہے۔ عورت اپنی جگہ سے انتمی دان کے کسی جھے پر ایک چائے دانی بھی رکھی ہوئی ہے۔ اس پر اپنی جگہ سے انتمی اور آتش دان کی جانب بڑھ گئے۔ نہ جانے کس طرف سے اس پر روشنی پڑ رہی تھی اور اس کی ایک بڑی کی پرچھائیں نے ہو رکھا تھا۔ یہ پرچھائیں نے ہو کہ مانان کی پرچھائیں نہ ہو الانکہ عقب سے اس پر سامیہ پڑ رہا تھا اور اس کا سامیہ دیوار پر ایک بہت ہی خوفاک شکل حالانکہ عقب سے اس پر سامیہ پڑ رہا تھا اور اس کا سامیہ دیوار پر ایک بہت ہی خوفاک شکل حالانکہ عقب سے اس پر سامیہ پڑ رہا تھا اور اس کا سامیہ دیوار پر ایک بہت ہی خوفاک شکل کی چڑیل جس کے سمر پر لیے لیے سینگ نظر آرہ سے دیوار پر ایک بہت ہی خوفاک شکل کی چڑیل جس کے سمر پر لیے لیے سینگ نظر آرہ سے میلے میں نے مس پورن وتی کو دیکھا تھا۔ وہ رہے آتش دان کی طرف تھا۔ طالانکہ اس سے پہلے میں نے مس پورن وتی کو دیکھا تھا۔ وہ برخ آتش دان کی طرف تھا۔ طالانکہ اس سے پہلے میں نے مس پورن وتی کو دیکھا تھا۔ وہ برک کی گھریلو عورت کی مائند ہی تھی۔ سیاہ بال بی سے تکال ہوئی مائگ موزوں قدو

کوئی جواز نہیں ہے۔" "تگرمیں چاہتی ہوں کہ تم ابھی یمال سے نہ جاؤ۔" "کمال کرتی ہو۔ میری ذمے داریاں ہیں کچھ' میں اپنی سے ذمہ داریاں پوری کرنا جاہتا ہوں۔"

"اور میں تم سے کہ چک ہوں کہ یمال بہت کم لوگ آتے ہیں اور جب کوئی آجاتا ہے تو اس کی میزبانی مجھ پر فرض ہوجاتی ہے۔ تہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ ہم دونوں ایک حسین جگہ پر جائیں گے جو تہیں پند آئے گ۔"

"تہيں ميرے ساتھ چلنا ہوگا۔ مجھے ایک اہم میٹنگ میں شرکت کے لئے جانا

ہے۔" "لین میرااس میٹنگ سے کیا تعلق ہے؟" "

" ہے۔ میں جو کمہ رہی ہوں۔ تم نہیں جانے کہ نجات حاصل کرنے کے لئے مجھے کہاری ضرورت ہے۔"

"فعات كيسى نعات؟" مين في برستور خلامين تيرت بوع كما

"بال نجات-" پورن وتي بول-

"گرمس پورن وتی! میں تو صرف آپ کا نٹرویو کرنے کے لئے آیا تھا۔" "دیکھو ہمیں چند قوانین پر عمل کرنا ہوتا ہے مثلاً جس طرح کھانے کی چزر تم لوگ بھی دو سرے آدی کو نہیں اٹھاتے اور نہیں بٹھاتے بالکل ای طرح جب تم ہم تیرہ افراد مکمل نہ ہوجائیں اپنی محفل نہیں جمائےتے۔ وہ اے پند نہیں کرتا۔"

"كون؟" ميس في جراني سے يو چھا۔

"بيراس كا ذكر ب في تم افي زبان من شيطان كرد كت مو-"اس في در حقيقت شيطاني مسكرابث كر سائق كراب

"لیکن-" میں نے احتجاجی انداز میں کہا۔ "اس لئے تنہیس میری محفل میں چلنا ہوگا۔ سمجھ رہے ہونا۔" سوار ہوگئی تھی۔ وہ مجھے بجبور کر رہی تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے نکل جاؤں ایکن بو رہاں سے نکل جاؤں ایکن بو رعی عورت کی حقیقیں بھی میرے سامنے آتی جاری تھیں۔ وہ واقعی ہی کوئی جادو گرنی معلوم ہوتی تھی کیونکہ اس کرے میں ایک دروازے سے ہی داخل ہوا تھا لیکن اب وہ دروازہ یہاں نہیں تھا۔ چائے کے پہلے گھوٹ نے مجھے یہ احساس ولایا کہ یہ چائے بھی عام قتم کی نہیں ہے کیونکہ یہ خاصی کڑوی تھی۔ عورت نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ویے و تم میرا انزویو لینے کے لئے آئے ہو نوجوان! مجھے جرت ہے کہ تم میری ذات میں کوئی ولچیی نمیں لے رہے طالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میرے پاس اب اس انداز کا کوئی مخص نہیں آتا اور شاید بہت کم لوگول نے جھ سے میرے بارے میں پوچھا و- خرچلو تھیک ہے کوئی ایم بات نمیں ہے۔ ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ویے خواہش سب کی یمی ہوتی ہے کہ لوگ اس کے بارے میں جانیں۔ تم یہ بتاؤ تمماری اپنی كياكيفيت ب- كياب چائ تهيس پند آئى؟" مين نے چونك كر كلى بار چائ ير توجه وی- یہ کروی چائے مجھے مجیب می لگ رہی تھی لیکن پھر بھی میں نے اس کے محونث ات معدے میں انار لئے تھے۔ پھر میں نے اس کی جانب دیکھا اور پھر یوں محسوس ہوا جیے اس کا رنگ اچانک سرخ ہو تا جارہا ہو۔ یہ کیابات ہے۔ وہ اچانک سرخ کیے ہو گئ؟ اس كالباس اس كا چروا اس ك بال كرك كالمحول مائ كى ويوار الرك كاسارا مرخ 'كيا قصه ٢؟ مين في ايك بار پرايخ ذبن كو جينك دے كر سنبعالنے كى كوشش كى لیکن یہ سرفی میری نگاہوں سے دور نہیں ہو رہی تھی۔ اس سرخ کرے میں لاتعداد پر چھائیں نظر آری تھیں۔ شاید یک پر چھائیاں دروازے کو چھپائے ہوئے تھیں مگر مجبوری متى-كياكرسكتا تفايين- دروازه مجھے نظر نمين آربا تھا۔ بمشكل تمام مين في جائے كا بيالہ نيج ركه كر الز كواتي موئي آوازيس كما

"اب تو مجھے اجازت دو۔ میں نے چائے لی لی ہے۔ "ایک بار پھر میں اپی جگہ ہے
اٹھ گیا لیکن مجھے محسوس ہوا کہ میں اڑنے لگا ہوں۔ میرے پیر فرش سے اونچے اٹھ پچکے
سے اور جیسے میں ایک بے وزنی کی کیفیت کا شکار ہوگیا تھا۔ میں نے فضا میں لکے لکے ہاتھ
پاؤں ہلائے۔ یہ تو مناسب نمیں ہے۔ یہ میری کیفیت کیا ہو رہی ہے۔ میں نے دل ہی دل
میں سوچا اور اس کے بعد میں نے شکایتی انداز میں اس سے کما۔

"و کھو میں جانا چاہتا ہوں اب میں نے چائے بھی پی لی ہے۔ میرے یمال رکنے کا

یافل ایبا لگ بہا تھا جے بی کئی ہوائی جہازی بی بیضاہوا کی روش شرے گزر دہا ہوں۔ میرے اطراف بیل تبجب خیز آوازیں گونج رہی تھیں۔ سیاہ اور ہولناک اندھرے میرے اردگرد کھیے ہوئے تھے اور جھے بچھ اندازہ نہیں ہوسکا تھا کہ پراسرار پرواز کتنی ویر سی جاری رہی اور بی سی خی اندازہ نہیں ہوسکا تھا کہ پراسرار پرواز کتنی ویر تک جاری رہی اور بی کس طرح نیجے اترا۔ جب میرے قدم زمین سے گئے تو بیں نے سی اطراف میں ایک بہاڑی کو سر اضائے کھڑے دیکھا۔ وہ ایک سیاہ پر چھائیں کی مانند سی اور میرے قرب وجوار میں مسلسل اندھرا طاری تھا۔ میں جران پریشان اپنے چاروں طرف دکھی رہا تھا یاالئی کیا ماجرا ہے کیا ہونے والا ہے۔ میں اس ہولناک ماحول سے زندہ بھی واپس جاسکوں گایا نہیں۔ ناگو بابائے میرے اور جتنی بھی ذمے داریوں وشنی میں بھیلے ان نوے داریوں سے کئی بھی طرح نہیں چا تھا کہ بہاں کہاں سے آرہی ہے۔ بس یو نئی ان دہنے بہت کی بھیلے بہاڑ شیشے کی مانند ہوتے جارہے ہیں۔ پھراس روشنی میں جھے بہت می بھیلے بہت می مرکز کا کوئی پینے نہیں جارہے ہیں۔ پھراس روشنی میں جھے بہت می مرکز کا کوئی پینے نہیں جارہے ہیں۔ پھراس روشنی میں جھے بہت می مرکز کا کوئی پینے نہیں جارہ جیں۔ پھراس روشنی میں جھے بہت می مرکز کا کوئی پینے نہیں گئا۔ وہ تعدادیں دی تھے۔ گیارہواں میں اور سینے آتے گئے اور میں نے انہیں گئا۔ وہ تعدادیں دی تھے۔ گیارہواں میں اور بر میں نے انہیں گئا۔ وہ تعدادیں دی تھے۔ گیارہواں میں اور برج یں میں پورن وتی۔ نہ جانے یہ پراسرار عورت کیا چزے۔ ہم کل بارہ افراد جمع بارہویں میں بورن وتی۔ نہ جانے یہ پراسرار عورت کیا چزے۔ ہم کل بارہ افراد جمع بارہویں میں بی بیارہ وقی نے براسرار عورت کیا چزے۔ ہم کل بارہ افراد جمع بارہویں میں بھران وقی۔ نہ جانے یہ پراسرار عورت کیا چزے۔ ہم کل بارہ افراد جمع بارہویں میں بورن وتی۔ نہ جانے یہ پراسرار عورت کیا چزے۔ ہم کل بارہ افراد جمع

"ديعني تسارا مطلب بشيطان كي مجلس مين اليكن مس پورن و تي مين اس كاپابند تو ان مول-"

"اب ہو۔ یمال آئے ہو تو ظاہرہے تم نے میرا وقت بھی لیا ہے۔ ہر مخص کو تھوڑا سا دوسرے سے تعاون تو کرنا ہو تا ہے۔ ویسے تو حہیں وہ جگہ پند آئے گی جمال ہیہ مجلس ہوگ۔"

د کونی جگہ ہے وہ؟"

"ایک پیاڑی...... ہمیں ایک لمباسفر کرنا ہوگا۔ چلو تیار ہوجاؤ۔" "منیں میں ضیں جانا جاہتا۔"

"تم جاؤ گ-" اس نے کہا اور گھور کر مجھے دیکھا۔ نہ جانے کیوں مجھے یوں محسوس ہوا کہ اس کی آ تکھول سے روشنی کی لہرس نکل کر میرے وجود میں داخل ہورتی ہیں۔ وہ آتکھیں کچھ ایس کی آتکھیں اب مجھے احساس کھھ ایس کچھ احساس ہورہا تھا کہ وہ سب نداق نہیں حقیقت ہیں۔ بوڑھی عورت بھینی طور پر کالے جادو کی ماہر ہورہا تھا کہ وہ سب نداق نہیں حقیقت ہیں۔ بوڑھی عورت بھینی طور پر کالے جادو کی ماہر ہورہا تھا کہ دو سب نداق نہیں حقیقت ہیں۔ بوڑھی اس کے اس کے کہا۔ مسلے میرے خدا اب کیا ہوگا۔ مجھے بہت سی باتیں یاد آرہی تھیں۔ بہت سے پر اسرار مسلے میرے سامنے طاہر جو رہے تھے۔ اس نے کہا۔

"اب میں تہیں تار کرنے کے لئے اپنی ایک خاص دوست کو بلاتی ہوں۔ آؤ تم اے تیار کرد۔" اس نے کہا اور اچانک ہی جھے محسوس ہوا جیسے دیوارے ایک روشنی پھوٹی ہو اور پھرروشنی اندر داخل ہوگئی لیکن جو کوئی اندر آیا تھا اے دیکھ کر میں خوف سے سکڑ کر رہ گیا۔ ایک چھوٹے ہے قد کی نوجوان عورت تھی جس کے پورے جسم پر کے لیے لیے سیاہ بال تھے۔ وہ امچھل امچھل کر فرش پر چل رہی تھی اور میری جانب بڑھ رہی مقی۔ اس کی باریک می آواز ابھری۔

"مس پورن وتی مس پورن وتی کیا کرنا ہے مجھے؟"

''یہ استادِ اعظم کی میٹنگ میں شریک ہونے جارہا ہے اور تنہیں اے تیار کرنا ہے۔ دیکھو ہمیں جس انداز میں سفر کرنا ہو گاتم جانتی ہو اس سفر کے لئے کیا طریقہ کار افقیار کرنا ہو تا ہے۔''

میں اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہا۔ یہ طلسمی ماحول اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے پہلے کئی بار میرے سامنے آچکا تھا۔ خاص طور پر ایمن فرزینہ جے میں ابھی تک نہیں بھول سکتا تھا۔ کیا اس کائنات میں اس قدر عورتیں پُراسرار عورت کی ماہر "دیکھو پورن وتی کسی اور کو لے آئی ہے۔ یہ ہمارے ایک خاص ساتھی کی جگہ ہے اور آئے نہیں آسکیں۔" پھراچانک ایک زبردست شور بلند ہوا۔ جیسے ہزاروں ہے دھنکے ایک جون۔ بین آسکیں۔" پھراچانک ایک دبا تھا۔ محسوس کر رہا تھا۔ جیسے یوں لگ رہا تھا جیسے یل کوئی ایسا عمل کر رہا ہوں جس سے میرا کوئی تعلق نہ ہو۔ یہ سارا ماحول یہ سارا منظر بی ایسا عمل کر رہا ہوں جس سے میرا کوئی تعلق نہ ہو۔ یہ سارا ماحول یہ سارا منظر بی ایسا عمل کر رہا ہوں جس سے جیسے اربا تھا کہ میں خود بھی براہ راست ان تمام مطالت میں شرکت کرتا رہوں۔ یہ سب جیسے اجنی اجنی نہیں لگ رہا تھا۔ پھر شاید کوئی اور بھی آپنچا جس کا تذکرہ وہ لوگ کر رہے تھے۔ وہ شاید کسی چنان کے پیچھے سے نکل آیا اور بھی آپنچا جس کا تذکرہ وہ لوگ کر رہے تھے۔ وہ شاید کسیاہ تھیں۔ اس کا جسم بالکل اور اس کے بالکل اور تھی کوئے کی طرح تھا۔ جیسے ہی وہ باہر آیا ایک دم شور تھم گیا۔ رقص رک گیااور جلے ہوئے کو کئے کی طرح تھا۔ جیسے ہی وہ باہر آیا ایک دم شور تھم گیا۔ رقص رک گیااور جلے ہوئے کو کئے کی طرح تھا۔ جیسے ہی وہ باہر آیا ایک دم شور تھم گیا۔ رقص رک گیااور جسل ہوئے کوئے کی طرح تھا۔ جیسے ہی وہ باہر آیا ایک دم شور تھم گیا۔ رقص رک گیااور جسل ہوئے کوئے کی طرح تھا۔ ایس سے باتیں کرنے گی۔ وہ ان باتوں کے در میان مسلسل جائی جائیں اشارے کرتی جاری تھی۔ ایک اور شور ابحرا۔

"وہ آگئی۔ جو شیں آسکی تھی وہ آگئے۔"ان سب نے سانسیں ردک کراہے ہماری مانب برصتے ہوئے دیکھااور اس نے خوفناک لیج میں کہا۔

و شیل میہ غلط ہے۔ ہمیں کسی بھی طرح اپنی تقداد بڑھانی نمیں جاہیے۔ ہم تیرہ ہی ملن ہو کتے میں لیکن ہم چورہ ہو چکے ہیں۔"

"اور اس کا جواب پورن ولی کو دینا پڑے گا۔"

"پورن وقی! تم ایک جرم کی مرتکب ہوئی ہو- چودھویں کا اضاف تم نے ہی کیا

"نبيل مين سمجي تقي كدوه نبيل آئ كي-"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا میں سمجھتا ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم اب چودہ ہو چکے ہیں۔ "سیاہ سائے کی پھنکار سائی دی۔ اس کی آواز میں غصہ شامل تھا۔ "لیکن اس میں میراکوئی قصور نہیں مقدس استاد اس میں میراکوئی قصور نہیں۔" "بالکل تسلیم نہیں کیا جاسکا۔ اصول ٹوٹ گیا ہے بورن دتی! تنہیں سزا ضرور ملے "بالکل تسلیم نہیں کیا جاسکا۔ اصول ٹوٹ گیا ہے بورن دتی! تنہیں سزا ضرور ملے

"رحم كرو استاد محترم! رحم كرو! يس جان بوجه كراس جرم كى مرتكب نبيس موتى "ال-"

"رحم وہ لوگ كرتے ہيں جو خود بعد ميں رحم كے مستحق موجاتے ہيں۔ ميں تم پر رحم

ہوگئے تھے اور اس کے بعد میں نے ویکھا کہ پکھ لوگ ایک کالے رنگ کا بکرا پکڑ کر اے و مسلیتے ہوئے آگے لائے۔ میں ان سب کے چروں کی سمت نہیں ویکھ سکتا تھا۔ انہیں ویکھنا بے عد مشکل کام تھا۔ البتہ مس پورن وتی میرے سامنے تھی۔ اس کا چرو جوش سے تمتما رہا تھا۔ پھراس نے اسی طرح تمتماتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مقدى تاريكيوں كے مقدى پرستارو! قربانى كى رسم اواكى جانى چاہئے۔" بہت كوگ آگ بردھے اور انہوں نے ایک جگد لكڑياں جمع كرنا شروع كردیں۔ پھر لكريوں كو آگ نگادى گئى اور روشنى كے سرخ شعلے فضاكو منور كرنے لگے۔ اس كے بعد كالے رنگ كے بكرے كو ایک جگد لایا گیا۔ وہ اب بھى برستور اپنے طلق سے بھیانک آوازیں نگال رہا تھا۔ غالباً ان پر اسرار روحوں كو ديكھ كروہ خوفردہ تھا۔ پر چھائيوں سے ایک سايہ نكل رہا تھا۔ خالباً ان پر اسرار روحوں كو ديكھ كروہ خوفردہ تھا۔ پر چھائيوں سے ایک سايہ آگ بردھا۔ اس كے ہاتھ ميں لباسا چاقو دہا ہوا تھا۔ جو سرخ آگ كى روشنى ميں چمك رہا تھا۔ اس نے بكرے كو كردن سے بكڑا اور اسے دبوج كراس طرح زمين پر كرا دیا جھے كوئى معمولى كى چے ہو۔

اس کے بعد وہ بحرے کے سینے پر گھٹا رکھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اس کی گردن پر چھڑی کیا اور اس نے اس کی گردن پر چھڑی پھری چھردی۔ بحرے کی گرون کے بیچے ایک بڑے سے پیالے کو اس روشنی نے جس نے بحرک کو ذیج کیا تھا بڑے احترام سے اٹھایا۔ اس میں سے سب سے پہلے اس نے چند گھونٹ ہے اور اس کے بعد اس نے بیالہ پورن وتی کی جانب برنیھا دیا۔ وہ سب تھوڑا تھوڑا خون اس پیالے میں سے پی رہے تھے۔ یمان تک کہ وہ پیالہ بھی تک پہنچ گیا مس پورن وتی وہ پیالہ جھ تک پہنچ گیا مس پورن وتی وہ پیالہ جھ تک پہنچ گیا مس

"الله جم میں شامل ہوجاؤ۔" اس نے کما اور نہ جانے کیے میرا ذہن اس کے آگے ما کل ہوگیا۔ میں سے تین گھونٹ ماکل ہوگیا۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے خون کا پیالہ پکڑا اور اس میں سے تین گھونٹ لئے۔ میرا منہ تمکین ہوگیا تھا۔ الاؤ برستور روش تھا۔ جب خون کا پیالہ ختم ہوگیا تو ان لوگوں نے الاؤ کے گرد و حشیانہ رقص شروع کر دیا۔ وہ سب کے سب اس کے گرد رقص کرنے لگھ تتے۔ آگے پیچے ایک وائرے کی شکل میں اور اب نہ جانے کس طرح میرے ول و دماغ میں بھی سرور کی امری بیدار ہوگئی تھیں۔ میرا بدن اچھنے کودنے کی طرف ماکل ول و دماغ میں بھی سرور کی امری بیدار ہوگئی تھیں۔ میرا بدن اچھنے کودنے کی طرف ماکل اور وہائے میں بھی اور اپ طور پر خوشیوں کا اظہار کر رہی تھیں۔ پھرایک تھی کا بار بار المجھی رہی اور اپ طور پر خوشیوں کا اظہار کر رہی تھیں۔ پھرایک تھی کا بار بار المجھی بھی اور اپ طور پر خوشیوں کا اظہار کر رہی تھیں۔ پھرایک تھی کھی کا بیت کھی کا بار بار

میں کرسکا۔" اس نے ایک ای قدم آگے برحایا اور دوسرے کھے اپنے ہاتھوں کے چوڑے پنج سے پورن وئی کی گردن مکڑلی۔ پورن وئی کے علق سے ولخراش چینیں نظنے لكيس- سوكلي موكلي لبي لبي الكليال يورن وتي كي كردن من يوست موتي جاربي تحيي-پھراس نے اے آگ کی طرف کھیٹا اور میں نے دنیا کا بھیانک تزین منظر دیکھا۔ اس نے سب سے پہلے بورن ول کی ایک آگھ اپنے دانتوں سے نکال لی تھی اور اسے کوں کی طرح چپ چپ کر چبانے لگا تھا۔ بورن وتی کی آگھ سے خون کا فوارہ بلند مورما تھا اور وہ وہشت سے ہاتھ پاؤس مار رہی تھی' چیخ رہی تھی لیکن سیاہ سایا اس کے رخسار کا گوشت ادمير ربا تفا۔ رضار' دو سرى آئل ، گردن' كان' برچيزاس نے چاچاكرائ معدے ميں ا تارنا شروع كردى عقى- يهال تك كه بورن وتى كى كردن كا نر خره بابرلنك آيا اور جو خون زمین پر گراوہ دو سرے اوگ یتی جمک کر زبان سے چائے لگے۔ میں نیم مردہ کیفیت میں ایک چٹان سے اپنی کمرنگائے کھڑا تھا اور اس بھیانک منظر کو دیکھ رہا تھا لیکن ایک احساس اس عالم میں بھی میرے ول میں موجود تھا۔ وہ بدك قطرت كے خلاف میں اس بھيانك منظرے نہ تو تھن کھا رہا ہوں اور نہ مجھے یہ عجیب محسوس ہو رہا ہے۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیتے یہ سب کچھ ہونا چاہتے جو ہو رہا ہے۔ بسرعال چند محول کے بعد بورن وتی بالکل سرد یر گئی اور اس کے بعد وہ بھیانک فخصیت میری جانب متوجہ ہوئی۔ اس نے اپنی سیاہ آ تھول سے مجھے دیکھا اور مدھم کہتے میں بولا۔

"صرف تیره ہر صورت میں تیرہ اور تیرهویں شخصیت تمهاری ہی ہوسکتی ہے۔ تہیں عمد کرنا ہوگا۔ کیا سمجھے؟"

"بال من جانتا مول-" من في جواب ديا-

"چلواے اپنول میں شامل کرلو۔" سیاہ صورت والے نے ایک شخص سے مخاطب ہوکر کہا۔ وہ آگے بڑھااس نے اپنے ہاتھوں میں چاقو پکڑا ہوا تھا۔ اس چاقو سے اس نے میرے داہنی ہاتھ کی انگلی پر ایک نشان لگایا اور میری داہنے ہاتھ کی انگلی سے سرخ خون نگلنے لگا۔ تب اس نے آگے بڑھ کرایک کاغذ میرے سامنے کردیا اور کہا۔

"اس پردستخط کردو اور تیرہ نمبر لکھ دو۔" میں نے کسی انو کھی قوت کے زیر اثر اس کاغذ کی تحریر کے پنچے دستخط کئے اور وہ کاغذ اس نے میرے ہاتھ سے لے کرایک دوسرے شخص کے سپرد کر دیا۔ تحریر کیا تھی یہ اندازہ میں نہیں لگا سکا تھا۔ سیاہ صورت والے نے آگے بڑھ کر میرے سریر ہاتھ رکھا اور بولا۔

النظار المركب كاسفر كرو-" اجانك مجھے يوں لگا جيسے ميرے پاؤل دوبارہ زهن سے باند الله الله مول اور چر ميرا وجود فضا ميں تيرتا ہوا ايک خاص سمت اختيار كركے چل پڑا۔
الله بالله علاوہ بھے يوں اور چر ميرا وجود فضا ميں تيرتا ہوا ايک خاص سمت اختيار كركے چل پڑا۔
الله دبا تھا جيسے ميرے بدن كى توانائياں ہے حد بردھ كى ہوں اور اس دفت ميرا جو دل الله تقا جيسے ميں كر سكتا ہوں۔ ہال واقعی جھے يوں لگ رہا تھا جيسے ميں ايک اختائي طاقتور شكل الله بين كر سكتا ہوں۔ اب بيد الگ بات ہے كہ جب تك كى بھى چيزكو آزماند ليا جائے كما الله الله جائے كما الله بات ہے كہ جب تك كى بھى چيزكو آزماند ليا جائے كما الله بات ہے بدئ بات ہے تھى كہ ميں اپنے آپ كو آزماند ليا جائے كما الله جائتا چنانچ اب سب سے بردى بات بيد تھى كہ ميں اپنے آپ كو آزمانيات جرت كى الله بات ہے تھى كہ اس بار جب ميں نے ذمين پر قدم جمائے تو يہ وہى جگہ جمال ميرى الله الله بات ميں پورن وتى سے ہوئى تھى يعنى پورن وتى كا گھر۔ يمال پہنچا ہى تھا كہ وہ كالى بلا الله تاك ميں پورن وتى سے ہوئى تھى يعنى پورن وتى كا گھر۔ يمال پہنچا ہى تھا كہ وہ كالى بلا الله تاكہ ميرى شانوں پر سے اثر كئى جو بڑے بالوں والى ايک چھوئى مى عورت تھى۔ اس نے جھے الله كر گردن خم كرتے ہوئے كما۔

اور اب نم ان تیرہ افراد میں سے ایک ہو۔ میں تمہاری غلام ہوں۔ تمہیں ہر مسئلے اس مدد دوں گی۔ تمہیں بتاؤں گی کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ان تیرہ افراد کو بھی چودہ افراد نہ ہونے ویتا لین اس وقت جب استادِ اعظم تمہارے درمیان ہو۔ کیا سمجھے؟"

میں کیا سمجھا اور کیا نہیں سمجھا یہ تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن جن ہوش رہا واقعات سے گزرا تھا انہوں نے میرے دماغ کی چولیس ہلا کر رکھ دی تھیں۔ زندگی میں پچھے انو کھے یہ کہ تونے ایک منزل طے کی اور میری ایک چیلی کے ساتھ تونے بہت برا کارنامہ سرانجام دیا اور اس کے بعد ہم نے تجھے شکتی کی جانب روانہ کیاتو بورن وتی کے ساتھ تیری ملاقات ہوئی اور پورن وتی آخر کار تجھے دہاں لے گئی جہاں سے شکتی کا آتشی نشان پھوٹنا ہے اور تجھے اب اپنے بارے میں اندازہ نہیں ہے کہ تو دہاں سے کیا لے آیا ہے۔ بات یہ ہے رے کہ یہ سارے کالے علم کے کھیل ہیں۔ اور تو کالے علم کے ایک بھنڈار میں شامل ہوگیا ہے۔ کہا تھا تا تجھ سے ان پُراسرار قوتوں نے کہ تیرا بھنڈار تیرہ افراد پر مشتمل ہے ہوگیا ہے۔ کہا تھا تا تجھ سے ان پُراسرار قوتوں نے کہ تیرا بھنڈار تیرہ افراد پر مشتمل ہے اپنے ساتھ کی چودھویں کو شامل مت کرنا ورنہ ای دن جسم ہوجائے گا۔ آگ لگ جائے گئے تیرے شریر میں اور جل کر راکھ ہوجائے گا تو۔ تجھے یہ سب پکھ بتانا میرا فرض ہے۔ گئی تیرے شریر میں اور جل کر راکھ ہوجائے گا تو۔ تجھے یہ سب پکھ بتانا میرا فرض ہے۔ گئی تیرے تامیری بات؟"

"بى ئاكوبايا-"

" ہربار میں تیرے پاس نمیں آؤں گا۔ میں نے تحقیے جو راستہ و کھا دیا ہے تحقیے اس پر چلنا ہے۔"

"ناگوبلامیں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ ہے۔"

"بال میہ ہوئی تا بات۔ میں جاہتا ہوں کہ تو مجھ سے جو معلومات حاصل کرنا جاہے لے۔"

"ناگو بابا مجھے نہیں معلوم کہ اب مجھے اپنی زندگی میں آگے کیا کرنا ہے۔ اس سے پہلے شروز ملا تھا بجھے جو بچھ ہوا ظاہرہ وہی ہونا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کا تھم تھا بچر آپ کے عظم پر میں پوران دتی کے پاس گیا اور اس نے مجھے ایک عجیب وغریب سفر کرایا لیکن اب میں بالکل تنما ہوں۔ بے شک آپ نے مجھے رہنے کے لئے جگہ دی ہے لیکن ناگو بابا انسانی زندگی اس سے بھی زیادہ بچھ ما گئی ہے۔ مجھے یہ بتائے کہ آگے میں کیا کروں؟" ناگو بابا کے ہونوں پر مسکراہٹ بھیل گئی تجراس نے کہا۔

"إجاكاب؟"

'' زندگی میں ایک ہی لگن' ایک ہی ارمان ہے دل میں' میں اس خاندان کو فٹا کے گھاٹ اتار دول جس نے مجھ سے میری ماں چینی تھی اور اس کے بعد خود بھی موت کے گھاٹ اتر جاؤں۔''

"مرنے کا برا شوق ہے تجھے۔ پاگل! زندگی بری بیتی چیز ہے۔ زندہ رہنے کی بات کر' مرنے کی بات کیوں کرتا ہے؟ مرتے وہ ہیں جنہیں سنسار میں پچھ کرنے کے لئے نہیں الث چير چل رہے تھے۔ يورن وتى اپنا كام كرك مطمئن ہو چكى تھى اور مجھے تھوڑى وير ك بعد وبال سے والى چلنا يوا ليكن ايك عجيب وغريب كيفيت محى ميرى- ميں بس ب خیالی کے اعداز میں چاتا چلا جارہا تھا اور پھر شیں جانتا کہ مس طرح میں شری آبادی سے بابرنكل آيا اور ميرا رخ ايك ويران كهندركى جانب بوكيا- بيه سب يجه غير فطرى طورير موربا تھا۔ اس کھنڈر کے بارت میں میرے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم تھا کہ کمال واقع -- تاحد نظر بولناک ورائے بھرے ہوئے تھے۔ نہ جانے اس کھنڈر نما عمارت کی تاريخ كيا تقى- او في او في كي ديواريس كهيس ثوثى چيونى سيرهيان ايك طرف ايك كنوان بنا ہوا تھا جس پر ڈول اور ری رکھی ہوئی تھی۔ ہر طرف ایک خاموشی اور سائے کا راج تقا۔ ورو دیوارے بیب نیک رہی محی۔ میں کھنڈر میں داخل ہوگیا۔ ول و دماغ پر ایک علین ظاموشی طاری تھی۔ تھوڑی دیر ای طرح گزر گئے۔ پھر اچانک ہی مجھے سامنے سے کوئی آتا ہوا نظر آیا۔ اس ورائے میں کی انسان کا دجود بدی عجیب سی کیفیت کا حامل تھا لیکن میرے دل میں کوئی خوف نہیں تھا۔ آنے والا تھوڑی بی در کے بعد میرے قریب پہنچ گیا اور پھر وہی جانا پھیانا عمل یعنی اس نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور دونوں پاؤل بھی اور اس کے بعد اس نے بچو کی طرح ناچنا شروع کردیا۔ تب میں نے غورے اے دیکھا۔ ناگو بابا تھا۔ یہ اس کی آمد کا نشان ہوتا تھا۔ در حقیقت وہ بچھو ہی تھا۔ تھوڑی دہر تک وہ ناچا رہا اور اس کے بعد اس نے اپنی سرخ سرخ آ تھوں سے بچھے گھور کر دیکھا۔ پھرایک بھیانک قتصہ میرے کانوں میں گونجا اور اس نے کما۔

"بال بھی بال- خوب رائے طے کر رہا ہے تو تو۔ بدے لیے لیے سفر کر رہا ہے۔" "تاکوبابا جو یکھ میں کر رہا ہوں وہ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔"

"سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تونے ناگو پر اعتبار کیا اور ناگونے جو پچھ کما وہ تو کرتا
رہا اس لئے ناگو جھ سے خوش ہے۔ ویکھ! جھ سے پہلے ہی اس معاملے پر بات ہو چکی ہے
مظلوم ہے ناتو' اپنی مانا کی موت کا بدلہ لینا چاہتا ہے نا؟ کمزور آدی اس سنسار میں پچھ بھی
مسلوم ہے ناتو' اپنی مانا کی موت کا بدلہ لینا چاہتا ہے نا؟ کمزور آدی اس سنسار میں کوئی نہ ہو۔
مسل بن سکتا۔ اپنے شریر میں اتن شکتی بھرلے کہ پھر جھ سے بڑا شکتی مان کوئی نہ ہو۔
اس سنسار میں اگر کمی کو یہ بتایا جائے کہ وہ بہت بلوان ہو سکتا ہے بڑی شکتی آسکتی ہے
اس میں' تو وہ ہنے گا۔ نداق اڑائے گا اس بات کا اور اگر اسے یہ شکتی دے دی جائے تو
پھر دہ نہ جانے کیا کیا کرتا پھرے گا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جے جو ملنا ہوتا ہے وہ اسے
مل جاتا ہے۔ بچھے یہ شکتی ملنی تھی۔ سو دیکھ لے تونے وی کیا جو تجھے کرنا چاہئے تھا۔ لینی

میں جھے نہ ملوں لیکن اب اپنی عقل کا ساتھ مت چھوڑنا۔ آخری بات بھے ہی بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس سے میرا مطلب ہے اس پر بوار سے ابھی خرانے کی کوشش مت کرنا۔

میں نہیں چاہتا کہ تیرا کھیل وقت سے پہلے ختم ہوجائے۔ اب چلا ہوں۔ "میں نے پچھ میری نگاہوں ہوں۔ "میں نے پچھ میری نگاہوں سے او بھل ہوگیا وہ چار قدم آگے بڑھا اور اس کے بعد اس طرح میری نگاہوں سے او بھل ہوگیا جیے وہاں اس کا وجود ہی نہ ہو۔ میری نگاہیں خلاء میں بھٹک رہی تھیں اور میں سوچ رہا تھا کہ جو پچھ اس نے کہا ہے اس میں کماں تک سچائیاں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تک جو واقعات پیش آئے تھے 'وہ میرے لئے ناقابل اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تک جو واقعات پیش آئے تھے 'وہ میرے لئے ناقابل اس میں کوئی شک نہیں ہوگئ دردناک پہلو تھا تو صرف بید کہ ایک محض نے میری ماں کو مار دیا تھا اور میں اس کا پچھ بھی نہیں بگاڑ سکا تھا۔ وھت تیرے کی۔ ماں تو اس ونیا سے کو مار دیا تھا اور میں اس کا پچھ بھی نہیں دہا ہے۔ اس احساس کو دل سے پھی گئی میرے لئے کیا کرنا چاہئے۔ ایک الیا مختص جس کے ساتھ رہ کر پُرا سرار واقعات میں خل ہوگئا تھا جھے ہدایات دے کرگیا تھا اور میں بیہ سوچ رہا تھا کہ اب جھے کیا کرنا چاہئے۔ شامل ہوگیا تھا جھے ہدایات دے کرگیا تھا اور میں بیہ سوچ رہا تھا کہ اب جھے کیا کرنا چاہئے۔ شامل ہوگیا تھا جھے ہدایات دے کرگیا تھا اور میں بیہ سوچ رہا تھا کہ اب جھے کیا کرنا چاہئے۔ شامل ہوگیا تھا جھے ہدایات دے کرگیا تھا اور میں بیہ سوچ رہا تھا کہ اب جھے کیا کرنا چاہئے۔ شامل ہوگیا تھا جھے۔ "میرے منہ سے ایک درد ناگ کراء نگلی۔

" تجرب-" ایک آواز میرے کانوں میں مکرائی تو میں چوتک کر ادھر ادھر دیکھنے نگا۔ ایک عجیب سا احساس ہوا تھا یہ آواز مصنوعی نہیں ہے۔ اس کا کوئی مرکز ضرور ہے۔ میں نے پھر سوال کیا۔

"کے؟"

"زمین کی وسعتیں بہت ہیں طرح طرح کے لوگ اس میں بکھرے ہوئے ہیں۔ تم اس دنیا کو دیکھو۔ بڑا لطف آئے گا اس میں۔ کسی ایک احساس کے ہاتھوں اپنے آپ کو فنا نہ کرد۔"

" پورٹی!" میں نے آواز دی اور کالی بھتی جے دیکھ کر ایک عجیب سی ہیت کا احساس ہو تا تھا۔ میرے عقب سے نکل کر میرے سامنے آگئی۔

"ناگو! بہت کچھ کمہ کر گیا ہے جھ سے۔ تم نے بھی جھ سے یہ بات کی تھی کہ تم میری ہرخواہش میں میری شریک ہوگ۔ میں ایک ایسے انسان کی زندگی گزارتا چاہتا ہوں جو بیش وعشرت میں زندگی برکرتا ہے بولو۔ کیا میرے لئے یہ ماحول مہیا ہو سکتا ہے؟" "کیا جاجے ہو؟"

"فرض کرد- میری خواہش ہے ایک خوبصورت کار اکرنی نوٹ اعلی درج کے

ہوتا۔ میں تجھے بتاؤں توجیتا رہے گا اور اس سنسار میں اپنامقام پائے گا۔ طالا تکہ زندگی کا ہر راستہ تیرے سامنے روشن ہوگیا ہے۔ پھر بھی تیری کھوپڑی عقل ہے خال ہے۔ ارے یو قوف! انسان کے من میں کوئی نہ کوئی بھاوناتی تو ایس ہوتی ہے جو اسے جینے میں مدویتی ہے۔ یہ بھاؤناتی اس کا جیون ہوتی ہے۔ اگر تونے اس سے بدلہ لے لیا اور وہ مارے گئے تو پھر بتا اس کے بعد کیا کرے گا۔ مال تو ہے نہیں تیری 'پھر اکیلا ہوجائے گانا۔ ابھی ان لوگوں کو بھول جا۔ سنسار کو دیکھ سنسار کو سوچ 'جو شکتی اسے ملی ہے وہ کسی کو نمیوں ملی۔ اس کا ایک پس مظر ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ سنسار میں کوئی کسی کو بلاوجہ پھے نہیں دیتا۔ میری ایک کمانی ہے۔ ایک ایسی کمانی ہے میری کہ اگر تو شنے گاتو جران رہ جائے گا۔ رہ میں بھی رہے گا۔ خال ہاتھ ہوجائے گا تو۔ مقصد پورا ہوجائے تو انسان سیکھتا کیے ہے۔ وہ سیکھ نمیں سکتا کیے ہے۔ وہ سیکھ نمیں سکتا گئے ہے۔ وہ سیکھ بی منسی سکتا گئے ہے۔ وہ سیکھ بی منسی سکتا گئے ہے۔ وہ سیکھ بی کھو نمیں سکتا گئے ہے۔ وہ سیکھ بی کھو نمیں سکتا گئے ہے۔ وہ سیکھ بی کھو ہے شیس سکتا گئے ہوئی گالی شادی تو میرے ہاتھ میں بھی تیرے پاس۔ تو نے شا نمیں کہ پورن وتی نے تھے کما تھا کہ وہ جیون بھر تیرا ساتھ دے گئے مناس کے ساتھ ایک اور بھی تھا۔ کون؟ تو نے اس پر تو خور بی نمیں کیا۔ " گون۔ بیس ہالکل شیس سمجھا ناگو بیا۔"

"پورنی- بورنی نے بھے سے کما تھا کہ وہ تیری غلام ہے۔ اصل میں ساری باتیں ایک دم سمجھ میں نمیں آجاتیں- ایک ایک قدم آگے برھے گاتو سب کچھ سمجھتا چلا جائے گا۔ نیچے کی سیڑھی سے اگر چھت پر قدم رکھ دیا تو پھر چ کی باتیں تھے کیے معلوم ہوں گا۔ توکیا سمجھا؟"

"-3."

''نو من میں مجھے بتائے دیتا ہوں۔ پورنی کو بلانے کے لئے مجھے ایک شہد کا جاپ کرنا پڑے گا۔ ویسے تو' تُو اسے جب بھی آواز دے گا وہ آجائے گی۔ تیری مشکل کا حل مجھے دے گی۔ لیکن جب تُو جاپ کرلے گا تو وہ تیری غلام ہوگی اور پھر تو یہ سمجھ لے کہ تیرا اس کا ساتھ جیون بھر رہے گا۔''

"-3."

"اب اگر تیری کھوپڑی اپنی جگہ بیٹھ گئی ہوتو آگے مجھ سے بات کر اور سن ہوسکتا ہے مجھے دوبارہ جھ سے۔ ملنے کی ضرورت پیش آئے اور ہوسکتا ہے کہ بہت عرصے تک

ے منع کیا گیا ہے۔ مجھ پر کیابیت رہی تھی۔ کیما عجیب وغریب سلسلہ تھا۔ کیسی پرا سرر اور ا قابل یقین صورت حال تھی۔ یوں لگتا تھا جیے میں اس دنیا کے انسانوں سے الگ ہو گیا الله ان سے میرا کوئی واسط نمیں رہا ہے۔ لوگ ایک عام زندگی گزارتے ہیں۔ جاہے ال كى زندگى ميں كيے ہى واقعات كيوں نه آچكے ہوں كيكن جو ايك عام ذكر سے ہث جاتے اں کی ذندگی آخر کار کیا ہوتی ہے۔ میں اس تمام صورت طال میں اے لئے کیا مقام بنا ر کھوں گا۔ کار کے قریب پنچا۔ دروازے میں کار کی خوبصورت چالی لکی ہوئی تھی۔ میں لے خواب کے سے عالم میں کار کی جانب ہاتھ بردهائے۔ چالی تالے میں تھمائی اور وروازہ ملول لیا۔ آہ کیا واقعی یہ کار میری ہو عتی ہے۔ لرزتے قدموں سے ایک قدم آگے بردھ کر میں کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بالکل نقیس اور نئ کار تھی۔ اوپر ہی میرا ارائیونگ لائسنس اور کار کے کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ میں نے ڈرائیونگ لائسنس اٹھا ار دیکھا۔ اندر میری تصویر کی ہوئی تھی۔ کاغذات بھی میرے ہی تام سے تھے۔ میں نے ایک مری سانس لی- بورنی نے جو کھے کما تھا۔ یا میں نے اس سے جس چیز کی فرمائش کی می وه مهیا کر دی گئی تھی۔ ساتھ ہی میری نگاہ برابر کی سیٹ پر یوی جس پر ایک انتمائی مدید طرز کا بریف کیس رکھا ہوا تھا۔ لرزتے ہاتھ سے میں نے بریف کیس اٹھا کر کھولا۔ ال میں اوپر تک نے کرنی نوٹ چنے ہوئے تھے۔ میں پھٹی پھٹی آ تھوں ہے انہیں دیکھتا ربا- تاحد نگاه ويران كهندر سنسان رائے ايك اعلى درج كى كار اور لا كھوں روپے كى چوریا ڈاکو کو بی اگر اس بارے میں معلوم ہوجائے تو وہ میری گردن اتار کر پھینک دے۔ كيابدسب وكله واقعى موكيا ب- أكر اياب توبدساحاند زندكي توين سجهتا مول که کائنات کی ہر چیزے بھتر ہے۔ چلچلائی وطوب میں لوہ کے برتن اٹھائے اس میں منث كا گارا بحرب ہوئے مزدور عصے ہوئے لباس والے ويواريں جنتے ہوئے بلندي پر التے ہوئے۔ ملول میں مشینیں چلانے والے کتنی محنت سے خون پیند بمانے کے بعد شام الواتے مخترے میے لے کرایے گھروں کو روانہ ہوتے ہیں کہ ان کے بچوں کے تن ا مل عين نه پيٺ بحر عين- اس كے برعكس اس ساحرانه زندگي ميں انتا كچھ ہے توبيہ تو مرے لئے بوے مواز کی بات ہے۔

یں نے بریف کیس بند کرکے سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ سونگج میں چالی محمائی تو کار بالکل بے آواز اشارٹ ہوگئی۔ میں نے اسے آگے بردھا دیا۔ کیا حسین سفر تھا۔ میں اتن آئیتی کار میں جیٹا ہوا جارہا تھا اور یہ میرے نام تھی اور میرے پاس بے پناہ پسے تھے۔ پھر لباس- کیا میہ خواہش پوری ہوسکتی ہے؟" پورنی کچھ در سوچتی رہی پگراس نے کہا۔ "ہاں- پہلے عمل کے طور پر میہ ہوسکتا ہے لیکن میہ سمجھ لو کہ ہر خواہش کے عمل میں ایک ہوس چھپی ہوتی ہے۔ تنہیں اپنی تمام ہوس پوری کرنے کے لئے وہ کرنا ہوگا جو ناگوئے تنہیں بتایا ہے۔"

"لعني ايك شبد كاجاب."

"-U!"

"وه شدكيا ٢٥"

"میں نہیں بنا عتی تہیں کیونکہ اس کے بعد مجھے تمہاری غلای قبول کرنا پڑے "

"تو پھروہ شبد مجھے كون بتائے گا؟" جواب من پورنى بنى اور اس نے كما "اس کھنڈر کے سب سے پچھلے ھے میں پہنچ جاؤ اور وہاں جاکر صورت حال کا جائزہ لو-" یہ کسر کروہ واپس کے لئے مڑی اس نے کی دوڑ لگانے والے کی طرح زمین پر ہاتھ نکائے اور اس کے بعد دوڑ لگادی۔ دو تین تن قدم اشائے تھے کہ وہ فضایس تحلیل ہو گئے۔ میں ایمن فرزینہ اور اس کے بعد وہ پُرا سرار سفر جو میں نے پورن وتی کے ساتھ کیا تھا اس سے گزر چکا تھا اور پھر ناگو کو میں نے جن حالات میں دیکھا تھا وہ بھی میرے لئے برے سننی فیز تھے چنانچہ میرے اندرید سکت پیدا ہوگئ تھی کہ میں ایسے واقعات پر اپنے آپ پر قابو رکھوں لیکن بورٹی کے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔ کھنڈر کی ہے عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ میں نے سوچا کہ ذرا دیکھوں تو سمی ادھر کیا ہے۔ چنانچہ میں کھنڈر کی بغلی ست چل پڑا اور اس کے بعد اس کی دیوار کے ساتھ ساتھ لبا سفر طے كرتا ربال آخر كار اس طويل وعريض كهندر كايد سلسله ختم موا اوريس اس كے عقبي سمت يَ كُلُ كِيال مِي نَاه مِن جو چيز مجھے نظر آئي تھي دو ايك شاندار اور فيتي كار تھي۔ ايك لمح كے لئے تويس كتے بيس ره كيا تھا۔ اتى اعلىٰ اور جيجاتى موئى كار! اس كامالك دور دور تک شیں تھا اور وہ عجیب وغریب کیفیت میں نظر آری تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیتے یہ کار ميرے لئے بى مو- يس اس كار كو ديكھ كر محر ذدہ موكيا- ميرے قدم آبستہ آبستہ اس كى عانب انصنے لگے۔

خداوند عالم تیری اس کائنات میں کیے کیے راز بائے مربسة بکھرے ہوئے ہیں۔ نسانی ذہن کس قدر محدود ہے۔ یا چربید کما جاسکتا ہے کہ انسانی ذہن کو ہربات کے شجھنے

"کس منہ سے آپ کاشکریہ ادا کریں۔ ایک زحت کرنا ہوگ۔ گاڑی میں کوئی بڑی ای خرابی ہو گئ ہے۔ میری سزاور میری بد دونوں بٹیاں میرے اور ڈرائیور کے ساتھ آپ کی گاڑی میں بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ ہمیں حیات پور چھوڑ دیجئے۔ میرا ڈرائیور وہاں سے می مینک کو لے کر جیسے بھی بن پڑے گا۔ یمال واپس آجائے گا اور بعد میں گاڑی لے جائے گا۔ زحمت تو ہوگی آپ کو۔"

"شیس کوئی بات شیں- ڈرائیور چلو میرے برایر آگر بیٹھ جاؤ-" میں نے کہا۔ وہ لوگ گاڑی میں بیٹے ہوئے جھبک رہے تھے کیونکہ گاڑی واقعی ایسی تھی۔ بیٹھنے کے بعد شیروانی والے مخص نے کہا۔

" چلئے۔ بوی نوازش-" میں نے اپنی کار آگے براهادی تو ان کے منہ سے آواز لگل-واکیا گاڑی ہے! میں نے اس سے پہلے بھی نہیں دیکھی۔ آپ نے بالکل نی خریدی

"ماشاء الله صاحب حيثيت معلوم موت بين- ميرانام صوفي اشرف ب- حيات بور یں رہتا ہوں۔ تھوڑا سا اپنا کاروبار ہے۔ آپ سے تعارف حاصل کرسکتا ہوں؟"

"ميرا نام بابر على ب- ايك آواره كرد جول- اپنول سے محروم ہونے كے بعد" زندگی کو بس آوارگی کا رنگ دے دیا ہے۔ کی قابل نہیں مول میں کچھ بھی نہیں کرتا موں۔ بس سوک گردی کرتا رہتا ہوں اور ای میں مصروف ہوں۔"

"ارے- یہ کیا کمہ رہے ہیں آپ کیا واقعی؟ رہتے کمال ہیں؟" "اس کاریس-" میں ئے بنس کر جواب دیا۔

"واقعی بری عجیب بات ہے۔" صوفی اشرف نے جران کن لیج میں کما پر مسراتے 2424

"کمیں ایا تو نمیں ہے کہ مصلحاً آپ ہمیں اپنے بارے میں نہ بنا رہے ہوں- اگر ایک فطری جیلت ہوتی ہے ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرنے گی- اس کے علاوہ آب يقين فرائي جارا اور كوئي مقصد نهيس تقا-"

"اگر آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں آپ سے جھوٹ بول رہا ہوں تو براہ کرم میرے

عقب نما آئینے میں میں نے کار کی مجھلی سیٹ کی جانب دیکھا۔ یہاں ایک سوٹ کیس رکھا ہوا تھا۔ میں نے کار کو بریک لگائے ' انجن اشارٹ رہنے دیا۔ پچھلے دروازے کالاک سونج دیا کر کھولا اور پھر سوٹ کیس کو کھولنے لگا۔ شاغدار سوٹ میجے جوتے کے ڈب یوے ہوئے۔ چکر سا آنے لگا۔ سوٹ کیس اٹھا کر پچھلی ڈگی میں رکھا' پچھلی سیٹ اور پنچے کی جگہ صاف کردی۔ کم از کم اتا طیقہ انسان کے اندر ہونا چاہے۔ واہ بابر علی! میرا خیال ہے تم شنشاہ بابر بن گئے۔ اور کیا جائے اس سے زیادہ۔ کار اشارٹ کرکے میں نے آگے بردھا دی- اب میرے اندر ایک اعماد پیدا ہو گیا تھا۔ یہ کیا اور ویران راستہ طے کرتے ہوئے میں نے سوچا کہ مجھے یہ شر چھوڑ دینا جائے۔ جب مجھے ہدایت کی گئ ہے کہ میں کچھ دن کے لئے اپنے آپ کو اپنے ماضی سے کاٹ دول اور اس کے نتیجے میں مجھے میہ سب پکھے ملا ہے۔ تو میرا خیال ہے مجھے یہ کرنا جاہئے اور میں نے کار کی رفتار بردھادی۔ تھوڑے فاصلے یر سوک نظر آری تھی۔ میں اطمینان سے کار کو اوپر سوک پر لے گیا۔ بید کون می جگہ ہے اور میں کماں ہوں اس کا کوئی تجربہ شیں ہے لیکن کیا فرق روتا ہے۔ فیول بتانے والی سوئی بتاری تھی کہ کار کا نینک بھرا ہوا ہے۔ میں نے اس کی رفتار تیز نمیں کی۔ سنت رفتاری ے کار آگے برحاتا رہا۔ کوئی میں کلومیٹر کا رات طے کیا کہ جھے دور کھے فاصلے پر ایک گاڑی کھڑی ہوئی نظر آئی اور میری کار کی رفتار اور سنت ہوگئے۔ گاڑی کے نزدیک چند ا فراد کھڑے ہوئے تھے۔ میں سنت رفتاری سے کار چلاتا ہوا' آگے بردھا۔ ایک صاحب جو شروانی اور سدھے یا تجام میں ملبوس تھ عمر رسدہ نظر آرب تھ اور چرے ہی ہے اندازہ ہورہا تھا کہ کی اچھے گرانے کے چھم وچراغ ہیں۔ باتھ اٹھا رہے تھے ان کے نزدیک کچھ خواتین بھی موجود تھیں۔ گاڑی کا بونٹ اٹھا ہوا تھا اور ڈرائیور شاید کار کی خرائی دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیسے ہی میں نے کار روکی وہ صاحب میرے قریب پہنچ گئے۔ انموں نے کار پر ہاتھ رکھ کر جھکنے کی کوشش کی لیکن فوراً خود ہاتھ ہٹا گئے اور كى قدر شرمنده كبيح بين بولي

"اتن اعلیٰ درجے کی گاڑی پر تو ہاتھ رکھتے ہوئے بھی جھی جھک ہوتی ہے جناب ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔ میرے ساتھ کچھ خواتین ہیں ورنہ آپ کو زحمت نہ دیتا۔ اگر عنایت ہوجائے تو ہم چند افراد کو یمال سے تقریباً پندرہ بیں کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بہتی حیات بور ب وہاں چھوڑ دیجے گا۔"

"آپ آرام سے میری گاڑی میں آجا کیں۔ ویسے مجھے حیات یور کا راستہ شیں

ال اشرف صاحب برے دولت مند آدی تھے۔ حویلی میں عور تیں تو اتر کر اندر چلی اشرف صاحب برے دولت مند آدی تھے۔ حویلی میں آگئے۔ یہ مہمان خانہ بھی بے اللہ اللہ بہت وسعت تھی اس کی۔ ایک برے سے بال میں گاؤ تنگئے اور قالین نظر آرہ اللہ اللہ بہت وسعت تھی اس کی۔ ایک برے سے بال میں گاؤ تنگئے اور قالین نظر آرہ اللہ اللہ بردا سا بیڈ روم بھی تھا جس میں ادر آرائش کی دوسری تمام اشیاء۔ اس سے ملحق ایک بردا سا بیڈ روم بھی تھا جس میں باتھ اللہ بدی مسمول پڑی ہوئی تھیں۔ یک محرو میرے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اس میں باتھ اللہ بدی مساحت میں اللہ تھا۔ اس میں باتھ اللہ دو بھی ساتھ ہی تھا۔ اس میں باتھ

وام اليره بهي ساته بي تحار صوفي صاحب كيف لكي "اوربيانه مجھے بابر صاحب كه ميرى اس بيفكش ميں كوئى لاچ ينال ہے۔ بس آپ الله الليس طبيعت كے لوگوں كے ساتھ كچھ وقت گزارنے ميں لطف آئے گا۔" "فكرييد مين بھي گھريلو زندگى سے كافى دور ہوچكا مول اور اگر ايسے كچھ افراد سے ا رابط ہو جائے تو کم از کم زندگی کے دو جار دن خوبصورت گزر جائیں گے۔" پر صوفی اشرف صاحب نے میری خاطر مدارت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جب میں ال تھا رہ گیا تو میں نے بلٹ کر چھے دیکھا یعنی گزرے ہوئے واقعات کی جانب اور سے بدن میں ایک عجیب ی سنتی ہونے تھی۔ ساری باتنی اپنی جگد۔ بدی درمیانہ اور الله ی زندگی گزاری محی- اس زندگی مین اس عیش و آرام کا تصور مجی نمیس تھا۔ المست يد إلى ماحب حيثيت انسان كو صاحب حيثيت انسان لفف وية بين ورنه كون الی کی طرف توجہ ویتا ہے۔ میرے جیسے بزاروں مؤکوں یر مارے مارے چرتے ہوں ک۔ صوفی اشرف صاحب کو بھی ایسے بہت سے افراد ملے ہوں گے لیکن انہوں نے ایخ اں شاندار مهمان خانے میں ان افراد کو دعوت تهیں دی ہوگ۔ حیثیت بنانا ایک اچھا عمل اللك كى بهت ى آسائشوں سے واسط يز چكا ہے۔ اگر زندگى كاب رنگ انا اچھا ب تواس میں جس قدر ہی آگے براها جاسکے۔ چنانچہ میں اپنے بہت سے اقدامات سے مطمئن ہوگیا اور ہمال وقت گزارنے لگا۔

سوفی اشرف صاحب تھوڑے سے قدامت پرست تھے۔ مہمان خانہ گھر کی دوسری اللہ اللہ اللہ تھا۔ اور وہ اللہ اللہ تعلقہ اللہ تعلیہ تعلیہ

ان الفاظ کو جھوٹانہ قرار دیجئے۔ میں نے آپ سے کی کما ہے۔ کوئی گھردر نہیں ہے میرا۔
بس والدین کا انقال ہوچکا ہے۔ اپنی محنت کی کمائی میرے لئے چھوڑ گئے تھے جو اتنی زیادہ
ہے کہ میں جانتا ہوں کہ مجھے زندگی بھر پچھ اور نہیں کرنے دے گ۔ ظاہر ہے انسان
ضرورت کے لئے بی سب پچھ کرتا ہے اور وہ تیری تمام ضرور تیں پوری کر گئے ہیں۔"
صوفی اشرف صاحب کافی دیر تک خاموش رہے پچرگردن بلاتے ہوئے ہوئے ولے۔

دو کیا کما جاسکتا ہے۔ زندگی کے عجیب رنگ اور ڈھنگ ہو سکتے ہیں۔ بی بھی خدا کے فضل سے حیات پور میں ایک اچھی حیثیت کا مالک ہوں۔ میرے کچھ تھوڑے سے کاروبار پھیلے ہوئے ہیں اور بس مشربابر علی بات یہ نہیں ہوتی کہ آپ نے مجھے اپنی کار میں لفٹ دی بلکہ بعض او قات کچھ لوگ دل کو بھا جاتے ہیں۔ شخصیتیں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ میں آپ کو بیش کش کرتا ہوں کہ کچھ وقت امارے ساتھ گزاریں۔ میرے مہمان رہیں۔ کار کی زندگی سے ہٹ کر بھی ایک زندگی ہے۔"

"آپ نے پہلے ہی تمام باتیں کمہ دیں۔ یعنی میرے کئے کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہی یعنی ہید کہ آپ کی ہید وعوت صرف کار میں لفٹ دینے کے لئے نہیں ہے۔" "فتم کھاسکتا ہوں اس سلسلے میں۔"

ا میں ہو۔" "مجھے عار نہیں ہے اگر آپ کو کوئی دفت نہیں ہو۔" "دفت کا کیاسوال پیدا ہو تا ہے۔"

انسانوں کے اپنے اپنے شوق ہوتے ہیں۔ بعض او قات کچھ شخصیتیں ایس مل جاتی ہیں جنہیں اپنے بارے میں کچھ بتانے کو بی چاہتا ہے۔ غرض میہ کہ صوفی اشرف صاحب کی دعوت میں نے قبول کرلی اور وہ خوش ہوگئے۔ ڈرائیور کو حیات پور میں آثار دیا گیا اور پر وہ بھے داستہ بتاتے رہے۔ بلاشہ وہ حویلی اپنی طرز کی ایک خوبصورت حویلی تھی جس کے برے دروازے سے میری کار اندر داخل ہوئی تھی۔ مغلیہ طرز کا تغیری انداز تھا اور اس میں پچھ تبدیلیاں کرائی گئی تھیں۔ دو طرفہ لاان بھوے ہوئے تھے۔ درمیان میں روش چل میں کئی تھی جو گیٹ تک گئی تھی۔ طاز مین وغیرہ بھی نظر آرہے تھے۔ میں نے ایک گری سانس لی۔ یہ سب پچھ حاصل کرنے کے بعد میں نے سوچا تھا کہ میں ایتھے اپھوں پر رعب مانس لی۔ یہ سب پچھ حاصل کرنے کے بعد میں نے اس خیال پر شرمندگی ہوگئی ہتی۔ تاہم مانس لی۔ یہ مشکل نہیں تھا کہ میں بھی ایسانی کوئی گھر حاصل کرلوں لیکن ابھی تک طبیعت میں وہ استحکام پیدا نہیں تھا کہ میں بوا تھا جو مجھے اپنے گئے راستے ختیب کرنے میں مدد دیتا۔

ا کار بحت شاندار ب اورنی نی خریدی ب-" اور ایک ملازم خاص طورے میرے کئے مخصوص کر دیا گیا تھا جو عدہ قسم کی کھانے پینے "بال مجھے عدہ تھم کی گاڑیاں رکھنے کا شوق ہے۔ گاڑیاں بدلتا رہتا ہوں اور بیہ كى اشياء لے كرميرے پاس آجايا كرتا تھا۔ ابھى تك ميں نے اس علاقے كاكوئى جائزہ ميں الله أع عرص ميرا ساتھ دے گی اور اس کے بعد میں اسے تبدیل کر لوں گا۔" لیا تھا۔ موقع ہی نمیں ملا تھا۔ صوفی صاحب نے مجھ سے کما تھا کہ مناسب وقت یر وہ مجھے اس علاقے کی سر کرائیں گے جو ایک عام ی آبادی ہے اور اس میں ایکی کوئی خصوصیت ال = کیاانہیں بھی قبول نہیں کرو گے؟" منیں ہے جے اہمیت دی جاسکے۔ مجرایک دن جب صوفی اشرف صاحب موجود ملیں تھے۔ مجھے مہمان خانے کے عقبی حصے میں ایک خوبصورت ی لڑکی نظر آئی۔ نوجوان تھی اور بڑا آرنشنگ انداز کا حلیه رکھتی تھی۔ میں تو ازراہ احتیاط اس کی طرف متوجہ نہ ہوا لیکن اس نے مجھے دیکھا اور آہت آہت جلتی ہوئی میرے قریب آئی پھراس نے مسکراتے ہوئے

> "حالا مكد جم لوكول في ايك ساتھ سفر كيا ہے اور آپ في اس دن جميس خاصى مشكل سے بچايا ليكن كياكيا جائے كھ جگهول كے اصول مواكرتے ہيں۔ ابو ان تمام چيزوں ك قاكل بى شين يين- من كيا بناؤن آپ كو-"

"يه ساري باتيس اين جكه ليكن جارا تعارف بهي شيس موسكك"

"ميرا نام شائد ب اور من صوفي اشرف صاحب كى چھونى بنى مول- ميرى بدى بمن ہیں ریحانہ اور بس والدہ ہیں جاری مارا ایک مخصوص طرز زندگی ہے اور ہم اس خول ے إدهر أوهر منيس فكل عقد حالانك ول جابتا ہے كه انسانوں كى دنيا من جائيں۔ ايك دو مرے سے وابنتگی حاصل کریں لیکن بس کیا کیا جائے۔"

"صوفی صاحب! یه بات پند نهیں کرتے من شانه تو ذرا خیال رکھنا ہوگا۔ وہ ایک ا چھے انسان میں اور میں نمیں جاہتا کہ ان سے کوئی اختلاف ہو۔" اس نے مایوی سے مجھے دیکھا اور پھر عجیب سے انداز میں منہ نیڑھا کرکے آگے بڑھ گئی۔ میرے ذہن پر ایک عجيب ساار موا تقامية سيس كيا قصر ب إور صوفي صاحب في اين اويريد خول كيون چڑھا رکھا ہے۔ ای شام صوفی اشرف میرے پاس آئے اور معمول کے مطابق بیٹھ کر باتن كرنے لكے جرانوں نے كما

"ديكها مين كهما تقانا كه اگر انسان صاحب حيثيت بو تو اس كي شخصيت بهي بهت الحجى ہوتى ہے۔ مجھے معاف كرنا اس دوران تهمارے بارے ميں تھوڑا ساغور كيا ہے ميں نے۔ یہ صرف انقاق ہے کہ ہم لوگ ابھی تک اپنے بارے میں گھری باتیں میں کر سکے ویے تہمارا کوئی نظریہ تو ہوگا زندگی کے بارے میں جیے اس کارے دوئ کرلی ہے۔

"بال ایا ہی ہونا چاہے۔ بسرحال زندگی میں کار کے علاوہ اور مجی بہت می حقیقتیں

وکیوں نہیں۔ شرط کی ب کہ کوئی حقیقت اپنے قدموں سے چل کر مجھ تک

"المجھی بات کی لطف آیا۔ نئ چیزوں سے دلچیں ہے یا کچھ قدیم اور پرانی چیزوں سے الاواط رباع؟"

ومیں نے کما نا جس تی چیز میں کوئی ندرت ہو وہ میرے لئے قابل دلچی ہوتی

" محصے نواورات کا شوق ہے اور یہ نواورات میں نے بڑی محنت سے محفوظ کے اا ع بي - تم يه سجه لو كه ميرى زندگى مين برك زبروست حقائق بين جنين مي كى مام آدمی کو بتانا پند منیں کر آ۔ کیونکہ عام آدمی تو اس بات کو مجھ می تنیں کتے کہ جو پھھ میں کمد رہا ہوں وہ بچ ہے یا جھوٹ کیلن بمرحال ان سچائیوں سے کوئی انکار نہیں کیا ا الله كيا تهيس بهي نوادرات سے وليس ربى ہے؟" ميں ول بى ول ميں ايخ آپ ير المد مجھے كى چيزے ولچيى رى ہے۔ اگر كوئى يہ جان لے تو مجھ ير كى بھى حال ميں توجہ ا اے۔ تاہم جھوٹ کی دنیا میں داخل ہوچکا تھا اور جھوٹ ہی کے سمارے لے رہا تھا۔ -420

"زعد كى ميس بهت ى الى دلچيديال آئى بين صوفى صاحب! ليكن كون انهيل ياد

ومیں محسوس کرتا ہوں کہ تم ایک ایسی بیزاری کا شکار ہو جس کے بارے میں شاید م طود بھی نہیں جانتے۔ یقیناً اس کی چھے نہ کچھ وجوہات ہون گی۔ دنیا سے اس قدر مایوس الل موتے۔ جب تک زندگی ہے دنیا سے دلچیں لو۔ اس کے بعد کیا مو گاکون جائے۔" معلی صاحب کے انداز میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ کسی الله كا شكار ہو گئے ہوں۔ اس كے بعد ميں ان كے بولنے كا انتظار كر تا رہا ليكن وہ كچھ شيں لا لے تھے۔ بہت در تک خاموش رہنے کے بعد کہنے لگے۔

"دیکھو بھول کر بھی یہ مت سوچنا کہ تمہاری یہاں موجودگی کسی کے لئے تکلیف یا دکھ کا باعث ہو سکتی ہے۔ سمجھ رہے ہونا میری بات؟ بالکل پُراطمینان اور پُر آسائش انداز میں یہاں دفت گزارنا۔ اگر تم خوش رہو گے تو مجھے بھی خوشی ہوگی۔"

میں نے کما۔ "صوفی صاحب! بت خاطر مدارت کرلی آپ نے میری۔ اگر پھر فرائض میزمانی ہوتے ہیں تو معمانوں کے بھی کچھ فرائض ہوتے ہیں۔ جھے پر لازم ہے کہ اب میں یمال سے چلا جاؤں۔"

"بالكل سيس- آب يرجو لازم ب تو صرف يه ب كه اي طور يركونى فيصله كرف س يسلم اي ميزيان سه مشوره كريس-كيا خيال ب كيا ميزيان كو آب اس قابل سيحق من ؟"

"كيى باتي كرت بين آپ صوفى صاحب"

"تھوڑے ہے وقت کے لئے میں کمیں جارہا ہوں۔ آپ اس وقت تک یمال قیام کریں گے۔ آپ کو ہر جگہ گھوشے پھرنے کی آزادی ہے۔ حیات پور بہت خوبصورت جگہ ہے۔ حالانکہ یہ بات میں آپ ہے کہ چکا ہوں کہ یمال کوئی قابل ذکر پوائٹ نمیں ہے جس کی نشاندی میں کروں لیکن پھر بھی آپ کو یہ پہند آئے گا۔ سمجھ رہے ہیں نا۔ باتی یہ حو کی ہے۔"

"لين آپ كت عرص ك لت جارب بير؟"

"وویا تین دن بس اس سے زیادہ نمیں لگیں گ۔" میں نے ایک گری سانس لی اور خاموش ہوگیا۔ بسرحال صوفی اشرف چلے گئے اور میں سوچنا رہا کہ اب مجھے یماں سے لکنے کے بعد کیا کرنا ہوگا۔ زندگی میں ایک جگہ محدود تو نمیں رہا جاسکتا اور پھراس دوران مجھے جو کچھ کرنا ہے اس کے بارے میں بھی خاص طور سے کچھ نمیں بتایا گیا تھا۔ وقت گزر تا رہا۔

اس رات صوفی صاحب کو گئے ہوئے دو سرا دن تھااور میں اپنی اس رہائش گاہ کے ایک گاہ کے ایک گاہ کے ایک گاہ کے ایک گوشے میں بیٹنا باہر کے تاریک خلاء پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا کہ دفعتاً مجھے عقبی باغ کے ایک گوشے میں ایک تحریک می محسوس ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک آواز جس کے ایک گوشے میں ایک تواز جس پر میں نے غور کیا تو ششدر رہ گیا۔ یہ آواز چھم 'چھم' چھم' جھم کی آواز تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جسے کوئی بیروں میں گھنگھرو باندھے آہستہ آہستہ آگ بڑھ رہا ہے۔ میں آ تھوں کی تمام قوت کے ساتھ ادھر کا جائزہ لینے لگا۔ وہ سامیہ سو فیصدی کی اڑکی کا ہے لیکن بیروں کے قوت کے ساتھ ادھر کا جائزہ لینے لگا۔ وہ سامیہ سو فیصدی کی اڑکی کا ہے لیکن بیروں کے

مستحرو میری سجھ میں نہیں آرے تھے۔ صوفی صاحب کا گھر تو بدی یا کیزگی کا حامل تھا۔ کیا ان کی کسی بٹی کو یہ شوق جڑھ آیا ہے کہ وہ پیرول میں تعظیمرو باند سے۔ میرے زائن میں کھ اس طرح بجش جاگا کہ میں فوراً ہی این جگہ سے اٹھ گیا اور اس کے بعد دوڑ تا ہوا باہر نکل آیا۔ مچھم مچھم کی آواز کے ساتھ وہ ساب حویلی کے برائے گوشے کی جانب جارہا تھا۔ ایک تھوڑی ی ججک کا حساس ہوا تھا لیکن اس کے بعد بجٹس نے کچھ اس طرح سر اجمارا كديس وبال تك ينتج بغيرت ره سكا- حويلى كريان عص يس ايك بغير كوارول والا دروازہ نظر آیا تو میں اس سے اندر داخل ہوگیا۔ مجم مجم کرتی ہوئی اندر بی مجنی تھی اور اس كے بعد ميں ايك طرح سے خال ذہن ہوگيا۔ ميرے كانوں ميں بس تھنكروكى آواز گونج رہی تھی اور میں اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں کمال پہنچا اور سن طرح میں نے اس کا تعاقب جاری رکھا یہاں تک کہ میں ایک بوے سے بال نما كمرے ميں پہنچ كيا جمال مدهم مدهم روشني بكوري ہوئي تھی۔ بيہ بهت وسيع و عريض بال تھا۔ چو ژائی کی نسبت وہ لمبائی میں بہت زیادہ تھا۔ لیکن چو ژائی بھی اچھی خاصی تھی۔ پیم م كرتى مفتحروكى آوازاس بال ك دوسرك حصي مين كني كى اور ميرك قدم بحى جيس ابن جكد ألجنك كيد پراس كے بعد سائس كى دھم دھم آوازيں ابحري اور اس كے ساتھ ساتھ ہی مھنگھرو کی جھنکار ایک ترنگ میں آئی۔ یوں لگا جیسے کوئی رقاصہ رقص کر ربى مو- وه يُراسرار سايد جس كا تعاقب كراً موامين يهال تك يمنيا تقااب مجمع تظر نمين آرہا تھا لیکن تھنگھرو کی جھنکار اس جگہ ہے گونج رہی تھی۔ میں آتکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ تب مجھے ایک مدہم سایہ نظر آیا۔ ایک نوجوان لڑکی کے بدن کا سایہ جس کے جسم کے نقوش آؤٹ لائن کی شکل میں نمایاں سے اور وہ رقص کر رہی تھی۔

میں نے نگاہیں جماکر اے دیکھا تو آہت آہت میری آ تھوں میں کچھ اور تقش فملیاں ہوئے۔ پھر میکھے دو پاؤں نظر آئے جن میں گھنگھرو بندھے ہوئے تھے۔ انتمائی خوبصورت اور دکش پاؤں جنہیں دیکھ کریے احساس ہو کہ جس کے یہ پاؤں ہیں وہ خود کس قدر دکش ہوگ لیکن اس کے نقوش نمایاں کیوں نہیں ہیں۔ بس ایک خواب کی سی گفیت تھی جیے کوئی بات سمجھ میں نہیں آرتی ہو۔ میں سحرے سے عالم میں اے دیکھا رہا۔ پچھ دیر کے بعد گھنگھروں کی جھنکار مدھم ہوگئی اور سب پچھ نگاہوں کے سامنے سے مائٹ ہوگیا۔ میں نے چونک کر إدھر اُدھر دیکھا۔ میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ صرف نائب ہوگیا۔ میں نے چونک کر اوھر اُدھر دیکھا۔ میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ صرف ایک خواب جو آ تھوں میں آبئے ہیں اور جب ہوش آتا ہے تو پچھ بھی ایک خواب ہو۔ ایسے خواب جو آ تھوں میں آبئے ہیں اور جب ہوش آتا ہے تو پچھ بھی

اوئی ہے۔ وہ سپاٹ می نگاہوں سے مجھے دیکھ رے تھے۔ میں نے کما۔ "صوفی صاحب! میں نے ایک ایسے سائے کو دیکھا ہے جو رقص وموسیقی کا دلدادہ اللہ" صوفی صاحب نے چند لمحات کے لئے ظاموشی اختیار کی پھر پولے۔

"أؤ- ميرے ساتھ - انقاق كى بات ہے كه جيرے اور تهمارے ورميان بھى كوئى واتى بات چيت سيس موئى۔ يعنى ميس في حميس بيد سيس بتايا كه ميرا ماضى كيا ہے۔ اس حو کمی کا ماضی کیا ہے۔ یہ سب کچھ بڑا عجیب ہے۔ حمہیں یقیناً اس کے بارے میں تفصیلات من کر حیرانی ہوگی۔ میں حمیس بناؤں میرے آباؤ اجداد پہلے یمال نہیں رہتے تھے۔ ہم نے یہ حو کی بہت بعد میں خریدی تھی۔ بہت بعد میں ..... بس بول مجھ لو کہ میرے والد ساحب کو بھی نوادرات کا بے حد شوق تھا۔ یہ ہمارا خاندانی شوق تھا۔ خیر میرے والد ساحب تواس سلسلے میں بہت زیادہ آگے نمیں برھے تھے لیکن میرے چھا بہت زیادہ دلچین ليتے تھے ان تمام طالت ميں اور سيح بات تو يہ ہے كه انبول في اين بى حساب مين يد حو کمی خریدی تھی۔ میں تنہیں اپنے بچا کے بارے میں بناؤں۔ اٹنے نقیس انسان تھے اور مجھے ان سے بے بناہ محبت تھی۔ بلکہ ایک طرح سے یہ سمجھ لو کد میرے اور پچا کے ورمیان بڑے اچھے تعلقت تھے۔ ویے یہ بھی تھا کہ دو سرے لوگ بچا کو اس طرح پند شیں کرتے تھے۔ نوادرات کے شوقین تو ہمارے خاندان کے تمام افراد تھے لیکن میرے پھا کو تو اس سلسلے میں دیوا تلی ہی سوار رہتی تھی اور نہ جانے کمال سے انہوں نے ونیا بحر ك نوادرات جمع كر ركھ سے اور كى بات يہ ب كه نوادرات جمع كرنے كا خط بى ان كى موت کا باعث بنا۔ کیاتم اس بات پر لیٹین کرو گے کہ وہ اپنی ہی جمع کی ہوئی چیزوں سے خوفزدہ رہتے تھے۔" مجھے صوفی اشرف کے ان الفاظ سے خاصی دلچین کا احساس موا تھا۔ میں نے ان سے کہا۔

"ولیے صوفی صاحب! ان تمام باتوں سے اس پُرامرار سائے کا معمہ حل نہیں وتا۔"

"ہوجائے گلہ آؤ میرے ساتھ۔"صوفی اشرف نے کمااور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے وئے۔

" CUU"

"آؤ میں جہیں اس نواور خانے کی سر کراتا ہوں۔ جس کے بارے میں ' میں بیہ تو جیس کتا کہ وہ چیزیں میں نے جمع کی ہیں لیکن حقیقت بیہ ہے کہ میں نے اسے بری محنت نہیں ہوتا لیکن ایک بات نہیں تھی۔ ہال جون کا تون تھا اور ایک طرف سیرھیاں نظر
آری تھیں۔ مجھے یاد آیا کہ میں انمی سیرھیوں سے گزر کریمان تک پہنچا ہوں۔ ایک لیے
کے اندر اندر میرے حواس جاگ گئے۔ صوفی اشرف نے میرے اوپر بہت اعتاد کیا تھا۔
مجھے ایسے کی تجتس میں نہیں ڈوہنا چاہئے اگر کہیں مجھے یمان دیکھ لیا گیا تو وہ لوگ یہ نہ
سمجھیں کہ میں کی خاص مقصد یا احماس کا شکار ہوں چنانچہ میں واپس بلٹ پڑا اور ان
سیرھیوں کو عبور کرتے ایک غلام گردش میں آگیا پھریمان سے باہر نگلنے کے بعد میں اس
سیرھیوں کو عبور کرتے ایک غلام گردش میں آگیا پھریمان سے باہر نگلنے کے بعد میں اس
باغ میں آگیا جمال سے میں اپنی رہائش گاہ تک جاسکا تھا۔ شکر ہے کی نے جھے نہیں دیکھا

میں آہستہ آہستہ چانا ہوا واپس اپنی آرام گاہ یعنی رہائش گاہ میں آگیا اور اس کے بعد بستر پر لیٹ کر میں اس پُراسرار واقعے پر غور کرتا رہا تھا۔ وہ بھینی طور پر صوفی اشرف صاحب کی کوئی بیٹی شمیں ہو سکتی تھی جے ناچ کاشوق ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو کم از کم وہ نمایاں تو ہوتی۔ وہ سب کچھ تو ایک عجیب ساانداز تھا۔ گویا اس پُراسرار حویلی کا بھی کوئی راز ہے۔ بعد قول ہی حوالے کے صوفی اشرف آگئے۔ بہت خوش نظر آرہے تھے۔ جھے میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ پھر صوفی اشرف آگئے۔ بہت خوش نظر آرہے تھے۔ جھے سے ملے تو بولے۔

ملے تو بولے۔ "ہاں بھی سناؤ۔ کوئی تکلیف تو شیں ہوئی تنہیں؟"

"ونسين صوفى صاحب كوكى تكليف نبين موئى- آب كى مهمانيون كابهت شكورة ار

"چلو محک ہے۔ ویے تم بھی ایک بہت اچھے مہمان ہو۔ ایسے اعظم مہمان بوی دلکشی کا باعث ہوتے ہیں۔"

"صوفی صاحب میرے ذہن پر ایک عجیب سابوجھ ہے۔ آپ سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"صوفی اشرف نے سوالیہ نگاہوں سے جھے دیکھا۔ پچھ لیح خاموش ہے کے بعد میں نے کہا۔

"يمال ميں نے ايك عجب وغريب واقعہ ديكھا ہے جس پر مجھے سخت جرت ہے۔ آپ كے گھرك ماحول كا مجھے تھوڑا بہت اندازہ ہوگيا ہے كہ وہ كس طرح كا ہے ليكن يمال ميں نے ايك ايما سايہ ديكھا ہے جس كے بارے ميں پكھ سمجھ ميں نہيں آتا كہ كيا ہے۔" يہ الفاظ ادا كرتے ہوئے ميں نے صوفی صاحب كے چرے كی طرف ديكھا۔ ميرا خيال تھا كہ وہ مجسس اور جران ہوجائيں گے ليكن ميں نے ديكھا كہ ايك كوئی بات نہيں

اور نفاست کے ساتھ قائم و دائم رکھا ہے۔"

"تب تومیں اے ضرور دیکھنا جاہوں گا۔" میں صوفی صاحب کے ساتھ چل پڑا لیکن یہ دیکھ کر مجھے جرت ہوئی کہ صونی صاحب کے قدم حویلی کے ای جھے کی جانب اٹھ رہ تھے جو میں و کھے چکا تھا اور جس کے بارے میں میں سے بتاتے ہوئے کوئی عار شیں محسوس كرتاكه وه ايك انتمائي يُراسرار جلك تقى چرصوفي صاحب جن سيرهيون سے اترے وه سیر هیاں بھی وی تھیں' لیکن وہ ہال کی جانب جانے کے بجائے سیر هیوں کے پنچے بنے ہوئے ایک ایے دروازے کی جانب بڑھے جو اوپر سے دیکھنے سے نظر نہیں آتا قلاب ایک بالکل نئ جگ تھی طالاتک میں اس بال میں آچکا تھا لیکن اس وروازے کے بارے میں عیں نے تصور بھی شیں کیا تھا۔ چھانے آگے بڑھ کروہ دروازہ کھولا اور دروازہ کھلتے بی یول محسوس ہوا جیسے کچھ عجیب وغریب مدہم مدہم آوازیں دہاں سے آئی ہوں لین ایسا جیے اس ته خانے میں کوئی موجود ہو اور کی کی آمدیر اس نے ایک دو سرے کو ہوشیار کیا ہو۔ بسرطال میں صوفی اشرف کے ساتھ اس تهد خانے میں داخل ہوگیا اور وہاں پہنچ کر میں نے ایک عجیب وغریب ٹھنڈک کو محسوس کیا۔ صوفی اشرف نے ہاتھ بردھا کر وہاں روشنی كردى اور ميس نے اس روشنى ميں اس شاعدار كمرے ميں موجود چروں كو ديكسا صوفى اشرف مجھ در خاموش رے۔ میں اس كا جائزہ ليتا رہا تھا۔ پھر صوفى اشرف نے مجھ در

"آؤ- آگے آؤ شاید تہیں اس بات کا احساس بھی نہ ہو کہ یہ کون ک جگہ ہے۔ بلت اصل میں یہ ہے کہ اس حولی میں ایک ایس مخصیت کا قیام تھا جس کے بارے میں تم سوج بھی شیں سکتے۔ یہ ایک نواب کی حویلی سمی اور یہ نواب انتائی ظالم تھا۔ اس کی فطرت میں ظلم و ستم کی داستائیں شامل محیں۔ انسانوں کو زندہ بدی بری کیلوں سے دیواروں میں لکوا دیتا تھا۔ یہ کیلیں ان کے سینے میں ٹھو تکیں جاتیں اور انہیں دیواروں مين مُحونك ويا جاتك وه ترمية فيخ چلات وين دم تور دية بات يي نسيل بلكه مين تہيں اس سلط ميں اور بھي تفصلات بناؤل گا- پيلے ذرا اس عمارت كے نواورات وكهادول أو ميرك ساته-" صوفى اشرف مجه سائه لئة موع ايك كوش ك جانب براه گئے اور پھرانموں نے ایک ڈھکن سا کھولاجو زمین میں بنا ہوا تھا۔ میں جران رہ گیا۔ بروا سا و مكن جب كلا تو ميس في يح زمين ميس جمانك كر ديكما وبال بلب لكا موا تها- صوفي اشرف نے کھا۔

" بیہ کنوال انتہائی گہرا ہے لیکن کیا تم یقین کرو گے اس بات پر کہ بیہ کنوال اوپر تک مورتول اور بچول كى لاشول سے بنا ہوا تھا۔ اس ميں لاتعداد انساني لاشين تھيں جو اس لواب کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے تھے۔ کنوال بھر گیا تو اس نے اس پر ایک ڈھکن لگوا دیا۔ بعد میں صوفی اشرف نے اس کی صفائی کرائی اور ان بڑیوں کے ڈھانچوں کو ایک اجماعی قبر میں وفن کردیا۔ میں نے اس کنویں میں روشنیال لکوائی ہیں۔ باقاعدہ بلب لگائے گئے ہیں ال میں- دیکھو-" یہ کمد کر صوفی اشرف مجھے گئے ہوئے اس کنویں کے پاس مہنچ اور انہوں نے وہ وصلن کھول کر کنویں کے اندر روشنی کرکے مجھے دیکھایا۔ حقیقت میہ تھی کہ کو گوں کے ساتھ شمولیت جس میں' میں نے بھی شہروز کا خون جاٹا تھا اور پہلی بار انسانی خون کے ذائعے کو محسوس کیا تھا۔ پھراس کے بعد پورن وتی کے ساتھ کیا ہوا پُراسرار سفر اور وہاں موجود خوفناک لوگوں کے درمیان اپنی شمولیت۔ بیہ ساری باتیں میرے دل و دماغ میں بھی بھی ایک عجیب می کیفیت پیدا کردیق تھیں لیکن اس کے باوجود میرے دل میں ابھی خوف کا گزر تھا اور یہ اس بات کا احساس ولا یا تھا کہ میری فطرت میں سے انسانی

صوفی اشرف نے کنویں کا دھکن بند کر دیا۔ پھروہ وہاں سے آگے بردھتا ہوا بولا۔ ''آؤ۔ میں اس وقت تہمارے ساتھ وہی سب کچھ عمل کر رہا ہوں جو پہلی بار میرے چیانے میرے ساتھ کیا لین ان تمام چیزوں کو دکھایا اور ان نوادرات کا حوالہ اس رئیں سے کیا جو ظالم تھا۔" صوفی اشرف مجھے لے کر تھوڑا سا آگے بڑھا اور پھراس نے

جلت حم جيس ہوئي ہے۔ بسرطور اس كويں كو ديك كريس في ايك محندي سائس لي اور

"اور اس کے بعد میں چیا کے ساتھ سال داخل ہوا تو چیانے بجلی جلادی اور أدهر عِاكُورِ عَهِ عِنْ وَ وَ وَ وَهِ وَهِ آتَشُدانِ مُنْهِينِ نَظْرِ آرَهِا ٢٠ اس آتَشُدان كَ قريبِ ايك بری ی الماری رکھی ہوئی تھی اور اس پر سلک کے غلے پردے بڑے ہوئے تھے۔ پردے ہے ہی الماری کے شیشوں میں ہے اندر کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ یہ دیکھو انہوں نے جھ ے کما۔ اس میں۔ اس میں جو برا سا جاتو نظر آرہا ہے اور جس کی سافت عجیب وغریب ے یہ چاقو ایک مندرے حاصل موا تھا۔ یہ مندر کالی طاقتوں کا مندر تھا اور اس چاقو ہے ہزاروں قربانیاں دی جاچکی ہیں۔ ادھر آؤ۔ چھانے کما اور مجھے اوھر لے گئے۔ یمال دیوار پر بالول کا ایک کچھا چیکا ہوا تھا۔ پچانے وہ کچھا مجھے دکھاتے ہوئے کہا۔

الدول نے ایک کری تھیٹ اور دوسری طرف مجھے بیٹنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "میں جہیں ان کے بارے میں ہی بتا رہا تھا بلک اس توادر خانے اس حو لی کے ادے میں بی بتا رہا تھا بہت یرانی بات ہے وہ رئیس جو انسان نمیں بلکہ ایک طرح سے اے جانور سمجھ لو- دیوانہ تھا بالكل- اے ایك مرض لاحق تھا- ایا مرض جو انسانوں بر اذیت کرکے اے سکون دیتا تھا۔ لاتعداد انسانوں کا قاتل جس نے بہت طویل عرصے تک ا ب آپ کو چھیائے رکھا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کی دیوائلی کی داستانیں منظرعام پر آنے لليس اور بست سے لوگوں كو اس بات كاعلم جو كيا كه بيد امير ترين مخض جنوني ب اور انسانوں پر ظلم كرنا اس كا محبوب مشغله ب-" بتا ك سنائے موئے يُراسرار واقعات في میرے ذہن پر عجیب سااٹر کیا تھا۔ چیا مجھے تفصیل سے بناتے رہے۔ انہوں نے کما کہ بب اس رئیس نے زندگی سے منہ موڑ لیا تب بھی یماں راتوں کو چیفیں سائی دیتی تھیں۔ الوگول کے علم میں بد بات آئی تھی کہ رئیس نے اپنی بہت سی طازماؤل کو بلاک کرویا ہے۔ ایک بار اس مکان میں کچھ تھوڑی می تبدیلیاں کرائی گئیں۔ حویلی کے باغیجے سے بے شار کھویٹیاں نمودار ہو کیں۔ بوی علین صورت حال تھی پھر فاصے عرصے تک یہ حوالی سنسان بڑی رہی۔ اے عالباً چھاے پہلے کسی اور نے بھی خریدا تھا اور اس حویلی میں کوئی می خریدار زندہ شیں رہ سکا بے شار افراد یمال حادثوں کا شکار ہوئے اور کنے والول فے بہت ی باتیں شاکیں۔ انہوں نے کما کہ یمال انہیں ایک عورت کا ساب نظر آتا ہے جس کے پیروں میں منظمرو بند سے موتے ہیں اور وہ بھی بھی رقص کرتی ہے۔ انہیں طاک آلود فرش پر عورت کے بیروں کے نشانات بھی ملتے تھے اور تھنگھروؤں کی آوازیں مھی انسیں سائی دیتی تھیں۔ اس کے بعد سے مکان جماری تحویل میں آگیا لیعنی ہے حویلی اور میں جیسا کہ تہیں معلوم ہے کہ یمال رہ کر زندگی گزارنے لگا۔ پھرخاصے عرصے تک میں سال رہا اور ایک دن یہ ته خانہ مجھے دریافت ہوا جس کے بارے میں مجھے پہلے نہیں معلوم تقا- جب مين اس ته خافي مين اندر داخل موا تو آتش دان مين آگ روش تقى اور ہر چیزاس طرح صاف شفاف نظر آرہی تھی جیے کوئی اے استعال کرتا رہا ہو۔ جمال مل كدياتي سارے معاملات تھے انسين تويين نے تظرانداز كرديا تھا كين پرين نے اس ر قاصہ کے بحقے کو دیکھاجو میز پر لیمی کے نزدیک رکھا ہوا تھا۔ برا ہی خوبصورت اور زندہ جیسا مجسمہ تھا۔ میں نے قریب سے اسے دیکھا اور ابھی میں کری پر بیٹھا اس کا جائزہ لے رہا تھا کہ میں نے ایک بھورا مضبوط ہاتھ جس کی انگلیوں میں بہت ی انگوشمیاں جبک رہی

"بيہ سچھا اس كنويں سے حاصل ہوا تھا جو اٹھارہ سو ستاون كے قبل عام سے الاشوں سے بٹ كيا تھا ديكھو اس ميں خون كے دھيے ابھى تك چيكے ہوئے ہيں۔" ميں خوف و دہشت كے عالم ميں بچا كے الفاظ سنتا اور ان كى دكھائى ہوئى چيزوں كو ديكھا رہا چر ميرى تگابيں ايك طرف اٹھ كئيں المبارى كے ايك جھے ميں تھنگھروں كے دو تو ڑے ركھے ہوئے تھے۔ ميں نے تو ڑے ہاتھ بڑھا كر ذكالتے ہوئے كہا۔

" چچا! میہ کیا ہے؟" پچا اس وقت دو سمری جانب متوجہ تھے۔ انہوں نے میری طرف رخ کیااور دفعتاً تی چونک بڑے اور چیخے۔

" نہیں انہیں وہیں رکھ دو' انہیں وہیں رکھ دو۔ جلدی کرد۔ " میں نے محسوس کیا کہ پچاایک دم خوفزدہ ہوگئے تتھے۔ انہوں نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آه- انہیں رکھ دو- کہیں ایسانہ ہو کہ تم ........" پھر انہوں نے آیک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے ادھر تو ہاتھ نہیں لگایا۔" میں نے ان کے اشارے پر اس جانب دیکھا۔ وہ موم کے بنے ہوئے دو زنانے پیر تھے جو ایک طرف رکھے ہوئے تھے ان کا فاصلہ ان گھنگروؤں سے زیادہ دور کا نہیں تھا۔ ان پیروں کی لمبائی ڈیڑھ انچ کے قریب فاصلہ ان گھنگروؤں سے زیادہ دور کا نہیں تھا۔ ان پیروں کی لمبائی ڈیڑھ انچ کے قریب ہوگا۔ وہ دو جوگا۔ میں نے انہیں خور سے دیکھا اور بٹانے والے کے کمال فن کا معترف ہوگیا۔ وہ دو چھوٹے چھوٹے پاؤں تھے۔ زنانے پاؤں۔ یہ دونوں پاؤں تخنوں کے اوپر سے کئے ہوئے بھو اور بالکل ایسالگ رہا تھا جسے ابھی چند کموں قبل انہیں کسی انسانی جم سے کاٹا گیا ہو۔ سے اور بالکل ایسالگ رہا تھا جسے ابھی چند کموں قبل انہیں کسی انسانی جم سے کاٹا گیا ہو۔ فنکار نے انہیں بڑی خوبصورتی سے بنایا تھا۔ پچھ اس طرح رگوں کا امتخاب کیا تھا کہ وہ فنکار نے انہیں بڑی خوبصورتی سے بنایا تھا۔ پچھ اس طرح رگوں کا امتخاب کیا تھا کہ وہ بالکل حقیقی اور تازہ کے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ ان پیروں کے نہنے نہنے نہنے ناخن مہندی یا لکل حقیقی اور تازہ کے ہوئے ایک بار پھردہشت زدہ انداز میں کہا۔

«کیاتم نے انہیں چھوا ہے؟" «نہیں الکا نہیں میں قریمل ارانہیں کی اصل

"نمیں بانکل نمیں۔ میں تو پہلی بار انہیں دیکھ رہا ہوں۔" "ہاں۔ انہیں بھول کر بھی نہ چھونا۔ آو تم نمیں جانتے۔"

"مُرجب آپ ال تمام چزوں کی تاریخ بجھے بنا رہے ہیں چھا! تو پھران پیروں کے بارے میں کیوں شیں بناتے؟"

"بال- كيول خيس- أؤ ذرا ادهر آؤ- دور بث آؤ- جب بھى ميں ان كے قريب آتا بول مجھ پر ايك الى خوفتاك دہشت سوار ہوتى ہے كہ ميں تميس الفاظ ميں خيس بتا سكا۔" وہ مجھے وہاں سے دور لے آئے۔ ايك ميز كے پاس پرى ہوئى كرسيوں ميں سے کردیں اور پھرایک دن جب وہ رئیس کہیں گیا ہوا تھا رقاصہ اپنے نئے محبوب کے سامنے ر تھی کرنے لگی لیکن رئیس واپس آگیا۔ اس وقت تو اس نے کچھ نہ کما لیکن چندروز کے بعد وہ مخص دنیا سے غائب ہوگیا۔ اس کے بعد رئیس نے رقاصہ سے اس کے بارے میں

"تم اب محبوب ك سامن ناج رى تحيس جبكه تم في يد وعوى كيا تفاكه تم مجه ي معبت كرتي مو-"

"بال- میں تم سے محبت کرتی تھی لیکن تم یہ بناؤ کہ تم نے زندگی میں مجھے کیا دیا۔ كياتم في مجھے ايك عورت كامقام ديا؟"

"مم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے علاوہ تم اور کسی کے لئے رقص نہ کروگی۔" " بال- لیکن اب میں اس وعدے کی پابند نہیں ہوں۔" رئیس خاموشی ہے وہاں چلا کیا کچراس وفت رقاصہ اپنے کمرے میں گھری نیند سو رہی تھی تو اچانک ہی اس کے پیروں م قیامت ٹوٹ پڑی۔ کسی نے انتمائی تیز دھار والے تیشے سے اس کے مخنوں پر وار کیااور اس کے دونوں پاؤں اس کے پیروں سے علیحدہ ہو گئے۔ رقاصہ تو دونوں پیروں کی بڑیاں کٹ جانے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مرکئی کیکن رئیس نے اس کے دونوں پاؤں اپنے لینے میں لے لئے اور انہیں ایک جگه محفوظ کر لیا۔ یہ کمانی مجھے کچھ پڑا سرار لوگوں نے اللَّ تھی۔ اس حویلی میں قیام کرتے ہوئے مجھے اتنا عرصہ گزر چکا ہے اور اس نواور خانے كى يد داستان ب تو ميرك دوست مجهد اين چيا سے بناه محبت تھی۔ پيا يمال اس و کی میں تنما رہتے تھے۔ میں شادی کرچکا تھا۔ قدرت نے مجھے وہ جروال بیٹیال دیں تھیں۔ میں نے اپنے انداز بالکل مختلف رکھے تھے۔ چھانے مجھ سے درخواست کی کہ میں یمال آجاؤں۔ وہ بری تنائی محسوس کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اس حویلی میں رہنا شروع کر دیا اور یمال زندگی گزار تا رہا۔ پھرایک دن چیااس دنیا ہے رخصت ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ اس حویلی کو چ دوں۔ اتن بری حویلی میں میں تغارہ کر کیا کروں گا۔ میں نے اس ملطے میں بہت سے منصوبے بنائے تھے۔ پھر میں نے سوچا کہ یمال سے کمال جاؤل گلہ اس حولمی ہی میں زندگی گزاروں اور میرے دوست بیہ حولمی میرے لئے میرا گھربن گئے۔ ایک رات نہ جانے کیا ہوا کہ مجھے حویلی کے پرانے تھے سے چیخوں کی آوازیں سنائی رہے لکیں۔ میں دوڑتا ہوا اس طرف پہنچا تو یماں میں نے ایک عجیب وغریب منظر دیکھا۔ ایک بے جمم رقاصہ رقص کر رہی تھی۔ وہ پیر متحرک تھے لیکن دو سری بات جو تھی وہ بیہ تحين- بيزيرے اس طرح برھتے ہوئے ديكھا جيسے وہ ہاتھ مجتے كو الحالينا جاہتا ہو۔ ميں نے پھرتی سے مجتمے کو اپنے ہاتھ میں دبوچ لیا اور پلٹ کر پیچھے دیکھا لیکن اس کے بعد وہ ہاتھ غائب ہوگیا۔ بسرطال میر سب ایک عجیب سی کیفیت کا حامل تھا۔ اس تهد خانے نے مجھے ذہنی طور پر گرفت میں لے لیا تھا۔ میں آہت آہت بڑھ کر آتش دان کے پاس پہنچ گیا۔ اس دن سردی بے پناہ شدید مقی۔ آتش دان کی فرم آگ مجھے خاصا محظوظ کر رہی تھی کوئی آدھا گھند اس طرح گزر گیا۔ مجسمہ میں نے جیب میں رکھ لیا تھا اور ان جرت انكيز واقعات اور اس تهد خانے كے بارے ميں معلومات حاصل كر رہا تھا۔ اجانك بى مجھے یوں لگ جے کیں دور کی کے منہ سے کرائتی آواز نکلی ہو۔ یہ آواز واضح نہیں تھی۔ میں نے سوچا کہ ممکن ہے کہ ہوا کے جھو کے ساتھ یہ آداز اندر آئی ہو۔ سردی کی شدت اور آگ کی ہلکی ہلکی گرمی نے مجھے ذہنی طور پر نیم غنودہ ساکر دیا۔ ابھی میں او تکھ ى رباتهاكه مجھے يوں لگاجيے ميرى جيب ميں كى نے باتھ والا ہو۔ ميں فوراً بى چونك كيا۔ سرسراميس اور كمس نمايان تفا- لاشعوري طورير ميرا بائقه جيب كي طرف بردها اورتم يقين كروك ميرك باتح مين ايك ناديده كلائي آئي- جو ب حد سخت اور سرد تقي- أه مين حميس بناؤل تم يقين كراو- وه كلائي ايك لمح تك ميري كرفت مين آني تقي اور پراهانك ى ميس نے اے چھوڑ ريا تھا ليكن وہ كوئى حقيقى ہاتھ نسيس تھا۔ اى وقت مجھے كسيس دور ے محتکمرو کی آواز آئی اور میں تھبرا کرتبہ خانے سے باہر نکل آیا۔ پھر خاصی مشکل پیش آئی اور میں کانی دن تک پریشانی کا شکار رہا لیکن میرے سیسیج مجھے اس متم کے واقعات ے بہت ولچی ہے۔ میں نے ان کے بارے میں معلومات عاصل کرنا شروع کردیں۔ طویل عرصے تک میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ تب مجھے علم ہوا کہ ایک رقاصہ کو ایک رئیس سے محبت ہو گئی تھی۔ ویسے تو وہ سنگدل اور ظالم انسان بہت زیادہ عور توں اور بچوں ے وحثیانہ سلوک کرچکا تھا لیکن اس رقاصہ سے اسے بھی دلچیلی تھی۔ رقاصہ کو اپنے طور پر خرید لیا اور این ای حویلی میں اس کے لئے ایک جگه منتخب کر دی۔ وہ رقاصہ کے ر قص ے لطف اندوز ہو آ تھا۔ رقاصہ جاہتی تھی کہ وہ اس سے شادی کرے لیکن رئیس فے اے صاف کمد ریا تھا کہ وہ اس سے شادی نہیں کرسکتا۔ عورت تو عورت بی ہوتی ہے۔ اس کے دل میں بے شار آرزو کی جنم لے رہی تھیں۔ جب رکیس سے اسے پچھ حاصل نہ ہوا تو اس نے سوچا کہ جب زندگی ای طرح گزارنی ہے تو کیا فائدہ کہ کمی ایک ے منسوب ہو کر رہا جائے۔ حویلی بی کے ایک نتظم سے اس نے پیگیں برمانا شروع لی سنسنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس سنسناہٹ کا راز کیا ہے۔ میں دونوں پاؤں ہاتھ میں لئے کھڑا ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ ناگو بابا رکا اور کسی جمناسٹر کی طرح اٹھ کھڑا ہوگیا۔

" بیہ جاننے کے باوجود کہ ان پیروں کو چھونا کتنا خطرناک ہے۔ آخر کار اُونے اسمیں سال سے اٹھا کار اُونے اسمیں سال سے اٹھا کیا۔ بہاں سے اٹھا لیا۔ ڈرے بغیر- جانتا ہے کیوں؟" میں نے سوالیہ نگاہوں سے ناگو کو دیکھا تو دو بولا۔

"اس لئے کہ اب تو تکمل ہوچکا ہے۔ تو نے اپنی منزل کی جانب تیز رفتاری سے
قدم بردھا دیئے ہیں اور تیری رفتار بردھی جارتی ہے۔ دوڑ رہا ہے تو، دوڑ رہا ہے۔ لا یہ
اداں مجھے دے دے اب یمال تیرا کوئی کام نمیں ہے۔ یمال کوئی ہے بھی نمیں ال-"اس
لہ ہاتھ آگے بردھائے تو میں نے کئے ہوئے پاؤں اس کے ہاتھ کی جانب بردھا دیئے۔ اس
لہ ہاتھ آگے بردھائے تو میں نے باتھوں میں لئے اور انہیں بڑی محویت سے دیکھتا رہا پھر

" تُوَ بِهِى اپنى منزل كى جانب روال دوال ب اور بين بجى- كيا سمجها تُحيك ب نا-اب تو اپناكام و كيه اور بين اپناكام و يكها موں- اس آدى نے بنجے بتايا تھا تاكه دو ہاتھ بيشہ ان پيرول كو وصول كرنے كے لئے خفيہ طريقے سے نمودار ہوتے رہتے تھے- جانہا ہو وہ كس كے ہاتھ تھے- ميرے صرف ميرے- اچھا بين چانا ہوں-" وہ ايك قدم آگے بوھا تو يمن نے اپنا ہاتھ سيدھاكر ديا-

''میں تمہاری ہربات کو جان رہا ہوں۔ ہر کام تمہاری ہدایت کے مطابق کر رہا ہوں۔

"فھرو ناگو-" وہ چونک کر رک گیاتو میں نے کہا۔

کھے بناؤ کہ آب اس کے بعد مجھے کیا کرنا ہے۔ میں زندگی کا کون سا رخ اختیار کروں؟"
"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ اگر تو نیصلے نہیں کرپاتا تو میں فیصلے کرتا ہوں تیرے لئے۔ تو
سن۔ زندگی عیش کرنے کی جگہ ہے۔ تجھے اپنے لئے ایک منزل علاش کرلینی چاہئے۔ یہ
ہات تو طے ہے کہ زندگی میں رک جانے کا مطلب موت ہے۔ بھیشہ رواں دواں رہو اور
اپنے لئے دلچپیاں علاش کرتے رہو۔ سارے کام میرے ہی لئے نہ کرو۔ خود اپنا بھی ایک
مرکز علاش کرو۔ باتی رہی جمال تک شکتی کی بات تو ہم تیرہ ہو چکے ہیں چود حوال نہیں
شامل ہونا چاہئے خیال رکھنا۔ جب بھی چود حوال شامل ہوا تو ہم سب بھسم ہوجائیں گے۔
شامل ہونا چاہئے خیال رکھنا۔ جب بھی چود حوال شامل ہوا تو ہم سب بھسم ہوجائیں گے۔
شامل ہونا چاہئے خیال رکھنا۔ جب بھی چود حوال شامل ہوا تو ہم سب بھسم ہوجائیں گے۔

کہ میری بیوی اور میری دونوں بچیاں یہال موجود تھیں اور اس طرح گھرائی ہوئی تھیں جیسے ان میں زندگی باقی نہ ہو۔ میں دہشت زدہ ساہوگیا۔ یہ یہاں کہاں ہے آگئیں۔ پھر میں نے ان کے قریب پہنچ کر انہیں جمنجھوڑا تو وہ تینوں زمین پر اڑھک گئیں۔ وہ بے جان ہوچکی تھیں۔ آہ وہ اس منحوس حو بلی کا شکار ہوچکی تھیں۔ جس میں میں میں نے انہیں لاکر ان سے زندگی چھین کی تھی۔ یہاں کا طلعم انہیں ہضم کر گیا تھا۔ میں نے نفرت بحری ان سے زندگی چھین کی تھی۔ یہاں کا طلعم انہیں ہضم کر گیا تھا۔ میں نے نفرت بحری کا ہواں سے ان منحوس پیروں کو دیکھا جو اب اپنی جگہ موجود تھے۔ رقاصہ کا اب یہاں کوئی وجود نہیں تھا۔ گھنگھروؤں کی جھنکار بند ہوگئی تھی۔ میرے دل میں نفرت کا شدید احساس وجود نہیں تھا۔ گھنگھروؤں کی جھنکار بند ہوگئی تھی۔ میرے دل میں نفرت کا شدید احساس بیدار ہوگیا اور میں نے آگے بڑھ کر وہ دونوں پاؤں اپنی جگہ سے اٹھا گئے۔ جھے یوں لگا بیدار ہوگیا اور میں نے آگے بڑھ کر وہ دونوں پاؤں اپنی جگہ سے اٹھا گئے۔ جھے یوں لگا بیدار ہوگیا اور میں خرکا ہو اور اس کے بعد میرے وجود میں زندگی باقی نہ رہی۔ ہاں دیکھو بیس مرگیا اس طرح۔ "

صوفی اشرف زمین پر لیٹ گیا اور اچانک ہی میں نے اس کے جسم میں ایک تبدیلی رونما ہوتے ہوئے ویکھی۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے بدن کا سارا گوشت عائب ہو تا جارہا ہو۔ سفید سفید بڈیاں نمودار ہوتی جارہی تھیں۔ میری آئھیں حمرت سے اس کا جائزہ لینے لگیں اور دیکھتے تی دیکھتے صوفی اشرف کا بدن صرف ایک وصالح کی شکل میں رہ گیا۔ میں ایک جھر جھری ی لے کر رہ گیا تھا۔ جرت کا ایک شدید تملہ میرے اور ہوا۔ وہ لمحات یاد آئے جب صوفی اشرف کی گاڑی سڑک پر خراب ہوگئی تھی اور اس نے اپنی فیلی کے ساتھ مجھ سے لفٹ مانگی تھی۔ اجانگ بن مجھے اندرونی حصے میں موجود عورتوں کا خيال آيا- صوفي اشرف ميس اب يجه بهي شيس باتي ره كيا تقا- وه بالكل دُهاني بن چكا تقا-ایک بے جان ڈھانچہ۔ کچھ کھے تک میں وہیں کھڑا سوچتا رہا۔ اب یمال رکنا بے مقصد ہی تھا۔ وفعتا میری نگاہ ان دونوں پیروں پر بڑی۔ ایک کھے کے اندر اندر میرے ذہن میں ایک تبدیلی رونما ہوئی اور میں آگے بڑھ کران پیروں کے نزدیک پینچ گیا۔ چھوٹے چھوٹے کٹے ہوئے تازہ لوے بحرے ہوئے یاؤں۔ میں نے ہاتھ بردھاکر انسیں شوکیس سے نکال لیا اور ای وقت مجھے ایک بے حد خوفناک قبقہہ سنائی دیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک جرت ناک منظر میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ زمین پر ایک انسانی جسم جو ہاتھوں اور پیروں کے بل ایک کمے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا گول گول چکر نگانے لگا۔ وہ بڑی تیز رفآری ہے محوم رہا تھا اور میرے ذہن میں ناکو کا خیال آیا۔ ناکو جو بچھو تھا اور بچھو ہی کی طرح زمین یر چیکا ہوا گول گول چکر لگا رہا تھا۔ اس کے حلق سے قبقے پھوٹ رہے تھے اور ایک عجیب

یہ کمہ کر وہ میری نگاہوں سے گم ہوگیا۔ میں کافی دیر تک وہیں کھڑا اس کے الفاظ اور گزرے ہوئے حالات پر غور کرنے لگا۔ سفید ڈھانچہ اب بھی وہاں پڑا ہوا تھا۔ اچانک مجھے ان تینوں عور توں کا خیال آیا جو میری کار میں یہاں آئیں تھیں۔ چنانچہ میں وہاں سے نکلا اور پھر حویلی کے اس جھے میں داخل ہوگیا جہاں اس سے پہلے نہیں آیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر وہ عور تین رسال موجود ہیں تو کم از کم شانہ سے میرا تھوڑا سما تعارف ہوچکا ہے۔ اس سے پچھ معلومات حاصل کروں گا۔ بعد میں دیکھا جائے گا جو پچھ بھی ہوگا چنانچہ میں حویلی میں داخل ہوگیا۔

لیکی کمی غلام گروشیں سنسان پڑی ہوئی تھیں۔ کہیں سے سائس کی آواز تک نمیں سنائی دے رہی تھی۔ اس پُراسرار اور ویران تو یکی بیں نہ جائے کتنی دیر تک بیں گومتارہا پر اچانک میری نظر ایک تھے ہوئے دروازے پر پڑی۔ عبیب سی جگہ تھی۔ بیس نے دروازے سے اندر جھانگ کر ویکھاتو میرا سارا وجود سنستا کر رہ گیا۔ یہ بھی ایک سنسنی نیز منظر تھا۔ بینوں عور بیس بی تھیں۔ دو نوجوان لڑکیاں اور ایک عورت لیکن ان کے منظر تھا۔ یہ وہی تینوں عور تیس تھیں۔ دو نوجوان لڑکیاں اور ایک عورت لیکن ان کے ذھائی زمان کی اور وہاں دوسانی کے دمین پر بے کئی سے پڑے ہوئے تھے، بیس نے ایک ٹھنڈی سائس کی اور وہاں نے والی کے ایک ٹھنڈی سائس کی اور وہاں انسان کا وجود نہیں تھا۔ مر کمال کی بات تھی۔ واقعی کمال کی بات تھی۔ باہر ذکلا تو ایک اور انسان کا وجود نہیں تھا۔ مر کمال کی بات تھی۔ واقعی کمال کی بات تھی۔ باہر ذکلا تو ایک اور انسان کا وجود نہیں تھا۔ مر کمال کی بات تھی۔ واقعی کمال کی بات تھی۔ باہر ذکلا تو ایک اور انسان کا وجود نہیں تھا۔ وہ کار وہاں موجود تھی لیکن ڈرائیونگ سیٹ پر ایک اور قرائیو کی سیٹ پر ایک اور بھی سی سیل کی باہر نکل آیا۔ پھر اس کے دیل میں سیٹ کر باہر نکل آیا۔ پھر اس کے دل میں سوچا۔ میری کار میں قریب ہی گھری ہوئی تھی۔ بیش سے اے اشارٹ کیا اور پھر رابور س بی میں لے کر باہر نکل آیا۔ پھر اس کے ایک تھر سی چل بڑا۔

کوئی منزل ذہن ہیں نہیں تھی البتہ تاکو کے الفاظ میرے دماغ میں گونج رہے تھے۔
اپ لئے زندگی تلاش کرو۔ زندگی تلاش کرو۔ زندگی تلاش کرو۔ اور سٹ رقاری سے
کار ڈرائیو کرتے ہوئے موج رہا تھا کہ میرے لئے زندگی کماں ہے۔ دماغ میں ویسے تو بہت
سے خیالات آ رہے تھے۔ وہ فلیٹ بھی ذہن میں تھا جو ناکو بابا نے جھے دیا تھا۔ بہت عمدہ
عگہ تھی لیکن نہ جانے کیوں شروز کے ساتھ چیش آنے والے واقعے کے بعد ایک بار بھی
وہاں جانے کو دل نہیں چاہا تھا۔ پچھ بھی تھا شروز ایک اچھا آدی تھا۔ پید نہیں ناکونے اس

سے یہ وشنی کیوں کی متی۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی متی۔ ابھی میں ان پُراسرار
النہوں میں اپنی الجھن کو سلجھا نہیں سکا تھا اور یہ مجھے آتا بھی نہیں تھا۔ بسرطل کائی لمی
ادائیو کرنے کے بعد مجھے آبادی کے آثار نظر آئے۔ کوئی اجنبی ہی شہر تھا۔ ویے بھی
سرف چل پڑا تھا۔ وہن میں کوئی نصور نہیں تھا کہ کمال جانا ہے۔ کیا کرنا ہے۔ شہری
آبادی میں داخل ہونے کے بعد میں نے کار کی رفار سمت کردی۔ میں محسوس کر رہا تھا
کہ بہت می نگاییں میری کار پر پڑ رہی ہیں۔ پھراچانگ ہی دل میں خیال آیا کہ اب اس
الدی کو ایک محور پر شھرانے کے لئے محکانہ ضروری ہوتا ہے۔ ایک کار میں مارکو پولو
الدی کو ایک محور پر شھرانے کے لئے محکانہ ضروری ہوتا ہے۔ ایک کار میں مارکو پولو
الدی کو ایک محور پر شھرانے کے لئے محکانہ ضروری ہوتا ہے۔ ایک کار میں مارکو پولو
الدی کو ایک محور پر شھرانے کے لئے محکانہ ضروری ہوتا ہے۔ ایک کار میں مارکو پولو
الدی کو ایک محور پر شھرانے کے لئے محکانہ ضروری ہوتا ہے۔ ایک کار میں مارکو پولو
الدی کو ایک محور پر شھرانے کے لئے محکانہ ضروری ہوتا ہے۔ ایک کار میں مارکو پولو

بہرجال جو پچھ ان کاوشوں سے حاصل ہو سکا تھا وہ میری بساط میری او قات سے بہت ایادہ تھا اور چو نکہ ذبن بیں گندگی بیدار ہو پکی تھی اس لئے مزید آگے کی باتیں سوچ رہا تھا۔ اعلیٰ درج کے ہو نلوں سے بھلا میراکیا واسطہ لیکن وا تقیت ضرور تھی۔ وہ شاید ایک فراشار ہو ٹل تھا۔ نام تھا شالیمار۔ بیں نے گاڑی اس کے پارکنگ لاٹ پر روک دی اور این آپ کو بہت زیادہ معتبر ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ہو ٹل کے اشاف نے جھے او شن آپ کو بہت زیادہ معتبر ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ہو ٹل کے اشاف نے جھے او شن آپ کو بہت شاید کاؤنٹر فیجر کو اس کار کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی تھیں جو پارٹنگ لاٹ میں موجود تمام گاڑیوں میں سب سے شاندار تھی اور اس طرح وہ لوگ میری پارٹنگ لاٹ میں موجود تمام گاڑیوں میں سب سے شاندار تھی اور اس طرح وہ لوگ میری اٹیا ہو ٹل میں کیوں آیا ہوں۔ بسرحال اس کی چو تھی جنزل اطار ہو ٹل کی بہت ہی خور اسٹار ہو ٹل میں کیوں آیا ہوں۔ بسرحال اس کی چو تھی جنزل پر میرے لئے ایک بہت ہی خورصورت کمرہ فتخب کر دیا گیا اور میں اپنا بریف کیس لئے وہ تھرے کر دیا گیا اور میں اپنا بریف کیس لئے وہ تھرے کرے میں آگیا۔ پورٹر سوٹ کیس اٹھالایا تھا۔

کرے کی خوبصورتی دیکھ کر مجھے ایک تجیب سا احساس ہوا تھا۔ پچھلے واقعات المایت جیرتناک تھے بسرحال یماں آنے کے بعد ایک انو تھی تبدیلی کا احساس ہوا تھا۔ بات ال کی مرضی کے مطابق ہی تھی جس نے مجھے یماں تک پہنچایا تھا یعنی ناگو اس نے کہا تھا گا۔ میں صرف انہی کا سمارا نہ لئے رہوں اپ طور پر اپنے لئے زندگی تلاش کروں اور الدگی کی تلاش مجھے یماں تک لے آئی تھی اور اس کے بعد مجھے جائے کہ میں زندگی کی الدگی کی تلاش مجھے یماں تک لے آئی تھی اور اس کے بعد مجھے جائے کہ میں زندگی کی

اللہ اس کے دونوں ہاتھ چھوے جھک کر پاؤں چھوے اور اس کے بعد اسے بڑی اللہ تا سے اور احترام کے ساتھ میز کی طرف لے چل۔ پارٹی غالباً ای شخص کے اعزاز میں اللہ سے بیٹے ہوئے یہ شار افراد اٹھ اٹھ کر اس کے ہاتھوں کو اس سے باتھوں کو اس نے دیکھا کہ ہال میں بیٹے ہوئے یہ شار افراد اٹھ اٹھ کر اس کے ہاتھوں کو اللہ سامنے اللہ سے بوسہ دے رہے ہیں جی جرجس میز پر وہ بیٹھا وہ میری میز کے بالکل سامنے اللہ سے بیٹی یہ کہ میرا اس کا بالکل آمنا سامنا تھا۔ میں خاموشی سے یہ تماشہ دیکھتا رہا۔ وہ دراز قامت عورت اس کے قدموں میں بچھی جارتی تھی۔ طبے سے میں نے اندازہ لگایا کہ دراز قامت عورت اس کے قدموں میں بچھی جارتی تھی۔ طبے سے میں نے اندازہ لگایا کہ دو اللہ فیمنی کوئی بیر فقیر نائپ کی چیز ہے۔ شخصیت تو بہت انچھی تھی لیکن نہ جانے کیوں بچھے دنوں او اللہ کی بیر فقیر نائپ کی چیز ہے۔ شخصیت تو بہت سے لوگ میری طرح بھی بھے جنوں او اللہ کر اسے ذرا ہی تعظیم نہیں دی تھی اور وہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ بچھ چروں پر اللہ اس کی شکیس بھی تھیں۔ ہال سروائزر نے مائک پر کھا۔

" و حفرات! معاف نیجے گا۔ بری خوش بختی ہے ہماری کہ اس وقت شاہ اللہ ہمارے ہو شاہ کال ہمارے ہو شل میں آئے ہیں۔ انہیں محترمہ سریتا دیوی نے دعوت دی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ سریتا دیوی ایک فریردست سابی شخصیت ہیں اور سب سے بردی بات ہے ہے معلوم ہے کہ سریتا دیوی ایک فریردست سابی شخصیت ہیں اور سب سے بردی بات ہے ہے کہ ہمیرو ہونے کے باوجود وہ ہندو مسلمان کے جھڑوں سے آزاد ہیں۔ وہ شاہ گالی کی مرید ہیں اور اس وقت انہوں نے شاہ گالی کو ہمارے اس ہو شل میں دعوت دی ہے۔ جس سے اماری عزت افزائی بھی ہوتی ہے۔ میں آپ سب کو دعوت دیتا ہوں کہ شاہ گالی سے ماری عزت افزائی بھی ہوتی ہے۔ میں آپ سب کو دعوت دیتا ہوں کہ شاہ گالی سے مشیدت کا اظمار کرکے اپنا مرتبہ بردھائیں اور میں سریتا دیوی کا شکریہ اوا کرتا ہوں کہ مشیدت کا اظمار کرکے اپنا مرتبہ بردھائیں اور میں سریتا دیوی کا شکریہ اوا کرتا ہوں کہ الیوں نے اس تقریب کو ہمارے ہو شل میں منعقد کرکے ہمیں عزت دی۔ شکریہ۔"

پھر سریتا دایوی کھڑی ہوگئیں۔ میں ان سب کا تماشا دلچیں سے دیکھ رہا تھا اور میرے
این میں ایک بجیب ساخیال آرہا تھا۔ یہ مقام یہ جگہ بھی بھی تو مل سکتی ہے۔ اگر میں
جاہوں تو بہت سے لوگوں کے مسکلے خود بھی حل کرسکتابوں۔ اس طرح سے تو بردی عزت
ملتی ہے۔ میں ان پیرصاحب کی عزت و تکریم کا مظاہرہ دیکھتا رہا۔ سریتا دیوی نے پیرصاحب
کی تعریف میں تصدہ خوانی شروع کردی۔ بہت ہی ہاتمیں کی انہوں نے اور میں یہ سوچنے
کی تعریف میں تصدہ خوانی شروع کردی۔ بہت ہی ہاتمیں کی انہوں نے اور میں بیہ سوچنے
اگا کہ کیا واقعی یہ مخص اس قدر صاحب کمال ہے۔ ایجی تک میں نے کوئی ایسی بات تو
میں دیکھی تھی۔ وفعتا میرے ذہن میں یہ خیال آیا۔ کیوں نہ میں ان پیرصاحب سے خود
میں دیکھی تھی۔ وفعتا میرے ذہن میں یہ خیال آیا۔ کیوں نہ میں ان سے طاقات سے
میں طاقات کروں۔ اب اتنی عقل تو میرے دماغ میں بھی تھی کہ میں ان سے طاقات سے
ملریقے کے بارے میں خور کرسکتا۔ یہاں ان کے سارے عقیدت مند موجود شے۔ کوئی

ہروپی یم شریک رہوں۔ چنانچہ یم نے اپنے آپ کو بڑا اظمینان دلایا اور سوچا کہ یم کوئی جابل آدی نہیں ہوں۔ بڑھا لکھا ہوں زندگی میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ عسل وغیرو کرے لیاں تبدیل کیا۔ ویٹرے اپنے گئے گھانے پینے کی چزیں مگوا کی اور اس کے بعد شام کرتا رہا۔ بہت سے منصوبے ذبن میں تر تیب دیئے تھے۔ شام کو تیار ہونے کے بعد پنچ اتر آیا اور ہوٹل کے ریفرشک ہال میں داخل ہوگیا۔ بہت اعلی ورج کا ہوٹل تھا۔ رونق تھی یمال۔ ایک طرف بے شار میزیں ماتھ ماتھ جو از کر غالباً کی بارٹی کے لئے انظامات کئے گئے تھے۔ آر کسٹرا مدھم دھنیں بچا رہا تھا۔ برتن کھنکھنا رہ پارٹی کے لئے انظامات کئے گئے تھے۔ آر کسٹرا مدھم دھنیں بچا رہا تھا۔ برتن کھنکھنا رہ خصوص تھی۔ چنانچہ میں اس میز پر جاکر بیٹھ گیا اور بیاں موجود لوگوں کی کارروائیاں دیکھنے لگا۔ جمھے یوں لگ رہا تھا جسے ان سب کے ذبن میں جہانک میرے سامنے کھل گئے ہوں۔ مصنوعی ویا کہ رہا تھا جسے ان سب کے ذبن میں جھانگ میرے سامنے کھل گئے ہوں۔ مصنوعی ویا کے انسان۔ میں جرائی سے ایک میرے سامنے کھل گئے ہوں۔ مصنوعی ویا کہ مصنوعی ویا کے انسان۔ میں جرائی سے ایک میں اور سب کے میں سوچتا رہا۔ جمھے یوں لگا جسے میں ان میں سے ہرکے ذبن میں جھانگ میں سوچتا رہا۔ خال سطح کے لوگ تھے اور مختلف ذرائع سے انہوں نے اپنی میں اور سب کے سب بھی سے کہا سطح کے لوگ تھے اور مختلف ذرائع سے انہوں نے اپنی میں تیں تائم کی تھی۔

بسرحال بیہ سادی دلیسیاں میرے جائے تھیں اور میں نے دل ایس سوچا تھا کہ زندگی اتن مشکل تو نہیں ہے۔ خاص طور سے ایک کوئی قوت حاصل ہونے کے بعد 'البت ایس بی سوچ رہا تھا کہ پورٹی کے سلط میں جھے ایک بات کی گئی تھی وہ بیر کہ میں کی ایک شہد کا جاپ کر لوں۔ تب پورٹی میرے قبضے میں آجائے گی۔ بیہ شبد کیا تھا اور یہ جاپ کیا تھا۔ بیہ جھے سمجھ میں نہیں آسکا تھا لیکن عارضی طور پر پورٹی میرے کام آنے پر تیار تھی اور خاص طور سے پورن وتی نے بھی جھ سے بی کہا تھا کہ اگر میں اسے طلب کروں گا تو اور خاص طور سے پورن وتی نے بھی جھ سے بی کہا تھا کہ اگر میں اسے طلب کروں گا تو وہ میری پوری پوری بوری مدو کرے گی۔ بھی بی کرے دیکھوں گا کین بلاوجہ ان جھڑوں وہ میش نہیں پڑتا جائے۔ جھے ایمن فرزینہ بھی یاد تھی اور یکورے شروز کے خون کا وہ نمک میں نہیں بڑتا جائے۔ جھی وہ منظریا و میں جو نہ جانے کس جنون کے عالم میں اپنی زبان سے میں کیا تھا۔ آج بھی وہ منظریا و کیا ہوگئی تھی۔ کی کا احساس ہو تا تھا۔ اس وقت نہ جانے میری ذبنی کیفیت کیا ہوگئی تھی۔

کھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے ہوٹل کے دروازے پر ہنگامہ آرائی دیکھی۔ سفید لبادے میں ملبوس کمبے لمبے بالول والا ایک شخص اندر آرہا تھا۔ اس کے پیچھے بے شار عقیدت مند شے۔ ہال میں موجود ایک دراز قامت عورت نے آگے بڑھ کراس کا استقبال الاے آستانے پر لے کر آؤ۔ وہاں ہم ان ہے تفصیلی گفتگو کریں گے۔ تم لوگوں نے ان کی بیثانی کے روشن چاند کو نمیں دیکھا۔ یہ روشنی بست کافی ہے اور ہمیں اس کی روشنی میں بابر علی کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ " بسرطال پیر صاحب میری شان میں بست پچے کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ " بسرطال پیر صاحب میری شان میں بست پچے کے رہے اور اس کے بعد وہ دو سرے لوگوں کی طرف متوجہ ہوگئے۔ بسرطال کافی دیر تک یہ سلمہ جاری رہا۔ کھانے پینے کا دور چلا اور اس کے بعد پیر صاحب واپس چلے گئے۔ میں سلمہ جاری رہا۔ کھانے پینے کا دور چلا اور اس کے بعد پیر صاحب واپس چلے گئے۔ میں لے بھی بڑی عقیدت ہے اسے رخصت کیا۔ سریتا دیوی وہیں موجود رہیں اور ہو ٹل کے مطالمات سے شمنی رہی تحص ۔ میں جب وہاں سے چلنے لگا تو سریتا دیوی میری جانب بردھیں مطالمات سے شمنی رہی تحص۔ میں جب وہاں سے چلنے لگا تو سریتا دیوی میری جانب بردھیں میں دلید.

"مسٹریابر علی-" میں رک گیاتو انہوں نے کما۔

"پیر صاحب نے آپ ہے بہت زیادہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ ہمارے پیر صاحب بہت کم لوگوں کے بارے بین اتن محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی محبت کی نظر آپ کی جانب ہے اور آپ اس سلطے میں خوش نصیب انسان ہیں۔ ورنہ اللے بزرگ بھلا کب کسی کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ میں آپ کو اپی جانب خوش آمدید اللے بزرگ بھلا کب کسی کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ میں آپ کو اپنی جانب خوش آمدید کتی مولا۔ تھوڑا سا دفت ہمارے ساتھ گڑار ہے۔" پھر بقیہ لوگ بھی منتشر ہوگے۔ مربتا دیوی نے ایک میز پر جھے دعوت دی اور میں اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ انہوں نے ایک مشروب منگوالیا اور اس کے گھونٹ لیتے ہوئے پولیں۔

"إبر على صاحب! آب كياكرتي بين؟"

''بس سریتا دیوی تی! ایک آوارہ گرد ہوں۔ گھومتا پھرتا اس شریس نکل آیا ہوں۔ ایسے زمیندار ہوں۔ زمینوں کی آمدنی آتی ہے۔ لیکن فطرتاً زمیندار شیں ہوں۔ گھومنا پھرنا سروسیاحت میرا محبوب ترین مشغلہ ہے۔''

"خوش نفیب بھی اور باکمال بھی معمولی بات نمیں ہے کہ فطرت سے اس قدر اظاف کیا جائے۔ چلئے اچھی بات ہے۔ آپ کے ساتھ کچھ اچھا وقت گزر جائے گا۔ ویے واقعی اس میں کوئی شک نمیں ہے کہ پیر صاحب یعنی گلالی شاہ بڑے باکمال انسان ہیں۔ آپ ان کے آستانے پر ضرور چلئے۔"

"بال- كيول نهيں-" ميں نے بواب ديا- جو خيال ميرے ذہن ميں جر پكر چكا تھا۔ الله الل كے بارے ميں سوچ رہا تھا۔ پورٹی كے ذريع مجھے بوى اچھى زندگى مل عتی تھى الا ميں نے يہ محسوس كرليا تھاكہ اس كائنات ميں اپنا مقام پانے اور بنانے كے لئے جھوٹ التی سید ھی بات کرتا تو میری شامت ہی آجاتی۔ بسرطال میں بھی اپنی جگہ ہے انحا اور دہال لوگوں کے ججع میں پہنچ گیا۔ بہت ہے لوگوں نے نگاییں انحا کر جھے دیکھا تھا۔ عملے کے افراد کے علم میں یہ بات تھی کہ میں بھی ایک صاحب حیثیت شخص ہوں۔ میرے لئے فوراً ہی ایک سیٹ کا انتظام کیا۔ میں نے آگے بڑھ کر پیر صاحب کے ہاتھ چوے اور انہیں عقیدت ہے اپنی آنکھوں سے نگایا تو شاہ گالی کے ہو نوٹ پر میکراہٹ بھیل گئی۔ مربتا ویوی نے بھی ایک نگاہ جھے پر ڈائی۔ میرے جم پر چونکہ ایک خوبصورت لباس تھا اور ویوی نے بھی ایک نگاہ جھے پر ڈائی۔ میرے جم پر چونکہ ایک خوبصورت لباس تھا اور ہوئی کے لوگوں نے میری خاص تکریم کی تھی اس لئے سربتا دیوی کو یہ اندازہ تو ہوگیا کہ ہو تل کے لوگوں نے میری خاص تکریم کی تھی اس لئے سربتا دیوی کو یہ اندازہ تو ہوگیا کہ میں بھی کوئی معمولی آدی نہیں ہوں۔ انہوں نے میکراتے ہوئے بھے دیکھا اور پولیں۔ میں بھی کوئی معمولی آدی نہیں بول۔ انہوں نے میکراتے ہوئے بھے دیکھا اور پولیں۔ انہوں نے میارے وجود میں اس قدر کشش ہے کہ کوئی بھی انہوں نے میکران میں تام ہے کرائی گال کے مارے وجود میں اس قدر کشش ہے کہ کوئی بھی تعدیدت سے باز نہیں دیکھ کراپئے آپ کو ان کی عقیدت سے باز نہیں رکھ سکتا۔ نوجوان میمان ہم تمہارا تعدر نے کس نام سے کرائیں؟"

"بابر علی ہے میرا نام-" بسرحال میں بھی ان لوگوں میں بیٹھ گیا۔ پیر صاحب نے گردن دوسری طرف کرے اپنے ایک مرید سے کما اور مرید گردن جھکا کر ایک طرف چلا گیا۔ پیر صاحب لوگوں کی مشکلات سننے لگے۔ لوگ اپنی اپنی مشکلات کیا۔ پیر صاحب لوگوں کی مشکلات سننے لگے۔ لوگ اپنی اپنی مشکلات ان سے بڑے مدھم کیے میں بیان کر رہے تھے اور وہ سن کر انہیں مشورے دے رہے ان سے بڑے مدھم کیا تھی۔ یہ ہنگامہ آرائی چلتی رہی۔ یہ مرید واپس آیا اور اس نے پیرصاحب کے کان میں کچھ

پیرصاحب نے آئکھیں بند کرکے گردن ہلادی بھی۔ مرید اس کے بعد اس کری پر نہ بیٹیا جو پیر صاحب کے پاس بھی بلکہ ایک طرف کو واپس چلا گیا۔ پیر صاحب مخلف لوگوں سے مخلف باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے میری طرف دیکھا اور یہ لے۔

"بابر علی! ادھر آجاؤ۔ بہت فاصلہ اختیار کر لیا ہے تم نے۔" میں اپنی جگہ سے اٹھا اور پیرصاحب کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔

" بہت کچھ دیا ہے دینے والے نے تہیں الین اس کے باوجود اگر تمہارے دلوں میں بزرگوں کی عقیدت ہے تو یہ بردی خوشی کی بات ہے۔ سریتا دیوی! بابر علی اسی ہو گل میں رہتے ہیں۔ تھوڑے عرصے پہلے یماں آئے ہیں۔ بردی اچھی حیثیت کے آدمی ہیں اب میہ کون ہیں کیا ہیں۔ اس کے بارے میں اس وقت جانتا ضروری نہیں ہے۔ بابر علی کو اں موچنے لگا کہ عجیب نخرے والی ہاتیں کرتی ہے یہ بدشکل نطخ ، جے تھیج طریقے ہے ویکھنے الم بھی جی نہ چاہے۔ بسرطال اب جو معلومات میں انہیں تو دیکھنا ہی ہوگا۔ چنانچہ میں انتظار المے لگا۔ رات کو کوئی تین بجے کا وقت تھا جب کسی نے میرا پاؤں جھجھوڑ کر اٹھایا۔ میں لے دیکھا تو وہ جادوگر بڑھیا میرے سامنے کھڑی تھی۔ میں جلدی سے اٹھ گیا تو اس نے

و مجھے بلا كرخود مو كئے۔ كيے انسان ہو تم؟"

" بجھے نہیں معلوم تھا پورن وتی کہ تم اس وقت آؤگ۔ خیر ٹھیک ہے۔ کوئی ایسی است ہے۔ کوئی ایسی است ہے۔ کوئی ایسی است اچھاکیا تم نے۔"

"S- 17-18"

"پورن وتی! ناگو بابا کی طرف سے میرے لئے کوئی خاص ہدایت تو شیں ہے۔ اس لئے مین اپنی بند سے باقی زندگی گزار نا چاہتا ہوں۔"

"دیکھو! میں تہیں ایک بات کموں کہ وہ جو ناگو ہے۔ اپنا کھیل کھیل رہا ہے۔ ہر السلام اپنا اپنا کھیل کھیل ہے۔ ہمارے لئے السلام کرنا تھا۔ اس کے تیر حویں شخص کی حیثیت سے تہیں میرے پاس بھیج دیا اور تم اللام کرنا تھا۔ اس کے تیر حویں شخص کی حیثیت سے تہیں میرے پاس بھیج دیا اور تم اللای مرضی کے مطابق نگے۔ ہر معاطم میں تہیں ناگو کا غلام ہونے کی ضرورت شیں ساری مرضی کے مطابق نگے۔ ہر معاطم میں تہیں ناگو کا غلام ہونے کی ضرورت شیں ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کا اپنا اپنا ایک کام ہے۔ چھوڑو خیراب یہ بتاؤ چاہتے کیا ہو۔"
"پورن وتی! میں ایک خاص زندگی کا تعین کرچکا ہوں اور اس کے لئے میں پورنی کو مطل طور پر اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

" اندر وہ ساری کالی قوتیں موجود ہیں جو کالی شکتی کے بیروں میں اورٹی ہے۔ اندر وہ ساری کالی قوتیں موجود ہیں جو کالی شکتی کے بیروں میں اورٹی ہے۔ وہ کالی شکتی کی بیر ہے۔ تم اگر وہ شبد پورا کر لو گے تو یوں سمجھ لو کہ پورٹی آساری بہت انچی دوست بن جائے گی۔ اس سے پہلے وہ صرف ہمارے بنتھ کے لئے تو کام کر سکتی ہے۔ تہمارے ہرکام وہ نہیں آئے گی۔ "

"میں وہ شبد جاننا چاہتا ہوں جس کا مجھے جاپ کرنا ہو گا۔" پورن وتی کے ہونٹوں پر مظراہٹ بھیل گئی اس نے کہا۔

"اليے شبر الي تو نہيں بتائے جاسكتے۔ اگر تم تہمی اس بو رہے گالی شاہ كے پاس الله كرنے جاؤ تو كچھ بھی نہيں كرسكتے تم۔ كيونك گالی شاہ كے پاس بھی كچھ نہ كچھ علم تو الاگا۔ ميں نہيں جانتی كہ اس كاعلم كيا ہے۔ يہ تو ميں اپنے طور پر كمہ رہی ہوں ليكن اتا بولنا اور اداکاری کرتا پرتی ہے۔ پس اگر تھوڑی ہی کوشش کروں تو جو عرت اور جو تکریم اس وقت گلال شاہ کو مل رہی ہے وہ مجھے بھی مل عتی ہے۔ لوگوں کے مما کل جاننا اور ان بیس دلچیں لینا ایک دلچیپ مشغلہ ہوگا۔ نہ جانے کیوں مجھے یہ سب پچھ پہند آیا تھا۔ بسرحال اس کے لئے تھوڑی ہی اور بھی ضرور تیں تھیں۔ جب سربتا دلوی مجھ سے بسرحال اس کے لئے تھوڑی ہی اور دو سرے دان انہوں نے مجھ سے ملئے کا وعدہ کیا تو میں بھی اٹھ کرانے کمرے میں آگیا۔ یہ چیز جو میرے لئے باعث دلچیں تھی۔ آگے بردھانے کے لئے کرانے کمرے میں آگیا۔ یہ چیز جو میرے لئے باعث دلچیں تھی۔ آگے بردھانے کے لئے مجھے پچھے کہ کہ کرانے تھا۔ دروازہ بند کرنے کے بعد میں نے پورٹی کو آواز دی۔ کافی دیر کے بعد بورٹی میرے پاس پیچی تھی۔ بھوٹے سے تھوٹے سے قامت کی عورت کے بعد بورٹی میرے پاس پیچی تھی۔ بھوٹے سے تھوٹے سے قامت کی عورت خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھنے گئی پھراس نے کما۔

"دیکھو۔ میں تمہاری نوکر شیں ہوں کہ تم بار بار مجھے بلا لیا کرتے ہو۔ اپنا کام ایک بار بتا دیا کرو۔"

"پورنی! مگرتم لوگول نے تو مجھے کما تھا کہ تم میرے ساتھ بحرپور تعادن کرو گے۔" "وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہروقت تو ایبانہیں ہوسکتا۔"

" مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ تمہارے لئے بھھے جاپ کرتا ہو گااور جاپ کرکے تم میری بہترین ساتھی بن علق ہو۔"

"وه الك بات ب-"

"خرچھوڑو- میں تم سے یہ کمنا چاہتا ہوں کہ آج میں نے ایک عجیب وغریب مخص کو دیکھا۔ پیر گالی شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی بردی عزت و توقیر کی جاتی ہے۔ میں خود بھی ایسانی ایک کھیل کھیلنا چاہتا ہوں۔ خرمیں یہ تو نہیں کہتا کہ ناگو باباسے مجھے فوراً الله دیا جائے لیکن۔"

"ایک منف ...... ایک منف ایک منف اس سلط میں حمیس پورن وتی سے رابط قائم کرتا ہوگا۔ وہ حمیس ساری باتیں صبح طریقے سے بتا کتی ہے۔"
"تو پھر میں پورن وتی سے کمال مل سکتا ہوں؟"

"میں اے تمہارے پاس بھیج دول گ- تم اس سے بات کرلیتا۔ وہ تمہارا سارا کام کردے گ۔"

" مُحیک ہے۔ کم از کم انا تو کر دو تم کہ میری طاقات پورن وتی سے کرا دو میں اس سے معلومات کرلوں گا کہ مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے۔" پورٹی دہاں سے چلی گئی اور

برے پیار بھرے انداز میں مجھ سے ملاقات کی۔ حالانکہ میری اور ان کی عمر میں زمین و آسان کا فرق تھا لیکن اب میں ونیا سے انتا ناواقف بھی نہیں تھا کہ کسی کے انداز کو نہ مجھ سکوں۔ شری متی ناز بھرے انداز میں بولیں۔

" کچھ لوگ ایے ہوتے ہیں کہ ایک کھے کے اندر اندر دل کو بھاجاتے ہیں ادر آپ میں انہی میں سے ہیں بابر علی! رات بھر آپ کے بارے میں سوچتی رہی۔ آپ جیسے لوگ بست کم ہوتے ہیں۔"

"اجها- ميرك علم مين توبيه بات نهين تقي-"

"بائ- يكى توادا - اپ آپ س ائن ناداتف اپ آپ كو بحول بوئ-جبكه اس سنسار ميں لوگ بچه بوتے نهيں بين ليكن بهت بچھ بننے كى كوشش كرتے ہيں-آپ دوپير كا كھانا ميرے ساتھ كھائے۔ آپ سے باقيں بول گی۔"

"كياكرين كي- يمين فحيك ب-"

"آپ ميري دعوت كورد كررې بين-"

"ميس الي بات نميس ہے۔"

"پر چکے نا میرے ساتھ۔" وہ دوبر تک میرے ساتھ ہی رہی اور مجھے لے کر ہی الی۔ چنانچہ دوبر کو میں اس کی کو تھی پر پہنچ گیا۔ بری نفاست بری شان وشوکت تھی۔ بست سے ملازم تھے۔ میری کار میں بیٹھ کر تو وہ ایک دم سے سحرزدہ ہوگئ۔ راستے میں اس نے کہا۔

" بیہ کار آپ نے امپورٹ کی ہے؟" "بس یمی مجھ لیجئے۔"

"اتنی شاندار' اتنی قیمتی کار' میں سمجھتی ہوں کہ صدر امریکہ کے پاس بھی نہ ہوگ۔ " میں بنس کر ظاموش ہوگیا۔ سریتا دیوی کو میرے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہوگئی تھیں۔ بسرحال وہ بڑی عزت واحترام کے ساتھ میرے ساتھ بیش آئیں۔ بڑی محبت کا اظہار کیا انہوں نے اور میں دلچیں سے وہاں کے ماحول کو دیکھتا رہا تھا۔ دو پسر کا کھاتا بروا کر لکھت تھا۔ انہوں نے کھانے کی میزیر جھ سے کہا۔

"بابر علی جی! گزرنے والا ہر لھے آپ کو جھے سے قریب لارہا ہے اصل میں شاہ گلالی ایسے بی پنچے ہوئے انسان ہیں۔ دوستیاں بھی کراتے ہیں تو کیسے لوگوں سے ، چلیں گے آپ؟" میں کہ منتی ہوں کہ تنہیں ابھی مقابلہ نہیں کرنا آتا۔" "تو پھروہ جاپ مجھے بتا دو تاکہ مجھے پورٹی کی قربت حاصل ہوجائے۔" "ایسے نہیں- یمی تو میں تم سے کمہ رہی تھی۔ جاپ جاننے کے لئے تنہیں ہماری خون کی دعوت کرنا ہوگی۔"

" فون کی دعوت؟ میں سمجھا نہیں۔"

"بال- خون کی دعوت- کسی آیک جیتے جاگتے تندرست انسان کو لے کر اس ویرانے میں پہنچ جاؤ جو تار گڑھی کملاتا ہے۔ تار گڑھی کا پرانا شمشان جہاں پیلے رنگ کا بھوت پور ہاؤس بنا ہے۔ اس دعوت کے لئے اچھی جگہ ہے اور وہاں سارے پہنچ جاکس گے۔ کمو تو میں دعوت دے دوں سب کو۔ "
گے۔ کمو تو میں دعوت دے دوں سب کو۔ "
"لیکن میں کمی کو کیسے نے کر آسکوں گا؟"

"بير تهمارا كام إ- جب بهي تم بهوت يور باؤس پنج كر جميل آواز دو ك بم سب حاضر ہوجائیں گے اور اس کے بعد ہی تمهارا کام ہوسکے گا۔" میں خاصا بریشان ہوگیا تھا کیکن بسرحال کچھے نہ پچھے تو کرنا ہی تھا۔ یورن وتی تو چکی گئی لیکن مجھے گھری سوچوں میں چھوڑ منى-كياكرنا چاہن مجھے۔ بھلامیں كى كوكيے لاسكنا تفا؟ كوئى بجراند كام اس انداز ميں تو آج تک نمیں کیا تھا۔ بسرحال خاصا غور کرتا رہا لیکن گلالی شاہ کو جس شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا۔ اے دیکھنے کے بعد ول میں یہ خیال پروان چڑھ گیا تھا کہ یہ زندگی بڑی دلچے اور واکش ہے۔ اس کے لئے کھ نہ کھ کرنائی موگا۔ لوگ عقیدت سے میرے یاؤں چویس گے۔ بھر پر ندر نیاز واری کی جائیں گ۔ حسین عورتوں کے جھرمٹ میں ر ہوں گا۔ یہ زندگی اپنی جگہ ایک الگ حسن کی حامل ہوتی ہے۔ مجھے اس کا احساس ہورہا تھا۔ وہ مخص تو پھر بھی بو ڑھا ہورہا تھا۔ اس کے باوجود زندگی کے عیش کر رہا تھا۔ میں نے تو ابھی جوانی کا آغاز ہی کیا تھا۔ جب اس طرف میرا کام ہورہا ہے تو پھر مجھے کیا پڑی ہے کہ میں او هر أوهر کی سوچوں ، چنانچہ اس خیال نے تقویت پکڑی۔ عام نوجوانوں کی طرح میں بھی تن آسانی اور دولت کے حصول کے لئے سرگراں ہوگیا اور اس کے بعد میری سوچیں مسلسل میرے ذہن پر مسلط رہیں۔ کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے۔ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ ای سوچ میں وقت گزر تا رہا۔ میں مستقل طور پر اس خیال میں تھا کہ جس قدر جلد ممكن ہوسكے۔ مجھے يہ قوت حاصل كرليني چائے۔ اس سے پہلے ان تمام لوگوں سے ملنا جلنا بھی بے کار ہے۔ دو سرے دن شری متی سریتا دیوی میرے پاس آگئیں اور انہوں نے ذہن پر ایک عجیب سا سناٹا طاری ہوگیا تھا۔ بھوت پور ہاؤس' تارگڑھی' شمشان گھاٹ' خون کی دعوت...... کسی کو لے کر آؤ...... خون کی دعوت کرد...... پھروہ شبد همیں بتایا جائے گا جس کا تمہیں جاپ کرنا ہے اور اس کے بعد کال شکتی تمہاری مٹھی میں ہوگ۔ پھر شاہ گلالی کیا اچھے اچھے تمہارے چرنوں کے دھول ہوں گے۔ کرم داس....... کرم داس..... کرم داس اور میرے ذہن پر شیطان کا بسیرا ہوگیا۔ میں نے کرم داس

"كرم داس بهي مار كرهي كن مو؟"

"ہاں سرتی! گیا ہوں۔ اصل میں یہ راستہ اسٹیل کارپوریشن کی طرف جاتا ہے۔ پھھ عرصے میں نے اسٹیل کارپوریشن میں کام کیا ہے۔ پر صاحب جی وہاں بوائر پر کام کرتے ہوئے صحت خراب ہوجاتی ہے اور مجھے اپنی صحت کا بہت خیال رہتا ہے۔ اس کئے میں نے وہاں سے نوکری چھوڑ دی۔"

"آرگڑھی سے ایک راستہ بھوت پور ہاؤس کو جاتا ہے۔" "بھوت پور ہاؤس! یہ کون سی جگہ ہے؟"

"ار الراحى سے بائيں طرف تم نے شمشان گفات ديكھا ہ؟"

"بال- مارا تاؤ مرا تفاق مم اے وہیں جلانے لے گئے تھے۔" كرم واس نے جواب

"دہاں۔ تھوڑا ساکام ہے۔ جھے چلنا ہے اُدھر۔"

"و چنے صاحب ہی! و لیے وہ علاقہ برا سنسان ہے۔ بھی بھی وہاں لوٹ مار بھی ہوجاتی ہے۔ اوھر کوئی پولیس چوکی تو بالکل نہیں ہے۔ خیر چھوٹیں ہمیں اس سے کیا۔ چلتے ہیں اوھر۔ "کرم داس نے پُراعتاد لیجے میں کما لیکن میرے ذہن میں شیطان گردش کر رہا تھا۔ اوھر۔ "کرم داس نے پُراعتاد لیج میں کما لیکن میرے ذہن میں شیطان گردش کر رہا تھا۔ اس وقت میں ایک سفاک اور بے رحم در ندہ تھا۔ اور کوئی احساس میرے دل میں باقی نہیں رہا تھا۔ اس میں یہ سوچ رہا تھا کہ خون کی دعوت کردوں اور اس کے بعد کال شکتی ماصل کرلوں۔ سفر جاری رہا۔ اسٹیل کارپوریش کا علاقہ آگیا۔ ہمیں اس سے آگے جانا تھا۔ ایک جگہ چنچنے کے بعد اس خا۔ کرم داس اس علاقے کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ ایک جگہ چنچنے کے بعد اس

"مر ...... وہ جو سامنے جھونیرے نظر آرہ ہیں آپ کو' وہ تارگڑھی کی آبادی ہے۔ شمشان اس طرف سے ہے لیکن ہمیں کچے رائے پر نیچے اترنا ہوگا۔ کیا آپ کچے

''ہاں ہاں' لیکن ابھی نہیں۔'' ''جب آپ کا دل چاہے لیکن ہم سے ضرور ملتے رہیے۔ ویسے اتن قیمتی اور شاندار کار کو آپ خود کیوں ڈرائیو کرتے ہیں۔ ایک بہت اچھے ڈرائیور کی ضرورت ہے اس کار

کے گئے۔ آپ کی شان وشوکت تو بالکل الگ ہے۔" "ڈرائیور بھی رکھ لیس گے۔"

"ر کھ لیں گے نہیں میں آپ کو ڈرائیور دینی ہوں۔ چلو ذرا کرم داس کو بلاؤ۔" انہوں نے ایک ملازم کو کما۔

"ارے نیں نیں پرسی-"

"دنیس جناب! آپ ہے فکر رہے اے کوئی شخواہ نمیں دینی پڑے گی آپ کو یہ تو صرف آپ کی خدمت کرے گا۔" انہوں نے اس طرح اصرار کیا کہ مجھے خاموش ہوتا پڑا۔ بہرحال جب ان کے ہاں ہے واپسی ہوئی تو کرم داس ہی گاڑی چلا کر لایا تھا۔ وہ واقعی ایک بہت اچھا ڈرائیور تھا۔ سریتا دیوی کی مہانی اور محبت میری سجھ میں نمیں آسکی تھی۔ ضرورت سے زیادہ توجہ دے رہی تھی جھرے 'دو سرا دن ' تیسرا دان بھی گزر گیا۔ سریتا دیوی خود ہو ٹل آد همکتیں۔ دوبار وہ میرے ساتھ پیر کے لئے نکلی تھیں۔ ایسالگ رہا تھا جیسے خود ہو ٹل آد همکتیں۔ دوبار وہ میرے ساتھ پیر کے لئے نکلی تھیں۔ ایسالگ رہا تھا جیسے دل وجان سے بھی پر فریفتہ ہوگئ ہو۔ تیسرے دان دوبسر کو بارہ بجے کا وقت تھا۔ میں سریتا دیوی سے آج معذرت کرچکا تھا اور میں نے کہا تھا کہ بچھے کچھے کام ہیں۔ ذہن میں سے خیال دیوی سے آج معذرت کرچکا تھا اور میں نے کہا تھا کہ بچھے کچھے کام ہیں۔ ذہن میں سے خیال مسلط ہوگئ تھی کہ دو سری کوئی بات سوچنے کا موقع ہی نمیں دیتی۔ چنانچے میں خیائی میں مسلط ہوگئ تھی کہ دو سری کوئی بات سوچنے کا موقع ہی نمیں دیتی۔ چنانچے میں خیائی میں داس سے کہا کہ وہ مجھے لے کر کمی ایس جگہ چلے جہاں کا ماحول سنسان ہو۔ میں خیائی میں قبوڑا ساوقت گزارنا چاہتا ہوں۔ کرم داس نے شائے بلاتے ہوئے کہا۔

"مرجی! ساحل سمندر پر چلوں۔"

"جسیا تہمارا جی چاہے۔" میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کرم داس نے گاڑی اسارٹ کرے آگے بڑھا دی۔ کرم داس خاموشی سے سامنے نگاہیں جمائے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور میں برخیال نگاہوں سے سڑک کو دیکھ رہا تھا پھر میری گردن مڑی اور میں نے کرم داس کو دیکھا جو بڑے اطمینان سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ یہ میری نگاہ کرم داس کی موٹی داس کو دیکھا جو بڑے اطمینان سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ یہ میری نگاہ کرم داس کی موٹی گردن پر جم گئی۔ اس کی شہ رگ چھولی ہوئی تھی۔ ویسے بھی انتمائی تندرست آدی تھا اور گردن پر جم گئی۔ اس کی شہ رگ چھولی ہوئی تھی۔ ویسے بھی انتمائی تندرست آدی تھا اور میرے اچھا خاصا بٹا کٹا۔ اس کے بدن میں خون کی روائی بڑی شدت سے جاری تھی اور میرے

کردول گلہ ب ایمانی بھی مت کرنا۔" کرم داس ہونق سا ہو گیا۔ جیسے اس کی سمجھ میں اللہ نہ آرہا ہو۔ میرے الفاظ نے اس پر سحر طاری کر دیا تھا۔ کسی اجنبی شخص کے لئے وافعی میہ جیران کن بات تھی کہ کوئی ایک دم اس پر انتا اعتاد کرے کہ ویرانوں میں چھیا ہوا ا بنا کوئی خزانہ اے دکھا دے۔ کرم داد نے ول ہی دل میں تو مجھے یا گل سمجما ہو گا۔ یا پھر ات اس کی سمجھ میں ہی نہیں آئی ہوگی لیکن اس وقت میرے اوپر شیطانی قوتیں مکمل الور پر حاوی تھیں۔ جنہوں نے مجھے ہر طرح کی سوچ سے بے نیاز کر دیا تھا۔ میں ان المندُرات كے بارے ميں كچھ بھى نہيں جانبا تھا۔ احد نظرورياني اور سائے كاراج تھا۔ مير ملیہ شمشان کھاٹ سے کافی آگے تھی اور شمشان کھاٹ پر جو لوگ ار تھی کو لے کر آئے تھے وہ یمال تک آنے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ کرم داس کی عظیم الثان وانے کو دیکھنے کے چکر میں میرے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہاتھا اور ہم اس ٹوٹے کھنڈر كے مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے آگے بردھ رہے تھے۔ جھے اصل میں كى الى جگہ ک تلاش محمی جمال میں اپنا کام کر سکول اور یول لگاجیے وہ جگه میرے مقصد کے لئے ہی بلائی گئی ہو۔ ایک چھوٹی کی چو کی تھی۔ جس میں جار ستون نظر آرہے تھے۔ ان ستونوں کا السلم ایک دو سرے سے بہت زیادہ شیں تھا۔ چوکی کے اور چھت تھی۔ پھر کی ایک بدی ی سل جس کے اور پڑھنے گے گئے بہت ی سیڑھیاں طے کرنا پڑتی تھیں۔ پھر سب سے الچیپ بات میہ تھی کہ وہاں پر رسی کا ایک کچھا نظر آرہا تھا۔ نائیلون کی مضبوط رسی۔ ایک لھے کے اندر میرے ذبن میں سب کچھ آگیا۔ حالانکہ ایک نی اور عمدہ رسی کا وہاں موجود ہونا ہی جیرت انگیز بات تھی لیکن میں جانتا تھا کہ پُراسرار قوتیں میرے ہر عمل ہے واقف ال ليكن اب كرم داس كه خوفرده سا نظر آربا تفااس في كها-

" سرکار! میرایهال دل تھبرا رہا ہے جو کام بھی کرنا ہے وہ آپ جلدی سے کرلیں اور المال سے والی چلیں۔"

"فكر كيول كرت بوكرم داس! الجمي ديكهوكيا جران كن منظر ديكھنے كو ملتے بي-" ارم واس نے خشک ہونوں پر زبان چیسری اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ ہُو کا عالم "کمرا الله میں اب اپنا کام کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا اور یہ جگہ میرے لئے انتمائی مناسب تھی۔ میں نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کرم داس سے کما۔

"كرم داس وہ ديكھو- تهيس ايك ستارہ جبكتا ہوا نظر آئے گا۔" كرم داس نے میرے اشارے کی طرف گردن محمائی اور دو سرے کی میرا زور دار محوضہ اس کی گردن رائے پر جانا پند کرایں گے۔ اصل میں اس گاڑی کے توجتے باز نخے نہ اٹھائے جائیں تو كم ب- ين تواس ك النيئرنگ كو پكرت بوئ اين باتھ خوب صاف كرتا بول ك كيس الشيئرنگ ير ميرك باتھوں كا دهبه نه لگ جائے۔"

"چلو-" میں نے جواب دیا اور کرم داس نے گردن ہلادی- سودک سے فیچے اس نے بوی احتیاط کے ساتھ گاڑی اتار دی۔ وصلان تک صحیح نہیں تھی لیکن بسرحال او نچے ینچے ناہموار رائے پر بھی میہ شاندار گاڑی چلتی رہی اور میہ بات تو میں اچھی طرح جانتا تھا كه يه كارى ميرك لئے كوئى اہميت نهيں ركھتى۔ اگر كالى على مجھے عاصل ہوجائے تو كھر الی بزاروں گاڑیاں میرے آگے پیچھے کھویس گی۔ کرم داس احتیاط سے گاڑی چلاتا رہا البت میں نے اس سے اور کھے نہیں کما تھا کیونکہ اس وقت میری آ تکھیں صرف کرم واس كا جائزة ك ربى تحيي- ال تين ونول مين بير آدى بهت اچها ثابت موا تقله مين خاموشى ے سامنے دیکھتا رہا پھر تھوڑے سے فاصلے پر پکھ لوگ نظر آئے۔ ایک ارتخی اٹھائے ہوئے بائیں ست سے چلے آرب تھے۔ میں نے کرم داس سے کما۔

"يه لوگ كمال سے چلے آرے ہيں؟"

"مركار! أس ياس بي كى ليتى ك لوك مكت بين -" بين كرون جهكاكر خاموش ہو گیا۔ گاڑی شمشان گھاٹ سے آگے بڑھ گئی۔ بھوت پور ہاؤس عجیب وغریب نام تھا۔ میرے لئے بالکل اجنبی جگہ تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پُراسرار کھنڈر نما عمارت مجھے نظر آئی۔ جمال پینینے کی مجھے ہدایت کی گئی تھی۔ کرم داس سیدها سادها آدمی تفا۔ کینے لگا۔ سركار ادهر كيول آئے بيں؟" كرم واس كے ليج بيل ايك بلكے سے خوف كا احماس تقامیں اب برائی کے ہر دور سے گزر چکا تھا۔ جھوٹ دنیا کی سب سے بری چیز ہے لیکن جب انسان ایک برائی کو اپنا لیتا ہے تو برائیاں اس پر بے اثر ہوجاتی ہیں اور وہ ان كے بارے ميں سوچنا چھوڑ ديتا ہے۔ چنانچہ مجھے بھی جھوٹ بولنے ميں كوئى دفت نميں محسوس ہوری تھی۔ میں نے کہا۔

"أوَّ- كرم واس مين تمهيس ابنا خزانه وكحاؤل-"

"خزانه؟" كرم داس كه نه مجهنه والے انداز ميں مجهد ديكما موا بولا۔

"بال- میں تمیں اپنا رازدار بنانا جاہتا ہوں۔ میں نے اپنا فزانہ اس کھنڈر میں چھپا ر كاب- آئده جب بهي مجھ وكى ضرورت بيش آئى تو تم يمال آكراس خزان ين ے کھے لے کر میرے پاس آؤ گے۔ لین خردار! میں دنیا کا ہر عیش تسارے لئے میا اولی آ تھوں سے ان خوفناک صورتوں کو دیکھ رہا تھا۔ پورن وتی آگے برحی اور اس نے ملا۔

"تو تم نے انظام کری لیا ہماری وعوت کا۔ چلو اب ویر نہ کرو۔" میں نے چاقو کی رهار دیکھی' آہت آہت آہت آگ بوھا اور پھرمیں نے کرم داس کے نرخرے پر بیہ چاقو پھیر ایا۔ توانا خون چھوار کی شکل میں بلند ہوا تو وہ سب اس طرح اس پر دوڑ بڑے جیسے کسی ری سے بندھے ہوئے ہوں اور اجانک کھل گئے ہوں۔ میں نے انہیں افرا تفری کے عالم یں کرم داس کے جم کو بھبخوڑتے ہوئے دیکھا۔ خون دیکھتے ہی وہ دیوائے ہو گئے تھے۔ ا الم چھوٹی می اورٹی بھی اس خون سے اطف اندوز ہو رہی تھی۔ ان سب کے چرے خون میں رنگ گئے تھے۔ بات صرف میس تک نہ ربی۔ انہوں نے اپنے باتھوں سے کرم داس کے باقی جسم کو بھی کھول دیا اور دل' کلیجہ' جیپھٹرے' آئتیں سب باہر نکال گئے۔ میں خود مجی ندیدوں کے سے انداز میں انہیں دیکھ رہاتھا لیکن پتہ نہیں کیوں میرے قدم آگے نہ بوسے۔ طالانک میرے ول میں بھی ایک مجیب ی خواہش جنم لے رہی تھی۔ ایک بار پھر والى خمك عِكسول جس كا ذا كقد برا مجيب موا عبد بهت اى ولكش ليكن وه سب ك سب ای طرح لاش پر چیکے ہوئے تھے کہ مجھے موقع ی شیں مل رہاتھا۔ میں کھڑا انہیں دیکھیا رہا اور کچھ ہی کمحول کے اندر اضوں نے کرم داس کا پورا وجود صاف کر دیا۔ اس کے بدن کی مضبوط بثریال جن میں کہیں کوشت چیکا تھا۔ إدهر أدهر بكور لئى تھیں اور لمحول كے الدر اندر وہ سب اے چٹ کر گئے تھے۔ پھر يورن وتى نے گردن اٹھا كر مجھے ويكھا اور وہ

"اب میں تہیں وہ شبد بتاتی ہوں جس کا تہیں جاپ کرنا ہے۔ پورٹی تہماری طدمت کے لئے تیار ہے وکھ رہے ہونا اے۔ ابھی یہ ایک خوفناک بھوتی ہے لین اس کے بعد یہ کیا ہوجائے گی یہ و کھے کرتم جران ہوجاؤ گے۔ " پھرائ نے ان لوگوں ہے کہا۔ "اور بھوت پور "اب مقدس رسم اداکی جارہی ہے۔ تہمیں خاموش ہوجانا چاہئے۔" اور بھوت پور اوس کر گہرا سنانا طاری ہوگیا۔ وہ سب پھرا گئے تھے۔ پورن وتی سیدھی خاموش کھڑی ہوئی اور اس کے بعد اس کے مشہ سے ایک جملہ فکا۔ جو ایک عجیب و غریب زبان میں تھا اور بھے بالکل سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ پورن وتی نے تین بار وہ جملہ میرے سامنے دہرایا اور اولی۔

" يمي جگه ' يمي كھنڈر ' خاموش سنانا' تين دن تك تهيس بھوكا بياسا رہ كراس جملے ك

کی پشت پر پڑا۔ حالا مکد کرم واس خود ایک تندرست و توانا انسان تھا۔ اس کی بیہ تندرسی اور توانائی بی اس کے لئے معیبت کا باعث بی مھی لیکن اس وقت نہ جانے میرے غصے میں کتنی قوت تھی کہ وہ اوندھے منہ زمین پر گر بڑا۔ اس کے پورے جم پر کیکیاہث طاری ہو گئی تھی اور یمی موقع میرے لئے کار آمد تھا۔ میں نے رس کا کچھا اٹھایا اور اس کا سرا تلاش كرك كرم واس كى كلائى مين باندھ ديا۔ كرم واس غالباً برى طرح چكرا كيا تھا۔ اس نے کوئی مزاحت نہیں گی۔ اس کے سرے کو سکون سے باندھ کر میں نے جیب سے وہ خوفناک چاقو نکلا جو میں اپنے مقصد کی سمیل کے لئے لے کر آیا تھا۔ پھراس کو درمیان سے کاٹ کرمیں نے اس کا دو سموا سموا اس کے باتھ کی کلائی میں باندھا اور کرم داس کو الث دیا تعنی اب وہ حیت ہو گیا تھا۔ پیروں کی طرف سے میں نے اس بوری قوت سے ا شمایا تھا اور بلت دیا تھا۔ دوسرے سروں کو بھی سکون سے باندھا اور پھراس کے دونوں یاؤں بھی ای انداز میں باندھ دیئے۔ کرم داس ہوش میں تھا لیکن پچھ الیکی کیفیت کا شکار تفاكه مدافعت نبيل كريا ربا تفاجبكه ميرا كام مكمل بوچكا تفاله رفته رفته كرم داس بوش ميل آگیا اور اس نے ایک جھرجھری ی لی پھرمیری صورت دیکھنے لگا۔ ایک کمجے کے اندر اندر اس کے حواس جاگے تو اس نے جدوجہد شروع کر دی۔ پھر اس کے طلق سے وهاؤیں تكلنے لكيں۔ وہ رو رہا تھا چنخ رہا تھا "كڑ گڑا رہا تھا اور كهد رہاتھا۔

"مرکارید کیا کیاآپ نے ایسا کیوں کردیا سرکار۔ ہم تو غلام ہیں آپ کے۔ کھول دیجئے کھول دیجئے ہم کو سرکار۔" لیکن میرے کان جیسے بند ہو چکے تھے۔ ان میں ایک ہلکی برسراہٹ ہو رہی تھی لیکن مجھے یوں بلکی سرسراہٹ ہو رہی تھی لیکن مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں کوئی فلم دیکھ رہا ہوں اور اس منظر کا تعلق مجھے ہے نہ ہو۔ بلکی ہلکی سرسراہٹیں مجھے چاروں طرف سائی دے رہی تھیں۔ پھر میں نے نہ جانے س جذبے کے سرسراہٹیں مجھے چاروں طرف سائی دے رہی تھیں۔ پھر میں نے نہ جانے س جذبے کے تحت کہا۔

"ميرك مهمانو آجاؤ- مين في تهمارك كئ انظام كرليا ب-" المعادة آجاؤ- مين في تهمارك كئ انظام كرليا ب-"

اور سرسرابینی جیسے میری اس آواز کے پنتھ سے رکیں۔ مجھے ایک دم قدموں کی بے شار آوازیں سائی دیں اور کچر میرے علاوہ بارہ افراد کھنڈر کے کونوں کھدروں سے باہر نکل آئے۔ ایک سے ایک جھیانک شکل و صورت کا مالک۔ ایک سے ایک خوفناک شخصیت۔ کرم داس کی آواز بند ہوگئی۔ اس کی آئکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ ان کھلی

الله کوئی ایسی خاص بات نهیں تھی پھر کلائی پر بند ھی ہوئی گھڑی پر وقت ویکھا تو چونک بڑا ل وقت سے میں نے جاپ کا آغاز کیا تھا گھڑی کی سوئیاں اس وقت بھی اس جگه بر ا سولی بند ہو گئی میں نے سوچا اور سینڈ بنانے والی سوئی پر نگاہیں جمادیں۔ سوئی ال رای سمحی کین دو سری چیز جو میں نے دیکھی وہ میرے کئے ناقابل کیفین سمحی۔ میں النسیں پیاڑ کھاڑ کر تاریخ و کھنے لگا۔ یہ تاریخ تین دن آگے کی تھی۔ یعنی میں نے سات ارج کو جاپ کا آعاز کیا تھا اور اس وقت ہے وس کے ہندے پر تھی۔ یہ کیا ہوگیا؟ میں نے واجى اس جاپ كا آغاز كيا ہے۔ ميں نے پھٹى پھٹى آ تھوں سے إدھر أدھر ديكھا۔ يہ سب الله ميري سمجھ ميں نميں آرہا تھا يہ كيے ہوا۔ كيا يہ بھى كوئى جادوئى عمل ہے۔ مجھے بھٹكايا کا ب وحوکا دیا گیا ہے۔ میری شاندار گھڑی مجھے دحوکا نمیں دے سکتی تھی۔ ہر چیز کو معوں کیا بھوک لگ رہی ہے۔ پیاس کا احساس بھی ابتدا میں ہوا تھا اور اب پیاس بھی میں لگ رہی تھی۔ سوئی بدستور چل رہی تھی سوچوں کی وجہ سے جاپ تو حتم ہوگیا تھا ان عقل سائقہ نمیں وے رہی تھی۔ بہت دریا تک پریشانی کے انداز میں خاموش بیٹا وہنا رہا۔ یمال سے طبیعت کچھ اکھڑ گئی تھی اور ذہن بھٹک گیا تھا۔ یہ وفت کیوں رک گیا ے کھڑی کی سوئیاں چل رہی ہیں۔ لیکن وقت بھی وہی ہے پھر کھڑی ایک منت آگے ا الله كلى- دو منث من منث من علط ب اب مجھ كيا كرنا جائے- كيا تين دن يورے " گئے۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی عقل کی بات ہے ساری باتیں مافوق الفطرت تو نہیں " عتيں- ميري كيفيت بھي يہ شيں بنا رہي تھي كہ بين تين دن يمال كزار چكاموں-م مال میں سوچا رہا اب سے فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ یمان بیشا رہوں یا کمی طرح سے سے ملامات حاصل کرنے کی کوشش کروں کہ میری گھڑی کو کیا ہوگیا ہے اور آخر کار میں المله طے کرتا ہوا اپنی کار تک پہنچ گیا۔

کار پر بلکی بلکی گرد کی تهہ بھی ہوئی تھی لیکن سے بھی کوئی ایبا جُوت شیں تھا ہو اسے گئے سکون کا باعث بن سکے۔ ظاہر ہے کار اتنا فاصلہ طے کرکے یہاں تک آئی تھی الیا ہے دم کچھ اور خیال آیا اور میں برق رفحاری ہے واپس پلٹا۔ میں نے اس چوکی پر جاکر اس ڈھانچے کو دیکھا جو کرم داس کا تھا۔ ڈھانچے پر گوشت کے جو ظررے چیکے ہوئے تھے اس ڈھانچے کو دیکھا جو خون کی بوندیں آئی پاس پڑی تھیں وہ بھی بالکل سوکھ گئی تھیں۔ ان میں مان کھ ان گزر گئے تھے اور میری تجربے کار نگاہیں کم از کم اس بات کا ندازہ ضرور لگا سے تین دن گزر گئے تھے اور میری تجربے کار نگاہیں کم از کم اس بات کا ندازہ ضرور لگا تھیں کہ کھنے دو کھنے یا چار گھنے کسی انسانی جم یا ایسے گوشت کا میہ حال نہیں ہوگا۔ تو

جاب كرنا ہوگا اور اس كے بعد تم پورنى كے مالك بن جاؤ گے۔" ميں نے يہ نئى شرط سى اور جيران رو گيا۔ پچھ لمح خاموش رہنے كے بعد ميں نے پورن وتى سے كما۔ "مگر ميں تين دن تك بحوكا پياسا كيے رو سكوں گا؟"

"كوئى سوال نيس كوئى جواب نيس جس وقت سے جاپ كا آغاز كرو- اس سے تين راتیں اور تین ون کا تعین کراو۔ ہر کام کو کرنے کے لئے محنت کرنا ہوتی ہے۔ حمیس میہ سب کچھ کرنا ہوگا۔ چلو۔ "اس نے باقی لوگوں سے کما اور وہ سب کے سب جواب کا انتظار كے بغيروالي كے لئے مر كئے۔ اس كے بعد وى جواجس كى مجھے توقع تھى۔ يعنى يدك وہ سب آ تھوں ے او جھل ہوگئے تھے۔اب میرے سامنے صرف بڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہوا تھا۔ جو مظلومیت کی نیکار تھا لیکن میں آجھیں بند کرکے وہاں سے واپس بلٹ پڑا اور تھوڑے فاصلے پر جاکر ایک پھر پر بیٹھ گیا۔ یمال سے مجھے میری کار نظر آرہی تھی جے کرم واس ڈرائیو کرکے یمال تک لایا تھا۔ پیچارہ کرم داس پند خمیں اے مرنا چاہئے تھا یا خمیں ' لیکن بسرطال انسان اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے نہ جانے کیا کیا کچھ کر ڈالٹا ہے اور میں تو اب برائیوں کی آخری حد کو چھو چکا تھا۔ بت ویر کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ جب اس دشت میں قدم رکھ دیا ہے تو پھر ب بھے کرنائی ہوگا۔ پورٹی کی قوتی میں دیکھ چکا تھا۔ اگر وہ میری غلام بن جائے تو پھر تو کیا ہی بات ہے۔ بسرحال میں تیار ہوگیا۔ تمام چیزیں بھلا کر میں نے ایک جگہ منتخب کی۔ یہ بھی ولی تی ایک چوکی تھی لیکن اندرونی حصے میں متی- میں وہ جاپ یاد کرنے لگا جس کے مفہوم کا مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ بس ایک بكواس محى جو مجھے كرنى تھى-

یں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا اور پھریں نے سوچا کہ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ میں پالتی مار کروہیں بیٹھ گیا اور اس کے بعد ہیں نے وہ الفاظ دہرانا شروع کر دیئے۔ بہت دیر تک وہ الفاظ دہرانا شروع کر دیئے۔ بہت دیر تک وہ الفاظ دہرانا رہا۔ زبان سوکھ گئی۔ حلق مین کانٹے پڑ گئے 'پیاس لگ رہی تھی لیکن میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوسکتا ہوں۔ میں جاری رہا اور وقت گزرتا رہا۔ میں نے اپنی گھڑی میں وقت و کھے کریے جاپ شروع کیا تھا تاریخ بھی سامنے ہی نظر آری تھی بسرحال میں نے آئیس بند کریس اور مدهم مدهم آواز میں وہ جاپ دہراتا رہا۔

پھر کوئی بڑا سا پھر یا این کمیں نیچ گری تھی جس نے جھے نیم خوابیدگ سے چونکا ریا۔ اِدھر اُدھر دیکھنے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ میں نے بلٹ کر پیچے دیکھا۔ پچھے بھی نمیں ا علی اون کردیں۔" "فبردے گئی بیں اپنا؟"

"ہاں۔"اس نے کما اور جیب سے ایک چٹ نکال کر میرے سامنے کردی۔ "هنگریه ویٹر۔" میں نے اسے ایک نوٹ دیتے ہوئے کما اور وہ گردن جھکا کر سلام اوا جلا گیا۔

"بی سریتا دیوی- میں بار علی بول رہا ہوں۔" "اوہ مائی گاڈ آپ واپس آگئے۔ پلیز! میں آپ سے ملنا جاہتی ہوں۔ تھو ڈی دیر میرا الله کر لیجئے۔ میں فوراً پہنچ رہی ہوں۔ کہیں جانے کا ارادہ تو شیں ہے آپ کا؟" "بالکل شیں سریتا دیوی آپ تشریف لائے۔"

"او کے میں آرہی ہوں۔" سریتا دیوی نے کہا اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔ اس کے لیے کی بے چینی مجھے احساس دلا رہی تھی کہ کرم داس کا معالمہ علین نوعیت کا ہوسکتا ہے۔ بہرحال سریتا دیوی نے پہنچنے میں واقعی دیر شمیں لگائی تھی۔ ویٹر برتن اٹھاکر لے گیا تھا اور جیسے ہی وہ باہر نکلا باہر ہلکی ہی دستک ہوئی اور اس نے آنے والے کو اندر طلب کر ایا۔ سریتا دیوی فوراً ہی اندر آگئی تھیں۔ وہ میرے چرے کو گھری نگاہوں سے ویکھ رہی

"کال چلے گئے تھے آپ! نیچ آپ کی کار کھڑی ہوئی ہے لیکن کرم داس موجود اں ہے۔"

و کرم داس؟ کیا مطلب ہے آپ کا؟" میں نے اداکاری کرتے ہوئے کما اور سریتا الای کا چرو مجیب سی کیفیت اختیار کر گیا۔ کیا تین دن گزر گئے۔ ہوسکتا ہے ہوسکتا ہے ایبا ہی ہوا ہو۔ میں کار کے اسٹیئر نگ ہو جاہیفا اور میں نے کار اسٹارٹ کرکے وہاں ہے واپس موڑ دی۔ میں بجیب ہے بھٹلے بھٹلے انداز میں چل رہا تھا۔ شمشان گھاٹ کے پاس ہے گزرا تو بچھے پچھ لوگ نظر آئے جو ایک چنا جلا رہے تھے۔ مجھے پچھ خیال آیا اور میں وہاں رک گیا۔ گاڑی ہے اثر کر میں ان لوگوں کے باس جاکھڑا ہوا۔ انہوں نے یمی شمجھا کہ میں کریا کرم میں حصہ لینے کے لئے آیا ہوں۔ اب شکل وصورت سے بید اندازہ تو نہیں ہورہا تھا کہ میں ہندو ہوں یا مسلمان۔ میں نے موقع پاکران میں سے ایک آدی سے بوچھا۔

"جائی صاحب! آج کیا تاریخ ہے؟"

دوس تاریخ ہے۔ "اس نے مغموم لیج میں کما۔ مجھے یہ بات اچھی طرح یاد تھی کہ جس دن میں یماں آیا تھا اس دن سات تاریخ تھی۔ تین دن گزر گئے۔ آہ یہ تو بردا عجیب ہوا۔ تین دن گزر گئے۔ آہ یہ تو بردا عجیب ہوا۔ تین دن گزر گئے اور مجھے پنہ تک نہیں چلا۔ میری جسمانی قو تیں جوں کی توں ہیں۔ سب پچھ ایک لیے کا کھیل معلوم ہو تا ہے۔ میں کار میں بیٹھ کرواپس چلا گیا اور تھوڑی در کے بعد میری کار ہو نل میں داخل ہو گئے۔ ابھی تک مجھ پر جرائی کا بھوت سوار تھا۔ بسرحال کے بعد میری کار ہو نل میں داخل ہو گئے۔ ابھی تک مجھ پر جرائی کا بھوت سوار تھا۔ بسرحال میں اپنے مرے میں واخل ہو گیا۔ سب سے پہلے عسل خالے میں جاگر عسل کیا اور لباس میں اپنے کیر میں نے اس سے کما۔

"रिन्ध्रीति न्?"

"وس تاريخ ب صاحب."

"تہماری ڈیوئی کب ہے ہے سان؟"

"اس وقت تو ہماری ہی ڈیوئی ہوتی ہے صاحب! آپ نے ہمیں پچانا نہیں کیا؟" "نہیں نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ذرا الجھن میں تھا۔ تمهارے خیال میں میری کتنی در کے بعد یمال والیسی ہوئی ہے؟"

"صاحب آپ تین ون سے نمیں آئے۔ ہم سب سوج رہ سے آپ کے بارے میں۔"

"ہاں۔ بس اتفاقیہ طور پر چلا گیا تھا۔ کوئی خاص بات؟" "مریزاردی کئی اور آھی جد سے اور اور تک اور حکامید

"مریتا دیوی کئی بار آچکی ہیں۔ بار بار آپ کو پوچھ چکی ہیں۔" "در مریتا دیوی کئی بار آچکی ہیں۔ بار بار آپ کو پوچھ چکی ہیں۔"

"اوہو- اچھا اچھا-"

"كه كئ تھيں كه آپ جب بھي واپس آئيں ميں آپ كو اطلاع دے دول كه آپ

"بس ابھی تھوڑی در کے بعد۔"

"ہول تھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔" میں نے کما چر کھ ور کے بعد یں سریتا کے ساتھ چل پڑا۔ کار اس وقت میں خود ڈرائیو کر رہاتھا سریتا میرے ساتھ میشی گی- وہ اپنی کار میں آئی تھی اور اس کی کار کا ڈرائیور کار لے کر ہماری کار کے چھے چھے آرہا تھا۔ اس کے بارے میں اس نے بنا دیا تھا کہ شاہ گلالی کا آستانہ کافی فاصلے پر تھا اور ارا آبادی ے ہٹ کر تھا۔ ایک ایس آبادی جمال اعلیٰ درجے کے لوگ رہتے ہیں لیکن بید آستانہ بالکل اس آبادی سے ہٹ کر بنا ہوا تھا البتہ اس کی شان دیکھنے کے قابل تھی۔ یکی مؤک ایک عمارت تک گئی تھی اور سفید رنگ کی یہ عمارت کافی خوبصورت بن ہوئی سی - کار اس کے وسیع وعریض لان پر جاکر رک گئ- خدام سفید لباس پنے ہوئے إدهر اوهر آجارے تھے۔ شاہ صاحب نے اچھا خاصا کام دکھا رکھا تھا۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ سریتا دیوی میرے ساتھ تھی جب ہم کارے اترتے ہوئے سیڑھیاں عبور کرکے بڑے سے چبوترے یر پہنچے تو اندرے دو افراد باہر نکل آئے اور انہوں نے سریتا دیوی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

و کیا شان ہے ہمارے گلالی شاہ کی۔ بیٹھے ہوئے تھے گرون جھکائے کچھ سوچ میں ڈوب رہے تھے اچانک گردن اٹھا کر بولے کہ قاسم جاؤ ذرا ہماری سریتا آرہی ہے۔ اے احرام ے اندر لے آؤ۔"

"میں جانتی موں شاہ جی! مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔" سربتا دیوی نے کہا ہم اندر داخل ہوگئے۔ ایک وسیع و عریض کمرے میں ایک انتہائی موٹا ایرانی قالین بچھا ہوا تھا جس کے جاروں طرف تکیے گئے ہوئے تھے۔ سامنے ہی گلالی شاہ پالتی مارے بیٹھے ہوئے چھ موج رہے تھے۔ ہمیں ویچھ کر مسکرائے گرون اٹھائی۔

پہلے سرینا کو پھر مجھے دیکھااور مجھے دیکھ کران کے چرے پر پچھ عجیب سے آثار مجیل گئے۔ سریتا آگے بڑھی اور اس نے گلانی شاہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ جو انہوں نے بھیلا دیا تھا۔ یہ ہاتھ اس نے بوسہ دے کر آ جھوں سے نگایا اور ایک طرف بیٹھ گئ۔ گالی شاہ نے ہ اتھ میری جانب برهایا تو میں نے اے دیکھتے ہوئے دو قدم چھنے ہٹ کرائے لئے ایک ملہ سنبھال لی۔ گلالی شاہ نے چونک کر مجھے دیکھا اور پھر شرمندہ سا ہوکر اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ سریتا دیوی نے کما۔

"شاہ صاحب! میں اس بات کی تقدیق کے لئے آئی ہوں۔"

"كرم داس ميراوه ذرائيور جويس في آپ كو ديا تقك" وكياوه كرر شين بي "من في سوال كيا-"آپ کیا کمر رہ ہیں۔ وہ آپ کے ساتھ شیں تھا؟"

" تنين- سريتا ديوى! مين تو تين دن ك بعد والين آيا بون- مجهد اي كى كام ي جانا تھا۔ آپ کا ذرا کور میرے ساتھ جانے کے لئے تیار تھا لیکن میں نے اس سے کما کہ میری واپسی در سے ہوگی۔ وہ واپس جاسکتا ہے جب میں آؤں گاتو آپ کو فون کرے اے طلب كراول گا-"

"آپ ..... آپ کیا آپ واقعی ع کمد رہ میں؟" مربتا دیوی کے لیج میں ایک عجيب ي كيفيت لهي-

"جموث بولنے كاكيا سوال پيدا ہوتا ہے۔ ميں تو آپ كے ان الفاظ ير خود جيران موربا موں۔ بھلا اس میں جھوٹ بولنے کی بات ہی کیا تھی؟" سریتا دیوی خاموش موگئی۔ اس کے چرے پر شدید پریشانی کے آثار نظر آرے تھے؟ پھراس نے کما۔ "آپ مجھے تھوڑا ساونت دے مکتے ہیں؟"

"سريتا ديوى! مجھے آپ كے رويے ير سخت جرانى ب- يم لوگ ب فك ايك دو سرے کو بہت زیادہ شیں جانتے لیکن آپ کو اس بات کا تھوڑا بہت اندازہ ضرور ہوچکا ہوگا کہ میں کس طرح کا انسان ہوں۔ ایک بہت ہی عجیب موضوع پر بات کر رہے ہیں ہم

"میں جانتی ہوں اچھی طرح جانتی ہوں۔ گریس کیا کروں یہ تو میری بات کی تقدیق ہو رہی ہے آپ پلیز مجھے تھوڑا ساوقت دے دیجئے۔"

"مريتا ديوي! كيا چاهتي بين آپ؟" "ميرے ساتھ چليل گے۔"

"شاه گالی تک- وه بھی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"يه كرم داس س آب شاه كلالى تك كي آلكين؟"

" پلیز- اگر آپ میری میه البھن دور کردیں تو میں زندگی بھر آپ کا احسان مانوں

"كب چلناب؟"

والمد ہوا۔ اجانک ہی گالی شاہ کی آئیسیں بھیاک سے پھوٹ گئیں اور ان کی آ تھوں سے ان اہل پڑا۔ گلالی شاہ کی وہشت ناک چیخ بے حد خوفناک تھی۔ وہ ایک وم الٹالیٹ گیا۔ اار این پر ہاتھ یاؤں مارنے لگا۔ سریتا کی دہشت ناک چینیں سنائی دے رہی تھیں۔ فوراً ال ابرے خدام دوڑتے ہوئے اندر آئے۔ انہوں نے بھی گلالی شاہ کی یہ کیفیت دیکھی۔ الل شاہ آ تھوں تک ہاتھ لے جارہا تھا لیکن اس کے ہاتھ آ تھوں تک نمیں پہنچ پارہ - ادهريس شديد حران تفاكه بيه كيا جوا كوئي بات سجه بيس نبيس آري تقي- ميس كئي ا م چیجے ہٹ گیا۔ سریتا بھی مجھے اور مجھی گلالی شاہ کو دیکھ رہی تھی۔ خدام سوالات کرنے الم ليكن سريتاني كما-

"خود بخود ' اچانک ہی خود بخور۔ آہ۔ اچانک ہی خود بخود۔" بس اس کے بعد اچھا خاصا الله ربا خدام گالی شاہ کو اٹھا کر شاید جیتال کے گئے۔ خاصا ہنگامہ ہو گیا تھا بریتا اور میں الوش كرے ہوئے تھے۔ ميں نے باہر كى طرف قدم بردھائے اور اس كے بعد اپنى كار من أبيشا- بابر بهي خوب بنكامه ربا تفاكين خدامول كي تعداد بت زياده نبيس تحي- بيه ا ہے کسی کو منیں معلوم تھی کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے۔ سریتا کے انتظار میں رکنا بے کار الله وليے بھی اس كى كاريمال موجود تھى واپسى كاسفر كرتے ہوئے ميرا ذہن شديد الجينوں ا دکار تھا۔ یہ سب کیا ہوا اور کیسے ہوا کوئی بات سمجھ میں نہیں آر ہی تھی۔ میں نے ہو ٹل ل كارخ كيا تحاذرا سكون سے بينه كر سوچنا جاہتا تحاكد اب آگے كے اقدامات كيا ہونے اليس- موسل بين كريس افي كري من داخل موكيا- دروازه اندر سے بند كركے ميں مسری پر جابینما اور اس کے بعد میرا ذہن عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ گلالی شاہ کیا چیز الله ای نے کس طرح میہ بات معلوم کرلی کہ کرم داس میرے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ برے الاے اس نے یہ بات کمہ دی تھی۔ بسرحال یہ سب کچھ تھا ذرا پریشان کن۔ پھراس کے بعد جو پچھ ہوا تھا وہ بھی میرے گئے ناقابل قهم تھا۔

میں ای سوچ میں تم تھا کہ دفعتاً میرے بند کمرے کے عسل خانے کا دروازہ کھلا اور ال سے کوئی باہر نکل آیا۔ میں نے پہلے تو آہٹ سی تھی اور اس کے بعد نگاہیں اٹھا کر ب ویکھا تو میری آ تکھیں شدت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ کئیں۔ وہ ملکے گلالی رنگ کی الاسى ميں ملبوس تقى- بال بكورے ہوئے تھے ليكن اتنے ليے كه اس كے محتنول تك ارے تھے۔ بالكل ريشم كے گالے معلوم ہو رہے تھے۔ اى طرح كشادہ پيشاني، روشن النسیں 'بت ہی خوبصورت ہونٹ۔ چرہ ہر طرح کے میک اپ سے بے نیاز تھا۔ جسم پر

"إلى- بم نے بتا دیا تھا بھے يہ قاتل ہے اور تيرے ورائيور كرم واس كو اس نے فل كرويا ب- وي يه اعتراف سيس كررها موكا كوئى قاتل اعتراف سيس كراك بم چاہیں تو یہ اعتراف کرلے گا لیکن یمال اس کے اعتراف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔" میں خاموشی سے گلال شاہ کی صورت دیکھ رہاتھا۔ سریتائے کہا۔

"بابر علی صاحب- آپ کتے ہیں کہ میرا ڈرائیور آپ کے ساتھ نہیں تھااور چلاگیا تھا۔ شاہ صاحب نے مجھے بتادیا تھا کہ وہ قتل ہوچکا ہے اور اب میں اس کا انتظار نہ کروں۔ میں نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ اس کو کس نے قبل کیا تو شاہ صاحب نے کھلے الفاظ میں آب كانام ليا-"

"ایی ہوس کی خاطرایی ضرورت کے لئے۔" "كياكت بن آب بابر على صاحب؟"

"ایک پاگل بڑھے کی بات پر اور میں کیا کمد سکتا ہوں سوائے اس کے کد دیوانے کی بكواس يرغور شيس كيا جاسكتا-" سريتاجو جيشي موئي تحي ايك دم سے كھڑى ہوگئ- اس كے چرے پر خطی مچیل کی تھی۔ اس نے غرائے ہوئے لیج میں کما۔

"إبر على صاحب! آپ كوچة بك كلالى شاه كامرت كيا ب؟ "جتنی تم بے وقوف ہوا تا ہی ہے صخص بے وقوف ہے۔ ابھی اس نے کہا تھا کہ اگر جاب تو بھے سے اعتراف کرا سکتا ہے۔ کیے اعتراف کرائے گا بھی تو؟" "بيكيالهد اختياركياب آب نع ؟" كالى شاه ني ايك دم بائق المحائة و سريتا ديوى

"میں میہ برواشت نہیں کر علق شاہ جی! میں خادموں کو بلاتی ہوں۔" "شیں- جو ہم کمد رہے ہیں وہ مناسب ہے- یہ تہمارے سامنے اپنے ہونول سے اعتراف كرے گا- بال بھى جم نے ايك دعوىٰ كيا ہے كہ تو قاتل ہے۔ كرم داس كو تونے بلاك كرديا ب- يو منع كررباب- جاري أتكسول مين ألكسين وال اور جمين بناكه كيا جم بج كه رب بي يا جموت چل هارى أعمول من دكيم-" ايك لمح كے لئے تو مجھے كچھ خوف سامحسوس مواليكن كارنه جاف اندر سے كيا سائى كه مين في كال شاه كى آكھوں میں دیکھا۔ گلالی شاہ کی بڑی بڑی آئکھیں تھیں۔اس نے کہا۔

"تيرے مونث" تيري زبان وہ كے كى جوش نے سريتا كو بتايا ہے۔ بول كرم داس كو تونے-" گال شاہ کی آئکھیں میری آئکھوں سے کرا رہی تھیں کہ دفعتا تی ایک عجیب ئے جاپ کے دوران کیے تھے تو ہم آجائیں گے۔ کچر آپ ہمیں جو بھی آگیادیں گے ہم وہ یوراکریں گے۔"

"كتني فحتى ب تهاري پورني؟"

"قول کر تو نہیں بتا علی مهاراج! لیکن آپ میہ سمجھ کیجئے کہ بہت کافی ہے۔" "بال تمہیں واقعی اب تو میرا ساتھ دینا ہوگا۔ میں جن راستوں پر جاچکا ہوں وہاں میرے لئے مشکلات بہت زیادہ ہیں۔"

"آپ تو چنا بی نه کریں مماراج! آپ کوئی معمولی آدمی نمیں رہے ہیں اب-" "مُحیک ہے-"

"اچھا پھر چلتے ہیں۔"

"بات تو سنو- تم يهال ميرا انتظار كرري تقيس؟"

"-U!"

"تو پھرركو- جانے كى كيا جلدى ہے؟"

دونسیں۔ مهاراج! ہمارا آپ کے پاس رکنا ٹھیک نمیں ہوگا۔ چلتے ہیں۔" یہ کہ کر وہ دروازے کی جانب بردھی تو میں نے کہا۔

"اس دروازے کے باہر جارہی ہو۔ اگر کسی نے تنہیں دیکھ لیا تو۔"
"تو......." وہ رک کر مسکرائی لیکن میں اس کے آگے جواب نہیں دے سکا۔ میں تھوڑی دیر تک سوچنا رہا۔ پورٹی باہر نکل گئی تھی۔ میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے دروازے کو دکھے دہا تھا۔ اچانک ہی ٹیلیفون کی تھٹی بجی ادر میں چونگ کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔ پچھ دیر سوچنا رہا اس کی جانب دیکھنے لگا۔ پچھ دیر سوچنا رہا اس کے بعد آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور میں نے فون کا ریسیور اشالیا۔

"بہلو-" دوسری طرف سے آنے والی آواز کو میں نے ایک کمیح میں پہپان لیا۔
سریتا دیوی کی آواز ہی تھی۔ یہ عورت وبال جان بنتی جارہی تھی لیکن کوئی مسئلہ نہیں تھا۔
اس دفت پورٹی جس طرح میرے پاس آئی اور اس نے پوری تفصیل مجھے بتائی۔ اس نے میرے حوصلے بے حد بلند کر دیئے تھے۔ میں نے فون پر سریتا کی آواز پہپانے کے بعد کما۔
"جی سریتا دیوی کہتے کیا بات ہے آپ خیریت سے واپس اپنے گھر پہنچ گئیں؟"
ہاں میں تو خیریت سے پہنچ گئی لیکن باہر جی آپ کی خیریت مجھے خطرے میں نظر

"بال میں تو خریت سے پہنچ گئی لیکن باہر بی آپ کی خریت مجھے خطرے میں نظر آرتی ہے۔ اصل میں جب انسان بہت زیادہ دولت مند ہوجائے تو بہت سی اہم باتوں کو نظرانداذ کردیتا ہے۔ کیا آپ کو یہ احساس ہے کہ آپ بہت بری مشکل میں سیننے والے کوئی زیور وغیرہ بھی نہ پہنا ہوا تھا۔ بس ہاتھوں میں کانچ کی چوڑیاں تھیں۔ وہ نگے پاؤں تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا بیر میرا تصور ہے یا پھر یکا اور حقیقت۔ بید حسین لڑکی کون ہے اور میرے بند کرے میں کیا کر رہی تھی۔ طسل خانے ہے اس بے تکلفی ہے وہ برآمد ہوئی ہے کہ یقین نہ آئے۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں خانے ہے اس بے تکلفی ہے وہ برآمد ہوئی ہے کہ یقین نہ آئے۔ چھوڑ دی اور کھڑا ہوگیا۔ سے اے دیکھا رہا وہ اور قریب آئی تو میں نے ایک دم اپنی جگہ چھوڑ دی اور کھڑا ہوگیا۔ "ارے ارے بیٹے مہاراج! آپ ہمیں ضرور نہیں پہچاتے ہوں گے۔ پورٹی ہیں ہم آپ کی اور نہیں ہے اختیار آپ کی یاد نہیں ہے آپ کو اپنی پورٹی۔ " میں اچھل پڑا اور میرے منہ سے بے اختیار

"يورنى-"

"بال مماراج! ہم نے اپنی جون بدل لی ہے۔ اصل میں پچھ باتیں الی ہوتی ہیں جو ہتائی نہیں جاستیں۔ جادو منتروں کا پھرالیاتی انوکھا ہوتا ہے جو اس راستے ہے نہ گزرا ہو اس کے لئے یہ پچھ جرانی کی بات ہوتی ہے اور جو اس کا انت جانتے ہیں انہیں جرانی نہیں ہوتی۔ ہم آپ کو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی پورٹی ہیں آپ کی داس اور ہم نے آپ سے پہلے ہی کما تھا مماراج کہ جب ہم آپ کے نظام بن جائیں گے تو آپ کی ہر آگیا کا پالن کریں گے۔ ہماری اصل شکل آپ کو کمال پند آتی ہو ہم نے یہ روپ دھار لیا تاکہ آپ ہمیں ناپند نہ کریں۔ مماراج! وہ گلالی شاہ جو ہے نا وہ تحوڑا ساعلم جانتا ہے اپنے علم ہے اس نے یہ بات معلوم کرلی کہ آپ نے کرم داس کی بلی دی ہے اور اس نے یہ بات معلوم کرلی کہ آپ فی ہا تکھوں میں آ تکھیں ڈال کر آپ کو یہ بات اس خورت کو بتا دی۔ ساری باتیں اپنی جگہ آپ وہاں چلے گئے تھے۔ نہ جاتے تو یہ بات اس خورت کو بتا دی۔ ساری باتیں پھوڑ دیں۔ ہمارے مماراج کی آ تکھوں میں آ تکھوں میں آ تکھوں میں آ تکھوں میں گوئی آ تکھوں میں قالے کر آپ کو گوئی آ تکھیں ڈالے کو آپ کھوں میں آ تکھوں میں آ تکھوں میں آ تکھوں میں گوئی آ تکھوں میں قالے کو آپ کھوں میں قالے کو آپ کھوں میں آ تکھوں میں قالے کوئی آ تکھوں میں ڈالے 'ایسا کہے ہو سکتا ہے۔ "

"كيا؟ اس كى آكسيس تم في پيورى تفيس يورن!"

"بال- مهاراج دونوں انگلیاں وال دی تخیس میں نے اس کی آ کھوں میں۔ پاپی ہمارے مهاراج کو بری نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ چاہتا تھا کہ سب کچھ کرے مهاراج کی زبان کھلوالے۔ اب ہوگیا بھشہ کے لئے اندھا۔ جیتا رہ یا مرجائے۔"
"دہ تو تھیک ہے لیکن پورٹی میرے ساتھ تو مشکل پیش آ سکتی ہے۔"
"دمیں مهاراج! جب بھی آپ ہمیں تین مرتبہ یمی شید کہہ کر بلائیں گے جو آپ

فرافدلی سے کام لینا چاہئے۔ ایک کروڑ روپے کی رقم تین دن کے اندر اندر آپ کو میا گرنا ہوگی۔ آج سے تیسرے دن ٹھیک ساڑھے تین بجے ید رقم آپ سے حاصل کرلی جائے گی اور سمجھ لیجئے آپ اس طرح ہوجائیں گے جیسے مال کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ دوسری صورت میں میرے تھوڑے سے تعلقات میرے کام آئیں گے۔ کیا کتے ہیں آپ؟"

میں ایک کھے کے لئے خاموش ہوگیا۔ میرے دل میں اب یہ خیال جرا پیزا گیا تھا کہ میں ایک بہت بری قوت ہوں اور میرے ساتھ کوئی غلط کام کرنا کسی انسان کی بات نہیں ہے لیکن یہ محسوس کرنے کے بعد میں اپنی حیثیت سے لطف اندوز ہونا بھی چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے کہا۔

" ابھی تو تین دن باقی ہیں سریتا دیوی! سوچ لینے دیجئے مجھے۔" "شمیں جس نے سوچاوہ مشکل میں پڑگیا۔ پچھ سوچئے نہیں آپ کر ڈالئے۔" "ایک کروڑ روپے میرے پاس نہیں ہیں سریتا دیوی!" میں نے کہا۔ جواب میں سریتا پنس بڑی پھر بول۔

دو تیسرے دن ساڑھے تین ہے۔ اس سے پہلے آپ مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کریں کیوفکہ میرے اس پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگا۔ " یہ کمہ کراس فون بند کر دیا۔ اب اپنے آپ کو فون بند کر دیا۔ اب اپنے آپ کو آزمانا بہت ضروری تھا۔ پہلا دن ' دو سرا دن اور پھر تیسرا دن شروع ہوگیا۔ کوئی تین بج کا دفت تھا جب مجھے ٹیلی فون موسول ہوا۔ مجھے چو مکہ ساری باتیں یاد تھیں۔ اس لئے مجھے لئین ہوگیا کہ یہ سریتا ہی کا شیلی فون سے اور میں نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھالیا۔ سریتا ہی کی آواز تھی۔

وويلو- "

"بال بول ربامول- سريتا ديوي!"

"برهائی دین ہوں آپ کو۔ میں نے تو سوچا تھا کہ شاید آپ یمال سے نکل بھاگنے کی کوشش میں ہیں لیکن آپ بھی میری ہی طرح بمادر آدمی ہیں۔ آپ کے یمال رکے رہنے سے میں نے بیر سمجھا ہے کہ آپ نے جھے رقم دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب میں آپ کو بتاؤں۔ بیر رقم آپ کو کیش دینا ہوگی اور میں........"

"ايك منك ..... ايك منك سريتا ديوى! آب خاصى ب وقوف بين- اس بات كو

" منیں۔ مجھے تو واقعی ایسا کوئی احساس نہیں ہے۔ کیوں کیا ہوا؟" "بات وہی ہے شاہ گلالی نے ہی کہا تھا کہ کرم داس کو آپ نے قتل کر دیا ہے اور جب شاہ گلالی اس کی تقیدیق کرنے گئے تو آپ نے انہیں آتھوں سے محروم کر دیا۔" "میں نے......?" میں جبرت سے بولا۔

"كول- آب اس بات سے انكار كرتے ہيں؟"

"سریتا جی! آپ دہاں موجود تھیں۔ میں نے تو انہیں ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔"

"لیکن کوئی ترکیب آپ ہی نے استعال کی' اب بیہ تو پولیس ہی معلوم کرے گی آپ ہے' لیکن آپ استخال کی اب بیہ تو پولیس ہی معلوم کرے گی آپ ہے' لیکن آپ استخار استے جوان اور استے پُر کشش ہیں کہ پولیس کے ہاتھوں میں آپ کو پڑنا نہیں چاہئے۔ اصل ہیں آپ ایک بات پر غور نہیں کر رہ بابر تی۔ وہ یہ کہ میں آپ کو پڑنا نہیں چاہئے۔ اصل میں آپ ایک بات پر غور نہیں کر رہے بابر تی۔ وہ یہ کہ میں ایک سوشل ور کر ہوں۔ میرے تعلقات اور میری شخصیت ہر طرح سے تسلیم شدہ سے اور اس سے انگار نہیں کیا جاسکتا یعنی ہے کہ اگر میں اپنی حیثیت سے کام لے کر یہ بیان دے دول کہ میرے ڈرائیور کرم داس کو آپ نے ہی قبل کیا ہے تو آپ یقین کیجے کہ کوئی اور گوائی دینے کی ضرورت نہیں ہوگے۔"

"يہ تو ميرے لئے پريشاني كى بات ہے؟"

"بالكل نميں- بالكل نميں- ميں ہوں نا- جب ميں ہوں تو آپ كو پريشان ہونے كى
كيا ضرورت ہے- اصل ميں ميرے اپنے مسائل اتنے ہيں بابر على جى كہ آپ سوچ نميں
كتے- كئى خيراتى ادارے چلا رہى ہوں- نادار اور مفلس لوگوں كى مدد كرتى ہوں- استال كو
بہت بڑا فنڈ ديتى ہوں- ميرے خود تو ذرائع آمنى كھ بھى نميں ہيں- بس آپ جيے ديالو
لوگ ميرى مدد كرتے ہيں اور اس سے ميں ان سب بيچاروں كا كام چلاتى ہوں- ان ميں
سے كھ ايے ہوتے ہيں جو مشكول ميں بھن جاتے ہيں- ميں اپ تعلقات سے كام لے
كرانيس مشكول سے نكال ديتى ہوں- آپ سے بيد درخواست كرنا چاہتى ہوں ميں-"

"ایک کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔ صرف ایک کروڑ میں سمجھتی ہوں کہ آپ جیسے آدی کے لئے یہ رقم مہیا کردینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ سارے مسئلے ختم ہوجائیں گے۔ کرم داس کے پراوار کو بھی سنبھال لیا جائے گااور بہت سے مسئلے جو پہنے کی وجہ سے مشکل میں پڑے ہوئے ہیں ٹھیک ہوجائیں گے۔ کیا سمجھے آپ؟ ایک صورت میں آپ کو "ہو تا ہے یا شیں ہو تا اس کا جواب آپ کو تھانے میں مل جائے گا۔" "اگر میں اس وفت جانے ہے انکار کروں تو؟"

"تو پھر آپ کو زبردستی ہتھکڑی ڈال کر لیے جایا جائے گا۔ بمتریہ ہے کہ بغیر ہتھکڑی کے امارے ساتھ چلیں۔"

" تحیک ہے جو بمتر ہے وہی ہونا چاہئے۔" میں نے کہااور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا لہاں تبدیل کرچکا تھا کیونکہ یہ احساس بہرطور ذہن میں تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونا ضرور ہے۔ طریاتہ کار ذرا مختلف رکھا تھا۔ ہوٹل کے عملے کے افراد عجیب سی نظروں سے مجھے دکھے اے تھے۔ میں نے انگلی اٹھا کر سپروائزر کو اشارہ کیااور وہ میرے قریب آگیا۔

"میرے کمرے میں جو سامان موجود ہے اس میں سے پچھ کم نمیں ہونا چاہئے۔ مال المست مت سمجھ لینا اسے۔ جواب دینا پڑے گا۔ چلئے انسپٹر۔" پولیس کی جیپ مجھے لے کر اللہ پڑی اور تھوڑی دیر کے بعد میں علاقے کے تھانے پہنچ گیا۔ یہ بات میرے لئے باعث سے تھی کہ میری کار پہلے ہی اغوا کرکے تھانے پہنچا دی گئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے مجھے المسہ آیا لیکن میں نے برداشت کیا۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ میری کیا جیٹیت ہے اور میں کمال علیہ سکتا ہوں۔ تھانے میں سریتا دایوی موجود تھیں۔ پولیس انسپٹر کے برے سے کر رہی کرے میں ایک ایس پی صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور سریتا دایوی اتمی سے بات کر رہی گئے۔ مریتا دایوی نے کسی قدر سنجیدہ انداز میں مجھے کہ کر کہا۔

"ارے۔ آپ آگئے۔ میں تو سمجھی تھی کہ ان سارے پولیس والوں کی آئیسیں پوٹ گئی ہوں گے۔"

"میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا سریتا دیوی! بلکہ یہ بھی کہا تھا میں نے کہ آپ اور گواہ بیں کہ میں نے شاہ گلالی کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اب الزام تو کوئی بھی کسی پر رکھ سلنا ہے۔ یہ تو انسان کے تعلقات پر منحصرہ۔"

''بہت باتیں بنا رہا ہے بھئی تُو۔ مجھے جانتا ہے میرا نام کیا ہے؟'' ایس پی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں کما اور میں چونک کرایس پی کو دیکھنے لگا۔

"آپ الي لي بن؟"

"بيه تويس تحجم الجحي بنا دول گا-"

"جنيس ميس يد كهد رباتها كدكيا محكمد بوليس ميس جابلون كو بهى بحرتى كياجاتا ب؟ كسى

دل سے تسلیم کیجئے۔ میں نے تو آپ کو اس قابل بھی نہیں سمجھا کہ دوبارہ آپ سے رابطہ قائم کرکے اس موضوع پر بات کروں۔ اور پچھ نہیں تو آپ کی شخصیت سے ہی لطف اٹھاؤں۔ سمریتا دیوی پاگلوں کی جنت میں رہنا چھوڑ دیں۔ دنیا کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھئے۔ میں آپ کو ایک پائی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آپ میرا جو پچھ بگاڑ سکتی ہیں بگاڑ لیجئے سمریتا دیوی!"

سربتا دیوی خاموش ہو گئی تھی پھر بجھے ٹیلیفون کا ریسیور رکھنے کی آواز سائی دی اور یسی خود بھی مسکرا کر ریسیور رکھ کر اپنے بستر پر آگیا تھا اور اب میں سوچ رہا تھا کہ ایک دلچے دور کا آغاز ہونے والا ہے۔ اتا تو میں بھی جاتا تھا کہ سربتا نے میری گرانی کا معقول بندوبت کیا ہوگا اور بید خیال رکھا ہوگا کہ میں بھاگ نہ جاؤں اور اب بھی اس کے آدی میرے آس پاس موجود ہوں گے۔ لین جھے صرف بید دیکھنا تھا کہ صورت حال کہاں آدی میرے آس پاس موجود ہوں گے۔ لین جھے صرف بید دیکھنا تھا کہ صورت حال کہاں سے کہاں تک بپنی ہے۔ پورٹی میری کیا مدد کر کئی ہے اور اس کے لئے میں خوداس سے کہاں تک بپنی ہے۔ پورٹی میری کیا مدد کر کئی ہے اور اس کے لئے میں خوداس سے تھی نہوں کہا چھ نہیں کہنا چاہتا بھا کہ ان اور جو پھر ان کی زبان سے تھیں اور بہ ظاہر کرنا چاہتی تھیں کہ وہ بہت بڑی شخصیت ہیں اور جو پھر ان کی زبان سے تھیں اور بہ ظاہر کرنا چاہتی تھیں کہ وہ بہت بڑی شخصیت ہیں اور جو پھر ان کی اصل شخصیت کیل جاتا ہے وہ پھر کی کیا ہوتا ہے۔ بھے اندازہ ہو گیا تھا کہ ان کے سوشل اور سائی ماائل ای کیا ہے۔ انہوں نے خود بھی اعتراف کر لیا تھا کہ ان کے سوشل اور سائی ماائل ای طرح حل ہوتے ہیں چنانچہ تین نج کر انتیں منٹ ہوئے تھے کہ میرے کرے کے طرح حل ہوتے ہیں چنانچہ تین نج کر انتیں منٹ ہوئے تھے کہ میرے کرے کے دروازے کی طرف دیکھا اس وقت میں خود انگی اٹھا کر کہا۔ دروازہ کھا اور پچھ لوگ اندر تھے۔ انہیئر نے میری طرف انگی اٹھا کر کہا۔

"-3."

"مرجم آپ کو ایک قل کے الزام میں گرفار کرنے آئے ہیں۔ آپ کو مارے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"مقتول كمال ب؟" مين في سوال كيا-

الحکوئی لفظ نہیں۔ ہمیں صرف سے ہدایت دی گئی ہے کہ آپ کو گر فار کرے تھائے ۔ لے آیا جائے۔"

"ايا ہوتا ہے؟" ميں نے سوال كيا۔

"شرم كرد بابر على شرم كرو- مين في حميس اس شريف آدى كو تمهارى مشكل آسان كرنے كے لئے ديا تھا۔ مين كهتى ہوں كيه آخر اس نے تمهارا كيا بكاڑا تھا۔ كيوں مار اللائم نے اے؟"

"مریتا دیوی! اگر دہ دافعی مرگیاہ تو آپ کو اس بارے میں زیادہ معلومات حاصل اول گا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اے خود قل کرنا چاہتی تھی۔ آپ نے اے میر پاس بھیجا اور اس کے بعد اپ آدمیوں سے قل کرا دیا۔ اگر وہ قل ہوا ہ تو اور میں آپ کی سازش تھی۔ ہوں' جنہیں آپ کی سازش تھی۔ ہوسکتا ہے آپ سے اس کے کچھ ایسے تعلقات ہوں' جنہیں آپ دو سروں کے علم میں لانا چاہتی ہوں اور آپ نے اپ اس کے تعلقات چھپانے کے لئے اس کے قبل کا مضوبہ بنایا ہو۔ ہوتا ہے انسان بھٹک ہی جاتا ہے' اور پھر آپ جیسی عمر رسیدہ خاتون کو کوئی نوجوان مخص تو پوچھنے سے رہا۔ اگر ایسا ہے تو آپ اپنی مشکل میں حق رسیدہ خاتون کو کوئی نوجوان مخص تو پوچھنے سے رہا۔ اگر ایسا ہے تو آپ اپنی مشکل میں حق رسیدہ خاتون کو کوئی نوجوان مختص تو پوچھنے سے رہا۔ اگر ایسا ہے تو آپ اپنی مشکل میں حق اسے انسان ہو آپ یا۔

"اب تو مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں سریتا دیوی کے سامنے ہی تیری کھال ادبیر دول- قاتل تو خود ہے۔ سریتا دیوی جیسی عظیم شخصیت پر تو اس طرح کے گھناؤنے الزام لگارہا ہے۔ سن یہ بتا تین دن پہلے تو بھوت بور ہاؤس کیوں گیا تھا؟ جواب دے اس بات سا "

"بھوت پور ہاؤس؟ یہ کون می جگہ ہے؟ کیا تمہارا گھرہے ایس پی صاحب؟" میں نے بے وقونی سے کما اور سریتا دیوی پھٹی آ تھوں سے جھے دیکھنے گئی۔ سوچ رہی ہوگی کہ یہ شخص بھی شاید پاگل ہی ہوگیا ہے۔ بسرحال ایس پی غصے سے پہلو بد لنے لگا۔ میں تیار تھا اور یہ میری زندگی کے لئے ایک انو کھا تجربہ تھا۔ ایس پی اگر سمی جارحیت پر اثر تیار تھا اور یہ میری زندگی کے لئے ایک انو کھا تجربہ تھا۔ ایس پی اگر سمی جارحیت پر اثر آئے تو میں دیکھنا چاہتا تھا کہ پورنی میری کیا مدد کر سکتی ہے لیکن ایس پی نے بھی خود پر قابو المدا تھا۔

اس نے پھر کما۔ "سن۔ بھوت پور ہاؤی میں ایک انسانی ڈھانچہ ملا ہے۔ جے نوچ نوچ کر کھالیا گیا ہے بہت ہے بھوکے کتے اس پر چھوڑ دیئے گئے ہوں۔ یہ سب کیے ہوا یہ تو خیر تیری زبان کھلوا کر معلوم کرہی لیا جائے گالیکن ہمیں اس کی وجہ بتا۔" "ایس کی صاحب اب تک تو ہو رہا تھا نداق لیکن اب میں سنجیدہ ہوں۔ سنتے میں نے کرم داس کو قتل شمیں کیا۔ اس بچارے معمولی ہے آدمی کو قتل کرکے ججھے کیا مل شریف اور معزز آدی سے مخاطب ہونے کا یہ انداز ہوتا ہے جو آپ نے افتیار کیا ہے ایس پی صاحب کا چرو فصے سے مرخ ایس پی صاحب کا چرو فصے سے مرخ ہوگیا۔ ایک لیح تک وہ اپنے فصے پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا پجربولا۔
"فرد کے سمجا یہ لیک تر بنال سمجا یہ تو بنال سمجا یہ ایک تر بنال سمجا یہ تو بنال سمجا یہ تر بنال سمجا یہ تو بنال سمجا یہ تر بنال سمجا یہ تو بنال سمجا یہ تر بنال سمجا یہ تو بنال سمجا یہ تر بنال سمجا یہ تر بنال سمجا یہ تر بنال سمجا یہ تو بنال سمجا یہ تر بنال سمجا

"فيرجو پکھ سمجھا ب ليكن تونے غلط سمجھا بيار! تيرا ايك ايك لفظ تيرے حماب ميں لكھا جارہا ہے اور يہ سمجھ لے كہ حماب پورا كرنا پڑے گا۔" "محيك- چلئے جناب حماب پورا كريں گے۔ فرمائے كيے ياد كيا؟"

"ہونا تو یہ چاہئے کہ پہلے میں تجھے لاک آپ میں بند کر دوں۔ تیری مرمت کراؤں اور اس کے بعد اطمینان سے جھ سے سوالات کرول لیکن سریتا دیوی بار بار منع کر رہی ہیں کہ تیرے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جائے۔ آب میں جھ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ لا بھی فائل لا۔" ایس فی صاحب شاید آئ انداز میں لوگوں سے بات کرنے کے عادی تھے۔ یہ الفاظ انہوں نے انسیکٹر کو مخاطب کرکے کی تھے۔ انسیکٹر نے میزیر رکھی ہوئی فائل اٹھاکر ایس فی صاحب کے حوالے کردی۔

"موں۔ ہو گل میں تیرا قیام لمباشیں ہے۔ اس سے پہلے کماں تھا؟" "پاتال میں' میں زمین کی گمرائیوں سے نمودار ہوا ہوں اور تمہاری اس دنیا کو دیکھ رہا ہوں۔ اصل میں 'میں یاتال کا پای ہوں۔"

"پاتال کابای ہے شیں کر دیا جائے گا بیٹے! بس تھوڑا ساانظار کرلے۔ ماضی کیا ہے تیرا کچھ نہیں پتہ چل سکا۔"

"میں نے کمانا ایس فی صاحب پاتال سے نمودار ہوا ہوں۔" "مجھے پاتال ہی میں دفن کر دیا جائے گابے فکر رہ۔ یہ گاڑی تیری ہے جو باہر کھڑی ہے؟"

"ہاں- اور جے پولیس نے چوری کرلیا ہے-" میں نے جواب دیا-"اوئے اس کا دماغ ہی خراب ہو گیا ہے شاید- گوپال مہتا سے نداق کر رہا ہے-تھیک ہے بیٹے ٹھیک ہے اب آپ اس کی سفارش کریں- ہاں بھی! شاہ گلالی کی آنکھیں کیے پھوٹیں؟"

"شرم سے-" میں نے جواب دیا۔ "اور کرم داس کو کیوں قبل کیا تونے؟" "کون کرم داس؟ میں تو کسی کرم داس کو شیں جانیا۔" "بات او تج ہے۔ یہ آدی جو صاحب حیثیت بھی ہے۔ آپ نے اس پر ایک چارج
ا ہے اور پولیس کو بھی مجبور کر رہی ہیں کہ اس کے خلاف کارروائی کریں۔ میں کہتا
اللہ کوئی ٹھوس جوت پیش کر علق ہیں آپ؟" کمال ہے اب تو میری بھی کھوپڑی پر
اللہ کوئی ٹھوس جوت پیش کر علق ہیں آپ؟" کمال ہے اب تو میری بھی کھوپڑی پر
اللہ کا کہ تھیں۔ یہ اچانک ان دونوں کی زبان کیسے بدل گئے۔ ایس پی نے کھڑے

"سران خاتون نے ہمیں برکا دیا تھا۔ اور ایسے ہی نہیں انہوں نے ایک ہت برک اس کے بچھے ٹیلی فون کرایا تھا اور کہا تھا کہ بین اس مسکلے کو دیکھوں۔ بعد بین ہڈیوں کا وہ اسا چہ دریافت ہوگیا اور وہاں شمشان گھاٹ میں پچھ لوگ جو مردے جلانے کے لئے آئے انہوں نے بھی اس کار کی تصدیق کردی ہے۔ یہ کار بھوت نگر ہاؤس سے آئی تھی۔ انہوں نے بھی اس کار کی تصدیق کردی ہے۔ یہ کار بھوت نگر ہاؤس سے آئی تھی۔ اللہ سیجھتا ہوں کہ یہ سارا کام بھی اس عورت نے کرایا ہے۔ سریتا دیوی کسی شریف اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ کا اور میں سیجھتا ہوں کہ یہ ماں کے خلاف اردوائی کریں گے۔ " میں نے ایک گری سانس لی اور میں سیجھ گیا کہ اچانک ہی ایس پی ادروائی کریں گے۔ " میں نے ایک گری سانس کی اور میں سیجھ گیا کہ اچانک ہی ایس پی اور ایک بی ایس بی اور ایک بی ایک بی ایس کی اور ایک بی کریں گئے۔ میں نے گیا۔

"جي ايس لي صاحب! اب آب يقيناً مجم بند كري ك-"

"نہیں سرا غلط فئی کے لئے معانی چاہتے ہیں۔ آپ براہ کرم تشریف لے جاسکتے اسے انسکٹر گاڑی کی چالی صاحب کے حوالے کر دو۔" انسکٹر نے اپنی میزک دراز سے ان کارکی چالی نکال کر میرے حوالے کردی اور اس کے بعد وہ میرے ساتھ باہر تک الد باہر آکراس نے معذرتی انداز میں کما۔

"معاف سیجئے گا سرا سب کچھ غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا بلکہ اگر آپ یہ بات ثابت الدیں کہ سریتا دیوی نے آپ سے کوئی رقم مانگی ہے تو ہم سریتا دیوی کے ہاتھوں میں اعلامان ڈال دیں گے۔"

"اروں اس میں نے جواب دیا اور اس کے اور اس میں نے جواب دیا اور اس کے اور اس کے اپنی کار کے اسٹیم نگ پر بیٹھ کر کار اشارث کی اور اس ریورس کرکے باہر اللہ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ بیہ تماثنا تو واقعی بہت اللہ اللہ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ بیہ تماثنا تو واقعی بہت اللہ ہوا۔ ای وقت عقب نما آئینے میں مجھے ایک سرکار کی مجھیل سیٹ سے نمودار ہوتا اور کی ایک عرکار کی مسکرا رہی تھی۔ کم بخت

جاتا۔ نہ میں بھوت پور ہاؤی کے بارے میں پچھ جانتا ہوں۔ اس شر میں زیادہ واقفیت 
شمیں ہے میری کمیں اور سے آیا ہوں آوارہ گرو ہوں اور سیاحتیں کرتا پھرتا ہوں۔ بس یہ 
سمجھ لیجئے آپ۔ سریتا دیوی سے ایک ہوٹل میں طاقات ہوگئ تھی۔ اب میں آپ سے اگر 
یہ کموں کہ سریتا دیوی ایک بلیک میلر ہیں اور ان کا کام ایسے ہی چلتا ہے تو آپ یمی 
سمجھیں گے کہ میں ان پر جوائی الزام لگا رہا ہوں۔ ایسی بات شمیں ہے۔ بسرحال ان 
سمجھیں گے کہ میں ان پر جوائی الزام لگا رہا ہوں۔ ایسی بات شمیں ہے۔ بسرحال ان 
سارے معاملات کے بارے میں فیصلہ کرنا آپ ہی کا کام ہے۔ "

"فیصلہ تو بین ایبا کروں گا کہ تم زندگی بھریاد رکھو گے۔ ابھی ذرا تھوڑی ی تحقیقات کرنی ہے۔ گاڑی اپنی تحویل بین لے لو۔ اس کے کاغذات سے معلومات حاصل کرد کہ یہ گاڑی اس کے قبضے بین کب سے آئی ہے۔ مجھے یہ کوئی بہت بردا فراڈ معلوم ہو تا

"الین فی صاحب! صرف ایک بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں جو پھھ میرے بارے میں کہ اس پر ذراغور کر لیجئے گا۔ باقی ساری باتیں ٹھیک ہے بعد میں ہی ہوجائیں گا۔"
"چلو اے لاک اپ میں ڈال دو۔" ایس فی گوبال متنا نے انسیکٹر سے کما اور میں انسیکٹر گوبال متنا کی صورت دیکھنے لگا۔

"کیاسوچ رہے ہو۔ گیاد کھے رہے ہو؟" "سرا بیر سب پچھ غلط ہے جو ہو رہاہے۔" "کیامطلب؟"

" یہ آدی نہ تو قاتل ہے نا سریتا دیوی اس کے بارے میں جو کمہ رہی ہیں وہ ٹھیک ہے۔ میں اس بات کی گوائی دیتا ہوں۔"

"تهمارا دماغ خراب ہو گیا ہے السیکٹر۔"

" تنیں سر- بالکل ٹھیک کہ رہا ہوں ہیں۔ آپ بھی ذرا غور کر کیجے۔ "کوپال مہتا گردن جھکا کر پچھ سوچنے لگا۔ ہیں نے اس کے چرے کے تاثرات برلتے ہوئے دیکھے تھے۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموثی سے سوچنا رہا پھراس نے سریتا دیوی سے کہا۔ "آپ کے پاس کیا جوت ہے سریتا دیوی کہ قتل اس نے ہی کیا ہے۔ یہ کوئی آدم خور نظر آتا ہے آپ کو اور آپ فضول باتیں کیوں کر رہی ہیں؟ آپ تو خود یہ بات کمہ رہی ہیں کہ اس نے شاہ گلالی کی آ تھوں کو ہاتھ بھی نہیں نگای۔"

ن این کرد رہ میں آپ لوگ؟"

141 ☆ 英

"يه شاه تي كمال جلے گئے؟"

المجموث؟"

"ہاں بی سن سنائی بات کر رہے ہیں۔ اصل بات تو اللہ ہی جانتا ہے۔ سنا ہے گال اللہ سرف ہے ہوئے بزرگ بھے۔ حقیقت بیں ان کے پاس کچھ بھی شہیں تھا۔ مارے اللہ سرف ہے ہوئ بزرگ بھے۔ حقیقت بیں ان کے پاس کچھ بھی شہیں تھا۔ اس الفاظ پر ہمی آرہی تھی کہ گلائی شاہ کو ان سے البررگ مل گیا۔ وہ بزرگ تو بیں ہی تھا۔ ہمرحال ہو مل واپس آگیا۔ اور کمان جاتا۔ بیں البررگ مل گیا۔ وہ بزرگ تو بین ہی مشہور البررگ مل کے پروگرام دیکھے اتفاق سے اخبارات بیں ایک خبر نظر آگئ۔ خبر یوں تھی مشہور اللی کارکن سریتا دیوی ایک بہت بوے کلب کا افتتاح کر رہی ہیں۔ یہ کلب بمترین اللہ سریتا دیوی ایک بہت بوے کلب کا افتتاح کر رہی ہیں۔ یہ کلب بمترین اللہ سریتا دیوی کو مرد اور تی تھی۔ چنائچہ بین نے بھی فیصلہ کر لیا اور پھر میں نے اللہ سریتا دیوی کو بسرطال خبر تو وی تھی۔ چنائچہ بین نے بھی فیصلہ کر لیا اور پھر میں نے لیا۔ اور ٹی کو آواز دی۔ ایک لیے کے اندر وہ خوبصورت بلا میرے سامنے حاضر ہو گئی۔ لارٹی چاہئے ہو؟" پورٹی نے سوال کیا۔
"نیورٹی! سریتا دیوی کو مزہ چھیانا چاہئے۔ کیا خیال ہے کیا کیا جائے؟"

ود شیس بالکل شیں۔ بس مید سمجھ لو کوئی الی دلچیپ سزا جو سریتا دیوی کو بیشہ یاد

" - B = - 19 "

"آج رات کو ساڑھے نو بجے ایک کلب کا افتتاح ہورہا ہے۔ مجھے بھی اس میں شریک ہونا چاہئے اور بس وہال تم کوئی ایسی ترکیب سوچو کہ لطف آجائے۔"

"الطف آجائے گا۔" پورٹی نے مسراتے ہوئے کہا۔ میں نے بردی اچھی تیاریاں کیں الحقی۔ بہت عمدہ سوٹ پہنا تھا۔ کار تو میری تھی ہی الاجواب۔ کلب کے ختطین نے یہ باتے بغیر کہ میں کون ہوں کیا ہوں 'میری پذیرائی کی تھی۔ ایک بہت بڑے ہال میں اسٹیج باتے اوا تھا۔ یہاں پر فیلٹہ لگا ہوا تھا۔ سائے کلب کا نام پردے میں چھپا ہوا تھا۔ بری بلا ہوا تھا۔ بری الحقیات میں ایک سیٹ دے الویسورت عمارت تھی۔ ممانوں کا بہترین استقبال کیا جارہا تھا۔ مجھے بھی ایک سیٹ دے وی گئی اور میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بے شار افراد آگئے اور بورا ہال کھیا تھے بھر

کی مسکراہٹ اس قدر دلکش تھی ایک لمح کے لئے ذہن اس کی جانب بھٹک جاتا تھا لیکن میں نے خود کو سنجھالا دیا کیونکہ پورٹی کا بیر روپ اصل روپ نہیں تھا۔ میں اس کو بھٹنی کی شکل میں دیکھ چکا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

> "میں ہی ہوں مهاراج کئے کیسی رہی؟" "بهت ہی ولچیپ مگر پورنی تم بیشہ در سے آتی ہو۔"

"نبیں مهاراج! آپ یہ بتائے اگر میں فوراً ہی ہوٹل کے کمرے میں انکیم کو روک دین تو کیا آپ کو اپنی برائی ظاہر کرنے کا ایسا کوئی موقع ملتا۔ یہ سب پھے رفتہ رفتہ اچھا لگتا، ہے۔ آپ مجھے میرا کام کرنے و بیجے۔ میں جو پکھ کروں گی اپنے مناسب وقت پر ہی کروں گے۔"

"موں- چلو مُحیک ہے۔ تم کمتی ہو تو تہماری سے بات بھی میں مان لیتا ہوں۔ ویے سریتا کو سزا دینا اب ضروری ہوگیا ہے میں اے سزا دیئے بغیر نمیں رہوں گا۔" میں نے کما۔

"جیسا چاہیں کریں مہاراج-" ہیں ہوئل واپس آگیا تھا۔ رفتہ رفتہ میرے اندر جو انتخاذ بیدار ہو تا جارہا تھا اس فے مجھے ہمت بھے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ تو ابھی ابتدائی کھیل تھے۔ بچھے کم از کم یہ اندازہ ہوگیا کہ اس شم کے معاملات مجھے کوئی نقصان شیں پہنچا سے۔ سربتا دیوی کا معاملہ بڑا انو کھا رہا تھا۔ ہمرحال اس کے بعد تقریبا چوہیں کھنے گزر گئے نہ تو سربتا دیوی نے مجھے کوئی رابطہ قائم کیا تھا۔ نہ ہی میں نے ایسا کوئی قدم انھایا جو کے نہ تو سربتا دیوی نے مجھے کا حامل ہو تا۔ البتہ انا وقت گزر جانے کے بعد یہ بات میرے زہن کر اثر انداز ہونے گئی تھی کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یہ ہوٹل بہت اچھا تھا لیکن زندگ میں کوئی تبدیلی تو ہوئی چاہئے کوئی فیصلہ ہی نہیں کرپارہا تھا کہ اپنی ان قوتوں سے کیا فائدہ اشاف کہ اپنی ان قوتوں سے کیا فائدہ اشاف کہ اپنی ان قوتوں سے کیا فائدہ اشاف کہ دیا تھا۔ بات کی سوتے جیسے بند ہوگئے تھے۔ بہت می سوچیں ذہن سے بالکل نکل گئ تھیں۔ بسرحال پھر میرے ذہن میں خیال آیا کہ خود ہی کوئی تحریک کرنی چاہئے۔ شاہ گلال عال سے معلوم تھا۔ جاکر ذرا دیکھوں تو سمی شاہ گلالی کا کیا حال سے جہ چنانچے میں اپنی کار میں بیٹھ کران راستوں کو خلاش کرتا ہوا گلال شاہ کے آستانے پر ہو تھا۔ آستانہ ویران پڑا ہوا تھا کمی کا وہاں نام و نشان نہیں تھا۔ ایک طرف سے ایک خض آتا ہوا نظر آیا تو میں نے اس سے مسکرا کر یوچھا۔

میز پوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ میز پوش ہاتھوں میں پکڑا اور سریتا دیوی کی جانب بڑھا۔ اس نے اپنی دانست میں سریتا دیوی کو ڈھکنے کی کوشش کی' سیکن سریتا دیوی جھلاہٹ کے عالم میں بولی۔

و کیا آپ یا گل ہو گئے ہیں۔" جواب میں میزبان نے سریتا دیوی سے پھھ کما۔ تب سریتا دیوی نے اپنے جم پر نگاہ ڈالی۔ ایک کھے کے لئے ان کامنہ جرت سے کھلا پھراس ے ایک چ کی آواز نکی اور اس کے بعد وہ لہ اکر نیچ کر پریں۔ وہ ب موش مو کی تھیں۔ میزبان نے فوراً ہی میز پوش ان کے جسم پر ڈال دیا اور اس کے بعد جو جاروں طرف شور وغوغا مجا وہ سننے اور دیکھنے کے قابل تھا۔ ابتدائی کھات میں تو میں خود بھی مششدر رہ گیا تھا لیکن بعد میں مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ سب پورٹی کی کارروائی ہے۔ مجھے میہ پند آئی تھی اور میں پوری طرح مطمئن تھا پھریہ بنگامہ ضرورت سے زیادہ بردھ گیا تو میں افی جگہ ے اٹھا اور اس شاندار عمارت کے بیرونی جھے میں پہنچ گیا۔ مریتا دیوی کو اندر لے جایا گیا تھا۔ پھر کیا ہوا اس کے مجھے پنة شیں چل سکا۔ پورٹی کے اس کارنامے سے میں خوش تھا۔ چنانچہ کھی محول کے بعد میری کار بارکنگ لاٹ سے باہر نکل آئی اور میں این ہو ال کی جانب چل بڑا۔ ہو ال کے کمرے میں واپس آنے کے بعد جھے خوب ہمی آئی۔ پورٹی کو بار بار طلب کرنا میں نے مناسب نہ سمجھا۔ جو ہوچکا تھا اس کا اندازہ مجھے خود بھی تھا۔ چنانچہ میں نے خاموش ہی افتیار کی اور پھر سوچنے لگا کہ سریتا کا کیا ہوا ہو گا۔ اس سے وليب بات اور كوني نبيل موسكتي تقي- سريتا كو كوئي جسماني نقصان بهي نبيع القالميكن جو کیفیت اس کی ہوئی تھی اور جس طرح وہ اوگوں کے سامنے رسوا ہوگئ تھی۔ وہ نا قابل لیس ی بات مھی۔ پھراس کے بعد میں آرام سے سو گیا تھا۔

دو سرے دن ناشتہ کرتے ہوئے میں نے اخبار اٹھایا تو اخبار کے پہلے سفے پر کلب کے
افتتاح کی خبر نظر آئی۔ سریتا دیوی کی اس دفت کی تصویریں چیش کی گئی تھیں جب ان کے
جسم پر میز پوش پڑا ہوا تھا اور وہ ہے ہوش تھیں۔ فوٹو گرافروں کے کیموں کی روشنیوں
کے جسماکے تو اس دفت بھی ہے شار تھے جب سریتا دیوی مائیک پر لوگوں کو ڈائٹ رہی
تھیں اور اپنے آپ ہے ہے خبر تھیں لیکن ظاہر ہے یہ تصاویر اخبار میں شائع نہیں کی
جاسمتی تھیں البتہ خبر میں ساری تفصیلات موجود تھیں۔ اخبارات کی سے نہیں ڈرتے۔
ہر ایک کے بارے میں ہے لاگ تبصرے چھاپتے ہیں۔ سریتا دیوی کے اس واقعہ کے
ہر ایک کے بارے میں ہے لاگ تبصرے چھاپتے ہیں۔ سریتا دیوی کے اس واقعہ کے
ہارے میں جرت کا اظہار کیا گیا تھا لیکن بعض اخبارات نے خوب ندان اڑانے والی زبان

گیا- اسینے پر جو افراد آئے تنے ان میں سریتا دیوی بھی تنصی- ایک بہت ہی خوبصورت ساڑھی باندھے ہوئے۔ پھولول سے لدی ہوئی- میزبانوں میں سے ایک نے سریتا دیوی کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا۔

"محترمه سربتا دیوی کا شار اتنی بردی سابق شخصیات میں ہوتا ہے کہ ان کا تعارف کرانا اپ آپ کو شرمندہ کرنا ہے۔ وہ کیا ہیں میرا خیال ہے اس وقت کلب میں موجود تمام لوگ ان کے بارے میں جانتے ہیں۔ ہمیں انتمائی مسرت ہے کہ ہمارے اس کلب کی تقریب رونمائی سربتا دیوی جیسی شخصیت کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ محترمہ سربتا دیوی سے درخواست کی جاتی ہے کہ فیتہ کاٹ کر کلب کے نام رونمائی کریں۔"

مریتا دیوی اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ میں میہ سوچ رہاتھا کہ دیکھیں یورنی کیا کرتی ہے۔ حقیقی بات سے کہ ابھی تک پورٹی کی سیج کار کردگی کے بارے میں مجھے بھی ذراعلم شیں تھا۔ ایس بی کی حد تک تو اس نے واقعی بڑا کام دکھایا تھا۔ اب سریتا کے لئے وہ کیا کرتی ہے۔ سریتا دیوی تالیوں کی گونج میں اپنی جگہ ہے انھیں۔ ایک میزمان نے انہیں پلیٹ میں رکھ کر فینچی پیش کی اور سریتا دیوی اس فیتے کی جانب متوجہ ہو کئیں۔ لیکن پھراجانک ہی ایک ایبا مظر نگاہوں کے سامنے آیا ہے دیکھ کر خود میرے حلق سے بھی آواز نکل گنی محی- سریتا دیوی کے بدن سے اجاتک ہی ساڑھی غائب ہوگئ اور وہ بالکل ہی بے لہاس ہو گئیں تھیں۔ انہیں خود تو اس کا احساس نہیں ہوسکا لیکن جو خاتون میزمان ہاتھ میں پلیٹ لئے کھڑی ہوئی تھی۔ ان کے ہاتھ سے بلیٹ فیجے گر گئی اور وہ وہشت زدہ انداز میں إدهر اُدھر دیکھیے لکیں۔ بلیٹ کے ساتھ قینی بھی نیچے گرنے لگی تھی۔ سریتا دیوی نے خود ہی جھک کر قینجی اٹھائی اور بے شار تہتے فضا میں بلند ہو گئے۔ سریتا دیوی نے پلٹ کر لوگوں کی جانب دیکھا۔ یہ واقعہ ایسا تھا کہ فوری طور پر کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آسکا تھا۔ دنیا سریتا دیوی کو دیکید رہی تھی اور خود سریتا دیوی کو اینے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ انہوں نے منے والوں کو عجیب می نگاہوں سے دیکھا اور پھر آہت آہت چلتی ہوئی مائیک کے سامنے پہنچ گئیں۔ انہیں نقاب کشائی کے بعد مائیک پر کچھ کمنا تھا چنانچہ انہوں نے کہا۔ "لیڈیز اینڈ جنٹل مین! ترزیب ہارے معاشرے کا ایک حصہ ہے آپ کی یہ ہمی سمجھ میں شیں آئی۔" پھراچانک ہی میزبانوں میں تعلیلی مج گئے۔ بیہ سب کچھ جو نگاہوں کے

سامنے تھا ناقابل لیتین تھا۔ میزبانوں کے پاس اس وقت کوئی الیی چیز موجود شیں تھی جس

ے وہ سریتا دیوی کو ڈھک عمیں۔ ایک عمررسیدہ محض کو ایک ہی سوجھی۔ میزیر ایک برا

ا کھے بھی پچھ کرنا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے شاہ گلالی کی آئکھیں بلا وجہ ہی تو ختم نہیں اللہ تھیں۔ بسرطال آپ نے مزہ چکھ لیا۔ اخبارات میں آپ کے بارے میں بڑی دلچیپ آتی رہی ہیں۔ تین دن تک دنیا آپ کو نہیں بھول۔ چلئے ٹھیک ہے لوگ آپ کے دور اربعے سے واقف ہو گئے۔ ابھی آپ کی مزا کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ میری طرف سے اور شخطے آپ کو چیش کئے جائمیں گے۔ چلئے اب فون بند کر رہا ہوں میرا پچھ بگاڑ سکتی اللہ لگاڑ لیں۔"

یں نے یہ کمہ کر فون بند کر دیا۔ مجھے بدی ذہنی تسکین ملی تھی۔ یہ بھی انسانی اللہ تھی۔ یہ بھی انسانی اللہ تھے۔ دھم ہی ہے۔ و شمن پر برتری حاصل ہوجائے تو وجود میں سکون کا سمندر اللہ ہوجاتا ہے۔ یکی کیفیت تھی میری۔ وہاغ اس قدر آگے بڑھ گیا تھا کہ اب پچھ اور پنے کی مخبائش نہیں رہی تھی اور میں بقول شخصے ہوا میں اڑ رہا تھا۔ یہ ساری ہاتیں اپنی اپنی اپنی اپنی رہی تھیں اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب مجھے آگے مزید کیا کرنا چاہئے۔ بس دل ہاتا تھا کہ ونیا اپنے قدموں تلے لے آؤں۔ اتنی بری طاقت حاصل ہوگئ ہے بچھے کہ مرے دشمن میرے سامنے زمین ہو ہی ہوجاتے ہیں کئی دن اس طرح گزرگئے۔ سب سے ابنا تھا کہ برائی بچھ پر مسلط تو ہوگئ تھی لیکن ذندگی میں اتنی برائیاں نہیں کی میں برائیوں سے انچھی طرح واقف ہو تا۔ اب تک تو صرف ایک ڈی بنا ہوا تھا۔ خود اللے بردھ کر کیا کروں۔ ذبن میں یہ صلاحیتیں نہیں تھیں۔ پھر ایک دن میں نے سرتا الے بردھ کر کیا کروں۔ ذبن میں یہ صلاحیتیں نہیں تھیں۔ پھر ایک دن میں نے سرتا الے بردھ کر کیا کروں۔ ذبن میں یہ صلاحیتیں نہیں تھیں۔ پھر ایک دن میں نے سرتا الی کی دوبارہ ٹرائی کیا۔ دوسری طرف سے کمی عورت ہی کی آواز سائی دی تھی۔ میں

"سریتا دیوی سے بات کرائیے۔ ان سے کئتے بابر علی بول رہا ہوں۔" "سریتا تو کئی دن سے کمیں گئی ہوئی ہیں۔"

المال؟"

"مر مجھے نہیں معلوم۔"

" تحیک ہے۔ آجائیں تو ان سے کئے گا کہ بابر علی سے بات کر لیجئے۔" "بہتر ہے۔" کی ون کے بعد میں نے پورٹی کو طلب کیا۔ وہ آگئ تو میں نے گہری اگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ واقعی بے حد خوبصورت روپ اختیار کر چکی تھی۔ میں نے اسے دیکھے کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"پورنی! تم اپنی اصلی شکل میں میرے سامنے کیوں شیس آتیں؟" پورنی کے چرے

استعال کی تھی۔ بلکہ ایک آدھ نے تو اسے بھی سوشل ورک قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ ایک نیک خواتین کی معاشرے میں اشد ضرورت ہے جو سیج معنوں میں ہر جگہ سوشل ورک کرتی ہیں۔ مجھے بڑی بنسی آئی۔ اس کے بعد میں نے سوچا کہ اب خاموشی ہی اختیار کی جائے۔ ایک دن' دو دن' تین دن میری اپنی تفریحات میرا ساتھ دے رہی تھیں۔ نہ جائے۔ ایک دن' دو دن' تین دن میری اپنی تفریحات میرا ساتھ دے رہی تھیں۔ نہ افراجات کی فکر تھی نہ کوئی اور مشکل۔ زندگی یہ بھی اچھی ہے۔ کم از کم اس میں بلاوجہ کے بوجھ نہیں ہوتے۔ میں دفت گزار تا رہا۔ تین دن گزر گئے۔ ابھی تک مجھ سے کوئی رابطہ نہیں قائم کیا گیا تھا۔ تیسرے دن میں نے ہی سریتا دیوی کو فون کیا۔ کوئی اجنبی آواز مالطہ نہیں قائم کیا گیا تھا۔ تیسرے دن میں نے ہی سریتا دیوی کو فون کیا۔ کوئی اجنبی آواز مقتلی۔

"بيلو-كون ب؟" "مجھ سريتا ديوى سے بات كرنى ہے۔" "آپ كون بيں؟"

"بی بی! آپ جو کوئی بھی ہیں سریتا دیوی سے کمہ دیجئے کہ بابر علی ان سے بات کرتا جاہتے ہیں۔" کچھ کھوں کے بعد سریتا دیوی کی چین ہوئی آواز سائی دی۔ "بابر علی! تم ابھی تک بیس مررہے ہو؟"

"ارے ارے۔ یہ آپ کیسی زبان اختیار کر رہی ہیں سریتا دیوی۔" "نہ جانے کیوں میرا ذہن بار بار تہماری طرف جاتا ہے۔ تم بتاؤ میری رسوائیوں کے سلمان میں تمہمارا کردار کیا رہاہے؟"

"آپ کی ذہانت سے مجھے انگار نہیں ہے سریتا دیوی! گئنے اچھے ماحول میں ملے تھے ہم۔ نہ مجھے شاہ گلال سے کوئی شکایت تھی اور نہ تم سے۔ بلاوجہ آپ نے مجھے پر قتل کا الزام عائد کیا۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نہیں مائیں اور آپ نے اپنے اختیارات سے کام لے کروہ حرکت کی اور پھر حرکت اپنی جگہ لیکن اس حرکت کے لیں منظر میں آپ جو جاہتی تھیں اس نے مجھے آپ سے سخت نفرت دلادی سریتا دیوی! ارب ایک کروڑ مانگے تھے آپ نے اگر دوست بن کردس کروڑ مانگتیں تو میں سریتا دیوی! ارب ایک کروڑ مانگے تھے آپ نے کار پڑا ہوا ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں آپ کو انگار نہ کرتا۔ انتا ہیسہ میرے پاس بے کار پڑا ہوا ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں لیکن آپ کے جھے بلیک میل کرنے کا فیصلہ کیا تو سریتا دیوی! ہر شخص اپنا بچاؤ کرنا جانتا ہے لیکن آپ نے جھے بلیک میل کرنے کا فیصلہ کیا تو سریتا دیوی! ہر شخص اپنا بچاؤ کرنا جانتا ہے اور بچاؤ کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ سمجھ رہی ہیں نا آپ۔ تو مطلب میہ ہے کہ آپ نے بھی سوچا تھا اور بچاؤ کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ سمجھ رہی ہیں نا آپ۔ تو مطلب میہ ہے کہ آپ نے بھی سوچا تھا

الوال سے زیادہ حیثیت حاصل کر عتی ہے؟"

"مهاراج کون آپ کو یا سرا میرے خیال میں سربی مناسب ہے۔ بات اصل میں ہے کہ بیر کی ایک شکتی ہوتی ہے۔ میں آپ کی بیر ہوں اور میری شکتی اتن ہے کہ میں آپ کی حفاظت کر سکون یا آپ کے چھوٹے موٹے کام کر دوں۔ بات اصل میں بیہ ہے کہ یہ دنیا جو آپ کو نظر آرتی ہے تا اس کے باہر بھی ایک دنیا ہے جو نظر نہیں آتی۔ اس دنیا میں موجود ہیں۔ وہ قوتیں ایک دو سرے محاطات میں بے شک دخل انداز نہیں ہوتیں لیکن اس دنیا کا کوئی فرد اگر مجھ سے کوئی مدد چاہتا ہے اور بید مدد چاہتے والے سیس ہوتیں لیکن اس دنیا کا کوئی فرد اگر مجھ سے کوئی مدد چاہتا ہے اور ربید مدد چاہتے والے پر مخصر ہے کہ دہ کس درج کا آدمی ہے تو ان دیکھی قوتیں ایک دو سرے پر غلبہ پانے کی کوشش کرتی ہیں۔ سرا آپ میری بات کو سجھنے کی کوشش کیجئے۔ میں اس طاقت کے سراغ میں ہوں جس نے اس معاملے میں میری نگاہوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اب اگر میں سراغ میں ہوں جس نے اس معلومات حاصل کروں تو یہ میرے لئے مشکل ہے۔ میں اسے نہیں سریتا کے بارے میں معلومات حاصل کروں تو یہ میرے لئے مشکل ہے۔ میں اسے نہیں سریتا کے بارے میں معلومات حاصل کروں تو یہ میرے لئے مشکل ہے۔ میں اسے نہیں تو تی کو اچھی طرح علم ہوچکا ہے۔ طاش سے آگے میرے لئے صورت حال مشکل ہوجائے گی۔"

" ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر انسان کی زندگی میں کوئی دشمن نہ ہوتو زندگی ادھوری رہ جاتی ہے۔"

"ایک مشوره دول سر-"

"بال بولو-"

"اب میہ شمر چھوڑ دیجئے۔ آپ کی دنیا تو بہت وسیع ہے۔ اس میں بہت کچھ موجود ہے۔ کہیں بھی اپنے لئے نئی نئی دلچسیال تلاش کر لیجئے۔" میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی اور خود بھی سوچنے لگا کہ واقعی اس ہو ٹل میں خاصاوقت گزر چکا ہے۔ چنانچہ میں نے کہا۔

" ٹھیک ہے پورنی! میں یمال سے چلنے کے لئے تیار ہوں۔" "ایک اور بات کموں سر۔ یہ کار آپ کی شاخت بن چکی ہے۔ اس بھی یمیں چھوڑ دیجئے۔ آپ کے لئے بھلا کس چیز کی کی ہے۔ جو بھی چاہیں آپ کو مل سکتا ہے۔" "ٹھیک ہے۔" میں نے کما اور اس کے بعد پورنی کو رخصت کردیا۔ جب وہ چلی گئ تو میں نے دلچین سے اس کی تمام باتوں کے بارے میں غور کیا۔ ایک لیمے کے لئے بدن میں پر ایک افسردہ ی مسکراہٹ مجیل گئی۔ اس نے کماد "دنیا حسن دیکھنا چاہتی ہے۔ اصلیت بھی اتنی حسین نہیں ہوتی۔ وہ جب سائے آتی ہے تو لوگ اسے دیکھ کر نگامیں چرا لیتے ہیں۔ بس میں بات ہے کہ میں نے اپنا یہ روب دھار لیا ہے۔"

"پورنی! کیا تهمارے سینے میں دل ہے؟" پورنی نے عجیب ی نگاموں سے مجھے دیکھا جربولی۔

"يه سوال ہم ے نہ يجيم سرا بہت كى الى باتلى بيل جو صفہ رازيم رہيں۔"
"يم صرف يه معلوم كرنا چاہتا تھا كہ كيا تهمارے سف يم جذبات ہوتے ہيں۔"
"اس كے بارے بيل بس ايك بات كوں كى سر۔ وہ يہ ہے كہ بيل ايك زندہ وجود ہوں۔ كيوں ہوں كيا ہوں يہ ايك بى اور الگ كمانى ہے ليكن اگر زندگى كى بات كى جاتى ہوں۔ كيوں ہوں كيا ہوں يہ ايك لجى اور الگ كمانى ہے ليكن اگر زندگى كى بات كى جاتى ہوتے ہيں۔ بس ہوتے ہيں۔ بس ہوتے ہيں۔ بس سوال كيا جائے كا كہ كى مافوق الفطرت وجود سے اس كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے وجود سے اس كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے بارے بيل كارے بيل كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل في مربتا ديوى كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل كى مربتا ديوى كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل كى اندرونى كيفيت كے بارے بيل سوال كيا جائے۔ بيل كى اندرونى كيفيت كے بار كى بيل سوالى كيا جائے۔ بيل كى اندرونى كيفيت كے بار كى بيل سوالى كيا جائے ہيل كے اندرونى كيفيت كے بار كيفيت كے بارے بيل كے بار كے بار كيل كيا ہے كو بار كے بار كيا ہوں كے بار كے بار كے بار كے بار كے بار كے بار كيا ہوں كے بار كے

"وہ خاتون! شاید زمانے کی نگاہوں سے محفوظ ہونے کے لئے فرار ہوگئی ہیں۔" "شیں سرایہ بات نمیں ہے۔" "کیا مطلب؟"

"بات اصل میں ہے ہم کہ آپ کے تمام تر مفادات کی گرانی کی ذے داری اب میرے اوپر ہے۔ آپ کو کمال سے نقصان پہنچ سکتا ہے اور کمال سے منافع ہوسکتا ہے۔ یہ سب پچھ دیکھنا اب میرے فرائفن میں شامل ہے۔ سربتا کی گشدگ ہے معنی نہیں ہے۔ جہاں تک میری معلومات ہیں جھے پہ چلا ہے کہ وہ آپ کی طاقت کا تو ڑ وریافت کرنے کے لئے کی کال کنڈ میں گئی ہیں۔ کال کنڈ کالے علم کا مرکز ہوتا ہے سرا وہاں سے بہت کی طاقتین حاصل کی جاسکتی ہیں۔ سربتا دیوی کو اس بات کا تو علم ہو ہی گیا ہے کہ بہت کی طاقت کی کا باتھ ہے۔ وہ بھی ایک ضدی عورت ہے اور اس کے بہت کہ ایس کرنے میں آپ کا ہاتھ ہے۔ وہ بھی ایک ضدی عورت ہے اور اس کے بہت کے دو کال کنڈ سے کے بہت تیہ کر لیا ہے کہ آپ کی طاقت کی کاٹ کرے گی اور اس کے لئے وہ کال کنڈ سے کالا علم حاصل کرنے گئی ہوئی ہے۔"

"ارے واو۔ یہ تو واقعی ایک دلچپ خرب لیکن پورنی! ایک بات بتاؤ کیا تماری

ایک ہلکی ی جحر جھری کا احساس ہوا۔ سریتا ضصے سے دیوانی ہوکر کالی شکتی حاصل کرنے کے لئے چلی گئی تھی۔ وہ اپنی ان کو ششوں میں کمال تک کامیاب ہوتی ہے۔ اب اس کے بارے میں تو کوئی چش گوئی نہیں کی جاستی تھی لیکن بسرحال میری زندگی کے سامنے کوئی شخ داستہ تو تھا نہیں۔ بس یو نبی ایک حبین زندگی کی علاش میں سرگرداں ہوگیا تھا اور قدم بہ قدم بہ قدم آگے بردھتا چلا جارہا تھا۔ آخری فیصلہ میں کیا کہ اب اس شر کو چھوڑ ویٹا چاہئے۔ ہرمعاطے میں پورٹی کی ضرورت نہیں ہوتی جھے خود بھی اپنی زندگی میں اپنے اوپر عالم کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ رہل کاسفر کروں گا اور مختلف شروں کے نام میں اعتاد کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ رہل کاسفر کروں گا اور مختلف شروں کے نام میں نے اپنے ذبہن میں تر تیب دے لئے۔ پھران کی قرعہ اندازی کی تو جس شر کا نام قکا یہ ایک کائی بڑا شر تھا اور میں نے پہلے اے نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے وہیں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ ہوٹل ہی سے دیلوے کما ایک سیٹ بک کرائی۔

مجھے دو سرے دن تین بج روانہ ہونا تھا۔ چنانچہ اپنا مختفر سا سامان سمیٹ کر میں نے ساتھ لیا اور مقررہ وقت پر ریلوے اشیش پہنچ گیا۔ تنا کسی بھی یاد سے محروم۔ فرسٹ کلاس کے ایئر کنڈیٹنڈ کمپار شنٹ میں بہت کم لوگ نظر آرہے تھے۔ ایک طرف ایک خاندان موجود تھا اور مجھ سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک اور خاندان جو ایک عمر رسیده خاتون اور چار او کیول پر مشتل تھا۔ ساتھ ہی ایک ملازم جیسا آدمی بھی تھا۔ جو ان ے تھوڑے فاصلے پر بیٹا ہوا تھا لیکن وہ لوگ اے مخلف کاموں میں معردف کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے جم و ملے موئے تھے اور ان کے چرے تک فمایاں نہیں تھے۔ صرف آئکھیں جھانک رہی تھیں لیکن جب ٹرین وہاں سے چلی تو انہوں نے این چرے بھی کھول لئے۔ اچھی خوبصورت شوخ و شریر سی لؤکیاں تھیں لیکن ایک لڑکی کی صورت یر میری نگاہ بڑی تو میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکا نگا۔ بعض چرے ایسے ہوتے ہیں جو کسی كى توجه اين طرف تهينيخ كا كمال ركمت بين- عالانكه ذبن مين كوئى اليي بات نهيل موتى جو باعث تصور ہو۔ پھر بھی میہ چرے اپنی بناوٹ میں کمال رکھتے ہیں۔ یہ اڑکی بھی پچھ ایسی ہی تھی۔ سلکتے ہوئے نقوش والی۔ جمال تک خوبصورتی کی مثال ہے تو حقیقت بیہ ہے کہ مالک کائنات نے عورت کے نفوش میں اس قدر دلکشی رکھی ہے کہ انسان ان میں کھوئے بغیر شیں رہ سکتا۔ یہ لڑکی بھی اپنی ذات میں ایک انجمن تھی۔ میں بے اختیار اے دیکھتا

او کی اس وقت میری جانب شین و کچه ربی تھی لیکن بنته شین به میری نگاموں کی گری تھی یا صرف انفاق کہ اس نے مجھے دیکھا اور پھرایک دم سے پچھے تجل ی ہوگئے۔ یں نے بھی اے گھورتے رہنا خلاف اخلاق سمجھا اور نگاہیں اس کی جانب سے پھیرلیں۔ محررسیدہ خانون نے غالباً اپنی لڑکیوں کو اس لئے آزادی دے دی تھی کہ اب وہ اس سفر کے دوران وہ اینے چروں کو کب تک چھپائے رکھتیں البتہ ان کے جم چادروں میں لیٹے وے تھے۔ کوئی اچھا اور شریف خاندان معلوم ہوتا ہے میں نے دل میں سوچا۔ بسرحال اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو ان سوچوں سے آزاد کر لیا۔ ٹرمن کا یہ سفرجاری رہا۔ دو محفظ على المحفظ على اور آش محفظ كزر ك- اس دوران مخلف نقل وحركت بوتى راى تھی۔ لڑکیاں بھی کئی بار اٹھ کر باہر گئی تھیں سوائے اس لڑکی کے۔ چنانچہ ایک بار ایسا بھی ہوا کہ صرف وہ لڑکی اندر رہ گئے۔ عمر رسیدہ خاتون بھی شاید واش روم چلی گئیں۔ میں نے نگاہیں بھر کراے دیکھاتو لڑکی کی نگاہیں بھی میری جانب اٹھی ہوئی تھیں۔ نہ جانے میرے وبن میں کیا عالی کہ میرے مونوں پر ایک مدہم ی مکراہث مجیل گئے۔ جواب میں وہ سوگوار آجھیں اس طرح میری جانب اتھیں کہ میرے اندر ایک عجیب ی فلش بیدار ہو گئے۔ مجھے یون نگا جیسے وہ آ تکھیں اپنے دکھ کا اظهار کرتا جاہتی ہوں۔ ایک عجیب ی ب چینی میرے دل میں پیدا ہوگئ۔ میں نے سوچا کہ اس اڑکی سے چھ بات کروں لیکن ای وقت وہ سب واپس آئیں۔ اور میں گری سائس لے کر خاموش ہوگیا الیکن نہ جانے کیوں ان شکایت بحری نگاہوں نے میرے دل و دماغ پر ایک انو کھا اثر کر ڈالا تھا۔

بیں سفر کا باقی وقت بھی خاموثی سے گزار تا رہا اس دوران عمر رسیدہ خاتون نے میری جانب متوجہ ہونے کی کوشش بھی شیس کی بھی۔ انہیں غالباً اس بات کا احساس تھا کہ چار چار اور کیوں کے ہمراہ ہیں۔ بیس نے دل بیں یہ فیصلہ کیا کہ پچھ بھی ہو اس لڑک کے بارے بیں معلومات حاصل کروں گا۔ اس لڑک نے میرے ذہن پر ایک بجیب سااٹر کر ڈالا تھا اور بیں اے نظرانداز نہیں کرسکتا تھا۔ طویل سفربالاً فر افقان کو بہنچا اور اس وقت صبح کے ساڑھے دس نے رہے تھے جب ہم نیاز آباد پہنچ گئے۔ نیاز آباد ایک عظیم الشان شر تھا۔ او چی او پی عمارتوں اور خوبصورت سراکوں کا شر' میں نیاز آباد ایک عظیم سالن اٹھایا اور ٹرین سے نیچ انر گیا۔ میرے ذہن پر جو منصوبہ تھا اس پر علی کرنا چاہتا تھا باہر اُکلا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے نیکسی ڈرائیور اور دو سری سواریوں والے لوگ مسافروں پر جملہ آور ہورہ ہیں لیکن میں انتظار کرنا چاہتا تھا۔ تھو ڈی دیر

ا المراب نوٹ دیے اور ڈرائیور ایک دم سے چونک کر سیدھا ہوگیا۔ کاغذ کے بیہ اس بھی انسان کی زندگی میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے ڈرائیور کی نگاہوں کی میرے لئے جو تمسخرانہ مسکراہٹ تھی۔ پانچ پانچ سوکے ان دو نوٹوں کو دیکھ کرایک دم دو نو چکر ہوگئے۔ بل معمولی سابنا تھا لیکن معاوضہ اتنا اداکیا گیا تھا۔ بس اس کے بعد بھلا میں گھھ یاد رکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ میں نے پچھ خوا تمن کا پیچھاکیا تھا۔

میرا سامان اندر چنج گیا۔ ہو تل میں میرے لئے ایک خوبصورت کمرہ بک ہوگیا اور یں ادائیگیاں وغیرہ کرکے اس کمرے میں معقل ہوگیا۔ انسان کی شرافت اور معزز ہونے کا ب سے برا ثبوت اس کی جیب میں موجود رقم سے ملتا ہے۔ اس کے بعد کسی اور تصدیق ل شرورت مہیں رہتی۔ چنانچہ یقینی طور پر ہوئل کے مالکان نے مجھے ایک معزز فرد سمجھا الله نيد كمره بهت بى شاندار تھا۔ كى ايك آدى كے لئے استے برے كمرے كا تصور بھى میں کیا جاسکتا تھا لیکن بسرحال زندگی نے مجھے یہ موقع فراہم کیا تھا تو میں کیوں نہ اس سے لا وه اٹھاتا۔ اب تو طبیعت میں کچھے اور اعتاد پیدا ہو تا جارہا تھا۔ ہو ٹلوں میں رہنا بھی آگیا تھا اار لوگوں کے سامنے اداکاری کرنا بھی جس سے انسان اپنے آپ کو ایک بردا آدمی ثابت کر عد سرحال ایک طرح ے ایک مطبئن زندگی تھی میرے گئے اور اس میں کوئی المطراب شیس تھا لیکن اگر زندگی میں اضطراب نہ ہوتو زندگی بے مزہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ ال وقت اس كا بمترين تجربه موا تما اور كي نيس- اس وقت تو ي بات يه ب كه اينا الدید کرنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کرتا تھا۔ برائی کے راستوں کی جانب قدم بردهایا الله اور بلندیال طے کرتا چلا جارہا تھا لیکن آج جب غور کرتا ہوں توبیہ احساس ہوتا ہے کہ السان فطری طور پر بھی برا نہیں ہو تا وہ چاہے کتنے ہی غلط راستوں پر نکل جائے لیکن اس كى فطرت ميں جو كچھ ہو آ ہے وہ حتم نہيں ہو آ۔ اس وقت ميں طاقت كے نشے ميں چور تھا ادر یہ سوچ رہا تھا کہ میرے گئے کوئی زوال ہی نہیں ہے لیکن اس لڑکی کے نفوش نے میرے دل پر جو اثر کیا تھاوہ نظرانداز نہیں کیا جاسکا۔

پورا دن اور پوری رات گزرگئی۔ اضراب 'ب چینی خطش۔ میں نے سوچا کہ جملا میرے لئے کیا مشکل ہے کہ میں اس لڑی کو حاصل کراوں لیکن اس بازار کے بارے میں کھے ابھی کچھ خاص تفصیل معلوم نہیں تھی۔ میں اپنے آپ کو تیار کرتا رہا کہ دوبارہ وہاں جادل اور معلومات حاصل کروں۔ بسرحال دن کا یہ حصہ بھی گزرگیا۔ شام کو میں نے ایک موبصورت سالباس پہنا اور ہوش سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں ایک شیسی کے بعد وہ خاندان برآمد ہوا اور وہ ملازم ٹائپ کا آدی ٹیکسی ڈرائیوروں سے بات کرنے لگا۔ پھر انبول نے دو ٹیکیوں میں اپنا سلمان وغیرہ رکھوایا تھا۔ ایک میں ملازم سلمان کے ساتھ بیٹھ گیا دوسری میں وہ پانچوں خواتین سوار ہوگئیں۔ میں نے فوراً ہی ایک ٹیکسی کا دروازہ کھول کراندر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''وہ جو سامنے نمیکسی جارہی ہے اس کے پیچھے چکھے چلو۔'' ڈرائیور نے ایک نگاہ مجھے مفکوک انداز میں دیکھااور نمیکسی آگے برحادی پھرپولا۔

"صاحب! آپ نے بھاؤ میں پوچھابعد میں جھڑا مت کریں۔"

"بک بک مت کرد جو ماگلو گے دوں گا۔" میں نے بھاری کیج میں کہا اور ڈرائیور خاموشی سے سامنے دیکھنے لگا۔ آگے والی دونوں ٹیکسیاں پُراطمینان انداز میں بوھی جارہی تھیں۔ میں ان کا تعاقب کرتا رہا۔ ٹیکسیاں مختلف راستوں سے گزرتی رہیں۔ میں نے ڈرائنور سے کہا۔

"وه شكسيال أكلمول سے او جمل نه مونے پائيں۔ خيال ركھنا۔"

"جی صاحب۔ قلر نہ کریں۔" ڈرا کیور بولا اور اس کا بیہ سفر جاری رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیکسی ایک ایسے علاقے میں وافل ہوگئ جس کے بارے ہیں میری خاص معلومات و نہیں تھیں لیکن من بہت کچھ رکھا تھا۔ اب انا بھی نہیں تھا کہ صورتِ عال کو نہ جان سکوں۔ بیہ طواکفوں کا علاقہ تھا اور اس وقت میری جرت کی انتما نہ رہی جب اگلی دونوں شیکسیاں ایک بالاخانے کے نیچے رک گئیں۔ کی افراد نیچ از آئے اور جلدی جلدی سامان انارنے گئے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر بیہ اندازہ ہورہا تھا کہ بیہ بالا خانوں ہی کے لوگ ہیں۔ انارنے سگے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر بیہ اندازہ ہورہا تھا کہ بیہ بالا خانوں ہی کے لوگ ہیں۔ پانچوں عور تیں بھی نیچ از گئی تھیں لیکن میرے لیے بیہ ایک اور ذہنی جھٹکا تھا کیونکہ رہل کے سفر کے دوران میں نے ان لوگوں کے جو انداز دیکھے تھے اس سے پنہ چلان تھا کہ کی شریف گھرانے یہاں آباد ہیں۔ ہمرطور میرے دل و دماغ کی ایک بجیب می کیفیت رہی اور پھر میں کچھ دیر کے بعد دہاں سے واپس چل دل و دماغ کی ایک بجیب می کیفیت رہی اور پھر میں کچھ دیر کے بعد دہاں سے واپس چل دل و دماغ کی ایک بجیب می کیفیت رہی اور پھر میں کچھ دیر کے بعد دہاں سے واپس چل دل و دماغ کی ایک بجیب می کیفیت رہی اور پھر میں کچھ دیر کے بعد دہاں سے واپس چل دل و دماغ کی ایک بجیب می کیفیت رہی اور پھر میں کچھ دیر کے بعد دہاں سے واپس چل دل و دماغ کی ایک بجیب می کیفیت رہی اور پھر میں کچھ دیر کے بعد دہاں سے واپس چل

"وْرَانُيُورْ! بَجْهِ كَى بِمِتْ الْبِيْقِ بِي بُوتُل لِي جِلُو\_"

ڈرائیور نے ایک بار پھر مجھے معنی خیز نگاہوں سے دیکھا تھا، لیکن وہ منہ سے پھیے نہیں پولا۔ پچھ دیر کے بعد میں ایک فائیو اشار ہو ٹل کے سامنے کھڑا تھا۔ ہو ٹل کے عملے کے ایک مخص نے فوراً ہی میرا استقبال کیا۔ میرا بیگ اپنی تحویل میں لیا میں نے ڈرائیور معرور کر دیا تھا۔ چنانچہ میں نے کہا۔ ''منیں۔ جان بوجھ کریماں آیا ہوں۔''

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرلیں۔" "کیوں نہیں۔ بغیر معلومات کے یہاں کیے پہنچ سکتا تھا؟" میں نے اب بے خوفی سے اب دیا اور عمر رسیدہ عورت کے چرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھرانہوں نے کہا۔ "لڑکیوں میں سے کوئی پند آگئی تھی۔" انداز ایسا تھا کہ مجھے بھی جواب دیے میں کوئی بھجک محسوس نہ ہوئی۔ میں نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں۔" "ریہ = کم علر سر تمہاری

"بہت کم عمرے تہماری۔ تجربے کار بھی نہیں معلوم ہوتے۔ دیکھو بیٹے! یہ کوٹھوں
گی دنیا ہے۔ یہاں صرف دولت کا کھیل ہوتا ہے۔ برا مت ماننا اگر ہماری مجبوریاں نہ
ہوتیں تو ہم بھی گھروں میں شریف زادیوں کی طرح بیٹھے ہوتے۔ یہ میں تم سے صرف
اس لئے کمہ رہی ہوں کہ مجھے تم صورت ہی سے معصوم نظر آتے ہو۔ اگر انسان کے
پاس دولت ہوتو اسے ادھر کا رخ کرنا چاہئے۔ ویے مجھے بھی کم نہیں لگتے۔ اول درج
کے ذید میں سفر کر رہے تھے۔ صاحب حیثیت ہی ہوگے۔ کیوں غلط تو نہیں کمہ رہی

' حیثیت اگر دولت سے بنتی ہے تو آپ کی دعامے میرے پاس بہت پکھ ہے۔'' ''کہا تھا نامیں نے شکل سے ہی لگتے ہو۔ میرا نام جانتے ہو؟'' ''نہیں۔ جاننا جاہتا ہوں۔''

"مایا دیوی کی بردی وا قنیت ہے جس ہے بھی پوچھو گے وہ جمہیں مایا دیوی کے بارے بیل بتا دے گا۔ ان دنوں لڑکیوں کو تو تم نے دیکھا تی ہوگا۔ وہ جو سنری لباس میں ہے وہ بلا ہے دو سری کملا ہے۔ انجلی ابھی آنے والی ہے۔ جو پہند ہو مجھے بتا دینا۔ ابھی تھوڑی ویر کے بعد ناچ شروع ہوجائے گا۔ اس سے لطف اٹھاؤ بعد میں رک جانا بعد میں باتیں ہوں گی۔ " تمیری لڑکی بھی آگئے۔ مگروہ نہیں آئی جس کے لئے میں یماں آیا تھا۔ مایا دیوی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی پھر رقص شروع ہوگیا اور لڑکیاں رقص کرنے لگیں۔ میری فاین ختظر رہیں لیکن وہ چو تھی لڑکی مجھے نظر نہیں آئی تھی۔ تاہم صبر وسکون سے انظار کرتا رہا اور پھر کافی وقت گزر گیا۔ رات کے بارہ بیج مہمان جانے گئے لیکن مایا وتی نے بھے سے کہا کہ میں رکوں۔ سازندوں نے سازبند کر دیئے تو مایا وتی میرے یاس آبیٹیس۔

میں بیشا ہوا اس بازار کی جانب جارہا تھا۔ ٹیکسی ڈرئیور کو میں نے پت بتایا تو اس کے محراتی نگاہوں سے جھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"صاحب بی! اگر دہاں نہ جانا چاہیں تو میں آپ کو ایک نی جگد لے چلوں۔ ایک نظر ڈال کیجئے۔ جی خوش ہوجائے گا۔"

"جمال میں نے کما ہے سیدھے وہاں چلو-" میں نے سرد لیج میں کما۔ اتفاق کی بات یہ کہ جس جگہ نیکسی رکی ہیہ وہی بالاخانہ تھا جہاں وہ تمام خوا تین اوپر گئی تھیں۔ وقت کا آغاز ہوچکا تھا۔ بالاخانوں کی روفقیں نمایاں تھیں۔ سازو آواز ماحول میں رحی ہوئی تھی۔ میرے قدم ارز رہے تھے۔ کچھ بھی تھا بسرحال ہرنی جگد انسانوں کے لئے تھوڑی ی دفت كا باعث موتى ہے۔ آخر كار ميں اور چينج كيا۔ يهال كى كى آمد كو اجنبى نگاموں سے نبیں دیکھا جاتا تھا۔ سبھی مہمان تھے۔ وہ بروا سا کمرہ جس میں بہت تیز روشنی ہو رہی تھی ب شار آوازوں سے گوئ رہا تھا۔ اس وقت یمال کا رنگ ہی کچھ اور تھا۔ سازندے ساز ا کروھن ما رہے تھے۔ تماش بین آپی میں خوش گیاں کر رہے تھے۔ وہ عمر رسیدہ خاتون جو رئین کے سفر میں ایک یا کیزہ شخصیت نظر آرہی تھیں۔ اس وقت رنگ ہی بدلا ہوا تھا ان کا زمانے کا ایک ہے بھی ڈھنگ ہو تا ہے۔ جو لے اس طرح بدلے جاتے ہیں کہ دیکھنے والا ششدر رہ جائے۔ ان جارول اڑ کیول میں سے دو لڑ کیال بھی وہاں موجود تھیں۔ اس وقت تو وہ چاور میں لیٹی ہوئی سی ساوتری لگ رہی تھیں لیکن اس وقت ان کے چرے میک اپ سے بچ ہوئے تھے۔ اتی بدلی بدلی لگ رہی تھیں کہ اگر میری نگاہوں میں خاص طور سے نہ ہوتیں تو پہچانی بھی نہ جاتیں۔ انہوں نے البتہ مجھے پہچان لیا۔ الوكيوں نے ايك دو سرے كے كان ميں كھ كما۔ پير ايك الركى نے ان عمر رسيدہ خاتون كى طرف مند كرك انسيل بھي کچھ بنايا اور عمر رسيده خاتون مجھے غورے ويكھنے لگيل- مدہم ے انداز میں مسرائیں اور پھرانی جگہ ے اٹھ کر میری جانب آگئیں۔ جھ پر تھوڑی ی گھراہٹ سوار ہوگئ تھی۔ میرے قریب بیٹھ کر انہوں نے کہا۔

"اگر میں تنہیں پیچانے میں غلطی تنیں کررہی تو ریل کے سفر میں تم ہمارے ساتھ ا۔"

"جى بالكل مين ويى جون-"مين في جواب ديا-

"خوب پنچے ممال- اچھا ایک بات بناؤ کی بولنا- جان بوجھ کر ممال آئے ہو یا اتفاقیہ طور پر ممال پہنچ گئے۔" ممال ممری فطرت میں وہی سرکشی ابھر آئی جس نے اب مجھے کے گئے گئے تیار کرنا ہے۔ معاف کرنا میں تہیں نہ تو دھوکا دے رہی ہول اور نہ اللہ کے لئے تیار کرنا ہے۔ معاف کرنا میں عمور ہو اللہ میں النا پکھ کہنے پر مجبور ہو

"فیک ہے میں کل آجاؤں گا اب اجازت دیجئے۔" میں نے کما اور پھر میں وہاں و والى كے لئے اٹھ كيا- ماياوتى جى نے نوٹوں كى ان گذيوں كو ہوس بحرى نگاہوں س الساليكن تي بات وي ب كه مال مفت ول ب رحم! مجمع بحلا ان گذيوں سے كيا دلچيى المق تھی۔ یورٹی کے ذریعے میں یہ سب کچھ حاصل کرسکتا تھا۔ چنانچہ میں انہیں وہیں المراكر التي كيا- يد اندازه ميس نے لكاليا تھاكه يد جكد دولت كے تھيل كے علاوہ اور كچھ می ہے اور دولت کے ذریعے یمال ہر کھیل کھیلا جاسکتا ہے۔ ہوٹل واپس آگیا لیکن ال میں وہی اور گروش كررہى محى- كون ب- كيا بي معلوم كرنا بے حد ضروري الدوات كزرتا رباد رات كووير تك يس اس ياد كرتا ربااور پير كرى نيند سوكياد دوسرا الله يوى بي جيني اور اضطراب ميس كزرا تحا- ايك دوبار يورني كاخيال آيا تحا اور ميس نے ویا تھا کہ کیوں تہ بورنی سے اس سلط میں مدولی جائے لیکن پھرنہ جانے کیوں خود بخود الداده ملتوى موكيا ميس في سوچاكد اب اس طرح برمسط ميس بورني كو يكارنا بحي سحيح نهيس - پھھ کام اینے طور پر بھی کرنے چاہئیں۔ دوسرے دن میں پھر تیار ہو کر مایا وتی کے المف ير پہنے كيا- آج ميرا استقبال كھ اور بهتر انداز ميں كيا كيا تھا- مايا وتى نے كما-"ابھی ہاری محفل شیں جی- آپ آئے میرے ساتھ۔ آپ نے او اپنا نام بھی "ل الله الله الله المحصر"

"بايرعلى ب ميرانام-"

"شنشاه بابر على معلوم ہوتے ہیں 'آئے۔" اس کے بعد مایا وتی مجھے لئے ہوئے ارے کے دروازے پر پہنچ گئی اس نے کہا۔

دونیل کنول اندر موجود ہے۔ میں نے اس سے کما تھا کہ آپ اس سے ملنا چاہجے اس۔ پہلے تو وہ بالکل تیار نہیں ہو رہی تھی لیکن جب میں نے یہ حوالہ دیا کہ آپ وہ ہیں اس۔ پہلے تو وہ بالکل تیار نہیں ہو رہی تھی تو وہ تیار ہوگئ لیکن بابر علی۔ ایک بات پھر میں اس کے بتا ہوگئ لیکن بابر علی۔ ایک بات پھر میں اس کے بتا کہ بتا رہی ہوں کہ اس میں نے آپ کی خوشی پوری کردی ہے یعنی اس سے آپ کی اس کے ساتھ زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر اسات کرادی ہے کم اذکم یمال اس کے ساتھ زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر اس کو ہمارے یمال

"بال گون ی اچھی گی ہے ان میں؟"

"آپ نے جس بے تکلفی سے پوچھا ہے میں اس بے تکلفی سے آپ کو بتا رہا

ہوں۔ وہ چو تھی لڑی بھی تو تھی آپ کے پاس وہ کماں ہے؟"

"ارے...... ارے..... ارے۔... ارے۔... ارے۔... اس بے تکلیں اس پر تھیں؟"
"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

" بین بیٹے اس سے ملنا ممکن شیں ہے۔ اصل میں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وہ تو مممان ہے ہمارے پاس۔ ایک رئیس زادے نے اسے ہمارے پاس بھیجا ہے کہ ہم اسے مممان کے طور پر کچھ عرصے کے لئے رکھ لیس بعد میں وہ اسے لے جائے گا۔ اس سے ملنا ممکن نہیں بیٹے۔"

"نمیں مایا وتی جی میں ای سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"ہم نے کمانا ہم میں سے نمیں ہے وہ مہمان کو بھلا ہم تم سے ملنے پر کیے مجبور کر

"مروه رئيس زادے كى كون ب؟"

"جو کوئی بھی ہے تم اس کے بارے میں مت پوچھو تو بہتر ہے۔ بیہ بینوں حاضر ہیں۔ تمہاری خدمت کے گئے۔ تم اشیں تھم دے کر دیکھو۔" اب میرے گئے ضروری تھا کہ اب میں مایا وتی کو دولت کی چنک دکھاؤں چنانچہ میں نے جیب سے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں اور مدہم لیجے میں کما۔

"لما وتی تی این اس سے ملنا چاہتا ہوں۔" نوٹوں کی سے گذیاں دیکھ کر مایا وتی کی آگئیں ہی گئیاں دیکھ کر مایا وتی کی آگئیں پہٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ بہت بڑی مالیت تھی ان کی ادر مایا وتی جیسی عورت کے لئے اس دولت کو محکرانا ممکن نہیں تھا۔ وہ ایک لیجے کے لئے سکتے میں رہ گئی تھی۔ پھر اس نے باتی لاکیوں کی طرف دیکھا اور خنگ ہوئؤں پر زبان پھیرتی ہوئی ہوئی ہوئی۔ اس سنو۔ میں تمہیں تھے بتا رہی ہوں۔ میں ما تو دوں گی تمہیں اس

ویسو سیرن بوت سود ین سین کی بنا رای بول بین ملا کو دول کی سین اس سے دیسے آج یہ بھی ممکن نمیں ہے لیکن یہ میں تنہیں صحیح بنا رای بول کہ اس کا حصول تنہارے لئے ممکن نمیں ہوگا۔ جس نے اسے میرے پاس بھیجا ہے وہ بری طاقت ر کھتا ہے اور اس سے لڑنا میرے لئے ممکن نمیں ہے۔"

"بير سب بعد كى باتيں بيں۔ ميں صرف اس سے ملاقات كرنا چاہتا ہوں۔ " "اگر تم اتى بى ضد كر رہ بو تو تحك ب كل آجانا۔ اس بھى تو تم سے بات چيت ا ل 180- وہ مجھے پر غمال بنا کرلے جانا چاہتے ہیں۔ تم مجھے بناؤ کہ ایسا ممکن ہے۔ کیا القبی اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دول۔ قرطیس اعظم کے ہوتے ہوئے۔ اگر ایسا اللہ کا ایسا کہا جاسکتا ہے کہ نینوا کی تاریخ بدل گئے۔ بناؤ۔ نینوا کے حکمران کیا مجھے مامین یہ اللہ وک کے حوالے کر دوگے؟"

میرے ہوش اڑگے۔ یہ بگواس میری سمجھ میں بالکل نہیں آسکتی تھی۔ میں اپنی جگہ اسٹ کھڑا رہا تو وہ کری سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی اور نے نتلے قدموں سے میری جانب کھڑا رہا تو وہ کری سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی اور نے نتلے قدموں سے میری جانب کھڑا رہا تو وہ وہ نے دکیش اور حسین چال ایک ایسا پُراسرار وجود نے دکیے کر سمجھ معنوں میں اللی کیفیت خراب ہوجائے۔ اس کے حسین سراپا اس کی مست چال نے مجھے اور بے اللہ ویا تھا۔ اس کے بدن سے ایک الی خوشبو اٹھ رہی تھی جس کا تصور بھی مشکل سے اللہ اللہ اس کے بدن سے ایک الی خوشبو اٹھ رہی تھی جس کا تصور بھی مشکل سے اللہ اسٹھے اس خوشبو کو کوئی نام نہیں دیا جاسکتا تھا۔ بلاشہ انسانی تا ٹرات اپنی پندیدہ شے اللہ نہیں کیا ہے کیا مقام دے دیتے ہیں۔ مگر کچھ نہ کچھ حقیقت تو ہوتی ہے۔ وہ میرے مال آگھڑی ہوئی اور اس نے میری آ تکھول میں آ تکھیں ڈال دیں۔ بلاشبہ ایک ایسا منظم کیا تمہاری بھی زبان بندی گر دی گئی ہے؟"

" میں سوال کتنی بار کرد گے مجھ ہے۔ مانا کہ تم ایک عظیم سلطنت کے حکمران ہو الن اب ایسا بھی نہیں ہے کہ ہر لمحہ مجھے بھول جاؤ۔ میں کن مشکلات کا شکار ہوں کیا اس اس کاعلم نہیں ہے۔"

الليانام ب تمهارا؟ من في بحرسوال كيامين به جانئ كى كوشش كرربا تفاكه اوكى الله الما يا من به جائن كى كوشش كرربا تفاكه اوكى الله الوقوف بنا ربى به يادر حقيقت وه والمرائن طور پر غيرها ضربالمه الم الم غيل كنول ب-"

الكياوا قعي؟"

"یاد آئی نیل کنول۔ صحرائے طوی میں تم گھوڑے سے گرے تھے اور زخی ہوگئے لا بیل نے بی حمرائے طوی کے ایک نخلتان لا بیل نے بی حمرین پانی پلایا تھا اس وقت ہمارا قافلہ صحرائے طوی کے ایک نخلتان اور رہی سنہری سانپ کا پیچھا کرتی ہوئی ریت کے میلوں کے درمیان دوڑ رہی گی گئے نظر آئے۔ سنہری سانپ تو غائب ہوگیا لیکن تم وہاں موجود رہے۔ قرطیس تم اللہ می نظر آئے۔ سنہری سانپ تو غائب ہوگیا لیکن تم وہاں موجود رہے۔ قرطیس تم اللہ اللہ مجھے کیوں بھول جاتے ہو؟" میں عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ

معمان بناکر بھیجا ہے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں کما جاسکتا۔ چنانچہ آپ خیال رکھیں اور یمال اس کے اوپر کمی فتم کی دست ورازی نہ کریں۔ آپ کی بردی مرمانی ہوگ۔ " میں نے مسکراتے ہوئے گردن بلائی اور کہا۔

"آپ بالكل فكر شد كريس ميں ايك شريف آدى ہوں۔ ميں صرف اس سے مانا جاہنا ہوں۔"

"تو پھراندر چلے جائے۔" مایا وتی نے کما اور میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ دروالد کھولنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔

آخر كرمين دروازه كحول كر اندر داخل ہوگيا۔ خاصا برا كمرہ تھا۔ اعلیٰ درہے کے فرنیچرے آراستہ- چھت میں روش فانوس ماحول کو منور کر رہے تھے اور وہ ایک آرام وہ کری پر اداس بیٹھی تھی۔ جن طالات سے میں گزر چکا تھا ان میں شرافت اور محبت ا كوئى ايسا تصور باتى نيس رہا تھا جس كا تعلق داوں كے گدازے ہوتا ہے۔ ايك ختك ي کیفیت پیدا ہو گئی تھی لیکن انسان بہرحال اپنے محور کی جانب واپس لوٹنا ہے۔ اس حسین شكل نے ٹرین میں بى جھ پر بچھ اليے اثرات مرتب كئے تھے كہ اس كے بعد سوچ ك دهارے بولئے لکے تھے۔ طلائک پورٹی نے اپنے آپ کو انتائی حبین صورت میں میرے سلمنے پیش کیا تھا اور انتا بے و قوف میں بھی شمیں تھا کہ پورٹی کی اندرونی کیفیت کے واقف نہ ہو تا۔ اب میہ بات میں نہیں جانبا تھا کہ بیہ بیرو ٹائپ کے لوگ جن کا تعلق کا لے علم سے ہو تا ہے۔ اپنے جذبات و احسامات کی کیا کیفیت رکھتے ہیں۔ لیکن یورنی کا صل روپ بھی مجھے یاد تھا۔ ایک بھیانک روپ جو بسرحال ایک جاپ کے بعد تبدیل ہوا تھا۔ اب میں اے عارضی تبدیلی ہی سجھتا تھا۔ اس کے پس پردہ کیا کیا تھا یہ تو مجھے معلوم تھا کیکن مید حسین وجود مید حسین لؤکی جو ٹرین میں ہی میرے دل و دماغ کو متاثر کر گئی تھی۔ نہ جانے کیا حیثیت رکھتی تھی میرے لئے میں نے تو یہ سوچا تھا کہ جب میں کرے میں داخل ہوں گاتو وہ مجھے و مکھ کرچو نکے گی لیکن وہ اس طرح کری پر بیٹھی تھی جیسے کوئی عل بت اس انداز میں تراش دیا گیا ہو۔ وہ خاموشی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کے اس انداز یر ایک کھے کے لئے میں جل ہوگیا۔ اور اپن جگه تھنگ کر رک گیا۔ تب وہ آہت ہے اہے بدن کو جنبش دے کربول۔

"آؤ۔ رک کیول گئے قرطیں اعظم! میں تو کب سے تمبارا انتظار کر رہی ہوں۔ مامینسہ کے سفیکہ ڈاکوؤں نے ہمارے محل کو تاراج کردیا ہے۔ سب مارے گئے ہیں میں عما و سرے عزیز وا قارب۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو خود کو ای درخت کی مان ایک سحرا میں شا کھڑا پایا۔ اور اس کے بعد میں شما ہوں۔ جب تم مجھے صحرائے طوی میں بے ہوشی کی کیفیت میں طے تو میرا دل سے چاہا کہ تم آؤ اور مجھ میں سوراخ بناکر رہو۔ پھر میرے سارے وجود میں سوراخ ہی سوراخ ہوجائیں اور تم اس میں کھیلتے پھرو۔"

الرين ميس سفرك دوران تم في مجه ويكها تها؟"

"باں اور پھپان لیا تھا اور اب بھی میں نے ایک نگاہ میں تھہیں پھپان لیا۔" "بہ مایا دیوی کون ہں؟"

"دنیا میں بہت سے کردار إدهر سے أدهر منتشر ہوتے ہیں۔ کوئی کسی نہ کسی کام آئی
ہاتا ہے۔ یہ کون ہیں کیا ہیں یہ تو میں نہیں جانتی لیکن ہے اچھی عورت۔ یمال جتنے لوگ
ہیں وہ میرے ساتھ بری محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ رقص و موسیقی کے دلدادہ ہیں یہ
لوگ لیکن مجھے اس میں شریک نہیں کرتے۔ پتہ نہیں کیوں؟ ویسے میں بتاؤں شہیں
مالیم کے ڈاکوؤں نے یمال تک یہ رسائی حاصل کرلی ہے۔ قرطیس تم نے اب بھی تلوار
الیم کے ڈاکوؤں کے یمال تک یہ رسائی حاصل کرلی ہے۔ قرطیس تم نے اب بھی تلوار

" " مُحَيَّه بِحِي تَمْ تَ مِلِ كربت خُوشَى ہوئى اور اظمینان رکھومیں تمہارے لئے پچھے اور اظمینان رکھومیں تمہارے لئے پچھے اند کردگی؟" ایک بات بتاؤ میرے ساتھ رہنا پیند کردگی؟"

"آه...... میں نے تو تم سے پہلے ہی کہا ہے کہ صحرا کے درخت میں جڑ کے الزویک ایک سوراخ بناؤ اور میرے وجود میں ساجاؤ۔ میرے محبوب میں نے اپنی زبان سے لئم سے اظہار محبت کیا ہے۔ ایک عورت کے پاس اس کے یہ الفاظ بہت بڑا سرمایہ ہوتے ہیں اور وہ اس سرمائے کو آسانی سے خرچ نہیں کرتی لیکن میں نے اپنے آپ کو تم پر لٹا دیا ہے۔ جھے اپنے قرب میں جگہ دو۔ اپنے آپ میں سمولو مجھے۔ میں محبت کی بیاسی ہوں اور میں نے تم سے بی بیار کیا ہے۔ سمجھے؟"

"بال-" بسرحال تھوڑی دمرے بعد دروازے پر دستک ہوئی اور خود مایا دیوی نے اندر جھانگا اور پھر مسکراتی اندر آگئ۔

"معاف کرنااب حمیس یمال سے جانا ہوگا۔ بہت وقت ہو چکا ہے۔" "ٹھیک ہے۔ اچھااب میں چاتا ہوں۔ دوبارہ بھی آؤں گا۔" "تمہارا راستہ روک دیا جائے گا۔"

ومیں رائے خود بنالیا کرتا ہوں۔" اس وقت مایا دیوی کے اس طرح آجانے سے

ملا دیوی نے مجھے اس لڑکی کے بارے میں پکھے نہیں بتایا تھا کہ بیہ ذہنی طور پر دیوالیہ ہے۔ بہت زیادہ پس دپیش کیا تھا اس نے مجھے اس سے ملانے کے لئے۔ کیا اس کی وجہ بیہ تھی یا پکھہ اور؟ میں نے کہا۔

"هِ تهم تهمارے پاس آیا ہوں۔ کیا تم مجھے بیٹھنے کے لئے نہ کموگی۔"
"ارے ہاں۔ بات اصل میں ہیہ ہے گر نہیں تھمرو۔ آؤ بیٹھو' آؤ۔" اس نے کمااور
آگ بردھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیا حاقت تھی۔ کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں ہیہ ساری
چیزیں میرے لئے لیکن اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سارے
جیم میں برقی لمریں دوڑ رہی ہوں۔ میں ایک عجیب سی سنسنی خیز کیفیت کا شکار ہوگیا تھا
بہرطال وہ مجھے لئے ہوئے سامنے بردی ہوئی مسمری تک پہنی اور کہنے گئی۔

"مہال بیٹھو بید وہ جگہ ہے قرطیس اعظم! جہاں تک کی کی پہنچے نہیں۔ بات اصل میں بیہ ہوتا ہے۔ شکل و صورت تو میں بیر ہے کہ عورت کا حسن بی اس کی شخصیت کا اصل حصہ ہوتا ہے۔ شکل و صورت تو معبود اعظم کی بنائی ہوئی ہے لیکن اس کے اندر جو حسن پلتا ہے اصل حیثیت اس کی ہوتی ہے اور وہی اس کے مرکز نگاہ کا انتقاب کرتا ہے۔ میں نے تمہیس یماں بیٹھنے کی پیش کش کی ہے وہاں صرف وہی پہنچ سکتا ہے جس کا راستہ میرے دل تک ہو۔ بیٹھو۔ "

"فیل کنول! تم نے مجھے اپنے بارے میں کچھ اور نہیں بتایا۔" میں نے سنبھل کر بہتے ہوئے کما اب یہ اندازہ تو مجھے ہوچکا تھا کہ وہ ایک نیم دیوانی لڑی ہے۔ نیل کنول کیا ہے اور صحرائے طوی یا قرطیس اعظم یا مامینہ کے ڈاکو یہ ساری کمانیاں کیا ہیں اس کے بارے میں تو مجھے کچھ نہیں معلوم تھا لیکن اس کی گفتگو میں ایک الگ سی دلکشی تھی۔ وہ مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی۔ میں ضحے تفصیل نہیں بتائی۔"

"بلی یوں سمجھو۔ قرطیس بھی تم نے ویران دشت میں ایک تھا کھڑا ہوا درخت
دیکھا ہے جس کے اطراف میں ویرانی چھائی ہوئی ہو۔ ہر طرف ہو کا عالم ہو اور یہ تھا
درخت ہروفت رو تا رہتا ہو اپنی تھائی ہے اکبایا ہوا ہو۔ پھر اچانک ہی کوئی خوبصورت سا
خرگوش اس کے دامن میں پہنچ جائے اور اس کی جڑ میں سوراخ بنا کر رہنا شروع کر
دے۔ تم جانے ہو اس وقت اس درخت کی کیا خواہش ہوتی ہے۔ اس کی یہ خواہش ہوتی
ہے کہ خرگوش اس کے پورے وجود میں سوراخ ہی سوراخ بنادے۔ میں بھی ایک ایسا ہی
درخت ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ رشتے تا ملے کیا ہوتے ہیں۔ ماں باپ 'بمن ' بھائی اور

ا میرے پاس امانت کے طور پر رکھوایا ہے۔ تم نے اس سے ایک شریفانہ ملاقات اللے کا دعدہ کیا تھا۔ میں نے تم سے یہ سودا کربیا۔ اب اگر تم اس سے کوئی مستقل رابطہ اللا جاہتے ہو تو جھ پر رحم کھاتے ہوئے ایسا نہ کرد۔ تم چاہو تو اپنی دی ہوئی رقم جھ سے والی لے سکتے ہو۔ شمجھ۔"

"ہوں۔ سنوبات سنو۔ دیکھو تم نے یہ شمیں بتایا کہ وہ ذہنی عدم توازن کا شکار ہے۔
الله اس سے ملتے رہنا چاہتا ہوں۔ اگر میں تم سے یہ کموں کہ وہ مجھے بہت زیادہ پند آگئ
ہوا اس سے عشق کرنے لگا ہوں تو غلط شمیں ہے اور اپنے بارے میں میں تہمیں اللہ دوں کہ مجھ سے دولت کی شکل میں جو کچھ ماگو گی میں تہمیں دیتا رہوں گا۔ اس کی ادوں کہ محصہ سوچنا کہ الیا ممکن شمیں ہے۔ باتی میں ذرا مختلف متم کا انسان ہوں۔
المرف سے یہ مت سوچنا کہ الیا ممکن شمیں ہے۔ باتی میں کرتاہوں کہ اسے کوئی جسمائی میں بنچاؤں گا۔ کیا نام ہے اس کا؟"

"جھے اس کا نام المایا بتایا گیا ہے۔" مایا دیوی نے کہا۔ "جول محمک ہے۔ لوبیہ کچھ رقم اور رکھو میں دوبارہ آؤں گا۔"

"میرے نوجوان ساتھی میں تہارے جذبوں کی قدر کرتی ہوں۔ بلاشبہ انسانی دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوجانا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے لیکن اگر مناسب سمجھو تو میری مجبوریوں پر غور کرلو۔ مل لواس سے آگر جب دل چاہے ملو۔ لیکن براہ کرم اس کے راتے بدلنے کی کوشش مت کرنا۔"

"کی رکیس نے اسے تمہارے پاس امانت کے طور پر رکھوایا ہے۔ محک ہے تا؟"
"ہاں۔"

"اور یہ امانت تم اے کی مناسب وقت پر ادا کروگی؟"
"الى-"

"تو بس پھر تہیں ان تمام چیزوں کی کیا پریٹانی ہے۔ میں تم سے وعدہ کرچکا ہوں کہ اللہ اے کوئی ذہنی یا جسمانی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ بس مجھے اس سے ملتے رہنے دینا اور جب تم اس اس رکیس کے حوالے کرو تو مجھے اس کے بارے میں ضرور اطلاع دے دینا۔ بب تم اس اس رکیس کے حوالے کرو تو مجھے اس کے بارے میں ضرور اطلاع دے دینا۔ باتی سارے کام بعد کے لئے چھوڑ دو۔ چو نکہ اس وقت تک تمہاری ذمے داری تو ختم ہو چکی ہوگی مراس کے ہونوں پر مسکراہٹ ہو چکی مورگ کی اور اس نے کہا اور مایا دیوی مجھے دیکھتی رہی پھراس کے ہونوں پر مسکراہٹ سے کہا۔

جھے بخت غصہ آیا تھا۔ خیراتنا تو میں سمجھ چکا تھا کہ دولت کی دیوانی یہ عور تیں صرف پیسے کا عمل جانتی ہیں۔ میں ان پر بہت کچھ لٹا سکنا تھا لیکن جس طرح وہ یماں آگئ تھیں 'اس میں ایک شبہ 'ایک جیب سا احساس جھلکنا تھا اور جھے اس احساس سے نفرت ہورہی تھی۔ یہ حسین لڑک تو صرف خوشبو کی طرح سو تھنے کے لئے تھی۔ اے تو ہاتھ لگا کر میلا نہیں کیا جاسکنا تھا۔ اور پھراس کی ہاتیں مایا دیوی کے ساتھ باہر نکل کر میں نے کسی قدر سخت لہج جاسکنا تھا۔ اور پھراس کی ہاتیں مایا دیوی کے ساتھ باہر نکل کر میں نے کسی قدر سخت لہج جس کیا۔

"آؤ- میرے ساتھ کی ایک جگہ پر چلو جمال میں اور تم بیٹھ کر باتیں کر سکیں۔"
میرے لیج کی تخی اور الفاظ کے کھردرے بن نے مایا دیوی کو پچھ متاثر کیا۔ اس
نے کما۔ "تم شاید برا مان گئے میری بات کا۔ اصل بات یہ ہے دیکھو مجھے معاف کرنا۔
جذبات اپنا کوئی راستہ نہیں رکھتے۔ جب وہ امنڈتے ہیں تو ایک ایسے طوفان کی مانڈ
مندت اپنا کوئی راستہ نہیں تید کر دیا گیا ہو اور اس وقت یہ خطرہ ہوتا ہے کہ طوفان کی
شدت اس کوزے کو ریزہ ریزہ کردے گی۔ بس یہ سمجھ لو کہ یہ نہیں ہونا چاہئے اور میں
شدت اس کوزے کو ریزہ ریزہ کردے گی۔ بس یہ سمجھ لو کہ یہ نہیں ہونا چاہئے اور میں
نے ای لئے کمرے میں داخل ہو کروقت کے مختمر ہونے کا اعلان کیا تھا۔ یہ میری مجبوری
ہونا کی اور
ہونا ہے کہ تم برا مان گئے ہو۔" وہ مجھے لئے ہوئے ایک اور
کمرے میں پہنچ گئے۔ اس نے مجھے بیٹھے کا اشارہ کرتے ہوئے کیا۔

"ہاں بولو۔"

"كون بي الركع؟"

"لڑکی ہے۔ کون ہے "کیا ہے اس کے بارے میں حمیس کچھ نہیں بتایا جاسکتا۔" "وہ کیا دیوانی ہے؟"

"بال- وه عقل و موش كى باتيں نميں كرتى-" "تبھى نہيں كرتى؟"

"بال مجمى نبيل كرتي-"

"كتخ وصے تمارے پاس ؟"

"میں نے کما تا اس بارے میں تہیں کچھ نہیں بتایا جاسکتا۔ ہربات کا معلوم کرتا ضروری نہیں ہے۔"

"الاديوى! مين اگر اے حاصل كرنے كى كوشش كروں تو؟"

"تو صرف اور صرف حافت ہوگی کیونکہ میں تہیں بتا چکی ہوں کہ ایک رئیس نے

و سملیاں ملی ہیں۔ میں انہیں برداشت نہیں کر سکتی۔ مجھ سے کما گیا ہے کہ اگر میں نے ذرا اس چیے کا لائج کیا اور نیل کنول کو کسی سے ملنے دیا تو میری بیٹیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ میرا کو ٹھا اجاڑ دیا جائے گا۔ یہ بات مجھ سے پہلے بھی کسی گئی تھی اور میں نے وعدہ کر لیا تھا کہ میں ایسا ہی کروں گی جیسا مجھ سے کہا جا رہا ہے لیکن تم نے جس طرح مجھے مجبور کیا میں اس پر مان گئی۔ بھیا! یہ اپنے پہنے لے لو اور مجھے معاف کر دو۔ یمال حسن و عشق کا کھیل ملن نہیں ہے۔ اور پھروہ بھی کسی غیر کی امانت پر۔"

"كون آيا تفاتمهارك ياس مايا ديوى! مجمع بتاؤ-"

"کیوں- کیا میں تمہارے لئے پہر بتانے کی پابند ہوں۔ جو بات میں نے تم سے منع کردی۔ میرے اپنے بھرے منع کردی۔ میرے اپنے پھر مسائل ہیں۔ تم اس سے نمیں مل سے جو ہوں ہیں۔ تم اس سے نمیں مل سے جو ہوں ہیں تمہیں خدا کا واسطہ۔ یہ اپنی رقم لے جاؤ۔ جاؤ ہم کسی کے ساتھ یہ برسلوکی میں کرتے لیکن جب ہاری اپنی زندگی خطرے میں پڑ جائے تو پھر طاہرے کیا کیا جائے۔ لو یہ رقم رکھ لو۔"

"خال صاحب! وہ مجھ سے ملنا جاہتی ہے۔ مجھے اس کا پیغام ملا ہے۔ برے کرے میں اس جگہ جمال تمام مهمان میٹھتے ہیں۔ آپ اس میرے پاس بھیج دیجئے۔ ہم بیٹھ کر ہاتیں " فیک ہے۔" میں گردن جھکا کر تھی موچ میں ڈوب گیا تھا پھر میں نے کہا۔ "ایک بات بتاؤ۔ اس نے مجھے اپنا نام المایا بتایا ہے اور تم نے بھی یمی نام میرے سامنے دہرایا ہے لیکن پہلے جب تم سے اس کے بارے میں بات ہوئی تو تم نے اسے نیل کول کمہ کریکارا تھا۔"

"اس رئیس نے مجھے ای نام سے روشناس کرایا تھا اور کما تھا کہ یہ نیل کنول ہے۔ بعد میں اس لڑکی سے میں نے اس کا اصل نام پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا نام المایا ہے۔ ویسے وہ بھی بھی یا تیں ہی کرتی ہے اور اپنے آپ کو بھی کسی ایک جمود پر نہیں رکنے دیتی۔" میں نے گھری سانس لے کر گردن ہلائی اور اس کے بعد وہاں سے واپسی کی اجازت لے لی۔

اپنی رہائش گاہ پر واپس پہنچ گیا گرکیا مصیبت گلے نگالایا تھا۔ کوئی بھی لیحہ چین کالمحہ نہ گررا 'بڑا ہے سکون رہا۔ دوسرے دن کا انتظار کرتا رہا اور پھر دوسرے دن شام کو تیار ہوکر چل پڑا۔ وقت سے کائی پہلے مایا وتی کے کوشھ پر پہنچ گیا۔ میں نے یہ سوچا تھا کہ شاید دولت کے سمارے میری بھرپور پذیرائی ہوگی لیکن وہاں میں نے سب کے چرے انزے ہوگ کیا۔ موات دیکھے۔ سازندوں نے تجھے اندر لے جاکر بھیلا اور تھوڈی دیر کے بعد مایا وتی آگئ۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے ایک پیلے رنگ کا رومال پکڑا ہوا تھا جس میں کوئی چز برند ھی ہوئی میں نے مہا۔ میں نے کہا۔

"كيابات ب مايا ديوى! كوئى پريشانى مو كئي ب ؟"

"بال- يه تهمارى دى موئى رقم ب- ديكهولو "كن لو اور سنيهال لو- يه بي واپس كرنے آئى مول- به ملوان كے لئے ہميں ہمارے حال پر چھوڑ دو- ديكھويه طوائف كاكوشا ب- برتماش بين كے لئے كھلا ہو تا ب- يمال كے جو قاعدے اور ريت رواج بيں تماش بينوں كو بتا ديئے جاتے ہيں- زيادہ تر لوگ ان كى پابندى كر ليتے ہيں- جو نہيں كرتے ان كے ساتھ تخق كرتى پر تى ہ- مطلب يه ب كه دولت كى آمد ہم لوگوں كے لئے دنيا كى سب سے بردى خوشى كا باعث ہوتى ب ليكن كيس كيس الى مجبورياں بھى آجاتى بيں جن كى وجہ سے جميں آئھوں پر شميكرى ركھنى پر تى ب- يه بي واپس لے لو- تم كو اس سے ديا جاسكان

'دکیا کہ رہی ہیں آپ مایا وتی! پہلے ہی آپ نے وعدہ کیا ہے بچھ ہے۔'' ''شہ صرف وعدہ کیا بلکہ میں نے تہیں اس سے ملوا بھی دیا۔ لیکن بعد میں جھے جو الما گرنیل کول کو اور اس کے بعد برے سخت کہے میں بولی۔

"آے میان! وہ جو کتے ہیں کہ بھلے آدی کو ایک بات اور بھلے گھوڑے کو ایک ایک ایک ہات اور بھلے گھوڑے کو ایک ایک ہم نے بڑی عاجزی اور انکساری سے آپ سے کمہ دیا تھا کہ ہماری مجبوریوں کا اللہ اس مشکل میں نہ ڈالیس لیکن آپ نہیں مائے۔" مجھے بھی ایک وم غصہ اللہ میں نہ ڈالیس لیکن آپ نہیں مائے۔" مجھے بھی ایک وم غصہ اللہ میں نے کہا۔

"جاؤ۔ یمال سے دفع ہوجاؤ۔ میں ابھی آیا ہوں اور اس سے باتنی کر رہا ہوں۔ اگر آلے نے زیادہ گڑیز کی تو۔"

"و بار دو گے نا ہمیں۔ ہم ہی مخالفت کر رہے ہیں تمہارے یماں آنے گی گھیک بھیک ہوتو ہاتھ ہو رہی ہیں تمہارے یماں آنے گی گھیک ہوتی ہو رہی ہو رہی ہور ہمیں۔ پر ہماری بچیوں کی زندگی تو خطرے میں مت ڈالو۔ دیکھو ہاتھ جو رہی اس میں تمہارے بیاؤں پکڑتی ہوں میں۔ یہ میری مجبوری ہے۔ بھگوان کی سوگند میں اتن ہوا گلاق نمیں ہوں کہ کسی آنے والے مہمان سے بد تمیزی کروں۔ یہ ہماری مجبوری ہے۔ اماری مجبوری کو سمجھو۔ نیل کنول! چلو تم اپنی جگہ سے اٹھو اور اپنے کمرے میں جاؤ۔ " اللہ کنول نے گمرے میں جاؤ۔" کیل کنول نے گمری نگاہوں سے مایا وتی کو دیکھا اور بولی۔

"تو سونات ہے نائباں تو سونات ہے۔ ظاہر ہے تیرا یہ کردار تو مثال حیثیت رکھتا ہے۔ گرایک بات مجھ لے وادی بامینمہ میں تیری تدفین تیری تقدیر کا ایک حصہ ہے۔ میں دیو ناؤں سے گزارش کروں گی کہ برائی کو اس طرح دفن کر دیا جائے کہ اس کا نام ونشان مث جائے اور اس کے مر پر صرف خاک اڑتی نظر آئے۔ ٹھیک ہے جارہی ہوں میں۔ جانتی ہوں اگر نہ گئی تو کیا ہوگا۔"

"نُوجِك نيل كنول تُوجِك"

دمیں چاہوں تو اسے روک سکتا ہوں۔ میں چاہوں تو یماں ہنگامہ آرائی کرسکتا ہوں۔ لیکن ایک بات میں پھر تہیں سمجھانا چاہتا ہوں مایا دیوی! مجھ سے اڑنے کی کوشش شہر۔ اگر یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ میں کیا کرسکتا ہوں تو ٹھیک ہے میں اس کا مظاہرہ کرکے وکھا دیتا ہوں۔ نیل کنول تم یمال سے نہ جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں تہمیں کون روکتا ہے۔ " شل کنول نے ایک نگاہ مجھے دیکھا پھر پولی۔

"ابھی کچھ وقت باتی ہے۔ ابھی کچھ وقت باتی ہے۔ لیکن کوئی فرق نہیں رہ تا۔ ہم لیس کے ہم ایک ہوجائیں گے۔ میں نہیں جاہتی کہ اس بری جگہ کوئی بد تمیز تہمارے سامنے آئے۔ قرطیس سے تمہیس نہیں جانتی سے نہیں جانتی تمہیں۔ میں جارہی ہوں میری کریں گے۔ کوئی پریشانی کی بات نمیں ہے بس میں اس سے باتیں کروں گا۔" خال صاحب نوٹ و کھے کر باؤلے ہوگئے۔ مجھے لے جاکر برے کرے میں بٹھا دیا اور کہنے گئے۔ "میال! بات سنو اہمارے لاکق کوئی خدمت ہوتو چپ چاپ بتا دینا۔ آج تو خیریمال اللہ سنو اہمارے کا کق کھوڑے تھوڑے پیچ دے کر۔ گراس کے بعد پیتہ بتا کل لو۔ سنبھال لیس گے ہم سب کو تھوڑے تھوڑے پیچ دے کر۔ گراس کے بعد پیتہ بتا دو ہمیں ابنا۔ وئی نہ کوئی ترکیب بنا کر تمہیں اس سے ملادیں گے۔"

"واه کیانام ہے آپ کا؟"

"چمن- چمن خال کتے ہیں سب ہمیں-"

"محیک ہے۔ چمن خال صاحب! تو یہ رقم اور رکھئے۔ یہ لیج یہ سب آپ کی امانت ہے۔ اپنا کام کر لیج گا اور میں آپ کو اپنا پہ بتا دیتا ہوں۔ جھے سے ملتے رہے اور جھے اس کے بارے میں بتاتے رہے بلکہ یوں مجھ لیج کہ آپ یمال میرے آدی ہیں۔ میری کوئی ضرورت ہوتو آپ سے یوری ہوجائے گی۔"

"فكرى نه كري صاحب!" چن خال صاحب نے كما اور من خوش ہوگيا۔ زيادہ دير شيس گزرى تھى كه چن خال صاحب اسے لئے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ وہ مجھے دكھ كر تيزى سے آگے بڑھى اور ميرے سامنے دو زانو ہوكر ينے گئے۔ اس نے ميرا ہاتھ اپ ہاتھوں میں ليا اور اسے ہونؤل سے لگاكراہے سينے پر ركھ ليا۔

"كىال چلے گئے تھے آپ؟ ايما ہوتا ہے۔ برے لوگ اس فتم كے ہوتے ہيں قرطيس اعظم! ميں نے تو سوچا تھا كہ آپ آگئے تو جھ پرے مصيبتوں كا دور عل كيا ليكن آپ بھى دو سرول كى مائند نكے دلاسہ دے كر كم ہوگئے۔ ايما تو شيس ہونا چاہئے۔ يہ تو ظلم ہے۔" ميں نے گہرى نگاہوں ہے اے ديكھا اور كما۔

"نیل کول! یہ بناؤیس کیا کرسکتا ہوں تہارے لئے؟"

"لو- اب بھی پوچھ رہے ہو- اب بھی کچھ کمنا باقی رہ گیا ہے۔ صحرا کے درخت کی شاخیں تک مرتھا گئی ہیں۔ مجھے غورے دیکھو- کیا ہورہا ہے مجھے؟ اور تم ابھی پوچھ کچھ ہی کر رہے ہو- ایسے تو نہیں ہوتے دل دار' قرطیں اعظم کانام تو بڑی بلندیوں پر ہے۔" "یہ بتاؤ جاہتی کیا ہو؟"

" بجھے کے چلو۔ مجھے یمال سے لے چلو۔ احمان مانوں کی تممارا زندگی بحر ' پوری زندگی احمان مانوں گی۔ '' میں گمری سوچ میں ڈوب گیا۔ پھرباہر پچھے آہٹیں سنائی دیں اور اس کے بعد مایا دیوی پھنکارتی ہوئی اندر داخل ہوگئ۔ اس نے خونخوار نگاہوں سے مجھے "چن خال تہيں اس كے بارے ميں كچھ اور معلومات حاصل ہيں؟"
"نہيں تعجب كى بات ہے۔ مايا ديوى نے اس كے بارے ميں ہربات ہراكك سے پھپائى ہے۔ طالانكہ مايا ديوى الى نہيں ہے۔ اپنے آدميوں كو اور ساتھيوں كو اپنى ہر مشكل اللہ ہے۔"

" يہ بتا كتے ہو وہ كمال سے آئى ہے؟"

"صاحب! بالكل پة نهيں ہے۔ بس آپ يوں سمجھ ليج كہ مايا كسى مجرے ميں كئ قل- وبال سے اسے ساتھ لائى ہے اور پکھ سمجھ ميں ہى نہيں آتا كہ وہ كون ہے اور كس كى امانت ہے۔ مايا ديوى اس كے بارے ميں پکھ بجيب مى نظر آتى ہے بھى بھى تو ايسا لگا ہے جيسے دہ كسى بات سے ڈرى ہوئى ہے اور بھى ہميں يوں لگتا ہے جيسے وہ اس كى تربيت كرنا چاہتى ہے تاكہ مسجح قيمت پر اسے كيش كرسكے۔ يہ تو آپ سمجھتے ہيں سركہ طوا كف كا كو شاكيا چے ہوتى ہے۔"

"جن خان! ميس ات وبال سے نكالنا جابتا مول-"

"ارے باپ رے باپ صاحب تی ہے برا مشکل کام ہے کیونکہ آپ کو ایک بات میں انا دوں۔ یہ طوائف ٹائپ کی عور تول کے تعلقات بردے زبردست ہوتے ہیں۔ بس ہوس کے مارے ہوئے لوگ ان کے دوست بن جاتے ہیں اور ہر جائز اور ناجائز کاموں میں ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ آپ الیا کریں اس سے ملیں جب دل چاہے اس سے ملیں۔ ہم آپ کو اس تک پہنچا کتے ہیں لیکن بس باقی کوئی الیا کام نہ کریں۔ ورنہ تو مصبت میں گر فار ہوجائیں گے اور پھر ایک بات تو طے ہے صاحب تی کہ کوشے دولت سے چلتے ہیں۔ ہوجائیں گے اور پھر ایک بات تو طے ہے صاحب تی کہ کوشے دولت سے چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے مایا دیوی اس کے بدلے کوئی بردی رقم چاہتی ہوں۔"

"اگرید بات ہے چمن خال تو اس سلطے میں تم میری نمائندگی کرو۔ مایا دیوی جنتی اللہ اس کے بدلے مانظے دگنا کر دو۔ میں ادا کردول گا اور اس کا دس پر سنٹ تہیں بھی دول گا۔"

"بودی بات ہے صاحب! بردی بات ہے۔" چمن خال نے تین دن کے بعد مجھے رپورٹ دی کے بعد مجھے رپورٹ دی کہ جب اس نے ملا دیوی ہت خوفردہ اس خورٹ دی کہ جب اس نے ملا دیوی ہت خوفردہ او گئا۔ وہ ناراض نہیں ہوئی تھی اس نے کما کہ چمن خال! ایک بات سمجھ لو اگر میں نے یا تھی نے دونوں میں ہے کی نے نیل کنول کو کسی کے حوالے کرنے کی کوشش کی تو ہم تباہ و مہاد ہوجائیں گے۔ کوشے کے ایک ایک فرد کو قتل کر دیا جائے گا اور ویرانی بھیل جائے مہاد ہوجائیں گے۔ کوشے کے ایک ایک فرد کو قتل کر دیا جائے گا اور ویرانی بھیل جائے

روح لیکن تیرے گئے جو کچھ میں نے کیا ہے وہی تیرا مقدر بن چکا ہے۔" وہ اکھی اور پُروقار انداز میں چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئے۔ طوا نف کے چرب پر عجیب سی بے بی کے آثار تھے۔ پھروہ میری جانب مڑی اور اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"جست بری ہوں میں 'بت بری بن چکی ہوں۔ مجھے معاف کر دینا۔ مگر میں کیا کروں میں خود بھی مجبور ہوں۔ آہ 'مجھے جس طرح مجبور کیا گیا ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہاں بہت سے لوگ ہیں جو برے لوگوں کے ساتھ بد تمیزی کرتے ہیں۔ مگربات بڑے لوگوں کی بہت سے لوگ ہیں۔ مرجاؤں گی مگر تمہاری یہاں بے عزتی نہیں ہونے دوں گی۔ بس مجھ پر ہماری نہیں۔ مرجاؤں گی مگر تمہاری یہاں بے عزتی نہیں ہونے دوں گی۔ بس مجھ پر محم کھاؤ۔ میری مجبوریوں کو نگاہوں میں رکھو اور یہاں سے چلے جاؤ 'یہاں نہ آؤ۔ میں تم سے اور کس انداز میں بنتی کروں بس سے میری مجبوری ہے اور اگر مجبوری نہ ہوتی تو میں تمہیں مرآ کھوں پر بٹھاتی۔ "

"محک ب لین ایک بات ذہن میں رکھنا آخر کار میں اے یمال سے لے جاؤں گا۔ یہ میرے لئے مشکل کام نہیں ہوگا۔ میں نے تنہیں بنادیا ہے۔" یہ کمد کر میں وہاں سے چل بڑا۔

آخ دل براغم وغصے میں بحرا ہوا تھا۔ میں دائیں آیا اور پھر میں نے بہت کچھے غور کرنا شروع کر دیا۔ رائے بدل گئے ہیں۔ محور سے ہٹ گیا ہوں۔ نہ کی سے مشورہ کرنا شانہ کی کی رائے لینی تھی۔ زندگی تو اپنے طور پر ہی گزار رہا تھا اور اس پر کسی کی طرف تھا نہ کو کی پابندی نہیں تھی۔ چنانچہ ول نے اگر ایک طلب کی ہے تو پھرا نظار کیا 'اپنی تمام تر قوتوں کو بروے کار لاؤ۔ فی الحال میں دو سرا ہی طریقہ استعمال کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ پچھ دن کے بالکل خاموشی اختیار کرلی اور یہ طے کرنے لگا کہ طریقہ کار کوئی بہت ہی مناسب ہو۔ یماں تک کہ میں نے فیصلہ کیا کہ چمن خال سے اس سلسلے میں بھرپور مدولی جائے۔ چمن خال سے مرد بچہ تھا گھومتا پھر تا تھا۔ جائے۔ چمن خال سے اس سلسلے میں بھرپور مدولی جائے۔ چمن خال سے مرد بچہ تھا گھومتا پھر تا تھا۔ حرد بچہ تھا گھومتا پھر تا تھا۔ حرد بچہ تھا گھومتا پھر تا تھا۔ حرد بیانے میں نے اسے خفیہ طور پر تلاش کرلیا۔ چمن خال مجھے دکھے کر بچیب سے انداز میں چنانچہ میں نے اسے نگھا پھر اس نے کہا۔

"ہمت نمیں بڑی صاحب! ورنہ ہم خود آپ کے پاس چنچے۔ کئے ہمارے لا کُق کوئی خدمت ہوتو بتا کیں۔"

ودس حال میں ہے وہ؟" "محمک ہے۔ اپنے طور پر رہ رہی ہے۔" لاے کام کرنے ہیں اور اگر کوئی گڑبرہ ہوئی تو پھر حالت مجبوری پورٹی کا سارا لینا پڑے

گالی تلیا کاعلاقہ وریان تھا۔ آبادیاں یمال سے بہت دور دور تک تھیں۔ پند سیس بید الله كالى تكياك نام سے كيوں مشہور تھا۔ جب كه يهال كوئى تالاب وغيرہ شين تھا البشہ ال بست ہی برا سو کھا گڑھا نظر آتا تھا۔ ہوسکتا ہے کسی زمانے میں میں تالاب ہو لیکن اب ا ان سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہلکی ہلک سی آبادی ورند زیادہ تر علاقہ وریان اور المان بى ربتا تھا۔ البتہ يمال تك آنے من كوئى دفت نميں موتى تھى چونكه بت ى ان و مکنیں اور گاڑیاں یمال سے گزرتی تھیں۔ چمن خال نے وعدہ کیا تھا کہ وہ رات کو للک وس بجے بہاں پنچے گا۔ بیہ وقت وہاں پر یعنی کو ٹھوں پر پوری پوری مصروفیت کا وقت الآ ا تھا۔ بارہ بج تک کو تھوں کے مینوں کو سر اٹھانے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ چمن ال جو تكد دوسرے كامول ميں مصروف رباكرتے تھے اس كئے وہ الگ رہتے تھے اور نيل الول كو وہاں تك لايا شيس عباسكتا تھا۔ يعني كانے والول كى محفلول ميں۔ اس لئے نيل الول بھی اپنے کرے میں بی رہتی تھی۔ چمن خان نے پورا مصوب مجھے بتا دیا تھا۔ دس ے اساڑھے وس بج الدہ ایک ج کیا لین خال کا چھے پند نہیں تھا۔ جب گھڑی کی و تیاں ایک سے بھی آگے گزر کئیں تو میرے ذہن میں مایوی کھر کرنے لگی لیکن اس کے الجوديس كاريس بيفا انظار كرا رباله كريشي بيشے معندى مواك جھوكون في آكھيں ایک دوسرے سے چیکادیں اور سیح کو اس وقت ہوش آیا جب قرب و جوار میں اچھی فانسی رونق ہو چکی تھی۔ بورا وجود مسکن سے چور مورہا تھا۔ چن خال پر اس قدر غصہ أربا تفاكه ناقابل بيان واپس چل يزا گھر پننج گيا۔ منه ہاتھ دھوكر ناشتہ وغيرہ كيا اور ليث كر گری نیند سوگیا۔ اب شام کو دیکھوں گا چن خال کو۔ بسرحال شام کو عسل وغیرہ سے فراغت حاصل کرے تیار ہوا اور اس جگد پہنچ گیا جمال چمن خال سے ملاقات کی جاسکتی میں۔ وہاں چمن خال کا ایک آدمی موجود تھا۔ اس کا نام رحمت تھا۔ رحمت نے کما۔

"صاحب! چن خال نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ ہم آپ کا گھر تلاش کرکے آگئے ہیں ہمیں گھر نہیں ملا۔"

"كيول خريت تو ٢٠

" فیریت تو نہیں ہے صاحب! چمن خال ہمپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم آپ کو وہاں تک لے جاکتے ہیں۔" گ- اس کئے ایسا کوئی عمل کرنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں۔ دور ہے اس کے ایسا کوئی عمل کرنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں۔

''مہوں۔ تو پھر تھیک ہے اب تو تم نے یہ دیکھ لیا کہ مایا دیوی شرافت سے ہماری بات ماننے کا ارادہ نمیں رکھتی۔ چمن خال! پانچ لاکھ روپے دوں گا تمہیں۔ اسے نکال کرلے آؤ۔'' چمن خال کا شاید سر چکرا گیا تھا۔ اس نے آ تکھیں بند کرلی تھیں۔ دیر تک پانچ لاکھ کی آفر کے نشے میں جھومتے رہے پھر آ تکھیں کھول کر کہا۔

"كب اور كمال؟"

"جگه كالتين كراو اور مجھے بتاؤ كوئى اليى پُرامرار اور سنسان جگه ہو جمال تم اے كر آجاؤ۔"

"يمال سے تھوڑے فاصلے پر كالى تليا ہے۔ كالى تليا كا علاقہ برا اچھا رہتا ہے ايے كامول كے لئے۔ ميں اسے وہال لے آؤں۔"

و کیاوہ خود تممارے ساتھ آنے پر تیار ہوجائے گی؟"

"صاحب بی! پانچ لاکھ روپ حاصل کرنے کے لئے تو سارے کام خود بخود ہوجائیں گے۔ آپ برانہ مانیں میری بات کا۔ نقد رقم لوں گا۔ دولاکھ ایڈوانس تین لاکھ اس وقت جب اس کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دوں۔"

" وو لا کھ روپ لو۔" میں نے جیب سے رقم نکال کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ چن خال تو دو لا کھ روپ چھو کر ہی دیوائے ہوگئے تھے۔ بسرطور انہوں نے جھے کالی تلیا کا علاقہ دکھایا اور اس کے بعد ہم دونوں ایک دو سرے سے جدا ہوگئے۔ میں نے اب اپنے طور پر بیہ سوچنا شروع کر دیا تھا کہ اس دوران جھے کیا کرتا ہے۔ وقت دو سرے دن کا طے ہوا تھا۔ ایک آرام گاہ دریافت کرنی تھی۔ پورٹی کو میں نے ابھی تک اس سلطے میں اس لئے نہیں استعال کیا تھا کہ ہوسکتا ہے وہ رقابت کا شکار ہوجائے اور اس کام کے کرنے میں وقت محسوس کرے اس لئے خود ہی کوشش کرے ایک ایک جگہ اس کام کے کرنے میں وقت محسوس کرے اس لئے خود ہی کوشش کرکے ایک ایک جگہ کرائے پر حاصل کی جہاں میں نیل کول کو رکھ سکتا تھا۔ سوچا تھا اس کے بعد بیہ شہر چھوڑ کر چھا جاؤں گا۔ سارے پروگرام تر تیب دے لئے اور پھر مطلوبہ وقت پر کالی تلیا جا پہنچا۔ کر چھا جاؤں گا۔ مارے پروگرام تر تیب دے لئے کر کیا تھا کہ کالی تلیا سے میں سیدھا اپنے کر جائوں گا۔ وہاں تھو ڑا سا وقت گزار کر صور تحال کا جائزہ لوں گا اور بیہ دیکھوں گا کہ مایا گھرجاؤں گا۔ وہاں تھو ڑا سا وقت گزار کر صور تحال کا جائزہ لوں گا اور میا کہ میری اصل کی جہی ناچ ہی نے بی شیس آئے گی۔ بری ہمت سے دیوی اس سلطے میں کیا کرتی ہمت سے دیائش گاہ پر تو وہ ہوگی نہیں چنانچ جھے پر کوئی بات ہی شیس آئے گی۔ بری ہمت سے دہائش گاہ پر تو وہ ہوگی نہیں چنانچ جھے پر کوئی بات ہی شیس آئے گی۔ بری ہمت سے

"اب محمك مول بحكوان كي ديا ي-"

" په اچانک بی چن خان کو کيا ہو گيا؟"

"بس پت نمیں کیا ہوا۔ بار ہو گئے تھے۔ میں نے بندوں کے ہاتھ سپتال پنچا دیا

"اور اس کے بعد کوئی خرنمیں لی-"

"میاں ہمارے پاس اتنا وقت کماں ہے کہ ہم دو سروں کی تیمار داری کرتے پھریں۔ اپنے ہی پیٹ کامسئلہ ہے۔"

''نیل کنول کس حال میں ہے؟'' ''چلی گئی یہاں ہے۔''مایا دیوی نے کہااور جھ پر جیسے غم کے بپاڑ ٹوٹ پڑے۔ ''ک

"بس بلا لیا جس نے یہاں بھیجا تھا۔ ہم نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ بھیا جی! ہم اس کی تفاظت کرنے میں ناکام رہیں گے۔ لے جاؤ۔ بس آدمی آئے ان کے اور لے گئے۔" "کب؟" میں نے غرائے ہوئے لہج میں کہا۔

"پرسوں کی بات ہے۔ پرسوں ضح لے گئے تھے۔" میں خاموثی سے مایا دیوی کو دیکھتا رہا۔ کوئی بات میرے ذہن میں فٹ نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے اس سے کما۔ "مایا دیوی! تم بچ کمہ رہی ہو؟"

"د کی لو جھیا! گھر ہڑا ہے بورا۔ جھوٹ کیوں بولیں گے تم ہے۔ ہاں البتہ یہ سمجھائے کی کو شش ضرور کریں گے کہ بھین کرو اگر بات ہمارے بس کی ہوتی تو ہم بھرپور مدد کرتے تہماری مگر کیا کریں۔ بس جو کچھ ہوا وہی ہونا تھا۔" میں نے واقعی اس کے گھر کی علاشی لی۔ ٹیل کنول کا کمرہ دیکھا وہاں کوئی نام ونشان نہیں تھا ٹیل کنول کا۔ نہ جانے کیوں میرے ذہن پر غم کے سائے گرے ہوتے چلے گئے اور میں ٹوٹے ہوئے انداز میں گھروالیں آگیا۔ "کیوں- خیریت میتال میں؟"

"کیوں- خیریت میتال میں؟"

"کی نہیں ۔ بولتے ہی نہیں ہیں کی۔ بس ایک پرسچ پر لکھ کر ہم سے کہا تھا
رحمت! ذرا صاحب جی کو اطلاع دے دو کہ میں میتال میں ہوں۔ وہ آگر جھ سے میتال
میں مل لیں۔"

"ہواکیا ہے؟"

"ب تو آپ ان سے مل کری معلوم کریں صاحب جی! ہم آپ کو لئے چلتے ہیں۔" ایک خیراتی ہپتال میں چن خال ایک بستر پر بڑے ہوئے تھے۔ کیفیت عجیب تھی ہاتھ پاؤں مڑے ہوئے تھے۔ زبان کو لقوہ مار گیا تھا۔ آئکھیں بھیانک انداز میں پھٹی پھٹی ہوئی تھیں۔ بے یارو مددگار پڑے تھے۔ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے ان سے کما۔

"کیا ہوا چن خان! میں آپ کا انظار کرتا رہا یہ کیا حالت ہے آپ کی۔ کیا ہوگیا ہے آپ کو؟" چن خان نے ہونٹ ہلائے کچھ کنے کی کوشش کی لیکن منہ سے آواز نہیں نگل سکی۔ بہت بری حالت تھی بے چارے کی۔ میں نے ایک کاغذ اور قلم ان کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بچھے بتائیں کیا ہوا ہے۔" چمن خال نے ہاتھ بلانے کی کوشش کی لیکن دونوں ہاتھ اس بری طرح پیچھے کی سمت مڑے ہوئے تھے کہ قلم تو پکونا در کنار جنبش تک نہیں کر پارے تھے۔ میں جیرت و افسوس کے عالم میں انہیں دیکھتا رہا اور پھر میں نے ڈاکٹر سے اس سلسلے میں رجوع کیا۔

"فالح كا اثر ب كين كچھ اس طرح كه يقين نه آئے۔ دماغ بالكل درست كيفيت ميں ہے۔ اعضاء مفلوج ہوگئے ہيں۔" "كيابيہ ٹھيك ہوجاكيں عرج؟"

"الله بمتر جانبا ہے۔ بسرحال ہم علاج تو کر رہے ہیں۔" "آپ ان کے علاج کے لئے پیمے کی بالکل فکر نہ کریں۔ ان کی بمتر گلمداشت کی

" محک ہے جناب! آپ براہ کرم انہیں پرائیویٹ کمرے میں منتقل کر دیجئے۔ کوئی پرسان حال نہیں ہے ان کا۔"

"کوئی نمیں آیا ان کے ساتھ ؟" میں نے خود ڈاکٹرے سوال کیا۔ "میراخیال ہے کوئی بھی نمیں ہے۔" "بال تم خالي باتھ ہو۔"

"جی سرا کوئی بہت بردی بات ہے۔ کوئی بہت ہی پراسرار عمل کام کررہا ہے۔ میں الے اے ہر جگہ تلاش کیا لیکن وہ کمیں نہیں ملی۔"

"يورني ثم كيا كهه ربي مو؟"

" سر میں نے آپ سے پہلے بھی کما تھا کہ میری شکتی ایک بیر شکتی ہے۔ اس سے الده خيس اور شايديد ميرك عمل س او كى بات ب-"

اللويائم اسے نهيں تلاش كرسكتيں-"

"شیں سرا اگر کرعتی تواے ساتھ لے کر آئی۔ آپ جھ سے اب اس کے بارے میں کچھ بھی نہ کہیں۔ میں نے جتنے جتن ہو کتے تھے کر ڈالے ہیں۔ کوئی کسریاتی شمیں رہی الم المرده المج مين ع كردن الكائي اور بحرا ضرده المج مين بولا-

" فَعَيَك ب جاؤ-" كِراس كے بعد ميرا ذبن سوچوں ميں دُوبا رہا تھا۔ اس رات ميں نے فیصلہ کیا کہ مایا دیوی کے گھر میں تھسوں گا' مایا دیوی پر سختی کرکے اس سے تضیلات ملوم کروں گا۔ رات کو ساڑھے بارہ بجے کے قریب میں طوائفوں کے محلے میں پہنچا تو ا ہاں بجلی گئی ہوئی تھی۔ پورا علاقہ تاریک پڑا ہوا تھا۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح مایا دیوی کا الر تلاش كرتا ہوا اس كے كوشے كے دروازے پر پہنچ گيا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ بیں لے دستک دی تو تھی کا کوئی جواب شیں ملا۔ غصے میں آگر میں نے زور سے دروازے کو الدركي جانب د حكيلا تو وه كحل كيا- ميري سمجه مين نهين آيا تهاكه تاريكي مين دروازه كيون ملا رہ گیا ہے۔ میں نے اندر جاکر آواز دی ۔ "مایا دیوی! میری بات سنو تمہارے پاس اللہ کے لئے موم بی نہیں ہے۔ روشنی کرومیں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مایا ویوی۔ ارے کوئی ہے۔" میں آوازیں لگا تا رہالیکن ایک بھیانک اور ویران سناٹا۔ اس کے سوا کچھ سیں تھا۔ پھر میں مختلف کمرے جھانگتا رہا۔ سب کچھ اندازے کی بناپر کر رہا تھا یہاں تک کہ بیں اس بوے کمرے میں پہنچ گیا جو نیل کول کا تھا۔ اس کمرے میں اب نیل کول کی ارشبو نہیں پھیلی ہوئی تھی۔ پھر مجھے باہر کچھ آہٹیں سائی دیں اور میں نے چونک کر ادھر ا يكها ية نميل كون تقامين في ايك بار پير آواز لكائي-

"ديکھو اگر تم سب چھپ گئے ہو تو میں تنہیں تلاش کرلوں گا اور اس برتميزي پر میرا خیال ہے میرا دماغ گھوم جائے۔ میں کوئی اچھا آدی نمیں ہوں۔ مجھ سے بات کرو کون ہے یمال؟" کیکن کوئی بھی نظر شیں آیا۔ میں باہر نکلا اور میں نے دور تھوڑے فاصلے پر یہ تو کوئی بات شیس ہوئی۔ زندگی میں کسی ایک سے دل نگایا اور یہ دل نگانا بھی دل گی بن كرره كيا- پيركى ون تك بحثكا بعثكا ساربا- يه سوچ ربا تفاكه دل ع اگريد نقش مث جائے تو بہت اچھا ہو۔ بھلا ان فضول باتوں کی گنجائش انسانی زندگی میں کماں ہوتی ہے۔ اگر کوئی پُراسرار چکر چل رہا ہے تو مجھے اس میں اس قدر ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ اپنے آپ کو سنجالنا بے حد ضروری ہے۔ یہ تمام باتیں سوچتا رہا تھا اور خود کو بملائے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ طبیعت میں ایک عجیب ی بغاوت پیدا ہو رہی تھی۔ کیا کرنا چاہے۔ پھر اچانک ہی پورٹی یاد آئی اور میں نے سب کھ بھول کر پورٹی کو آواز دی۔ پورٹی میرے مخصوص الفاظ كے بعد ميرے سامنے آگئ محى- وہ اس وقت بھى بہت خوبصورت لگ رہى محى-مگر میری آ تھوں میں تو کوئی اور ہی بسا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"پورنی! تم نے ہر مرطے میں میری مدد کی ہے۔ بھی بھی تم نے اپنی بات کو مجھ پر ملط كرنے كى كوسش تىيں كى-"

"غلاموں کو اس کی جرأت کماں سے ہو عتی ہے سر!"

"يورني ميں ايك مشكل كا شكار ہوگيا ہوں-كياتم اس كے بارے ميں جانتي ہو؟" "مرا آپ کے بارے میں سب کھ معلوم کرنا میری ذے داری ہے۔"

ووقوتم ميري كوني مدد نهيل كرسكتي تخيس؟"

"نبیں سر- اس کے لئے آپ کا حکم نہیں تھا اور آپ کسی مشکل میں جلا نہیں تھے۔ وہ تو صرف آپ کے دل کی طلب تھی۔"

" پورنی! کیاتم بنا عمق ہو کہ مایا دیوی نے جھے ہے جو کچھ کماوہ ٹھیک کما؟" "منیں میں بیہ نہیں بتا عتی۔"

" كى كے دل كے اندر اس طرح جمائكناتو ذرا مشكل كام ہے۔" "اچھا..... اچھا چلو ایک کام تو کرو۔ تم نیل کول کو تلاش کرد اور اگر دہ تہیں مل جائے تو جس طرح بھی بن پڑے اے اٹھالاؤ۔ میں تنہیں یہ حکم دیتا ہوں میرے لئے

" فحیک ب سر!" بورنی نے کما اور میری نگاموں سے او جمل ہو گئے۔ پر بت وقت تک میں پورٹی کا انتظار کر تا ، اٹھا لیکن کہیں اس کا کوئی نشان شیں ملا۔ دو سرے دن صبح وس بح وہ میرے پائر، آئی لیکن کا اللہ میں بے چینی ہے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

ایک روشنی کی لوسی لرزتی ہوئی دیکھی۔

"ركو" رك جاؤ" ركو ميرے پاس پيتول ہے۔" ميں نے بلاوجہ ڈينگ مارى۔ روشنی ایک دم سے آگے بڑھنے گلی تھی۔ میں تیزی سے اس كی طرف دوڑا اور پھر میں نے روشنی كو زینہ اترتے دیکھالیكن سے زینہ سامنے والا نہیں تھا۔ جدھرسے میں یہاں آیا تھا۔ بلكہ كوئی اور زینہ تھا۔

"دیجھو رک جاؤ۔ ورنہ میں کولی مار دوں گا۔" بلاوجہ میں نے کہا اور سنبھل سنبھل کر سیڑھیاں نیچے اترنے لگا۔ مدہم روشنی بڑی تیزی سے آگے جارہی تھی اور میں بھی اس تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ وفعتاً ہی مجھے احساس ہوا کہ میں تو بے بناہ سیڑھیاں اتر تا چلا جارہا ہوں۔ یہ کیا چکر ہے۔ بالاخانے کی سیڑھیاں تو زیادہ سے زیادہ پندرہ یا سولہ تھیں جبکه میں اس وقت ساٹھ ستر میڑھیاں اتر گیا تھا اور روشنی آگے آگے بھاگی جارہی تھی۔ ایک دم میرے قدم رک گئے۔ سوفیصدی سوفیصدی بید ایک بڑا سرار عمل ہے۔ بید سب كچھ انتا آسان نہيں ہے جتناميں نے سوچ ليا ہے۔ آو۔ نامكن ي مكن ميں رك كيا اور میں اس طلم کے بارے میں غور کرنے لگا۔ میں نے سوچاکہ یہ آخر کیا چکر ہے۔ واپس چلا جائے اور دیکھا جائے کہ سکا کیا ہے۔ چناشچہ مایوسی کے عالم میں میں واپس مڑا کیکن کوئی تین سیرهیال ہی چڑھا تھا کہ میرے سامنے ایک دیوار س آگئے۔ میں اس دیوار کو شولئے لگا۔ یہ دیوار بجیب تھی۔ اس سے پہلے تو میں سیدھا سیڑھیاں اتر تا آیا تھا لیکن رائے میں کوئی دیواریا وروازہ نمیں تھا۔ کوئی رکاوٹ نمیں ہوئی تھی مجھے لیکن اب یہ سب کیا ہے۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے خوب اور تک مٹولا جہاں تک میرے ہاتھ جاسکتے تھے لیکن سوفصدی سے ایک علی دیوار تھی اور اس میں کوئی رفند نہیں تھا۔ یہ اندازہ تو مجھے ہوگیا تھا کہ یہ کوئی پُرا سرار طلعم ہے جس میں مجھنس کر میں عقل و ہوش کھو بیٹیا ہوں لیکن اب كياكرون سوال يه پيدا ہوتا ہے كہ اب كياكرون- مين في ايك بار پر بورى بورى كوشش كى اور شديد خطره مول ليتے ہوئے دروازے كو آخر تك شؤلا ليكن صاحب دروازه ہو يا تو اس میں کوئی رخنہ کنڈی وغیرہ نظر آتی۔ یہ تو ایک سیاٹ دیوار تھی۔

اب کیا کروں۔ پلٹ کر دیکھا تو وہ روشنی بھی غائب تھی اور گھپ تاریکی پھیلی ہوئی ا تھی۔ میں ایک لمحے کے لئے ایک سمی ہوئی سی کیفیت کا شکار ہوگیا اور میں نے ڈری ڈری آواز میں اپنا وہ منتر پڑھا جو پورٹی کو بلانے کے لئے ہو تا تھا لیکن کی بار پورٹی کو پکارنے کے باوجود کوئی سرسراہٹ کوئی آواز سائی شد دی۔ پورٹی کا کمیس نام ونشان نہیں تھا۔ یہ کیا ہوا۔

الل یہ تو ایک بڑی سحرا گیزبات تھی جو بالکل سمجھ میں شمیں آتی تھا۔ قصہ کیا ہے یہ اب الروں۔ اوپر جانے کے رائے برخے نیچ کی سیڑھیاں کھلی ہوئی تھیں۔ اس کا متصد کہ تھے نیچ انزنا چاہے۔ اب اس روشنی کا بھی نام ونشان شیں تھااس گھپ اور گھور الرکی میں سیڑھیوں کا مسئلہ بھی شیڑھا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اب دونوں سمت الی رکاوٹ بھی شمیں تھی۔ پہ نئیس سیڑھیاں کس قدر گرائی میں گئی ہیں اور کہاں جاکر الی رکاوٹ بھی نہیں تھی۔ پہ نئیس باتال میں نہ جاگروں۔ کیا کروں بمیں بیٹھ جاؤں یا نیچ کی مانب چلوں۔ بیٹھی نے کوئی فائدہ شمیں تھا۔ ایک بار پھرواپس کے دروازے کو شؤلا گر اللہ تھا۔ بیل گنا کہ ایک اور کھاں گنا کہ سیڑھیاں گنا کہ ایک بار پھرواپس کے دروازے کو شؤلا گر اللہ بھول گیا تھا۔ بس ایک ایک قدم احتیاط سے رکھتا ہوا نیچ انز رہا تھا۔ بیاں تک کہ ایک بھول گیا تھا۔ بس ایک ایک قدم احتیاط سے رکھتا ہوا نیچ انز رہا تھا۔ بیاں تک کہ ایک قدم احتیاط سے دروائے گئیں۔ میں نے ایک قدم آگے بائ زمین سے مگرایا۔ بدن میں تیز سرسراہیں دوڑنے گئیں۔ میں نے ایک قدم آگے بائ زمین تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا مطلب سے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا مطاب سے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا مطاب سے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا مطاب سے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا مطاب سے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا مطاب سے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا مطاب سے کہ میں نیچ بانچ چکا ہوں۔ کماں؟ اس بات کا

کے طور پر کوئی اندازہ تمیں ہورہا تھا۔

پچھ دیر گم صم کیفیت میں وہاں کھڑے ہوگر قرب و بھار کا جائزہ لیتا رہا۔ جھے اپنے انھائی داہنے ست ایک روش می چیز چکتی نظر آئی۔ چھوٹا ساسفید دھبا تھا۔ بسرطال میں یہ انھازہ لگاتا رہا کہ یہ جگہ کیسی اور کون می ہوسکتی ہے۔ تاریکی میں روشن کی موجودگی انسان کی توجہ خود بخود اپنی جانب مبذول کرتی ہے۔ چنانچہ میں اس روشن دھبے کی جانب بلاھنے لگا۔ جھے اپنے قرب وجوار کے ماحول کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ زمین بھی نظر نہیں اندازہ نہیں تھا۔ زمین بھی نظر نہیں اردی تھی بس تقدیر پر بھروسہ کرکے ایک ایک قدم آگے بوھا رہا تھا۔ یہ بھی نہیں جانیا تھا کہ آگ مکن ہے کوئی گڑھا ہو جو بچھے لگئے کے لئے بے چین ہو۔ جوں جوں آگے بوھتا رہا سفید دھبا بوا ہو تا چلا گیا۔ بس یہ اس ٹراسرار جگہ کا کرشمہ تھا کہ کسی چیز کی صبح مضاحت نہیں ہو پارتی تھی لیکن پھر ہوا کے جگ جھو تھے اور روشنی کا اندازیہ بتائے وضاحت نہیں ہو پارتی تھی لیکن پھر ہوا کے جگ جھو تھے اور روشنی کا اندازیہ بتائے وضاحت نہیں ہو پارتی تھی لیکن پھر ہوا کے جگ جھو تھے اور روشنی کا اندازیہ بتائے وضاحت نہیں ہو پارتی تھی لیکن پھر ہوا کے جگ جھو تھے اور کھلی جگہ کے درمیان راست میں میں گرفار ہوگیا تھا۔

بسرحال اس سوراخ تک پنچ گیا۔ بس انتا سوراخ تھا کہ ایک آدمی لیٹ کراس میں سے گزر سکے۔ یہ نہیں معلوم تھا کہ دو سری طرف کیا ہے۔ لیکن روشنی اور کھلی ہوا یہ بتا رہی تھی کہ بسرحال ادھر کوئی کھلی جگہ موجود ہے۔ اس علاقے کا ذہن میں تجزیبہ کمیا جہاں

ا الله وہ تو واپس جانے کا راستہ ہی نہیں دے رہی تھیں۔ وہاں سے پچھ آگے بردھا۔ جنگل ا کیلی کر اس خوف کا احساس بھی ہوتا تھا کہ کہیں اس میں در ندے نہ ہوں۔ میں تو خللی اللہ اتعا اور ٹارزن بھی نہیں تھا کہ در ندوں سے جان بچالوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس اللہ میں جنگل میں ہی زندگی کا اختیام ہوجائے۔

خوف انسانی فطرت کا ایک حصہ ہو تا ہے اور میرے دل میں بھی اس وقت کی بات

ہوف پیدا ہوگیا تھا۔ خاص طور سے پورٹی نے جب نیل کنول کی بازیابی سے انگار کیا

ہا اور کما تھا کہ اس کی طاقت تو صرف ایک بیر کی طاقت ہے۔ بہت سے کام وہ ہے شک

ہر سمتی ہے لیکن ہر کام نمیں اور جادو کی اس گری میں ایک سے ایک بردی بلا پڑی ہوئی

ہر ساری بلاؤں سے تو نہیں نمٹا جاسکا۔ اب اگر ایس صورت حال پیش آئی ہے تو ایٹ برحا

ہاؤ کے لئے میں کیا کرسکتا ہوں۔ یہ بہت می سوچیں ذہن میں آرہی تھیں۔ آگ برحا

ادر ایک ایس جگہ بیٹھ کیا جمل چکنی مٹی کا ڈھیر تھا اور ایک درخت کی گئے کی طرح لگا

ادا ایک ایس جگہ بیٹھ کر میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اب کیا کرتا چاہے میرے لئے

ادا تھا۔ یہاں بیٹھ کر میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اب کیا کرتا چاہے میرے لئے

ادا تھا۔ یہاں بیٹھ کر میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اب کیا کرتا چاہے میرے لئے

ادا تھا۔ یہاں بیٹھ کر میں دونوں ہاتھوں ہے سر پکڑ لیا۔ اب کیا کرتا چاہے میرے لئے

ادا تھا۔ یہاں بیٹھ کر میں دونوں ہاتھوں ہے سر کی بیٹھا اس سوچ میں ڈویا رہا اور اس

میں آگے بڑھتا چلا جارہا تھا اور قرب وجوار کے مناظر میری آتھوں بی نمایاں اور قرب جو جھے لیکن ابھی اور تھے جارہ جھے۔ خوبصورت پرندے درختوں پر پھدیتے گجر رہے جھے لیکن ابھی اسک کوئی بڑا جانور نظر نہیں آیا تھا۔ گلریاں' خرگوش' ایک دوجگہ نیولے بھی نظر آئے تھے اور بس۔ اس سے بڑا جانور ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔ گجر عظیم الثان دریا کا چو ڑا پاک نظر آگا۔ بالٹ بہ بہ کوئی روایق دریا تھا لیکن پجر ایک طرف نگاہ اٹھی تو ایک دم بدن میں جھر جھری ہی آگئے۔ سفید رنگ کی ایک بڑی کشتی دریا کے کنارے موجود تھی اور بلکے بلکے پائی پر چکولے کھا رہی تھی۔ کشتی تک جانے کے لئے پائچ بیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور بلکے بلکے تھوڑے ہی فاصلے پر کوئی میری طرف پشت کئے بیٹھا اہروں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے خشک تھوڑے ہی فاصلے پر کوئی میری طرف پشت کئے بیٹھا اہروں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے خشک بو دہ محض چونک پڑا اور اس نے کھڑے ہوکر میری جانب دیکھا۔ ابمی چوڑی برامت کو ایک ایک خاص بات تھی جے الفاظ تو نہیں دیکے باکے اور میرے آگے ایک اور میرے آگے برھے بی وہ خور بھی آگے برھے کی چرٹ پر پڑجوش تا ٹر ات بھیل گئے اور میرے آگے برھے بی وہ خود بھی آگے برھے نگا۔ میرے قدموں میں ایک افخرش می پیدا ہوگئی تھی برھتے ہی وہ خود بھی آگے برھے نگا۔ میرے قدموں میں ایک افخرش می پیدا ہوگئی تھی برھتے ہی وہ خود بھی آگے برھے نگا۔ میرے قدموں میں ایک افخرش می پیدا ہوگئی تھی

ے یہ سب معیبت شروع ہوئی تھی۔ تو اندازہ ہوا کہ آس پاس تو کوئی ایسی جگہ موجود نمیں ہے لیکن بسرهال اس طلسم سے نکلنے کا اس سے بھتر طریقہ اور کوئی نمیں ہوسکتا تھا چنانچہ میں اس سوراخ سے ریک کر باہر آگیا لیکن دو سری طرف جو کچھ دیکھا اے دیکھ کر ہوش اڑ گئے تھے۔ بھین نمیں آرہا تھا کہ آنکھیں جو پچھ دیکھ رہی ہیں وہی سب پچھ بھ ہے۔ یا کوئی گڑبڑے۔

تاحد نگاہ ویران جنگل مچیلا ہوا تھا۔ درخت کھاس پرندے نظر آرب تھے۔ کافی فاصلے پر دریا کے بماؤ کا شور بھی سائی دے رہا تھا جو کافی زور دار تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ كوكى بهت بى زيروست فتم كا دريا بهد ربا ب- باپ رے باپ يد كون سا علاقد موسكا ہے۔ میں نے دل میں سوچا اور میری مجس نگامیں چاروں طرف کا جائزہ لیتی رہیں۔ پھر میں نے پلٹ کر اس عظیم الثان چھڑی نما چٹان کو دیکھا جس کے دامن میں سوراخ نظر آربا تقل سيد كالى چنان كوئى كتبد نما جك معلوم موتى تقى اور اس كا اوپر كا حصه بالكل سيات اور پھسلوان تھا۔ جس پر قدم جمانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ اوپر کانی جی ہوئی مھی اور سد کای الیک تھی کہ اگر کوئی پرندہ بھی اس پر سوار ہونے کی کوسٹش کرے تو پھل كر كر جائے۔ فيج منظاخ زمين محى جس ير كر كر بديال موسد موسكتي تحيي- البت قرب وجوار میں کھیلے ہوئے مناظر غیرولکش نہیں تھے۔ درخت کم کم اور اونجے تھے لیان پھلوں سے بے نیاز۔ سوال یہ پیدا ہو تا تھا کہ یہ پُرا سرار اور ناقابل یقین علاقہ ہے کون سا؟ كم اذكم يه شرى آبادى ك قريب موجود كوئى علاقہ تو شيل لكتا تھا۔ يول لكتا تھا جيے يہ کوئی ویران جنگل ہو۔ مگر زمین کی ان گرائیوں میں اترنے کے بعد سمی جنگل میں جانا ایک تفوراتی چیز تو ہو علی محی- حقیقت نمیں لیکن انسان جب اپ آپ کو محسوس کرتا ہے اور اے سے بھی اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ جو کھ دیکھ رہا ہے وہ حقیقت ہے تو پھر الدی باتوں کو حقیقت مانتابی پر آ ہے۔ نہ مانے سے کوئی منلہ تو حل نہیں ہو آ۔

اب بیہ سب سے مشکل بات تھی کہ آج تک میں نے پورٹی کے قبضے میں آجانے
کے بعد پورٹی پر بی بحروسہ کیا تھا لیکن اس وقت یوں لگ رہا تھا جیسے میں بالکل بے
یارومددگار ہوں۔ ویلے بھی بیر ایک غلط بات تھی۔ بے شک ان پُراسرار واقعات نے مجھے
اپنے اندر جکڑ لیا تھا۔ لیکن میری عقل تو قائم تھی۔ تھوڑا بہت بحروسہ تو اپنے آپ پر بھی
کرنا چاہئے۔ جان بوجھ کر دلدل میں پاؤں رکھو کے تو غرق تو ہوتا بی پڑے گا۔ اب کیا
کروں؟ واپس سوراخ سے اندر جاؤں مگراندر جاگر بھی کیا کرتا۔ جن بیڑھیوں سے از کر

وربا تھا۔ بلکی بلکی بوندیں آسان سے برس رہی تھیں اور بھورے رنگ کی گری وهند مر ہے کو اپنی لپیٹ میں لیتی جاری تھی۔ پھراس نے کشتی آگے بردهادی اور موثر بوٹ دریا یں اپنا سفر طے کرنے گئی۔ وریا کیا پورا سمندر ہی تھا۔ اتنا چوڑا پاٹ کہ دیکھ کرہی وہشت ہو۔ مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ وہ دریا کے دوسرے سرے کی ست جارہا ہے۔ میں نے غور ے ملتی کو دیکھا۔ اس کے دونوں رخساروں پر سفید رنگ کے اور نہایت کمے لمے نشانات تے اور یوں لگتا تھاجیے پہلے یہ لیے لیے زخم ہوں۔ اس کی شکل انتائی خوفناک اور مروہ تھی۔ بسرحال موٹر بوٹ دریا پر پھیلی ہوئی بھوری دھند کو چیرتی ہوئی تیزی سے آگے بوھنے للی اور تھوڑی ہی ور میں ساحل نگاہوں سے او جھل ہوگیا۔ موٹر بوٹ کی رفار وریا کے درمیان پہنچ کر کچھ سمت ہوئی اور وہ سیدھی سفر کرنے گئی۔ میں ظاموشی سے قرب و جوار كا جائزہ لے رہا تھا۔ يد موسم اور يد ماحول بى اجنبى تھا۔ پہلے تو يد كد اتنا برا دريا اس كے بارے میں کچھ نہ کچھ تو معلوم ہونا جائے تھا۔ مجھی کمیں نہ کمیں سے تو کوئی تذکرہ سننے کو ملا۔ پھراس پر پھیلی ہوئی وصد جو مقامی موسم سے مناسبت نہیں رکھتی تھی۔ موثر بوث مناسب رقارے سیدھی چلی جارہی تھی۔ میں نے بحالت مجبوری سوچا کہ اس مخص سے پھے بات ہی کروں چنانچہ میں نے اس سے سوال کیا۔

و کیا جارا میہ سفر طویل ہے؟" اس نے ایک وم سے چونک کر میری جانب دیکھا اور پرایک پھیکی ی مظرامت کے ساتھ بولا۔

"میں منٹ یا آوسے گھنے تک۔ ویے پانچ وس منٹ کا فرق ہوسکتا ہے۔ ہم پہنچ ہی جائیں گے۔" یہ کمہ کروہ خاموش ہوگیا۔ مجھے یوں نگا جیسے وہ مزید اس سے آگے بھی پھھ كمنا جابتا ہے ليكن نه جانے كيول اس نے خاموشى بى اختيار كئے ركھى۔ ميس غور سے اس كاچره د كي رہا تھا۔ ميں نے محسوس كياك وہ تشكش كاشكار ب- يكايك اس نے كما-

"آپ بهت زیاده ایجے ہوئے میں جناب!" "نهیں ایس کوئی بات سیں ہے۔ تم اگر خاموشی پند نہیں کرتے تو مجھے منگلہ س ك بارے ين بناؤ- ين تو تم سے يہ كه چكا موں كه ين منكاس كے بارے بين شين جانا اور تم کتے ہو کہ تم پورے اعماد کے ساتھ جھے اس کے پاس لئے جارے ہو اور دہ میرا ختطر ہے۔ یہ ساری ذے داری تہمارے کاندھے پر ہے اور جہیں یہ ذمہ داری قبول

"آپ اس ملط میں بالکل بے فکر رہیں جناب! اصل میں مارے بال ممان آتا ہی

178 公英 ليكن وه پُراعتاد انداز مِن چانا ہوا ميرے قريب پينچ گيا۔

"آپ آگ جناب! آئے منگ س آپ کا انظار کررے ہیں۔ ماور ا نے آپ ك بارك مين بهت ى باتين مجھے بتائى بين- كشى آپ كا انظار كر رہى ہے-" دونوں نام میرے کئے اجنبی تھے۔ یہ منظلہ من کون ہے اور مهاویر تاکیا ہے۔ کوئی ایک بات بھی سمجھ میں تمیں آرہی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

" بھائی! شاید حمهیں غلط فنمی جو رہی ہے۔" "د کیسی غلط فئمی مهاراج؟"

"جو نام تم نے لیا ہے پہلی بات تو یہ کہ میں اے شیں جانا۔ دوسری بات یہ کہ تمہیں بقیناً غلط فئی ہو رہی ہے۔ جو نام تم نے لیا ہے وہ میرا انتظار نہیں کر رہا ہوگا۔ بلک كوكى اوريمال آنے والا ہوگا\_"

ودكيسي باتيل كرتے بين مهاراج! مظلم من كى شكتى بھى دھوكا شين كھا كتى- وہ آپ ى بين جے يمال آنا تھا اور مماور تاكو اس سے ملاقات كرنى تھى۔ آپ آيتے پريشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"ایک بات میں متریس بٹا دول میں مجر کمد رہا ہوں کہ میں کی منظلہ س کو شیں جانا۔ یہ نہ ہو کہ وہاں چینے کے بعد تم اس بات کا اظہار کرو کہ تم سے غلط فنی ہوگئ ہ اور وہ میں نمیں ہوں جے تنہیں وہال لے جانا تھا۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہوگا۔" "آب آئے ماراج-"

"تمارانام كياب؟" من في سوال كيا-ووفيات-"

"اچھااچھا۔"

«مهاور تا کی شکتی۔»

"میں ان تمام باتوں کے بارے میں کھے بھی نہیں جانیا۔"

"آپ کو سب کھ معلوم ہوجائے گا مهاراج! آپ آئے۔" میں خاموثی سے آگے بروھ گیا۔ پھر پھے کمحوں کے بعد ہم کشتی پر پہنچ گئے۔ جس فخص نے اپنا نام فکتی بتایا تھا وہ ایک پُراسراری شخصیت کا مالک تھا اور سمجھ میں شیں آتا تھا کہ بیر سب کچھ کیا ہے۔ اول تو میں ویے ہی مشکل کا شکار تھا اور اوپر سے میہ ب پچھ۔ بسرحال میں آہستہ آہستہ میرهاں طے کرے کشتی پر پہنچ گیا۔ سے پر کا وقت آہت آہت شام کے دھند لکوں میں کم یوں لگنا تھا جسے دریا کے بیچوں نے کوئی ٹاپو ہو۔ ہو بھی سکتا ہے۔ مجھے جب اس ملاقے کے بارے میں کچھے جب اس ملاقے کے بارے میں کچھے معلوم ہی نہیں ہے تو میں کیا کہ سکتا ہوں۔ یہ ٹاپو نیہ چھوٹا سا جزیرہ آہستہ قریب آتا جارہا تھا اور بھر کچھ دیر کے بعد جزیرے کا منظر صاف دکھائی دیے لگا۔ شکتی نے کشتی کا انجی بند کر کیا اور دیے لگا۔ شکتی نے کشتی کا انجی بند کر دیا اور پھر میری طرف رخ کرکے بولا۔

"غِي آجائے۔"

"عريمال توياني ہے۔"

"بمت تھوڑا ما ب مماراج-"

"ميرے كيڑے بھيك جائيں كے اور جوتے بھی۔"

"آب چاہیں توجوتے ا ارکیجے۔"

"كىال ب ادهر تو بردا معقول بندوبست كيا كيا تفا خشكى مين يهنجنے كا-"

"اوھر دریا کا کنارہ بہت او نچا تھا۔ یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ لہریں پختہ ساحل تک
لے جاتی ہیں۔ ویسے آپ کو پچھ فاصلہ چڑھائی کا طے کرنا پڑے گا۔" میں نے کوئی جواب
شیں دیا۔ پہلے جوتے آثارے۔ شکتی بھی نیچ اثر گیا تھا۔ ہمارے گردو پیش ایک وحشت
ناک سنانا طاری تھا۔ بھی بھی نم اور تیز ہوا کیں چلتیں تو یوں لگنا کہ بہت دور فاصلے پر کوئی
عورت درد وکرب سے بے چین ہوکر چیخی اور چلاتی ہے۔ تھوڑے فاصلے پر ویران مکانوں
کی ایک لمبی قطار نظر آری تھی۔ ٹوٹے پھوٹے پھڑے ہے مکان ان کی ٹیٹر ہی دیواریں
اور جھی چیسیں گری کائی پڑی ہوئی تھیں۔ دروازوں اور کھڑیوں کے پٹ عائب تھے اور
انسیں تھیج مکانوں کے بجائے گھنڈر کہا جاسکتا تھا۔ کہیں کہیں پرانی اینٹوں کے ڈھر گے
دکھائی دیتے تھے۔ پچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کون سا علاقہ ہے اور کون ساشر ہے۔ کیا
دکھائی دیتے تھے۔ پچھ شمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کون سا علاقہ ہے اور کون ساشر ہے۔ کیا

کون ہے۔ لیکن اگر کوئی مہمان آبی جائے تو پھر کم اذ کم ہم اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمیں اس کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہئے۔" "اچھاتم یہ بتا سکتے ہو کہ منگلہ من میرا انظار کیوں کر رہا تھا؟"

ودمهاوریا کے کام مهاوریا بی جانتے ہیں۔ بھلا ہم جیسے خادموں کو ان کے بارے میں کیا معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔"

"تم منظم من عي كو مهاوير تا كت بو؟"

"بال مماراج! آپ واقعی ان سے بالکل ناواقف معلوم ہوتے ہیں لیکن آپ ان سے ملیں گے تو آپ کو خوشی ہوگ۔ ممادیر تاریک سنسار میں دو روپ رکھتے ہیں۔ ان کا ایک روپ تو گیان دھیان سے تعلق رکھتا ہے اور دو سرا موجودہ دور کی عکای کرتا ہے۔ ممادیر تا جو کچھ کرتے ہیں اگر تم اس کے بارے میں پچھ نمیں جانتے ہو مماراج! تو یہ سمجھ لو کہ اسے جاننے کے بعد تم ممادیر تا کی پوجا کرو گے۔" وہ نہ جانے کیا کیا باتیں بتا تا رہا۔ میں نے اس کی شکل پجرایک بار غور سے دیکھی۔ اسے دیکھ کر مجھے نہ جانے کیوں ایک احساس ہو تا تھا کہ اگر اس مخص کی صورت اس طرح بگاڑ نہ دی جاتی تو یقیٰی طور پر بید ایک خوبصورت آدمی ہو تا۔ میں نے اس سے کما

"ایک بات بناؤ۔ تمہارے چرے پر بیر زخم کے نشان کیے ہیں؟"
"بس ایک حادثے کا شکار ہوا تھا مہاراج!" اس نے اس طرح کما جیے یہ جواب وہ
اپنے آپ کو دے رہا ہو۔ پچروہ خاموش ہوگیا مگر اس ایک فقرے سے زیادہ اس نے اور
کچھ نمیں کما تھا۔ پھر ہمیں زیادہ دیر نمیں گزری تھی کہ دھند میں لپٹا ہوا ساحل نظر آنے

\*=====\*

وت اللي كي آواز سالي دي-

اف میں اوار سان دی۔
"آپ اطمینان ہے آگے بردھ جائے۔ کنا آپ کو پچھ نہیں کے گا کیونکہ وہ اپنے آقا کے اشارے پر چلنا ہے اور آپ کو بھیما ہے بات کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بھیما بول ان نہیں سکتا۔" میرے خیال میں یہ الفاظ غیر ضروری تھے۔ بھیما کے بارے میں تو میں جان الیا تھا کہ کون ہو سکتا ہے۔ یقینی طور پر یہ دیو قامت ہی بھیما ہے لیکن تھتی نے نہ جانے یہ الفاظ کیوں اوا کئے ہیں اور اس کا مقصد کیا ہے۔

وكك يسي كياكها جاج موتم- بهياكيون نبين بول سكا؟"

ین حال سہ بہت ہیں ہے۔ یہ بہت کی سے اس بجیب وغریب مخلوق کا جائزہ کے کر مزید چاروں طرف رکھا اور جھے فوراً ہی ہد احساس ہوگیا کہ صورت حال میری توقع ہے کہیں زیادہ پُراسرار اور سنسی خیز ہے۔ میری نگاہوں کے سامنے وسیع وعریض زمین پر ایک باغ پھیلا ہوا تھا کین سد باغ بھی بالکل اجنبی اجنبی ساتھا۔ میرا دل اے دکھ کر لرزئے نگا۔ اس باغ میں لا تعداد درخت اور پوٹ تھے لیکن ان کی شکلیں ایس بھیانک اور بجیب تھیں کہ میں نے لاتعداد درخت اور پوٹ بھی اپنے ہوش وحواس پر شک گزرنے نگا کہ میں کہیں گوئی بھیانک

شکار ہوگیا ہو۔ کوئی خوفناک زلزلہ یا کوئی اور آفت۔ ہوسکتا ہے کہ قرب وجوار میں کوئی آتش فشال ہو جس نے آتش فشانی کرکے انسانی زندگیوں کو موت کی نیند سلادیا ہو اور اس کے بعد مکمل سکون 'سکوت اور خاموشی چھا گئی ہو۔ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ کیا حادثہ ہوا تھا لیکن کھنڈرات ' ملے کے ڈچر۔

وه میری رہنمائی کر رہا تھا اور جم ایک پھریلے اور بلند رائے پر چل رہے تھے۔ وہ مجھ سے چند قدم آگے آگے تھا۔ کوئی وس منك كى ممافت طے كرنے كے بعد ہم جس جگہ بنچ وہاں ایک عظیم الثان کھنڈر نظر آبا تھا جو ہوسکتا ہے زمانہ قدیم میں کسی قلع کی حیثیت ر کھتا ہو۔ آثار میں بتارہے سے چنانچہ میں اس کی رہنمائی میں قلعہ نماقدیم عمارت میں پہنچ گیا۔ اس عظیم عمارت کے چاروں طرف پھر کی ایک او چی دیوار تھی۔ جس پر حفاظت کے لئے لوے کے خاردار ار کے ہوئے تھے۔ عمارت کا یہ بلند دروازہ لوے کا بنا ہوا تھا۔ منتحق نے میری جانب دیکھا اور دروازے کے ساتھ لگے ایک بٹن پر انگل رکھ دی۔ میں نے دروازے کے دوسری جانب مھنی بجنے کی تیز آواز کی تھی اور پھر فورا ہی ایک پُرشور آواز کے ساتھ اوے کا دروازہ کا اور میں شدید جھر جھری محسوس کرنے لگا۔ کیونکہ جس مخص نے دروازہ کھولا تھاوہ انسان سے زیادہ شیطان نظر آتا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے زمانہ قدیم ك قصے كمانيوں كاكوئى ديو دروازے پر آكٹرا ہو۔ جھے اس كے طرف ہاتھ اور ٹائليس اى د کھائی دی تھیں۔ کیونکہ وہ دروازے کے پیچیے کھڑا تھا۔ آخر کار شکتی کی آواز سائی دی۔ "آپ بے قکری سے اندر وافل ہوجائے جناب!" میں نے خلک ہو تؤں پر زبان پھیری اور دروازے کے اندر آگیا۔ اب یمال پینچ کرمیں نے اس دیو قامت مخص کو دیکھا جس نے دروازہ کھولا تھا۔ اس کا قدیقیناً آٹھ فٹ سے بھی نکلتا ہوا تھا اور جسمانی اعتبار ے وہ اس قدر لباچوڑا تھا کہ میرے جیے چار آدی اس کے وزن کے برابر ہوتے۔اس ك ايك باتھ ميں چايوں كا ايك موناسا كھا تھا۔ چريس نے ايك بلكى ى سرسراہث پر ایک طرف دیکھاتواس دیو قامت چوکیدار کے قریب ایک سیاہ رنگ کا کا گھڑا نظر آرہا تھا۔ خدا کی پناہ یہ کیساکا تھا۔ وہ بھی این آقاکی طرح قدوقامت اور ڈیل ڈول میں غیر معمولی تفار اگر ایک نگاه یوں بی ڈال لی جاتی تو سے کاقد چرکی مائند اونچا اور جم شرکی طرح قوی اور چست نظر آنا۔ اس کی شکل اس قدر بھیانگ تھی کہ اس کی شکل ایک دفعہ دیکھ کر دو سرى مرتب ديكھنے كى جمت شيس موتى عقى۔ يس دل دى دل يس سخت خوفزده مونے لگاك پت نمیں کیا ہونے والا ب اور میری یمال سے گلوخلاصی ممکن بھی ہوگ یا نمیں۔ ای الدت میں داخل ہو سکتے تھے۔ اس سے پہلے ایک مختفر سابل عبور کرنا پڑا جس کے نیچ ایک گری خدق میں بدبودار پانی بحرا ہوا تھا۔ وروازے کے قریب گلے ہوئے ایک بٹن کو اس نے اپنی موٹی انگلی سے دبایا اور میرا دل کس نامعلوم خوف سے کانپ اٹھا۔ پہتہ تہیں اسدہ کیا طالت پیش آنے والے ہیں اور مجھے کسی پُراسرار جگہ لے جایا جارہا تھا۔ میں نے ایجنا اعتصاب کو قابو میں رکھا اور مقالے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہوگیا۔ نہ جانے کیوں آئے یہ اطبینان بھی ہورہا تھا کہ میرا کچھے نمیں گراسکے گا۔ بسرطال جب شکتی نے دروازے گا ہوا بٹن دبایا تو فوراً ہی اس آئی دروازے کے درمیان سے لکڑی کا ایک چھوٹا ساپ کہ اللہ اور اندر سے کسی نے جھانک کریے دیکھا کہ آنے والا کون ہے۔ پھر مطمئن ہوکر اس کے لیا اور اندر سے کسی نے جھانک کریے دیکھا کہ آنے والا ہون ہے۔ پھر مطمئن ہوکر اس نے پورا دروازہ کھول دیا۔ اس وقت صورتِ حال ہے تھی کہ شکتی میرے آگے تھا میں ارمیان میں تھا اور بھیا چچھے لیکن دروازہ کھولنے والا جو مجھے نظر آیا وہ بھی ایک ناقائی ارمیان میں تھا جس نے باور چیوں جیسا ارمیان میں تھا جس نے باور چیوں جیسا لیاس بین رکھا تھا لیکن میں نے اسے جرت اگیز اس لئے کہا کہ وہ مکمل انسانی جسم کا مالک لیاس بین رکھا تھا لیکن میں نے اسے جرت اگیز اس لئے کہا کہ وہ مکمل انسانی جسم کا مالک تھا۔ سے انگاقی طور پر انسانی ہاتھ پاؤں بل گئے ہیں۔

ال ب و مکید کر اتن بیب مجھ پر طاری ہوئی کہ اگر میں کمزور اعصاب کا مالک ہو تا تو اس وقت میرے دل کی حرکت بند ہوجاتی۔ مجھے دیکھتے ہی وہ مودبانہ انداز میں جھکا اور ایک طرف ہٹ کریوں کھڑا ہوگیا جیے مجھے اندر داخل ہونے کا اشارہ کر رہا ہو۔ میں نے بیہ بھی دیکھا کہ وہ دیو نما انسان بھیا بھی اس شخص سے خوفزدہ ہے۔ وہ اس طرح سم کر گھڑا ہوگیا تھا جیسے کمی مصیبت میں گر قار ہوگیا ہو۔ کتے نما آدمی کا منہ کھلا اور اس نے

ور اس کتے جیسی اس میری باگ ورا ہی باہر چلا گیا۔ بسرحال اب میری باگ ڈور اس کتے جیسی مسلم کے جیسی مسلم کے جیسی مسلم کے اس کے جیسی مسلم کے آدمی نے سنبھال کی تھی اور یہاں سے شکتی بھی اب باہر چلا گیا تھا۔ اس نے لوے کا دروازہ بند کیا اس میں دروازہ لگایا اور میری طرف رخ کرکے بولا۔

وہ بروروں کے بعد میں نے ساتھ آگے بردھ گیا۔ کچھ ہی کھوں کے بعد میں نے "آئے جناب!" میں اس کے ساتھ آگے بردھ گیا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مختصرے اپنے آپ کو ایک طویل اور تاریک راہداری میں پایا۔ تھوڑے تھوڑک رہے تھے۔ آتش دان بنے ہوئے تھے جن میں آگ کے سرخ شعلے تیزی سے بھڑک رہے تھے۔ کمیں دور کمی گھڑی کے گھٹے نے پُرشور آواز میں شام کے سات بجانے کا اعلان کیا۔

خواب تو شیں دیکھ رہا۔ اب تک جو پھھ ہوا ہے وہ یقیٰی طور پر کوئی ایما عمل نہیں ہے جو انسان ہوش وجواس کے عالم میں دیکھے لیکن یہ خواب نہیں تھا بلکہ سب پھھ حقیقت تھی۔ درخوں اور پودوں کی شکلیں انتمائی خوفاک تھیں۔ ان میں کوئی پچھو کی شکل کا تھا تو کوئی جھپکی جیسا۔ اس طرح بہت سے پودے اور درخت تھے جن کی شاخیں اور دصوں کی بائند بل کھائی زمین تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہاں سے پچھ اور آگے بعض پودے بالکل انسانی کھورٹوکی کی شکل و صورت کے تھے۔ ان کی رنگت بھی سفید تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کی بورٹوکی کی شکل و صورت کے تھے۔ ان کی رنگت بھی سفید تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کی بورٹوکی کی شکل و صورت کے تھے۔ ان کی رنگت بھی سفید تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کہی بورٹوکی میں پھول بھی باتھ نے یہ کھورٹویاں بھی گوروں میں کیس کیس کیس کیس پھول بھی گئے ہوئے تھے گر وہ بھی نرالے تھے۔ ایک پھول ایسا نظر آیا جیسے انسانی ہاتھ کا ڈھانچ ہو اور اس طرح اس کا پنچہ پھیلا ہوا ہو جیسے اس کی انگلیاں کسی شے کو انسانی ہاتھ کا ڈھانچ ہو اور اس طرح اس کا پنچہ پھیلا ہوا ہو جیسے اس کی انگلیاں کسی شے کو دوج کینے ایمانی ہاتھ کا ڈھانچ ہو اور اس طرح اس کا پنچہ پھیلا ہوا ہو جیسے اس کی انگلیاں کسی شے کو دوج کینے ایمانی ہاتھ کا ڈھانچ ہو اور اس طرح اس کا پنچہ پھیلا ہوا ہو جیسے اس کی انگلیاں کسی شے کو دوج کینے ایمانے ہاتھ کی ہوں۔

یہ منظر نمایت ہولناک تھا۔ فضا بالکل خاموش تھی اور کسی طرف سے کوئی آواز نمیں آرای متی- میں نے اندرونی طور پر محسوس کیا کہ یہ عجیب و غریب پھول ' پودے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ اس خوفاک سائے میں اجانک ہی ایک اور آواز اجری اور میں چونک کر او حرد کھنے لگا۔ مجھے لگاجے کوئی رو رہا ہے اسک رہا ہے۔ یا مرد آبیں بحررہا ب- میری مجس نگابی چاروں طرف کا جائزہ لینے لگیں اور مجھے فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ یہ آواز کی پڑاسرار پودے سے آرای ہے۔ آہ یہ پودے اور درخت اپی بے کی اور مظلومیت کاروتارو رہے تھے۔ اب جھے اس بات کا مکمل طور پر احساس ہوگیا کہ اب تک كى زندگى ميں جو پُرامرار عوامل ميرے سامنے آئے ہيں۔ يداس سے كيس زيادہ خوفاك عمل ہے۔ میرے سامنے کسی منگلہ من کانام لیا گیا تھا جے فکتی نامی پیہ مخص مهاویر تا کمد کر پکار تا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ آخر وہ کون بے رحم اور ظالم ب جو اس قدر شیطانی صفات ر کھتا ہے۔ مگر ذہن اس قدر ماؤف ہو چکا تھا کہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا مقصد کیا ہوسکتا ہے۔ اچانک ہی میری نگابیں اس بیت ناک باغ کے فرش پر پڑیں اور دہشت سے خون میری رگوں میں جمنے نگا۔ گھاس سزرنگ کی بجائے سفید تھی۔ دودھ کی مائند سفید اور بے جان جیے اس میں سے سمی نے تمام شادابی اور تکصار نچوڑ لیا ہو۔ باغ کا جائزہ لینے میں دویا تین منٹ صرف ہوئے ہول گے کہ اچانک ہی مجھے شکتی نے مخاطب کیا اور بولا۔ "آگے چلئے جناب!" وہ ایک دو سرے آئنی دروازے کے پاس پنج چکا تھااور عقب ے وہ خوفتاک بھیما بھی آرہا تھا۔ بسرحال میں دروازہ ب جس سے داخل ہو کر ہم قلعے کی

راہداری کے بعد اس باور پی نما محض نے ایک ہال کرہ عبور کیا جو قدیم فرنیچراور طرح طرح کے نوادرات سے اٹا پڑا تھا۔ میں جرت سے ہرشے کو پاگلوں کی طرح سکتا ہوا اس کے پیچھے چانا رہا۔ اچانک بی ایک دروازے پر رک کر اس محض نے آہت سے دستک دی اور پھر باہر کا ایک کھڑا سا دبا کر وروازہ خود تی کھولا اور پھر اوب سے ایک طرف کھڑا ہوگیا۔ مطلب بیہ تھا کہ میں اندر جاؤں۔ میں نے قدم آگے بردھا دیے۔ بھلا اور کر بھی کیا مطاب

جو کچھ ہوا تھا وہ میرے ارادول کے مطابق تو نہیں تھا۔ آہ ابتداء ہی سے ایک مولناک سفر کا آغاز ہو گیا تھا۔ میں یہاں تو نہیں آیا تھا۔ میں تو نیل کنول کی علاش میں تھا۔ بسرطل میں نے اپنے آپ کو ایک بہت ہی خوبصورت کرے میں پایا۔ اس کرے کی تمام چنیں بالکل نی اور موجودہ دور کی ضرورت کے عین مطابق تھیں۔ درمیان میں ایک لمبی ی میزادر اس پر شیشے کے خوبصورت برتن یہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ ڈرائنگ روم ہے۔ ميزير ميل نے دو آدميوں كو يُر تكلف كھانا بھى ركھتے ہوئے ديكھا۔ ايك طرف آتش دان میں آگ بھڑک رہی تھی اور اس کے قریب شام کالباس پنے آرام کری پر ایک محض بیٹا ہوا میری جانب د کھے رہا تھا۔ میں بالکل خاموش تھا جبکہ مجھے پہلے اس کی موجودگی کا اندازہ نمیں تھایا ہے بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اچانک ہی اس کری پر نمودار ہوا ہو۔ ورنہ اگر اس سے پہلے وہ اس کری پر موجود ہو ؟ تو مجھے کم از کم کی اور جائدار کی موجودگی کا احساس ضرور ہو تا لیکن میں یہ فیصلہ نہیں کرپایا تھا کہ وہ اچانک نمودار ہوا ہے یا پھر میری نگاہ اس کی طرف نمیں اٹھی تھی۔ بسرحال جو پچھ بھی تھا لیکن اے دیکھ کرایک دم ہے ایک عجیب سااحساس دل پر طاری موتا تھا۔ وہ سنگ مرمر کی مانند سفید رنگ کا حامل تھا۔ اس نے کھڑے ہوکر اپنا ہاتھ آگے بردھایا اور مجھ سے زیوش مصافحہ کیا۔ اس کے ہاتھ کی انگل میں ایک انگو تھی چک رہی تھی۔ میری نگاہ اس انگو تھی اور تلینے پر بڑی تو مجھے ایک اور عجیب سا احساس موا- انگو تھی کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور اس میں بڑا موا تکینہ کسی انسانی آئکھ کی شکل رکھتا تھا۔ یوں لگتا جیسے کوئی انسانی آئکھ خٹک کرے انگو تھی میں جڑی گئی ہو۔ میرا ذبن اس کی پُراسرار مخصیت کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ اس کے سرکے بال لمب لمب لمب اور شانوں تک چنج سے۔ چرے کا رنگ سفیدی ماکل سرخ تھا۔ آ تکھیں چیکتی دکھائی دی تھیں۔ ان آ تھوں کو دیکھ کراحیاس ہوتا تھا کہ ان میں ایک عجیب ی قوت بوشیدہ ہے۔ آ تھوں کی پتلیاں اور پلکیں بالکل ساکت تھیں اور جب اس نے جھ

۔ لگاہیں ملائمیں تو مجھے یوں نگا جیسے میری تمام قوتیں زائل ہوتی جاری ہوں اور کوئی غیر مل قبت میراکلیجہ اپنی مٹھی میں بند کرکے مسل رہی ہو۔

المنظلة من ذرا مختلف فتم كا انسان ب- يسل مين تم في ابنا تعارف كرادول- مين الم معزز معمان كى حيثيت ے تهمارا الى اس دنيا ميں استقبال كرتا ہوں۔ اگر ميں تهمين مال بلانا نہ جابتا تو تمہارا یمال آنا مشکل تھا۔ کوئی بھی میری مرضی کے بغیر میری اس ملات میں داخل نمیں ہوسکتا۔ تم یہ بھی سوچ کتے ہو کہ اب تم یمال آگئے ہو ادر اب یں جو بھی کمانی جاہوں گر کر سا سکتا ہوں۔ ایس بات بالکل نمیں ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ال مج بولتا مول اور اس وقت جب تك ميري باتين كميس سے جھوٹ ند فكل أكيس- تم میری باتوں کو سے جی سمجھنا۔ میں جاہتا ہوں کہ تم سے میں اپنا تعارف کرادوں۔ نام تو تہیں ع چل بی چکا ہے۔ منظم سن ہول میں۔ پہلے میں جنگلوں میا روں اور کھاؤں میں آوارہ اردی کرنے والا ایک سادھو تھا۔ شہری آبادیوں میں بھیک مانگنا تھا بنیادی بات یہ تھی کہ الك فقير كاجيا مول- ميراباب بهي سادهو تقال برجم جاري تقاليكن مجروه ايك جادو كرني کے چال میں میض گیا جو بری محتی مان تھی۔ میرا باپ سادھو بے شک تھا لیکن ایک الوبصورت اور ہر طرح سے ایک بر کشش آدی تھا۔ جادوگرنی نے اے اپنے جال میں سانسا اور اس کے بعد اے جیشہ کے لئے اپنا لیا میں ان دونوں کے ملاب کا جمیجہ ہوں۔ میرے باپ نے بہت کچھ سکھا اور اس کے بعد میں بھی ای طرح سنسار گردی کے گئے الل كيا- ميري كوئي حيثيت نهيل تقي- ميرك مانا پاايخ آپ يس مت تھ- اس بات فے مجھے زندگی سے بیزار کردیا چریس نے پچھ ایسے گرو الاش کے جو مجھے گیان وصیان ویں- میرے شوق مخلف تھے۔ میں تہیں بہت زیادہ تفصیل شین بناؤں گابس یوں سمجھ کو کہ بعد میں' میں نے جب کیان حاصل کرایا تو سوچا کہ زندگی اس طرح بہاڑوں کے وامنوں میں یا کوئی مندر بنا کر نمیں گزارنی جاہتے بلکہ جب تمهارے پاس اتنا کچھ ہے تو تم

ل نیل کول کا تعلق تھا تو اب اس بات کو میں سے ول کے ساتھ کھ سکتا ہوں یہ مجی الل طلسي عمل بي تفاكه وه ميرے ول كي كرائيوں ميں اتنى فينچ تك اتر كئي تفي كه اب اے ول سے قال مجینکنا میرے بس کی بات نہیں تھی۔ بال مصلحاً اگر میں اپنی زبان کو کوئی الدرخ اختيار كرنے دول تو يه كوئى الى اہم بات نميس تقى- بسرحال يه سب كچھ تھا اور یں سوچ رہا تھا کہ مجھے اس محض کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ عقل و دائش کا اللف توسی تھا کہ ایک انتمائی طاقتور آدی جب سامنے آجائے تو جذباتی کیفیتوں سے گریز رنا جاہے کیونک یہ جذباتی کیفیتی بسرحال نقصان بی پنجا سمق ہیں۔ بے شک نیل کنول پرے گئے ایک الیی حقیقت بن چکی ہے جس کی تردید شمیں کی جاسکتی کیکن سب پچھ الدكى كے ساتھ ہوتا ہے۔ فوراً تن ميں نے اپنے رويے ميں تبديلي پيداكى اور كما۔ "ببرحال اس میں کوئی شک نہیں ہے متلکہ سن کہ تمہاری فخصیت نے مجھ پر مجمی المائ ساحرانه عمل كيام جيها دوسرول ير موسكتا ہے۔ ميس تهمارا سب كچھ و كھھ كر حيران و کیا ہوں اور سے بھی تمہاری علق بی ہے کہ تم نے اس طرح مجھے یمال اینے قدموں میں الالالالات بارے میں صرف التا بتا دول متہیں کہ اگر ملیا دانوی نے تم سے بید بات کی ہے له میں کچھ میرا سرار قوتوں کا مالک ہوں تو بس بول سمجھو کہ بید ایک چھوٹا ساعمل ہے۔ ی کوئی قوت نہیں رکھتا۔ نیل کول مجھے بہت پند ہے اور میں نے اے عاصل کرنے کے خواب دیکھیے ہیں لیکن میں جانتا ہول کہ بیر سب پچھ آسان شیں ہے۔ وہ اگر تمہاری البوب ب تو ميرك كے يقيناً ناقابل حصول موكى كيونك ميس حقيقوں ميس زنده رہے كاعادى اول اور یہ نمیں جانتا کہ تم جیسی بری قوت سے اس کا حصول کیے ممکن ہے۔ جب ایک ام اپنے لئے ممکن ہی نہ ہو تو اے کرنے کا حصول نہیں کیا جاسکتا اور میں احقوں کی جنت می رہنا پند نہیں کرتا۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے میری نگاہیں مسلسل منگلہ من کا جائزہ لے ری تھیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اس کے چرے کے نقوش میں ایک فرحت ی پیدا الی ہے اور وہ خوش نظر آرہاہے۔ پھراس نے کما۔

"اور اگرید بات ہے تو پھر واقعی تم میرے لئے ایک معزز مہمان کی شکل افتیار کر کے بینا ہو۔ بہت کم میں دو مرول کے ساتھ کھاتا پیتا ہوں لیکن تمہارے ساتھ میں پچھ پینا مرور پند کرول گا۔ جب میرے تمہارے درمیان کوئی جھڑا ہی نہیں ہے تو پھر ظاہر ہے کہ یہ طاقت دوستانہ ہو گئی ہے۔ " میں نے اپنے ہاتھ کی ایک انگی اور افعائی اور اسے اللہ یہ طاقات دوستانہ ہو گئی ہے۔ " میں نے اپنے ہاتھ کی ایک انگی اور افعائی اور ایک خادمہ البار ہلایا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ کمرے کی شالی دیوار کا دروازہ کھلا اور ایک خادمہ

ائی ایک جگہ بناؤ۔ وہاں اپنی مملکت قائم کرو۔ میرا ایک اور پس منظر بھی ہے جس سے میں حمیس آہستہ آہستہ واقف کراؤں گا۔ لیکن بنیادی چیز یہ ہے کہ میں حسن وعشق کا رسیا موں۔ حسین لوکیل اور حسین وجود میری زندگی کو راستہ دیتے ہیں۔ حسن پر تی میرے وجود كاايك حصه ب اور ميس مرحسين چيز كوليند كرتا مول- اصل بات ير آربامول اور وه بات ہے نیل کول کی- نیل کول کون ہے کیا ہے۔ یہ ابھی تم نہ جانو تو بمتر ہے۔ اس کے بارے میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ وہ میری محبوبہ ہے۔ میں نے اسے اپنی طرف ماکل كرنے كى بزاروں كوششيں كى بين- اينوں سے جدا ہونے كے بعد اور ايني ضدول اور میرے غضے کا شکار ہو کروہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹی ہے ادر اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ میں نے اس کے اندر جھانکا تو کی پایا کہ وہ میرے بجائے کسی کو بھی اپنی محبت کا مقام دے سکتی ہے لیکن اب اتن شکتی حاصل کرنے کے بعد یہ تو ممکن شیں ہے میرے گئے۔ وہ عورت مجھے ملی۔ طوا نف بے شک ہے لیکن اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ اسے راہ راست یر لے آئے گی اور اے میری جانب مائل کردے گی لیکن پھر جھے پند چلاکہ تم نے اے دیکھا اور اس پر عاشق ہوگئے اور اس کا چیچا کرنے لگے۔ چلو ایک عام آدی ہوتے تو تم کوئی بات نہیں تھی لیکن مایا دیوی نے مجھے بتایا کہ تم کچھ ٹرامرار قوتوں کے مالک بھی ہو۔ دولت مند بھی ہو اور پھر سب سے بردی بات یہ کد نیل کول خود تمہاری طرف متوج ب اور شايد تم س محبت بھي كرنے لكي ب- مايا ديوي نے خوفزدہ موكر جھ ے درخواست کی کہ نیل کول کو میں دوبارہ اپنی تحویل میں لے لوں۔ خیر میں اے دوبارہ یسال تبیں لایا بلکہ وہ میری مملکت سے دور ہی بھٹک رہی ہے۔ میں نے اس کے لئے مخلف رائے منتخب کر دیئے ہیں۔ یہ ساری باتیں بس اپنی جگہ۔ اس کے بعد میں نے سوچا ك منهيس الي پاس وعوت دول اور تم ع ابنا حال ول كمول اس لئ ميس ت حميل يمال بلايا ب- بولوكياتم ميرك كى كام آكة مو؟"

میں محر زدہ سا اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اور میرے اپنے دل میں بجیب وغریب خیالات آرہے تھے۔ منگلا سن ایک انتمائی خوفناک وجود تھا۔ جو پچھے میں نے یمال دیکھا تھا مجھے اس کا پچھے پس منظر معلوم نہیں تھا۔ میں سے بھی نہیں کمد سکتا تھا کہ اس نے اپنے بارے میں جو پچھے کہا ہے وہ بچ ہے۔ ممکن ہے اس کے ماضی میں کوئی اور کمائی چھپی ہوئی ہو لیا ہو لیکن سے کہا خاصل ہو لیکن سے کیا حاصل ہو لیکن سے کہا خاص میں میرے سامنے آ بھی جائیں تو جھے ان سے کیا حاصل ہو گا۔ منگلہ سن کی ظاہری قوت سے بتاتی تھی کہ میں بسرحال اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جمال ہو گا۔ منگلہ سن کی ظاہری قوت سے بتاتی تھی کہ میں بسرحال اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جمال

دونوں ہاتھوں میں رُے اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی میں نے بس آہٹ پر نگاہیں افعاکراس طرف دیکھا تھا لیکن بھر میری نگاہیں دہاں ہے نہ جمیں۔ میں بالکل جھوٹ نہیں ہول رہا زندگی میں سینکڑوں ہی ایک ہے ایک حسین خور تیں دیکھی تھیں لیکن ہے لڑکی ہو اس وقت آئی تھی ناقائل بھین حسن کی مالک تھی۔ وہ کسی ماہر سنگ تراش کے فن کا منہ بولنا مجسمہ دکھائی دیتی تھی اور اس سیاہ لبادے میں جو اس کے جسم پر پڑا ہوا تھا۔ اس المحقید چرہ اور سنگ مرم کے سے بازہ یوں دمک رہے تھے جیسے کالی گھٹا میں سے چائم نگل آگے۔ نہ جانے کیوں ایک بار پھر مجھے شبہ سا ہوا کہ اس لڑکی کو میں نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔ گر کہاں یہ یاد نہیں آیا۔ پچھے انبا کھویا میں اس کے وجود میں کہ اسے دیکھائی دیکھا رہا گھٹا رہا ہوا تھا۔ دیکھائی دیکھا ہو ہوں میں ہوگی میز پر رُرے رکھ کر داپس چلی گئی اور منظم من مجھے خور سے دیکھا رہا گھروہ آہستہ سے بولا۔

'نیہ ایک عمرہ شم کا قبوہ ہے اور اگر محصندا ہوجائے تو یے مزہ ہوجاتا ہے۔ ویے ہوگرک شمیس پچھے زیادہ ہی پیند آئی ہے۔ تم نے دیکھا دہ لاکھوں میں ایک ہے۔ "میں ایک دم چونک پڑا اور میری نگاہیں منظر بن کے چرے کی جائی اٹھ گئیں۔ دہ مجھے گھور دہا تھا اور اس کی بردی بردی نگاہوں سے نفرت کی چنگاریاں نگل رہی تھیں۔ میرے بدن میں خوف کی سرد لہردہ ڈرگئی۔ مجھے یوں لگا جسے میرا اس طرح اس لڑکی کو گھور نا منظر من کو پہند آیا ہو۔ تاہم اس نے غصہ ضبط کیا اور اپنا پیالہ اٹھا لیا۔ میرے لرزتے ہوئے ہاتھ بھی سوچ رہا تھا۔ میں اس لڑکی کے طرف بڑھ گئے تھے لیکن میرا وہن اب بھنگنے لگا تھا۔ میں اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ معصوم می لڑکی اس پُراسرار اور سنسان چگہ کس طرح آئی وہ ہوگوں؟ منظم من اور لڑکی کی شکل اس کون؟ منظم من اور لڑکی کی شکل اور وہی لڑکی کمرے میں واخل ہوئی۔ اب میں اپنی سوچوں میں گم تھا کہ ایک بار پھر دروازہ کھلا اور وہی لڑکی کمرے میں واخل ہوئی۔ اب اس کے ہاتھوں میں ایک دو سری بڑے تھا کہ ایک بار پھر دروازہ کہل اور وہی لڑکی کمرے میں واخل ہوئی۔ اب اس کے ہاتھوں میں ایک دو سری بڑے تھے اسان جس میں ڈرائی فروٹ بھرے ہوئے تھے۔ میں نے پھراس کی طرف دیکھا اور جھے اسان جس میں ڈرائی فروٹ بھرے ہوئے سے۔ میں بے پھراس کی طرف دیکھا اور جھے اسان جوا کہ اس حیین لڑکی کے چرے پر خوف اور سراسیمگی نظر آرہی ہے۔ وفعنا منظر س

"رادھيكا! يەجارے مهمان بين اور كچھ دن تك يد مكمل ہمارے مهمان ربين عـــ مهمين ربين عــ مهمين درا ان كاخيال ركھنا ہوگا۔ انہيں ڈرائى فروٹ كى

پلیٹ ٹرے سے اٹھا کر میری طرف برھائی اور پلیٹ رکھنے کے لئے جھکی تو میرے آگے اللہ اوا ایک ڈیکوریشن پیں اس کا ہاتھ لگنے سے فرش پر گرا۔ شاید گجراہٹ بیں اس سے الیا ہوا اتھا۔ میں جلدی سے یتیج جھکا ہوا اور عین اس وقت جب میرا ہاتھ میز کے یتیج گیا لاکی نے چیکے سے کاغذ کا ایک چھوٹا سا فکڑا میرے ہاتھ میں تھا دیا۔ کاغذ کو محسوس کرتے ہیں میں نے اپنی مٹھی کھولی اور پرزہ مٹھی میں دبالیا۔ اس اثناء میں لڑکی نے ڈیکوریشن پیں اٹھا کر اس کی جگہ رکھ دیا تھا۔ بھی میں دبالیا۔ اس اثناء میں لڑکی نے ڈیکوریشن پیں اٹھا کر اس کی جگہ رکھ دیا تھا۔ بھی اور پرخما تھا کہ اس نے کاغذ کا چیب می شکل بنا کر منگلہ سن کی طرف دیکھا۔ مجھے میہ احساس ہوگیا تھا کہ اس نے کاغذ کا ایک جو نہیں بند کرے کرس کی پشت سے مرتکا دیا تھا۔ قبوے کا پیالہ بدستور اس کے ہاتھ میں اتا کہ اس کے باتھ میں اتا کہ اس کے خاموش رہنے کے بعد وہ بولا۔

" تھیک ہے تم میرے مہمان ہو- یمال حمیس میرے تجربات کے پچھ نمونے نظر آئیں گے۔ اصل میں انسان جب تنا ہوتا ہے اور زندگی کی دوسری ضروریات سے فارغ ہوتا ہے او اے ولچیپ کھیل سوچھتے ہیں۔ ونیا میرے آگے بہت مختفر ہوگئی ہے۔ جمال چاہوں جاسکتا ہوں جو چاہوں کرسکتا ہوں۔ جب یہ احساس ہوجائے انسان کو تو مجروہ بیہ موچا ہے کہ کوئی ایسا عمل کیا جائے جو زوالا ہو۔ اب میں تمہیں بعد میں یہ بتاؤں گا کہ وہ زالا عمل کیا ہے فی الحال میں چتنا ہوں اور سنو تمہارا جب تک ول جاہے یمال بیٹھو اور جب آرام كرنے كے لئے اپنے كرے ميں جانا جاہو تو شكتى كو بلاليما۔ وہ تمهارى مدد كرے گلے" یہ کمہ کروہ کری سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے پانچ منث بعد میں نے تھنٹی بجائی کیکن شکتی کے بجائے وہی کتے جیسی شکل والا عجیب خلقت آدمی نمودار ہوا اور میرے قریب آگر کھڑا ہوگیا۔ میں کری سے اٹھ گیا تھا۔ اس فخص کو دیکھ کر دل میں ایک عجیب سا بیجان برپا ہو جا تا تھا۔ میں اٹھا تو اس نے فوراً آگے بڑھ کر میرے گئے دروازہ کھولا اور آہستہ آہستہ میرے آگے آگے چلنے لگا۔ اس کی رہنمائی میں میس پہلی منزل کے ایک کمرے میں واخل ہوگیا لیکن ہے کمرہ جاری منزل نمیں تھا۔ اس کمرے سے گزر كر ہم ايك مخفرى ديورهي ميں داخل ہو گئے اور اس كے بعد چورى على سيرهياں عبور کرکے دو سری منزل پر بینے۔ بت ی رابداریان والانوں اور برآمدول کو عبور کرکے آخر کتے جیسی شکل والا مخص ایک کرے کے سامنے رکااور اس نے پچھ بولے بغیر کمرے کی طرف اشارہ کر دیا بھر فوراً ہی لیٹ کر واپس چلا گیا۔ میں اے جاتے دیکھ رہا تھا۔ ایک

کھے کے لئے ذہن میں آیا کہ یہ کوئی مشینی مخلوق معلوم ہوتی ہے یا پھرانتائی انو کھے سحر کا شكار ايك مخض اليكن بري بهيانك صورت حال تقى- مين اين وعمن كامهمان بنا تها اور و عمن بھی وہ جو بلاشبہ طاقتور تھا لیکن میں نے اس کے مقابلے میں جو راہ عمل اختیار کی تھی وہ انتہائی مناسب اور بے حد ضروری تھی کیونکہ میں کسی بھی شکل میں اس سے مقابلہ شیں کرسکتا تھا۔ البعد میں نے یہ دیکھا تھا کہ جب سے میں نے اس سے نیل کول کے حصول سے دست برداری افتیار کی تھی اس کا روید ایک دم تبدیل ہوگیا تھا گھرایک محضرتی سائس لے کرمیں نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور سیجے معنوں میں مجھے اس بات كا قائل مونا يزاكه وه ميرك لئے ايك اچھا دوست ب-جى كمرے ميں ميں داخل موا تقااس میں تس چیز کی کمی تھی فرش پر اتا مونا قالین بچھا ہوا تھا کہ مخنوں تک پاؤں دھنس جاتے تھے۔ شاندار مسری پر بستراور دوسری تمام اشیاء موجود تھیں۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ الماريوں ميں بے شار كتابيں كلى موئى تھيں چونك ماحول كمي قدر سرد تھا اس كئے آتشدان میں مدهم مدهم آگ روش تھی۔ ایک کھونٹی پر میرے لئے شب خوالی کالباس مٹنگا ہوا تھا۔ بسرحال مجھے سب سے زیادہ تجش کاغذ کے اس پرزے پر تھا جو رادھیکا نے میرے ہاتھ میں چکے سے تھا رہا تھا۔ میں نے دروازے کی طرف ویکھا اس وفت کوئی موجود شیں تھا اور نہ ہی کسی کی موجود گی کے امکانات تھے لیکن اس کے باوجود ' دروازے یر جاکر میں نے باہر جھانگا۔ راہداری سنسان پڑی ہوئی تھی۔ دروازہ بند کرکے میں اندر آیا تومیں نے پرزے کو کھول کر دیکھااس پر لکھا ہوا تھا۔

"میرا تام رادھیکا چڑی ہے اور میں ایک بہت برے برنس مین کی بیٹی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ کچھ عرصے قبل اخبارات میں سے خبر شائع ہوئی تھی کہ برنس مین کی نوجوان بیٹی نے خود کشی کریا۔ میں زندہ ہوں ایسی بات نہیں ہے۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے نفل جائے۔ یہاں میری طرح دو سرے بہت سے بدنھیب لوگ مصائب میں گرفار ہیں۔ آپ یہاں سے نکل گرفار ہیں۔ آپ یہاں سے نکل جائے۔ ان کی زندگیاں ہر لحمہ خطرے میں گھری ہوئی ہیں۔ آپ یہاں سے نکل جائمیں اور اگر ممکن ہوئی ہیں۔ آپ یہاں سے نکل جائمیں اور اگر ممکن ہوئی ہیں۔ آپ یہاں سے نکل جائمیں اور اگر ممکن ہوئی ہیں۔ آپ یہاں ہوگا۔"

کاغذ کا پرزہ میرے ہاتھ میں لرزنے نگا۔ میرے پورے وجود میں ایک سننی کی امر دوڑ گئی تھی۔ واقعی میہ سب پچھ بے حد بجیب ہے۔ وہ مخص جس کے لیجے میں نری اور آواز میں مٹھاس ہے اور جو یہ قوت رکھتا ہے کہ اپنے سامنے موجود مخص کو اپنی شرافت

الیتن دلادے در حقیقت شریف انسان شیں ہے۔ پہ نہیں اس بھیانک علاقے میں کئے الد بدنصیب ہیں۔ مجھے فوراً ہی بہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں شدید بے بیلی محسوس کر رہا تھا۔ کچھ دیر تک میں آتھدان کی سکتی ہوئی آگ کی لرزشوں کو دیکھا دہا۔ منگلہ من تو دافعی ایک بھیانک کردار ہے اور اس دفت میں اس کے آگے بالکل ہی معمول می حیثیت رکھا ہوں۔ پورٹی پر ہاکا سافیفہ کرنے کے بعد میں نے یہ سوچا تھا کہ میں ایک بست بڑی قوت کا مالک بن گیا ہوں۔ ویسے ایک اور بھی حقیقت تھی پورٹی تو مجھے ہر سولت مہیا کر رہی تھی لیکن میں کچھ زیادہ ہی بسکنے لگا تھا۔ نیل کنول بے شک ایک حسین الیک بھی کی ایک حسین الیک میں بسکنا جائے تھا۔ اس کے لئے خادموں کی طرح کام الرزی تھی گئی۔ ایک خوا میں کے طرح کام کر رہی تھی لیکوں کے خادموں کی طرح کام کر رہی تھی لیکن اس سے کمیں زیادہ بیر دادھیکا تھی جو اب اس کے لئے خادموں کی طرح کام کر رہی تھی لیکن اس سے کمیں زیادہ بیر دادھیکا تھی جو اب اس کے لئے خادموں کی طرح کام کر رہی تھی۔ مجھے زیادہ نمیں بسکنا جائے تھا۔

بسرحال اب کچھ بھی ہے یمال تھوڑا بت وقت تو گزارنا ہی ہے۔ راوھیکانے جھ ے مدد کی درخواست کی تھی اور کما تھا کہ یمال بحت بدنھیب قیدی ہیں۔ یہ بدنھیب قيدى وه كتے جيسى شكل والا بھى ہوسكتا تھا وہ شكتى بھى ہوسكتا تھا اور وہ ديو قامت چوكيدار بھی۔ مگراب سوال میہ کہ کرنا کیا جائے۔ نہ جانے کب تک ان سوچوں میں مم رہا اور ذہن تھک کیا۔ بستراننا آرام دہ تھا کہ اس پر لیماتو نیند آئی ادر سب کھے ذہن سے عائب ہو کیا۔ پھر شايد دو سري مجع بي آنکھ تھي۔ آنکھ کھول كريس نے قرب وجوار كے ماحول كا جائزہ لیا- دماغ پر شدید سنسنی طاری تھی۔ ابھی صبح کا اجلا چھوٹا ہی تھا لیکن جس کمرے میں میں موجود تخااس میں تاریکی ہی پھیلی ہوئی تھی اور ایک ملکی ی گوئج فضایش بلند ہو رہی تھی۔ و شیل سے کیسی کو یک تھی۔ میں اس پر کان لگانے لگا۔ سے آواز کارخانوں میں بجنے والے سائزنوں جیسی تھی۔ میں دریا تک غنودگی کے عالم میں لیٹا یہ آواز سنتا رہا۔ پھرانی جگہ ہے الفه كيا- كمرے كى آسائثوں ميں عسل كرنے كا مناسب سامان بھى موجود تھا۔ عسل خانے میں داخل ہوا تو وہاں مجھے شیونگ بکس اور دوسرے لوازمات بھی نظر آئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ کمال ب ایما اچھا میزبان تو کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ نما وحو کر ترو تازہ ہو کیا۔ ابھی ساڑھے سات بی ہوئے تھے کہ دروازہ کطا اور رادھیکا ناشتے کی ٹرے لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ میں جلدی سے کھڑا ہوگیا تھا۔ یہ لڑی مجھے واقعی بے پناہ تحسين لكتي محقى اور اگر ميرے دل و دماغ ير نيل كول سوار نه موتى تو يقيني طور ير مين اس ے متاثر ہوگیا ہوتا بلک اگر یہ کما جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ یہ نیل کنول سے کمیں زیادہ خوبصورت تھی لیکن دل کے سودے تو دل سے ہی ہوتے ہیں۔ وہ پچھ ایس میرے دل کو روتی ہوئی آ تھوں سے مجھے دیکھا اور بول۔

"اس پُرامرار عمارت میں اس ور ان خانقاہ میں آنے کے بعد بھی آپ یہ سوال کر رہے ہیں۔ آپ اپی خوش سے بمال نہیں پنچے ہوں گے کسی ایسے ذریعے سے آپ کو لایا گیا ہوگا جو آپ کے لئے نامعلوم ہوگا۔ مجھے بتائے کیا آپ خوش خوش بمال اس سے ملاقات کرنے کے لئے آئے ہیں یا مجوراً؟"

"بال- میں خوش تو یہاں نہیں آیا بلکہ سمجھ لوکہ کچھ غلطی ہوئی ہے جھے ۔۔ "
دو ایک پُراسرار مخلوق ہے آپ اے نہیں جانے۔ وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ہے۔ وہ معمولی آدمی نہیں ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ یہ کچھ چنگیوں میں کرڈالا ہے اس نے وہ جوئی آدمی ہے۔ اس خوبصورت دیکنا چاہتا جوئی آدمی ہے۔ اس خوبصورت دیکھنا چاہتا ہے۔ آپ نے وہ بھیانک باغ نہیں دیکھا جہاں پودے انتہائی بدنما اور انسانی جسموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ "

"بال ميں نے ديكھا ہے۔"

"لو پھراس کے باوجود آپ۔" راوھیکا کی خوبصورت آتھوں میں خوف نظر آرہا تھا اور اس کا چرہ بری طرح زرد ہورہا تھا اور پھراس نے کما۔

"اور اب اب شايد من بهي مي بعي -"

"كيا؟" ميس في سوال كيا اور وه ايك بار پھر روئے لكى-

"ہاں۔ بہت مخضروفت جارہا ہے کہ میں بھی دنیا کی بدنما ترین لڑکی ہوجاؤں گی۔" "مگردہ کیوں؟ میں نے تو سنا ہے کہ وہ حسن پرست ہے۔"

ور میں معلوم وہ ۔ وہ اف میرے "کس سے ساہے تم نے "کس سے ساہے۔ تہیں بنیں معلوم وہ ۔ وہ اف میرے خدا "شاید تم یہ بات نہیں جانتے کہ وہ دونوں بھی نمایت حبین انسان تھے۔ وہ دونوں۔"

"كون؟"

''وہ چو کیدار اور وہ کتے جیسی شکل والا۔ وہ بہت حسین آدمی تھے اور اب میرا بھی ویہائی حشر ہونے والا ہے۔''

"رادھيكاتم مجھے بچھ اور بتاؤگى۔ يہ ہوسكتا ہے ميں تم سب كے لئے نجات دہندہ بن جاؤل-" ميں نے كما وہ ايك لمح تك خاموش رى۔ ايك بار اس نے خوفزدہ انداز ميں جھرجھرى ى لے كرادھرادھرد يكھا كھربولى۔

"يمال مجھے تقريباً دو ماہ كزر چكے بيں۔ وہ بت بى عجيب وغريب مخصيت ب- قصور

بھا گئی تھی کہ میں اسے بھول نہیں سکتا تھا۔ بسرطال میں اسے دیکھتا رہا مجھے محسوس ہوا کہ اس کے چرے پر بھی عجیب سے تاثرات ہیں۔ اس نے ناشتے کی ٹرے میز پر رکھ دی اور ایک نگاہ مجھ پر ڈالی تو میں نے اس سے کہا۔

"تہمارا نام رادھیکا ہے یہ بات میں جانتا ہوں لیکن میں تم سے مزید باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" وہ خاموش کھڑی رہی تو میں ایک دم آگے بردھا اور میں نے دروازے پر ہاتھ رکھ کراسے بند کرنے کی کوشش کہ رادھیکا کی آواز ابھری۔

"دروازه بندنه کریں۔"

"اچھا یہ بتاؤ کیا میرے کرے کا دروازہ باہرے بند کر دیا گیا تھا؟"

no . (1)

201

"اس كئے كير آپ يمال قيدي بين-"

"اوه- کیاواقعی؟"

"نه صرف آپ بلکه يمال اور بهت سے لوگ بھی قيدي ہيں-"

"ليكن سه مجهد قيد تمين كرسكتا- بين يمان ع جب جابون جاسكتا بون-"

"شیں- شاید ایسا ممکن نہ ہویہ آپ کی غلط فنمی ہے۔" اڑکی نے کہا۔

"وجد- میں یمال سے باہر جانے کے راستوں سے بخوبی واقف ہوں اور اگر میرے

رائے میں کوئی رکاوٹ آئی تومین اس سے بھی نمٹ سکتا ہوں۔"

"شیل- یہ آپ کی غلط فنمی ہے۔ آپ ان نامعلوم دیواروں کو عبور نہیں کر کتے۔
آپ ان پُراسرار روحوں سے مقابلہ نہیں کر کتے۔ کیا آپ کو وہ دیو قامت چوکیدار اور کتے
کی شکل والے آدمی کا چرہ یاد نہیں ہے؟ آپ نہیں جانتے اگر منظلہ من ایک اشارہ
کردے۔ "اس کی آواز لرز گئی۔ دفعتا ہی اس کی آئکھوں میں آنسوؤں کی نمی نمودار
ہوئی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چرہ چھپالیا اور سسکیاں لے لئے کر رونے گئی۔ میں
ہدری سے اس کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"رادھيكا! رونے سے دنيا كاكوئى كام شيں ہوتا۔ ميں تم سے پچھ معلومات حاصل كرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم ميرے ساتھ يه مهمانى كرو تو ميں تهمارا احسان مانوں گا۔" اس كى سكياں بلكى ہونے كليں۔ ميں نے اس سے كما۔

"يد بتاؤ- وه چوكيدار اور بقول تمهارے وه كتے كى شكل والا كون ہے؟" اس نے

لفا کہ دیواروں سے سر نکرا کر مرجایا جائے۔ وہ میرے بالکل قریب کھڑی تھی اور اس کا پر را بدن خنگ ہے کی مانند کرز رہا تھا۔ کوئی پانچ منٹ تک میہ منحوس آواز گونجی رہی اور گھرا میک وم ختم ہوگئی۔ وہ ہولناک سناٹا انتہائی بھیانک تھا جو اس آواز کے ختم ہوجائے سے پیدا ہوگیا تھا۔ رادھیکا خاموش سے میہ سب پچھ برداشت کر رہی تھی' کیکن تھوڑی دیر کے بعدا ہوگیا تھا۔ رادھیکا خاموش سے میہ سب پچھ برداشت کر رہی تھی' کیکن تھوڑی دیر کے

"اورتم جانے ہو کہ وہ کیا سوچتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سکوت اور خاموثی بہت حیین ہوتی ہے اس لئے اسے بھی ختم ہوجانا چاہئے۔ یہ آواز نہ جانے کیے پیدا ہوتی ہے لیکن آپ بھین کریں گے کہ اس آواز نے یمال موجود ایک ایک شخص کو ذہنی طور پر ختم کردیا ہے۔ ان کے اعصاب اس قدر کمزور ہوگئے ہیں کہ وہ اپنی آزادی کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کر سکتے۔ آپ تو ابھی نئے نئے آئے ہیں 'لیکن چند دن بعد آپ دیکھئے کہ آپ کے اعصاب اس آواز کی وجہ سے مضحل ہونے گئیں گے۔ آہ ........... آپ یمال سے تکلنے کی اعصاب اس آواز کی وجہ سے مضحل ہونے گئیں گے۔ آہ .......... آپ یمال سے تکلنے کی کوشش کریں جس طرح بھی بن پڑے۔ "دفعتا ہی دروازے کی طرف آہٹ می ابھری اور میری نگاہ ادھراٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ منظلہ من دروازے میں کھڑا قمر آلود نگاہوں سے ہمیں گھور رہا ہے۔ پھراس نے بیات لیج میں کھا۔

"آپ شاید ناشتے سے فارغ ہو چکے ہیں۔ میں ٹھیک آٹھ بج آپ کا انظار کروں گا۔ آپ میرے کمرے میں آٹھ بے آپ کا انظار کروں گا۔ آپ میرے کمرے میں آجائے۔ یہ لڑی آپ کو وہاں تک لے آگ گی۔ " یہ کہ کر وہ والیس مڑا اور چند لمحوں کے بعد نگاہوں سے او جمل ہو گیا۔ رادھیکا خاموش سے کھڑی ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا جم پھرا گیا ہو۔

"يه كم بخت يمال كيسے آلكا؟"

"آه....... جو کچھ ہوا ہے بہت برا ہوا ہے۔ غضب ہو گیا ہے۔ اس نے ممکن ہے ہماری باتیں من لی ہوں۔"

"تمهارا مطلب ب كه وه يه باتي من كريريشان موكيا موكا-"

"كيسى باتيس كررب بين آپ- وہ بد بخت آپ آپ كو ديو تا سجھتا ہے۔ وہ بھگوان كا دو سرا روپ كہتا ہے اپ آپ كو- كہتا ہے كہ بھگوان بھى اسى كى طرح سے ايك ہے اور اس زمين پر بسنے والے اس كے لئے كيڑے كوڑے سے زيادہ حيثيت نميں ركھتے۔" "ايك بات بتاؤ رادھيكا! كياوہ جادوگر ہے؟"

ا یہ بھی کوئی پوچنے والی بات ہے۔ وہ ایک پراسرار جادوگر ہے۔ عام طور سے

میرا بھی ہے۔ میں نے زندگی میں نہ جانے کون کون سے خواب دیکھے تھے۔ ایک دن میں ساحل سمندر ير عشت كرري متى كه وه مجهد نظر آيا- بظاهروه ايك نار اور مناسب شكل و صورت كا آدى تحا- اس نے اسے چرے ير ماسك لكائى جوئى تحى- ميك اب ماسك في اس کے چرے کے بدنما نقوش کو چھپا رکھا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا اور بوے زم اور محبت بھرے کہے میں بولا کہ بی بیا اگر آپ اپنے طور پر کھے فیطے کر علی ہیں تو میں آپ کو آپ کی زندگی کا ایک گولڈن چانس پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک فلم ۋائر كيشر ب- بے شار فلميں بناچكا ہوں- ايك مشهور فلم ۋائر يكثر كانام ليا تھااس نے ،جس كى قلميں ميں نے بھى ديكھى تھيں۔ اس نے كماكہ اس بيشہ ايسے چروں كى تلاش رہتى ب جواس كى فلم كے لئے موزول ترين مول اور ايك نئى فلم كے لئے اس ميرا چرو بهت مناسب نظر آرہا ہے۔ میں ایک فرم میں ملازمت کرتی تھی۔ میری مال ہے۔ ایک چھوٹا بھائی ہے۔ میں ان دونوں کی کفالت کرتی تھی کیونکہ میرا باپ مرچکا تھا۔ فلم انڈسٹری ميرے لئے ايك سمرا خواب تھی۔ ميں نے سوچاكہ چلو اگر اس طرح سے جھے ايك خویصورت چانس مل رہا ہے تو مجھے تیار ہوجانا چاہئے چنانچہ میں نے اس سے آمادگی کا اظهار كرديا- بوے محبت بحرے انداز ميں اس نے شركے ايك آفس ميں ميرا استقبال كيا- ميرا آؤیش لیا گیا' تصویریں بنائی گئیں اور پھراس نے مجھے ایک بھاری رقم ایڈوانس کے طور یر اواکی اور کماک فلم یونث تھوڑا سا آؤٹ ڈور کام کررہا ہے اور میری پہلی شوشک وہیں ہوگ۔ وہ مجھے لے کر چل پاا اور پھراس عمارت میں آگیا۔ میں اس کے دام فریب میں مچنس کریماں آئی تھی اور اس کے بعد یمان مجھے یہ ماحول نظر آیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ مجھے یہاں کیوں لایا ہے؟ وہ مجھے بدصورت بنانا چاہتا ہے۔ مجھے انتمائی بدصورت بنانا چاہتا ہے وہ۔ یہ اس کا شوق ہے' یہ اس کا مشغلہ ہے۔ یہ اس کا عمل ہے۔ میں نہیں جانتی کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ بس جیسے میہ کتے جیسی شکل والا مخض اور وہ پیچارہ چوکیدار زندگی گزار رے ہیں مجھے بھی زندگی کا ایا تی کوئی حصہ دے دیا جائے گا اور ..... اور مجھے باقی زندگی میس گزارنی ہوگ۔ نہ جانے میری مال ادر میرے بھائی کا کیا ہوا ہو۔"

وہ پھر سک سک کر روئے گئی۔ دفعتاً بن ہم لوگ ایک دم چونک پڑے۔ یونکہ ہمیں وہ آواز پھرسنائی دی تھی جو میں صبح کو سن چکا تھا لیکن اب وہ گو جن ہوئی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جاربی تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہزاروں لوگ درد و کرب سے چنج رہے ہوں۔ یہ آواز اس قدر بھیانک تھی کہ اعصاب کشیدہ ہوئے جارہے تھے۔ جی چاہتا اں لا این کوئی خوفٹاک سازش تیار کر رہا ہے۔ بسرحال میں خاموشی سے اس کے ساتھ الا ارہا۔ وہ میرے جواب کا انتظار کئے بغیر بولا۔

كيا خيال ع: اگر ايها ب تو پير تهيس آفر كرة مول نيل كنول كو اين وان س الل پھینگو۔ ویسے تم بھی کافی حسن پرست معلوم ہوتے ہو۔ میری ہی طرح میل تم ثیل الل كے چكر ميں يوے موئے تنے اور اب ميں محسوس كر رہا مول كم رادهيكا تمهارے وان پر سوار ہوتی جاری ہے۔ جلو ٹھیک ہے۔ آج سے ٹھیک چودہ دن کے بعد رادھیکا کو فہاری بیوی کی حشیت سے تمہارے حوالے کردوں گا۔ میرے پاس تمام انظامات ہیں۔ اليات و خرشادي بياه كاستك بيا كد انسان اي من ميس سوچ لے كد كون اس كى بيوى ہے کون اس کا بی ہے۔ اس جیون کزر جاتا ہے۔ پکھ بول ہی تو ہوتے ہیں جو وهرم وغیرہ کا ملر جائے ہیں۔ بسرحال کوئی ایس بات تہیں ہے۔ میرے پاس تمام انتظامات ہیں۔ اگر تم اپنے دین دحرم کے مطابق شادی کرنا جاہو کے تو میں اس سلسلے میں بھی تمام انتظامات کردوں گا۔ میر سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو اور سنو میں شادی سے پہلے حمیس کوئی کام کرنے پر مجبور شیں کروں گا۔ بیہ تو سخت طلم ہو گا کہ انسان کی سے محبت کرے۔ کسی کے بریم میں دوب جائے اور اے گدھے کی طرح معروف کردیا جائے۔ نہیں میرے دوست! میں الك اچھا ساتھى ايك اچھا دوست ہول اور چر مجھے رادھيكا كو بھى تو تيار كرنا يزے گا-" اس نے آخری الفاظ چا چا کرجس انداز میں کے اس کا اصل مطلب سمجھ کر میرے تن بدن میں کیکی ی چھوٹ گئے۔ میں سمجھ گیا کہ اب وہ ظالم اس لڑی کی صورت بگاڑنے کی كوشش كرے كالم ميں نے فورا ہى كما۔

"سنو- میں یہاں شادی کرنے شیں آیا۔ تم نے میری پوری کمانی سی ہے اور رادھیکا میری منزل ہے بھی نہیں۔ میں صرف نیل کنول کے لئے یہاں تک آیا ہوں۔ سمجھ رے موج"

"دیو قوف ہو تم۔ انتمائی ہو قوف! ذرا غور کرو زندگی تمہاری پند کے مطابق گزر جائے اس سے اچھی کون ی بات ہو سکتی ہے۔ نیل کنول کے بارے میں تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اسے اپنے گئے مایا دیوی کے حوالے کیا تھا۔ اصل میں تم نہیں سمجھتے نیل کنول میری زندگی کا ایک ایسا راز ہے جو شاید بھی نہ کھلے۔ وہ نے میں یماں تک نہیں لایا اور اسے میں نے ایک ایک ایسا راز ہے جو شاید بھی نہ کھلے۔ وہ نے میں یمال بھی نہیں پہنچ سکے اور اسے میں نے ایک ایک ایک جگہ محفوظ کیا ہے جمال تم کیا تمہارا خیال بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ فضاؤں میں چلنے والی ادائمیں بھی اسے نہیں چھو سکتیں۔ تم نہیں جانے نیل کنول گا۔ فضاؤں میں چلنے والی ادائمیں بھی اسے نہیں چھو سکتیں۔ تم نہیں جانے نیل کنول

جادوگر 'سادھو اور جوگی ہوا کرتے ہیں 'لیکن وہ اپنے آپ کو ایک ماؤرن جادوگر کہنا ہے کہ جادو کو پہاڑوں اور پھاؤں میں محدود نہیں ہوجانا چاہئے بلکہ ایک جادوگر کے لئے تو زندگی زیادہ آسان ہوتی ہے اور اس آسان زندگی سے اسے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔"

"فیک ہے ساری باتیں اپنی جگد۔ میرے بارے میں تم نمیں جانتیں کہ میں کون ہوں۔ ہوں۔ ہمارے بال ایک قول ہے۔ وہ یہ کہ ہر فرعون کے لئے مویٰ ہوتا ہے۔ ہمرحال ساری باتیں اپنی جگہ۔ میں دیکھوں گا کہ میں اس کے خلاف کیا کرسکتا ہوں اگر ممکن ہوسکا رادھیکا تو میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تہیں یہاں سے فکال لے جاؤں گا۔" رادھیکا کی آئھوں میں ایک بار پھر آنو جھلملانے گئے۔ پھراس نے کما۔

"آپ ناشتہ کر لیجے۔ وہ آپ کو بلا کر گیا ہے۔ بھگوان آپ کی رکھشا کرے۔" میں ناشتے کی جانب متوجہ ہوگیا اور رادھیکا میرا انتظار کرتی رہی۔ کچھ در کے بعد میں ناشتے سے فارغ ہوگیا تھا۔ اس نے کہا۔

"آئے۔۔۔۔۔۔۔ وہ آپ کا انظار کر رہا ہوگا۔" میں رادھیکا کے ساتھ چل پڑا۔
رادھیکا مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی ایک دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ یہ دروازہ
بڑا بجیب تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی نیچ کی سمت ڈھلان شروع ہوجاتے تھے۔ وہ بولی۔
"سنجمل کرچگے۔ آپ کو گہرائیوں میں انزنا ہے۔" میں اس کے ساتھ اس پھسلوان جگہ انز تا رہا' زیٹوں کی بجائے یہ خاص طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ بہرحال اس کا اختیام ایک وسیع وعریض ہال پر ہوا تھا۔ میں نے اس ہال میں دیکھا تو جران رہ گیا۔ چاروں طرف عنظف تم کی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ انسانی ڈھانچے دیواروں میں لئے ہوئے تھے۔
علاقے تم کی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ انسانی ڈھانچے دیواروں میں لئے ہوئے تھے۔
کوپڑیاں' شیشے کے جار' جانوروں کے سر' یہ ایک ایس بجیب وغریب جگہ تھی جہاں آتے کھوپڑیاں' شیشے کے جار' وانوروں کے سر' یہ ایک ایس بجیب مناخ شگوار ہو یہاں پیسلی ہوئی تھیں کمیں نیلی ادر کمیں سرخ ادر کمیں پیلی۔
تی انسان کا سینہ دہشت سے بھٹ جائے۔ ایک بجیب می ناخوشگوار ہو یہاں پیسلی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ رنگین روشنیاں گئی ہوئی تھیں کمیں نیلی ادر کمیں سرخ ادر کمیں پیلی۔
تی انسان کا جہت یاکہ وہ مڑا اور دفعتا ہی اس کے ہونٹوں پر ایک کروہ مسکراہٹ ہوگی دورار ہوگی۔ ایک لمح تک میری طرف فیصلہ کن انداز میں دیکھا رہا بجر یہ ہم لیج میں میری طرف فیصلہ کن انداز میں دیکھا رہا بجر یہ ہم لیج میں نمودار ہوگی۔ ایک لمح تک میری طرف فیصلہ کن انداز میں دیکھا رہا بجر یہ ہم لیج میں نمودار ہوگی۔ ایک لمح تک میری طرف فیصلہ کن انداز میں دیکھا رہا بھر یہ ہم لیج میں نمودار ہوگی۔ ایک لمح تک میری طرف فیصلہ کن انداز میں دیکھا رہا کو کیکھوں کیوں کو میا

اس لڑی سے تمہاری بہت گری دوئی ہوگئی ہے۔ میرا خیال ہے تمہیں اس سے شادی کرلنی چاہئے۔" میں نے خال خالی نگاہوں سے اسے دیکھا زبان سے پکھ نہ کما۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کے چرے پر وحشت چھائی ہوئی ہے۔ مجھے لگ رہا تھا کہ جیسے "وہ تم نمیں جانتیں۔ ایک لڑکی ہے نیل کنول۔ بس میہ سمجھ لو کہ اس کے ذہن میں سوال ہوں تھے اور اس سے خیال پیدا ہوگیا ہے کہ میں نیل کنول کو اس سے چھین لوں گا۔ وہ مجھے ملی تھی اور اس سے خیال پیدا ہوگیا ہے۔ کم انداز افتیار کیا تھا۔ بس اس وقت سے یہ اس سے مخرف ہوگیا ۔ ...

"حالانک بی ایک انتمائی شیطان صفت انسان ب اور بدصورتی کو پند کرتا ہے۔ اے خوبصورتی سے نفرت ہے۔ کیا وہ لڑکی خوبصورت ہے؟"
" ریاد"

"تو پھریہ اے بھی برصورت ہی بنانا چاہتا ہوگا۔ اس کے علاوہ اسے زندگی کے کسی ادر شعبے میں نگاؤ نہیں ہے۔"

"الیا کیوں ہے رادھیکا؟ آخر الیا کیوں ہے۔" رادھیکانے کوئی جواب شیں دیا۔
سرحال اس نے ہمیں آزادی دی تھی۔ چنانچہ میں اس کی اس شیطانی سلطنت کو دیکھنے کے
سرحال اس نے ہمیں آزادی دی تھی۔ چنانچہ میں اس کی اس شیطانی سلطنت کو دیکھنے کہ
گئے ہے چین ہوگیا تھا۔ اس آزادی کا مطلب سے تھا کہ وہ سے بات اچھی طرح جانتا ہے کہ
میں یمان سے فرار نہیں ہو سکتا۔ رادھیکا سے میں نے اس جگہ کی سر کرنے کے لئے کہا
اور وہ مجھے لے کرچل یای اس نے کہا۔

"ایک مخصوص سے تک میں تہارا ساتھ دے عتی ہوں اس کے بعد مجھے روپوش را ہے گا۔"

"اگرتم ميرے پاس سے جانا چاہو تو مجھے كوئى اعتراض نميں ہے۔"

" بہتر ہوگا۔" وہ بولی اور میرے پاس سے چلی گئے۔ ہمرطال میں اس خوفناک علارت کی بہتر ہوگا۔ " وہ بولی اور میرے پاس سے چلی گئے۔ ہمرطال میں اس خوفناک علارت کی بیرے لئے چل پڑا۔ عجیب وغریب عمارت تھی۔ قدیم طرز کا کوئی قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ لاتعداد کمرے ' برآمدے ' ڈیو ڑھیاں' کو ٹھواں اور تبہ خانوں کا ایک عظیم شر یہاں آباد تھا۔ عام طور پر کمرے خالی تھے لیکن کچھ کمروں میں زمانہ قدیم کا فرنیچراور کا ٹھ کہاڑ پڑا دکھائی دے رہا تھا جس پر گردو غبار کی موثی موثی جمیں جی ہوئی تھیں۔ کمڑیوں نے جگہ جگہ جگہ جانے تان رکھے تھے۔ چگاد ٹیں لکی ہوئی تھیں۔

ابھی میں گھوم ہی رہا تھا کہ اچانک ہی منحوس آواز دوبارہ گوبخی شروع ہوگئے۔ یہ میرے بالکل ہی قریب ایک تنه خانے میں سے آرہی تھی اور اس قدر تیز تھی کہ مجھے ایخ کانوں کے پردے پہلتے ہوئے محبوس ہوئے۔ اس آداز نے پچھے ایسی اعصابی کثیرگی ایخ کانوں کے پردے پہلتے ہوئے محبوس ہوئے۔ اس آداز نے پچھے ایسی اعصابی کثیرگی پیدا کر دی تھی کہ میں وہاں سے بے تحاشہ بھاگ پڑا اور دوسری طرف چلا گیا۔ میں اس

ے میراکیا رشتہ تھا۔ بالکل نمین جان کے اور نہ جان کو گے۔ رادھیکا۔ رادھیکا تمہاری زندگی کی بمترین ساتھی ہوگی۔ ذراغور تو کرو اتی حیین عورت تمہاری ہو رہی ہے اور تم انکار کر رہے ہو۔ اور اس کا اندازہ تو جھے ہو رہا ہے کہ وہ بھی تمہیں پند کرنے گی ہے۔ نمیں میرے دوست! میں تمہاری شادی اس سے ضرور کروں گا۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت نمیں روک عتی۔ "میں روک علی سے بھے کہ کئے کے لئے زبان کھولنا چاہی لیکن اس نے ہاتھ اٹھا کر جھے روک دیا۔

"نسسس نہ اس معاطے میں کچھ مت بولو۔ آئ ہے تھیک چودہ دن کے بعد اس کے ساتھ تہماری شادی ہوجائے گی اور شادی سے پہلے اب میں نے تہمارے لئے اس جگہ کو کھلا کر دیا ہے۔ ججھے تم سے کوئی کام نہیں لینا۔ بس شادی کرو اور عیش کرو۔ یہ پورا کارخانہ اب تہمارے لئے ہے۔ ہر جگہ ' ہر مقام پر جاکتے ہو جمال تہمارا دل چاہے۔ سا رادھیکا' تم نے انہیں ہماری اس عیش گاہ کی سیر کراؤ۔ اور ہال کھانا ٹھیک ایک چے۔ کیا سمجھے؟" اس کے انداز میں ایک جنونی می کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ میں نے پچھ نہ

"جاسكة مو اب جاسكة مو- سمجه رادهيكا! كيا سمجيس- محمادً انسي معزز مهمان بين بير الماري- جادً-"

وہ خونخوار لہج میں بولا اور میں جلدی سے واپسی کے لئے پلٹ پڑا۔ رادھیکا جھے سے پہلے باہر آگئی تھی۔ دہ بری طرح سمی ہوئی تھی اور جب ہم اس کی نگاہوں سے او جھل ہوئے تو رادھیکا کے قدموں میں لغزش تھی۔ وہ انتمائی خوفزدہ معلوم ہوتی تھی۔ میں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"رادھيكا رو مت- سارى باتيں ميں سمجھ رہا ہوں ليكن يہ مت سمجھنا كہ ميں ان باتوں سے خوفزدہ ہوا ہوں۔ وہ اگر كوئى الي سازش كرنا چاہتا ہے جو ميرے اور تمهارے كے نقصان دہ ہو تو ميں اسے اس سازش ميں كامياب نميں ہوتے دوں گا۔ ميں اب اس قدر بے بس بھى نميں ہوں۔" رادھيكاكى آ كھوں سے آنوؤں كے قطرے اڑھك يڑے۔ اس نے كما۔

"آه- اگر تم اس شيطان نما انسان كو الچى طرح جائے قو اتى سادگى سى بات نه كرتے- اب ييں يہ كئے پر مجبور مول كه اس كے سينے ميں تمهارے خلاف انقام كوئى ايسا جذب ب جواے تم سے شديد نفرت كرتے پر مجبور كردہا ہے۔"

الله اس نے جیب سے لمبا چاتو نکال کر پودے کے بازو جلدی سے کان دیئے۔ اس اس مجھے آزادی ملی۔ میرے چرے کا رنگ فق ہوچکا تھا اور پیشانی پینے سے تر بھی۔ میں ان بازؤں سے خون بہتا ہوا دیکھا تھا جو کائے گئے تھے۔ منگلہ سن بے اختیار ہننے لگا ان کمنے لگا۔

"اس طلعم خانے میں ایک ایک چزیں ہیں میرے دوست کہ تہماری عقل تہمارا اللہ چھوڑ دے۔ اگر چند لیحے اور گزر جاتے تو تہمارے خون کا ایک ایک قطرہ اس اللہ چھوڑ دے۔ اگر چند لیحے اور گزر جاتے تو تہمارے خون کا ایک ایک قطرہ اس اللہ چھے؟ دوپر ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے جتنا دیکھ چکے ہو اے کانی سمجھو اور پھرابھی تو دفت ہے لیج کے لئے آجاؤ۔ کیا تم سمجھ راستوں سے واپس اللہ ہو کی اور کے استعمال میں نہیں ہوتے۔ اللہ ہو کیونکہ جو راستے میں استعمال کرتا ہوں وہ کی اور کے استعمال میں نہیں ہوتی۔ استعمال میں نہیں ہوتی۔ اس جو گے۔ کہ جو چیز میری اپنی ہوتی ہے اس پر کسی اور کی ملکت نہیں ہوتی۔ اللہ جس طرح شیر کا بچا ہوا دو سرے بہت سے جانور کھا لیتے ہیں اس طرح میں دو سروں کو اللہ جس طرح شیر کا بچا ہوا دو سرے بہت سے جانور کھا لیتے ہیں اس طرح میں دو سروں کو گئے میری مراد راوھیکا کی موقع دیتا ہوں۔ جسے اب یہ لڑکی جس نے تمہیں پہند کیا۔ کیا سمجھے میری مراد راوھیکا کی موقع دیتا ہوں۔ جسے اب یہ لڑکی جس نے تمہیں پہند کیا۔ کیا سمجھے میری مراد راوھیکا کی موقع دیتا ہوں۔ جسے اب یہ لڑکی جس نے تمہیں پہند کیا۔ کیا سمجھے میری مراد راوھیکا سے درجے ہو تمہماری یہ سوج بی تمہمارے گئے مشکل بن گئی ہے۔ چلو آجاؤ۔ اس میں موجے رہتے ہو تمہماری یہ سوج بی تمہمارے گئے مشکل بن گئی ہے۔ چلو آجاؤ۔

ایک بجیب و غریب مشکل پیدا ہوگی تھی۔ پہلا دن و مرا دن تیمرا دن کی تھی۔

الم پانچ دن گزر چکے تھے۔ ان پانچ دنوں میں میری مصروفیات انتائی مایوس کن تھیں۔

الم پر وحشوں کے دورے پر رہے تھے۔ اس کے بعد میں نے آج تک رادھیکا کو نہیں ملما تھایا تو وہ بربخت ماری گئی تھی یا پھر کی ایس جگہ قید کر دی گئی تھی جماں ہے وہ مجھ اللہ نہیں پہنچ عتی تھی اور میں سے بھی سمجھتا تھا کہ اب وہ کوئی اور بھیانک قدم اٹھانے کا اصلہ کررہا ہے۔ وہ جب بھی جھے ملتا اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ ہوتی اور بیا اصلہ کررہا ہے۔ وہ جب بھی بھی ملزاس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ ہوتی اور بیا اسلہ کررہا ہے۔ وہ جب بھی گئے ملتا اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ ہوتی اور بیا اسلہ کررہا ہے۔ وہ جب بھی خطرہ بہت قریب ہے۔ اس دوران میں اپنی دو مری اسٹ کی خاش بیار است جس سے تھی کہ اہر جانے کے راست کی خلاش ایسا راست جس سے تھی سے تو میں بری طرح بدول ہوچکا تھا۔ سے بات میرے علم میں آپھی تھی کہ یورنی کی مدو تو اس سے تو میں بری طرح بدول ہوچکا تھا۔ سے بات میرے علم میں آپھی تھی کہ یورنی کی مدو تو اس سے تو میں بری طرح بدول ہوچکا تھا۔ سے بات میرے علم میں آپھی تھی کی بورنی صرف سے تو میں بری طرح بدول ہوچکا تھا۔ سے بات میرے علم میں آپھی تھی کہ یورنی سرف الک اور کوئی بہت بڑا کام وہ بھی تھی تھی کر تی ہوجاتی ہے جو کھی اس می تو تی تو بین زندگی پر مسلط کرنے سے قائدہ 'اصل میں بات وہی ہوجاتی ہے جو کھی

آواز پر غور کررہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیے بہت سے سائن پوری قوت سے بجادیے گئے ہوں۔ اعساب اس طرح متاثر ہوجاتے تھے کہ خدا کی پناو۔ لگنا تھا جیسے روئیں روئیں سے جان نگلی جارہی ہے۔ آواز غور و فکر کی ساری صلاحیتیں چین کر ذہن کو مفلوج کر دیتی تقی۔ جیس نے اپنی تمام تر مدافعتی قوتوں سے کام لے کرائے ذہن کو اس آواز کی قید سے آزاد کرانا چاہا۔ گر اس کی گرفت اتنی شدید تھی کہ اس میں ناکام رہا یماں تک کہ ایک تبہ خانے میں پناہ لینی پڑی۔

میں نے محسوس کیا کہ اس اندھرے ته خانے میں میرے علاوہ اور کوئی ذی روح بھی موجود ہے۔ یہ خیال آتے ہی میررے ول کی دھر کنیں تیز ہو کئیں۔ میں نے جاروں طرف فور سے دیکھا تو ایک کوشے میں اوے کی سلاخوں کا بنا ہوا ایک پنجرو سا نظر آیا۔ جس میں بن مانس سے ملتا جاتا ایک انسان اضطراب کی حالت میں اوھرے اُدھر کھومتا پھر رہا تھا۔ جران کن بات سے تھی کہ اس کا جم سفید تھالیکن جب میں نے نزدیک جاکراہے دیکھا تو خوف سے میرے جم کے تمام رو تکنے کھڑے ہو گئے۔ خدا جانے کس بھیانک عمل کے تحت اس کی جسمانی بیئت تبدیل کی گئی تھی۔ اس کے بورے بدن پر جسمانی ریچھ کی طرح سارے بال سفید اور کیے تھے لیکن چرہ سکڑ کر بند رکی مائند چھوٹا سا رہ گیا تھا۔ جو تھی اس نے ته خانے میں میری موجود کی محسوس کی وہ رک گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ سلاخوں سے باہر نکال کئے جیسے مجھے چھونا جاہتا ہو۔ اس کی آمھوں میں حسرت نظر آری تقی- وہ مجھے مکا رہا۔ میری آسمیس بھی اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔ دفعتاً ہی میں نے اس کی آنھوں سے آنسوؤں کے قطرے نکل نکل کرچکے ہوئے رخساروں پر بہتے ہوئے ديکھے۔ اس كے چرے سے الى مايوس اور بيچارگى شيكتى تھى كد انسان كا دل اندر سے بھر آئے۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ وہ پچھ نہیں کمہ پارہا تھا اور نہ ہی میں اس سے پچھ کمہ سکتا تھا۔ چنانچہ کچھ در کے بعد میں وہاں سے آگے برھ کیاد ایک تهد خانے میں مجھے پنجرے کے قریب ہی ایک بروا سا عجیب وغریب بودا دکھائی دیا جس کی شکل بحری جانور آکو پس سے ملتی جلتی تھی۔ میں نے اے نزدیک جاکر دیکھنے کی کوشش کی تو یکایک اس پودے کے لیے کبے بازوؤں میں حرکت کی پیدا ہو گئی اور اس سے پیشتر کہ میں پیچھے ہٹ جاتا سے بازو پنجرے کی سلاخوں سے باہر نکلے اور انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔ وہ سانپ کی طرح میرے بازوؤں سے کیٹ گئے اور لمحہ بہ لمحہ ان کی گرفت سخت ہوتی گئی لیکن پھر یکا یک تهہ خانے میں ایک دیوار میں ایک وروازہ نمودار ہوا اور اس دروازے سے مظلم من اندر داخل رمال گیڑے وغیرہ تو پہننے ہی پڑے تھے۔ دماغ اس وقت تیزی ہے کام کر رہا تھا اور میں وہا تھا کہ اس شیطان ہے نجات حاصل کرنے کی آخری کو شش ضرور کرنی چاہئے۔

الم طریقہ کار سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ بمرحال میں اپنے کمرے سے باہر انکا۔ رات کے الے اور گھپ اندھیرے نے اس عظیم عمارت کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ میرے کرے سامنے کی راہداری میں معمولی سی روشنی ہو رہی تھی۔ راستہ طے کرتے الے میں نے بیب ایک کمرے میں جھانگا جس میں روشنی ہو رہی تھی تو میرا دم ہی نکل اللہ میں نے دیکھا کہ رادھیکا والین کے لباس میں ملیوس کوئی چیز تلاش کر رہی ہے۔ اس کی پشت میری طرف تھی لیکن میں نے اس فوراً ہی پہچان لیا تھا۔ البتہ کمرے میں اور کی پشت میری طرف تھی لیکن میں رادھیکا کو آواز ہی دینے والا تھا کہ سامنے راہداری کے آخری کی پہتے میری طرف تھی لیکن میں رادھیکا کو آواز ہی دینے والا تھا کہ سامنے راہداری کے آخری کی اور پر بھی قدموں کی آواز ہی راد میں اور میں ایک دم گھیرا کر آگے بڑھ گیا۔ یہ میں لے اچھا ہی کیا ورنہ میرے اس طرح رک جانے کا نہ جانے منگلہ س پر کیا رو عمل ہو تا۔ لے ایس نے فوراً ہی کیا ورنہ میرے اس طرح رک جانے کا نہ جانے منگلہ س پر کیا رو عمل ہو تا۔ لے ایس نے فوراً ہی میری جانب کردن گھمائی تھی اور خوشی بھری آواز میں بولا تھا۔

سے روس میروں ہیں جب موروں ہیں۔ اس میں اس میں اس میں ہیں۔ " میں تیز قد موں سے آگے بیدھ کیا اور پھر ہم ایک ساتھ جمع ہوگئے۔ وہ دیو قامت شخص بھی موجود تھا۔ منظلہ سن نے

"آجاؤ- چلو علی ہے۔" یہ کمہ کر وہ آگے بردھا کے جیسی شکل والا ہخف سب

اگے تھا۔ اس کے بعد خود منگلاس بھر میں اور میرے چھے وہ دیو قامت مخف ہم

الگ بہال رکنے کے بجائے ایک عقبی راہداری کے طرف چل پڑے تھے۔ ہمارا انداز
ایک جلوس کا ساتھا۔ منگلہ من اس وقت بچول کی طرح خوشی کا اظہار کر رہا تھا اور میں یہ

موج رہا تھا کہ کالے علم والا یہ مخف اپ جیسے کالے علم والوں سے بہت مختف ہے۔ وہ

بدید ہے جبکہ وہ لوگ قدامت پرست تھے۔ آگے سفر کرتے ہوئے ہم ایک عمارت میں

بدید ہے جبکہ وہ لوگ قدامت پرست تھے۔ آگے سفر کرتے ہوئے ہم ایک عمارت میں

بیج گئے۔ یہ لوٹے بچوٹے کھنڈر کی شکل رکھتی تھی۔ اس کھنڈر کے آخری جھے میں ایک

بند وروازے کے پاس رکنا بڑا جس میں سامنے کی ست تالا بڑا ہوا تھا۔ دیو قامت مخض

بدوروازے کے پاس رکنا بڑا جس میں سامنے کی سمت تالا بڑا ہوا تھا۔ دیو قامت مخض

بدوروازے کے باس رکنا بڑا جس میں سامنے کی سمت تالا بڑا ہوا تھا۔ دیو قامت مخض

بیجھے سے آگے آیا اور اس نے اپنی چاپوں کے گھے سے ایک چاپی نکال کر تالا کھولا اور

اس کے بعد ہم ایک ایک کرکے اندر داخل ہو گئے۔

بیه بهت ای وسیع و عریض کمره تفاله جس کی چست بهت او نجی اور مکمل تاریکی میں چھپی ہوئی تھی۔ سامنے ہی ایک چوڑا ساچبوترا تھا جو سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اس پر دو تمین انسان کو مل جاتا ہے وہ اسے پس منظر میں ڈال دیتا ہے اور اس سے بری جو چیز نگاہوں کے سلمنے آتی ہے' اس کی طرف رخ کرتا ہے۔ اس جگہ سے باہر جانے کا کوئی خفیہ راستہ بھی شمیں ملا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ کتے کے شمیں ملا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ کتے کے چرے والا اب عام طور سے سائے کی طرح میرے ساتھ لگا رہتا ہے لیکن جب بھی میرا اور اس کا سامنا ہوتا تھا اس کا انداز برا مؤدب ہوجاتا تھا۔ یہ بھی یقیق طور پر منگلاس کے حکم سے ہی ہوا تھا۔ آخر کار منگلہ من نے ایک دن جھ سے کہا۔

"اور كل تمهارى شادى كا دن ہے۔ تم تو شايد يه بھول بى گئے ہوں گے۔" "ند جانے تم كيا بات كرتے ہو منظم س-" ميں نے كما اور وہ ايك دم بجر كيا اور

"شادی تو ہوگی اور ضرور ہوگی۔ اور بیہ شادی میں تمہاری اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ تم نیل کنول کا خیال دل سے نکال دو' سمجھے؟ اگر تم رادھیکا سے مسلک ہوجاؤ کے تو نیل کنول تمہاری طرف منہ کرکے تھوکنا بھی پند نہیں کرے گی۔"

بسرطال ای رات میں اپنے مخصوص کمرے میں سورہا تھا۔ رات آدھی کے قریب گزری ہوگی اور جب میں گزری ہوگی اور جب میں گزری ہوگی کہ کی نے جھے جھنجھوڑ کرجگا دیا۔ میں بری طرح نروس ہوگیا اور جب میں جاگا تو یہ دکھ کر میری طالت اور بھی خراب ہوگئی کہ منگلاس اور اس کا دیو قامت چوکیدار میرے پاس کھڑا ہوا ہے۔ منگلہ سن نے تیز روشنی کردی۔ میری آ تکھول میں چکاچو ند پیدا ہوگئی۔ میرایارہ چڑھ گیا اور میں نے کئی قدر کرخت لہج میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ کیا مہمان بنانے کے بعد اس طرح اجارہ داری قائم کرلی جاتی ہے۔ آدھی رات کے وقت کسی کی نیند خراب کر دینا کوئی اچھی بات ہے؟" میں نے منظلہ سن کی طرف دیکھا اور پھرایک دم خوفزدہ ہوگیا کیونکہ اس کی شکل اس قدر ڈراؤنی تھی کہ میرا دل لرزنے لگا۔ مجھ پر ایک وحشت سی سوار ہوگئی اور میں اسے دیکھنے لگا۔

"اس نے اٹھو۔ اور کپڑے بدل کر تیار ہوجاؤ۔ تہماری شادی کا وقت آگیا ہے۔" اس نے بڑے بارعب البح میں کہا۔ مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ میں نے اگر اس وقت انکار کیا تو یہ خوفناک چوکیدار جو خونخوار درندے کی مائند مجھے دیکھ رہا ہے۔ نہ جانے میرے ساتھ کیا سلوک کرے۔ میں خاموشی سے اٹھ گیا تو منگہ سن نے کہا۔

"ہم باہر موجود ہیں۔ لباس تبدیل کرو اور باہر آجاؤ۔" اس نے چوکیدار کو اشارہ کیا اور دونوں کرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں۔

لبی کمبی موم بتیاں روش تھیں جن کی مدھم کانھتی ہوئی روشنی میں ہمارے سائے بر روحوں
کی مانند لگ ہے تھے۔ ہر طرف قبرستان کا سا گرا سکوت طاری تھا۔ اگر سوئی بھی گرتی تو
اس کی آواز سی جاسکتی تھی۔ سب لوگ ایک ایک قدم آگے بردھنے گئے اور چبو ترے کے
قریب پہنچ گئے۔ تب مجھے ایک اجنبی صورت نظر آئی۔ ایک انتہائی سو کھے جم والا بو ڑھا
آدی جس کی ایک ایک ہئی اس طرح نمایاں تھی کہ میڈیکل کے اسٹوؤ نٹس انسانی جسم کی
ہڑیوں کا اس سے بہتر اندازہ اور کہیں سے نہیں لگا تھے تھے۔ اس کا چرہ بالکل پیلے رنگ کا
اور چمکدار تھا۔ آسمیس بھی خوب روش تھیں اور وہ بالکل ہے حس و ترکت اپنی جگہ پر
گھڑا ہوا تھا۔ مجھ پر ایک سحر ساطاری ہونے لگا اور یہ سب کچھ مجھے ایک خواب ساگئے
گھڑا ہوا تھا۔ مجھ پر ایک سحر ساطاری ہونے لگا اور یہ سب کچھ مجھے ایک خواب ساگئے

اتنے میں دروازہ پھر کھلا اور میں نے رادھیکا کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ ایک سفید لہاں میں ملبوس اندر داخل ہوئی تھی۔ اس کا چرہ لمبی سیاہ نقاب میں چھیا ہوا تھا۔ اس کا چراہ لمبی سیاہ نقاب میں چھیا ہوا تھا۔ اس کا چراہ لمبی انتخابی دکش تھی اور میں اس کے جسم کے نقوش سے یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ رادھیکا تی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ تاہت ہوئی میرے پاس آئی اور میرے قریب آگر کھڑی ہوگئی۔ بوڑھا آدی ہوئوں تی ہوئوں میں بھی بربرائے لگا۔ کھی بجیب و غریب آوازی تھیں۔ ایک آوازی تھیں۔ ایک آوازی تاموش تھیں۔ ایک آوازی میں نے فلموں میں تی تھیں۔ عام طور پر شادیاں کروانے والے پندت اس تنم کے اشلوک پڑھا کرتے تھے جو سنسکرت میں ہوا کرتے تھے۔ میں ظاموش پندت اس تنم کے اشلوک پڑھا کرتے تھے جو سنسکرت میں ہوا کرتے تھے۔ میں ظاموش منسوب اپنے ذہن میں تیار کر دکھا ہے اور اب کچھ تی لیے جارہے ہیں کہ یہ منصوبہ ظہور میں آجائے گا۔ منظلہ من کے ہونٹوں پر وتی مکروہ تبہم پھیلا ہوا تھا۔

بوڑھا یہ اشلوک پڑھتا رہا اور اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے برتن سے کی وال کے وانے بھے پر اور رادھیکا پر مارے اور اس کے بعد دونوں ہاتھ پھیلا کر ہمیں دعائیں دینے لگا۔ یہ نہ ہندو رہم و رواج کے مطابق شادی نہ مسلمان یا عیسائی۔ غالباً یہ شادی شیطان کی رسموں کے مطابق تھی۔ بالکل ایسی بہت تھی لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میرے ذہن میں نیل کنول کا جو تصور تھا وہ تو شاید ان کا باپ بھی نہیں ختم فرق پڑتا ہے۔ میرے ذہن میں نیل کنول کا جو تصور تھا وہ تو شاید ان کا باپ بھی نہیں ختم کر سکتا تھا۔ بوڑھا آہستہ آہستہ چا ہوا ایک گوشے میں جاکھڑا ہوا اور پھر وہیں سے گم تو گیا۔ پھراچانک ہی منگلہ من نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ميرك دوست! كياتم ائي ولهن كو شيس ديكھو گے۔ أو اب يه تم پر طال بوگني

ہے۔ دیکھو ' دیکھو اس کا چرہ دیکھو۔ اس کا نقاب الثو۔ تممارا بد کام ب آؤ۔" اس کے آخری الفاظ حکم سے بحربور تھے۔ میں لرزتے قدموں سے آگے براحا۔ رادھیا بے حس و حركت پقرك مجتمد كى مائد اپنى جك كورى مقى- يس اس ك قريب پينج كيا- پرين نے لرزتے ہاتھوں سے اس کا نقاب اٹھایا۔ اصل میں میرے ذہن میں سے تصور تھا کہ دیکھوں تو سی کہ اس شیطان نے بیاری رادھیا کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ پھر جیسے بی میں نے رادھيكاكا چره ديكھا تو انتائي كوشش كے باوجود ميرے منہ سے چيخ لكل كئي اور ميں وہشت ے کی قدم پیچے ہٹ گیا۔ آہ۔ میں نے جو چرو دیکھا تھا وہ رادھیکا کا چرو نمیں تھا۔ رادھیکا ا ایک انتائی حسین اڑی تھی جے ایک بار دیکھ کردوبارہ دیکھنے کے لئے آگلمیں ترسی ہوں اور اب وہ اس قدر بھیانک ہو گئ تھی کہ ایک نگاہ بھی اس پر نہ جمائی جاسکتی تھی۔ وہ کی شیطانی بلا کا چرہ تھا۔ ہون کٹے ہوئے اور بردی بردی نیلی آ مکھوں کی میکیس غائب تھیں۔ ودنوں رضاروں پر ساہ رنگ کے دائرے سے بنے تھے۔ یوں لگنا تھا جیے اس کے رضار الوہا گرم كركے داغ ديئے گئے ہوں۔ ہونث كث جانے سے اس كے تمام سفيد دانت اور جرے نظر آرہے تھے جنوں نے اس کی شکل نمایت خوفاک بنا دی تھی۔ میں نے نقاب ہلی تو بغیر بلکوں کی نیلی اور ویران آلکھیں بچھے تکئے لگیں۔ أف میرے خدا! ان آلکھوں ے كى بلاكى مايوى اور حرت جھك ربى تھى۔ ايك لمح كے لئے مجھے يول لگا جيے وہشت سے میرے ول کی وطر کن بند ہونے والی ہے۔ میرے عقب میں منگلہ سن کے فیقیے کو یک رہے تھے۔ وہ کمہ رہا تھا۔

"ارے او بے وقوف شخص! بروعو اگے بروعو کی کھو یہ تمہاری دلهن دنیا کی حسین ترین لڑک! وہ انتظار میں کھڑی ہے کہ تم دوبارہ اس کا نقاب الٹ کر اس کے حسن و جمال کا نظارہ کرو۔ سن رہے ہوتم اضاؤ اس کا گھو تکھٹ میرے ذہن میں تمہاری اس مشکل کا بہترین حل آیا ہے۔ اچھا ایسا کرتا ہوں میں تمہیں بھی اس دلهن کی طرح حسین بنا دیتا ہوں۔ آؤ ذرا میرے ساتھ چلو۔ آجاؤ۔ دونوں کی جوڑی بہت خوبصورت رہے گی اور پھر اس طلعم کدے میں ایک حسین اضافہ ہوگا۔ چلو آجاؤ۔ آجاؤ۔ "

" تہمارا دماغ فراب ہوگیا ہے کیا؟ کیا سمجھتا ہے اُو اپنے آپ کو؟ میں تجھے ایک بات ہادوں ساری باتیں اپنی جگہ تیرا منحوس اور کالاعلم اپنی جگہ میں تجھے' میں تجھے۔ " میرے الفاظ اس کے قبقیے کے آہنگ میں دب گئے۔ اس نے اپنے دیو قامت مخض کو اشارہ کیا اور بولا۔ \_111

"منظلہ س! بہت ذکیل انسان ہے اُو۔ میں شمیں جانتا تھا کہ سب کچھ اُونے کیوں کیا ہے لیکن .......... لیکن اُون وَ اس قابل شمیں ہے کہ اُس دنیا میں رہے۔" ابھی میں نے بیک المالا کے تھے کہ اچانک ہی سائرن کی وہ منحوس آواز گونج اسمی جس نے میرے اعصاب او بھیلے چند دنوں میں بہت کزور کر دیا تھا۔ سائرن کی آواز جیسے ہی ابھری میرے پورے اور میں لرزش پیدا ہونے گی۔ ہاتھ کا پنے لگا اور شاید یہ منظلہ من کی ایک بجیب وغریب اسم شمی۔ وہ اس موقع کا ختظر تھا۔ اس نے اپنے لباس سے ایک لہا تپکتے بھل والا اور پوری قوت سے میری طرف بچینکا۔ چاتو کی سنسانہ میرے کانوں نے شی ماتی میرے کانوں نے شی گئی لیکن میرے کانوں نے شی کہ میں اس سے بچنے کی کوشش کی لیکن میرے اگری اور چاتو کی سنسانہ میرے کانوں نے شی کہ میں اس سے بچنے کی کوشش کردں لیکن رادھیکانے اس وقت میرے گئے اپنی قربانی دی۔ وہ فوراً بچھ پر آگری اور چاتو کی شت میں داخل ہوگیا۔

پیہ حادثہ اتنی برق رفتاری ہے پیش آیا کہ میری عقل چکرا کر رہ گئی کیکن مجرا جانگ الى ميں نے ايك اور عجيب وغريب عمل ديكھا۔ كتے جيسي شكل والا فتحص اپني جگ سے اچھلا تعااور اس نے پوری قوت سے منگلہ سن کی گرون کو پکڑ لیا تھا۔ منگلہ سن جرونی سے ایک لھے تک تو ساکت رہالیکن دو سرے کھے اس نے اپنی جسمانی قوت کا اظہار شروع کر دیا۔ پت نہیں یہ کالے علم کی قوت تھی یا پھرخود اپنے بدن کی قوت کد اس نے کتے جیسی شکل والے مخص کو این سرے بلند کرکے زمین پر دے مارا اور پھراسے جوتے کی تھو کرول ے پیٹنے لگا۔ ذرای وریش اس نے کئے کی شکل والے کو زمین چٹا دی تھی۔ إدهر رادهيكا ایک جانب بے ہوش پڑی تھی اور اس کالباس خون سے تر ہوچکا تھا۔ وفعتاً ہی ایک اور تبریلی رونما ہوئی۔ کتے جیسے منہ والا مخص جو منگ س کے ہاتھوں زخمی ہوچکا تھا۔ دفعتاً ہی اپنی جگہ ے اچھل کر بھے پر آگرا تھا اور اس نے میرے ہاتھوں سے رایوالور چھین لیا۔ اس ے پہلے کہ منگلہ من کچھ سونے یا سمجھے' اس نے ریوالور کابقیہ میگزین منگلہ من کے سینے یر ختم کر دیا۔ اس کی آ تکھیں خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ میری نگاہیں رادھیکا کی جانب اٹھ سمیں۔ رادھیکا کی پشت میں جو مختر پوست ہوا تھا۔ وہ ابھی تک اس کی پشت میں ہی گڑا ہوا تھا۔ جنجر غالباً کسی زہر میں بجھا ہوا تھا کیونکہ رادھیکا کا جسم گرا نیلا پڑتا جارہا تھا۔ میں نے اس کے سینے سے کان لگا کر اس کے دل کی وحر کن سننا جاتی لیکن وہ مرچکی سے۔ اس میں کوئی شک شیں کہ اس وقت رادھیا نے اپنی قربانی دے کر میری جان

"اے لے چلو۔ چلو تم اے لے چلو۔" میں نے خوفردہ انداز میں إدهر أدهر ديكها اس دفت ميري كيفت پنجرے ميں بند ایک پرندے كی مائند تھی۔ ديو قامت شخص لے ميري طرف قدم اشمايا ليكن عين اس دفت ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آگیا۔ رادھيكا او ابھی تنگ بے حس وحرکت كھڑى تھی' متحرک ہوگئی اور آہستہ آہستہ ميري جانب برسے آگی۔ منگلامن كو يہ منظر بہت دلچيپ محموس ہوا تھا۔ اس نے ہنتے ہوئے كما۔

"ارے واہ واہ کیا رومانی سین چل رہا ہے۔ رک جاؤ کم لوگ رک جاؤ ویکھو ولئن اپنے شوہرے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ "رادھیکا آہت آہت میرے قریب آنے گئی لیکن اس وقت مجھ پر ایک بجیب می وحشت سوار متھی۔ میں پیچھ بٹنے لگا یمال تک کہ میری بیٹھ دیوارے گئی۔ اِدھر منگلہ من کو یہ منظر بہت دلچیپ لگ رہا تھا۔ اس کے حلق سے تعقیمی البلنے گئے۔ اس کے وحشیانہ قمقہوں سے دیواریں لرز رہی تھیں۔ لگ رہا تھا جیسے وہ اس تماشے سے بہت خوش ہو رہا ہے۔ یمال تک کہ وہ خوفاک ولمن میرے رہا تھا جیسے وہ اس تمانس میرے چرے کو چھونے گئے۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ میرے نزدیک آئی۔ گرم سانس میرے چرے کو چھونے گئے۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور دو سرے ہاتھ سے کوئی شخت می چیز میرے ہاتھ میں تھا دی۔ میں نے اپنا ایک ہاتھ میں نے کال کر دیکھا تو وہ رایوالور تھا۔ آدھر وہ آواز پھر ہائد ہوئی۔

"بال- میرے عظیم دوست! دیکھو وہ جذباتی ہو رت ہے۔ تمہارے سینے میں ہا جانے کے لئے بے چین ہے اور تم ہو کہ گھرا رہے ہو۔ کیا بے وقوتی ہے ہے۔ کیا تم اس بات کو تشکیم نمیں کرتے کہ بید دنیا کی حسین ترین لڑکی ہے۔ بس غلطی اس سے یہ ہوئی کہ اس نے بھی میری بدصورتی کا غذاق اڑایا۔ جھے بدصورت سمجھ کر اس نے نفرت کی نگاہیں اس نے بھی میری بدصورتی کا غذاق اڑایا۔ جھے بدصورت سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھ۔ میں کن فضول باتوں میں پر گیا۔ کیا سمجھے ختم کر دینا چاہئے۔ " میں نے غرائی ہوئی اور زمیں کیا اور منگلہ میں نے میرے ہاتھ میں ریوالور دیکھا۔ اس کا چرہ ایک دم سکڑ گیا اور اس کی آگھوں سے جنون جھکنے لگا۔ اس نے دیو قامت کی طرف دیکھ کر کھا۔

"اوہ اس کو نوچ کر اور اس کو نوچ کر اور اس کو نوچ کر اور اس کو نوچ کر ہال کہ دو۔ " اب اچانک ہی دیو قامت شخص آگے بردھا اور میرے ریوالورے کے بعد میگرے تن شعلے نکلے۔ دیو قامت ایک دھاک کے ساتھ ہال کے فرش پر گر پڑا۔ کتے جیسی شکل والا جلدی سے چھلانگ لگا کر دیوارے جالگا تھا۔ میں نے منگلہ من کی طرف دیکھ

"سومیتا! بهت اچھی عورت تھی وہ۔ تم نے اس کی بھیانک شکل دیکھی ہوگ۔ وہ پہلی وفت عورت تھی جو منظلہ من جیسے مروہ شکل کے انسان کو جاہتی تھی مگر منظلہ من تو جنونی ے ویوانہ ہے۔ بلکہ اگر تم کتے ہو کہ وہ مرچکا ہے تو میں بید کمون کی کہ وہ دیوانہ تھا۔ اے این بدصورتی کا شدید احساس تھا اور وہ ساری دنیا کو بدصورت بنا دینا چاہتا تھا۔ کوئی الی کمانی اس کی زندگی سے وابستہ تھی جس نے اسے دیوانہ بنا دیا تھا۔ وہ حسن سے نفرت الا تا تھا كيونكه ونيائے اس كى برصورتى سے نفرت كى تھى۔ جھے بورى تفصيل سے تواس كى داستان سين معلوم- بس ان جانتى مول مين اور يد بھى جھے سوييتا نے بتايا تھا كه اپنى اوجوانی کے زمانے میں اے کی لڑی سے محبت ہوگئی تھی اور وہ لڑی اس سے شدید الرت كرتى محى كيونكه وه برصورت تفا- نيل كنول ناى لزكى اس حسين لزك كى جم شكل تھی اور اس حین لڑکی کو اس نے اپنے ہاتھوں سے مار دیا تھا۔ اس مارنے کے بعد وہ بنونی ہوگیا اور اس نے ساری ونیا کو برصورت بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ یمال اس نے است آپ کو آباد کیا اور نہ جانے کون کون سے علوم سکھ کر وہ یمال عمل کرتا رہا۔ یہ اس کی واستان ہے۔ سومیتا بھی اس کی محبوبہ تھی۔ سومیتا نے اس سے نفرت نہیں کی حالاتکہ وہ بے پناہ خوبصورت تھی لیکن وہ دنیا میں سمی پر بیٹین شیس کر تا تھا۔ جب سومیتا نے اس سے اظلمار محبت کیا تو اس نے میں سمجھا کہ سومیتا اے بے وقوف بنا رہی ہے اور اس کے بعد اس نے سومیتا کو بھیانک اور بدشکل بنا دیا۔ جانتے ہو اب اس کا منصوبہ کیا تھا۔ وہ میری حیثیت سے سومینا کو تمہاری بیوی کی حیثیت سے دیکھنا جاہتا تھا اور اس طرح وہ خوفاک سویتا کو تمهارے حوالے کرکے اپنی جان چھڑانے کے چکر میں تھا۔ جبکہ سویتا در حقیقت اے چاہنے کی تھی۔ وہ تہیں بھی برصورت بنا دیتا اور پھرتم اس کی بیوی کو قبول کر

لیتے۔ یہ ساری ہاتیں سومیتانے مجھے بتائی تھیں۔ آہ۔ وہ مرکئی بیچاری۔"
"اب سوال میہ پیدا ہو تا ہے رادھیکا! کہ ہم یمال سے کیے فکل کتے ہیں؟"
"یمال سے نگلنے کا راستہ صرف وہی جانتا ہے جو ایک دیو قامت شخص ہے۔ باتی اور
کسی کو یمال سے نگلنے کا راستہ نمیں معلوم۔ میں خمیس بتاؤں۔ یمال اور بھی بہت سے
قیدی ہیں۔ اگر وہ مرچکا ہے تو آؤ۔ ہم ان قیدیوں کو چھوڑ دیں۔ ہوسکتا ہے وہ میرا مطلب ،
ہان میں سے کوئی باہر نگلنے کا راستہ جانتا ہو۔"

''اس کے علاوہ ہم اس دیو قامت شخص کو بھی تلاش کرتے ہیں۔ پہلے تو وہ یہیں موجود تھا۔ اب پیۃ نہیں کہاں غائب ہو۔''

''دہ میں۔۔۔۔۔ دہ۔۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے؟'' ''دہ مرچکا ہے۔ اس عورت نے اسے گولی ماردی ہے جو تہماری شکل اختیار کئے ہوئے تھی۔ میرا مطلب ہے دہ بدصورت عورت۔''

"آه- معلوم ب- وه سويتا تقى وه سويتا تقى- مركياتم ع كه رب بو مظهر ان مردكاب؟"

"بال- وہ بے جان لاش کی شکل میں اندر پڑا ہوا ہے۔ کیا تم اے دیکھنا پند کرو کی؟"

" منیں۔ نکلویمال سے بھگوان کے لئے نکلو۔ یمال سے چلو'یمال سے جتی جلدی مکن ہوستے۔ چلو میرے ساتھ۔ " رادھیکانے میرا ہاتھ بگڑا۔ باقی ساری ہاتیں بھول کر مجھے اس کے ساتھ دوڑنا پڑا تھا۔ ہم دونوں دوڑتے ہوئے کافی دور نکل آئے اور پھرایک ایس جگہ جو میرے لئے بالکل اجنبی تھی' رک کر رادھیکا سرخ پھرکی ایک ٹوٹی ہوئی سل پر بیٹھ گئے۔ اس کی کیفیت کافی خراب نظر آرہی تھی۔ میں بھی اس سے مختلف نہیں تھا۔ میں نے کہا۔

"رادهيكا! تم كيا دا قعي زنده مو- پھرده جو مركني وه كون تھي؟"

ویو قامت مخص کے بارے میں رادھیکائے یہ کما تھا کہ وہ راستہ جانا ہے چنانیجہ انتهائی تلاش کے باوجود جب وہ نمیں ملاتو ہم لوگوں نے یمی فیصلہ کیا کہ وہ موقع سے فائدہ اٹھا کر باہر نکل گیا ہے۔ اس کے بعد رادھیکا ان قیدیوں کے پنجرے طاش کرنے لکی اور جس طرح میں نے وہ سفید بن مانس دیکھا تھا۔ اس طرح بہت سے بدصورت اور مروہ شکلوں کے لوگ جمین وہاں پنجروں میں قید ملے جو جم سے آزادی کی بھیک مانگنے لگے۔ بهرحال جابیاں دیو قامت کے پاس تھیں اور وہ غائب ہوچکا تھا لیکن ان قید خانوں کو تو ڑنے كى ذم وارى مين في اين سرك لى بلك وه كت جيسى شكل والا آدى بهى ساتھ شامل ہوگیا۔ اے شدید زخمی کر دیا گیا تھا لیکن وہ ہمت سے کام لے رہا تھا اور لوب کے پھے اوزار لے کر اس نے مید تالے توڑے تھے پھرانسان کی انسان سے مدد کا ایک متاثر کن ملله شروع ہوگیا اور قیدے آزاد ہونے والے صرف اینے لئے فرار کے رائے سیں اللاش كرنے لك بلك وہ وومرول كى مدو كرنے لك اور كافى دري تك يد سلك جارى رہا۔ ب شار افراد جمع مو ك عقد وه ايك دو سرے كو ديكه وكيه كر رو رب عقد غالباً ان كى سوج میں تھی کہ اب اپنی دنیا میں واپس جانے کے بعد ان کامقام کیا ہوگا۔ میری زندگی کے لئے انتہائی انو کھا واقعہ تھا ہے۔ پھروہ رائے علاش کرنے گئے اور جب ہمیں ایک پھوٹا سا سوراخ نظر آیا تو تمام لوگ اپنی قوتوں کے ساتھ اس سوراخ کو کشادہ کرنے میں مصروف ہوگئے اور آن کی آن میں دیواریں ڈھا دی گئیں۔ ہمیں باہر جانے کا راستہ مل گیا تھا اور ہم بسرحال آزاد ہو گئے تھے۔ وہ ہولناک طلسم خانہ ایک بھیانک کھنڈر کی شکل میں ہمارے چیچے تھا۔ رادھیکا میرے ساتھ آرہی تھی اور میں اور رادھیکا ساتھ ساتھ سفر کر رہے تھے جبكه باقى افراد منتشر مو ك تقد بهت فاصله ط موكيا تفاكه اب نه صرف وه كهندر بلك اس علاقے كا اور كوئى نام و نشان بھى ياتى ند رہا۔ تو رادھيكائے كما۔

"تھکنا تو شیں چاہئے ہمیں لیکن میں تھک گئی ہوں۔ وہ دیکھو' وہ سامنے ایک عمارت نظر آرتی ہے۔ کیوں نہ ہم اس عمارت میں پہنچ جائیں۔ ہوسکتا ہے وہاں ہمیں تھوڑا ساوقت آرام کرنے کے لئے مل جائے۔"

میں نے بھی اس کچی سڑک میں بائیں ست گرائیوں میں وہ کالی می عمارت و کچھ لی۔ ایک لمحے کے لئے میرے دل میں خوف کا ایک احساس پیدا ہوا لیکن میں نے اے اپنے ذہن سے کھرچ دیا اور اس عمارت کی جانب چل پڑا۔ رادھیکا میرے قدموں سے قدم ملا کر چل رہی تھی۔ میں نے کئی بار رادھیکا کے بارے میں سوچا تھا لیکن ابھی ذہن اس طرح

ال عمارت تک پہنچ گئے۔ وریانے میں بر مکنا تھا۔ بہر حال کافی طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم اس عمارت تک پہنچ گئے۔ وریانے میں بنی عمارت زیادہ پرانی نہیں تھی اور اس کے طرف تغییرے اس طرح کا احساس ہو تا تھا جیسے وہ ڈاک بنگلہ ٹائپ کی چیز ہو۔ عمارت کا بھا تک باہرے بند اور اس میں کوئی تالا وغیرہ نہیں لگا تھا۔ ہم لوگ کھڑے یہ سوچتے رہے کہ بغیر اجازت کے اس عمارت میں داخل ہوتا مناسب ہوگا یا نہیں۔ میں نے گیٹ کے پاس اجازت کے اس عمارت میں داخل ہوتا مناسب ہوگا یا نہیں۔ میں نے گیٹ کے پاس کھڑے ہوکر کئی یار اندر نگاہیں دوڑا کمیں گئی تھی۔ کھڑے کو گئی تحریک نظر نہیں آئی تھی۔ سب میں نے لوہ کی موٹی می کنڈی کو کھولا۔ رادھیکا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرکے ہوئے ہیں داخل ہوگیا۔ یہاں کھڑے ہوگے میں نے آواز لگائی۔

"اگر کوئی ہے تو سامنے آگر ہم ہے بات کرے۔ ہم مسافر ہیں اور تھوڑی دیر کے بناہ جانے ہیں۔" ہیں کھڑے ہوکر اپنی آواز کی بازگشت سنتا رہا کمر کہیں ہے کوئی گئے بناہ جانے ہیں۔" ہیں کھڑے ہوکر اپنی آواز کی بازگشت سنتا رہا کمر کہیں ہے کوئی تخریک نظر نہ آئی تو میں نے گیئے کو بند کر دیا لیکن کنڈی نہیں لگائی اور اس کے بعد میں نے اندر کی جانب قدم اٹھا دیئے۔ بوے وروازے کے پاس پہنچ کر میں نے پھر وہی آوازیں لگائیں لیکن اب بھی کوئی آواز نہیں سائی دی اور تھوڑی دیر کے بعد ہم وونوں اگر داخل ہوگئے۔ ایک جیب سی خطار آری تھی اور اس ڈیوڑھی کے بعد ایک اور واضل ہونے کے بعد ایک اور واضل ہونے کے بعد ایک اور واضل ہونے کے بعد ایک اور دروازہ۔ میں نے رادھیکا کو دیکھاتو رادھیکا کہنے گئی۔

"ورنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح ہم اس بھیانک ماحول سے نکل کر
آئے ہیں۔ ای طرح اب بھی ہمیں کسی تشم کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔ نقدیر نے جو بھی
فیصلہ ہمارے لئے کیا ہے ہم اس پر عمل کریں گے۔ " بہرحال وہ بھی ٹھیک کمہ رہی تھی۔
ہم اس دروازے سے اندر داخل ہوگئے۔ یہ ایک بہت ہی و سبع و عریض بال نما کمرہ تھا
جس میں مکمل گمری خاموثی طاری تھی۔ میں نے ایک لیجے کے لئے سوچا۔ یہ اندازہ نہیں
لگایا تھا میں نے کہ یماں سے بجل کے ہار گزرتے ہیں یا نہیں اور پھرروشنی کی جاستی ہے یا
نظیا تھا میں نے کہ یمان سے بجل کے ہار گزرتے ہیں یا نہیں اور پھرروشنی کی جاستی ہے یا
جائزہ لیا تو بچھے دیوار پر بجلی کے بٹن نظر آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی یمان آس پاس
جائزہ لیا تو بچھے دیوار پر بجلی کے بٹن نظر آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی یمان آس پاس
جائزہ لیا تو بھیے دیوار پر بھلی کے بٹن نظر آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی یمان آس پاس
جائزہ لیا تو بھیے دیوار پر بھلی کے بٹن نظر آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی یمان آس پاس
جائزہ لیا تو بھیے دیوار پر بھلی کے بٹن نظر آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی یمان آس پاس
خوائزہ لیا تو بھیے دیوار پر بھلی کے بٹن نظر آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ بھلی موبی تو ایک موبی خوائیں بوبی مسری تھی جو ایک گوشے میں پڑی ہوا
خوائین روشنی میں جو چیز نمایاں ہوئی وہ ایک بڑی مسری تھی جو ایک گوشے میں پڑی ہوئی

اس نے سوال کیا اس وقت تو ہم دونوں پھر کے انسان ہے ہوئے تھے۔ رادھیکا کی کیفیت
بھی میری کیفیت سے مختلف شیس تھی۔ وہ بھی خوف و دہشت کی تصویر بنی کھڑی تھی۔
میں پھٹی پھٹی آ تکھوں سے منگلہ سن کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کے کے ہوئے الفاظ پر غور کر
رہا تھا۔ جو پچھ وہ کمہ رہا تھا وہ سجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور میری نگاہیں یہ بھی دیکھ رہی
تھیں کہ اس کے بدن میں ریوالور کی گولیوں سے جتنے سوراخ ہوئے تھے اب اس کی کیا
کیفیت تھی۔ اس کے اندر میں نہ تو کسی تشم کی کمزوری پائی جاتی تھی نہ ہی یہ احساس ہو
رہا تھا کہ ریوالور کی گولیوں نے اسے کوئی نقصان پہنچایا ہے۔ وہ چادر سمیٹ کرسیدھا بیٹھ
گیا تھا اور اس کالباس بے داغ تھا۔ اندازہ یہ ہورہا تھا جیسے اسے بھھ سے کی بھی طرح کا
گوئی ہوف نہ ہو اور وہ بالکل مطمئن اور پُرسکون ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بھاری آواز

"میں نے تم ے کما تھا کہ تم نے ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے اور میری زندگی ك ايك دور كو حتم كر ديا ب- يدنه سجهنا كديد تمهارا كوكي عظيم الثان كارنامه ب- تم نے اگر کیا ہے تو صرف ایک عمل کیا ہے وہ یہ کہ مجھے متحرک کر دیا اور نیل کول سے محبت کا اظهار کرے اور اے اپنی جانب ماکل کرے میرے ذہن میں وہ شدید تحریک پھر ے جگادی جو شدید تو تھی مگر اس قدر نہیں۔ ہوسکتا ہے بھی نیل کنول دوبارہ میرے سامنے آتی اور مجھ سے اظہار نفرت کرتی تو میں اے بھی اینے طلعم کدے میں جانور بناکر قید کرلیتا۔ ہوسکتا ہے یہ کمانی تمہارے کانوں تک پہنچ چکی ہو۔ اگر شیں تو ایک باریس پھر ے اے مختصر الفاظ میں دہرا دوں۔ میں بدصورت تھا لیکن صور تیں تو میری اپنی بنائی ہوئی منیں ہوتیں۔ مجھے قدم قدم پر نفرتوں کا شکار ہونا ہا۔ میرے ماتا پتا تک مجھ سے نفرت كرتے تھے۔ مال جس كے بارے ميں يہ كما جاتا ہے كه سارا سنسار ايك طرف اور مال ایک طرف اے اپنا بچہ سنمار میں سب سے زیادہ سندر لکتا ہے اور وہ بادشاہوں کے سامنے بھی یہ کد عتی ہے کہ اس کے بچے سے زیادہ حیین بچہ اور کوئی تمیں ہے۔ جاہے مقامعے پر بادشاہ ہی کی اولاد کیوں نہ ہو۔ یہ ایک جائی ہے اور مال سے زیادہ حالی سی اور میں میں ہوتی۔ لیکن تم اس بات پر بھی لیٹین کراو کہ میری مال جھ سے نفرت کرتی تھی۔ چار بھائی اور تھے میرے۔ چاروں کو بیار دیا جاتا تھا لیکن میں بھیشہ سب کی نفرتوں کا شکار رہتا تھا۔ ابتداء میں تو میری سمجھ میں یہ بات شیں آئی کہ ایبا کیوں ہوتا ہے لیکن جب تھوڑا سا ہوش آیا تو جھے سب اپنے آپ پر ہنتے ہوئے مطے۔ وہ کھل کر کتے تھے کہ بید

متی - پرانے طرز کی بنی ہوئی اور خاصی وسیع و عریض - اس مسمری پر ایک انسانی جم چادر اوڑھ کرسویا ہوا نظر آیا۔ رادھیکانے سمی ہوئی نگاہوں سے بچھے دیکھا اور بولی۔ "شاید سے اس ممارت کا مالک ہو۔ مگر ہم نے تو بہت کی آوازیں دی تھیں۔ اس نے سناہی نہیں۔"

"سنے جناب! آپ بے شک سو رہے ہیں اور ہم آپ کے اس آرام میں داخل انداز ہوہ ہیں۔ براہ کرم آپ جاگ کر ہم انداز ہوہ ہیں۔ براہ کرم آپ جاگ کر ہم سے ذرای بات چیت کر لیجئے۔ ہم بلا اجازت آپ کے اس گھریلی داخل ہوگئے ہیں لیکن الی مشکلات کا شکار ہیں ہم کہ ہم یمال آنے پر مجبور ہوگئے۔ کیا آپ براہ کرم ہمیں دو منٹ دے عیس گے۔ " میں نے نمایت ہی نرم اور ممذب لیج میں یہ الفاظ کے۔ میری اور رادھیکا کی نگاہیں اس کی طرف انظی ہوئی تھیں۔ دفعتاً چادر میں جنبش پیدا ہوئی اور ہمیں یوں لگا جے دار اٹھا ہوگ گیا ہو۔ اس نے کروٹ بدلی اور چرے سے چادر اٹھا دی۔

لیکن اس چرے کو دیکھ کر ہمارے دل دوماغ کی جو حالت ہوئی۔ اے کم از کم میں اپنے طور پر سجھتا ہوں رادھیکا کی کیفیت بھی جھ سے مختلف نہیں ہوئی ہوگا۔ ہم دونوں پہٹی پھٹی پھٹی نگاہوں ہے اے دیکھ رہ بھے کہ یہ منظلہ من تھا جو چادر ہٹا کر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ہمیں یوں لگا جیسے ہمارے جم پھڑا گئے ہوں اور ہم اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کرسکتے ہوں۔ منظلہ من اپنی خوفناک آ تھوں سے جمیں گھور رہا تھا۔ پھراس کے چرے پر کہتے تبدیلی رونماہوئی اور اس نے بھاری آواز میں کہا۔

"كول؟ كيما لگ رہا ہے جھے زندہ سلامت ديكھ كر؟ تم لوگوں نے ميرى زندگى كا ايك دور ختم كرديا۔ خاص طور سے ميں تم سے كہتا ہوں نوجوان! تم بلا شبہ ايك تاريخ ساز شخصيت بن كر ميرى زندگى ميں آئے۔ ميں نہيں جانتا تھا كہ تم جھے اس قدر نقصان پنچا سكو گے۔ ميں نميس مختفراً اپنے بارے ميں بتاؤں۔ بات اصل ميں بيہ ہے كہ تم جو كچے بھى ہو ايك بمت بڑى خرابي ہے تہمارے اندر۔ وہ بيد كہ تممارا تعلق ميرے دهرم سے نميس ہے۔ خبر ميرا اپنا دهرم ہو كالا دهرم ہے ليكن ميرے ماتا ہا كاجو دهرم تھااس كے كھے اثرات ميرے خون ميں اب بھى باقى بيں۔ ميں نے انہيں نظرانداز كرے كالے دهرم كو سكھا۔ ميرى زندگى كے بہت سے واقعات بڑے انو كھے بيں۔ ميں خود بيد الفاظ اپنے مند سے ادا كر ميرى زندگى كے بہت سے واقعات بڑے انو كھے بيں۔ ميں خود بيد الفاظ اپنے مند سے ادا كر ميرى زندگى كے بہت سے واقعات بڑے انو كھے بيں۔ ميں خود بيد الفاظ اپنے مند سے ادا كر ميرى زندگى كے بہت سے واقعات بڑے انو كھے بيں۔ ميں خود بيد الفاظ اپنے مند سے ادا كر ميرى ديا ہوں ليكن بيد ايك سي ان ہي سمجھے۔ كيا ميرى باتيں تمہادى سمجھے ميں آرى بيں جي

ال الأليال ميرى زندگي مين آئين ليكن نيل كول كا اينا مقام كوئي بجى نهين چين سكا- وه
الي بجى ميرك لئے اتن بى پيارى ہے۔ مين نے مايا ديوى كو اس كے لئے مخصوص كيا تھا
اله يلى كول كے دل مين وه ميرك لئے بيار پيدا كرے كه تم نيج مين آگئے۔ كيا سجھ؟ اگر
اله جول۔ ميرك مامنے تهيں ايك عمل كرنا ہوگا جو تهمارك دل سے نيل كول كا خيال
اله جول۔ ميرك مامنے تهيں ايك عمل كرنا ہوگا جو تهمارك دل سے نيل كول كا خيال
اله جول۔ ميرك مامنے تهيں ايك عمل كرنا ہوگا جو تهمارك دل سے نيل كول كا خيال
اله جول بين نقصان پنچا سكنا ہوں ليكن مين نهيں چاہتا كہ ايبا كردل۔ اس كا بحى ايك
الله منظر ہے۔ جو مين تهيس بتانا نهيں چاہتا البت اگر تم نيل كول سے دست بردادى كا الله منظر ہے۔ جو مين تهيس بيانا نهيں چاہتا البت اگر تم نيل كول سے دست بردادى كا الله منظر ہے۔ جو مين تهيس بيانا نهيں جاہتا البت اگر تم نيل كول سے دست بردادى كا تمين نيل كول كا تصور بھى نه آئے۔ دادھيكا اپنى اصل حيثيت سے تممارے پاس دے تمہارے پاس دے تھيں تھيں نيل كول كا تصور بھى نه آئے۔ دادھيكا اپنى اصل حيثيت سے تممارے پاس دے گي۔ بولوكيا كتے ہو؟"

ں۔ بوریا ہے۔ ایک عجیب سالحہ پیدا ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے دل و دماغ کو ٹولا ایک دم میرے گئے ایک عجیب سالحہ پیدا ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے دل و دماغ کو ٹولا ایک حصہ بن چکی یہ جائے کیوں مجھے یہ احساس ہوا کہ نیل کنول تو اب میری زندگی کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ میں اے تصور میں ہے بھی دور نہیں کرسکتا جیکہ کمی کے حوالے کر دیا جائے۔ میں

اس بات کو۔ میرا تہمارا کوئی جھڑا نہیں ہے۔ تہمارا وہ طلم کدہ ختم ہوگیا ہے اور تم جھے یہاں ایک بار پجر بل گئے ہو۔ جہاں تک تمہمارے جادو یا عمل کا تعلق ہے۔ بھول جاؤ اس بات کو۔ میں بھی تھوڑا بہت علم رکھتا ہوں لیکن تمہمارے سامنے بقینی طور پر وہ کم ہے۔ نیل کنول کو میں بھی نہیں بھول سکتا۔ اگر وہ تمہیں چاہتی ہے تو میں خوش سے تہمارے حق میں وستبردار ہونے کو تیار ہوں۔ ایک بار صرف ایسا کرد کہ اے سامنے لے تمہمارے حق میں وستبردار ہونے کو تیار ہوں۔ ایک بار صرف ایسا کرد کہ اے سامنے لے آؤ اور آزادی سے یہ حق دو کہ وہ مجھے یا تمہیں دونوں میں سے ایک کو پند کرے۔ اگر وہ تمہماری طرف اعتاد کا اظہار کرتی ہے تو مجھے کھے نمیں ہوگا۔ میں خاموش سے چلا جاؤں گا۔" وہ مجھے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگا پھر بولا۔

اں ہے۔ وبس تو پھر تم خود ؤمہ دار ہو۔ جمال تک میرا مسئلہ ہے میں نیل کنول کو تلاش بدشكل بطح مارك ورميان كمال سے آئى۔ ميرا تو كوئى قصور نميں تقاد شكل و صورت تو بھگوان کی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ میں اکثر رائوں کو جاگنا اور دل میں یہ سوچنا کہ کتنے ظالم لوگ بیں بید- مال رات کی بارشوں میں مجھے تنا چھوڑ دیا کرتی تھی۔ شدید سردی میں میرا بدن سکر جاتا تھا۔ اکر جاتا تھا۔ میرے جاروں بھائیوں کو میری مال اس طرح سمیت کر سوتی سی جیسے مرفی اپنے چھوٹے بچوں کو پروں میں رکھتی ہے لیکن میرے ساتھ میرے ساتھ بالکل نفرت کا سلوک ہوا کرتا تھا اور اس چیزنے آخر کار میرے دل میں نفرت پیدا کردی متی- میں ان لوگوں کو نقصان پنچانے کی کوششوں میں معروف ہوگیا۔ جال بھی موقع ملا میں انہیں تکلیف پنچانے سے گریز نہ کرتا۔ پھر کھے اور برا ہوا۔ ایک ون میں نے اپنے چاروں بھائیوں کو زہروے کرمار دیا۔ یہ زہر میں نے ایک فاص بوئی ے حاصل کیا تھا۔ یہ میری نفرت کی انتا تھی اور پھریس وہاں سے فرار ہوگیا۔ میری تلاش کی جاری محی- پولیس کو میرے بارے میں اطلاع دے دی گئی محی- میں مہاڑوں اور پھاؤں میں وقت گزارنے نگا اور آخر کار مجھے ایک پھامیں ایک گیانی وحیانی شخصیت مل کئی اور اس نے مجھے کالا جادو سکھانا شروع کر دیا۔ بس مید تھا میری اس زندگی کا آغاز۔ بت کھے کی لیابیں نے لیکن مجھے خوبصورتی سے نفرت ہوگئ تھی۔ وال برخوبصورت چیز کویس ختم کر دیتا تھا جو میرے بس میں ہو تا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس ساری دنیا کو بھیانک اور بدصورت بنانے کے لئے مجھے اور طلم سکھنا چاہے اور میں نے یہ سب کھھ ميكينا شروع كر ديا- بات صرف كالاعلم ميكه كر دو مرول كو نقصان پنچائے كى نبيل تقى-میں اپنے کئے ایک ایک زندگی جاہتا تھا جو میری من پند ہو۔ میں نے روپ کااے شادی بھی کرلی کی اے بھی میں نے بدصورت بنا دیا کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ جب بھی میرے قریب آتی ہے میری شکل دیکھ کر آ تکھیں بند کرلیتی ہے۔ اس کے دل میں بھی میرے گئے محبت نمیں تھی۔ آخر میں دنیا کی ان نفرتوں کا شکار کیوں ہوں۔ بس یہ سمجھ لو کہ اس کے بعد میں نے اپنی زندگی کو سے روپ دے لیا۔ میں ایک روایق جادوگر نہیں بننا چاہتا تھا۔ میں نے جدید یکانے پر ان تمام چیزوں کو آراستہ کیا اور تم نے یہ ویکھا کہ یہ سب كچھ ميں نے كس طرح كرليا۔ اپنے علم سے كام لے كريس نے اپنے دو روب تشكيل كئد ايك وه جو تمارك سامة اس اصل روب من مول اوريس اس روب من زنده رموں گا۔ نیل کول میرا پالا پیار تھا۔ ہاں تم یقین کرووہ واحد لاکی تھی جے میں فے اپنی زندگی سے زیادہ چاہا اور سے واحد اوکی تھی جے میں بدصورت نہ بنا سکا۔ بزاروں حسین

کروں گا اور اے آخر کار حاصل کر لوں گا۔ یہ میرا اپنا کام موگا۔" اس کی آنکھوں سے نفرت کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اس نے کہا۔

"تو پیر رادهیکا تمهاری کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔" رادهیکا جو ہم دونوں کی باتیں ظاموشی سے من رہی تقی ایک دم مڑی اور کمرے سے واپس نکل گئی۔ میں چو نکا تھا اور پیر میں نے رادهیکا کو آوازیں دیتا شروع کر دیں "بیان اتنا میں بھی جانتا تھا کہ جو پیچھ میں نے کہا ہے وہ بالکل ٹھیک تھا۔ رادهیکا کو بھلا میں کیسے قبول کرسکتا تھا۔ میں نے دوچار آوازیں دیں۔ اسے دروازے کی جانب لیکا بھی لیکن وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی۔ پیر میں نے بیر میں کے لیک کر منگلہ من سے کہا۔

"سنو منگلہ سن بیں ۔۔۔۔۔۔ " لیکن میری بات پوری نہ ہو سکی کیونکہ بیں نے سامنے کی مسری خال دیکھی تھی۔ من اس مسمری پر موجود نہیں تھا۔ بیں نے چاروں طرف دیکھا۔ باہر نگلنے کا صرف یہ بی ایک راستہ تھا یا گجروہ دروازہ جو اندر سے بند تھا۔ وہ دروازہ بھی اندر سے بند بی طا اور بیرونی راستے پر بیں خود موجود تھا۔ مگر منگلہ سن جیسے پُراسرار آدی کے لئے کی بھی جگہ سے غائب ہو جانا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ میرے خدا۔۔۔۔۔۔۔ وہ گچر نکل گیا تھا اور رادھیکا دو سرے لیے جھے دادھیکا کا خیال آیا تو بیس دروازے کی طرف دوڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

گارت زیادہ بڑی نمیں تھی۔ میں نے اس کارت کے چے چے کا جائزہ لے لیا۔ نہ بھے رادھیا کی اور نہ منگلہ من۔ بلکہ میرے سامنے ایک لق و دق ویرانہ پھیلا ہوا تھا۔

آہ۔۔۔۔۔۔ یہ جادہ گری بھی کیا چیز ہے۔ انسان اصل زندگی ہے ہی ہٹ جاتا ہے اور نہ جانے کیے کیے مشکل حالات کا شکار ہوجاتا ہے۔ اب کیا کرنا چاہئے۔ سوائے اس کے کہ تقدیر پر بحروس کرون اور آگے برطوں۔ چنانچہ وہاں سے چل پڑا۔ قرب وجوار میں جھاڑیاں بھری ہوئی تھیں کمیں کہیں درخت نظر آرہے تھے۔ ایک بجیب ویران ساماحول تھا۔ دہشت می ہوتی تھی اور نہ جانے کیوں مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں اندر سے بہت کرور ہوگیا ہوں۔

نہ جانے کب تک اس طرح چاہ رہا۔ پھر سائے ایک اور عمارت نظر آئی اور میں اس کی جانب چل پڑا۔ دیوانوں کی یہ عمارت کیسی ہوتی ہے۔ اس وقت یہ سوچنے کی الخبائش نہیں تھی۔ انسانوں کی دنیا ہے اس قدر دور ہوگیا تھا کہ اب اپنے آپ کو انسان سجھنا بھی عجیب سا لگنا تھا۔ عمارت میں داخل ہوا۔ کوئی پرانا مندر تھا۔ جگہ جگہ انسانی

المنے بھرے ہوئے تھے لیکن اندر ایک جیب ہی شعندک تھی۔ ایک پڑا سرار ہی شعندک ایک بڑا سرار ہی شعندک ادر دادھیکا غالباً یہ جان کر جھ سے دور ہوگئی تھی کہ میں نیل کنول سے محبت کرتا ہوں اور اسے میری قربت میں جگہ طف کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اس مندر نما شعندی جگہ ایک چھوٹرے پر بیٹھ گیا۔ دل ودماغ کو سکون دینا چاہتا تھا۔ ایک ایک وحشت ایک ایک جلن سارے وجود میں بریا ہوگئی تھی کہ اندر سے طبیعت شدید گھبرا رہی تھی۔

شعندے قرش نے بچھے کچھ سکون بخشا اور میں نے دماغ کو بالکل آزاد چھوڑ دیا۔ کائی دریا اس طرح لیٹا رہا اس کے بعد سختے تحکے انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کیا کروں۔ التی کیا کروں؟ سکون کمال ہے؟ کمال مل سکتا ہے مجھے سکون؟ میں یہ سوچتا رہا پھر میں نے اس مندر نما عمارت پر نگاہ ڈائی میمال رکنا تو بے مقصد ہی تھا۔ چلنا پڑے گا۔ یہ جائزہ لینے کے مندر نما عمارت پر نگاہ ڈائی موجود ہے یا شیں۔ میں اپنی جگد سے اٹھا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا اس در سے اندر داخل ہو گیا جو غالباً کسی دالان کا در تھا۔ اسے کمرہ شیس کما جاسکتا تھا۔ ایک لمردوڑ گئی۔

وہاں کی انسانی جم زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ کم جم جن پر سفید جادریں افکال صاف شفاف افکال ہوئی تھیں۔ بظاہر وہ مردے ہی معلوم ہو رہے تھے۔ جادریں بالکل صاف شفاف سیسے۔ میں نے اپنے اندر ہمت پیدا کی' آگے بڑھا اور ایک مرد کے جم سے جادر اٹھائی۔ چرہ دیکھاتو سانس بند ہونے گئی۔ یہ چرہ میرا شناسا تھا۔ ای گروپ میں سے ایک تھا جو میرا گروپ تھا۔ یعنی جس میں کما جا تا تھا کہ میں اس گروپ کا ایک فرد ہوں اور ان میں اضافہ میں ہونا جائے۔ دو مراچرہ' تیسراچرہ اور پجرچوتھا چرہ بھی دیکھا۔ یمان تک کہ مجھے پورٹی میں مونا جائے۔ دو مراچرہ' تیسراچرہ اور پجرچوتھا چرہ بھی دیکھا۔ یمان تک کہ مجھے پورٹی بھی وہیں لیٹی ہوئی نظر آئی۔ اپنی اس بدنما شکل میں جو روپ اس نے بدلا تھا وہ بدل گیا تھا۔ اور پجرسب سے زیادہ جرت تاک بات جو جھے نظر آئی۔ وہ ناگو بابا کی لاش تھی۔ تاگو بھی اس صف میں بڑا ہوا تھا۔

میں شدت جرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ یہ بارہ لاشیں میرے لئے نا قابل یقین میں۔ میری سمجھ میں شدت جرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ یہ بارہ لاشیں میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیے ہوگیا۔ میں ان میں سے ایک ایک کو شؤلاً پھرا کمی میں زندگی کی کوئی رمتی باتی نہیں تھی۔ میرے خدا۔۔۔۔۔۔ یمال اس ویران کھنڈر میں مجھے کی لاشیں ملنی تھیں۔ سب کچھ میری نگاہوں کے سامنے کیوں ہے؟ اب کیا کرنا جائے؟ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ سوائے اس کے کہ خاموشی سے یمال سے بھاگ

یوا کے لئے عاضر تھی۔ ایک اشارہ تو کرتا پورٹی کیا نہیں لاکردے دیق تجھے۔ اور وہ خود ارے کینے! تو کیا جانتا ہے۔ کون اندر سے کیسا ہے۔ باہر کی صورت الگ ہوتی ہے اندر کی الگ۔ پر تجھے تو وی کرنا تھا جو تو کرسکتا تھا کیا رکھا تھا اس لڑک نے کہا تھا تجھ سے کہ سب پھھ تیرے لئے ہے۔ پھرایک ہی کے لئے کیوں اپنے آپ کو مخصوص کردیا تونے۔ کہا تھا باں تجھ سے کہ تیرہ رہنے چاہیں۔ چود حوال نچ میں آیا تو کام خراب ہوجائے گا۔ یہ چود حوال نچ میں آیا تو کام خراب ہوجائے گا۔ یہ چود حوال نچ میں کیوں آیا جو اس کی جواب دے۔"

"کی بک کے جارہ ہو۔ بہت من لی ہے میں نے تمماری بواس- کون عود حوال؟"

"وہی جس کا نام تو نیل کنول لیتا ہے۔ وہی جس کے لئے تیرے من میں آگ ہی آگ بچھی ہوئی ہے۔ کیا ہے دہ'کون ہے۔ اور تو کیول اس کے لئے اپنے سارے جیون کا ناش کر رہا ہے؟"

ں مررہ ہے ؟ "اوہ۔ گرنیل کول کا ہم لوگوں سے کیا تعلق؟ وہ تو اس سلسلے میں بالکل الگ کی چیز ""

"ماں ہے تیری" بہن ہے ' گون ہے؟ جانبا ہے اسے بتا سکتا ہے اس کے بارے میں کہ وہ ہے کون؟ چل ٹونے اسے نشک کر دیا جس نے بردی تیبیا کی تھی اپنے آپ کو بنانے کے لئے۔ مار دیا بیچارے کو سب پچھ تباہ کر دیا اس کا۔ وہ بھی ہماری برادری کا ایک تھا۔"

"كون؟"

"منگلہ س! اگر تو یہ سمجھ رہا ہے کہ منگلہ س مارا گیا تو تُو خود جانا ہے کہ ایک بات نہیں ہے۔ کتنے وشمن پیدا کر لئے ہیں تُونے اپنے لئے اندازہ ہے۔ اب بیٹا! بھکتنا 'بھکتنا ہم سب کو' دیکھنا کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا۔ سمجھ رہا ہے؟ ارے کھنے! ابھی اس جگہ کورے کورے بختے راکھ کا ڈھر بنایا جاسکتا ہے۔ پر یہ بھی ہمارے دھرم کے خلاف ہے۔ سمی سے بدلہ لینا ہوتا ہے تو ایسے بدلہ لینا چاہئے کہ جس سے بدلہ لیا جائے وہ بھی جیون بھریاد رکھے۔ کیا سمجھااب بھگت بیٹا!"

"ديكمو تأكو بابا! مين في تهين ......"

"ارے مت کمہ رے ناکو بابا! ناکو بابا کو جلا کر بھسم کر دیا۔ سارے مار دیئے۔ پورا ربوڑ خالی کر دیا اور اب کر رہا ہے ناکو بابا' ناکو بابا۔ یہ ہے۔" یہ کمہ کراس نے اجانک تی جادّل- میں تھوڑے فاصلے پر ایک پھر پر جاگر بیٹھ گیا۔ بدن میں شدید سنناہٹ ہو رہی ہو تھی۔ دفعتاً ہی ججھے ایک ہلی می سرسراہٹ کا احساس ہوا۔ یوں لگا جیسے ہوا چل رہی ہو لیکن یہ ہوا جم کو شمیں لگ رہی ہی ۔ سنستاہٹ اور ہلکا ہلکا شور اس کے علاوہ اور پچھ شمیں تھا۔ یہ سرسراہٹ برحتی چلی گئ اور پچر میں نے ان لاشوں کے جسموں پر پڑی چادروں کو اڑتے ہوئے دیکھا۔ شدید چرت کی بات یہ تھی کہ اگر ہوا چل بھی رہی تھی تو صرف انہی لاشوں کو لگ رہی تھی۔ میں ان سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا لیکن ہوا کا کوئی احساس میرے جسم یا لباس پر نہیں تھا۔ یہاں تک کہ تیز ہوا سے لاشیں چادروں سے احساس میرے جسم یا لباس پر نہیں تھا۔ یہاں تک کہ تیز ہوا سے لاشیں کھل گئی تھیں اور احساس میرے جسم یا لباس پر نہیں تھا۔ یہاں تک کہ تیز ہوا ہے لاشیں کھل گئی تھیں اور احساس میرے دیکھا۔ وہ سب اٹھ کر بیٹھ یہ ہوگ دیکھا۔ وہ سب اٹھ کر بیٹھ اس اصافہ ہوگیا۔ جب اچانک ہی میں نے انہیں اٹھ کر بیٹھے ہوئ دیکھا۔ وہ سب اٹھ کر بیٹھ سے اور ان کی نگاہیں بھے پر مرکوز تھیں۔ آنکھیں کھل گئی تھیں لیکن سرخ شعلوں کی اضافہ ہوگیا۔ جب اچانک ہی میں ان کے چرے انتہائی بھیانک ہو رہے تھے۔ ناگو کا چرہ بھی اس طرح د بھی تھے۔ ناگو کا چرہ بھی اس طرح د بھی تھی تھی تھی تھی گئی تھیں گئی تھیں گئی تھی لیکن سرخ شعلوں کی علی تھی تھی تھی۔ ختلف نہیں تھا۔ پھرناگو کی بھیاری آواندا بھری۔

"اور تونے وی گیا جس کے لئے بھے منع کیا گیا تھا۔ ختم کر دیانا تونے ہمیں۔ کہا تھانا میں نے بھے سے کہ ہم سب بھسم ہوجا کیں گے۔ تیرا کچھ نہیں بگڑا کیونکہ تو وہ نہیں ہو ہم ہیں۔ فران کے تھی اور یکی تیری چالا کی تھی۔ کوں کی طرح رگڑ تا ہوا آیا تھا۔ میں نے بھی جو مقام دیا تھا وہ کتنا بڑا تھا۔ کیا نہیں دیا تھیے؟ پورٹی جیسی سیوک ال گئ جس نے بھی سنسار کی ہر خوشی دے دی۔ پر سسرے بدنھیب ہی تھا۔ برے کرموں والا 'برے عمل والا اور وہی کیا تو نے جو تھیے کرنا چاہئے تھا لیکن 'یہ نہیں سوچا کہ تیرے ساتھ کیا ہوگا۔ اب بول۔ کیا کریں ہم تیرا؟" وہ سب اپنی جگہ سے اٹھ کر سوچا کہ تیرے ساتھ کیا ہوگا۔ اب بول۔ کیا کریں ہم تیرا؟" وہ سب اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ میں جیرائی سے ناگو کی صورت دیکھ رہا تھا پھر میں نے کہا۔

"مگریس صرف بید جاننا جاہتا ہوں ناگو بلا کہ آخریں نے کیا کیا ہے؟ وہ کون کی ایسی بات ہوئی ہے جس نے تہمیں مجھ سے اس قدر مخرف کر دیا ہے۔ میں تو خود مشکل میں مجسس گیا تھا پورٹی نے میرا کوئی ساتھ نہیں دیا تھا۔"

"مهاویر تا ہے ناتو شیطان کا خاص شاگر ہے۔ کالی دیوی کا بھائی ہے۔ ایسی ہی بات ہے تا۔ اتنا مهان کیوں سمجھ لیا تونے خود کو کہ سب سے جھڑا مول لیتا پھرے۔ سسرے رہا نا کنویں کا مینڈک سنسار تیرے سامنے بچھا دیا تھا ہم نے۔ ایک سے ایک حسین ناری تیری

ہے۔ طبیعت اندر سے الٹی الٹی می ہو رہی تھی۔ میں بہت در تک اس طرح سوچ میں ڈویا دہا چر وین میں بہت سے احساسات پیدا ہو گئے۔ نہ جانے کب کب کی باتیں یاد آنے للين- يورنى سے رابط حم مونے كا مطلب ب كه اب انتالى خوفاك مصيبتوں كا دور شروع ہوگیا۔ اب تو ایسا کوئی سمارا بھی نہیں رہا تھا۔ پھراپنا وہ کھریاد آیا جو پورٹی کی وجہ ے مجھے ملا تھا۔ بینکوں میں میری الچھی خاصی رقم بھی موجود تھی۔ چلو اور کچھ تنمیں تو کم الا كم كمرك ايك كوشے ميں بين كر زندگى كزارنے كى كوشش كى جائے۔ كوئى سجح فيصله كرنا تو برا مشكل ب- جمال تك نيل كنول كا تعلق تفا تو يحى بات بير ب كه بير بهى ميرك لئے ایک صبرے مسلے کی حیثیت رکھنا تھا۔ یہ بدنھیب زندگی دیے تی کون عی کم مشکلات كا شكار تهى كدايك اور مشكل ميرے وجودے آكر چمت كى تھى يعنى نيل كنول! ول ميں اے آپ کو سمجھایا کہ بابر علی! سب چھ بیار ہے۔ ایک سادہ اور عام ی زندگی گزارو۔ مواؤل میں اڑنے کی کوشش او بت كريك مو- برے نشيب و فراز ديكي كئے ہيں- ان بدروحوں سے نیج جاؤ تو بہت بری بات ہے ورنہ وہ مجمی ایک مئلہ بن جائے گا۔ گوشہ نشینی افتیار کرد اور اگر ساتھ دے تو کسی عام یا سادہ می اڑک سے نکاح کرکے عام زندگی گزارنے کی کو مشش کرو۔ میں تہمارے گئے زیادہ موزوں ہے۔ اپنے آپ کو جن مواؤں میں اڑانے کی کوشش کی تھی تم نے وہ ہوائیں تو فتم ہو چکی ہیں۔ بسرحال یمال سے جانے کا فیصلہ کرلیا اور چلتے ہوئے آخری بار جھیل کا تھوڑا سا پانی پینے کے لئے دونوں ہاتھ پانی میں وال ديئ ليكن جو بچھ ديكھا اے وكي كر طلق ے ايك دہاڑى نكل كئ- ہاتھوں ے يائى کر پڑا۔ میرا چرہ انتائی بھیانک ہوگیا تھا۔ ہونٹ ضرورت سے زیادہ موٹے۔ آنکھیں گانوں پر مجیل کی تھیں۔ پھٹی بھٹی اور جھیانک آئھیں۔ رنگ کالے کوے کی طرح ساہ كيا يديس بى مول- آه- كيابيديس بى مول- يس في ايك بار پير جيل ك يانى من ابنا چرہ دیکھا اور عم سے سی بڑا۔

 منہ سائے کرکے بچھ پر تھوک دیا۔ میرے چرے پر 'جہم پر بہت ی چینیٹی پڑی تھیں ایک ضدا کی بناہ! یہ تھوک تھایا تیزاب۔ پورے بدن میں ایک سننی اور جلن پیدا ہوئی کہ شدتِ اکلیف سے آ تکھیں بند ہو گئیں۔ میں بھٹکل تمام اپنے طق سے آنگھیں بند ہو گئیں۔ میں بھٹکل تمام اپنے طق سے آنگھ والی دہاڑوں کو روک سکا تھا لیکن جلدی جلدی اپنے لباس کی آسین سے اپنا چرہ اور جم کے وہ جھے ماف کر رہا تھا جو کھلے ہوئے تھے۔ شدید جلن کے اصاس نے مجھے ہوش وجواس سے بیگانہ کر دیا تھا۔ آئھیں کھول کر ناگو کو دیکھا تو ایک دم پحر جران رہ گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا بلکہ وہ گھنڈر ہی نہیں تھا۔ ایک بھی فرد نہیں تھا۔ آہ ...... یہ کیا ہوگیا ہو شار ایک بھی فرد نہیں تھا۔ آہ ...... یہ کیا ہوگیا۔ یہ کیا ہوگیا اب کیا کرنا چاہے۔ میں تو بالکل کھلی جگہ ای ویرائے میں گھڑا ہوا تھا۔ دفعتاً ہی میں نے شدید کیا کرنا چاہے۔ میں تو بالکل کھلی جگہ ای ویرائے میں گھڑا ہوا تھا۔ دفعتاً ہی میں نے شدید کیا کہا گیا۔ حلق تکلیف سے نڈھال ہو کر چھلائگ لگادی اور پھرنہ جانے کتنی دور تک دور تک دور آ چلا گیا۔ حلق تکیف سے دھاڑیں نکل رہی تھیں اور دل چاہ رہا تھا کہ پورے بدن کی کھال ایار کر پھینک

کراہتا ہوا باہر اکلا اور شھنڈی ذہن پر جھیل کے کنارے لیٹ گیا۔ چھوٹی چھوٹی گھاس آگ ہوئی تھی۔ گھاس پر لیٹ کر جھے یہ احساس ہوا کہ جلن میں اب کی حد تک کی پیدا ہوتی جارہی ہے لیکن یہ جو پھھ ہوا ہے انتمائی ہولناک ہے۔ پہلے تو اپنی مشکلات میں پورٹی کا سمارا حاصل ہو تا تھا۔ اب کوئی سمارا نہیں ہے۔ پھھ بھی نہیں ہے۔ میں اپنے احساسات کو آزمارہا تھا۔ جلن آہستہ ختم ہوگئی تھی اور بدن میں وہ تکلیف باتی نہیں رہی تھی جس نے ہوش وجواس چھین گئے تھے۔ ایک جیب ی بے ابی کا احساس دل و دماغ پر طاری تھا۔ میں اس طرح آئیس بند کے لیٹا رہا اور پھر بہت دیر گزر گئی تو اٹھ کر دماغ پر طاری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوگیا ہے اور کیوں میری یہ کیفیت ہو رہی بیٹھ گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوگیا ہے اور کیوں میری یہ کیفیت ہو رہی

تنصے لیکن آج...... آج کی کیفیت بالکل مختلف ہوگئ تھی۔ بہت بری حالت ہوئی ہی میری۔ بہت ہی بری حالت ہوئی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اشا اور دوڑ ما ہوانہ جانے کہاں ے کمال چینے گیا۔ بس ول میہ چاہ رہا تھا کہ کمیں سمی گڑھے میں پاؤل پڑے اور وال زندگی کا اختام ہوجائے۔ نہ جانے کب تک بھاگنا رہا۔ پھر جب بدن محمکن سے مذاسال ہو گیا تو جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا۔ آئیس بند ہو گئیں۔ اے نیند نہیں بلکہ عشی یا بے ہوشی آما جاسكتا تقديس ب موشى كے عالم من وہيں پرا رہا اور وقت كرر تا رہد پھرند جانے كب موش آیا تو گزرے موئے واقعات یاد آنے لگے۔ اپ ہاتھوں پر نگاہ ڈالی۔ گرے سیاہ ہاتھ ہو رہے تھے۔ چرو دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ دیکھ بھی نہیں سکتا تھا یہ بھیانک چروا ال میں فیصلہ کیا کہ نمیں زندہ رہنے کا کوئی تصور نمیں کیا جاسکتا۔ اصولی طور پر اب مجھ خود کشی کرلینی چاہئے۔ نیل کنول کی محبت کا دم بحروں گا۔ نیل کنول بھی اگر مجھے اس حالت میں دیکھ لے گی تو تھو کنا بھی پند نہیں کرے گا۔ ایے کی شخص کو بھلا زندگی ہے كيا دلچيى موسكتى بإ آئكسين كحول كر جارون طرف ديكما اوريد ديكه كر جران رو كياكد جار پائج افراد ميرے سامنے بيٹے ہوئے ہيں۔ ان ميں دو عور تي تحيس اور تين جار مرد تے اور وہ سب کے سب عقیدت سے نگاہیں جھکائے بیٹے ہوئے تھے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا لیکن مجھے آ تکھیں کھولے و کمچھ کران میں سے ایک شخص اٹھا اور دونوں ہاتھ بالدع ہوئے میرے زویک بیج گیا۔

"بالاصاحب! بواستم رسيده مول- رحم فرمائي- ميرك لئے كھ كر ويجك آپ كا بڑا احمان مانوں گا۔ " میں نے جرانی سے اس کی صورت دیکھی اور کہا۔ "كياكمنا چاج مو؟كيابات ٢؟"

"بالإصاحب! كاروباريس كمانات كمانا مورباب- لاكفول رويب منى من لل چكاب-اب تو نوبت فاقول تک پہنچ گئی ہے۔ باباصاحب! کچھ عنایت فرماد بجے۔ آپ کی بری مرمانی

وكيا باتي كرتے ہو؟ يس كوئى بابا صاحب وابا صاحب شيس ہوں۔ تم سے كس نے

"نيس بإصاحب! بم برى آس كرآب كياس آئ بي-" "ارے بابلا جاؤ اپنا کام کرد۔ میں خود مصیبت زدہ ہوں۔" "آپ مھیمتیں دور کرنے والول میں سے ہیں۔ ہمیں کچھ دے دیجئے۔" وہ اس

ا الرع يجيد إلا كديس مجور موكيا- برابريس كهاس أكى موكى تقى- يس في معمى بحر الاس پکڑی اور کہا۔

"لو ..... بیر لے جاؤ۔ اس کے علاوہ میرے پاس اور پچھے نہیں ہے۔" یہ بات میں ا بعلاجث کے عالم میں کمی تھی کیکن اس نے بردی عقیدت سے دونوں ہاتھ پھیلا دیا۔ ا عرے لوگ بھی ای مشکل کا شکار تھے۔ کسی کی کوئی داستان تھی کسی کی کوئی داستان۔ ا ہے آپ یہ ہمی آنے گئی۔ کیا تماشا بن کر رہ گیا ہوں میں ملین بسرطال تقدیر جو کچھ ا اللهائے وہ كم ہے۔ چنانچہ ميں نے الني سيدهي حركتيں كيس اور اس كے بعد جب وہ ے چلے گئے تو قرب وجوار کے ماحول کو دیکھا۔ ایک عجیب سی جگہ تھی۔ بھی کسی زمانے الله عمار تيس بن مول كى ليكن اب چھوٹے چھوٹے كھنڈرات جارول طرف بكھرے الم آرب سے اور یہ جگہ جمال میں موجود تھا ایک عجیب ی جگه تھی۔ یمال ایک ثوثا ہوا اللبدية ابوا تفا اور ديواريس مي كھڙي ہوئي تھيں۔ اتفاقيہ طور بر ہي بين يهال آگيا تھا ليكن و جلہ عجیب وغریب بن کر رہ کئی تھی۔ البتہ یمال تھوڑا بہت وقت گزارنے کے لئے جگہ

یں نے دل میں سوچا کہ کیوں نہ میس وقت گزاری کی جائے۔ اب شکل اتنی امیانک ہوچکی تھی کہ شری آبادی تک پنچنا بت ہی مشکل تھا۔ لوگ دہشت زوہ اوبات- پد نمیں یہ کیے لوگ سے جو مجھ ے دعا تعوید کرانے آگئے سے۔ موسکتا ہے میری شکل اور میرے انداز نے ہی انہیں اس پر آمادہ کیا ہو۔ بسرطال خوب ہوا ہے ب ب کچھ میرے ساتھ' کیکن اس میں میرا اپنا قصور کمال کمال تک ہے۔ ذرا اس بات پر ا الور كرنا تفا اور انسان اكر الي آب ير غور كرك تو حقيقاً بهت سے راز اس ير خود بخود منكشف ہوجاتے ہیں۔ میں نے اپنے ماضی پر نگاہ ڈالی تو بہت سے انو کھے تھے میرے سامنے الك - أ تحمول سے أنسول روال موكة اور بيل افي جك سے المح كروبال سے چل ديا-ابن کچھ تمبیل کما جاسکتا تھا کہ کیا گیا جائے۔ اس شکل و صورت کو دیکھ کروہ ایک آخری سارا بھی ذہن سے او جھل ہوگیا تھا۔ یعنی کنول! اس نے مجھ سے اظہار کیا تھا کہ وہ میری عانب متوجہ ہے کیکن اب اگر اس شکل میں دیکھے لیتی تو کیا وہ بھی دہشت ہے آنکھیں بند نه كركيتي- بس أواره كردي ملنا عبنا علنا علت ربنا جهال جله ملتي وبال بينه جاتا- جو كهاني کو مل جاتا وہ کھالیتا۔ کئی جگہ لوگوں نے فقیر سمجھ کر کچھ کھانے بینے کی چزس مجھے دس تھیں اور میں نے خوشی سے انہیں قبول کر لیا تھا۔ اپنی حرکتوں کے جو میتیج فکل سکتے تھے۔

"فیصلہ ہی تو سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ کوئی تھیجے فیصلہ زندگی میں بہت برا مقام
رکھتا ہے۔ فیصلہ غلط ہوگیا تو سمجھو سب کچھ غلط۔ اب تو تونے دہمن بنا گئے ہیں۔ بہت
سے دہمن ہیں تیرے۔ تو سمجھتا ہے گئے وہمن ہیں۔ تیرہ دہمن ہیں تیرہ۔ اور سب کے
سب روحوں کی شکل میں برترین قوتوں کے مالک مقابلہ ہے تیرا ان سے سوج لے جو
اپنے اوپر مسلط کیا ہے۔ وہی قائم رہے گا۔ اپنا بویا تو کائنا ہی پڑتا ہے۔ کیا کیا جاسکتا ہے
تیرے گئے کیا کرسکتے ہیں۔ جو کرچکا ہے اس کا کفارہ ادا کر۔ نہ درولیش ہے۔ نہ ولی ہے
بلکہ شیطان کی قربتوں میں رہا ہے۔ برائیاں کی ہیں تونے۔ اب ان برائیوں کا ازالہ کر کیے
کرسکتا ہے یہ خود جانے ' بھلا کسی اور کا کام کماں سے آیا۔ جا دکھے دنیا کی وسعتیں کشادہ
ہیں۔ یہ لے ہاتھ کچسلا۔ " بزرگ نے اپنی مشی بحر کر سامنے کی۔ الفاظ سمجھ میں آرہے
ہیں۔ یہ لے ہاتھ کچسلاء کا وازیں گوئی رہی تھیں۔ میں نے اپنا پھیلا ہوا ہاتھ سامنے کر
دیا تو بزرگ نے کوئی چیز میرے اس پھیلے ہوئے ہاتھ پر کھول دی۔ پچھ بھی نہیں تھا۔ کوئی
دیا تو بزرگ نے کوئی چیز میرے اس پھیلے ہوئے ہاتھ پر کھول دی۔ پچھ بھی نہیں تھا۔ کوئی

اب وہ میرے سامنے آرہے ہے۔ نہ جائے کیوں زندگی اس قدر پڑ سکون لگ رہی تھی۔
میں نے غور بھی نہیں کیا تھا کہ کون کی جگہ ہے اور قرب وجوار میں کیا گیا کچھ ہے۔ بس
دل و دماغ کی ایسی کیفیت رہتی تھی اور نگاہیں بھی اٹھا کر اوھر دیکھنے لگا۔ لوگ آجا رہے
ہیں۔ نہیں جگہ لوگ کھڑے ہوئے ہاتھ اٹھائے پچھ کر رہے تھے۔ میں نے غور کیا تو
اندازہ ہوا کہ وہ فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔ پھول چڑھا رہے ہیں۔ تب میں نے جران
نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور اس کے بعد میری روح تک ارزگئے۔ یہ جگہ ئید جگہ میرے
خود بیٹھا ہوا تھا دہاں دیکھا اور اس کے بعد میری روح تک ارزگئی۔ یہ جگہ ئید جگہ میرے
لئے اجبی نہیں تھی۔ مال کی موت کے بعد میں بہت تی باریہاں آیا تھا۔ فاتحہ خوانی کی
تھی۔ بیرر سنگ مرم کا ایک کہتہ لگوایا تھا جس پر میری مال کی تاریخ وفات اور ان کا نام
لئے اجبی نہیں تھی۔ میں جس قبر کے باس بیٹھا تھا۔ وہ میری مال کی قبری تھی۔ میرا دل
لگھا ہوا تھا۔ اس وقت میں جس قبر کے باس بیٹھا تھا۔ وہ میری مال کی قبری تھی۔ میرا دل
لگھا ہوا تھا۔ اس وقت میں جس قبر کے باس بیٹھا تھا۔ وہ میری مال کی قبری تھی۔ میرا دل
لگھا ہوا تھا۔ اس وقت میں دہشت کی جھر جھری دوڑ گئی۔ سارا وجود تھر تھر کم کانینے لگا۔
لرزگیا۔ پورے بدن میں دہشت کی جھر جھری دوڑ گئی۔ سارا وجود تھر تھی کا نینے لگا۔
لگھوں میں نمی کا احساس ہوا اور اس کے بعد میرے طبق سے بے اختیار چینیں نگلئے
لگس۔ میں اپنی مال کی قبرے لیٹ گیااور مٹی سے اپنا چرہ رگڑ نے لگا۔

"میں نمیں آیا۔ میں نمیں آیا ماں! تم نے مجھے بلایا ہے۔ تم نے مجھے بلایا ہے جل خود نمیں آیا۔ میں.....میں تو وہ نافرمان میٹا ہوں جو تم سے بہت دور چلا گیا تھا۔ بہت دور چلا گیا تھا۔" تمجھی میرے کانوں میں ایک آواز ابحری۔

"نہیں میں نہیں مانتی یہ قل کی کیرے۔ آو۔ میں تو بالکل نہیں مانتی۔ کیریں جھوٹی موتی میں مجر تیری کیری بتاتی میں کہ تو قل کرے گا۔ قل کرے گا تُو۔" میں نے یہ آواز نی اور روتے ہوئے کما۔

"بال- كيرول كويش بهى نبيل مانا- كرتم في جو كما تفاوه م كالكا- يس قاتل بى منيل يس توبيت بدكار بول مال- بهت بى بدكار بول-"

"اور وہ جنہوں نے مجھے زندگی ہے محروم کیا' اور خود پھلتے پھولتے رہے۔ وہ آج بھی کھل پھول رہے ہیں سب کچھ بھول گیا تو۔ کیونکہ تجھے جو عیش وعشرت ملی تھی۔ جو آسائش تجھے ملی تھی اس کے بعد بھلا ہم لوگوں کی یاد کیا معنی رکھتی ہے۔ بھلا دیا نا سب کچھ ٹونے' قوتمں حاصل کیں۔ سب کچھ کیا تونے' لیکن ہمیں بھول گیا تو۔ یہ تو اچھی بات نند

"بال- میں بھول کیا تھا تہیں۔ واقعی میں تہیں بھول کیا تھا۔ آہ..... بدی

تك مجھے ديكھا پھريولے۔

"وقت تجمیح خود بتائے گا کہ تیرے آگے کے اقدامات کیا ہوں گے۔ بس یوں سمجھ کے جو چھے کیا ہے اس کا کفارہ ادا کرنا ہے اور جس وقت تیرے گناہوں کی معیاد پوری ہوجائے گا اپنا کیا خود بھکت لے گا تو زندگی میں سادگی کا آعاز ہوجائے گا۔ ورنہ زیج سے راستہ کاٹا تو سمجھ لے پچھے نمیں ملے گا۔ انقاق کی بات ہے نصیب تھے تیرے کہ سمجع جگہ آگیا۔ مال کی آغوش سے زیادہ اور کوئی جگہ نمیں ہو سکتی۔ یا تو مال کی آغوش یا پچر جنت اگیا۔ مال کی آغوش سے نیادہ اور کوئی جگہ نمیں ہو سکتی۔ یا تو مال کی آغوش یا پچر جنت اگر پچھے مل سکتا ہے۔ کمیں اور سے انتا پانے کا تصور بھی نمیں کیا جاسکتا۔ نقد یر تجھے اس جنت تک لے آئی اور ایک دن تیرا مستقبل سنوار گئی۔ ورنہ بدنما زندگی کے علاوہ اور پچھے نمیں تھا تیری زندگی میں۔ جاخلق خدا کی بھلائی کے لئے عمل کر۔ یہ تیرا کفارہ ہوگا۔ برائی چھوڑ دے۔ برائیوں سے زندگی کے ایک جھلائی کے لئے عمل کر۔

سے کہہ کروہ سفید لباس والے بزرگ آگے بوسے اور میری نگاہیں ان کا تعاقب کرنے لگیں۔ بائج قدم 'صرف بائج قدم طے کئے تھے انہوں نے اور اس کے بعد ان کے وجود کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ میں ایک بار پھر بلک بلک کر رو پڑا۔ حقیقت ہے ہے ہیں بزرگ نے جو کچھ کما تھا ان الفاظ نے میرے دل میں سورائ کر دیا تھا۔ واقعی ماں گی آخوش دنیا کی جنت ہوتی ہے اور انسان اگر اس جنت تک سمجے انداز میں پہنچ جائے تو پھر بھلا اے اور چیز کی کیا ضرورت باتی رہ عتی ہے۔ آسمیس آنوؤں سے تر ہوگئ تھیں۔ بھلا اے اور چیز کی کیا ضرورت باتی رہ عتی ہے۔ آسمیس آنوؤں سے تر ہوگئ تھیں۔ دل پر شدید بوجھ طاری تھا۔ سارا ماحول دھندلا گیا تھا۔ بہت دیر تک آسمیوں سے آنو میں بہتے رہے۔ لاتعداد خیالات دل میں آرہے تھے۔ ماں کو تو بالکل بھول نی گیا تھا۔ کمال کیا ماحول تھا بزرگان جو ان تھی برام کی تھے۔ ان کی سے میں خود بھی ان میں برابر کا حصہ لیا ماحول سے بھٹا کہ کھی یاد تی نہ رہا۔ دل جاہا کہ ان کی ترام خود بھی یاد تی نہ رہا۔ دل جاہا کہ ان کرنا تھا۔ میری ماں کو گاڑی کے برزگان سے شکایت کروں کہ حضرت ہر کام خود بخود نمیس ہوجاتا۔ میری ماں کو گاڑی کے برزگان سے شکایت کروں کہ حضرت ہر کام خود بخود نمیس ہوجاتا۔ میری ماں کو گاڑی کے برزگان سے شکایت کروں کہ حضرت ہر کام خود بخود نمیس ہوجاتا۔ میری ماں کو گاڑی کے بیا کہا کہ ان میں شد سے کھی برداشت کر لیتا۔ آپ خود سوچئے کیل کر مار دیا گیا تھا اور میں خاموش سے سب کھی برداشت کر لیتا۔ آپ خود سوچئ الیا کسے ممکن تھا۔ یہ سب بچھ اتی آسانی سے تو نمیس ہوجاتا۔ یہ سوچ دل میں شدت اختیار کرگئی۔

برطال سارے شکوے شکایات بے کار تھے۔ دل تو بینکروں یار بھر کر آتا ہے لیکن دلدار کیا ماتا ہے؟ زخم لگتے رہتے ہیں۔ مرہم نہیں ماتا۔ پت نہیں یہ زخم کیوں لگتے ہیں۔

نیل کنول ایک و کھ بھری یاد بن گئ تھی۔ بھلا ایسا ہوتا ہے دنیا والوں کے ساتھ۔ پورٹی نے استے سارے عیش کرائے تھے لیکن اس کے بعد کیا ہوا۔ وحمن پال لئے باتی کچھ نہ ہوسکا آنکھیں کھول کر ان بزرگ کو دیکھا۔ لیکن کون بزرگ کیسا بزرگ۔ ہوسکتا ہے ہیہ بھی اپنا تصور بی ہو۔ مال کی قبر البتہ بالکل قریب تھی۔ ایک ٹھنڈی سانس لے کر اس جگنہ سے اٹھ گیا۔ مٹی کے اس ڈھیر بر اپنے احساسات کو جہال تک چاہو پہنچا دو۔ ہال بس وہ ٹھنڈک انجھی موجود تھی جو کہیں اور نہیں تھی۔ ایک سرد آہ بھر کر وہاں سے چل پڑا۔ ساری باتیں اپنی جگہ لیکن ایک تھی اور میں ایک دم سے سنجل آبی جگہ لیکن ایک تھی تھی اور میں ایک دم سے سنجل گیا تھا۔ مال کی موت کے بعد بی تو بیہ سب پچھ ہوا تھا۔ ان صاحبِ اقدار لوگوں نے مجھے جیل تک بات کے طاف زبان نہ کھول سکوں۔ چلو ٹھیک ہے شیخا کیا تھا۔ مال کی موت کے بعد بی تو بیہ سب پچھ ہوا تھا۔ ان صاحبِ اقدار لوگوں نے مجھے جیل تک پہنچا دیا تھا تا کہ میں ان کے طاف زبان نہ کھول سکوں۔ چلو ٹھیک ہے نے دیکھا جائے گا جو پچھے بھی ہوگا۔

بہت فاصلہ طے کر لیا تھا۔ اس آبادی سے نکل گیا اور رائے عبور کرتا ہوا ایک اور آبادی تک پہنچ گیا۔ طیبہ ٹھیک کرنے والا کون تھا جو حلیہ ٹھیک ہوتا۔ شیو بڑھ کر واڑھی کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ لیاس مٹی سے اٹ گیا تھا۔ رستوں کا سز 'پیند 'گرد مٹی ' ایک بحد بھی شکل اختیار کر گیا تھا۔ لیاس مٹی سے اٹ گیا تھا۔ رستوں کا سز 'پیند 'گرد مٹی ' ایک بحد بھی افاد ہو کہ نشانات نظر آئے تو ایک درخت ہی پناہ گاہ ٹابت ہوا۔ درخت کے بجب اس آبادی کے نشانات نظر آئے تو ایک درخت ہی پناہ گاہ ٹابت ہوا۔ درخت کے نیا گاہ وار قدرت کے بنائے ہوئے ان مکانات پر غور کرنے لگا جن پر کسی کی اجارہ اور کی اور کس کی اور انہیں اپنی ملکیت قرار دیتے ہیں لیکن ابھی قدرت کے درخت بھی گیا اور دیتے ہیں لیکن ابھی قدرت کے درخت بھی گیا اور انہیں اپنی ملکیت قرار دیتے ہیں لیکن ابھی قدرت کے بنائے ہوئے ایسا لیٹا کہ پھر کے بنائے ہوئے ایسا لیٹا کہ پھر اٹھا تی ہوئے ایسا لیٹا کہ پھر آگئ اور پھر نہ جائے کتنا وقت گزرا تھا کہ پچھ آوازیں آس پاس سے اٹھا تی نہ گیا۔ نیند آگئ اور پھر نہ جائے کو کانا وقت گزرا تھا کہ پچھ آوازیں آس پاس سے سائی دیں۔ کسی نے سازا دے کرا شماتے ہوئے کہا۔

"میاں صاحب! اٹھنے' لیجئے میہ دودھ پی لیجئے ایک گلاس۔" کچھ عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔ منہ کا مزا بے بناہ خراب تھا۔ شدت کی بھوک لگ رہی تھی۔ میں نے دودھ کا گلاس ہاتھ میں لیا تو ایک اور آواز نے کہا۔

''یہ گولیاں بھی کھا لیجئے اس کے بعد دودھ فی لیجئے۔'' میں نے آئیسیں پھاڑ دیں اور حیرت سے اس کے بوھے ہوئے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ ''کیسی گولیاں ہیں؟'' ہے کی بے شار اشیاء بھی نذر نیاز چڑھاوے۔

کوئی دس دن ہوئے مجھے یہاں آئے ہوئے۔ بخار وغیرہ انزگیا تو محسن بھی دور اولی محلی دیں ان دس دنوں میں یہ کایا بلٹ ہوئی تھی وہ دیکھنے کے قابل تھی۔ ایک طرح کے لاگوں نے مجھے پو جنا شروع کر دیا تھا۔ بہت ہی اشیاء جمع ہوگئی تھیں۔ کپڑے ' بھیے اور یہ جانے کیا کیا۔ کئی ایسے مستقل عقیدت مند تھے جنہوں نے میرے ساتھ تی ڈیرے ڈال کے تھے۔ قانوں سے ایک ہا قاعدہ رہائش گاہ بنا دی گئی تھی اور عقیدت کے اظہار کے طور پر لوگ کچھ نہ کچھ کرتے ہی جارہ تھے۔ ادھر یہ خریں بھی مل رہی تھیں کہ عقیدت پر لوگ کچھ نہ کچھ کرتے ہی جارہ تھے۔ ادھر یہ خریں بھی مل رہی تھیں کہ عقیدت مندوں اور ضرورت مندوں کو میری دعاؤں سے فائدے بھی حاصل ہوئے تھے۔ یہ خدا کی مندوں اور ضرورت مندوں کو میری دعاؤں سے فائدے بھی حاصل ہوئے تھے۔ یہ خدا کی دین تھی۔ کرنے والی ای کی ذات ہوتی ہے۔ وسیلہ کی کو بنا دیتا ہے وہ اور اسے جے وہ عزت دیتا چاہتا ہے۔ میں اپنے آپ کو کوئی ولی یا درویش نہیں کہلوانا چاہتا لیکن بس لوگ سے کہ تجھے نہ جانے کیا ہے کیا بنانے کے لئے تار تھے۔

دو افراد خاص طور سے میرے پاس رہا کرتے تھے۔ اس میں سے ایک کا نام فضل اور دوسرے کا کریم تھا۔ دونوں بے کار لوگ تھے۔ بس ادھرادھرے مانگ تانگ کر کھالیا كرتے تھے۔ يمال انہيں يه موقع ملاتو انهول في اين رويون كا بندوبست كر ليا حالانك اس کے بارے میں مجھ سے یو چھا بھی نہیں تھا لیکن میں نے بھی انہیں منع بھی نہیں کیا الله كلات علي ين كو اشياء آتين وه اي بنع كرتي- نذر على اور چرهاوے بھى الني كى تحویل میں رہا کرتے تھے۔ میری بدی خدمت کرتے تھے۔ ایک دن دونول میرے یاس بی ہوئے باتیں کررہ سے منے بستی کے بارے میں انہوں نے لاتعداد کمانیاں سادیں تھیں اور میں نے نہتی نہ دیکھ کر بھی اس کے بارے میں بہت کچھ جان لیا تھا۔ البتہ ایک رات میں نے جب یہ بات سوچی کہ بستی کے لوگوں کو میری وجہ سے فائدہ کیوں حاصل ہو رہا ہے تو مجھے ایک خیال آیا۔ سفید لباس والے برارگ نے اس دن میری منھی میں اپنا باتھ ویا تھا اور اس طرح مٹی کھول وی تھی جے کچھ دے رہے ہوں۔ حالا تک مجھے کچھ نظر منیں آیا تھا۔ کمیں یہ وہی دین تو منیں تھی جو لوگوں کے کام آربی تھی۔ اگر ایک بات تھی تو بت اچھی بات ہے۔ میراکیا جارہا ہے لیکن جو تفیحتیں انہوں نے کی تھیں ابھی وہ مكمل طور ير مجھ ير مسلط تھيں اور ميں يہ سوچ رہا تھا كہ يہ جو كچھ لوگ مجھے دے رہے ہيں يہ ايتا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ کچھے نہ پچھے کرنا جائے۔ یورنی کے ذریعے تو مجھے جو پچھے حاصل ہوا تھا وہ اب بھی محفوظ تھا اور اگر میں اے حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو ناکای کا سوال ہی " حکیم صاحب نے دی ہیں۔ آپ کو بخار چڑھا ہوا ہے۔ لیجئے یہ گولیاں کھا کر دودھ کا گلاس کی لیجئے۔ "اس نے کہا۔ اندر کا احساس کیا تو پہنہ چلا کہ واقعی بخار چڑھا ہوا ہے اور سخت کروری ہے۔ بسرطال میہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ شدید شخص سے ایسا ہو سکتا ہے لیکن لوگ خاصے بمدرد ہیں۔ کسی نے جمجھے یہاں دیکھا ہوگا۔ چھو کر دیکھا ہوگا تو بخار لگا ہوگا۔ بسرطال اس کے بعد کھانا وغیرہ بھی مل گیا۔ درخت وہی تھا لیکن دوپسر کو ایک دلچہپ بات ہوئی۔ ایک عورت اپنے بچے کولے کر آئی اور ہاتھ جو از کر بولی۔

"اس پر دعا کر دیجئے۔ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ سو کھ کر کانٹا ہوا جارہا ہے۔ آپ کی دعا ہوئی تو تھیک ہوجائے گا۔" مجھے بنسی آتے آتے رہ گئی۔ ایک شیطان صفت انسان سے یہ عورت دعا کی فرمائش کر رہی تھی۔ بہرحال اس کی تسلی کے لئے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیا' اور یمی خضب ہوگیا۔ عورت تھوڑی دیر کے بعد چلی گئی تھی لیکن دو سرے دن سے حاجت مندول کا وہ حملہ ہوا کہ سمجھلنا مشکل ہوگیا۔ پہتا یہ چلا کہ جب سے بچے کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ بچے کی حالت ہی بدل گئی تھی اور لوگوں میں یہ بات تھیل گئی تھی کہ ایک صاحب کرامت مخض بستی کے آخری گوشے پر آگر در خت کے بنچے آباد ہوا ہے۔

دل تو نہیں چاہتا تھا کہ ان اوگوں کو دھوکا دیا جائے لیکن امید بھری نگاہیں دیکھ کر سے
لفسور ول میں ضرور ابھرتا تھا کہ کاش! میں وہی ہوتا جو یہ لوگ سمجھ رہے ہیں اور میں
انہیں کچھ دے سکا۔ بمرحال وہی انسانیت اور ہمدردی پھرول میں ابھر آئی۔ جس نے بھھ
سے جو کچھ کما میں نے اس کے لئے دعاکی اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اب یہ کیا کما
جاسکتا تھا کہ قدرت جب مہان ہوتی ہے تو انسان کو سب پچھ مل جاتا ہے۔ دینے والی
خاسکتا تھا کہ قدرت جب مہان ہوتی ہے تو انسان کو سب پچھ مل جاتا ہے۔ دینے والی
خاس باری ہے۔ مال کی دعاؤں نے ایک بار پھر راستے بدل دیئے تھے۔ وشمنوں کا ایک پورا
گروہ تھا۔ منگلہ من تھا۔ ان سب سے بچت کم از کم میرے اپنے بس کی بات نہیں تھی۔
دل میں نیل کنول کا زخم تھا' لیکن ہے بات میں جانتا تھا کہ اب جو پچھ ہوچکا ہے اس کے بعد
شل کنول کا تصور بھی حافت ہی ہے۔

یہ ساری باتیں دل ودماغ میں آئی تھیں اور غم کا ایک عجیب سااحساس جھے پر طاری رہتا تھا۔ اوھر بستی والوں کا یہ عالم تھا کہ ان کا بس نہیں چاتا تھا ورنہ جھے بھی بادشاہ بنا ویتے۔ عقیدت مندوں نے نہ جانے کیا کیا انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے۔ ور فت کے اردگرد قناتیں لگا دی گئی تھیں۔ پانی کے ملکے رکھ دیئے گئے تھے۔ اور تو اور کسی ستم ظریف نے در خت پر سبز جھنڈا بھی باندھ دیا تھا اور میں باقاعدہ بزرگ بن گیا تھا۔ کھانے "طلبی ہوئی ہے۔ میرے پیچھے چلے آؤ۔" میں نے چونک کر إدهر أدهر دیکھا۔ اور کوئی تفائی نمیں یہاں جو یہ شبہ ہو تا کہ کوئی اس سے مخاطب ہوا ہے۔ "آپ نے جھے سے کچھ کما؟"

> "صرف اننا کہ میرے پیچھے چھے آؤ۔" آنے والے نے کہا۔ "لین کماں؟"

" پرانی مجد میں بلایا گیا ہے۔" اس نے کہا اور واپسی کے لئے مر گیا۔ نہ جانے کیوں مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے قدم خود بخود اس کے ساتھ ساتھ اٹھ گئے ہوں لیکن سب کچھے میرے لئے اجبی تھا۔ وہ چرہ بھی اور پرانی مجد کا نام بھی لیکن بسرحال میرے قدم اس کا تعاقب کررہے تھے۔ اس وقت میں پورے واثوق سے یہ کمہ سکتا تھا کہ یہ آگے بوطے ہوئے قدم میری مرضی کے تابع نہیں تھے۔ بس ایک پُراسرار قوت بھے آگے برطا رہی تھی لیکن میرے ہوش وحواس پوری طرح تائم تھے اور میں اپنی اس بجیب وغریب رہی تھی کیاں بجیب وغریب کیفیت کے بارے میں انجی طرح سوچ سکتا تھا۔

گافی طویل فاصلہ طے کیا جاچکا تھا۔ پھر دور سے مجھے ایک مدہم کی روشنی نظر آئی۔ میری رہبری کرنے والا کا رخ اس طرف تھا دیسے بھی جوں جوں روشنی قریب آرہی تھی مجھے سے معلوم ہو تا جارہا تھا کہ وہ کوئی مجد ہی ہے لیکن ...... باقی سب کیا ہے..... ایک پُرا سرار احساس سے دماغ پر چھا تا جارہا تھا۔

## \$=====\$

آخر کار میں معجد تک پہنچ گیا۔ رات کی تاریکی میں معجد کے بقید نقوش تو مجھے نظر شیں آرہے تھے۔ بہاں تک میری رہبری کرنے والا مجھے لے کر پہنچا تھا کوئی غالباً چے سیڑھیاں تھیں۔ ٹوٹی ہوئی اینئیں جن میں سے ایک سیڑھی پر میرا پاؤں بھیلتے بھیلتے بچااور میں تھوکر کھا کر اندر پہنچ گیا۔ اندر مہ ہی روشنی نظر آری تھی۔ بروے سے صحن سے گزرنے کے بعد وسیع والان میں پہنچا۔ ایک مجیب ہی شحنڈک رگ و بے میں دوڑ رہی سی سی سی ایک اور ایک بی بیا اور سی سی ایک اور ایک بھی ہیں ہیں ہوئے ہیں دوڑ رہی سی سی سی تی ہوئے کی تمام تر کارروائی ہی میرے لئے بہت سنسی خیز تھی کیونکہ ہر لی میں نے بی محسوس کیا تھا کہ یمال تک سینچنے میں میری اپنی قوت ارادی کا دخل نہیں ہے۔ میں نے بی بی نگاہوں سے میں نے بیٹی نگاہوں سے میں ایک تھی بیال تک تھی میں نے بیٹی بیٹی نگاہوں سے ایک تو تو اور بائیں بہت سے لوگ ایٹ قرب وجوار کا جائزہ لیا تو بیں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں بہت سے لوگ سفید لباس میں ماوس بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک تجیب می خوشبو فضا میں بکھری ہوئی تھی۔

نمیں پیدا ہوتا تھا۔ وہ سب اتنا تھا کہ اس بہتی میں بھی قیام کرتا تو یمال کارئیس آدمی بن سکتا تھا لیکن بات وہی تھی۔ برائیول نے بہت سے بروں کے درمیان پہنچا دیا تھا۔ نقدر لے اگر مید موقع فراہم کیا تھا تو ان برائیوں کو اپنائے رکھنا پر نصیبی ہی ہوتی۔ میں نے فضل اور کریم ہے کہا۔

"فضل اكريم! بيتى مين بت سے غريب غربا مول كے۔ ان كے لئے كوئى يكھ كرا)

و در این کرے گامیاں صاحب! وہ بے جارے خود ہی اپنے لئے جو کر لیتے ہیں وہ کر لیتے ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں یمال ان کے لئے ہفتے وار کنگر شروع کیا جائے۔ اتنی ساری چیزیں آگر جمع ہوجاتی ہیں۔ غریبوں کا حق غریبوں کو ملنا چاہئے۔"

"جيسا آپ پند كريل ميال صاحب! ويف أكر آپ كييل تو جم يه چين ان لوگول يل بانك آئيں-"

"و منیں 'ایسا کرو۔ باور چیوں کو بلا کر کھانا بکواؤ اور ایک دن یماں ان کے لئے مقرر کر دو۔"

کردو۔"

در تحکیک ہے۔" اور مجربیہ سب میری خواہش کے مطابق ہی ہوگیا۔ یمال با قاعدہ مجمع کیا گا تھا میں نے نہ صرف ان لوگوں کو کھانا کھلوایا بلکہ جو بھی چیزیں یمال آئی تحییں اور میرے لئے کے کار تحییں۔ وہ میں نے ان لوگوں میں تقشیم کرادیں۔ اس طرح میری عقیدت اور شہرت مزید بردھ گئے۔ جبکہ میں ان تمام چیزوں سے بھاگنا چاہتا تھا۔ کوئی ایک میں ہوچا تھا یمال۔ اتنا سکون اتنا آرام ملا تھا کہ کمیں جانے کے بارے میں نہیں سوچا تھا کیکن اس رات سرشام ہی کچھ بے جینی کی دل میں پیدا ہوگئ تھی۔ معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ بس دوران خون کی گزیز ہی معلوم ہوتی تھی۔ رات کو نمید نہیں آئی۔ گیارہ 'بارہ ' ایک نے گیا۔ آسان پر پورا چاند نکلا ہوا تھا۔ میں اپنی آرام گاہ سے باہر نکل آیا۔ تاحد نظر گمرا سکوت طاری تھا۔ کوئی انسان کمیں دور دور تک نظر نہیں آرہا تھا۔ آیا۔ تاحد نظر گمرا سکوت طاری تھا۔ کوئی انسان کمیں دور دور تک نظر نہیں آرہا تھا۔ میں برھتا ہوا نظر آیا اور میں رک کر اسے دیکھنے لگا۔ آنے والے کی رفار بہت جیز تھی۔ پچھ برے والا آدی تھا۔ اس نے آتے ہی کرخت بی کھوں کے بعد وہ میرے قریب پہنچ گیا۔ ساہ رنگ کے لباس میں ملبوس ایک کرخت بھرے والا آدی تھا۔ اس نے آتے ہی کرخت بھی کہا۔

می بعولوں گا۔ بہرحال زیادہ جذباتی شیں ہورہا۔ انہوں نے مجھے دیکھا پھر گردن ہلا کر ا

"المخبائش ہے۔ ابھی بہت مخبائش ہے۔ اس کی مکروہ فخصیت ابھی تک وہاں نہیں اللہ جہاں ہے والہی کا راستہ ممکن نہ ہو۔ ویسے بھی اچھی آپا کا بیٹا ہے اور اچھی آپا کو نظر الداز نہیں کیا جاسکتا۔ بیہ صرف تمہاری مروت ہے اچھی آپا کہ ہم سب یمال تمہارے لئے بعج ہوگئے ہیں۔ " میں بیہ سارے الفاظ سن رہا تھا۔ اب اس قدر ویر اور سخت مزاج کی نہیں تھا جو اس ماحول ہے خوفزدہ نہ ہوتا۔ پچھ سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا کہ بیہ سب مان لوگ ہیں۔ کون اچھی آپا اور کون باتی تمام افراد۔ پھر بزرگ نے کما۔

ان لوگ ہیں۔ کون اچھی آپا اور کون باتی تمام افراد۔ پھر بزرگ نے کما۔

"چلو۔ شروع کرو۔" پھرایک اور شخص کھڑا ہوگیا۔ اس نے کما۔

"ال " بيني بت اچها وقت گزار رہے تھے كد انتهى آپائے ساتھ حادث بيش آيا اور اللہ كو بيارى ہوگئيں۔ اس كے ذہن ميں انقام كے جذب ابحرے اور كچھ برے لوگوں في اللہ كو بيارى ہوگئيں۔ اس كے ذہن ميں انقام كے جذب ابحرے اور كار ناگو في اس كے ساتھ ناانصافياں كركے اسے جبل بجوا ديا۔ جبل ميں شيطان كا بيرو كار ناگو اے ملا اور ناگو نے اسے بھئانے كے لئے چھوڑ ديا۔" اس نے ابھى اتنا ہى كما تھا كہ دو سرى طرف سے ايك اور شخص اللہ كھڑا ہوا۔ اس نے كما۔

"معزز قاضی صاحب! ذراغور کرئے۔ یہ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ عملی دنیا ہے اس کا
گوئی تعلق شیں تھا۔ مال کے ساتھ ہونے والے عادثے کو اس نے اپنی آ تکھوں ہے
دیکھا۔ جوان خون 'جوان ذہن بھٹکنا تو تھا۔ ایسے کی نوجوان کے دل میں انقام کے جذب
نے پیدا ہوتے تو کیا ہو تا۔ آپ خود سوچے۔ آپ خود بتائے پھراس کے بعد اس نے پچھ
بھی شیس کیا۔ اسے ہا قاعدہ مجرم بنا دیا گیا۔ ابتدا ہی خراب ہوگی تھی۔ ناوا تفیت نے یہ نہ
سوچنے دیا کہ کون سے راستے صحیح ہیں اور کون سے غلط۔ "

" دونیس اس قدر ناواقف بھی نمیں تھا وہ اس دنیا ہے۔ اچھی خاصی عمر تھی۔ سوچ سکتا تھا کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے لیکن غور بھی نہ کیا اور برائی کے راستوں پر دوڑتا چلا گیا۔ آسائشیں ملیں تو سب کچھ بھول گیا کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ بس دوڑنے لگا' عیش وعشرت کی زندگی گزارنے لگا۔ خوب عیش کئے اس نے اور برائیوں کی قبر میں دفن ہوتا چلا گیا۔"

"وہ سب کچھ ٹھیک ہے معزز قاضی صاحب! لیکن تجربہ ہو تا تو یہ سب کچھ نہ کرتا۔ انجربے کاری اور پھرشیطانی عمل قاضی صاحب! شیطان بیشہ کچے ذہنوں پر جملہ آور ہو تا سامنے ہی ایک بڑی می چوگی پر سفید ہی لباس میں ملیوس ایک بزرگ بیٹے ہوئے نظر آئے۔ بڑا سا صافہ بندھا ہوا تھا۔ سفید براق داڑھی۔ روشن آئیسیں۔ طلائکہ ماحول میں بہت زیادہ روشن نمیں تھی لیکن پھر بھی اتنی روشنی ضرور تھی کہ بہاں موجود تمام افراد کے چرے اور نفوش نظر آجائیں۔ میں انہیں دیکھا رہا اور اس کے بعد میں نے خاموشی افتیار کے رکھی۔ میرا رہبر کہیں ایک جگہ گم ہوگیا تھا۔ عقب سے دو افراد نکل کر آئے۔ انہوں نے میرے بازد پکڑے اور جھے ایک سمت کھڑا کر دیا گیا۔ میرے پیچے ایک ستون تھا اور ستون کے بیٹے ایک چوڑی کی سل بنی ہوئی تھی۔ یہ سل باتی زمین سے کوئی ایک فٹ اور ستون کے بیٹے ایک چوڑی می سل بنی ہوئی تھی۔ یہ سل باتی زمین سے کوئی ایک فٹ اور ستون کے ایک بڑی می شہرے پھیے بازدوئی سے پکڑ کر اور تھی بھی ہوئے لوگوں میں سے ایک مخص اٹھا اور آئیسیں بند کے ایک بڑی می شیح پھیررہ سے تھے۔ جن لوگوں میں سے ایک مخص اٹھا اور اس نے بڑی کر گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"میسی بند کے ایک طرف چلے گئے۔ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک مخص اٹھا اور اس نے بڑی کر گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔" بزرگ نے گهری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھرمدہم کہے میں بولے۔ "کیا نام ہے اس کا؟" "رباعا"

"بايرعلى-"

"بید اصلی شکل میں تو نہیں ہے۔" بزرگ نے کہا۔ "نہیں۔ اینے گناہوں اور کر تو توں کا شکار ہے۔"

"اس کاچرہ ٹھیک کرو۔" بزرگ نے جھنکے دار آواز میں کمااور ایک ہاتھ اوپر اٹھا کر اشارہ کیا۔ جبی بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں تولیا پری اٹھارہ کیا۔ جبی بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا۔ اس میرے ہوش وحواس پوری کی اٹھا ہوا تھا۔ اس قولیے سے اس نے میرا چرہ لیبیٹ دیا۔ اب میرے ہوش وہ ختم ہوگئی تھی۔ طرح جاگ گئے تھے۔ وہ جو ایک بخرندہ کی ہی کیفیت مجھ پر طاری تھی وہ ختم ہوگئی تھی۔ چند کھول کے بعد میرے چرے پر سے تولیا بٹا دیا گیا اور تولیا لیبیٹنے والے نے تولیا سے میرا چرہ آستہ آستہ رگز کر تولیا بٹالیا۔ میرے ذہن میں ایک شدید سنتی ہو رہی تھی۔ کیا میرا چرہ ٹھیک ہوگیا۔ میں دل میں سوچ رہا تھا لیکن ظاہر ہے اس کا کوئی جوت میرے پاس نہیں تھا۔ بزرگ نے تھا۔ میرے پاس خاموشی اختیار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ بھی نمیں تھا۔ بزرگ نے میری صورت دیکھی۔ دیکھتے رہے۔ ان کی روشن آ تھوں کا اور دیکھنے کا کیا انداز تھا۔ میں بھی میرے رگ و ہے اور ذہن میں موجود ہے۔ کیا حس تھا ان آ تھوں کا اور دیکھنے کا کیا انداز تھا۔ میں بھی

ار بھے دہ وسائل دیئے جائیں کہ میں دنیا میں ایک اچھا انسان بن کر جی سکوں تو میں پیہ اشش کروں گا۔" چاروں طرف ہلکی ہلکی جنبھناہٹ شروع ہوگئی تھی۔ لوگ پچھ کہہ ہے تھے۔ الفاظ میرے کانوں تک نہیں پنچ پا رہے تھے۔ تب قاضی صاحب نے کہا۔ "کیا کہتے ہیں آپ لوگ؟"

" تُحَكِّ ب وہ تُحَكِّ كُتا ب ليكن جو يُجھ كر چكا ب اس كا كفارہ تو اے اوا كرتا الله"

"بال- کفارہ ادا کئے بغیریہ اپنے گناہوں سے نجات نہیں پاسکا۔" "تو پھراسے موقع دے دیا جائے۔ کوئی ایسا عمل کر دیا جائے اس کے لئے۔" "عمل تو ہوچکا ہے بس اس کی تصدیق کردی جائے۔ سنو کھڑے ہوجاؤ۔ ادھر آکر المڑے ہوجاؤ۔" قاضی صاحب نے کہا اور میں ان کے حکم کے مطابق سامنے کی طرف للہ کرکے کھڑا ہوگیا۔"

"دونول مائد مجسيلالو-"

"جی۔ " بین نے کہ اور میرے دونوں ہاتھ بھیل گئے۔ بے شار افراد اپنی جگہ ہے اس گئے۔ بے شار افراد اپنی جگہ ہے اس گئے بڑھ کر میرے دونوں ہاتھوں پر اپنے دونوں ہاتھ سکے اور النے پاؤل واپس لوٹ گیا۔ اس کے بعد بیہ سللہ بدستور جاری ہو گیا۔ ان میں سایک ایک مختص میرے دونوں ہاتھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتا تھا اور چیچے ہے جاتا گا۔ بیس نہجھ سکا کہ یہ کیا تاہم سے لیکن چیچے ہئے والا مید کے دروازے ہے ہی باہر اللہ جانا تھا اور وہاں مکمل خاموثی طاری ہوجاتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ایک کرک اللہ جانا تھا اور وہاں مکمل خاموثی طاری ہوجاتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ایک کرک اللہ جانا تھا اور وہاں مکمل خاموثی طاری ہوجاتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ایک کرک سام لوگ باہر نکل گئے اور یمال تک کہ قاضی صاحب اپنی جگہ ہے اٹھوں پر پچھ پھوٹک الم لوگ باہر نکل گئے تھے اور چند لحات کے بعد مجد خالی ہوگئی تھی۔ سامنے آگر اپنے ہونؤں سے پچھ بدبدایا اور پھر میرے دونوں ہاتھوں پر پچھ پھوٹک سام پھروہ بھی اس طرح باہر نکل گئے تھے اور چند لحات کے بعد مجد خالی ہوگئی تھی۔ سام سے بھروہ بھی اس طرح باہر نکل گئے تھے اور پند لحات کے بعد مجد خالی ہوگئی تھی۔ سورتِ حال کو شہر بھی خور پر بنا رکھی تھی سورتِ حال کو شہر بھی خور پر بنا رکھی تھی تھی اور پر بنا رکھی تھی ایک مجد بھی۔ وہ جگہ جو جھوٹے مزار کے طور پر بنا رکھی تھی الد جہاں فضل اور کریم رہا کرتے تھے۔ یہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھی لیکن وہاں جائے الد جہاں فضل اور کریم رہا کرتے تھے۔ یہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھی لیکن وہاں جائے اللہ دو سری ہی سے افتیار کریم اور تیزی سے بردھتا چلاگیا۔

ہے۔ وہ بہت ہی پخت لوگ ہوتے ہیں جو اس کی دکھائی ہوئی آسائشوں سے گریز کرتے ہیں۔ یہ تو ایک باقاعدہ بات ہوئی اور اچھی آپا کی وجہ سے ہمیں ان سارے معاملات الد دیکھنا پڑا۔ اگر آپ گری نگاہوں سے دیکھیں تو اس وقت جو پچھ ہو رہا ہے وہ سب شیطالٰ عمل ہے۔ رشو تیں لی جاتی ہیں۔ مظالم کئے جاتے ہیں تمام کام اس انداز میں ہو رہے ہیں۔ ایک صرف اس کا مسلد تو نہیں ہے۔"

"دو ب کچھ ٹھیک ہے بسرطال پھراس کے بعد؟"

"اس کے بعد سے برائیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور اب یماں تک آپنچا ہے۔"

دو کیھو بات اصل میں سے ہیں نے پہلے بھی کما تھا کہ گنجائش ہے۔ گناہ کے جاتے ہیں۔ گناہ گار گر گناہوں کی جانب راغب ہوتو اس صحح راستوں پر لانے کی کوشش ذرا مشکل ہوجاتی ہے اور اگر گناہوں کی جانب راغب ہوتو اس صحح راستوں پر لانے کی کوشش ذرا مشکل ہوجاتی ہے اور اگر کی کے اندر سے لچک ہو میں نے جمال تک اس کے بارے میں سناہے کہ یہ فقیر نہیں ہے۔ بنا ہوا درویش نہیں ہے۔ اس نے بھی یہ بات نہیں کی کہ یہ کوئی ولی 'پریا درویش ہے۔ بلکہ دو سرول کی کاوشوں نے اسے یماں بٹھا دیا ہے۔ کس نے پہلے دو سرول کی کاوشوں نے اسے یماں بٹھا دیا ہے۔ کس نے پہلے کی بستری کے لئے کوشش نہیں کر رہایا پھر میری قوقوں سے اس جو پچھ دیا ہو انہیں اور پچر ہم جو پچھ نہیں لگا ہوا ہے۔ اس کے اندر ابھی نیکیاں زندہ ہیں اور پچر ہم جو پچھ دیا ہو انہیں ساحب بو پچھ نہیں ساحب بھی آبا کی بات مال نہیں سکتے۔ نوجوان دوست! سے بتاؤ اب کیا چاہتے ہو؟" قاضی صاحب نے بھی آبا کی بات مال نہیں سکتے۔ نوجوان دوست! سے بتاؤ اب کیا چاہتے ہو؟" قاضی صاحب نے بھی آبا کی بات مال نہیں سکتے۔ نوجوان دوست! سے بتاؤ اب کیا چاہتے ہو؟" قاضی صاحب نے بھی آبا کی بات مال نہیں سکتے۔ نوجوان دوست! سے بتاؤ اب کیا چاہتے ہو؟" قاضی صاحب نے بھی آبا کی بات مال نمیں سکتے۔ نوجوان دوست! سے بتاؤ اب کیا چاہتے ہو؟" قاضی صاحب نے بھی آبا کی بات مال نو میرا بند ذبین کی مٹھی سے آزاد ہوگیا۔ ویسے بھی سب پچھ میں بات میرا نو آباد ہوگیا۔ ویسے بھی سب پچھ میں بات کھا۔

"جو کچھ میری سمجھ میں آچکا ہے وہ یہ ہے کہ آپ سب لوگ میری بمتری کے خواہاں ہیں اب کون ہیں کیا ہیں ججھ نہیں معلوم۔ اچھی آپا کون ہیں جنہوں نے میری سفارش کی ہے۔ میں کچھ بھی نہیں جانتا لیکن جہاں تک آپ یہ کتے ہیں کہ میں برا ہوں تو آپ یقین کچھ میں برا نہیں ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میں انسانوں کو تکلیف پنچاؤں۔ پکھ لوگ میرے اردگرد بھر گئے تھے۔ ان میں سے پکھ عظین لوگ اب بھی موجود ہیں جو مستقبل میں جھے نقصان پنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کتا کہ میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ میں انسانوں کو نقصان پنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کتا کہ میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ میں انسانوں کو نقصان پنچانے کے کوشش کرنا چاہتا۔ آگر مجھے اس کا موقع ویا جائے پہنچانے کے لئے نہیں کرنا چاہتا۔ آگر مجھے اس کا موقع ویا جائے

جو بورڈ لگا ہوا تھا اس پر اعظم گڑھی کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں پلیٹ فارم پر پڑی ہوئی ایک نگا پر جاہیشا اور ٹرین میں اتر نے چڑھنے والوں کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران پیتہ نہیں ممک چیکر آیا تھا یا نہیں لیکن مجھ سے کسی نے محک کے بارے میں بھی نہیں پوچھا تھا۔ اعظم گڑھی کے اشیشن پر بیٹھے ہوئے مجھے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ ٹرین چل پڑی تھی کہ میں نے دو افراد کو دیکھا جو تیزی تیز قدموں سے چلتے ہوئے میری جانب آرہے تھے۔ پھر انہوں نے میرے قریب پہنچ کر مجھے سلام کیا اور سرگوش کے انداز میں بولے۔ میرے قریب پہنچ کر مجھے سلام کیا اور سرگوش کے انداز میں بولے۔

میں اپنی جگہ ہے اٹھ گیا اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ اسٹیشن ہے باہر آنے کے بعد
وہ ایک تانے کے قریب پنچ۔ مجھے سارا دے کر تانے میں سوار کرایا اور بجر ہم لوگ
چل پڑے۔ تانے نے کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک سفر کیا تھا۔ قرب وجوار کی آبادیاں بچلے ہوئے
گھیت پر تمام چیزیں بڑی خوبصورت نظر آرہی تھیں۔ میں خاموشی ہے اسے دیکھا ہوا ایک
حرزدہ کے سے انداز میں چلنا ہوا آخر کار ایک ایس جگہ پنتیا جو آبادی کا ایک و سیچ و
عریض مکان تھا۔ آبادی انچی خاصی لگ رہی تھی۔ دور دور تنگ کچے کچ مکانات بچلے
ہوئے تھے۔ کوئی چھوٹا موٹا شہر تھا۔ پنہ نہیں اعظم گڑھی کا ہی کوئی تھیہ تھا یا کوئی تی جگہ
تھی۔ ان لوگوں نے جھے حکیم صاحب کمہ کر پکارا تھا۔ میں تائے سے ازا اور وہ لوگ
بہت بڑا بیرک جیسا اعاظہ جس پر کھیریل کی چھت پڑی ہوئی تھی۔ مکان کائی وسیع تھا اور
بہت بڑا بیرک جیسا اعاظہ جس پر کھیریل کی چھت پڑی ہوئی تھی۔ مکان کائی وسیع تھا اور
ماصا کشادہ نظر آرہا تھا۔ بڑے سے چہوٹرے کی بیڑھیاں طے کرنے کے بعد میں ایک
خاصا کشادہ نظر آرہا تھا۔ بڑے سے چہوٹرے کی بیڑھیاں طے کرنے کے بعد میں ایک
مرے میں داخل ہوگیا اور مجھے لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"سے آپ کی آرام گاہ ہے۔ ہمیں تا داگیا تھا کہ آ۔ آئے دیں لید

"يہ آپ كى آرام گاہ ہے۔ ہميں بنا ديا كيا تھا كہ آپ آنے والے ہيں۔" "جمائى آپ نے مجھے كيے پھانا؟"

"ميرانام جانة بين آب؟"

"بابر علی شاہ صاحب-" ان میں سے ایک نے کہااور میں نے چونک کر اسے دیکھا۔ میرا ہی نام پکارا گیا تھا لیکن میہ شاہ کا لفظ میرے نام کے ساتھ پت نہیں کیے لگ گیا تھا۔ بسرحال وہ دونوں جھے چھوڑ کر چلے گئے اور میں اس کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ بستر دو سری

میں کوئی صحیح فیصلہ نہیں کرسکتا تھا کہ کمال جانا ہے اور کمال نہیں جانا۔ چاتا چلا جارہا تها اور رات گزرتی جاری تھی۔ صبح کو جب روشنی پھوٹی تو دو چمکدار کلیرین نظر آئیں۔ ر لیوے لائن تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ چل پڑا اور کوئی ایک تھنے کا سفر کرکے آخر کار اس چھوٹے سے ریلوے اشیشن کے پاس پہنچ گیاجس کانام فرید پور تھا۔ ایک پُراسرار عمل کام كر ربا تقا- اب تك كى تمام كارروائي مين ميراكوئي ذاتى دهل تهين تفا- بس كارروائي بو رای مھی اور میں ایک معمول کی طرح عمل کر رہا تھا۔ میری اپنی کاوشوں کا اس کارروائی میں کوئی دخل نمیں تھا۔ ایک جگہ جاکر بیٹے گیا اور پچھ در کے بعد ٹرین کی گز گزاہث سائی دی۔ مجھے احساس ہوا کہ مجھے اس ٹرین میں بیٹھنا ہے۔ ٹرین رک محق- مسافروں کی چمل میل سائی دیے گی۔ میں خاموثی سے اپنی جگ سے اٹھا اور ٹرین کے ایک ڈے میں جاکر بیٹے گیا۔ کوئی وس یا پندرہ منٹ کے بعد ثرین چل پڑی تھی۔ جب ٹرین کو دو تین زور دار جھكے لگے تو جيے ہوش سا أكيا۔ چونك كر جاروں طرف ديكھا۔ كررے ہوئے لمحات پر غور كيا- بت ى باتين ذبن مين آنے لكين- باقاعده مقدمه جلا تھا مجھ ير اور اس كے بعد مقدے كا فيصلہ ہو كيا تھا۔ مال كا نام بار بار سامنے آيا تھا اور اس وقت تصحيح معنوں ميں اگر كوئى صاحب دل سوي تو مال كى عظمت سائے آتى ہے۔ ميرے بدترين كنابول كى وُھال بن گئی تھی میری ماں اور مجھے بچالیا تھااس نے۔حقیقت یمی تھی واقعی میں حقیقت تھی۔ دل میں ایک عجیب می ہوک اعظی- گزرے ہوئے لمات یاد آئے۔ ایک کمے کے لئے آ تکھوں میں نمی می آگئے۔ لیکن خود کو سنبھال لیا اور صرف ایک سوال کیا۔

" مجھے صرف ایک بات بتاؤ ماں 'پہلے بھی تمہارے قاتل کے نظے تھے۔ اب میں ان کا کیا کروں گا؟" نہ جانے کمال سے ایک آواز میرے کانوں میں گونجی۔ سرگوشی کا سا انداز تھا لیکن الفاظ صاف پیچانے جاتے تھے۔

"وقت كانظار كرو- وقت كے نصلے سب سے بهتر ہوتے ہيں-"

یہ گویا میرے موال کا جواب تھا۔ جواب کس نے دیا سرگوشی کا وہ لہد کس کا تھا؟
میرے فرضتے تک اس کا اندازہ نہیں لگا کتے تھے لیکن بسرطال تھا میرے موال کا جواب میں نے دل میں سوچا کہ ٹھیک ہے اگر الی بات ہے تو پھروفت کے فیطے کا انظار کرنا تن مناسب ہوگا۔ ٹرین کی کھڑ کھڑا ہے جاری رہی۔ اشیش آتے رہے اور جاتے رہے۔ یسال تک کہ کوئی دس یا گیارہ گھنے کے سفر کے بعد ٹرین ایک اسٹیشن پر رک گئی اور میرے اندر ایک تحریک پیدا ہوگئی کہ میں نیچے اثر جاؤں چنانچے میں خاموشی سے نیچے اثر گیا۔ اسٹیشن پر

"دنیں ایک کوئی بات نمیں ہے۔ آپ لوگ بھی چائے پی لیتے میرے ساتھ تو۔"
"دنیں ہم خادم ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان احرّام کا رشتہ بدستور قائم رہے
"د" میں خاموثی سے لیکٹ کھانے میں مصروف ہوگیا۔ چائے کی پیالی پی پھر ایک پھل المایا۔ وہ دونوں باادب کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔

"بہ برتن رکھ آؤ اس کے بعد تم ہے کچھ باتیں کرنی ہیں۔" ان میں ہے ایک ٹرے الله اگر باہر ذکل گیا۔ یہ کریم تھا۔ فضل میرے سامنے ہی جیٹھا رہا میں نے اس سے کہا۔ "فضل! مجھے اس جگہ کے بارے میں بتاؤ۔"

"جی سرکار آپ پوچھئے۔"

" پلے یہ بناؤ میرے بارے میں مہس کیا بنایا گیا ہے؟"

" کیم صاحب! ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ آپ یہاں ان معذوروں کا علاج کریں گے جو جگت نام کے ہاتھوں معذور ہوئے ہیں۔ اصل میں یہ دعا ما گی گئی تھی مجد میں جعد کی نماز میں کہ جگت نام کے ذریعے جو کچھ بھی ہورہا ہے اس سے پناہ دی جائے اور پھر بڑے مولوی صاحب نے یہ فوشخری سائی کہ ایک حکیم صاحب آرہے ہیں۔ یہ جگہ جو ہے جمال محمرے ہوئے ہیں بہت بی نامی گرای حکیم صاحب کا گھرہے۔ مرحوم بیمال علاج کیا کرتے تھے لوگوں کا۔ ان کا انتقال ہوگیا۔ یہیں پچھلے احاطے میں ان کی قبرہے۔ بڑے صاحب کا کرافات تھے۔ اللہ نے ایس شفا دی تھی ان کے ہاتھ میں کہ کوئی بڑے سے بڑا مریض ان کرافات تھے۔ اللہ نے ایس شفا دی تھی ان کے ہاتھ میں کہ کوئی بڑے سے بڑا مریض ان کے پاس پنچ جائے شفا پالیتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد ان جیسا کوئی نہ آیا۔ یہ جگہ ان کے بام پر بی صاف ستھری رکھی گئی اور پھر جب مجد کے بڑے امام صاحب نے آپ کے آئے بام پر بی صاف ستھری دی تو یہ جگہ صاف ستھری کرئی گئی۔ سارے انتظامات کے جارہے تھے میں ان کے خارہے تھے سال ۔"

"نام كياب اس علاقے كاكيا اعظم كر هي؟"

"دنیس اعظم گردهی تو یتی ره گئی۔ یہ نانا پور ہے۔ نانا پور بھی بہت پرانی بہتی ہے بلکہ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ اعظم گردهی ہے بھی پرانی۔ یمان نانا خاندان رہتا ہے اور بہیں وہ کم بخت اللہ جمیں معاف کرے جگت نام آگیا ہے۔ کمیں باہرے آیا تھا بد بخت۔ کالی ویوی کا پجاری ہے۔ کالی کا مندر بنایا ہے اس نے اور لوگوں کو برے برے نقصانات پنتیا رہا ہے۔ جادوگر ہے اور طرح طرح کی حرکتیں کرتا رہتا ہے اور دیکھو نا ہر جگہ انتھے اور برے آدمیوں نے اے اپنا گرو مان لیا ہے اور جو لوگ اس کی بات آدمی ہوتے ہیں۔ برے آدمیوں نے اے اپنا گرو مان لیا ہے اور جو لوگ اس کی بات

تمام چیزیں اور ظامی چیز جو تھی وہ سامنے چھوٹی کی میز پر رکھی ہوئی ایک کتاب تھی۔ ہیں اس کتاب کے قریب پینے گیا اور ہیں نے اے اٹھا لیا۔ کتاب کے پہلے ہی صفحہ پر کاھا ہوا تھا کہ تہیں چھے ذمے داریاں دی جارہی ہیں۔ اس کتاب کو اپنا معاون سمجھنا۔ اس پر معمودار ہونے والی تحریبی تہمارے لئے مضعل راہ ہوں گی۔ یہاں پچھ ایے عوائل تہیں بیش آنے والے ہیں جو پریشانی کا باعث ہوں گے۔ بس ایبا ہی گزارہ کرتا ہے۔ صورت مال خود بخود تممارے سامنے آتی رہے گی۔ وہ دونوں تممارے دست راست ہیں۔ وہ تمراری بھر پور مدد کریں گے۔ ہیں ای تحریر کو پڑھ کر جران رہ گیا۔ اس میں کوئی شبہ کی بات نہیں تھی کہ یہ تحریر میرے لئے تھی۔ میرے دل نے کہا کہ قدرت نے جھے یہ رہنمائی عطاکی ہے تو جھے اس سے پورا پورا فاکدہ اٹھانا چاہئے۔ ول کو ایک سکون ایک رہنمائی عطاکی ہے تو جھے اس سے پورا پورا فاکدہ اٹھانا چاہئے۔ ول کو ایک سکون ایک رہنمائی عطاکی ہے تو جھے اس سے پورا پورا فاکدہ اٹھانا چاہئے۔ ول کو ایک سکون ایک رہنمائی عطاکی ہے تو جھے اس سے پورا پورا فاکدہ اٹھانا چاہئے۔ ول کو ایک سکون ایک ویٹھ اور جب دروازے کی جانب قدم بردھا دیے اور جب دروازے سے باہر جھانگا تو وہ دونوں سامنے رکھے ہوئے اسٹولوں پر بیٹھے دیے اور جب دروازے سے باہر جھانگا تو وہ دونوں سامنے رکھے ہوئے اسٹولوں پر بیٹھے دیے اور جب دروازے سے باہر جھانگا تو وہ دونوں سامنے رکھے ہوئے اسٹولوں پر بیٹھے دیے اور جب دروازے سے باہر جھانگا تو وہ دونوں سامنے رکھے ہوئے اسٹولوں پر بیٹھے وہ کھے۔ بھے دیکھتے ہی کھڑے ہوگے اسٹولوں پر بیٹھے

"جي عيم صاحب"

"نہ آپ لوگوں نے اپنا تعارف کرایا اور نہ اپنے بارے میں بنایا۔ "
"میرا نام فضل ہے اور بیہ کریم ہے۔ " انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو میں ششدر رو
گیا۔ انہی دونوں ناموں کو تو میں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ بیہ نام میری ذات سے مسلک ہو گئے
ہیں لیکن بہرحال میرے ہونؤں پر ایک خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئے۔
"بیمائی فضل اینڈ کریم کھانے پینے کے لئے پوچھو کے مجھے؟"
"حضور آپ تھم فرمائے۔"

" کچھ کھانے پینے کے لئے لاؤ بھائی بھوک لگ رہی ہے۔" "ابھی حاضر ہوتے ہیں۔" تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک ٹرے لئے ہوئے اندر آگئے۔ اس میں بہت ہی عمدہ تتم کے کھل کچھ بسکٹ اور چائے کی ایک پیالی رکھی ہوئی تھی۔ "کچھ اور در کار ہوتو فرمائے۔"

"في الحال توسي كافي ب ليكن كهان يين كاكيا بندوبت موكا؟"

"مقرره وقت پر ہم آپ کو کھانا پینا بھی پیش کریں گے۔ دراصل حکیم صاحب! ہمیں یہ ہدایت دی گئی تھی کہ جب تک آپ خود ہمیں حکم ند دیں ہم آپ کو پریشان ند کریں۔" عام آدمی کے ساتھ میہ واقعات کہاں پیش آسکتے ہیں۔ میں اس لحاظ سے دو سروں سے بالکل منفرد ہو کر رہ گیا تھا۔ چوتھے دن ایک عورت اور دو لڑکے جن کی عمریں چودہ یا پندرہ سال کے قریب ہوں گی۔ میرے پاس آئے۔ وہ ایک ایسے شخص کو چارپائی پر ڈال کر لائے تھے جو آ دھے دھڑے محذور تھا۔ لڑکے دونوں طرف سے چارپائی پکڑے ہوئے تھے۔ عورت یہاں رہائش گاہ کے دروازے پر پہنچ گئی اور اس نے دہائیاں دیتا شروع کردیں۔

" حکیم صاحب! دیا کرو ہم پر بھگوان کے لئے دیا کرو۔ ہم تو ٹھور مرگئے ہیں ارب مدو کر دو بھیا ہماری۔ دیکے او ہمارا تو سنسار ہی لٹ کر رو گیا ہے۔ لڑکے بھی سسرے ابھی چھوٹے چیں۔ گھرکے کام شیں سنبھال کتے۔ بری حالت ہوتی جارہی ہے۔ رحم کردو حکیم صاحب ہی! ہم پر۔ " میں باہر نکل آیا اور میں نے چارپائی پر لیٹے ہوئے آدی کو دیکھا۔ اوپری جم خوب صحت مند تھا۔ چوڑا سینہ کچھ اس طرح کا چینے ورزش کرتا رہا ہو۔ لیکن نجلا جسم سو کھتا جارہا تھا اور اوپر کے جسم کی نسبت کافی دیلا تھا۔ میں نے اسے خور سے دیکھا۔ عورت نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے تھے اور سکنے گئی تھی۔

"پاؤل پکڑتے ہیں ہم تمارے حکیم صاحب۔ جو حکم کرد کے جو چاہو کے دیں گے۔ گرہمارے مرد کو اچھا کر دو۔"

"كون بي-كيانام باس كا؟"

"بنتی راج ہے جارا نام مماراج مصیبت کے مارے ہوئے ہیں۔ کیا کہیں اور کیا نہ کہیں۔ بھگوان بھلا کرے جگت نام کا دیکھو جارا یہ حال کر دیا ہے۔" میں خاموشی سے اس کے پاس بیٹھ گیااور میں نے کہا۔

"بتاؤكيابات ٢؟"

"ہم بتاكيں-"ساتھ آنے والوں ميں سے ايك نے كما۔

"فنيس- يد بول سكتاب اس بى بتائے دو-" ميں نے كما بنسى راج كنے لگا-

" حکیم صاحب جی! ہم بہت زیادہ وین دھرم والے تو نہیں ہیں پر دیکھوٹا ہی ہرایک کا کوئی شہ کوئی ذھرم تو ہوتا ہے۔ ہم ذات کے اہیر ہیں۔ دین دھرم کو بھی جانتے ہیں۔ حکت نام نے ایک ون ہماری زمین پر سیر کرتے ہوئے ہمیں دیکھا تو ہمارے پاس پہنچ گیا اور کہنے نگا۔

اس میں کوئی شک نہیں جب ہم پیدا ہوئے اس میں کوئی شک نہیں جب ہم پیدا ہوئے سے نا آپ یوں سمجھ لو ہماری آٹھ بہنیں تھیں۔ ایک ایک کرکے ساری مرتی گئیں' ماتا پتا

معیں مانے ان کے ساتھ وہ بڑا برا سلوک کرتا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ زبنی اور جسمانی طور پر معذور ہو چکے ہیں ان کا کوئی پر سان حال شیں ہے۔ ہر طرح کے حکیم 'وید ' ڈاکٹر استعمال کر لئے گئے ہیں لیکن کالے جادو کا کوئی تو ڑ ہو تو بات ہے۔ آپ کے لئے بڑے امام صاحب نے حکم دیا تھا تو ہم آپ کو لینے پہنچ گئے تھے۔ " امام صاحب نے حکم دیا تھا تو ہم آپ کو لینے پہنچ گئے تھے۔ "

"يمال بت بوى مجد ب- وي تو تين مجدي بين ليكن برى مجدين بين الكن برى مجدين بوك امام صاحب مواكرتے بين-"

"اور جگت نام کمال ہو تا ہے؟"

"اس نے کالی کا مندر بنا رکھا ہے اور وہیں ہے اپنے شیطانی عمل کیا کرتا ہے۔ " میں فی ایک شینڈی سائس کی اور اس کے بعد خاموش ہوگیا۔ داستان ذرا الجھی ہوئی لیکن دلچیپ معلوم ہو رہی تھی۔ نانا پور' نانا خاندان بڑے امام صاحب' جگت نام' کالا جادو۔ یہ ساری چیزیں ایک جانب اشارہ کرتی تھیں اور پھر ماضی میں جو پچھ ہوا تھا میرے ساتھ وہ سائے آرہا تھا گویا اب میرے لئے ایک نئی سرزمین ختنب کی گئی تھی۔ ججھے اپنا کام سرانجام سائے آرہا تھا گویا اب میرے لئے ایک نئی سرزمین ختنب کی گئی تھی۔ ججھے اپنا کام سرانجام دینا تھا۔

نانا پور ایک انجی جگہ تھی۔ تین دن کے قیام کے بعد مجھے یہ اندازہ ہوا کہ یمال کا موسم بہت خوشگوار رہتا ہے۔ ادھر فضل کریم مجھے ہر طرح کی معلومات فراہم کرتے رہتے سے اور بھے یہ پہتے چلا تھا کہ فضل کریم بھی کی بھی وقت یمال بارش ہوجایا کرتی ہے۔ میں آٹھ مینے اہر آلود رہتا ہے اور بھی بھی کی بھی وقت یمال بارش ہوجایا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ یمال پھلوں کے بے شار باغات ہیں اور پھل وغیرہ بھی خوب پیدا ہوتے ہیں۔ کی زمیندار یمال کام کرتے ہیں لیکن نانا خاندان سب سے بڑا خاندان ہے۔ مسلمان اور پیل اور پُرکھوں کے زمیندار ہیں۔ ہمرحال میہ ساری باتیں اس انداز میں چل رہی تھیں اور بیس میہ سوچ رہا تھا کہ اب دیکھیں آگے میرے لئے کون کون سے امتحانات ہیں۔ اب انجھی طرح یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ اب دیکھیں آگے میرے لئے کون کون سے امتحانات ہیں۔ اب انجھی طرح یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ کفارے کا دور ہے۔ پورٹی اور اس کے بعد نیل کنول سارے کے سارے کردار اب پس پشت چلے گئے ہیں۔ یہ معلوم تھا کہ میرے دشمن ناگو سارے کے سارے کردار اب پس پشت چلے گئے ہیں۔ یہ معلوم تھا کہ میرے دشمن ناگو بیا وغیرہ جو بسرطال کمتے تو یہ ہیں جو چودھویں شمولیت سے فنا ہوگئے۔ جھے بھی علم ہوا تھا با وغیرہ جو بسرطال کمی جمل کی جارے کے سارے کے سارے کے سارے کے سارے شامل طور سے منگلاس جو میرا رقیب بھی ہے۔ بسرطال کی خطرناک ٹابت ہو گئے ہیں۔ خاص طور سے منگلاس جو میرا رقیب بھی ہے۔ بسرطال کی خطرناک ٹابت ہو گئے ہیں۔ خاص طور سے منگلاس جو میرا رقیب بھی ہے۔ بسرطال کی

ہے کے قریب ہماری طبیعت خراب ہوئی اور پھر ہماری میہ حالت ہوگئ۔ نیچے کا دھڑ مارا گیا مماراج! چلنے پھرنے کو ترس گئے اور اب آپ دیکھ لیجئے۔ نیچے کا دھڑ سو کھتا جارہا ہے۔ اوپر کا جسم چوڑا ہوگیا ہے۔ پہلوائی کرتے تھے ہم پر اب ساری کی ساری پہلوائی دھری کی دھری رہ گئی ہے۔"

"ہوں۔ تم دوبارہ جبت نام کے پاس گے؟"

دو نہیں مہاراج اس کے پاس جانے کا مطلب سے کہ ہم اس کی بات پر آمادہ ہوگئے ہیں اور وہ مور تیاں اس سے باتلنے گئے ہیں۔ مہاراج اب بھی ہمارے من میں یک ہوگئے ہیں اور وہ مور تیاں اس سے باتلنے گئے ہیں۔ مہاراج اب بھی ہمارے من میں کھینگیں گے۔ کہ جیون جاتا ہے تو سو بار جائے ' پر تھینٹی کی مور تیوں کو جوہڑ میں نہیں کھینگیں گے۔ ارے وہ منش کا ایک مان ہی تو ہو تا ہے جو اس کے سارے جیون کی رکھٹا کرتا ہے۔ گیل ہوگئے تو ہوگئے نہیں تو سنسار میں بہت سے ایسے ہی مرجاتے ہیں۔ ہم بھی مرجائیں گئے کیا فرق بڑتا ہے۔ آپ کے آنے کی خبر می تھی اور لوگ کمہ رہے تھے کہ حکیم صاحب بڑے نام والے ہیں۔ آگئے ہیں آپ کے پاس۔ چاہیں تو ہمیں دوا دے دیں ورت جگوان کی مرضی۔ "میں نے ول ہی دل میں سوچا کہ سے شخص کسی بھی دین کی بھی دھرم جات میں بھوان کی مرضی۔ "میں نے ول ہی دل میں سوچا کہ سے شخص کسی بھی دین کسی بھی دھرم جات میں جات ہیں تعاق رکھتا ہے لیکن بسرحال اپنی اتا پر قائم ہے البت میں کمان کا حکیم تھا۔ یہ بات میں جات تھا میں نے اس سے کہا۔

جات کا استان کے بنتی راج تم ایسا کرنا کل ای وقت آجانا میرے پاس- میں دیکھوں گا ''ٹھیک ہے بنتی راج تم ایسا کرنا کل ای وقت آجانا میرے پاس- میں دیکھوں گا تمہارے گئے کیا کرسکتا ہوں۔''

" چلو بھئی چلو اٹھاؤ چارپائی ہماری۔ " بنسی رام نے کما اور وہ لوگ چلے گئے اور بیل سوچ میں وہ وب گیا۔ طلات کی حد تک میرے سامنے آرہ بھے۔ جگت نام بمال کالے علم کا کاروبار کر رہا تھا اور مجھے اس کے خلاف کام کرنے کے لئے کما گیا تھا۔ میرے تمام راتے اس کی جانب موڑے گئے تھے بہر طال ان تمام کارروا نیوں سے مجھے یقین تھا کہ میں آخر کار جگت نام پر قابو پالوں گا۔ کی ایک کروار کی ضرورت تو ہوتی ہے۔ جگت نام کے خلاف پرچہ کٹ چکا تھا اور مجھے اسے سزا دینے کے لئے بمال جیجا گیا تھا۔ یہ بات بھی میرے ذہن میں آگی کہ میری رہنما کتاب میری رہنمائی کرے گی اور چی بات بھی کوئی عام چیز نمیں تھی۔ میں نے اپ آپ کو پاک صاف کرنے کے بعد کتاب کے اوراق کھول کر دیکھیے اور مجھے مایوسی نمیں ہوئی ایک صفح پر مجھے تحریر نظر آئی۔ کے اوراق کھول کر دیکھیے اور مجھے مایوسی نمیں ہوئی ایک صفح پر مجھے تحریر نظر آئی۔ کے ور درخت سامنے کی سے کوئی موٹے ہیں۔ ان کے بیت توڑ لاؤ۔

بیٹے کے خواہشند تھے۔ بیٹیوں کی موت سے بوے غمزدہ تھے۔ انہوں نے تھینشی کے مندریس ہمارے لئے منت مائی اور ہم پیدا ہوگئے۔ تو انہوں نے ہمیں تھینشی کے چرنوں مندریس ہمارے کئے ہیں ڈال دیا اس وقت سے ہماراج کمی کا بیش ڈال دیا اس وقت سے ہماراج کمی کا بیشگوان اس کے لئے سب کچھ ہوتا ہے۔ وہ پالی کہنے لگا تو تم تھینشی کے داس ہو۔ بھی واہ ایک کام کردو ہمارا اگر کر سکتے ہوتو ہم نے کہا۔

" بی مهاراج! کمو کیا بات ہے؟" اصل میں جگت نام کے نام کے ساتھ بہت ہی ایسی کھانیاں ہیں مہاراج جنہیں سن کر من کو ڈر لگتا ہے۔ پتہ نہیں کے کے کیا کیا نقصان پنچا چکا ہے وہ۔ ہم نے سوچا کہ پائی اگر ہم ہے کمی کام کے لئے کمہ رہا ہے تو ہمیں ضرور کردینا چاہئے ورنہ کیسی کمیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچے ہم نے اس سے کہا کہ وہ اپنا کام بنائے اور اس پائی نے اپنی کمرسے لکتی ہوئی ایک تھیلی نکال۔ کمنے لگا۔

"اس میں سات مور تیاں ہیں۔ یہ ساتوں مور تیاں ایک ایک منگل وہ جو کالی تلیا نظر
آئی ہے اس میں پھینک دو۔ کالی تلیا مماراج ایک گندہ جو ہڑ ہے۔ ہی آپ یہ سمجھ لو کہ
وہ کالے جادو کا مرکز ہے۔ پند نہیں کیسی کمانیاں اس کے کنارے جنم لینے لگتی ہیں۔
بہت ہے انسانوں کو کھا گئی وہ کالی تلیا۔ ہمنے خوف سے ویکھا کہ نہ جانے کیا چزہ جو
کالی تلیا میں پھینکتی ہے۔ پھر جب ہم نے تھیلی کھول کر دیکھا تو اس میں جو مور تیاں نظر
آئیں وہ تھنیشی کی تھیں۔ تھنیشی کی سات مور تیاں وہ پائی ہم سے کالی تلیا میں پھینکنے کے
آئیں وہ تھنیشی کی تھیں۔ تھنیشی کی سات مور تیاں وہ پائی ہم سے کالی تلیا میں پھینکنے کے
لئے کہہ رہا تھا حالانکہ ہمیں بھی جگت نام سے اتنا ہی ڈر لگتا تھا جتنا نانا پور کے دو سرے
رہنے والے لوگوں کو لیکن تھنیشی سے ہماری عقیدت نے ہمیں ایک دم دلیر کر دیا۔ میں
نے وہ مور تیاں اس سے چھین لین اور غصے سے لرزتے ہوئے کہا۔

"پائی" ہتھیارے" گندے علم والے! جانتا ہے یہ مورتیاں تھینیشی کی ہیں۔ بھگوان کی سوگند اگر سارا جیون دیٹا پڑے تو دے دوں گا۔ تھنیشی کے نام کو بٹہ نہیں لگنے دوں گا۔ چلا جاتو میرے سامنے سے ورنہ ...... ورنہ۔" لوگوں نے بچھے روکا تھا درنہ جگت نام پر حملہ کر دیتا۔ وہ بننے لگا تجراس نے کہا۔

"قیرا جیون ہمیں چاہئے۔ تھیمشی کی یہ مورتیاں تو ہی کالی تلیا میں پھیکے گا۔ اس وقت ہم انہیں رکھے لے رہے ہیں۔ جس وقت جینے سے ننگ آجائے تو آجانا ہمارے پاس یہ مورتیاں ہم سے لے لینا۔ تلیا میں پھینک دینا۔ معاف کر دیں گے ہم تجھے۔ آجائے گا ایک دن۔ جا۔" مماراج وہ چلا گیا ہم غصے سے لرزتے ہوئے گھر آگئے۔ اس رات تین آرتا تھا اور جب قدرت کچھ دینے پر آتی ہے تو اس طرح دیتی ہے۔ ان مجوروں سے بھی الوس کو چھوٹے موٹے فائدے ہونے لگتے تھے۔ پھر جگت نام کی طرف سے پہلی کارروائی الفاذ ہوا۔ یہ بات تو اس پنتہ چل گئی ہوگی کہ اس طرح ایک حکیم لوگوں کے علاج کر رہا ہے۔ کئی ایسے افراد بھی آئے تھے جو جگت نام کی مشکل کا شکار تھے اور اس نے انہیں کوئی انسان پنچایا تھا لیکن اب انہیں فائدے ہوگئے تھے۔

اس دن دوپر کا دفت تھا کوئی ایک یا ڈیڑھ بجا تھا۔ گری شدید پڑ رہی تھی۔ مورج کا افرنازل ہورہا تھا کہ ایک عورت میرے پاس آئی۔ کافی لمی چو ڈی اور بدشکل تھی۔ انداز ایسائی لگ رہا تھا۔ اس کی گود میں کوئی ایک یا ڈیڑھ سال کا بچہ تھا۔ انتائی ہے جنگم اور بد ایسائی لگ سر بہت بڑا تھا۔ دھڑ چھوٹا اور پھر ٹائلیں بہت زیادہ لمبی۔ عورت اے گود میں لئے ہوئے تھی۔ بی ٹائلیں اس کے گھٹوں تک جارہی تھیں۔ انتمائی بدصورت بی لئے ہوئے تھی۔ بی ٹائلیں اس کے گھٹوں تک جارہی تھیں۔ انتمائی بدصورت بچہ تھا۔ ناک نکلی ہوئی تھی منہ سے رال بہہ رہی تھی۔ بسرحال فضل اور کریم بھی منہ بنائے ہوئے آئے تھے چونکہ شدید گری میں وہ بھی آرام کر رہے تھے لیکن بسرحال چونکہ دو میرے پاس آئی تھی اس کے مجھے اے دیکھنا پڑا۔

'' حکیم جی' بیراں ہے اس کا نام۔ کیا ہے؟ نیراں۔'' عورت پھٹی پھٹی آواز میں بولی۔ ''کو کیا ات ہے؟''

والو۔ ہم کیا کہیں تم خود و کھے لو۔ "عورت شیطانی انداز میں مسکراتی ہوئی بولی اور میں چونک کرنے کے بجائے عورت کو دیکھنے لگا۔ بچہ تو ویسے ہی شیطان زادہ معلوم ہو رہا تھالیکن عورت بھی کچھ عجیب سی تقی۔ میں نے تعجب بھری نگاہوں سے دیکھااور کہا۔ "بتاؤ تو سمی بات کیا ہے؟"

" حلیہ دیکھ رہے ہیں اس کا۔ ڈیڑھ سال کا ہوگیا ہے لیکن نہ بولتا ہے نہ چالتا ہے۔ نہ گھاتا ہے نہ بیتا ہے بس آپ دیکھ لوسو گھتا چلا جارہا ہے۔ دوا دے دو اے مکیم جی۔ " دفعتاً ہی ایک عجیب سافقہ نہ فضا میں گونجا۔ ٹیکا ٹیک۔ دوپسر کے ماحول میں بے حد جھیانک تھا ققہ ۔ یوں لگا جیسے میرے عقب میں ابحرا ہو۔ میں نے چونک کر چچھے دیکھا اور پھر بچے کی طرف لیکن پھریہ دیکھ کر چونک پڑا کہ بچہ نس رہا تھا اس کے چھوٹے چھوٹے دانت نگلے ہوئے تھے اور آنکھوں میں ایک عجیب سے مستخرے بن کا انداز تھا۔

''کیا ہے بچہ ہنسا ہے؟'' ''ہاں۔ ہنستا ہے تو ہنستا ہی چلا جاتا ہے روتا ہے تو روتا ہی چلا جاتا ہے۔ کئی کئی دن چالیس ہے لانے کے بعد برماں انہیں کھرل کراؤ اور پھرجب وہ باریک پس جائیں تو انہیں گرم پائی میں ڈال دو اور پھر اس کی بیوی ہے کمو کہ وہ اس کے جم کو پتوں کے اس پائی سے وحلائے۔ وہ چو نکہ ایک ایسے ندہب سے تعلق رکھتا ہے جس کے لئے اسے کسی ٹیک اور پاک نام سے مسل نہیں کرایا جاسکتا۔ لیکن تم ایسا کرنا کہ ہے تو ڑتے وقت ایک لفظ دد ہرالیمناپاک لفظ ہے اور اس کے اثر ات ان چوں پر نمودار ہوجائمیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ لفظ بھی لکھا ہوا تھا۔ برا صحیح علاج تھا۔ میں نے طے کر لیا کہ كل سے اس كاعلاج شروع كر دول كا اور اس كے لئے ميں نے فضل اور كريم سے كم مجمی دیا کہ برتن اور پانی تیار کرلیں۔ کل ہے بننی راج کا علاج ہوگا۔ فضل 'کریم بوی دلیسی کے رہے تھے۔ دو سرے دن نہ صرف بنسی راج اس کی بیوی اور دونوں مینے آئے بلك جار پائج آدى اور بھى آگئے۔ ئے آنے والے حكيم صاحب كے بارے ميں وہ يہ اندازہ لگانا چاہتے ہے کہ یہ علیم صاحب کتنے پانی میں ہیں۔ اب مجھے ان تمام چیزوں سے تو کوئی ولچیل نبیں مھی کہ میرا نام س طرح ہوتا ہے۔ میں تو اپنا کام کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے بڑے اطمینان سے آمول کے درخت کے پاس جاکر دونوں درختوں سے بیس بیس ہے تو ڑے اور انسیں لے کر آگیا ہے تو ڑتے وقت میں نے وہی اسم دہرایا تھا اور اس کے بعد كريم سے كما تھا كد ان پتول كو كرل كردے۔ لوگ ميرى اس كارروائى كو د كھ رہ تھے۔ کھرل کرنے کے بعد پتوں کو پانی کے برتن میں ڈال لیا گیا اور پھرمیں نے بشی راج کی یوی سے کماکہ وہ بیماں اس پانی سے اسے نمالا دے۔ بنسی رائ کی بیوی اپنے بیٹوں کی مدد ے شوہر کو نماانے لگی۔ باقی لوگ میرے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تمام کارروائی سے فارغ ہو کر بنتی راج کی بیوی سے کما کہ انسیں سات دن تک یمال آنا ہے۔ بسرحال پهلا دن و مرا دن تيرا دن و تها دن پانچوال دن چهي دن بني راج ايخ پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا اور خوشی سے ناچنے لگا تھا۔ ساتویں دن عسل کرنے کے بعد میں نے اسے فارغ کر دیا اور جو ہونا تھا وی ہوا۔ یعنی ہد کہ بہتی میں دھوم کچ گئی کہ علیم صاحب نے جگت نام کے جادو کا لؤڑ کر لیا۔ مجھے اندازہ تھا کہ جب بیہ بات جگت نام کے کانوں تک پنچے گی تو لازی بات ہے کہ وہ میری جانب متوجہ ہوگا لیکن جگت نام شاید بہت زیادہ مفروف تھا۔ اس کا عمل کیا تھا لیکن ابھی تک میری رہنما کتاب سے مجھے کوئی اور ہدایت منیں کمی تھی۔ البتہ لوگوں نے اب میرے پاس با قاعدہ آنا جانا شروع کر دیا تھا اور مجھے بہت ے عمل کرنے پڑے تھے۔ مثلاً اوگوں کو چھوٹے موٹے کاموں کے لئے میں مجوری دیا ہے تھے۔ جب وہ نگاہوں سے او مجل ہو گئی تو کریم نے کما۔ "حکیم صاحب۔ جگت نام نے جو پچھ آپ کے لئے کملوایا ہے اس کے لئے آپ ہم سے لیا کہتے ہیں؟" میں نے گری نگاہوں سے ان دونوں کا جائزہ لیا اور پھر کما۔

"ב לינו זע בן?"

" نہیں۔ تکیم صاحب ہم خوفزدہ نہیں ہیں۔ چوہیں تھنے کی بات کی ہے اس نے۔ " شرور آپ پر وار کرے گا تکیم صاحب!" فضل نے کما۔

"وار كرے كا تو وار سبيں كے۔ تم لوگ بالكل قلر مت كرو۔" ميں في كما۔ ور حقيقت اندر سے ميں اتنا دلير شيں تھا ليكن بيہ جانتا تھا كہ بے شار افراد نے ميرے باللوں پر اپنا ہاتھ رکھے ہيں ' بات معمولی شيں ہوگی اور پھروہ كتاب جو بيشہ ميرے لئے رائے متعين كرتی تھی۔ ميں موقع پاتے ہی كتاب كے پاس پہنچا اور اسے اٹھا كر اس كے اوراق كھولنے لگا۔ جو نياصفحہ ميرے سامنے آيا اس پر لکھا تھا۔

ادران موسے سامہ ہویا ہے براہ ہو۔ "جملا اس کے بعد کسی اور بات کی کیا گنجاکش رہتی اس بھی ہے۔ وقت گزر تا گیا۔ فضل اور کریم دونوں ہی مجسس سے ویے بچھے بھی بھی کسی ان وونوں کے گردار پر شدید جرت ہوتی بھی کیونکہ پہلے بھی وہ افراد ای نام سے میرے سامنے آئے تھے۔ گوان کے نقوش مختلف سے لین انداز بالکل ایک ہی جیسا تھا۔ اکثر میں اس بارے میں سوچنے لگا تھا کہ یہ دو کردار میری زندگی سے اس طرح کیوں چیک گئے ہیں۔ وقت گزر تا رہا وہ دونوں بڑے مجسس سے لیکن میں مطمئن تھا۔ حالا نکہ میں نے بھی اس وارنگ دی تھی لیکن وہ صرف ایک جوابی کارروائی تھی اور اس سے زیاہ اور پچھ نیس تھا چنانچے میں مطمئن تھا۔ جب چوہیں گھنے پورے ہوگئے اور پچھ نہ ہوا تو فضل اور کریم بھی خوش ہوگئے۔

رہ من موں اور ۔۔ "دوست تیرے کی۔ کھودا پہاڑ نگلا چوہا۔ ویسے ایک بات تو ہے کہ جگت نام جو کہتا ہے وہ کرکے دکھاتا ہے۔ گرہمارے تحکیم جی کے سامنے اس کی پچھے چلی شیں البتہ تحکیم جی ایک بات ہم آپ ہے کے دیتے ہیں۔ دشمن سے بھیشہ ہوشیار رہنا چاہئے۔"

ایک بات اس بہت ہے۔ ۔۔۔ یہ اور میں جانتا ہوں کہ تم دشمن سے ضرور ہوشیار رہو "تم لوگ میرے سائقی ہو اور میں جانتا ہوں کہ تم دشمن سے ضرور ہوشیار ارہو گئے۔ " ضرورت مند ہمارے پاس آتے رہتے تھے۔ پھرایک دن ستیارام اپنی بیٹی گیتا کو لے کر آیا۔ ایک معزز آدمی تھا اس کی بیٹی گیتا بہت دن سے بیار تھی۔ میں نے لڑکی کو دیکھا۔
سلگتا ہوا جسین چرو۔ اس کی آنکھیں تو بے بناہ خوبصورت تھی۔ ستیارام کا تعارف فضل سلگتا ہوا جسین چرو۔ اس کی آنکھیں تو بے بناہ خوبصورت تھی۔ ستیارام کا تعارف فضل گرر جاتے ہیں اے روتے اور جنتے ہوئے۔"

"اب او علیم! تیری موت ہی تجھے یہاں تھیٹ لائی ہے۔ بہت دنوں سے بیٹا تیری ایش سننے کو مل رہی ہیں۔ علیم یہ ہے۔ علیم وہ ہے۔ کون ہے رے تو؟ تجھے معلوم نہیں ہے کہ یہاں جگت نام رہتا ہے۔ وہاں کوئی اور نہیں رہتا ہوئیں تھیک کیا ہے تونے جنہیں ہم نے خراب کر دیا تھا۔ مصروف تھے ہم درنہ پہلے ہی دن تجھے دیکھ لیتے۔ اب یہ بات تجھے بتائے دیتے ہیں کہ جنٹی جلدی ہو یہاں سے دم دبا کر دیا تھا۔ میں اس کے وہ کھ اواز تھی۔ فضل دی تھی۔ ایک برے آدمی کی آواز تھی۔ فضل ور کریم بھی اس وقت یہاں موجود تھے۔ وہ خوفردہ نگاہوں سے اس بچے کو دیکھ رہ تھے۔ میں اس کے الفاظ سنتا رہا پھریں نے کہا۔

"توتم دونوں کو جگت نام نے بھیجا ہے۔"

"بال- تجفي سمجمانے كے لئے- سمجھ ميں آئے قو سمجھ لو اور اگر نہيں سمجھ كا قا تھك چوہيں كھنے كے بعد تجفي سمجھانے كاكام شروع كرديا جائے كا۔ كيا سمجھ؟"

"تو پر بینے! جگت نام سے کمنا کہ بس بہت دن ہوگئے۔ اپنا ساز سامان یہاں سے اٹھائے اور اتن دور چلا جائے کہ اس کا نام یہاں سننے کو نہ ملے۔ ورقہ ٹھیک چوہیں گھنے کے بعد اسے پتہ چل جائے گا کہ اس آگے کیا کرنا ہے۔" دفعتاً ہی عورت نے بچ کو کندھے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے تو کیوں بک بک کے جارہا ہے۔ میں ہی جو بات کرلوں گی۔"

"رہنے دے رہنے دے۔ مجھے ہی بولنے دے اس کے لئے تو میں ہی کافی ہوں۔ ڈیڑھ سال کی عمرہے میری ابھی کے تو اس کی گردن سے چھٹ جاؤں اور اپنے دانت اس کی گردن میں داخل کردول۔ چھڑالے تو بن باپ کا بچہ نہیں۔" بچے نے کہا۔

"چپ کرجا- نامی مهاراج نے تھ سے سید کما تھا۔" عورت نے اسے ڈانٹے ہوئے کما اور بچہ مند بسورنے لگا پھروہ رول رول کرکے رونے لگا اور اس کے بعد اسے خاموش کرنا ممکن نہ ہوا۔

"وقو عليم جي- بس اس لئے آئے تھے تہمارے پاس- بات سن لي تم نے ہماري-"
"جاؤ- جو پکھ جگت نام نے کماوہ تم نے مجھے بتایا جو میں نے کما ہو وہ جگت نام کو بتا
دینا۔ تہمارا کام درمیان سے ختم ہوجاتا ہے۔" عورت نے مجیب سی نگاہوں سے مجھے
گھورا ادر پجروہاں سے واپس چلی گئی۔ فضل اور کریم نفرت بحری نگاہوں سے اسے دیکھ

"-U.

"ایک نوکرانی بھیج سکتا ہوں میں اس کے لئے۔"

"بال ایما کردیں۔" بسرحال ستیا رام ایک شریف آدمی تھا۔ ویے بھی اس کی افسیت بڑی متاثر کن تھی۔ میں اس کی آنکھوں میں آجانے والے آنسوؤں کو نظر انداز یہ کرسکا۔ بسرحال گیتا اس کے کرے میں منتقل ہوگئ اور میں نے اپنی رہنما کتاب ہے اس کے لئے ہوایات لیما ضروری سمجھا لیکن حیرانی کی بات تھی کہ اس کے لئے کوئی ہدایت مجھے کتاب میں نہ ملی۔ کتاب کے اور اق سادہ ہی رہ گئے تھے۔ بات میری سمجھ میں نہ آسکی اور میں کسی قدر الجھ ساگیا لیکن بسرحال وہ نوکرانی جس کا نام رما تھا گیتا کے ساتھ رہنے گئی اور اس نے مجھے ساتھ رہنے گئی

ومماراج! من كا روگ برا بحارى موتا ہے۔ اس كے دل سے اگر دواركا كا خيال كل جائے تو يہ تحيك موجائے گى۔" ميں نے تعجب بحرى نگاموں سے اس عورت كو ديكھا اور كما۔

"بیہ دوار کا کون ہے؟" " یوی کمی کمانی ہے مہاراج۔"

" مهاراج دوار کا اس کا پر بی تھا۔ مهاراج ستیا رام کی حو یلی میں ہی نوکری کرتا تھا۔

بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا پشتوں کا نوکر تھا۔ اس کا باپ بائے لحل بھی ستیارام بی کے

بال ملازم تھا۔ دوار کا کے بارے میں ساتھ کہ اس حو یلی میں پیدا ہوا۔ یہیں جوان ہوا۔ گیتا

گی عمر کا تھا۔ بچپن میں دونوں ساتھ ساتھ بھی کھیلے۔ آپ سمجھ لیس انسان تو انسان ہی ہوتا

کی عمر کا تھا۔ بچپن میں دونوں ساتھ ساتھ بھی کھیلے۔ آپ سمجھ لیس انسان تو انسان ہی ہوتا

ہے۔ دونوں کے بچ پر یم کمانی شروع ہوگئے۔ بائے لحل مرگیا دوار کا اپنے کام سرانجام دیتا

دہا لیکن پھر ایک دن ستیارام مماراج نے دوار کا کو گیتا کے ساتھ دیکھ لیا۔ دونوں پر یم

بندھن میں بندھے ہوئے تھے۔ ستیارام جی نے اور تو بچھ نہ کیا۔ دوار کا کو وہاں سے عائب

کرادیا۔ اب یہ تو بھگوان ہی جانتا ہے کہ دوار کا کمان چلا گیا اس کا کمیں پہ نمیں چا تھا۔

ستیارام جی نے خود بھی یمی کما تھا کہ وہ اس کے بارے میں بچھے نمیں جانتے لیکن بس گیتا

بیار ہوگئی اور اس کے بعد سے آہستہ آہستہ اس کی یہ کیفیت ہوگئے۔"

بیار ہوگئی اور اس کے بعد سے آہستہ آہستہ اس کی یہ کیفیت ہوگئے۔"

اور كريم نے كرايا تھا۔

"ستیا رام بی! زمیندار ہیں۔ بت بی شریف آدی ہیں ان کی بیٹی گیتا بت عرصے سے بار ب۔"

"كيا يماري ب اے؟"

"آپ دیکھ رہے ہیں مماراج بالکل سوکھ کر دیلی ہو گئ ہے۔" "لال-"

"مهاراج! سادے علاج کرا دیے ہیں میں نے۔ اس کی بیاری کی حکیم وید یا ڈاکٹر
کی سمجھ میں نہیں آئی۔ بھی بھی اس پر دورے پڑنے لگتے ہیں میں تو بہت دکھی ہوگیا
ہول۔ اکیلی ہی بیٹی ہے میری۔ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ بہت پھر دیا ہے بھگوان نے جھے۔ میں
سب پچھ اپنی بیٹی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہول۔ بہت دن سے سوچ رہا تھا کہ آپ کے
پاس آؤل ہمت نہیں پڑتی تھی 'کمیں ہندہ مسلمان کا چکر نہ ہو۔ آپ ہم پر توجہ دیں یا نہ
دیں۔"

" نہیں۔ دین دھرم اپنی جگہ اور انسانیت اپنی جگہ۔ میں دیکھوں گا کہ میں اس کے لئے کیا کرسکتا ہوں۔ "

"اب يه آپ كے چرنوں ميں آئى ہے تو ميں چاہتا ہوں كه اس سے تك يمال رہے جب تك كم اس سے تك يمال رہے

"جنیں تبیں- بہال میں اے کمال رکھوں گا؟"

" نہیں مماران ا میری بنی ہے آپ ہے۔ آپ اے اپنے پاس ہی رکھے۔ " میں پریشان ہو گیا تھا۔ ایک انتائی حسین اور نوجوان لڑکی تھی۔ گو بیاری نے اے خاصا ندُ حال کر رکھا تھا۔ پھر بھی اس طرح کی ایک ذے داری قبول کرنا میرے گئے ناممکن تھا۔ میں ذکر ا

"کیا میں ہوسکتا کہ تم اے لے جاؤ۔ میں ایک آدھ دن کے بعد۔" "مماراج! میہ سوچ کر لایا تھا کہ آپ کے چرنوں میں اسے لے کریا تو ٹھیک کراکے لے جاؤں گایا پچر بھگوان کی سوگند اے کمی اندھے کئویں میں پھینک دوں گا۔ مجھ سے اس کا میہ دکھ دیکھا نہیں جاتا۔"

"ارے شیں نیں۔ اب ایسا بھی کیا۔ ٹھیک ہے۔ ایسا کرد کریم برابر والے کرے میں کنیا کے لئے بہتر لگا دو۔ آپ ایسا تو کریں کی کو اس کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ

وال ب لیکن پرمیں نے آگ میں جلتے ہوئے اوراق کی جلد دیکھی۔ دو سرے کمج میرے ملل سے ایک چیخ نکل کئی۔

"ارے خدا تھے عارت كرے ..... يو لونے كياكيا-"ايك لمح ميں مجھے جلد ديكھ ارید اندازہ ہوگیا کہ یہ میری وی کتاب تھی جو میری رہنمائی کرتی تھی۔ گیتانے ایسا کیوں ار ذالا۔ میں تیزی سے آگے برھا کتاب کے اوراق اب کو نکہ ہو چکے تھے۔ میں نے غم آلود نگاہوں سے اے دیکھااور غصے سے گیتا کو۔

"يه كياكيا تون ب وقوف الركى يه كياكيا؟" من غرائى موئى آواز مين بولا اس في گردن اٹھا کر مجھے دیکھا اور پولی۔

"ميرا روگ جان كر بھى ميرا علاج كرنا جائتے ہو تم-" ميں اس كے الفاظ ير غور کرنے لگا اور پھر میں نے و تھی کہتے میں کہا۔ المحرتم نے میری کتاب کون جلادی؟"

"من تو چاہتا ہے کہ تہیں بھی ای آگ میں جلا دول-" وہ بدستور تلخ اور كرخت لیج میں بولی۔ میں بے بی ے اے دیکھنے لگا۔ میں نے کما۔

"تم في يد اچهانين كيا- اس طرح تم في جه عد ميرا مان چين ليا-" " مجمع صرف ایک بات کاجواب دو- کیاتم میراعلاج کرو می ؟"

"با تہماری اس بیاری میں میرا کوئی قصور تو تہیں ہے اور نہ ہی میں تہمارا علاج كنے كے لئے النا سفر طے كركے آيا ہوں۔"

"مجھے واپس جانے رو مجھے واپس جانے رو مجھے۔"

وگیتا! سوچا تو بیر تھا کہ تمہارے اس روگ کا علاج کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔ لیکن تم نے مجھ سے جو کچھ چھین لیا ہے اس کے بعد حمہیں دوست کمنایا تمہارے لئے دل میں گداز رکھنا میرے لئے ایک مشکل کام ہے۔ بسرحال کیا کما جاسکتا ہے۔" پر میں نے گیتا ك باب سے ملاقات كى- سيتا رام بدستور عقيدت مندى سے ميرے پاس آتا رہا تھا ميں

ومیں ملیں جاتا کہ آپ کے گھریلو معاملات کیا ہیں لیکن اس فے دور کی نئی نسل کو سجھنا بردا مشکل کام ہے۔ آپ اس کی زندگی کے پہلے دن سے اس کی پرورش کرتے ہیں۔ اس کی ہرخواش کا احرّام کرتے ہیں۔ لیکن جہال آپ نے اس کی خواہش سے مند موڑا۔ وہاں یہ آپ سے سرکش اور باغی ہوجاتی ہے۔ میں بہت زیادہ تفصیلات میں نہیں جاؤں

كربه كيفيت كل لتے ٢٠٠٠ و بھگوان جانے ' اکبلی بٹی ہے ان کی۔ بٹی کے لئے بہت پریشان ہیں۔ جگہ جگہ علاج

كراتے بين مكر من كے روگ كاعلاج كرائيں توبات ہے۔"

"موں یہ تو واقعی بری پریشانی کی بات ہے رما! میں اس کاعلاج تو کرسکتا ہوں کیکن دوار کا کے بارے میں تو پچھ معلوم ہو کہ وہ کمان چلا گیا۔"

"مهاراج! بير تو آپ كو ستيارام جي بي بنا يحت بين- پر ايك بات بم كے ديتے بين کہ اگر مارا نام ﷺ میں آیا تو آتما ہتیا ہی کرنی پڑے گی ہمیں۔ ستیارام بی بہت اچھے آدی ہیں۔ مگر اندر سے بہت سخت بھی ہیں وہ۔ دوار کا اگر ان کا ملازم نہ ہو تا تو ہو سکتا ہے کہ وہ گیتا کی شادی اس سے کرنے کے بارے میں سوچے۔ اب تو بات بی بالکل الگ ہے۔" "مول- دیکھول گامی- دیکھول گا-" ایک بار پھرمی نے کتاب کے اوراق دیکھے۔ کیکن نه جانے کیول کتاب کے یہ اوراق مجھے سادہ ہی نظر آئے۔ یہ انو تھی بات میری سمجھ میں بالکل تبیں آرہی تھی۔ بسرحال کوئی زور تو تھا تبیس سمی بر مسمی کو مخاطب بھی تبیں كرسكتا تفا- كيتاكي اصل كماني علم مين آئي تھي- اب اس كے بعد كيتا كے علاج كے لئے كيا کیا جاسکتا ہے۔ یہ ذراغور کرنے والی بات تھی۔ اس دوران لوگ میرے پاس بدستور آجا رہے تھے اور میں ان کے کام آرہا تھا۔ کوئی ایسا عمل نہیں جوا تھاجس سے یہ سوچا جاتا کہ جکت نام میرے خلاف کارروائی میں مصروف ہے۔ میں نے بھی ول میں یہ سوچا کہ ہوسکتا ہے وہ اپنے محاملات میں مصروف ہو اور اتنی توجہ نہ دے پارہا ہو۔ میں نے ابھی تک اس كے كى معاملے ميں نائك شيں اڑائى تھى۔ سوائے اس كے كه اس سے خوفزدہ ہونے والے لوگ اب ذرا مطمئن ہو گئے تھے کہ ان کے لئے کوئی موجود ہے۔ بہرعال چار پانچ ون گزر گئے تھے۔ ابھی تک گیتا ہے کوئی خاص بات شیس ہوئی تھی۔ ستیا رام دو تین بار آچکا تھا اور میں اے تسلیاں ہی دیتا رہا تھا۔ پھرایک دن رہا کسی کام سے چلی گئی تھی اور گیتا تنها تھی۔ وی دوپہر کا وقت تھا اور سورج کا قبر بدستور زمین والوں پر زندگی تنگ کئے ہوئے تھا۔ شدید کری ہو رہی تھی۔ میں نے گری سے بیجنے کے لئے عسل کیا اور اس کے بعد یو نبی شکتا ہوا ایک کمرے میں جھانکا لیکن میرے فرشتوں کو بھی گمان نہیں تھا کہ گیتا وبال موجود ہوگ۔ وہ وہال تھی۔ کمرے میں آگ روشن تھی اور گیتا کوئی چیز پھاڑ کھاڑ کر اس میں وال رہی تھی۔ میں نے چرانی سے سے کارروائی دیکھی۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی بقید چز بھی آگ میں جھونک دی۔ ایک کھے کے لئے تو میری مجھ میں نمیں آیا کہ وہ کیا کر بر- ان آوازوں کی علاش میں اپنی جگہ سے اٹھا اور آعے بڑھا۔ ان ڈھلانوں کے نزویک چنیا میں نے دیکھا کہ و هلانوں کے اختتام پر ایک پگذیدی می دور تک جاتی ہے اور دہاں ایک عمارت ی ہے جس میں روشنی ہو رہی ہے۔ سازوں کی آواز وہیں سے آرہی تھی۔ کچھے چلتے بھرتے لوگ بھی نظر آرہے تھے۔ پچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ زندگی کی زیادہ پرواہ تو تھی نہیں۔ نہ کسی تھکن کا احساس تھا۔ چنانچہ میں چل پڑا اور کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد آخر کار اس عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ عمارت کے سامنے والے جصے میں قوالیاں ہو ر ہی تھیں۔ اچھی خاصی رونق تھی۔ یمال لوگ جھوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ "کون ی جگہ ہے یہ؟"

"بالصاحب كامزار ب-"

"كيانام ب بالإصاحب كا؟"

"باباصاحب-"ایک آدی نے جواب دیا۔

" مُحْكِد " مين بهي وين بين كيا اور قواليان سنن لك ايك درويش متم كا آدى وبان موجود تھاای نے کہا۔ "كولى منت مراد كى كر آئے ہو كيا؟"

"مقم يوري كرو كي؟" مين نے جھلائے ہوئے انداز ميں كما اور وہ منے لگا۔ پھر كنے

"شیں- منیں مرادیں پوری کرنے والی ذات باری تو ایک ای ہے- وای سب کی وعائمیں سنتی ہے اور وئی فیلے صادر کرتی ہے۔ باتی سب قرب و جوار کے معاملات ہیں لکین دعا کا مرتبہ جانتے ہو دعا کیا چیز ہوتی ہے؟" میں نے چونک کراہے دیکھا اور پھر کما۔

"مال كى دعا سائق ب- ورند نه جانے كتني مصيبتول كا شكار بو يك بوت\_" ميں تے چونک کراے دیکھا فقیر ٹائپ کا آدمی تھا لیکن اس کے الفاظ نے مجھے چونکا دیا۔ کوئی معمولی فخصیت نمیں ہے۔ میں نے اس سے کما۔

"آپ مجھے باباصاحب کے مزار کے بارے میں مزید تفصیلات بتا عکتے ہیں؟" "زينب لي لي بتا على جين- وه يمال كي منتظم بين-" "يه كون بين؟"

"ون كى روشنى من ان سے مل لينك" اس في كما اور ائي جك سے اٹھ كر وہاں

گا۔ صرف انتا بتانا جابتا ہوں کہ آپ کی گیتا بالکل مُحیک ہے۔ جس نوجوان ارکے سے اد مجت كرتى ب اور في آپ نے غائب كراديا ب- اگر اے اس كى زندگى ميں شال كردين تويد مخيك موجائ كي- بلك محيك تويد بكوئي يماري مين ب- اس كى كندى آتما كا كار شيس بيد اس كى افي آتماكى كے لئے محل ربى ب- اگر آب إس كى آتما كى مانك پورى كروية بين تويد محيك موجائ كى- ورنه بداي بى رب كى- اگريد ميرا كام مو يا تومين ضرور كرديتا-"سيتارام كى كردن جمك محى تحراس نے كما-"آپ تھیک کمہ رہے ہیں مماراج-"

" نبیں جھوٹ بول رہا ہوں آپ ہے۔ جھوٹ بول کر آپ کی جیسی خالی کرانا چاہتا مول-" مجھ پر جھا ہث سوار تھی اس کم بخت اڑی کی وجہ سے میری وہ رہنما کتاب عم ہو گئی تھی جو نہ جانے جھے کون کون سے رائے دکھانے والی تھی۔ بسرحال سیتا رام کو تمام تفصیلات بتائے کے بعد میں وہاں سے نکل آیا۔ ذہن پر شدید جطابث سوار محی- میری مجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں۔ پت نہیں میں اس کتاب کی سیح حفاظت کرسکایا منیں۔ یا ایا ہی ہونا تھا۔ میری رہنمائی اس سلط میں کہیں سے منیں کی گئی تھی۔ ایک طرح ے اپنے آپ کو لاوارث محسوس کر رہا تھا۔ وہاں سے چل بڑا اور جد حرمنہ اٹھا چل یرا۔ کوئی رستہ کوئی منزل کا تعین نہیں تھا۔ بس جلا جارہا تھا۔ ذہن میں بہت سے خیالات آجا رہے تھے۔ اب تو سب کچھ ہی چھوٹ گیا تھا۔ پورٹی پر مجی احت بھیج دی تھی میں نے۔ سارا تھیل ہی ختم ہوگیا تھا۔ لیکن نیل کنول کم بخت دل کے کمی گوشے میں اعلی ہوئی تھی۔ یہ بھی باہر نکال کر پھینک دی جائے تو میں بھی ایک نیا انسان بن جاؤں۔ نہ جانے کیے کیے روگ دل کو لگا رکھے ہیں۔ ایک طرف وہ کم بخت منظم من تھا۔ ناگو کے بارے میں بھی نمیں کما جاسکتا تھا کہ کب سامنے آجائے۔ بدترین دعمن پالے ہوئے تھے میں نے۔ بسرطال میرے اس سفر کا افتقام ایک ایس جگہ ہوا جس کے بارے میں جھے دن كى روشنى ميس كوئى اندازه نهيس موسكا تقالد وريان ساعلاقد تقا مجھ نهيس معلوم تقاكم آگ چل کر ڈھلان شروع ہوجائے گی۔ لیکن رات کو جب میں ایک درخت کے نیچے لیٹا ہوا اے طالت پر غور کر رہا تھا اور بیہ سوچ رہا تھا کہ اگر کوئی در تدہ یمال سے نکل آئے اور آنے کے بعد مجھے چر پھاڑ کر ہلاک کروے تو بہت ی مشکلات کا خاتمہ ہوجائے گا لیکن سے ایک بچگانہ موج محی- آدھی رات کے قریب گزری تھی کہ اجانک ہی جھے سازوں کی آواز سنائی دی۔ میں جرت سے چونک پڑا۔ اس دیران علاقے میں یہ ساز کمال نج رہے

ے چلا گیا۔ لیکن نہ جانے کیوں میرے ذہن میں ایک بجیب سا بخش پیدا ہو گیا تھا۔ میں فید دن کا انتظار کیا۔ رات کو قوالیاں تین چار بجے تک جاری رہی تھیں۔ اس کے بعد لوگ منتشر ہونا شروع ہوگئے تھے۔ پاس ہی ایک بستی تھی۔ یہ تمام تغییلات مجھے رات میں معلومات حاصل میں ہی معلوم ہو چکی تھیں۔ جبح کو میں نے زینب بی بی کے بارے میں معلومات حاصل کیس تو ایک خاتون کے پاس مجھے پہنچا دیا گیا۔ یہ دیکھ کر میں جران رہ گیا تھا کہ وہ انتمائی نوجوان اور خوبصورت خاتون تھیں۔ میں نے عجیب سے انداز میں انہیں دیکھا تو انہوں نے کہا۔

"ميں آپ كى كيا خدمت كر على ہوں؟"

وونمیں۔ بس ایسے ہی آپ کے پاس آگیا تھا۔ سکون ول کے لئے کچھ چاہتا تھا۔ کوئی دعا وے دیجے۔" وہ برے والکش انداز میں ممرا دی۔ بعد میں میں نے زینب لی لی سے ان كے بارے ميں معلومات حاصل كرنے كى كوشش كى تو وہ مجھے اپنى كمانى سانے ير آماده ہو گئ- انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے والد ایک عالم تھے اور ویپانای ایک مشرک اور بست بد كردار انسان سے ان كا جھرا موكيا۔ جس كے منتبج ميں بهت سے نقصانات كا سامنا كرنا یڑا۔ دیما نے ان کے والد کو زہر وے کر ہلاک کر دیا لیکن ان کے والد نے بھی ایسے بندوبست كردية تف اى كے لئے كدوہ بھى رائدہ درگاہ ہوگيا۔ يد دونوں انى انى مشكلوں كا شكار ہو گئے تھے ليكن سب سے براى مشكل خود زين لي لي كے لئے پيدا ہو كئي تھى-اس میں کوئی شک میں کہ احشام صاحب نے اپنی اکلوتی بی کو بہت سے دینی علوم سے آگاہ کیا تھا اور انہیں کچھ ایک چیزیں بھی دی تھیں جو روحانیت سے تعلق رکھتی تھیں کیکن جن حالات میں زینب لی کو گزارہ کرنا پڑا۔ اس کے بارے میں انہوں نے کہا۔ "بس آپ مجھ سے میری ذاتی زندگی کی گرائیوں کامت یو چھنے۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ شدید ترین مشکلات کا شکار ربی۔ در در بسنگتی رہی اور نہ جانے کیسی کیسی مشکلات میں گر فقار رہی والد صاحب نے صرف ایک بات کمی تھی کہ بیٹے! جب یہ محسوس کرلو کہ کوئی ضرورت مندتم ہے آس لگا جیٹھا ہے تو پھرا ہے علم' اپنی روحانیت اور اپنی جسمانی طاقتوں كواس كى مشكلات كو دور كرنے كے لئے وقف كر دوں۔ يوں سجھ لواس وقت تم تنا شیں ہوتیں بلکہ تہارے ساتھ آسانی قوتیں ہوتی ہیں اور یہ آسانی قوتیں جگہ جگہ تہاری مدد كرتى بين- قدرت كى كوكى كى مشكل كا ذرايد بنا دي هدر يد بيد بيجه بيشهناك تم اس کی مشکل کا جل ہو تم تو اپنی مشکل کا حل نہیں ہو۔ کسی اور کی مشکل کا حل کیا ہو علتی ہو

الن یہ اللہ تعالی ہی جانتا ہے کہ کس سے وہ کیا کام لینا چاہتا ہے اور پھر میرے امتحان کا وات بھی آگیا۔ یہ ایک ہندو تھا جو مشکل کا شکار تھا۔ اس نے جھے سے پچھے ور خواستیں کی تھیں۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ چل پڑی۔ وہ مجھے اپنی کو تھی پر لے گیا تھا۔ اس کا نام وکرم داس تھا۔

وکرم داس کی کو تھی بھی انتائی شاندار تھی۔ اسے بوے احترام ہے اس کو تھی میں الیا گیا اور وکرم داس کی تھی بھی انتائی شاندار تھی۔ اسے بوے احترام ہے اس کو تھی میں الیا گیا اور وکرم داس جی نے کو تھی گے اندرونی جصے میں ایک کمرہ مخصوص کر دیا ........ باقی اسی و کرم داس جی نے اپنے الل خاندان کو اس کے سامنے پیش نہیں گیا تھا....... باقی لوگ اس کے سامنے غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے اوھر سے اُدھر آجا رہے تھے....... اللہ فوری ویر بعد بہت سے پھلوں کے برتن لاکر زینب بی بی کے سامنے رکھ دیتے گئے اور وگرم داس نے کہا۔

"ایی کوئی بات نمیں ہے وکرم داس جی ...... آپ نے جو کچھ کیا ہے آپ کا بہت بت شکریہ.... میں اگر کسی چیز کی ضرورت محسوس کروں گی تو آپ سے مانگ لوں گ.... آپ مجھے صرف یہ بتائے کہ آپ کا مسللہ کیا ہے؟" زینب نے کما...... اب صورتِ حال الی ہوگئ تقی کہ یہ روپ اپنائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تھا...... وہ دکھے بھی تھی کہ شاستری کا کیا حال ہوا ہے....شاستری تو مصیبتوں پر مصیبتوں میں المبوس میں ڈوبا رہاتو وہ آہت ہے بولی۔

"آپ خاموش کیوں ہو گئے و کرم داس جی......" یماں اس کے سوال میں ایبا کوئی تصور نمیں تھا کہ وہ و کرم داس کی ڈاکٹر بن کر آئی تھی بلکہ نوعمری کے ساتھ ایک جٹس تھا جو اس کے ول میں جاگا تھا...... وکرم داس جی نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر أبت يوك

"بس مِياكيا بنائي جم!"

" نهيں وكرم داس جي ..... بتائے۔"

"جوانی آئی اس پر اور جوانی ایسی آئی که جھگوان ممی پر شد لائے۔ وہ تو مصیبت بی يل ميس تي ....

"آپ بتائے۔"

وکیا کہیں .....اس ممین زادے کے بارے میں .....ن جانے کمال سے آمرا تھا؟ بدشکل صورت ترام..... پہلے نہتی میں داخل ہوا تو رتن حلوائی کی دکان پر بنجا..... كيف لكا بحوك لكي ب .... ويحد كهاف كو دو .... رتن تهرا زماف بحر كا تنجوس ...... خود نه کھاتا تھا بیٹ مجر کر ..... اے کیا دیتا....... دھتکار دیا اور تھوڑی ہی در کے بعد اس کا کباڑہ ہو گیا.....سند سڑک پر دو کتے اوتے ہوئے اس کی دکان ا پر پہنچ گئے اور اس کے بعد مٹھائیوں کے سارے تھال گرا کر ملیا میٹ کردیئے اور رتن کا ہزاروں روپے کا لقصان ہوگیا اور ساری منطائی زمین پر گر بڑی بلک ایک کتے نے رتن کو كاك بهى ليا\_ چوده انجاش ملكى- البحى تك يار برا مواب يجاره....... دوباره ستبحل اى خيس سكا ..... ايس كئ واقعات موت اور وه حرام كاجنا يمال ريخ لكا..... اس في صاف كمد ديا ..... بعوك لكى تقى ارتن ب تهورًا ساكمان كو مانكا تو ساف منع كر ديا اس في اب جو نقصان اے موا ب- اس كاكوئى كياكرسكتا تها؟ ايے كى واقعات ہوئے تھے ایک وفعہ میا لعل جی کے باغ سے آم تو ر کر کھالئے تو مال نے وُعدے سے اس ك سرير واركيا..... مالى كو فالح بوكيا اور باغ كو آك لك كى .... اليى كى باتين ہو میں جس سے اوگوں کو اندازہ ہوگیا کہ آنے والا حرام خور جس کا نام دلیے ہے اور اے ..... دیا ہے تام سے بکارا جاتا ہے کالے علم کا ماہر ہے بھیا ...... بہت کو شش کرلی کیکن کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا..... اس پائی نے یہاں سے تھوڑے فاصلے پر اپنا شمان بتالیا..... پتانمیں سیس کی نے کچھ دیواری اٹھاکراس کے رہے

پھنتا جارہا ہے اور زینب میہ بات جائق تھی کہ احتثام حمین کی بیٹی ہونے کی حیثیت = شاسری اس کے ساتھ ہروہ سلوک کرے گاجو وہ کر سکتا ہے .... کوئی بجت کوئی باہ ميں تھی۔ چنانچ اب اے اپ آپ ر پوری طرح بحروب کرے اپ آپ کو چھاے ر کھنا تھا اور اپنی زندگی کا بندوبست کرنا تھا ..... چھوٹی سی عمر میں اتنی بوی ذمے داری ليكن وقت بهت كچھ ديتا ہے اور جب انسان مصيبتوں ميں مجنس جاتا ہے تو قدرت اس كى مدد كرتى ب .... زين ك وجود مين بري پختل آئى تھى- اور اس نے دنياكو سجھ كر اس سے اپنا حق وصول کرنے کا انداز سکھ لیا تھا۔ بسرحال ...... وکرم واس جی نے کہا۔ "بنیا..... پہلے کچھ کھا ٹی لو..... آتے ہی اپنی بات شروع کردینا ہمیں اچھا

" يہ چزيں يميں رئيں ديجے ..... وكرم داس في مماراج آپ جھے بتائے كه بات كيا موئى ب جس ك لئ آپ مجھ يمال لائ بين؟" وكرم داس بى كچھ دىر تك سوچة -2 3/16-

ومجلوان نے اتنا دیا ہے جمیں کہ رکھنے کی جگد کم پڑ گئی ہے .... پر اولاد نے کی كردى ..... برى منتس مرادي مانى ايك بني بيدا بهونى ..... المار الله تو يون سجه لو .... بينا يسلم بينا كا روب محى ده .... ات و كمه كر جيت تنفي ... ات دیکھ کر سنسار کا ہر کام کرتے تھے ..... صبح اس کی صورت دیکھ کر اٹھتے تھے تو رات کو اس کی صورت دیکھ کر سوتے تھے لیکن ..... لیکن گئن و کرم داس کی آواز کیکیا گئ اور زینب نے آئکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا ..... واقعات خاصے دلچپ محسوس مورب تھے۔ زینب جانتی تھی کہ نہ وہ کوئی درویش ہے نہ کوئی ایس مخصیت جس کے پاس چھ ہو ليكن قدرت في الله كالخف ديا تحليسه اور اس تخفي الده اس كالقين متحكم تفا .... اب تك بهت ے كام بے تح ... اس من كوئى شك نہيں كه ايك شیطانی جال میں کھنسی تھی لیکن یہ بھی اس کا ایمان تھا۔ حالات خوفناک سے خوفناک ہوگئے سے اللہ کا امتحان تھا اور وہ اس امتحان کو اپنی بساط بھردے رہی تھی لیکن اس نے بسم الله كا وامن شيس چھوڑا تھا اور وہ يہ مجھتى تھى كم بم الله بى كى بركت ہے كه وہ شيطان .....ديك اس كا ابحى تك يجه نسيل بكارْ سكا اور وه عزت و آبرو بيائ موك اس کے چکل سے فکل آئی ۔۔۔۔۔۔۔ یہ اس کے سینے میں ایک محکم دیثیت رکھا تقا...... بسرحال وه وکرم داس کی باتیں سنتی رہی...... جب وکرم داس پکھ کھے "كيا بوا؟"

کیلی بار ہم نے وہ تجوری کھولی جس میں ہمارا بہت سامان بحرا ہوا تھا۔ مر تجوری میں الله بحرے ہوئے تھے.... مونے کے زبورات سانی بن گئے تھے اور نہ جانے کیا کیا او ا ربا تفاد کیا کیا جائے ..... بس جو بھی ہوا وہ دیکھنے کے قابل تھا.... ہماری پتنی الدورات بين كرشادي ميس كئ تو عورتين چينين مارف لكيس كيونك باركى جك اس ك کلے میں سانپ للکے ہوئے تھے..... وطرم پتنی تو بے ہوش ہوگئی تھی ڈر کے مارے ..... بعد میں زاور چر زاور بن گئے .... ایے تھیل روزانہ ہونے لگے اور الماري زندگي برباد مو كئي..... بات تو بت كبي ب بنيا..... مرجم عميس مخفر بنا رب وں اسس وہ ہم سے مسلس سے کتا رہا کہ بنیا اے دے دی جائے ورند وہ اس گھر کو فرگ بنا دے گا..... بات چونکہ ہم نے اپنے تک بن رکھی تھی.... زیادہ لوگوں کو منیں بتایا تھا اس بارے میں .....اس سے بٹیا کے رشتے آنے لگے اور ہم نے سوچا کہ اس کی شادی کردیں تاکہ اس پالی ہے ہمیں چھکارا مل جائے ..... یمال تک کہ ہم نے کانی سوچ بچار کرکے ایک رشتہ منظور کر لیا۔ یہ رشتہ سروپ جی کے بیٹے موہن کا تھا..... سروپ بی برے اچھ خاندان کے مالک سے اور اچھی خاصی حیثیت کا وجار ر کھتے تھے..... اس کئے ہم نے سوچ بچار کرے ان کے بیٹے کا رشتہ قبول کر لیا۔ برحال .... بٹیا ساری باتیں طے ہوگئیں سارے کام ہم نے خفیہ ای طے کئے تھے .... يمال تك كه موہن كى بارات ألكى ..... ام نے بجى خوب وهوم دهام سے تیاریاں کی تھیں اور آوی لگا دیئے کہ پالی دیما کمیں کوئی گربونہ کرے.... ہم نے اپنے آدمیوں سے کمہ دیا تھا کہ اگر پالی دیا اپنے گھرے مارے گھر کی طرف آئے کی کوشش کرے تو لاٹھیاں مار مار کراس کا بھیجہ فکال دیا جائے.... یولیس کی گڑ برد ہم برداشت کرلیں گے..... ہمارے آدی اس کی عمرانی پر لگ گئے۔ مرانموں فے جو جمیں بتایا وہ ہم تہیں بتا رہے ہیں..... ہوا یہ کہ دیپا ایک لکیر کاٹ کراس کے چے کھڑا ہو گیا اور وہیں کھڑا رہا..... ادھریہ ہوا کہ بٹیا کی بارات آئی....سب ٹھیک ٹھاک تھا.... معمان خوش تھے .... پچھ ایے خاص آدی تھے جنہیں دیا کی بدمعاشی معلوم مقی۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ کمیں دیما کوئی گربونہ کردے ..... ہم بھی یریشان تھے اور ہماری دھرم پہنی بھی...... سارے کے سارے ہی دیمیا کی طرف سے ریشان ستھ کہ بھگوان کرے یہ شادی آرام سے ہوجائے۔ مگر بٹیا ہماری تقدر میں یہ سمیں

کی جگہ بنادی اور اس نے وہیں ہے گندے کام شروع کر دیئے ۔۔۔۔۔۔۔ کسی کی پگڑی اچھالی۔۔۔۔۔۔ کسی کی بگڑی اچھالی۔۔۔۔۔ کسی کے مارے پریشان ہیں اس ہے ۔۔۔۔۔ پھرایک بار وہ کمین کا جنا ہماری بٹی کو دیکھنے میں کامیاب ہوگیا۔۔۔۔ بٹیا گھونے پھرنے گل تھی اپنی سبیلیوں کے ساتھ کہ کمیں اس کے ٹھکانے کے سامنے ہے گزر گئی۔۔۔۔۔ بس اس کے ٹھکانے کے سامنے ہے گزر گئی۔۔۔۔۔۔ بس اس کے ٹھکانے کے سامنے ہے گزر گئی۔۔۔۔۔۔ بس اس کے بیٹھاور کہنے لگا۔

"وكرم داس! جمارا بياه كردواني بنيا -- "جو آگ جمارے من بيس كى ب وه تو جم بى جانتے بيں- بہت سے لوگوں كے ماتھ بيٹے ہوئے تے ........ جميں يوں لگا جيسے جمارے منہ پر گوبر مل ديا گيا ہو ليكن ہم جانتے تھے كہ وہ شيں يول رہا بلكه اس كاكلا علم بول رہا ہے...... برداشت كرگئے علائكہ ہم چاہتے تو جو حال ہم اس كاكرتے وہ ديكھنے والے ديكھے ...... پر كياكيا جاتا؟ گندگى ہے تو جمى ذرتے بيں ...... بمرحال ....... برى مشكل كى ربى اس نے دوبارہ اكيلے بين آكر ہم ہے كما۔

''کیاسوچاتم نے وکرم داس جی؟'' ''تیراستیاناس جائے۔۔۔۔۔۔ کتے۔۔۔۔۔۔ ہتھیارے۔۔۔۔۔ کتجے اپنی او قات معلوم ہے۔۔۔۔۔۔ اپنی عمر د کم کے۔۔۔۔۔۔۔ اپنی شکل دیکھ۔۔۔۔۔۔ اپنی کرانٹ دیکھ اور ایس کرانٹ

ہے ...... اپنی عمر دیکھ اور اس کے بعد اپنی شکل دیکھ ..... اپنے کرتوت دیکھ اور اس کے بعد اپنی مانگ دیکھ۔ "وہ بے غیرت بے حیائی ہے ہنتا رہا اور بولا۔

"دیکھو وکرم داس جی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہماری بات مان او۔ جس چیز کو ہم حاصل کرنا چاہیے ہیں وہ حاصل ہوجاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہم اگر چاہیں تو تہماری بنیا۔۔۔۔۔۔ کتیا کی طرح دم بلاتی ہوئی ہمارے دوار پر آپڑتی۔۔۔۔۔۔ پر ہم نے سوچا کہ سنسار کی ساری چیزیں تو ہم اپنی شحق ہوئی ہمارے دوار پر آپڑتی۔۔۔۔۔۔ پر ہم نے سوچا کہ سنسار کی ساری چیزیں تو ہم اپنی شحق ہے حاصل کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اپنی دھرم پتنی کو ہم اس کے ماتا پتاکی اجازت سے حاصل کریں گے اس میں ہمیں مزو آئے گا۔ "

· "كتے كے جند كيا ہوگا زيادہ ہ ارا گھر بتاہ كردے گا تو..... جادو لونے كرے گا تو..... جادو لونے كرے گا ہم پر.... مار دے گا ہميں .... اپنى او قات د كھيد يہول سى بينى كسيس تجمع دينے كابل ہے بينى كسيس تجمع دينے كابل ہے بينى كسيس تجمع دينے كابل ہے .... "تو وہ ہنتا ہوا بولا۔

"جو ہونا تھا وہ ہوچکا تھا...... ہم برباد ہوگئے تھے..... لوگ ہم پر انگلیاں اٹھاتے ہیں گرکسی کی زبان کو کون روک سکتا ہے۔ ہمارے ایک رشتے دار یمال تھوڑے فاصلے پر ایک بہتی ہیں رہتے ہیں.... وہ بھی شادی میں آئے تھے۔ سب کچھ دیکھا تھا انہوں نے اپنی آئکھوں ہے۔ کوئی دو مینے پہلے وہ آئے اور انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک ایسے مماتما ہے ہم تو کوشش میں لگے ہوئے ایک ایسے مماتما ہے ہم تو کوشش میں لگے ہوئے سے۔ بیار ہوگئے کہ اس مشکل ہے چھٹکارا تو ملے۔ بعد میں دیکھا جائے گاکہ کیا ہوتا ہے؟ بسرحال ہمارے وہ رشتے دار اس مهمان مهمانی کو لے آئے۔ وہ چالیں ' بینتالیس سال کا بسرحال ہمارے وہ رشتے دار اس مهمان مهمانی کو اے آئے۔ وہ چالیں ' بینتالیس سال کا

تخا..... لكن مندُب تيار موكيا..... مندُب مين آگ جل كئي..... بندُت اشلوك ير هن لگا اور يرين كاللو، موين كے لوے باندھ ديا كيا ..... يسلا چيرا موا ..... دو سما پھیرا ہورہا تھا کہ بریق کی چیخ ابھری اور پھر جاروں طرف سے چینیں ابھرتے للیں ائم نے دیکھا کہ موہن سیس موہن نمیں رہا بلکہ وہ ایک ڈھانچہ بن گیا ہے .... سو کھی بڑیوں والا ڈھانچہ جس کے ہاتھ پاؤل لٹک رے سے اور وہ پرین کا ایک پلوایت ہاتھ میں تھامے لگن منڈپ کے کنارے کنارے آگے بڑھ رہا تھا۔ خود سروپ کی چینیں اجرے لکیس اور پرتی بے ہوش ہو کر نیچ کر پروی ..... بدی مشکل سے اس وُها نچ کے باتھ ے پرین کا بلوچینا گیا اور اے اٹھا کر اندر لے جایا گیا..... ادھر سارے می چا رہ تھے اور ادھر موہن ایک ڈھانچ کی شکل میں لگن منڈپ کے کنارے کھڑا ہوا بھیانک اندازیس اپنی سو کھی کھوپڑی ہلا رہا تھا.... پھرنہ جانے کیا ہوا بس یوں سمجھو کہ سروپ نے مارا گریان پکو لیا.... کئے لئے کہ تم نے وصوکا کیا ہے.... اب تم خود ای بتاؤ ..... بنيا كم بم في كياد حوكاكيا؟ ايك كند علم والا مار ي يحي لك كيا تعالواس میں جمارا کیا دوش تھا لیکن بات ہی ایسی ہوگئی تھی..... یہ تو نہیں کمد کتے تھے کہ اس وصافح کے ساتھ اپنی بری کے پھرے کردیتے ..... بنیاب مجھ او بنیا کہ عزت الگ منى الله الله كاليال الله كالمس الله كالمس المروب اور اس كى بنى وهاوي مار مار كررورب تقے۔ پھر انہوں نے بیاطے کیا کہ جو کچھ بھی ہے ....موہن ہی کے دُھانچ کو ساتھ لے جائیں..... سوکھا ہوا ڈھانچہ ان کے ساتھ چل پڑا.... ایک عجیب تماشا ہوگیا تھا.... بیچارے خوبصورت اڑے کو ای شکل میں واپس لے جایا گیا..... قریب کوئی نیں آرہا تھا..... سب الگ الگ کمانیاں سارے تھے..... پھرایک عجیب بات ہوئی کہ وہ جیسے بی ماری بہتی سے نکل کر اپنے گھر پہنچا تو اس کی اصل شکل واپس آگئي.....اس كابدن تواے واپس مل كيا تھا ليكن اس كا دماغ تحيك نہيں رہا تھا..... آج بھی ساہے کہ پیچارہ پاگل ہے..... اور إدهر أدهر مارا مارا بحربا ہے ....سس مروب ف اس كے علاج كے لئے نہ جانے كياكيا بعن كر ڈالے۔ ہم سے تو و شنى يو كئى ہے ان كى ..... مارا نام من كرتو وه كانول كو باتحد لكات بين اور كيت بين كه بعكوان في اگر موقع دیا تو دہ ہم سے بدلہ ضرور لیس کے ..... اب تم خود ہی بتاؤ بٹیا کہ اس میں بدلے كى كيابات ب- تم يد سجھ لوك سنسار ميں يا اپنے آس پاس جانے والوں كے ذريع بم جو کھے کر کتے تے وہ ہم نے کیا .... بھوان کی سوگند نہ جانے ہم نے کس کس کے ہائے۔ وہ دیمیا کو سنبھال لے گا۔" "أيك بات بتائي-"

"جب په واقعه ہوا تو دیپا کاکیا ردعمل ہوا؟"

"پي شين سين بيد بات پيد شين چل سکي-"

" ننیں ..... میرا مطلب ہے کہ بارات واپس جانے کے بعد کیا دیما آپ کے پاس

"احچا..... پرآپ ایک بات اور بنائے-"

" بال..... لوچھو-"

"کیااے اس مهاتماکی آمدے بارے میں معلوم ہوا۔"

"بال..... واى تو حميس بنا رب بيل ..... بنيا اس كى بات من كرجم ف فوراً اے گھرے نکال دیا۔ مروہ واپس نہیں گیا بلکہ اس نے بھی دیا ہے تھوڑے فاصلے پر آیک برائے ورخت کے نیچے اپنا استھان جمالیا اور ابھی تک وہیں بیشا ہوا ہے۔"

"كيا؟" زيب بمرجوتك بري-

"بال-" وكرم واس ايك محندى سائس في كربولي ..... "وه الجمي تك وين

"-C 19.40

"بردی عجیب بات ہے..... کیا دیمیا نے اس کے خلاف کچھ نہیں کیا..... میرا مطلب ے کہ ایک جگل میں دو سانپ رہ رے ہیں۔"

وحتم نے اسے شیر نہیں کہا..... اچھا کیا..... واقعی وہ سانپ ہیں۔" "اچھاایک بات اور بتائے۔" زینب اب باتوں میں مکمل ولچی لے ربی تھی۔

"بوچھو مميا..... بوچھو-"

اس واقع كے بعد آپ كى بني كاكيا حال ہوا؟"

وکیا بتاکیں؟ بس اے ویکھ کر تو ول کتا ہے بٹیا بھگوان کی کو ایا روگ نہ دے تم کیا جانو گی بٹیا 'بھگوان نے بے شک متہیں گیان وحیان وے دیا ہے ..... پر ماتا پتا کا دل تو نسیں دیا ہوگا تمہیں۔ زیادہ سے زیادہ تم اس بارے میں سوچ علی ہو ...... پر بد سوچ بھی ولی نہیں ہوگی۔"

ایک لمبا تزنگا آدمی تھا۔ وہ آیا اس نے پریتی کو دیکھا اور پاپی کے من میں کھوٹ آگیا۔

"بنیا ..... مارے تمارے ای باپ بنی کارشت ہے .... عریس ہم تمارے پا سان ای بین پر مجوری ب بنیا کوئی ایس ولی بات منہ سے نکل جائے تو برا مت مانا بین۔" "نبيل ..... آپ بتائے كيا موا؟"

واس نے اس وقت تو کہا کہ وہ علاج کرے گا مگروہ علاج نمیں ایک طرح سے دیا ے جنگ ہوگی..... ہم نے اس سے کماکہ وہ پینے کی فکرنہ کرے 'جو مانکے گادیں گے 

"روپ پیے کی بات بعد کی ہے .... وکرم واس پہلے اس دیما کو ویکھنا 

"جسے تم چاہو کرو ..... ہم تو تمارے واس ہیں .... ماری بنیا تھیک ہوجائے بس پرجو ہوگادیکھا جائے گا۔"

"تم این بنی کی تندر تی اور صحت چاہتے ہو نا؟"

опештаи. сот "-ч" "اس كے بعد كياكرو عي?"

"ارے بھیا ..... بیٹیوں کو گھرے رخصت کردیتے ہیں۔ یبی مال باپ کی خوشی

وفیک بے .... میرے لئے رہائش کا بندوبت بھی کردو اور ہم نے اس کے لئے ایک جگه رہائش كا بندوبست كرويا ليكن اس في جارك اس رشت دارے جو كھے كىلى الى سى جارك موش الركاي

"92 UILUS"

"اس نے کما کہ پریتی کا ایک بی علاج ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ اس کی شادی کردی جائے.... اس یالی کو ہمارے اس رشتے وار نے بتایا کہ ایک باریہ کوشش ہو چی ہے اور یہ بیجہ نکا۔ تب اس پر وہ کہنے لگا کہ وہ شادی اس سے کردی جائے تاکہ وہ دیما کا مقابلہ كر سكے .... بنيا بين ملى ملى ابنى بنى سے ماواؤل كا ... جاند كى طرح مندر ہے وہ۔ بہت ہی پیاری ہے۔ جو اے ایک بار دیکھتا ہے وہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔ وہ یالی بھی اس چکر میں پر گیا اور اس بات پر ضد کرتا رہا کہ پرین ے اس کی شادی کر دی اں کہ وہ کمینہ محض اور دو سرا رو ہن آپ کی تاک میں تو صرور رہتا ہوگا۔ میں شیں جاہتی کہ میں ان لوگوں کی نگاہوں میں آؤ...... ویسے تو میں ایک معمولی می صخصیت ہوں کیکن ممکن ہے وہ اپنے گندے علم سے میرے بارے میں معلومات حاصل کرلیں۔" یہ تو کوئی مشکل بی شیں ہے۔ میں نے جہیں بنایا تھا نا بنیا کہ میرے لئے ایک بزرگ خاتون نے بری وعائیں کی تھیں اور ہم لوگ آج تک کیی کہتے ہیں کہ بھگوان انسیں سورگ میں جگد دے۔ اسمی کی دعاؤں سے ماری بٹیا پیدا موئی تھی۔ وہ ایک بزرگ خاتون تھیں۔ ہم انہیں خالہ کہا کرتے تھے۔ خالہ بی کا بیٹا علی سامنے والے کھر میں رہتا

> مميس اس كے بال تھرا ديت بين اور كوئي مسلد بى نبيں ہے۔" "يه زياده مناسب رے گا۔"

"مول بھی مناسب رہے گا کہ وہ مسلمان ہے اور وہاں تہیں کھانے پینے کی کوئی تكليف شين ہوگی۔"

ہے۔ یوی ہے اس کی نے ہیں اس کے .... اچھی خاصی زندگی گزار رہا ہے۔ ہم

"بت اچھی بات ہے لیکن علی۔"

"ارے بٹیا دیکھو گی تو پنہ چل جائے گا کہ کیے ہیں وہ لوگ" بہرحال تھوڑی دیر کے بعد وکرم داس زینب کو لے کر علی کے گھر پہنچ گیا۔ دروازے پر دستک دی تو ایک محض باہر آیا۔ و کرم نے جواب دیا۔

«وروازه کھولو اور مهمان خانه بھی۔"

"جی ....." اس شخص نے کمااور ہم اس کے ساتھ اندر داخل ہوگئے۔ "على كمال بن؟"

"-1121"

"بلاؤ ذرا الهيس-"

"جي الله علام بولا-

"اور چائے بھی تیار کراو۔"

"جى ..... بست اچھا-" زينب حرت سے يه كارروائى ديكھ رى تھى- مهمان خاند بہت آرام وہ تھا۔ دیوان بڑے ہوئے تھے۔ ماحول بہت صاف متحرا تھا۔ چند ہی معف کے بعد ایک مخص اندر داخل ہوا۔ گورا چا رنگ۔ چھوٹی می داڑھی۔ اچھی مخصیت کا مالک معلوم ہو تا تھا۔ اندر داخل ہو کر پہلے زینب کو اور پھروکرم داس کو دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

"اس كاحال كياب؟" "ملائيس كي المائيس محمد الموائيس كي الموائيس كي الموش روي بي مجمد الولتي

"اچھاایک بات بتائے وہ دیما جو ہے وہ اب بھی وہیں رہتا ہے؟"

"ویے کا ویا ..... ہم نے بھی اپ آدی لگا تو رکھے ہیں اور وہ دور دورے دیا كو اور اس پالي كو ديكھتے رہتے ہيں جس كانام روئن بي .....نه ديانے اس كا يكھ بكاڑا شہ رو بمن نے دیمیا سے کچھ کما۔ دونوں اپنی اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں لیکن دونوں کے ﷺ کوئی جھڑا نمیں ہوا ..... ابھی تک دونوں ایک دو سرے سے بھی نمیں ہیں-ویے ہمارے اس رشتے دار نے ایک اور مصبت لاکر گھڑی کردی ہے۔ مگر کیا کمیں ؟ پہلے ایک تھااب دو ہوگئے ہیں۔"

"مول .... ويكف وكرم داس جي ميس كه نيس مول- ميس جانتي مول يا كر الله جانتا ہے اور جھ پر کیا بین ہے اید الگ کمانی ہے جس کا آپ سے کوئی واسطہ نہیں لیکن میں کوسٹش کروں گی ..... امید تو ہے کہ اللہ کی دین کسی نیک کام کے لئے رائیگاں نمیں جائے گی لیکن متیجہ اللہ کی مرضی پر بے ..... مجھ رہے ہیں نا آپ؟ اگر کچھ کر على تو آپ كى سيس ميرى خوش فتمتى موگ- باتى آپ مجھے نه كر كے ير كوئى الزام نه

"فيس بنيا الرام كى كيابات عجم سب تو دعائي كريس مح تسارك لك كيونك تم الارك لئ كام كررى مو-"

"انشاء الله مجھے اللہ كى دات سے اميد بك كھ نہ كھ بوجائے گا ....." زينب نے بورے اعتاد کے ساتھ کما۔ اس کے بعد وکرم داس نے اپنی دھرم پتی سے زینب کی ملاقات کرائی اور اس کے بعد دور سے اس نے بریق کو بھی دکھایا۔ ور حقیقت بت حسین اوی تھی لیکن کھوئی کھوئی کی تا نہیں اس کے ذہن میں کیا تھا۔ زینب نے پچھ سوچا پھر بولی-"ايك بات بتائية وكرم داس جي-"

"کیا میرا قیام آپ کی ای حویلی میں ہو گا؟؟"

وهيس معجها نهيس ديوي جي-"

ومیں جاہتی ہوں کہ میں حو ملی سے مچھ دور رہول..... اس بات کے امکانات تو

گزر رہی ہے ہماری۔ یہ تو میری خوش فتمتی ہے کہ بمن مجھے آپ کی خدمت کرنے کی سعادت ملی اس کے لئے بھی سعادت ملی میں سعادت ملی ۔۔۔۔۔۔۔ میرے نئے بچیاں ہیں۔۔۔۔۔۔۔ کوئی دعائیں ان کے لئے بھی گردیں۔۔۔۔۔۔ ایک بات اور بھی پوچھنا چاہتا ہوں۔" ''ہاں۔۔۔۔۔۔۔ کئے۔'' زینب نے کیا۔

"و کرم داس نے اپنی مشکل آپ کو بتا دی ہوگی...... اس کی ذات برادری کا معالمہ ہے۔ وہ ہندد ہے اور اس کا گھرانہ مذہبی طور پر بہت کٹر ہے۔ غالباً وہ لوگ اس بات پر ضرور اعتراض کریں گے کہ وہ ہندو ہونے کے بادجود ایک مسلمان سے کام کرا رہا ہے لیکن میہ اس کی مشکل ہے۔ چنانچہ اس بات کو چھپانا پڑے گا کہ آپ یمال کیوں آئی ہیں۔ آپ کو اس پر اعتراض تو نہیں ہوگا بمن جی۔"

"على بمائى ..... الجھى بات ب كد آپ نے يہ بات كمد كر مجھے زبان كھو لئے كا موقع ديا- ميس بھي آپ كوي بنانا چائتي مول كه نه تو ميس عامل مول اور نه دروليش..... نه فقير' نه سينجي هوكي هول- انسان هول بال...... آپ يول سمجھ لينج كه وقت اور طالت نے میرے سینے میں کھے ایک چزیں اٹار دی ہیں جو میرے لئے کار آمد ہوئی ہیں بس اننی کے سارے کچھ کرلتی ہوں ..... جھ سے کما گیا ہے کہ اگر انسان کمی مشکل میں مولواس كے دين دعرم ير غور نه كرو بلكه جو كھ بن يرے كردو كونكه ايے باب كى بينى موں جن کے بارے میں اگر بناؤں تو آپ یقین شیں کریں گے۔ بسرحال چھوڑیے ان باتول کو۔ بید داستان جو میں نے تی ہے اس کے بارے میں نہیں جانتی کہ اس کے لئے کیا گر سکتی ہوں' لیکن اللہ نے اگر میری مدد کی تو شاید کھے ہو جائے ورنہ مجھے معذور مجھنے گا۔ ساري باتين بتا چکي مول..... بهتي مين جو پچھ موا ہے اس مين ميرا قصور نمين قا ..... ميرا مطلب ب كديس نے جان بوجھ كر چھ شين كيا ..... بس يوں عجھ لين کہ بید اللہ کا حکم تھا کہ وہ مجھے سرفرازی عطا کرے۔ سواس نے ایبا بی کیا۔ مجھے نہ تو نام ے ولچیں ہے اور نداس بات کو منظر عام پر لانے کی خواہش ہے۔ اس میں میری ہی بچت - اگر کچھ نہ کر سکی تو اس میں مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے گی- آپ میری بات پر جران ن ہوں علی بھائی! میں مج بولتی ہوں اور میں نے جو پچھ کہا ہے۔ مج ہی کہا ہے۔ میں پچھ الله ك ميس مول .... بس يول سمجه ليج كد اي باب كى بني مول جس ف الله ك الله ك مامنے بیشہ گردن جمالی ب اور مجھے اس کے سائے گردن جما کر رہے کی بدایت کی ہے..... میں خود بعض مشکلات کا شکار ہوں اور بڑی مشکلوں میں یو کرایے گھرے نکلی "بي بمن كون ب بهارى ......... وكرم داس جى؟"

"زينب نام ب - مهمان ب - تهمارك ساتھ رب كى على - "

"الله كا احسان ب كه الله في مجمع مهمان س نوازا ......... ويس آپ جس كام سے گئے تھے وكرم داس جى دہ ہوگيا؟"

"بال ...... تمهيس تفصيل تو بتائى تھى ہم نے - "

"بال...... اوہو ...... اچھا اچھا ۔... گریے .... یہ تو بڑی چھوٹی ی ہیں..... ایک پیاری می پکی تو کمہ کتے ہیں ہم اشیں..... کوئی درویش یا ولی شیں کمہ کتے۔"

"ایک بات بناؤ علی ..... بقول تمهارے اگر الله سمی کو دیتا ہے تو کیا شکل و صورت ..... عمریا تجربه دیکھ کر دیتا ہے؟"

"شیں .....اللہ تو ہر عربیں کی کو کھے دے سکتا ہے۔" وکرم داس جی ادھررخ ارک ہولے۔

ودمیں تہمیں بتا چکا ہوں بیٹا کہ علی کو ب پچھ معلوم ہے...... ساری باتیں یہ جانتے ہیں۔ تہمارے باتی ہے جانتے ہیں۔ تہمارے باس جانتے ہیں۔ تہمارے باس جانتے ہیں۔ تہمارے باس تعمیل بتا دی تھی..... اور میں انہیں ساری تفصیل بتا دی تھی..... اب اب بٹیا تہمارے سامنے ہیں۔ " اور سنوعلی اب بٹیا تہمارے گھر رہیں گی' دیکھو میری بے عزتی نہ ہو۔ "

"كيسى باتيں كررہ بي آپ ...... بينوں كى خدمت بھائيوں ، اچھى كوئى اور كرسكتا ہے ..... ويے آپ مطمئن رہے انتيق يمال كوئى تكليف نميں ہوگى اور بمن آپ كانام-"

"زينب عيرانام ...." زينب في كما

"دردی بات ہے۔ آپ اتن می عمر میں دنیا کو بہت کچھ دینے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ بی ہو سکتی ہے کہ اللہ نے آپ کو اتنا دے دیا ہے کہ آپ اے سنبھال شمیں پارہیں اور اس کا دیا ہوا بانٹ بھی رہی ہیں۔" زینب نے گرون جھکالی........ جو حقیقت تھی وہ تو اس کا دل جانتا تھا' لیکن بھرطال...... سب کے سامنے تو پچھے نمیں کہا جاسکتا...... پھروکرم واس جی زینب کو وہاں چھوڑ کر چلے گئے اور علی زینب کے سامنے بیٹھ گیا۔

" گھروالی اور بچوں سے ملواؤں گا ابھی .....اللہ کے فضل سے بری اچھی زندگی

ک گھٹ اور شوخ ہے۔ عمر تو انجھی خاصی ہو گئی لیکن طبیعت میں بچیپنا ہے۔ میری التجاہے کہ آپ یمال کمی کی بات کا برا مت منائے....... آپ بے شک چھوٹی می عمر کی ہیں لیکن ہے اللہ کی مدد حاصل ہوجائے وہ بہت بڑا ہو تا ہے۔ میں بس یہ چاہتا ہوں کہ میرے کسی کچے کی گتاخی میرے لئے سزانہ بن جائے۔"

" آپ کیسی بات کر رہے ہیں۔ آپ نے مجھے بہن کہا ہے....... بس سمجھ کیجئے آپ کی چھوٹی بہن ہوں میں اور وہ بھی مجھے نظر آئیں گے وہ میرے سبیتیج بھتیجاں ہوں گا۔"

"الله آپ کو عمر خصر عطا فرمائے..... آپ کے مرتبے میں بے پناہ اضافہ کرے۔ آپ کی ہر مشکل کو حل کرے ....."اس نے کما اور اس کے بعد باہر نکل کیا ..... زینب کو ہنسی آنے لگی تھی۔ اس کمرے میں خاموش بیٹھی حالات پر غور کرتی ہوئی وہ یہ موج رہی تھی کہ کیا ماضی میں اس نے بھی بیہ تصور کیا تھا کہ وہ اس طرح سے منظرعام پر آئے گی- مردوں اور عورتوں کے سامنے اس طرح بے تجاب پھرے گی....... وہ ایک إر حجاب كوركى يُر حجاب بني تحق كيكن تقدير اليه بن فيط كرتي بيسيد البت تقدير ك ایں تھلے پر اے بے حد خوتی تھی۔ اللہ نے کم از کم اس کے ساتھ کیمی احسان اور الصاف كياكه اس كے اپنے چرك كو رسوانه كيا...... يه جمي بهت برا احسان تحا.... بسرحال..... زندگی کے بارے میں اس عمر میں تی زینب کو اختشام حمین نے بہت سی باتیں بتا دی تھیں ...... اگر اس کی تربیت اس طرح سے ند ہوئی ہوتی تو شاید خوف سے مرای جاتی اور شاید اتنا زیاده برداشت نه کریاتی جتنا ده برداشت کر ری محی- ایک طرف ديبك جيساشيطان جس سے وہ نكل بھاكى تھى اور ايك طرف اس كا نتھاسا كمزور وجود كيكن شليد اس بستى ميں چيش آنے والے واقع كى نوعيت اى اندازكى تھى كه جيا اے يہلے امتحان میں کامیابی عطاکی گئی ہو اور اے بتایا گیا ہو کہ کسی بھی مخرور وجود کے ساتھ اگر اللہ كى مدد حاصل موجائ تو پركونى وجود كرور نمين رہتا...... اگر اے اس روب مين ب مقام عطاکیا جارہا ہے تو یقین طور پر اس کی بمتری کے لئے ہی ہوگا..... حالا لک ول سوچتا تھا یہ آرزو لھے لھے ابھرتی تھی کہ زندگی پھراس ڈگر پر آجائے۔ حالات وی رخ افتیار كرليس ..... وه چهوتا سا گهرجهال مال كى محبت ..... باپ كى شفقت يارى پار .... پار کا نماگر .... لین اس ساگر کی مجھی اب خشک زمین پر توپ رہی تھی..... بیہ تڑپ بھی کبھی تو آئی شدید ہوجاتی کہ آتھوں سے آنسو بن کر بہہ تکلتی

ہوں...... اگر کچھ کرنے میں کامیاب ہوگئی تو ہوسکتا ہے کسی کی دعائیں میری مشکلات کا حل پیش کردیں......." زینب کی آواز بھرا گئی...... علی گھری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہاتھا پھراس نے کہا۔

"دیسے اس میں کوئی شک میں کہ وکرم واس ایک اچھا انسان ہے طالا تکہ ہم لوگ الگ اور میں ہم الگ الگ دین دھرم سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہماری دوستی بہت مضبوط ہے اور میں ہم دفت اس کی بھلائی چاہتا ہوں...... آپ سے میں ذاتی طور پر ایک درخواست کرتا ہوں کہ چاہے جو پچھ بھی ہوجائے آپ اپنی مقدور بھراس کے لئے کوشش کریں گ۔" کہ چاہے جو پچھ بھی ہوجائے آپ اپنی مقدور بھراس کے لئے کوشش کریں گ۔"

"اب آپ کے لئے آرام کا بندوبست کئے دیتا ہول..... چند ضروری باتیں کرکے اٹھ جاؤں گا۔ آپ برانہ مانیں۔"

"میں ہیں۔ انہیں آپ نے اگر مجھے ہمن کہا ہے تو میں براکیے مان عتی ہوں۔"

"میں کی چاہتا ہوں کہ اپنے خاندان والول میں آپ کو اپنے ایک دوست کی ہمن کی حیثیت ہے متعارف کراؤں گا اور اصلیت کے بارے میں پچھے نہیں بتاؤں گا۔۔۔۔۔۔

کی حیثیت سے متعارف کراؤں گا اور اصلیت کے بارے میں پچھے نہیں بتاؤں گا۔۔۔۔۔۔

ایسا کام میں اپنی بیوی کے سامنے بھی کروں گا۔ یہ مجھے اس لئے کرتا ہے کہ آپ کو چھپانا ہوگا۔ گھر میں بھی کسی سے کوئی تذکرہ نہیں کروں گا۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ آپ ایک عام انسان کی حیثیت سے بی ان کے سامنے بیش آئے۔ میرے بیٹے بیٹیاں ہیں۔ باقی تو چھوٹے انسان کی حیثیت سے بی ان کے سامنے بیش آئے۔ میرے بیٹے بیٹیاں ہیں۔ باقی تو چھوٹے ہیں لیکن ایک بیٹا تقریباً آپ کی عمر کا ہے۔ اس سے دو سال پھوٹی ایک بیٹی ہے جو خاصی

چو پھی کے نام سے تو ایسا تصور ابحر تا ہے جیسے کوئی برے سائز کا غبارہ ہو اور اس میں بہت می ہوا بھر گئی ہو ...... پھو ..... پھی۔" لڑکی پھر کھلکھلا کر بنس پڑی ..... شرجیل انکا۔

"رمشا....... ہروقت کی بدتمیزی اچھی نمیں ہوتی ...... پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ اللہ اللہ کا کوئی برا مانتا ہے یا نمیں ...... تم خود سوچ لو ..... کیوں امی! میں غلط کمد رہا ہوں؟"

"شرجیل بھائی...... شرجیل بھائی..... فدا کے لئے آپ ایک باتیں نہ کیا گریں..... فالا کہ آپ ایک باتیں نہ کیا گریں..... اپنی عمرے سولہ سال بڑے معلوم ہوتے ہیں والا تک آپ جمھ سے صرف ایک سال بڑے ہیں.... کیوں شیس خیال کرتے آپ جب آپ ایک تصحیی کرتے ہیں تو جمھے لگتا ہے جیسے آپ کے چرے پر ایک فٹ لمبی داڑھی ہے اور آ تکھوں پر موٹے موٹے شیشوں کی عینک لگی ہوئی ہے۔"

"دیکھئے ای ..... یہ کیسی باتیں کر رہی ہے؟" شرجیل نے کما..... عمر دسیدہ خاتون آگے برهیں انہوں نے زینب کے سریر ہاتھ پھیرا اور کہئے لگیں۔

دوشکریہ این آگر ایست ایسے لوگ ہیں ۔۔۔۔ ہیں آپ کے درمیان آگر است خوش ہوئی ہوں۔ زینب نے کہا ۔۔۔۔۔ کہ لیموں کے لئے اپنا گھریاد آگیا تھا۔۔۔۔۔ ہل بھی ایسی ہوئی ہوں۔ زینب نے کہا ۔۔۔۔۔ کہ لیموں کے لئے اپنا گھریاد آگیا تھا۔۔۔۔۔ ہی ایسی بھی ایسی بھی کھر کے ماحول میں بھی بھی ایسی بھی ایسی بھی ایسی بھی ایسی بھی ایسی بھی اور ہوئی اور شرارت اے بہت ہی اچھی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ معمر خاتون نے اپنا بھی تعارف کرایا اور باقی تمام لوگوں کے نام بھی بتا ویے ۔۔۔۔۔ بسرحال ۔۔۔۔۔۔ بسرحال اور باق تمام اور اس کے بعد رقیہ بیما۔۔۔۔ بسرحال بھی خاتون کے کر اندر چل پڑیں۔۔۔۔۔۔ مکان بہت کشادہ اور وسیع بیکم۔۔۔۔۔ قدیم طرز تغیر کا ایک دکش نمونہ جس میں اقدار کی جھلکیاں بھی شامل ہوتی تھا۔۔۔۔۔۔ بڑی اپنائیت اور محبت کے ساتھ زینب کو ایک بڑے کمرے میں لے جایا گیا جو زنانہ کا کمرہ تھا۔۔۔۔۔۔ بیماں اس کی خاطر کا پورا پورا بندویت کیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ رمشا اس

" سنبھل کر اندر داخل ہوتو کیا زیادہ اچھا نہیں ہوگا۔ اور پھر بہت سے افراد اندر کھی آئے ۔۔۔۔۔۔۔ زینب ان میں ہوتو کیا زیادہ اچھا نہیں ہوگا۔ اور پھر بہت سے افراد اندر کھی آئے ۔۔۔۔۔۔۔ زینب ان میں سے ایک ایک کا جائزہ لینے گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ خاتون جو سب سے آئے تھیں علی کی بیوی معلوم ہوتی تھیں۔۔۔۔۔۔۔ ایک شوخ شریر ہی لڑکی ان کے پیچھے تھی ۔۔۔۔۔۔۔ دو تین چھوٹے ہوت کے ایک نگاہ ہی دیکھ کر برے بچ اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان بھی نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔۔ ہے ایک نگاہ ہی دیکھ کر کہا جاسکتا تھا کہ یہ علی کا بیٹا ہے ۔۔۔۔۔۔ علی صاحب نے کما۔

"مل کے آپ ہماری بہن زینب سے ....... "سب نے سلام دعاکی اور زینب نے اس نوجوان لڑک کے چرے پر کچھ بجیب سے تاثرات دیکھے .... عورت کی نگاہ سے دیکھنے پر کوئی ایسی لڑک ہو جے دنیا سے تھوڑی بہت معلومات عاصل ہوگئ ہوں ۔... علی ایسی لڑک ہو جے دنیا سے تھوڑی بہت معلومات عاصل ہوگئ ہوں .... وہ مردکی نگاہ کو پیچانتی ہے ..... علی کا بیٹا جس کا نام تک زینب کو معلوم نمیں تھا۔ .... ایک شریف صورت نوجوان تھا لیکن زینب کو دیکھ کر اس کے چرب پر جو کیفیت پیدا ہوئی وہ ذرا مختلف انداز کی تھی۔ .... البت وہ خوبصورت سی لڑکی جو علی کی بیٹی معلوم ہوتی تھی۔ ..... آگ بڑھ کر ہوئی۔

"اصل میں قدرت جب کی کو پکھ دینا جاہتی ہے تو دروازہ کھول دیتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کو میری بات پر جرت ہوئی ہوگی۔۔۔۔۔۔۔ زینب پھوپھی۔ " یہ کمہ کر وہ بے اختیار بنس پڑی۔۔۔۔۔۔ علی کی بیوی نے اسے گھور کر دیکھا پھر پولی۔

"رمشا...... شرارت نہیں ...... ہرایک کے ساتھ بدتمیزی نہیں کرتے۔" "اب آپ دیکھنے نامیری عمر کی تو ہوں گی..... ابو اگر انہیں بہن کتے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ گر ہم لوگ انہیں پھو پھی کہیں..... توبہ..... توبہ..... توبہ...... لرانهوں نے کہا۔

ہر الموں ۔ .... اب تمهارے دوست کی بمن ہیں ..... مان لیتی موں تم بھی انہیں انہیں ۔ ... بھی انہیں انہیں انہیں کہتے ہو 'لیکن رمشا ہی کم مطالبہ بھی غلط نہیں ہے عمر کے کحاظ سے رمشا ہی کی بمن مونی علاج تقی۔ اب آپ نے رشتہ ہی غلط بنا دیا تو میں کیا کر عتی موں۔ "

"خدا تهيس شمجے۔ زينب بهن ..... خدا کی قتم مجھے بے قصور سمجھ کر معاف کر دينا اصل ميں اس طوفان کا مجھے بھی کوئی اندازہ نہيں تھا۔" بهترین لوگ تھے۔ خوش اخلاق ..... محبت کرنے والے علائکہ چند کھے یمال آئے ہوئے 'ہوئے تھے لیکن یول لگا تھا جیے طویل عرصے سے ان کا ساتھ ہو ...... آخر میں زینب کو کمنا پڑا۔

"بات تو ی ہے جمائی ۔۔۔۔۔۔ آپ ہم لوگوں کو ہمارے حال پر چھوڑ و بیجے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے یہ سب بہت پند ہے۔"

معنیابات ہے رسامے ہوئے کا رس کر دراں اور ہوا گیا ہے۔ ''کیا کموں۔۔۔۔۔۔۔ اگر مرد ہوتی نا تو لیقین کرو سارے کپڑے بھاڑ لیتی۔۔۔۔۔۔ اور بس صرف تمہارا نام لے کر گلیوں اور سر کوں پر شور مچاتی بھرتی۔ اچھا جناب عالی! ذرا تیار کے پاس ہی بیٹے گئی ۔۔۔۔۔۔۔ شرجیل جو اس لڑکے کا نام تھا وہ بھی کچھ جھنیا جھنیا سا۔۔۔۔۔۔شرمایا شرمایا ساساتھ ہی تھا۔۔۔۔۔۔۔ رمشانے کما۔

" تعجب كى بات ب پھو پھى جان كہ آپ اس طرح پہلى بار ہمارے گھر آئيں ' بھے لا يوں لگ رہا ہے جيسے آپ صديوں سے ہمارى شاما ہيں اور لوگوں نے ہميں آپ سے چھپا ركھا ہو يا آپ كو ہم سے سي بتائے اس سے پہلے آپ بھى ہمارے گھركيوں نہيں آئيں ؟ " زينب نے ہنس كر على كو ديكھا تو على كنے لگا۔

دیم نے بتایا تھا..... زینب آپ کو کہ بد لڑکی بڑی نث کھٹ اور شریر ہے۔ سنے محترمہ رمثا بیکم ...... آپ ذرا اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔ آپ کو ان سے اتا ب تکلف نہیں ہونا چاہئے۔ ہر چیز کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔"

''تو میں نے کیا کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ آپ میری مدد کیجئے تا۔۔۔۔۔۔۔ پھو پھی صاحبہ! یہ آپ کے بھائی جان۔۔۔۔۔۔ بھائی صاحب ہمارے اور آپ کے رائے میں آرہے ہیں۔ "
اصل میں زینب بمن بیٹیاں پرایا دھن ہوتی ہیں۔ ماں باپ ایک ایک پل ان کی تربیت کرتے ہیں۔ انہیں پروان پڑھاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ لیک ہروقت ایک خیال دل میں رہتا ہے کہ آخر کار انہیں ود سمرے کے گھر چلاجاتا ہے۔ بس یہ خیال بختی کرنے ہے روکا ہے اور یہ رمشا صاحبہ اس لئے بگر گئی ہیں۔ آپ براہ کرم ان کی بر تیزی پر مجھے معاف کر بیجو بھی معاف کر بیجو گئی ہیں۔ آپ براہ کرم ان کی بر تیزی پر مجھے معاف کر بیجو گئی ہیں۔ آپ براہ کرم ان کی بر تیزی پر مجھے معاف کر بیجو گئی ہیں۔ آپ براہ کرم ان کی بر تیزی پر مجھے معاف کر بیجو گئی ہیں۔ آپ براہ کرم ان کی بر تیزی پر مجھے معاف کر بیجو گئی ہیں۔

"ارے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ارے بین ارے میں نے کیا کہا ہے؟ کیوں پھو پھی جان ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ اس طرح برامان جاتی ہیں؟"

"جمئى ..... ين تواس سلط من كه كون كابى نيس .... بلك ميرا خيال ب محمد باير نكل جانا جائج عن شرجيل ن كمار

"اصولی طور پر تو آپ کو ویے بی باہر نکل جاتا چاہئے تھا بھائی جان ....... ظاہر ب یہ خواتین کی محفل ہے اور ہماری مہمان ایک خاتون ہیں...... تُحیک ہے۔ ہمارا ان سے کوئی رشتہ ہے 'کیکن بسرطال ہیں تو خاتون ہی۔ ویے پیاری پھو پھی جان آپ چاہے اچھا مانیں یا برا' میرا دل تو آپ کو اپنی سہلی بنانے کو چاہتا ہے۔ پھو پھی ہوں گی آپ ان تمام لوگوں کی...... میں تو آپ کو اپنی دوست کموں گی۔ "

"تہیں خدا کا داسطہ ذرا ہوش وحواس قائم رکھو۔" علی صاحب نے کہا......... پھر اپنی بیوی سے بولے۔"رقیہ سنبھالو ذرا اے۔ یہ کیا چکر چلا ڈالا ہے؟" رقیہ بیکم منے لگیں وهرم پتی نے کہا۔ "بیہ پر پتی ہے ہماری بیٹی......." زینب خاموثی ہے اس کا چرو دیکھتی رہی....... پچراس نے کہا۔ "پر پتی بتی آئے ہمارے ساتھ کچل کھائے۔" پر پتی نے خاموثی ہے زینب کے کہنے پر ایک کچل اٹھالیا....... زینب بولی۔ "دیت جریسہ زامہ شربیت میں ساتھ کرم داس

'' در بی جی بت خاموش رہتی ہیں۔'' پر بی چونک کراہے دیکھنے گلی لیکن وکرم داس کی دھرم پتنی بولیں۔ '

"بال يه كه يار ب-" "كيابات ب؟"

"بي تو بھگوان تي جانے-"

''آپ جھے ہے ہاتیں کریں پر بتی ہی۔۔۔۔۔۔ میں آپ کی سیلی ہوں۔'' زینب نے کمااور پر بتی اے دیکھنے گلی' مچر آہت ہے بول۔

بر ہیں جی ..... آپ اگر یہاں آتی جاتی رہیں گی تو یہ آپ سے بے تکلف موجائے گ۔"

"ہاں...... میں ضرور آؤں گی..... یہ تو میری بہت ہی پیاری سہلی ہے۔"
زینب نے کہا اور پھراس کی نگاہیں رمشا اور شرجیل پر پڑ گئیں...... دونوں اے
د کچھ رہے تھے اور ان کی آنکھوں میں شرارت کی بجلیاں کوند رہی تھیں۔ پت نہیں کیا
شرارت ان کے دل میں مچل رہی تھی..... کافی دیر تک زینب وغیرہ وگرم داس کے
گھررکے رہے ..... مقصد تو صرف پرتی ہے تعارف کرانا اور اسے زینب کے سامنے
لانا تھا۔ جب سب اٹھے تو وکرم داس نے کہا۔

"آپ كي آنے سے بمن جي گھريس بهت رونق ہوگئ كى سىسى اب آپ يە

بنائے کہ کب آئیں گی آپ؟" "کل....." زینب نے جواب دیا۔

"COLO -?"

ہوجائے 'کیڑے وغیرہ تبدیل کر ایجے ۔۔۔۔۔۔ آپ کامیک اب میں کروں گ۔ " "کیا۔۔۔۔۔۔؟" زینب حرت سے چونک پڑی۔ "جی ہاں۔"

" فنین دمثا بین تمهاری انتائی احمان مند ہوں۔ جس محبت سے میرے ساتھ پیش آ رہی ہو اس کاصلہ میں تمہیں نبیں دے سکوں گی لیکن میرا طید نہ بدلو۔ "
"ارے بابا کیڑے تو بدل لو۔ "
"کیڑے۔"

"بی بال..... میرے کیڑے آپ کے بالکل ٹھیک آئیں گے.... فی الحال آپ ان میں گزارہ میجئے۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ کیڑے بہت اعلیٰ درج کے تو نہیں ہیں لیکن پھر بھی۔"

" ٹھیک ہے بدلے لیتی ہوں اس سے آگے پچھے شیں۔"

"بابا ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔۔۔ کیوں خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔۔۔۔۔۔ "رمشانے ہنتے ہوئے کما۔۔۔۔۔۔ زینب نے رمشا کا دیا ہوا لہاس پین لیا۔۔۔۔۔ بال وغیرہ درست کر لئے۔۔۔۔۔۔ پھررمشانے کما۔

"اب چلنا ۽ آپ کو۔"

"كمال؟" زين چونك كربولي-

"وكرم داس چاچاك بال بلايا كياس آپ كو\_"

" گھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔ جیسی مرضی۔۔۔۔۔۔ جاتا تو ہے۔۔۔۔۔۔۔ "کچھ دیر کے بعد علی " شریل۔۔۔۔۔۔۔ زینب اور رمشااور اس کے ساتھ ہی رقبہ چچی۔۔۔۔۔۔ سب وکرم داس کی حویلی میں داخل ہوگئے۔۔۔۔۔۔ وکرم داس ان کی دھرم چنی اور کچھ اور لوگوں نے ہمارا استقبال کیا اور بڑی اپنائیت سے اندر لے گئے تھے۔۔۔۔۔۔ وکرم داس نے ذرا تفعیلات کے گزیز کیا تھا۔۔۔۔۔ زیادہ لوگوں کو زینب کے بارے میں نمیں بتانا چاہتا تھا۔ بسرحال زینب کو ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں لے جایا گیا جہال میزوں پر باہر کے کھل نوینب کو ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں لے جایا گیا جہال میزوں پر باہر کے کھل بہت وغیرہ ہے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد زینب نے پر بی کو دیکھا اور واقعی سوچ بہت فیرہ ہے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد زینب نے پر بی کو دیکھا اور واقعی سوچ میں ڈوب گئی۔۔۔۔۔۔۔ موی رنگ گری کی شرات ہیں۔۔۔۔۔۔۔ موی رنگ گری کین ڈوب گئی۔۔۔۔۔۔۔ ایک وقتی برائی کے ہوئے ان گھرات ہیں۔۔۔۔۔۔۔ موی رنگ گری کین پورا چرہ تصویر یاس و خم بنا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ خاموش آگر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ وکرم داس کی کین پورا چرہ تصویر یاس و خم بنا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ خاموش آگر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ وکرم داس کی

انمانیت کے رشتے سے بھی یہ تم پر فرض ہو ا ہے۔"

الله بیت است کے اور اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ کی رہنمائی میں ہمت کرتی ہوں اور اللہ فاک بھی خیس ہوں ' بس یوں سمجھ لیجئے کہ اللہ کی رہنمائی میں ہمت کرتی ہوں اور اللہ مجھے عزت عطا کردیتا ہے۔ میں کوشش تو کروں گی پریتی کے لئے لیکن دعائیں آپ کو کرنا ہوں گی 'کیونکہ بسرحال بزرگوں کی دعاؤں کے بغیر انسان ونیا میں کچھ شیس کرسکتا۔ مسلہ بیہ ہوں گی 'کیونکہ بسرحال بزرگوں کی دعاؤں کے بغیر انسان ونیا میں پچھ شیس کرسکتا۔ مسلہ بیہ ہوں گی میرے ساتھ کہ بدقتمتی سے میں عورت ذات ہوں۔ ہر جگہ آزادی سے نمیں آجا کے

و میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب بھی ضرورت پیش آئے شرجیل کو اپنے ساتھ شامل کرلینا۔ رمشانی ضرورت پیش آئے تو رمشا بھی حاضر ہے۔ ہم صرف پرین کی زندگی اور اس کی بہتری چاہتے ہیں۔"

" میک بروں گا۔" سے اختالی کوشش کروں گا۔" "ویے اے دیکھ کر کوئی اندازہ لگا سکی ہوتم؟"

ویے اسے ریھ سری ہیں اور اس ہیں۔ "المجھی کچھے نہیں میں قرا انہیں بھی دیکھ لوں جنہوں نے بیہ چکر چلایا ہے..... شرط بیہ ہے کہ مجھے ان کے ٹھکانوں پر لے جانا آپ کا کام ہے۔" "تم وہاں جاؤگی؟" علی چچا تشویش سے بولے۔

"ضروري بيسسد وبال جائ بغير بحلاكيا موسكتاب؟"

"خطرناک جگد ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا پڑے گا خمہیں اور خاص طور سے ایک مسلمان اور کے لئے ویسے تم بھتر سمجھتی ہو۔ " زینب سوچ میں ڈوب گئی اور پھر پولی۔ "داللہ مالک ہے۔ اس بلس حمہیں سوچ کر بتاؤں گی کہ ہمیں آگے کیا کرنا ہے۔ "اللہ مالک ہے۔ " میں حمہیں سوچ کر بتاؤں گی کہ ہمیں آگے کیا کرنا ہے۔ " علی پچا کے جاتے ہی شرجیل اور رمشا حملہ آور ہوگئے ان دونوں کے بارے میں زینب کو یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ شرارت میں ہے مثال میں دونوں نے سنجیدہ چرے بین زینب کو یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ شرارت میں ہے مثال میں دونوں نے سنجیدہ چرے بنائے ہوئے تھے اور تشویش زدہ نظر آرہے تھے پھر شرجیل نے بھرائی ہوئی آواز میں کما۔

"خدا آپ کو ہر مشکل ہے محفوظ رکھے۔" "اللہ آپ کو ہری گھڑی ہے بچائے۔" رمشانے مسکرا کر کہا۔ "آپ دونوں خیریت ہے ہیں......" زینب نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں...... لیکن آپ کی خیریت کے لئے ذرا فکر مند ہیں۔" "کیا میں خیریت ہے نمیں ہوں؟" "بال میں جو کہتی ہول اے پورا کرتی ہوں۔" زینب بولی اور اس کے بعد سب
وہاں ہے واپس چل پڑے ۔۔۔۔۔۔۔ بسرطال علی بچا بھی بہت اچھے تھے ۔۔۔۔۔ کہنے گا۔
"ویا یہ و وکرم داس بہت نار مل آدی ہے۔ تم نے اس کے بال پچھ کھایا پیا
نمیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مرف پچھ کھال گئے۔"
"بال ۔۔۔۔۔۔ مجھے اس کے لئے مجبور نہ کریں ۔۔۔۔۔ علی بچا۔ میں جو بھی مناسب
سمجھوں گی وہ کروں گی۔"
"ارے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نمیں نمیں سیں معافی چاہتا ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی غلط بات

"ویے پری کی کیفیت کھ جیب می تھی .... پہلے وہ کس طرح کی تھی؟" زینب فے سوال کیا۔

"پہلے بالکل ایک نہیں تھی۔ اس کی فطرت میں شوخی تو پہلے بھی نہیں تھی، لیکن اب بہت زیادہ بجیدہ ہوگئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک عجیب غریب کیفیت ہے اس کی۔ ہوسکتا ہے تم ہے بھی بے لکلف نہ ہولیکن تم نے کوئی اندازہ لگایا اس کے بارے میں۔" "بال کیول نہیں۔۔۔۔۔۔ تھوڑا بہت۔"

"علی پیچا! آپ ایک بار بھے اس کے بارے میں تمام تفصیلات بتائیے۔" "بال ........ بال کیول نمیں ....... بھے ساری تفصیلات بتا دی گئ ہیں۔ چنانچہ میں بات بتانے میں کوئی دفت نمیں محسوس کر تا ...... اصل میں تم بس بیہ سوچو کہ دلپ کالے علوم کا ماہر ہے۔ اس نے کمیں سے بگی کو دیکھ لیا اور اس کے پیچھے پڑگیا بعد میں وہ کم بخت روئن آگیا اور اس طرح بگی دو شیطانوں کے بچ میں پھنس گئی۔" "بمت ہی افسوس کی بات ہے ہیں۔۔۔۔۔ اچھا اب آپ بیہ بتائیے کہ ہوگا کیا؟" "بیٹ بی افسوس کی بات ہے ہیں۔۔۔۔۔۔ اچھا اب آپ بیہ بتائیے کہ ہوگا کیا؟" "ميرے خيال ميں ابو آرہے ہيں .....ميں باہر جارى ہول-" شرجيل بھى كان دبا كربابر نكل كيا۔ آنے والے على چيا اكيلے نہيں تھے۔ بلكہ وكرم داس بھى ان كے ساتھ تھا اور قریب آگرانہوں نے کما۔

"معاف ميجة كالسيس بي بينيال اتني او يكي موكل بين كه اب ايك من كے لئے اللين سيس آنا۔ ويے آپ نے يريق كو ديكھا؟"

"بال..... كيول مين-"

"كياميري مشكل حل بوجائے گى؟"

"آپ كو الله ير بحروسه ركهنا چاہے. میں بھی اللہ کی ذات سے زامید ہوں۔" زینب نے کہا۔

ومجلوان كرے آپ كو كاميالي حاصل مو-"

"ولي اس علاقے كے بارے ميں بتائے جمال وہ دونوں شيطان كھ جو ر كر بيشے

"بال ..... مين آپ كو بتا يا بول ..... " اور چروه دونول بى زين كو اس علاقے کے بارے میں تصیل بتاتے رہے۔ پھروگرم دائ فے کہا۔

وكل آب مارے كر آئيں كى ديوى بى؟"

"كل تو سيس آوَل كى ..... بس يول سمجھ كيج جيسے ہى ضرورت پيش آئى آپ كے پاس چينج جاؤں كى-" زينب نے جواب ديا اور وكرم داس خاموش ہوگيا- كافى دير تك وہ وہاں بیٹے رہے تھے اور پھراس کے بعد وکرم داس اٹھ گیا..... کنے لگا۔

"ميں چلتا ہوں۔ اب تو من ہروقت آپ ہي ميں لگا رہتا ہے۔"

ووسرے دن ناشتہ ہوا ..... شرجیل کسی کام ے شر چلا گیا تھا۔ علی چھا دوپر کے کھائے تک موجود تھے۔ کھانے کے بعد وہ بھی کی کام سے چلے گئے اور کمد کر گئے کہ رات کو واپس آئیں گے ..... زینب اس وقت تنا رہ گئ تھی۔ س نے علی چھا کے حانے کے بعد رمشاہ کہا۔

> "رمشامين بهي ذرا بابرجاؤل گ-" "كيا؟" رمشاچونك برى-"بال كيول؟" " و شیں ..... نمیں تم اکیلی جاؤ گی۔"

"بس صرف يه احماس ب كه عمر كايه دور برا علين موتا بي احماس ادر جواني ديواني كملاتي بيسيسي عشق ذات نيس يوچمتا ليكن دو سرے يوچه ليت بين اور ايے پوچھتے ہیں کہ بعض او قات شجرہ نسب یاد آجاتا ہے..... سمجھانا ہمارا کام ہے اور سمجھانا مجھد ارول کا .... وہ اور کی ان دونوں شیطانوں کے جال میں گر قار ہے .... کہیں ايانه موكه وه دونول پريتي كو تو آزاد كردين اور زينب بهن آجائين چكريس.....اب بتائي يو تو كوئى بات نه بموئى ..... آپ كاعلاج كس س كرائيس كے بم لوگ؟" زين كو بنى آئى .... اس نے كما " تحك ب سيس من محى تو انسان مى

"مطلب يسكيا مطلب؟"

"مطلب بيہ ہے كد اگر ان دونوں كى توجه مجھ پر موجاتى ہے اور وہ يجارى بريق كو چھوڑ دیتے ہیں تو یہ تو اچھی ہی بات ہوگی..... بھلا اس میں بری بات کیا ہے؟" و ای آپ ..... آپ ان شیطانوں سے دوستی کے لئے تیار ہیں؟" "دوی کے لئے نہیں دشمنی کے لئے۔"

OHELLY dett. COM "" "وعمن كو دوست بناكر مارنا زياده آسان رہتا ہے۔"

"ارے باپ رے اس کا مطلب ہے ۔۔۔۔۔ آپ کی وشنی تو بری خطرناک ثابت ہوگی۔"

"خےر ..... بسرحال ..... يريق كے لئے كي نہ كھ كرنا تو بہت ضروري ہے۔" رمشا ایک دم اداس مو گئی کھنے گئی۔ "آپ یقین کریں وہ میری بمترین سمیلی تھی، لیکن اب وہ کسی سے سرو کار شیں رکھتی ...... بالکل خاموش زندگی گزار رہی ہے۔" "اس کی کوئی اور وجه تو تهمارے علم میں نمیں ب رمشا؟"

"تفصیل سے بتاؤں گی اور ایمانداری سے۔ دیسے آپ یقین کریں وہ بہت اچھی کالے جادو ہی کے زیراثر ہے یا کوئی پیلا ..... نیلا ..... سفید جادو بھی اس پر اثر انداز

شرجيل نے پوچھا۔ "ميرا مطلب ب كوئى عشق ومحبت كا كھيل.....معاف يجي گازینب میں زراب تکلف آدی ہوں ..... بسرحال خیر ....."رمشا کنے گی۔ وہ جران ہوکر آگے برطی اور پھراس نے انظے اور چولی میں ملبوس ایک دیماتی لڑکی اور چولی میں ملبوس ایک دیماتی لڑکی اور دیکھا۔ لنظ انتا خوبصورت تھا۔ لڑکی اے دیکھ کرخوفردہ ہوکر اٹھ کھری ہوئی۔ اس نے اپنی بعنل میں ایک پوٹلی دہائی ہوئی تھی اور وہ سمی ہوئی آ تکھوں سے اے دیکھ رہی تھی۔ مست حسین لڑکی تھی۔ عمر اٹھارہ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ حسین ترین نقوش دھوپ سے متمارہ سے تھے۔ کھلے ہوئے بدن کے جھے پہنے میں ڈوب گئے تھے۔ رونے کی آواز اس کی محمد اس کی کاجل بھری آ تکھوں سے آنسو بہد رہے تھے اور اس کے چمکدار سفید رخساروں پر پچھ کیریں بن گئی تھیں۔ وہ جران ہوکر کھڑی ہوگئے۔ پھراس نے کہا۔

"تم کیا کر رہی ہو یہاں؟" "رائت بھول گئے ہیں باتی....... ہمارا مرد ہمیں لے کر جارہا تھا۔ رائے میں ڈکیت پڑ گئے ہیں ہمارے مرد کو اٹھاکر لے گئے اور ہم رہ گئے۔ ہم تو راشتہ بھی نہیں جانتے......" زینب کا دل ایک وم نرم ہوگیا اس نے کہا۔

ومكرواكو تمهارے مردكوكيوں افعاكر لے كتے؟"

"جمیں کیا معلوم ......... ہمیں تو ڈر لگ رہا ہے۔ دیکھواس پوٹلی میں کتنے سارے گئے ہیں ۔... ہمیں کیا معلوم ...... ہمیں تو ڈر لگ رہا ہے۔ دیکھواس پوٹلی میں کئے ساور گئے ہیں ۔... ہمیں ہمارے گھر پہنچا دو۔ "اس نے کہا اور سینے سے لیٹی ہوئی پوٹلی بھل گئی اس میں سے بہت سے سونے اور چاندی کے زیورات گر کر جگمگانے لگے۔ زینب نے ایک نگاہ انہیں دیکھا اور پھر لڑکی کی طرف دیکھنے گئی۔ اچانک ہی اس احساس ہوا کہ لڑکی کی روتی ہوئی آئیس نہیں نہیں رہی ہوئی۔ ایس مسکراہت تھی پھروہ بولی۔

یں ۔ ''کون ہوتم باجی .....کہیں سے آرہی ہو؟'' زینب اس کے بدلے ہوئے انداز پر چونک پڑی تھی ......لڑکی کہنے گئی۔

پوسے پی من میں ہے۔ "باجی آؤ تھارے ساتھ چلو تھوڑی ہی دور تھارا گھر ہے..... یہ گئے تم اٹھالو اور تھارے ساتھ تھارے گھر چلو......." زینب پچھ بجیب سی کیفیت محسوس کرنے گلی تھی۔ لڑک کی آواز میں ایک تمتماہٹ پیدا ہوگئی تھی۔ اچانک ہی زینب کو پچھے خیال آیا اور اس "تم نہ جانے کیا سوچ رہے ہو میرے بارے میں ..... ادے بایا میں تہمارے والدین کے سائے میں نہیں ہوں۔ بلکہ میرے سرپر آسان کے سواکی اور کا سابہ نہیں ہے۔"

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہاہر چلچلاتی دھوپ پڑ رہی ہے۔'' ''تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟'' ''رنگ میلا ہوجائے گا۔'' رمشا بولی اور زینب ہنس پڑی کہنے گئی۔ ''بس- مجھے اپنے رنگ کے کالے ہونے کا کوئی افسوس نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں چلتی

 " کے بکار رہا ہے رے جنرو ......

"ارے ہماری ذرا کھوپڑی تو دے۔۔۔۔۔۔۔ ابھی بتاتے ہیں اسے۔۔۔۔۔۔۔ "عورت جو ہما گئے کے لئے تیار ہوگئی تھی رک گئی 'کھراس نے ایک درخت کے نیچے سے یا جڑ سے ایک اور جھولی اٹھائی اور اس میں سے پچھ نکالئے گئی۔۔۔۔۔۔ یہ ایک انسانی سرتھا۔۔۔۔۔۔۔ کالا چرہ۔۔۔۔۔۔ موٹے موٹے نفوش۔۔۔۔۔۔ آ تکھیں گہری گہری سرخ سر گھٹا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ درمیان میں چوہے کی دم جیسی اٹھی ہوئی چوٹی۔ لڑکی نے انسانی سراس کے قریب پہنچا دیا ہے اس نے دونوں ہاتھوں سے بگڑا اور شانوں پر رکھنے لگا لیکن اس نے سرالٹار کھ لیا۔ اس کا سینہ سامنے تھا اور چرہ دو سری طرف کھروہ بولا۔

"کون ہے ری تو ...... ذرا سامنے تو آ۔" اور پھروہ پلٹ کر زینب کی طرف دیکھنے لگا اب اس کی کمراور چرہ سامنے تھا اور سینہ دو سری طرف پھر بولا۔

"کاہے بچاری بکی کو ستا رہی تھی ری تو ..........ہمیں نہیں جانتی ہے کیا؟" "جانتی ہوں تھے اور بتاتی ہوں۔" زینب نے کما اور ایک بار پھر درود پاک پڑھنے گلی.......اچانک ہی وہ گھبرا کر عورت کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

بھاگ ری بھاگ ۔ "عورت ہم ٹھیک کمہ رہے تھے۔ عورت خطرناک ہے۔ "عورت کا چرہ ہے جہ معرت کا چرہ ہے۔ "عورت کا چرہ ہے حد بھیانک ہوگیا تھا۔ اس کی ایک آنکھ کی جگہ گڑھا نمودار تھا۔ دانت باہر نکل آئے تھے۔ بدن کے کیلے ہوئے حصول میں سے بڈیاں جھانک رہی تھیں۔ گرلباس ویسے کا ویسا ہی تھا' پھر دونوں پیٹ کر بھاگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ مرد الٹا ہی بھاگ رہا تھا اور عورت اس کا ویسا ہی تھا' پھر دونوں پیٹ کر بھاگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ مرد الٹا ہی بھاگ رہا تھا اور عورت اس کا باتھ پکڑے ہوئے تھی۔ زینب سکون سے ان دونوں کو دیکھتی رہی۔ چند ہی قدم دوڑنے

زینب نے دو سری بار دردد شریف پڑھ کراس پر پھونک مار دی اور اچانک ہی لڑی کا حیمن چرہ تاریک پڑنے لگا..... پھراس کی ایک آنکھ میں گڑھا نمودار ہوگیا...... ہونٹ مڑ گئے.....رنگ کو نلے کی طرح سیاہ ہوگیا۔ اس نے دو سری زور دار چیخ ماری اور بولی۔

"ارے مال رے مال سے ارے او حرام جادی .......... ارے او حرام جادی ......... ارے تیرا ستیا اس بیال سے تیرا بیڑہ غرق۔ اے ........ کیوں مارے ہے ہمیں ......... وہ دو ہری ہو کر بل کھانے گئی اور اس وقت درخت کی ایک شاخ پر دوپاؤں نظر آئے ........ دو مرے لمح کوئی درخت سے نیچ کود گیا۔ یہ ایک کالے رنگ کا توانا آدمی تھا لیکن اس کا سارا بدن موجود تھا ...... بس شانوں کے پاس تک وہ انسان تھا اور اس سے اوپر کچھ نمیں تھا۔ موجود تھا ...... بی شانوں کے پاس تک وہ انسان تھا اور اس سے اوپر پچھ نمیں تھا۔ اجانک ہی مردانہ آواز ابحری۔

"جاگ جاری کمینی مرجائے گی....... ارے بھاگ۔" اور عورت یالوکی چیخ مار کر واپس بھاگ پڑی لیکن کئے ہوئے سروالا مرد زینب کے سامنے رک گیا۔ "او حرام جادی..... او حرام جادی..... ابھی ہم تجھے بتاتے ہیں۔" چومیل جو مسلسل بل کھارتی تھی رک گئی اور کجربولی۔ پوڑے تنے کے پیچے سے باہر نکل آیا اور جرانی سے زینب کو دیکھنے لگا........ زینب بھی اس کا چرو دیکھنے لگا........ زینب بھی اس کا چرو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آئیسیں بہت سفید تھیں اور پتلیاں بہت چھوٹی چھوٹی۔ ایک عجیب می کیفیت ان آئکھوں میں پائی جاتی تھی۔ اس کے چرب پر مسکراہٹ اور شوق کے آثار تھے۔

"تيرانام ديا ٢?"

"دلي جي مهاراج ..... جانتي هونا جمين؟"

"دیپا......ین جھے و کرم داس کی بیٹی کے بارے بیں بات کرنا جاہتی ہوں۔"
میں بات کر ......... تو اس کے بارے بیل کیا بات کرے گی .......... ارے تو اپ بارے
میں بات کر ......... یہ اس کے بارے بیل کیا بات کرے گی ۔........ پی ہوں ہوں بیت کر اس بیل ہوں ہوں بیت کر اس بیل ہوں ہوں ہے جھڑا ہوگیا ہے ...... ہاران خواہتی ہے جھڑا ہوگیا ہے ..... ایسا خائب کر دیں گے انہیں سوگند سات شیطانوں کی کہ نام ونشان مث جائے گا ان کا۔ ساس کو کتیا بنا کر دروازے پر باندھ علی ہے تو اگر دیپا مہاران چاہیں۔ سسر گا ان کا۔ ساس کو کتیا بنا کر دروازے پر باندھ علی ہے تو اگر دیپا مہاران چاہیں۔ سسر پریشان کرتا ہے ..... تو سسر کو بگرا بنا دیں گے ...... وکرم داس نے بھیجا ہے کہتے ہمارے کا کیا قصہ ہے جس کا تو نام لے رہی ہے ...... وکرم داس نے بھیجا ہے کہتے ہمارے باس سے بیجھ سودا کرنا جاہتا ہے ہم ہے ...... ارے واہ رے وکرم داس کی سسری بنیا بیس لونڈیا بھیجی تو اتن بردھیا بھیجی اتن خوبصورت کہ بھول جا کیں گے اس کی سسری بنیا میں لونڈیا بھیجی تو اتن فریک ہے بھول جا کیں گے ۔ "

معلوم کرنا ہے تو اپنے علم سے معلوم کرنا ہے تو اپنے علم سے معلوم "
""

"ایں.....کا کہاتم نے ہمیں۔" "یہ کتے کی توہین ہے....." زینب بولی۔ برى خوبصورت باتيل تحين سي سيسسد برا حيين تصور تقا اور وه اس تصور ي مرشار موتی جاری تھی..... حالانک ایک لڑکی کاب منصب نمیں تھا لیکن زین احتام حسين كى بيني محى وه دونول جو يقيى طور ير بدروهين تحيين غائب ہوگئے تھے۔ "دروه شريف" ك ورو في اسيس وفع كر ديا تما چنانچه زينب آگ برده كئ- چلياتي وهوپ مسلسل حشر سلمانیاں کر رہی تھی اور اس کا شدید احساس ہو رہا تھا۔ بھی بھی چیلوں کی آواز آجاتی تھی اور ماحول میں ایک اور بھیانک کیفیت پیدا ہوجاتی تھی۔ دور سے دہ کھنڈرات نظر آرہے تھے جن کے بارے میں بنایا گیا تھا کہ وہی دیما اور روہن کے طلسی ممكانے ہيں۔ سفلى علوم كے ماہريمال اپنا بركام كرتے ہيں چنانچه وہ آگے بوطتى رہى۔ بت فاصلے پر برگد کے ورخت کا ایک طویل ساسلہ نظر آرہا تھا...... دورے دیکھ کریوں محسوس ہو تا تھا جیسے بدرو حیں آپس میں سرجوڑے کھڑی ہوں۔ اپنی درخوں کے دامن میں دیا نے اپنا تھکانہ بنایا تھا ۔۔۔۔۔ یمال ہو کا عالم طاری تھا۔ اول تو یہ علاقہ بی ورانے كاايك الياحصة تفاجوب مصرف تفااور ادهرس انسانون كاكزر نمين موتا تفله دوسرى چیزاس وفت کی تیز دهوپ اور شدید گرمی تھی جس نے اس ماحول کو آگ بنار کھا تھا اور آگ کے اس سمندر میں جھلنے کے لئے کون گھرے باہر نکالہ کالے رنگ کے دو برتن تھے۔ کچھ کیڑے بھی بڑے ہوئے تھے اور ایس نہ جانے کیا کیا چزیں جو سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ زینب ابھی ان چزوں کے پاس کیٹی ہی تھی کہ درخوں کے عقب سے لمب چوڑے جم والا ایک سادھو نما فخص باہر نکل آیا..... شکل و صورت عام سادھوں سے مختلف شیس مھی، بکھرے ہوئے مٹی میں ائے ہوئے بال- بردھی ہوئی واڑھی، اس کے بدن پر ریچه کی طرح کم لمبے میاه بال تق ..... لباس بهت مختفریها موا تقال برگد کے ے قدم کردے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔" دیمپا کے چرے پر غصے کے آثار نظر آنے گئے....... پچھ در وہ دیکھنا رہا اور پھر اس کر بولا۔

"السرى لؤكى نه ہوتى تو ان الفاظ كے بعد تيرى زبان تيرك منه ييں نه ہوتى .......... دو منك ہارے ساتھ اللہ چاہتے ہيں تيرا سب بيكھ تيرے پاس ہى رہ كيا سمجى ....... دو منك ہارے ساتھ الما بھى دل بسلا ہمارا بھى دل بسلا ..... جو من ميں آئے مائگ لے ...... دے ديں گے في الله بھى دل بسلا ہمارا بھى دل بسلا اس كے بعد اور مت پڑتا وكرم داس كے پھير ميں .... جا الدر جا ..... كيا سمجى ۔ چلى جاتا اس كے بعد اور مت پڑتا وكرم داس كے پھير ميں الله الدر جا ..... جاكر نما دھولے ..... ہم تيرے لئے كھانے پينے كى چيزيں لے كر آتے

"د کیے دیپا جو کچھ تُو کھ رہا ہے اس کے نتیج میں تیرے ساتھ تو بہت برا سلوک ہونا ماہئے مگر میں جاہتی ہوں کہ تجھے سمجھاؤں۔"

ہ ہے۔ رسی ہی ماری اور ہے۔ اور اسے استے آگر بڑے بردوں کا کلیجہ کا پنجے لگتا ہے۔ "ارب ممال کی عورت ہے۔ دیما کے سامنے آگر بڑے بردوں کا کلیجہ کا پنجے لگتا ہے۔ الاعورت ہے کون ساگیان لے کر آئی ہے ہمارے پاس ...... چل اس کے بارے میں بتا

"قواس كے بعد توكيا كے كا؟"

"اس کے بعد جو کریں گے وہ تیرے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔" "میرے حق میں کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے یہ تو کیا جانے دیپا........ چل نکل جا یمال ہے.....اٹھا اپنا سازوسلمان۔"

"ارے کمال ب بھیا! ہمارے گھریس آگر ہم سے ہمارا گھر خالی کرا رہی ہے۔"
"تو تو میری بات نہیں مانے گا۔"

"چل کمه دیا....... شین مانین گے ' اب بول۔" "محیک ...... صیح ہے ....... پھر کام شروع کرتے ہیں۔"

"بال میں تو ہم بھی کمہ رہے ہیں کہ آ جا اندر آ جا......د کھے لیمنا دیپا مردوں کا مرد شہ نگلے تو بھربات ہی کیا......." دیپا شیطانی نگاہوں سے زینب کو دیکھنا رہا...... زینب کچھے دیر سوچتی رہی پھربولی۔

"اچھا تھیک ہے دیمیا تین ون دے رہی ہوں کجھے..... صرف تین دن....... تین دن اور تین راتیں اور اگر چوتھے دن کی صبح تو یماں نظر آیا تو پھرای شمشان گھاٹ پلوان کے میدان میں جی ..... م کے میدان میں جی ..... ہرمیدان میں اس .... ہرمیدان میں ...... اس آج یہ بنا کہ تو آج یہ بنا کہ تو الکار ری ہے تو دیا کو ... چل محک ہے اب تو یہ بنا کہ تو آئی کیے؟ و کرم داس سے تیرا کیا تعلق ہے؟"

" بی معلوم ہے ب و قوف آدی کہ بی تیما علم یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ وکرم داس سے میراکیا تعلق ہے۔ تو وکرم داس کی بیٹی کے چکرے نکل جا۔۔۔۔۔۔ " زینب کے ان الفاظ پر دییا بنس پڑا۔ بڑا مکروہ چرہ تھا اس کا اس کے بعد وہ بولا۔

"تونے اے دیکھاتو ہوگا؟" "کری"

"ای کی بات کررہا ہوں جس کا نام پرتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ پر ایک بات میں تجھے بتاؤں کہ بھے ناؤں کہ بھے ناؤں کہ بھے ناؤں کہ بھے ناؤں کہ بھی ہے ناؤہ سندر ہے وہ۔۔۔۔۔۔ اس میں کوئی شک شیں کہ تیرا اپنا روپ الگ ہے پر تونے میچ کے سورج کی پہلی کرن کو دیکھا ہے اگر شیں دیکھا؟ تو کل دن کی روشنی میں دیکھا۔۔۔۔۔۔ ہمارے ای جھوٹیرٹ کے باہر۔۔۔۔۔۔ کیبی پوتر۔۔۔۔۔۔ کیبی معصوم اور کیسی سندر ہوتی ہے۔ بس ایسے ہی پرتی ہے 'ہمارا دل نہ آجاتا اس پر تو کیا کرتا۔۔۔۔۔۔۔ کیوں میچ کمہ رہ بیں ناہم؟"

"وہ تیرے باپ کی ملیت تو نمیں ہے دیما ..... تُونے ایک شریف آدی کو کس لئے اور کیون پریثان کر رکھاہے؟"

"کون شریف آدی و کرم داس ..... ارے چھوٹر ری چھوٹر انس میرے پاس سوداگر بن کر آیا تھا حرام کا جنا' تو چھوٹر اپنی بات کر' تو بھی کوئی سودا کرنے آئی ہے کیا؟" "میں تجھ سے کیا سودا کروں گی۔ میں تو تجھے صرف سے بتائے آئی ہوں دیپا کہ اپنا سے کاٹھ کہاڑیمان سے اٹھا اور یمال سے بھاگ جا ..... اس جادو گھری کو خود اپنے ہاتھوں

میں لوگ تیری را کھ علاش کرتے پھریں گے۔"

"ارے بس آیا ہمیں اسکی میدان چھوڑ کر ..... ابھی غصہ نہیں آیا ہمیں ..... ابھی غصہ نہیں آیا ہمیں ..... ابھی تو ہمیں اپنا کام کرنا ہے ..... چل آجا .... آجا مان لے تماری بات۔" وہ بولا الام زینب کی آتھوں سے شرارے نکلنے لگے۔

"تو ...... تُو انسان نهيں ہے گا....." جواب ميں وہ بنس پڑا پھر بولا۔

"ا پیچھے انسان بنیں گے ہم تو کہ جیون بھر تخصے یاد رہیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جانے کا نام نہیں کے گا تو یمال سے ۔۔۔۔۔۔ پر تو ہے کیا بلا یہ سمجھ نہیں آیا ہمیں۔ خیر ساری یا تیں بعد میں سمجھ لیس گے ۔۔۔۔۔۔ اب دوپسر کا وقت ہے تونے یمال آگر خواہ مخواہ ہمیں پریشان کر دیا۔ یا تو اندر آجایا پھر باہر بھاگ جا دفع ہوجا۔ "

اس نے "دلیم اللہ" کہ کر "درود شریف" پڑھااور پھر آئکھیں بند کرکے آگے قدم بڑھا دیے ۔۔۔۔۔۔۔ خلا پر چلنے کا انداز بڑا مجیب تھا۔۔۔۔۔۔ وہ اس گڑھے کے اوپر چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔ اندازے سے تقریباً کافی آگے بڑھ گئی تو اس نے آئکھیں کھول کر دیکھا وہ گڑھا عبور کرچکی تھی۔۔۔۔۔ اس نے پیچھے مڑ کر اس گڑھے کو دیکھا لیکن گڑھا پیچھے نمیں آگے تھا۔۔۔۔۔۔ اور پہلے سے بھی زیادہ چوڑا تھا اب اسے اندازہ ہوگیا کہ دیپا

"روہن ہے ہمارا نام .......... کیسی ہے تو ........ کیسے آگئی یمال ............؟" بردی بجیب سی کیفیت تھی۔ زینب سمجھ گئی کہ بیہ وہ دو سرا آدی ہے جس کے بارے میں و کرم واس نے بتایا تھا۔ روہن ہنتا ہوا دو قدم چھپے ہٹا اور بولا۔

' کون ہے ری تُو اور یمال کیا کر رہی ہے؟ چل چھوڑ ان باتوں کو.....ممان ہے۔ ہماری تُو بیٹھ تیری کچھ خاطر مدارت کریں۔''

"أوروين ب نا؟"

"بال مر توكون ٢٠٠٠

"هیں صرف بیہ چاہتی ہوں کہ تو پرین کا پیچھا چھوڑ دے۔ باتی تو یہاں جو پچھ کر رہا ہاں ہے جھے کوئی سروکار شیں ہے۔ " زینب بولی مجروہ ہننے لگا اور بولا۔
"واہ ری طوطے کی گھروالی...... جو پڑھایا گیا ہے وہی بول رہی ہے..... ہم یہ
گتے ہیں کہ وکرم داس نے آخر تھے ہمارے پاس کیوں جسجا ہے..... دشوت کے طور
پر جسجا ہے تو رشوت او بری سندر ہے۔ پر ہم نے ایک قسم کھائی ہے..... وہ یہ کہ
ماصل کریں گے تو صرف پرین کو۔ اور اس سے تک چین سے نہیں جیٹھیں گے جب تک
پرین ہمارے ہاتھ میں نہ آجائے۔"

'' ہیں ....... مروہ ہے ہیں چاہی۔ '' تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے .......؟ عمر تو تیری بھی زیادہ نہیں ہے ........ اچھا میہ ''تا تیرے من میں کسی کے لئے پریم ہے؟'' ''چھوڑ ان باتول کو ........ ٹو پر تی سے پریم کرتا ہے؟'' ''کیا پریم۔'' ''گا پریم۔'' ''گر تو نہایت بے غیرت عاشق ہے۔'' زینب نے کہا اور وہ چونک پڑا۔ سندر تو بھی ہے ..... آجا سندر مہمان کو کون مہمان بنانا پیند شیں کرے گا...... ہال آجا۔"

"ہول روہن ۔۔۔۔۔ بیل تیرے پاس ایک کام سے آئی ہوں۔۔۔۔۔۔ ایساگر۔"
"ہال۔۔۔۔۔ ہال۔۔۔۔۔ ہال۔۔۔۔۔ ہال۔۔۔۔۔ ہو کام کے گی مان لیس گے۔۔۔۔۔ آجا اندر لا آ۔۔۔۔۔۔ وہ والیس کے لئے کچھ سوچا اور پار
آ۔۔۔۔۔۔ وہ والیس کے لئے مڑگیا۔۔۔۔۔۔ زینب نے ایک لمحے کے لئے پچھ سوچا اور پار
اس کے ساتھ اندر داخل ہوگئی۔۔۔۔۔۔ اندر ایک جگہ بالکل درست حالت بیس
تملی ساتھ وہاں پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔ مگر بہت ٹھنڈی تھی۔۔۔۔۔ ہا ہم گی
چھپچاتی دھوپ بیس ہیہ حصہ بالکل ایئر کنڈیشنڈ محسوس ہورہا تھا۔۔۔۔۔۔ روہن نے ایک پھر
کی طرف اشارہ کرے کہا۔

" بیٹھ جا۔۔۔۔۔۔" زینب بیٹھ گئ۔ روئن اس سے پچھ فاصلے پر ایک پھر پر بیٹھ گیا پھر الا۔

"چل بردی عجیب بات ہے...... ہم لوگ تو بدنام ہیں کالی شکتی والے کملاتے ہیں...... پر ایک سندر تا اس طرح یہاں آجائے...... یہ بروے تعجب کی بات ہے۔ چل بول کیے آنا ہوا؟"

"تجھ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔" "تو کر .......... ہم کب منع کر رہے ہیں۔" "روہن تو و کرم داس کی بیٹی پریتی کا پیچھا چھوڑ دے۔" "ایں ........ تیما اس سے کیا داسطہ ہے؟" "کچھ نہیں۔ وہ بس ایک انسان ہے۔" "بس یا پچھے اور؟"

"انسان تومین بھی ہوں اری- اگر بات صرف انسانیت کی ہے تو بتا مجھے ..... میں کیا برا کر رہا ہوں؟"

"تو کیا جاہتا ہے روہن ۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اچھا خاصا ہے۔۔۔۔۔۔۔ جو پچھ میں نے تیرے بارے میں ساہ اس سے پت چلنا ہے کہ تونے گندے علم کا کاروبار کر رکھا ہے اور لوگوں کو ججھے سے نقصان پنچنا ہے۔"

ومیں نے گندے علم کا کاروبار نہیں کر رکھا..... وکرم واس جی مماراج نے مجھے

"وه کیول"؟"

را ...... اگر میں نے تہمارے خلاف کام شروع کیا تو پھر تہمارے گئے کہیں کوئی ٹھکانہ امیں رہے گا۔"

"بہوں ........ تو یہ معالمہ ہے ...... وکرم داس نے یہ چکر چلایا ہے ...... مگر تو ایک بات من لے تو ہم سے جھڑا مت کر ..... ہم نے بڑے کا ہے تو گئا ہے بات اب ہے جھڑا کرنا نہیں چاہتے جہاں تک معالمہ اس حرام کے بلے کا ہے تو لگتا ہے بات اب بوھ گئی ہے ...... وکرم داس اپنی ضد میں اپنی بٹی کو نقصان پہنچا دے گا۔ اس لئے پہلے ام دیپا کو ٹھکانے لگائے دیتے ہیں تو دیکھنا چاہے تو رات کو آجاتا اور اگر رات کو ادھر آنے کی ہمت نہ بڑے تو کل جاکر اس کا استحان دیکھ لینا ...... دیپا تجھے کل وہاں نہیں ملے گا۔ " زینب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا تیم نشانے پر لگاہے چنانچہ دہ نہیں کربولی۔ "اگر تو ایبا کرسکتا تو اب تک کرچکا ہو تا ......روہین میں دعویٰ سے کہتی ہوں کہ دو ایس کرسکتی ہوں کہ

"ーチにりっという

"اس ك بعد تو اس طرف مت آنا....... باتھ جو رُكر بنتى كرتے ہيں جھ اللہ جو رُكر بنتى كرتے ہيں جھ ديا ہم نے تو جس باتھ جو رُكر بنتى كرتے ہيں ۔.... عورت ذات ہے ۔.... اگر تجھے مار بھى ديا ہم نے تو ہميں خوش شيں ہوگى ۔.... چل جا يبال ہے۔ على كے بال آئى ہے ۔... ادھرى رہ ۔... عورت كى طرح رہ ۔ عزت ہے رہ ۔ اگر ہم پريم كے مارے نہ ہوتے تو تجھے يبال آنے كا اطف آجا تا۔ بن كيا كريں سوگند كھائى ہے ہم نے جھے ہے اگر اپنى عورت بنائميں گے تو صرف پر بن كو بنائميں گے ۔ اس لئے ہم نے جھ سے كوئى برى بات تيس كى .... مشورہ ديتے ہيں كہ تو پر بن كے جھڑے ہيں نہ پڑ۔ "
سيس كى ...... مشورہ ديتے ہيں كہ تو پر بن پر يشان ہوں .... ديبا جھے جھے پر بھارى نظر آتا دارے پر بن کے بی تو بیں پر بشان ہوں ..... ديبا جھے جھے پر بھارى نظر آتا

"وہ پرتی کے چرنوں کی دھول بھی نہ پاسکے گا..... اس کے پاس ہے کیا.... میں اس کے پاس ہے کیا.... میں جب تھوڑے بہت جادہ منتز سکھ لئے ہیں اس نے اور میں اس کا گیان ہے.... میں جب چاہوں گااس کی گردن مرو ڑ کر پھینک دوں گا۔"

"مشکل ہے روہن ...... مشکل ہے ..... مشکل ہے .... مشکل ہے ابھی اس کے پاس بھی گئی تھی اور میں نے دیکھا کہ وہ بہت اچھی قوتیں رکھتا ہے ..... روہن! مشکل نظر آتا ہے کہ اگر تو ایسا کر سکتا تو اب تک کر ڈالٹا۔ "روہن ایک لمح تک غصے سے کھولٹا رہااور اس کے بعد زینب کو غور سے دیکھتا ہوا ہولا۔

"چکر چلا رہی ہے..... صورت دیکھو جالا کی ہے۔۔۔۔۔۔ من موہنی اور گن دیکھو چالا کی سے بھرے ہوئے ہیں۔ اری مجھے کیا یہ مارا آبس کا جھڑا ہے۔ ہم آبس میں خمک لیس کے۔۔۔۔۔ ہم آبس معاملہ رہا دیپا کا تو وہ کتیا کا پلا ہمارا راستہ کیا روے گا؟ ہم جب چاہیں گے۔۔۔۔۔۔ چمال تک معاملہ رہا دیپا کا تو وہ کتیا کا پلا ہمارا راستہ کیا روے گا؟ ہم جب چاہیں کے اے ٹھکانے لگا کے ہیں۔ "زینب نے ہاکا ساقتھہ لگایا اور بولی۔

دمگر ایک بات کے جا۔۔۔۔۔۔ اصل بات تو بنا تُو ہے کون۔۔۔۔۔؟ اتا تو ہم بھی جانتے ہیں کہ ایک لڑی اتن دلیر شیں ہو سکتی۔۔۔۔۔۔ تیرا گیان دھیان بھی کچھ اور ہی ہے۔۔۔۔۔۔ کی چکر میں نظر آتی ہے ہمیں۔"

"میرا چکر تو بس اتنا ہے روئن کہ تم دونوں بچارے وکرم داس کو پریشان کر رہے ہو۔.... فکرم داس کو پریشان کر رہے ہو۔.... فکرم داس میرے چاچا کا دوست ہے۔... میرے چاچا کو شاید تم لوگ جانے ہو۔.... علی ہے ان کا نام 'ان کے ہاں آئی تھی تو وکرم داس سے ملاقات ہوگئی۔.... میں نے تمہارے جادو منتروں کے بارے میں بہت پچھ شا ہے اور میرے پاس تمہارے جادو منتروں کا تو ڑ بھی ہے۔ کیا سمجھ ؟ میں تو جہیں سمجھا رہی ہوں کہ پریت کو چھوڑ جادو منتروں کا تو ڑ بھی ہے۔ کیا سمجھے؟ میں تو جہیں سمجھا رہی ہوں کہ پریتی کو چھوڑ

علی پریشان تھا...... زینب کی گمشدگی اس کے لئے جرانی کا باعث تھی...... پھر

اب تک بد دونوں سوئے ہوئے تھے اور پرین کو پریشان کر رہے تھے۔ لیکن اب زمانیہ نے ان دونوں کے درمیان جنگ چلوا دی تھی اور اسے خوشی تھی کہ اب اس جنگ کا علیہ ان میں سے کم از کم ایک کے کم ہوجانے پر نکلے گااور اس کے بعد دو سرے کے سلسلے میں بعدين غوركيا جاسكتاب-

Δ-----Δ

"ارے بٹیا....ساری باتیں اپی جگه اللہ نے حمیس بت کھے دے دیا ہے اور سی بات تو یہ ہے کہ ہم برے حیران ہیں..... تہماری پیچی سے بات ہو رہی تھی..... رقیہ کمہ رہی تھی کہ صورت شکل کی چاند جیسی بی ہے اور پڑ گئے ہے ان

جب اس نے زینب کو دیکھاتو دوڑ کر قریب چینج گیا۔

"بنيا...... كهال چلى گئى تھيں تم؟"

"بس على جاجا..... أواره كردى كرف لكلي تقي-"

وحشانہ چکروں میں ..... یا تمیں کس مال کی تعل ہے۔ کیا واقعات پیش آئے ہیں اس ك ساتھ جو يول دربدر نكل آئى ہے ..... الركى ذات كو بھى ايا تو نيس ديكھا تھا۔

جو گن ہے بنجارن ہے۔ جو پچھ بھی ہے پر لگتی ایس ہے جیسے انتمائی شریف گرانے سے

العلق مو- بيني زمانه بت برا ب- جو پھھ بھی ہے اللہ تمهارا محافظ مو- علم و عمل بے شک انسان کو بہت بلند کر دیتے ہیں لیکن بٹی دنیا کو تو قبول کرنا ہی ہو تا ہے اور دنیا بڑی بری جگہ

ہے..... ورا چرہ دیکھو اپنا دھوپ سے کالا پڑ گیا ہے۔ دھوپ میں مہیس باہر سیس نکلنا

جاہئے تھا...... او لگ جاتی ..... بمار بڑ جاتی تو کیا ہو آ......." زینب ہننے کلی پھر

چا ہے۔ بہت عرصے بعد محبت بھرے الفاظ سے بیں یہ میں نے میرے ابو میری کی علظی یر مجھ سے ناراض موا کرتے تھے..... آج ان کی یاد تازہ مو گئي ہے ..... بس بيل سجھ ليج آپ كي ستى ديكھنے نكل كئي تھي .... بيد جائزہ لینے نکل می کھی کہ اس بہتی میں شیطانوں نے کیا قضہ جمار کھا ہے۔ "وه تو سب تحیک ہے بیٹی! کیکن اللہ نہ کرے..... تہیں کوئی پریشانی ہو جاتی

oo, oneurdu.com

''ما..........گرکیوں؟'' علی چاچا کا منہ جیرت سے کھل گیا۔ ''کام ہے علی چاچا۔'' علی چاچا سر بھجانے گئے تھے۔ پچھ کمچے وہ خاموش کھڑے رہے پچر آہستہ سے بولے۔

"بن بزا پریشان ہو گیا ہوں..... بنیا بزی الجھن میں مجینس گیا ہوں۔" "کیوں چا؟"

" اس گر ك لوگ سيد مع منت و احرّام نيس ہو رہا ہو ہونا چاہئے ..... اس گر ك لوگ سيد هم سادھ اور ب و قوف ہيں .... تم ہ اس قدر ب تكلف ہوگئے ہيں كہ مجھ خوف آن لگا ہے ..... بنيا! اصل ميں تمہارا تعارف بى اس انداز ميں ہوا ہ كه وه تمہيں سمجھ نميں پائے اور پھر تمہارى عمران ك لگ يھگ ہے اور پھر ميں خود ...... بھلا يہ باتيں پوچھنے كى ہيں جو ميں پوچھ رہا ہوں۔ " زينب مننے لگى پھر يولى۔

" آپ خود بیہ ساری بات سوچ رہے ہیں علی چاچا جبکہ میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ ان لوگوں کی بے تکلفی مجھے اپنے گھر کا ماحول یاد دلاتی ہے اور مجھے اچھا لگتا ہے....ش بھی بھائی بھی اور ماں باپ دالی ہوں۔"

"ده لوگ کمال بن بنيا؟" على جاجانے بے اختيار بوجھا۔

"بس ....... جھے سے وہ گھر چھن گیا ہے..... میں نمیں جانتی کہ اب وہ کمال ہیں۔" زینب نے جواب دیا اور علی چاچا خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد وہ پھر پولے۔

"توکیا رات کو ان گھنڈرات میں تم دوبارہ جاؤگ؟" "ہال.....شاید میرے کام کی ابتداء ہو جائے۔" "ابتدا!"

"-U!"

" کیسی ابتدا؟" وہ بولے اور زینب انہیں ترجھی نگاہوں سے دیکھنے گلی تو انہوں نے جلدی سے کما۔

"ميرا مطلب کچھ نهيں....... بٹيا! بس ميں تو صرف اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ تنہيں کوئی نقصان پننچنے کا ندیشہ تو نہیں ہے؟" "نہیں کوئی نقصان پننچنے کا ندیشہ تو نہیں ہے؟"

" شیس ...... علی جاجا! ایک کوئی بات شیں ہے۔" "لی لی ..... اللہ کے نام پر کہتا ہوں کہ اپنا خیال رکھنا۔" "آپ کی دعائمیں جو میرے ساتھ ہیں علی چاچا۔" "بیٹی ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ مت سجھنا کہ تسارا کوئی سرپرست موجود نہیں ہے۔ جو چاہو گ کرلوگ ۔۔۔۔۔۔۔ بین بات ہے یہ۔۔۔۔۔۔ چلو آؤ اندر آؤ۔" مین کیفیت رقیہ چکی کی تھی۔ انہوں نے بھی زینب کو ایک دم برا کہنا شروع کر دیا تھا لیکن علی سخت لیجے میں بولا۔

"زینب بی بی ہے۔ گئی بات یہ ہے کہ تمہارے لئے دل میں ایسابی پیار پیدا ہوگیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ لگتا ہے جیسے اپنی بی پکی باہر نکل گئی ہو۔۔۔۔۔۔ بی جانو۔۔۔۔۔۔۔ اگر یوں میری بنی باہر نکل گئی ہوتی تو اس کو بھی ہم ایسابی ڈانٹے۔"

"آپ سے خدا کے گئے آپ باقی الفاظ کس سے آپ ان الفاظ اور البح کی قبت نمیں جانے سے خوش نصیبوں کو یہ ذائث ملتی ہے سے میری یہ خوش بختی نہ چھینے۔ آپ نے مجھے رمشا کا درجہ دیا ہے سے اس لئے آپ میرے اور چی کے درمیان نہ آئے۔"

"محک ہے سے بہیں تو دوئی میں تمہاری سرری کے لئے منتخب کیا گیا تھا...... اب تم ہمیں افا برا درجہ دے رہی ہو تا ہم میں گیں گے کہ اللہ تمہیں اس سے ہزاروں برا درجہ دے 'جو تمہیں مل چکا ہے۔" بسرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ یمال زینب کو بہت محبت ملی تھی۔ رمشانے مسکراتے ہوئے کیا۔

"جي بال ..... اور رات كو بحى ادهر جانا ب-"

سرف خوف خدا رکھیں تو باتی خوف ان کے راستوں میں بچھ جاتے ہیں....... وہ جگہ بھی آئی جمال اس نے اس بھیانک جوڑے کو دیکھا تھا لیمی کے سرکا آدمی اور چھن چھناتی بھی آئی جمال اس نے اس بھیانک جوڑے کو دیکھا تھا لیمی کے شرو جہاں تھا....... پھر وہ اس محتکرو بجاتی چرالی جمال سے ایک راست دیپا کی طرف جاتا تھا اور دو سرا روہن کی وراہ پر پہنچ گئی جمال سے ایک راست دیپا کی طرف جاتا تھا اور دو سرا روہن کی طرف سے اور رخ دیپا کی جانب ہوگیا۔ دونوں طرف ساتے اور رخ دیپا کی جانب ہوگیا۔ دونوں کے بارے میں اے اندازہ ہوچکا تھا کہ دونوں سفلی علوم جانتے ہیں........ اگر روہن کا دعویٰ درست ہے تو ان کے درمیان جادد کی معرکہ آرائی شروع ہوچکی ہوگی....... یا دعویٰ درست ہو تک ہو بھی جو بھی ہوگی....... یا

سامنے ورختوں کا سلسلہ نظر آرم تھا اور اس کے دوسری طرف دیمیا کا ڈیرہ تھا..... وہ ایک درخت کے چھے کھڑی ہوگئ .... اچانک ہی سرسراہٹ سائی دی اور زینب چونک کر آنکھیں پھاڑنے کی ..... مگر آواز دوبارہ نہیں سائی دی تھی ...... ہوسکتا ہے کہ کوئی گیدڑیا روسرا جانور ہو ..... پیراجانک ہی درختوں کے دوسری طرف سے روشنی ی نظر آئی اور وہ ادھر دیکھنے گی ..... روشنی متحرک سی اور فیر درختوں کے عقب سے باہر نکل آئی .... اس نے ایک روشن مشعل دیکھی الیکن اس سے شعلے نمیں فکل رہ تھے..... غورے ویکھنے پر اندازہ ہوا کہ انسانی کھویڑی ہے جو ایک لکڑی میں اڑی ہوئی ہے ..... روشنی اس کھویڑی سے پھوٹ رہی تھی اور لکڑی کی میں مشعل متحرک متنى ..... روشنى كے فينچ يد معمد بھى حل جو كيا..... مشعل كى انسان كے باتھ ميں تھی اور اس ویران اور بھیانک علاقے میں وہ انسان دیمیا کے علاوہ اور کون ہوسکتا تھا؟ کیکن دییا اس وقت بہت مختلف نظر آرہا تھا......اس کے گلے میں کھویڑیوں کے ہار رے ہوئے تھے..... ان کھورویوں کی آتھوں کے گڑھے بھی روشن تھے...... وہ مصعل او کی کئے زینب کی جانب براہ رہا تھا...... زینب نے سوچا کہ اس کا مطلب ہے كداے اس كى آمد كاعلم موكيا ہے۔ چنانچداس نے اينے آپ كو چھيانا مناسب نميں سمجھا اور آست آست قدموں سے جلتی ہوئی دییا کے سامنے آئی ...... دییانے ہاتھ سیدها کیا ادر مشعل کے نیچے جھے کو درخت کے نچلے سے میں زورے مارا.....درخت کا نھویں اور مضبوط تنا اليا نهيس تفاكه كسي كي معمولي ضرب س اس ميس سوراخ موجائ ليكن مشعل کوئی آدھ فٹ کے قریب درخت میں پیوست ہوگئی..... دیمانے اے چھوڑ دیا "آپ اطمینان رکیس-" زینب نے ادب سے جواب دیا...... وہ سمجھ ربی تھی كه وه كيا كهنا چاہتے ميں ليكن بسرهال..... اس ميں كوئي شك نهيں كه زينب اس ماحول میں آگرایک عجیب ی خوشی محموس کر رہی تھی..... ایما احماس بہت عرصہ پہلے اس ے چس گیا تھا ..... مال باپ جدا ہو گئے تھے لیکن ان کی محبول کی جھلکیاں نظر آرہی تھیں .... کی نہ کی مشکل میں علی چا بھی اس کے لئے فکر مند سے مر کھے کمہ نمیں پارے تھے.... مطلب کی تھا کہ وہ اور علمہ کالے جادو گروں کا ہے۔ بات تو اسیس معلوم ہونی گئ ہوگی ..... و کرم داس نے تفصیل بتادی ہوگی..... وہ سوچ رہے ہوں گے کہ کہیں وہ شیطان اے کوئی نقصان نہ پہنچا دیں .... بسرطال .... یہ ان کی سوچ تھی لیکن زینب کے دل میں جو جذبے پروان چڑھ رہے تھے وہ شاید اس کے اپنے جذبے تھے بھی نمیں بلکہ ڈور کسی اور طرف سے ہلائی جارہی تھی ..... وہ تو صرف ایک ذریعہ تھی اور یہ ذریعہ عمل کے مطابق سوچ رہا تفا اور عمل جاري فعا پجر رات كو جب عشاء كا وقت ختم بوگيا....... كهانا كهاليا گيا تو زينب تيار مو گئى- اے اندازہ تھا كه رات كو كچھ نه كچھ ضرور مو گا۔ جو چے وہ يو رہى تھى وہ ايك دم سے بڑھ رہا ہو گا اور اس اندازے سے وہ خوش بھی تھی کہ کام کا آغاز تو ہوا۔ جو زے داریاں اس کے سرد ہو گئی تھیں .... ان کی محمیل تو کرنی ہی چاہئے تھی چنانچہ انتمائی ظاموشی سے وہ گرے باہر نکل آئی اور جانے پہانے رائے طے کرنے کی چھوٹے تھے اور دیمات سورج کے چھپنے کے ساتھ ساتھ ہی تاریک ہوجاتے ہیں.... یمی کیفیت یمال کی تھی۔ حالاتک پہلے پہر کا آغاز ہی ہوا تھا مگر گلیاں بازار اس طرح سنسان پڑے ہوئے ہیں جیسے آدھی رات گزر گئی ہو ..... دہ چلتی ربی اور فاصلے کم ہوتے گئے ..... مرمکوں پر کتوں کا راج تھا ..... بھونک رے تھے اور رے تھے ..... وہ ان ے پچتی بچاتی آگے بڑھ رہی تھی....

آبادی کی روشنیال پیچے رہ گئیں اور اس کی رفقار تیز ہوگی ....... رات کے پرامرار سنسان ماحول میں برے سے برا جگر والا کوئی نوجوان ایک خوبصورت اوکی کو اس طرح برجے ہوئے دکھیے لیتا تو اس کی اپنی عالت بھی خراب ہوجاتی ..... ایے سنسان اور ویران ماحول میں نظر آنے والے خوفناک راستوں پر تو مرد بھی نظر شیں آسکتے تھے لیکن دین احتام کی بٹی تھی اور احتفام حیمن نے اسے جن علوم سے آراستہ کیا تھا وہ بے ذین احتام کی بٹی تھی اور احتفام حیمن نے اسے جن علوم سے آراستہ کیا تھا وہ ب

"آگے بول..... آگے بول-"

" روبن اگر تمهیں شکست دے کر پرتی پر قابو پالے تو کیمارہے.......؟" "بردى انو كلى ب بھى أو- ارك تو جائتى تهيں كه جم في اس سرك كو آزاد كيون چھوڑ رکھا ہے....نہ اس نے ہم پر وار کیانہ ہم نے اس پر...... ہم انظار کر رہے ہیں کہ روہمن پریق کی طرف ہاتھ بڑھائے..... اور جب و کرم واس کا ناک میں وم آجائے تو آخر میں وہ دوڑیں..... اپنی جستی کے سب سے ممان سادھو دیپا کی طرف اور ہم کمیں کہ تھیک ہے بھائی ..... پریتی ہمیں دے دو سارے کام بی تھیک کرلیں کے ..... اگر ہم نے پہلے سے روہن کو کوئی نقصان پنچا دیا تو گھر بھلا و کرم واس تی کو کیا برای ہے کہ جماری بات مائیں..... انتظار کر رہے ہیں ہم۔ جب تک یہ جمیں ممیں چیزہ ہم بھی اے سیں چیزیں گے۔"

"اور اگر روہن کو بیہ بات معلوم ہوگئ کہ تھمارا ارادہ کیا ہے..... تو کیا تھیں چھوڑ دے گا .....؟" زینب نے پوچھا۔

" يو بعد كى باقيل بين يسيس جمكرا تو موكا مارا اس سيسيس كونك بم دونون ایک بی بیر کھانا چاہتے ہیں..... حمیس اندازہ نہیں ہوگا اس لئے کہ تم بھی ایک لڑکی ہو ..... اگر تم نے پرین کو دیکھا ہے تو حمیس اندازہ ہوگیا ہوگا کہ چاند اور سورج کی کرن بھی اتنی شدر شیں ہوتی جنتی شدر وہ ہے..... اب ہم انظار کر رہے ہیں.... سے خود فیصلہ کردے گا.... ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک کا جگہ خال رے ..... روہن خود ہماری طرف برھے تو ہم اے سنجال لیں ........"

اجانک ہی فضامیں ایک عجیب سی آواز ابھری اور زینب چونک کر جاروں طرف دیکھنے کلی لیکن ایک کمھے کے اندر اے اندازہ ہوگیا کہ یہ آدازیں دیپا کے گلے میں پڑی محمور ایول میں سے آرہی ہیں..... ملیوں جیسی جنبھناہٹ جو جو انسانی آوازوں کا روپ افتيار كرتي جارى تهي .... يه كهوريال كچه كه ربي تحين مناتي آوازیں..... بھاری آوازیں....باریک آوازیر.... کی کھویڑی کے منہ سے معصوم بي جيسي آوازين نكل ربي تحين توكوئي نسواني آوازين جيخ ربي تهي .....ان کے الفاظ توسمجھ نہیں آرہے تھے لیکن دیما کے اندازے پتہ چل رہاتھا کہ جیے اے کوئی خاص اطلاع ملی ہو...... اجانک ہی وہ اپنی جگہ سے کئی قدم بیجھے بٹا اور بیجھیے چل کر تھوڑے فاصلے پر ایک بڑے سے پھر پر چڑھ گیا.....وہ کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہا

اور آس پاس روشن مجيل عني ..... پجروه غرائ موت سج مين بولا-"ارى او حرام زادى ..... كول اين جان كنوات ير تلى بوئى ب بالسيسة مارا صبر كيول سميث ربى ع؟ مرد بين بم ارادك يرك موكة توكيا موكالسين توف موجا؟ بار بار آجاتی ہے.... یہ ایس جگہ نہیں ہے۔ ہم تو چل تھے معاف کر دیں گے لیکن تو خمیں جانتی کہ یماں کون کون آتا جاتا ہے.... کوئی بھی گردن مروڑ دے گا ترى .... باز نيس آري .... جواني بار گزرى ب كياسسد ارى جاسسكى کے آگے گردن دے دے ......گردن کٹ کر الگ ہوجائے گی تو جوش ٹھنڈا پر جائے گا اور ہربار یمال کیوں آمرتی ہے..... جمارا امتحان کینے کے گئے۔"

الفاظ بهت برے تھے لیکن جب انسان کے اندر طاقتوں کا بیرا ہوتا ہے تو برداشت کی قوت بھی بہت زیادہ بردھ جاتی ہے ..... زینب نے زندگی میں بھی مردول سے مقابلہ منیں کیا تھا لیکن جو زندگی اے اب نصیب موئی تھی اس میں بہت سے تجیات بھی شامل تھے چنانچہ اس نے دیما کی بات کا برانہ مانا اور مسکرا کر بول-

"بس.....ديپا ويكهنا چاہتى تھى كەتم كياكر رہے ہو-"

"اگر کچھ زیادہ دیکھ لیا تونے تو زندگی بحر روتی رہے کی ۔۔۔۔۔۔ چھوٹی می عمر ب ..... کھانے چنے کے وق بین اور پر گئی ہے ان چکروں میں و کھ ..... آخری بار كهدرما بول كد آئده ادهرمت آنا-"

"جَهِ الله الله على كرناره كلى تحيين ......ديإ! سووه كرنے چلى آئى-" " شكر كر كالى راتول كاموسم ب ..... أكلا مو ما جائد تو مزه آجاما تھے۔" ولكول جائد س كيا مو ا ب؟" زينب في سوال كيا اور ديبا جربس برا-" چاندنی راتوں میں یہاں جھا لکی ہوتی ہے.... بیروں کی.... سارے کے

سارے اپنی کمانیال سناتے ہیں .... اڑتے ہیں جھڑتے ہیں ایک دو سرے کو مارتے ہیں .... بھضورتے ہیں اور اگر کوئی اجائے تو اے بھی چت کر دیتے

"ارے ..... دیا رے دیا .... تب تو واقعی اچھا ہوا دیمیا کہ میں چاندنی راتوں میں نہ آئی۔ اچھاتو ایک بات بناؤ حمیں بتا ہے کہ روبن و کرم داس کی بیٹی پرین کو حاصل كرنے كے چكر ميں ہے .... كيا سمجھ؟ اور وہ جو كھ كرنے والا ب مميس اس كاكوئي اندازه نبيل موگا-"

" ہمارہ نام روئن ہے...... تُو ہمیں جانتا ہے.....کیا تُو نے ہمارے بارے میں "علوم کرلیا ہے کہ ہم کون ہیں؟"

"کرایا تھا ہا تیرے بارے میں ..... کال کے داس .... جب بات کالی کے داس ..... جب بات کالی کے داس کی آجاتی ہیں۔... کیا سمجھا...... کیا سمجھا.... کیا سمجھا.... کیا سمجھا... کیا ہے۔ "

"موت آئی ہے تیری ...... میں جھینٹ لینے آیا ہوں تیری ..... کیا سمجما؟" "آسان تو تمیں ہوگا ..... کال کے داس کالی کے کھیل کھیلتے ہیں۔"

"تو یہ کھیل بھی کال ہی کا ہے....... دفعتاً ہی روبین کے ہاتھ سے نیزہ سنساتا ہوا اللا اور دیپا کے سینے میں جالگا....... دیپا کے سینے میں ایک بڑا سوراخ ہوگیا....... لیکن زینب نے دوسرا منظر بھی دیکھا...... اس نے آس ششدر کر دیا۔ نیزہ دیپا کے سینے سے فکل کر عقب میں موجود درخت کے سے میں پوست ہوگیا....... دیپا نے ایک بھیانک آواز میں قبقہ لگایا اور بھیانک آواز میں چنا۔

اور المحال المح

"زینب بیٹی ۔۔۔۔۔۔۔ بیٹی ۔۔۔۔۔۔۔ بیٹی ۔۔۔۔۔۔۔ "وہ اس آواز کو ایک کمیح تک نہ پہچان سکی لیکن پراے اپنے عقب میں ابھرنے والی سر سراہٹوں کا احساس ہوا۔۔۔۔۔۔ وہ سر سراہٹیں جن کا مفہوم واضح نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ تب اس نے اس آواز پر غور کیااور یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی کہ یہ آواز علی چاچا کی تھی۔۔۔۔۔۔ علی چاچا زمین پر جیٹے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔ زینب تیزی ہے ان کی جانب دوڑی اور ان کے قریب پہنچ گئی۔

"ارے ..... علی جاچا۔" زینب نے شدید جرانی سے کہا۔
" مجھے معاف کر دینا میٹا۔ مجھے معاف کردینا تمہارے پیچھے چاہ آیا تھا آہ میرا بدن میگار ہوگیا ہے۔ مجھے فالج ہوگیاہے۔ اب میں اٹھ نہیں سکتا۔" علی جاچا تھر تھر کانپ رے میں

## X===== X===== X

اجانک زینب بی بی کو پھھ احساس ہوا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگیں۔ ان کے چرے پر عجیب سے تاثرات پیدا ہونے لگے۔ میں ان کے اجانک خاموش ہوجانے سے چران رہ گیا تھا۔ پھر جب میں نے ان کے تاثرات کا جائزہ لیا تو بھھ پر اور جرانی طاری ہوگئے۔ میں اس کیفیت تھی۔ پھھ ور یہ ہوگئے۔ میں اس کیفیت تھی۔ پھھ ور یہ سے گئے۔ میں دے سکتا تھا۔ یہ عجیب کیفیت تھی۔ پھھ ور یہ گفیت طاری رہی پھرزینب کی آواز ابھری۔

"آپ" آپ اس طرح مجھ تک کیوں پنچ 'کیا میرا امتحان مقصود تھا؟ "میں سمجھا نہیں۔" میں نے مزید حیرانی سے کہا۔

"آب ..... آپ بابر علی ہیں نا ......" اس نے کما اور مجھ پر حیرتوں کے بہاڑ ٹوٹ بڑے۔ "میہ سب کیا ہے؟" میں نے سوچا۔

نین کی سوالیہ نگاہیں میرا جائزہ کے رہی تھیں اور میں بھی خاموشی سے اسے ویکھنے کے کے سوا اور پھی نہیں کرسکتا تھا۔ پھی لیے خاموشی رہی اس کے بعد زینب نے

"میں نے سوال کیا ہے آپ اس کا جواب دیجئے۔ کیا میرا امتحان لینا مقصود تھا؟"
"اور یہ بات آپ جانتی ہیں زینب لی لی کہ آپ کے سامنے جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہے۔ میں تو جانتا بھی نہیں ہوں کہ آپ کون سے امتحان کی بات کر رہی ہیں۔"
زینب کے چرے پر کچھ تبدیلیاں رونما ہو کیں۔ وہ مجھے دیکھتی رہی سوچتی رہی۔ پھر
کچھ دیر کے بعد اس نے کما۔

سابلند ہوا اور زینب کے چرے کے سامنے کی سیدھ میں آگیا اور اس کے بعد اس نے منہ سے ایک سرگوشی کی آواز نگل۔

الركى اينا شرير مجھے ادھار وے وے .... وعدہ كرتا ہوں كہ واپس دے دول گا.... اس بالی کو نیجا و کھانے کے بعد .... جلدی کر اپنا شریر جھے دے دے ..... باتھ بردھا کر میرے سرکوائے سریر دکھ کے .... ادے دیر ہو رہی ہے۔ أكروه ليك يزالوبرا موجائ كالسيس" ديها كاس آسة آسة زينب كى جانب برعة الا اور پھر اس کے اور زینب کے چرے میں ایک فٹ کا فاصلہ رہ گیا..... اچانک تن زینب نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا اور ایک زور دار تھیٹراس کے کئے ہوئے سریر رسید کر ویا ..... سر بهت دور جاکر گرا تحا .... اس کے گرنے کی آواز بھی پیدا ہوئی تھی اور روبین اس کی طرف متوجہ ہوگیا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی زینب کے کانوں میں ایک تھنی ملی می چخ ابھری اور عقب میں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی چیز گری ہو ..... زینب لے خوفزده اندازيس يتي مراكر ديكها ليكن كوئى بات تجهديس شيس آئي.....دوسرى طرف ویپا کے سرکو روبن نے اپنے ہاتھ میں پولیا اور اس کے بعدے نیزے میں پرو کراپ كندهے ير لاد ليا..... اس كے مختلف ماتھ اپنے بھياروں سے ديا كے جم كو محرك مكر كر چكے تھے۔ يوں لكتا تھا جيے روہن كو زينب كى يمال موجود كى كاعلم نہ ہو ..... اس نے اپنا کام سرانجام دیا ..... دیا کا سرای نیزے میں سنجالا اور سمینے کا رخ تبدیل کر دیا..... بھینسا ای جانب دوڑ پڑا جدھرے آیا تھا.... زینب سنتی نیز نگاہوں سے بھینے کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور اس کے وجود میں کیکیا ہیں ابحر رہی تحين ..... وماغ سن بوكيا تقا .... اگر دماغ كام كرتا بوتا تو شايد اس وقت ب بوش موجانے کو دنیا کے ہرکام پر ترجیح دیق الیکن اس کے اندر بھی نہ جانے کون می قوتیں تھیں جو اس مولناک نظارے کو ہوش وجواس کے ساتھ برداشت کئے ہوئے تھی....اس سے زیادہ بھیانک اڑائی شاید ہی کی نے اس کائنات میں دیکھی ہو ..... بوی دہشت ناك جنگ تحقی سي..... فضا مين ايك عجيب ي بديو پيميلي موئي تحقي جس كاجائزه لينے ك بعد زینب کو اندازہ ہوا کہ یہ بربو دیمیا کے جم کے ان مکروں سے اُڑ رہی ہے جو اب پانی کی طرح بھل کر بھ رہے تھے .....بدبو ناقابل برداشت تھی چنانچے زینب نے سوچاک اب يمال ركنا ب متصدى بي سيسس پر اچانك يى جب وه واپس بلى تو اے كرائتى موئى ايك خوفزده آواز سائى دى- ''سنو' میں بہت ہی بھٹکا ہوا انسان ہوں اگر حتہیں میری زندگی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہوگیا تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں معلوم ہوا تو میں بتاؤں۔''

"دنیل میں دہراؤں گی نہیں۔
آپ بس یوں کیجئے کہ شال مغرب کی طرف سفر کا آغاز کر دیجئے اور بیہ آپ ای وقت کر
علیں گے جب آپ کے سامنے کوئی نہیں ہوگا۔" زینب بی بی نے کہا اور پھراپنا چاور نما
ووٹ انہوں نے اپ سرے آبارا اے کھولا 'پھیلا کر پورے جم اور سریر ڈالا اور اس
کے بعد دویئے کا ایک پلوچرے پر لے لیا۔ ایک دم سے یوں محسوس ہوا جیسے ہوا کا ایک
تیز جھکڑ چلا ہو۔ آ تکھیں خود بخو بند ہوگئی تھیں اور ایسا صرف ایک کھے کے لئے ہوا تھا۔
ہوائیں بدن کو چھوتی ہوئی گزر گئیں۔ اور جب ایک کھے کے لئے جھپکی اور بلکیں کھلیں تو

ایک ویرانہ ' دور دور تک خاموشی اور سائے گا راج ' زینب اور اس ماحول کا نام ونشان تک نمیں تھا جس میں ایک لیجے پہلے موجود تھا۔ آہ۔ یہ روحانی دنیا تو اس کا نئات کی سب سے جیب چیز ہے۔ سائنس نے ایسے ایسے جوب اس کا نئات کو دیے ہیں جن کے بارے میں عقل سوچ سوچ کر جیران رہ جاتی ہے ' لیکن گارت انسان اس طرح پلک جھیکتے مائٹ ہوجا ئیں۔ ماحول اور منظر اس طرح بدل جائے۔ یہ صرف روحانیت ہی کا کرشمہ ہو سکتا ہے۔ میں اس لتی و وق صحوا میں خاموشی سے کھڑا چاروں طرف تگاہیں دوڑا تا رہا۔ اصل میں یہ واقعات اب میرے لئے اس قدر اہمیت کے حال نمیں تھے کہ میں ان پر اصل میں یہ واقعات اب میرے لئے اس قدر اہمیت کے حال نمیں تھے کہ میں ان پر عقل کھو بیشتا۔ بال اگر میں کوئی عام انسان ہو تا تو بھینی طور پر دیوائی کا شکار ہوجاتا۔ یہ سوچ کر ہی کہ منظر اور ماحول ایک لیمے میں اس طرح سے بدل سکتا ہے۔ زینب نے چادر سوچ کر ہی کہ منظر اور ماحول ایک لیمے میں اس طرح سے بدل سکتا ہے۔ زینب نے چادر اوڑھ کی تھی اور عاموش کھڑا یہ اوڑھ کی تھی اور اب میں یمال اس لتی ودق صحوا میں خاموش کھڑا یہ اوڑھ کی امران جائے۔

تب زینب کے الفاظ یاد آئے کہ مجھے شال مغرب کی طرف سفر کرنا ہوگا۔ راستے کا تعین کیا۔ ان تمام باتوں پر عمل کرنا تو میری زندگی کا ایک مقصد بن چکا تھا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں شال مغرب کی طرف چل پڑا اور آئیسیں بند کئے آگے بردھتا رہا۔ نہ راستے کی شھو کروں کا خیال تھا نہ کی ایسے درندے کا جو اچانک کسی طرف سے نکل کر مجھ پر حملہ تھو کروں کا خیال تھا نہ کسی ایسے درندے کا جو اچانک کسی طرف سے نکل کر مجھ پر حملہ آور ہو۔ جب بھی اپنے اطراف میں نظرود ڑا تا کہی لمبی جھاڑیاں ' درخت' جنگل پند نہیں کیا کیا نظر آتا۔ اونچے نیچے ٹیلے 'گہری گھاٹیاں بس چل رہا تھا ایک دیوائے انسان کی مائید۔

"دخوش العبدى كمى كى ميراث نهيں ہوتى۔ الله تعالى جس كى پيشائى روش كردے الله تو الله كاكام ہے۔ آپ كو شايد خود احساس نهيں ہے كه آپ ايك ايے چل وار درخت بن چكے ہيں جو جڑ ہے سرے تك شيريں چلوں ہے لدا ہوا ہے اور اب يہ چل آپ كو خود تقييم كرتے ہيں ' مجھ رہے ہيں تا آپ۔ آہ ميں جو كھ ديكھ رہى ہوں وہ ناقابل يقين خود تقييم كرتے ہيں ' واتا كھ نهيں مالا۔ بحان الله ' بحان الله اور كھرائے آپ اس قدر ناواقف باير على صاحب الله نے آپ كو برى دولتوں سے نوازا ہے۔ بھلا آپ كو كيا مشورہ دے عتى ہوں يا كيا كم عتى ہوں۔ ميں تو آپ كے سامنے كھے بھى نهيں ہوں۔ ميں تو آپ كے سامنے كھے بھى نهيں ہوں۔ بست بوے ہيں آپ 'بمت بوے ہيں۔" جھے نهى آگئى ميں نے كما۔

" خیر میں کتنا برا ہوں ہے تو میں خود جانتا ہوں۔ ایک اتنا محروم انسان جے زندگی میں بہت کچھ ملا لیکن اس نے اس سے کچھ حاصل نہ کیا۔"

"اچھاایک منٹ رک جائے۔" زینب نے کمااور پھراس نے اپنے سفید ہاتھ اپنے چرے پر رکھ لئے اور آئیس بند کئے دیر تک بیٹی رہی اس کے بعد اس نے گردن بلاتے ہوئے کہا۔

"فدا کی سم ایک ایس آئیڈیل صحصت ہیں آب اور جھے ہئی تو اس بات پر آئی اس کہ اپنے آپ کے لئے بری اس کے کہ اپنے آپ کے اس قدر ماشاہا۔ اصل میں آپ کی والدہ نے آپ کے لئے بری محنت کی ہے۔ شاید انہوں نے برے برے عظیم لوگوں ہے را بطے کئے ہیں۔ آپ کے لئے لڑائی کی ہے۔ کہا ہے کہ قصور آپ کا نہیں ہے۔ آپ بھٹ کے ہیں۔ آپ کے لئے لڑائی کی ہے۔ کہا ہے کہ قصور آپ کا نہیں ہے۔ آپ بھٹ کے ہیں۔ آپ کو بھٹکایا گیا تھا اور راستے کی ایک شھوکر غلط ہوجائے تو سنبھالنے والے ہاتھ دوڑ پڑتے ہیں۔ اب یہ ہاتھ کس کے ہیں یہ تقدیر کا فیصل ہوجائے تو سنبھالنے والے ہاتھ دوڑ پڑتے ہیں۔ وہ جو آپ کی طلب ہے آپ ہی کے لئے ہے گین آپ واقعی واقعات کا مجموعہ ہیں۔ وہ جو آپ کی طلب ہے آپ ہی کے لئے ہے گین ذرا دیر ہے۔ بھے معاف کیجے گا۔ آپ بھٹ سے کمیں زیادہ بڑی حیثیت کے مالک ہیں 'لیکن آپ واقعی عمل میں بڑا محموس کر رہی ہوں بلکہ یہ میرا فرض ہے۔ بس یوں جسے آپ کی بڑرگ کو بانی کا برتن اشاکر دیتا ہے۔ وہ بزرگ کو بانی دیتا ہے بزرگ سے بڑا کہیں ہوجائا۔ آپ اپنے آپ کو عشل وہجے۔ جائے سدھے چلے جائے۔ آپ کارخ شال کو نیس ہوجائا۔ آپ اپنے آپ کو عشل وہجے۔ جائے سدھے چلے جائے۔ آپ کارخ شال مغرب کی طرف ہوگا اور پھروہاں ہے آگ برحسنا ہوگا آپ کو لیکن ایک مقدر پورا کرنے مغرل کی بعد مجھ رہ ہوگا اور پھروہاں ہے آگ برحسنا ہوگا آپ کو لیکن ایک مقدر پورا کرنے مغرب کی بعد مجھ رہ ہو ہی تا؟"

و کھانا کھالو بابا صاحب میں آپ کو پانی لاکریتا ہوں۔ کھا لیجئے کھانا۔ "میں اپنے ہوش اواس درست کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مٹی کے ایک این میں پانی لے کر آیا اور مجھ سے بولا۔

"ارے آپ نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔" میں چونکا بھوک اور پیاس کی شدت نے ایک بار پھر مجھے جگا دیا۔ نیل کول کو تو دیکھا تھا لیکن بھوک بیاس اپنی جگہ تھی۔ میں کھانا کھانے لگا اچانک ہی مجھے بچھے خیال آیا تو میں نے اس ٹوجوان سے کہا۔

"لو تم بھی کھالو۔" نوجوان کے ہو نوں پر مسکراہٹ بھیل گئی تھی۔ اس نے کہا۔
"بابا صاحب! میں کھا چکا ہوں۔ نقدیر نے بھیک کی روٹی لکھ دی تھی وہ بھی کھالی۔
اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ بھی اس منزل کے رائی نہیں ہیں۔ کیوں غلط کہ رہا ہوں
ایا؟" میں نے کھانا شروع کر دیا۔ چند کھات خاموشی سے کھانے کے بعد میں نے اس سے

"لو يكه تهو ژا سا كهالو-"

دو تبیں آپ یقین کریں ای نے جھے بھی دیا تھا۔ میں نے لے کر کھالیا چو تکہ دو دن کا فاقہ ہوچکا تھا اور میرے خیال میں دو دن کے فاقے کے بعد اس طرح کی اشیاء کھا لینے میں کوئی حمۃ نہیں ہے۔ " اس کے لیج میں مزاح کا عضر تھا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کھانے پینے کی جو اشیاء مجھے دی گئی تحمیں انہیں معدے میں اٹارنے کے بعد میں نے بائی بیا اور پھرچونک کراہے دیکھا۔

" تم بت التح انسان مو الله تميس خوش ركھ - كيانام ب تمهارا؟ تم في مجھ پائي الكرويا ب-"

"بس اتنی می بات پر میں اچھا انسان ہوگیا بابا صاحب! پنة شیں تمس مطلب سے آپ کے پاس آبیشا ہوں۔"

"فيريه بات نه كرو- اس كائات مين انسان صرف اپني ذات سے عشق كرتا ہے-باقى سب بے كار باتين بين- موگى كوئى بات تهمارے بھى سينے مين- تم كيا جانو ميرے سينے ميں كياكياہے-"

"بال- یہ تو آپ ٹھیک کھتے ہیں۔" "نام کیا ہے تہمارا؟" "علی ہے میرا نام۔" پیروں پر ورم آتا جارہا تھا لیکن اب بھلا کے کی چیز کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ پھر بھے اید بستی کے آثار نظر آئے اور بیں نے دل بیں سوچا کہ جلد از جلد یہ فاصلے طے کرلوں آل زندگی کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکوں' بسرحال نہ تو درویش تھانہ مجذوب تھا کہ بھو کہ پیاس سے نگاہیں چرا سکتا۔ بستی تک پہنچنے کے لئے سفر کی رفتار تیز کرلی۔ اچھی خالس آبادی تھی۔ چاروں طرف خوبصورت مکانات بھرے ہوئے تھے۔ بیں نے سب سے پہلے مکان کے سامنے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈال لیا۔ خھکن نے نارهال کر رکھا تھالہ بست مکان کے سامنے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈال لیا۔ خھکن نے نارهال کر رکھا تھالہ بست می کیفیت ہو رہی تھی۔ شدید بھوک ادر پیاس نے ہاتھ پاؤں بے جان کر دیا تھی بی بیٹے بین اتن ہمت نمیں تھی کہ اب کمیں جاگر اپنے لئے خوراک تلاش کروں۔ درخت کے نیچے جس صال میں بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھ کر لوگ میرے بارے میں کیا سمجھ کتے تھے۔

پر تقدر نے ایک نیا کھیل دکھایا۔ وہ ایک کھوڑا گاڑی کھی جس میں کوئی بیٹھا ہوا اسلام کوچوان گھوڑا گاڑی کو چلا رہا تھا اور چند افراد ہاتھ ساتھ آرہ تھے۔ ان میں پالا بھاری بھی تھے جھاگ رہ بھاری بھی تھے دورے بھر کا تھی ہے بھی بھاگ رہ تھے۔ دورے بھر کا گھری کے بیٹھے بھی بھاگ رہ تھے۔ دورے بھر گاڑی میرے پاس آگر سے دورے بھر گاڑی میرے پاس آگر اسلام کی اور اچانک تی دو سفید ہاتھ گھوڑا گاڑی ہے باہر نظے۔ ان میں کھانے پینی کی اشیاء اشیاء تھیں۔ یہ اشیاء جھک کر جھے خیرات کی گئیں۔ میں نے تعجب نگاہیں اٹھا کر دیکھا اور دو سرے لیح میرے سارے وجود میں شدید سنتی دوڑ گئی۔ کھائے پینے کی اشیاء اور دو سرے باتھوں میں رہ گئیں اور میں پھٹی پھٹی آ تھوں سے اس گھوڑا گاڑی کو دیکھا رہ گیا۔ میرے باتھوں میں دہ گئیں اور میں پھٹی پھٹی آ تکھوں سے اس گھوڑا گاڑی کو دیکھا رہ گیا۔ میں جو چہوہ دیکھا تھا وہ نیل کنول کا چرہ تھا۔ آہ بہت عرصے کے بعد وہ جمچے نظر آئی تھی۔ میں جو چہوہ دیکھا تھا وہ نیل کنول کا چرہ تھا۔ آہ بہت عرصے کے بعد وہ جمچے نظر آئی تھی۔ میں جو چہوہ دیکھا تھا وہ نیل کنول کا چرہ تھا۔ آہ بہت عرصے کے بعد وہ جمچے نظر آئی تھی۔ میں جو جہوہ دیکھا تھا وہ نیل کنول کا چرہ تھا۔ اور آگر دیکھا بھی ہوگاتو پیچانا نہیں تھا۔ گھوڑا گاڑی دور چلی گئی میں ہوگاتو پیچانا نہیں تھا۔ گھوڑا گاڑی تھے۔ اس نے شاید جھے نہیں دیکھا تھا اور آگر دیکھا بھی ہوگاتو پیچانا نہیں تھا۔ گھوڑا گاڑی دور چلی گئی میں ہاتھوں میں کھائے پینے کی اشیاء لئے ہوئے اے دیکھا رہا تبھی مجھے ایک دور چلی گئی میں ہاتھوں میں کھائے پینے کی اشیاء لئے ہوئے اے دیکھا رہا تبھی مجھے ایک

"کیا بات ہے باباتی! کھانا شیں کھاؤ کے کیا"" میں نے چونک کر گردن گھمائی ایک نوجوان تھا۔ چھٹے پرانے لباس میں ملبوس چرے سے ایک عجیب سی کیفیت مجتی تھی۔ وہ میرے پاس بیٹھ گیا۔

بہت و میری بات تو سنو بھائی! ارب سنو- میں تہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میری بات تو سنو بھائی! ارب سنو- میں تہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میری بات تو سن لو۔" لیکن کھانالانے والا فوراً تل واپس پلٹ کر چلا گیا۔ اس طرح جمجے یہاں اس تہہ خانے میں پانچ دن قید رہنا پڑا۔ چھٹے دن جب دروازہ کھا تو میں بری طرح زندگ سے عاجز آچکا تھا لیکن دروازے سے اثر کر آنے والی نیل کنول تھی۔ میں اس و بکھ کر سحرزدہ ہوگیا۔ آخری میڑھی سے اثر نے کے بعد وہ جھ سے بے نیاز ہوکر آگے بڑھ گئی ' لیکن میں نے اسے زور سے بکارا۔

"نیل کنول۔" اس نے مجھے جس انداز میں دیکھا تھا وہ عجیب ساتھا۔ اس کی آنکھوں میں شکایت تھی۔

" نیل کنول تم مجھے پہچان گئی ہوناں؟" " تمہیں نہیں پہچانوں گی ہے وفا! خود غرض۔" اس نے کہا۔ "میں ہے وفا' خود غرض۔"

اور کیا۔ زندگی میں کیا نہیں کیا تھا تہمارے گئے۔ زندگی آسان اور خویصورت بنا دی تھی۔ اپٹی شکل وصورت بدل لی تھی۔ جتنا چاہتے حسن النے اندر پیدا کیا جاسکتا تھا۔ نہ بتاتی تو تمہارے فرشتوں کو بھی معلوم نہ ہو تاکہ میری اصل کیا ہے۔ سب کچھ جنا دیا اپنا دل کھول کر تمہارے سامنے رکھ دیا۔ مگر تم نے 'تم نے ٹھکرا دیا۔ پنة نہیں کیسے تھیے میں "اچھا۔ بہت عظیم نام ہے۔ اللہ حمیں خوش رکھے۔" "باباصاحب! آپ نے اپنانام شیں بتایا۔" "میرانام بابر علی ہے۔ بس بابر کا اضافہ ہے اس میں۔" "خوب اضافہ ہے۔ ویے بابا صاحب! ایک عجیب سی کیفیت محسوس کی عقی میں نے ا آپ کے چرے پر۔" آپ کے چرے پر۔"

"نوجوان آدی کے دل میں کسی نوجوان اور حسین لڑکی کو دیکھ کر اگر یہ تصور شہ ابھرے تو اس کی جوانی پر لعنت ہے۔"

"بت بولتے ہو۔ بے تکابولتے ہو۔ ویے یہ کون تھی؟"

"پہلے تو مجھے بھی نہیں معلوم تھا لیکن اب پہ چل گیا ہے اس کے بارے میں۔ وہ نیل کول ہے۔ مماراج امرناتھ کی بٹی۔ رانا امرناتھ یہاں بہت بڑے زمیندار ہیں۔" "کہاں رہتی ہے وہ؟"

"وہ سامنے جو آپ کو اینٹوں سے چنا ہوا احاطہ نظر آرہا ہے تا وہ رانا امرہاتھ کی حویلی ہے ۔ "
ہے یہ لڑکی روزانہ خیرات بانٹنے نگلتی ہے۔ سنا ہے بیار ہے اور وان پن کرنے نگلتی ہے۔ "
رانا امرہاتھ ' نیل کنول ٹھراس کے بعد بھلا مجھے رانا امرہاتھ کی حویلی جانے سے کون
روک سکتا تھا۔ علی کو میں نے وہیں چھوڑا تھا اور رانا امرہاتھ کی حویلی چل پڑا تھا۔ جب
میں حویلی کے دروازے پر پہنچا تو ایک دربان نے مجھے روکا اور پوچھا۔

"كمال جانا چاہتے ہو بھائى؟" ميں نے ايك وم سے سوچ ليا تھاكہ جھے كياكرنا ہے۔ يس نے كما۔

"فيل كول يارب نا- اس كاعلاج كرف آيا مول-"

"آجاؤ- آجاؤ-" اس نے کہا۔ مجھے جرت ہوئی بھی کہ مجھے اتی آسانی سے حویلی میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ بردی عظیم الثان حویلی تھی۔ سائنے کے جھے پر التعداد در بنا ہوئے تھے۔ ایک در کے نیچ مجھے بٹھا دیا گیا اور دربان رانا امرناتھ کو اطلاع دینے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے اندر بلالیا گیا اور میں دو آدمیوں کے ساتھ چل پڑا۔ وہ لوگ مجھے حویلی کے اندرونی جھے میں لے گئے۔ ایک راہداری طے کرنے کے بعد مجھے نیچ مجھے حویلی کے اندرونی جھے میں لے گئے۔ ایک راہداری طے کرنے کے بعد مجھے نیچ میر جھوں میں اترنا پڑا۔ بھینی طور پر سے زیر زمین کوئی جگہ تھی۔ ہرحال میں وہاں پہنچ گیا۔ میر حاققی بہت شاندار تھی۔ اعلی درج کا فرنچر پڑا ہوا تھا۔ پردے پڑے ہوئے تھے۔

ے تمہارے اندر۔"

"کھ گراوگر نہیں ہم تو مرے ہیں تہیں بھی ہارے ساتھ مرنا ہوگا سمجھ؟" "سنوتم مجھے نہیں مار کتے۔"

"ارے جا۔ اپ آپ کو پہ نہیں کیا سجھتا ہے۔" ناگو نے کا اور اچانک تی مجھے
اپ ہاتھوں کی مٹھی میں ایک عجیب سی کلبلاہٹ محسوس ہوئی۔ میں نے چونک کر مٹھیاں
کولیں۔ اس میں چھوٹے کالے رنگ کے کیڑے بھرے ہوئے تھے۔ ایک دم
کولیں۔ اس میں چھوٹے کالے رنگ کے کیڑے بھرے ہوئے تھے۔ ایک دم
سے میں نے خوفزدہ ہوکر مٹھیاں کھول کر ہاتھ جھاڑے اور سارے کیڑے زمین پر گر
پرے۔ سامنے کھڑے تیرہ افراد نے ان کیڑوں کو تعجب سے دیکھا اور پھراچانک تی ان کے
چروں پر خوف کے آثار بھیل گئے۔ میں نے خود بھی جیرائی سے ان کیڑوں کو دیکھا تھا جو اپنا
جم بردھاتے جارہے تھے اور ای کی دہشت بھری چینیں فضا میں گو نجے گئی تھیں۔
پندلیوں سے چیک گئے تھے اور ان کی دہشت بھری چینیں فضا میں گو نجے گئی تھیں۔

"دریہ سے سے اور فوق بھرے لیے اور ان کی دہشت بھری دینیں فضا میں گو نجے گئی تھیں۔

"دریہ سے سے سے اور ان کی دہشت بھری چینیں فضا میں گو نجے گئی تھیں۔

"دریہ سے سے سے سے سے اور ان کی دہشت بھری دینیں فضا میں گو نجے گئی تھیں۔

"دریہ سے سے سے سے سے اور ان کی دہشت بھری دینیں فضا میں گو خوف بھرے لیے

ایک اطمینان سا تھا۔ یہ وہ ہوا تھا، وہ سیس یہ سیس سے ان وہ خوف بھرے کہ جس کی رہے تھے اور میں خاموش کھڑا یہ منظر و کھ رہا تھا۔ نہ جانے کیوں میرے دل کو ایک اطمینان سا تھا۔ یہ وہ ہوا تھا، و میرے دل میں تھا، لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جو میرے دل میں ہے وہ کسی ایک شکل میں نمودار ہوجائے گا۔ وہ کیڑے ان کے جسموں کو کھانے لگے۔ وہ ان کے جسموں سے لیٹ گئے تھے اور وہ سب تہہ خانے میں دوڑتے بھر رہے تھے۔ ایک عجب وغریب منظر تھا۔ ایک انتمائی وحشت ناک عمل ہے دکھ کردل دو مرائن بھول جائے۔ وہ زمین پر گر رہے تھے اور کیڑے انہیں کھا رہے تھے۔ ان کے جسم آہستہ کھا تھا۔ بھر دفعات کی شکل میں پڑے دہ کھا گئے تھے اور کچھ کھوں کے بعد وہاں سارا کھیل ختم ہوگیا۔ میں جیران نگاہوں سے رہا تھا۔ بھر دفعات کی اس سوراخ میں دوڑنے گئے۔ وہ ایک توار کو ایک ایک اور وہ سارے کیڑے اور ان میں دوڑنے گئے۔ وہ ایک قطار کی شکل رہا تھا جیسے مٹی اس سوراخ میں دھنتی جارہ کی جانب دوڑنے گئے۔ وہ ایک قطار کی شکل اور وہ سارے کیڑے یکونا ہو آ خری کیڑا ہو ایک قطار کی شکل میں اس سوراخ میں گھتے جارہ تھے۔ اور ان کا جم چھوٹا ہو تا جارہا تھا۔ بھر آخری کیڑا اور وہ سارے کیڑے میں داخل ہو کر نگاہوں سے او جسل ہو گیا۔ میں نے وحشت زدہ نگاہوں سے بھی اس سوراخ میں داخل ہو کر نگاہوں سے اور جسل ہو گیا۔ میں نے وحشت زدہ نگاہوں

ير مح كتني برى بات ہے۔"

یں جرانی ہے اے دیکھنے لگا۔ پہ نہیں کیا بکواس کر رہی تھی۔ پھرا چانک ہی اس کا رنگ بدلنا شروع ہوگیا اور تھوڑی دیر کے بعد میرے دل میں خوف و دہشت ابحر آئی۔ بید بورٹی نے نیل کنول کا روپ دھارا تھا۔ دفعتاً ہی عقب سے قدموں کی آئیس سائی دیں اور پھر میں نے جو پچھ دیکھا وہ میرے لئے ناقائل بھین تھا۔ سب سے آگے ناگو تھا اور اس کے پیچھے وہ بھیانک صور تیں جو بچھ سمیت مل کر تیم ہوتی تھا۔ سب سے آگے ناگو تھا اور اس کے پیچھے وہ بھیانک صور تیں جو بچھ سمیت مل کر تیم ہوتی تھیں۔ وہ سارے کے سارے اپنے ای خوفناک روپ میں میر ھیاں اور کر چلے تیم ہوتی تھیں۔ وہ سارے کے سارے اپنے ای خوفناک روپ میں میر ھیاں اور کر چلے آرہ سے سے سے کی آ کھوں میں خون کی پر چھائیاں تھیں۔ پورٹی پیچھے ہٹ گئی۔ بچھے احساس ہورہا تھا کہ میں بہت ہی برے پھیر میں پڑگیا ہوں۔ میں نے وہشت زدہ نگاہوں احساس ہورہا تھا کہ میں بہت ہی برے بچھے ہوں محسوس ہوا جسے میری مشھیاں کی چیز سے بھر سے اے دیکھا اور پچر اچانک ہی جھے ہوں محسوس ہوا جسے میری مشھیاں کی چیز سے بھر آئی ہوں۔ میرے ہاتھ برے برے بوگے ہیں۔ ناگو خونخوار نگاہوں سے ججھے دیکھ رہا تھا پچر سے اس نے کہا۔

"يل رانا امرناي مول-"

"تم ياكو ، تم و مريك سف ؟ "جواب ين ناكون ققه لكايا اور بولا-

"جم مجھی شیں مرکتے سمجھ۔ ہم امر ہیں۔ تم سودفعہ ہمیں مارد گے ،ہم جی جائیں کے مجھی نہیں مار کتے تم ہمیں "سمجھ رہے ہو تا میری بات؟"

"لين ناكوبلا

"مت کو جھے ناگو بابا۔ بے مغیرانسان "ہم لوگوں نے کیااحسانات نہیں کئے تھے تم پر۔" "مگر میں نے تمہارے ساتھ کیا براکیا یہ تو بتاؤ؟"

"کول سے ' ہیں۔ چودھوں شامل نہیں ہونا چاہئے ہم میں۔ عشق کرنے گئے اس نیل کول سے ' ہیں۔ چودھویں تھی یا نہیں۔ ارے سارا سنسار ایک طرف اور ہم تیرہ ایک طرف۔ جو چاہئے کر کتے تئے۔ سب پچھ بتا دیا تھا الف سے لے کرے تک کہ سنسار کا سارا حسن تہمارے چرنوں میں سمیٹ کر پھیتک دیا جائے گا۔ عورت ہے کیا چیز جس طرح بحق چاہو گے تم اپنی من پہند عورت کو حاصل کر گئے۔ ہو دولت کا بھی کوئی مسئلہ نہیں بھی چاہو گے تم اپنی من پہند عورت کو حاصل کر گئے۔ ہو دولت کا بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ سب پچھ تھا تہمارے گئے۔ پر تہمیں جو عشق کی سوجھی تھی یہ نہیں سوچا تھا کہ جو لوگ تہمارے گئے مب پچھ کرنے کا باعث بنے ہیں انہیں کوئی نقصان پہنچ جائے گا۔ کردیا تاہمیں بریاد۔ تباہ کردیا تم مصومیت

"سنو- تم كياكرتے "بوعلى؟" على نے عجيب ى نگابوں سے مجھے ديكھا پھر آہستہ سے

"بابا صاحب زندگی میں پتہ نہیں کیے کیے دافعات پیش آیا کرتے ہیں۔ میں او الن الوگوں کو دیکھتا ہوں۔ میں خو اس کرنے کے لئے نگلتے ہیں۔ دن بحر شدید محنت کرتے ہیں اور شام کو جب گھر واپس جاتے ہیں او ان کے لئے ان کے گھر کے دروازے کھلے ہوں قوار ان کے الل خانہ ان کے منظر ہیں۔ سوچتا ہوں کہ کیما لگتا ہوگا انہیں۔ بابا صاحب! کی بات یہ ہے کہ انسان زندگی میں می سب کچھ جاہتا ہے اور جو ان جاہتوں سے مساحب! کی بات یہ ہے کہ انسان زندگی میں می سب کچھ جاہتا ہے اور جو ان جاہتوں سے من جاتا ہے وہ نااہل تو نہیں ہوتا۔ بس آپ یہ سمجھ لیجئے کہ اس کے سوچنے کا انداز بدل مات ہے۔ "

"میں نے تم سے تہارے بارے میں یو چھا تھا۔"

"کیا بناؤں بس یوں سمجھ کیجئے کہ بنانے کو بہت پچھ ہے، لیکن دل نہیں چاہتا۔ ایک مخص بھی اس کا کنات میں اپیا نہیں ہے جس سے میں بید کمد سکوں کہ بھائی! مجھے اپنا ساتھ اور قرب دے دو۔ اس کے علاوہ اور پچھ نہیں چاہتا۔ تمہاری خدمت کروں گا۔ تمہارے لئے زندگی کی ہر سائس وقف کر دون گا۔ ایک شخص مرف ایک شخص۔ چھوڑو بیہ تو میری دکھ بھری کمانی ہے۔ تم ساؤنیل کنول سے ملے؟"

"وحتهيس ياده؟"

"-U!"

"(ور امرنات ؟"

"امرنات بھی یاد ہے۔"

"حكرتم نے كما تھاكہ امرہ تھ كى حويلى وہ ہے۔"

"بل وای ہے۔"

«ليكن وبال امرنائظ تو نهيس ربتا-"

"جيس ريتا؟"

"-11"

"کیا بات کر رہے ہو؟ رانا امرناتھ بی وہیں رہتے ہیں اس بہتی میں مجھے کافی دن مرز چکے ہیں۔ " گزر چکے ہیں۔ نیل کنول کو بھی اس انداز میں جانتا ہوں اور رانا امرناتھ کو بھی۔ " میرا دل ایک بار پھر دھڑکنے لگا۔ وہ نیل کنول کوئی اور تھی جو مجھے ملی تھی۔ اور جو ے ته خانے کا جائزہ لیا لیکن یہ کیا۔ ایک دم ہی میری آنھوں میں خوف و دہشت نظر آنے گی۔ میں تو ایک بالکل کھلی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ نہ ته خانہ تھا اور نہ وہ عمارت۔ میرے خدا یہ طلعی دنیا بھی کیا چیز ہوتی ہے۔ ساری سائنس اس کے میرے خدا یہ طلعی دنیا بھی کیا چیز ہوتی ہے۔ ساری سائنس اس کے سامنے ہے اثر بے حقیقت ہوکر رہ جاتی ہے۔ وہ سارے انسانی ڈھانچ میرے سامنے سامنے ہے اثر بے حقیقت ہوکر رہ جاتی ہے۔ وہ سارے انسانی ڈھانچ میرے سامنے پڑے ہوئے تھے اور وہ عمارت غائب تھی۔ البتہ تھوڑے فاصلے پر وہ درخت موجود تھا جمال میں تھوڑی در تعلی میرے جمال میں تھوڑی در تھی جمیل میں میرک کانوں میں ایک مدھم می سرگوشی گونچی۔

"اگر ان لوگوں سے دائی نجات جاہتا ہے تو انہیں دفن کردے۔ یہ اگر کھلے آسان کے یتیج پڑے دہ وہائے گی اور کے جسموں میں عفری زندگی بیدار ہوجائے گی اور یہ ایک بار پھران کے جسموں میں عفری زندگی بیدار ہوجائے گی اور یہ ایک بار پھر تیری راہ پر لگ جائیں گے۔ نجات عاصل کرنا چاہتا ہے تو ان سب کو گڑھا کھود کر دفن کر دے۔ وہ لڑکا تیری مدد کرسکتا ہے جو سامنے در خت کے یتیج بیشا ہوا ہے۔ وہ تیرے لئے ایک اچھا ساتھی ثابت ہوگا۔ اے مستقل اپنے ساتھ رکھو۔" اتن واضح اور میلان سرگوشی تھی اور اس سرگوشی میں انتہائی نمایاں ہدایت تھی۔ میں بھلا اس سے مکر کیسے ہوسکتا تھا۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ چانا ہوا ملی کے پاس پہنچ گیا۔

"کیاتم کچھ انسانی جسموں کو زمین میں دفن کرنے کے لئے میری مدد کرسکو گے۔" "انسانی جم \_ زمین میں دفن؟" اس نے جرت سے پوچھا۔

"بال- وہ دیکھو سائے انسانی پنجر پڑے ہوئے ہیں۔ میں سجھتا ہوں انہیں وفن کرنا بڑا ضروری ہے۔"

"وو اس طرف ایک قدرتی گڑھا سا بنا ہوا ہے۔ تم چاہو تو اس گڑھے میں انہیں وفن کرکتے ہو۔ ہم انہیں مٹی سے دبادیں گے۔"

"فیک ہے آؤ۔" علی نے بے لوث میرے ساتھ یہ کام کیا اور میں اس کا ممنون ہوگیا لیکن جو جرت ناک واقعات پیش آئے تھے وہ میرے لئے ناقابل لیقین تھے۔ میں یہ سوج رہا تھا کہ یہ سب کتنا ہولناک ہے۔ واقعی اگر وہ کھلے آسان کے یٹیچ پڑے رہتے تو شیطانی قو تیں انہیں دوبارہ زندگی دے دیتیں اور اس کے بعد پھروہی سب پچھ ہوتا۔ وہی سب پچھ ہوتا۔ وہی سب پچھ ہوتا۔ وہی سب پچھ ہوتا۔ وہی سب پچھ ہوتا۔ بس پچھ میں نہیں آتا تھا کہ اس طلسی عمل کی وسعتیں کمال تک بیل ۔ اس طلسی عمل کی وسعتیں کمال تک بیل ۔ فرض یہ کہ ان سب کی ترفین ہوگئے۔ علی کو ساتھ رکھنے کا اشارہ کیا گیا تھا۔ چنانچ میں نے اس سے کما۔

واقعات نظر آئے وہ پھھ اور تھے اور اصلیت کھھ اور ہے۔ یہ سوچ میرے ذہن پر حاوی ہوتی جارہی تھی۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے لیکن پھر خود ہی ول کو تبلی دی خول کو تبلی دی نیل کنول نمیں بلی۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک کنول نمیں بلی۔ اس کا مطلب ہے کہ ایکی وہ وقت نہیں آیا جب مجھے میری منزل کا نشان ملے۔ اگر ایک بات ہے تو ضد تو مجھے نمیں منزل کا نشان ملے۔ اگر ایک بات ہے تو ضد تو مجھے نمیں مرایت کی گئی تھی کہ وقت کی لگام پکڑے رہوں۔ نمیں کرنی چاہئے۔ پہلے بھی جو مناسب فیصلہ کرے گا وہ عالم وجود میں آجائے گا۔ فورا ہی اس جگہ سے وقت جب بھی جو مناسب فیصلہ کرے گا وہ عالم وجود میں آجائے گا۔ فورا ہی اس جگہ سے جانے کا ارادہ کر لیا اور پھر علی کا شکریہ اوا کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بت شکریہ علی! تم نے اس تھوڑے سے وقت میں میری جو مدو کی ہے اس کے لئے میں تہمارا بیشہ شکر گزار رہوں گا۔ "علی نے چوکی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

اس کی آ تھوں میں ایک عجیب سی کیفیت تھی۔ میں اصل میں اس کی زبان میں سے سننے کا مختطر تھا کہ وہ میرا ساتھ دے گا۔ میں نے کہا۔

"تو مين چلول-"

"جاؤ۔ دنیا اس طرح چلی جاتی ہے۔ یکی میں بتا رہا تھا کہ نقدر میں یہ سب کھے ضمیں ہے کوئی بیہ نہیں کہنا کہ علی میرے ساتھ چلو۔"

"میں کمہ سکتا ہوں علی! میں کمہ سکتا ہوں اگر تم خود میرے ساتھ جانا پند کرو۔" علی کے چرے پر ایک دم خوثی کے تاثرات نظر آئے اس نے کما۔

"اور میں نے پہلے بھی کما تھا کہ ایک ایک سانس تنہاری رفاقت میں گزرے گ۔ بابر علی! بھی مجھے اپ آپ سے مختلف نہیں پاؤگ۔ ایک زندگی ہے میری۔ ایک انو کھی کمانی ہے میری زندگی سے وابستہ پھر بھی شاؤں گا۔ بولو چلوں تنہارے ساتھ ؟"

"دچلو-" میں نے فیصلہ کن لیج میں کہا پھر میں علی کے ساتھ وہاں سے چل پڑا۔

ذبحن آزاد چھوڑ چکا تھا۔ شروع میں اچھی خاصی رفتار تیز تھی۔ ہم سفر کرتے رہے۔ تیز
دھوپ پڑ رہی تھی اور اس کی شدت اور تپش اتنی تھی کہ بدن کے کھلے ہوئے جھے جلتے
ہوئے محسوس ہورے سخے۔ اس کے علاوہ اتنی شدید بیاس لگ رہی تھی کہ اب چکر آنے
گئے تھے۔ علی پورے صبر کے ساتھ میرا ساتھ دے رہا تھا اچانک ہی اس نے ایک طرف

"أوهر الله المرويكيو باير الله المرائيل المرائي

الم در ختوں کے قریب پنچے تو صحیح معنوں میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ نظر آیا۔
ام در ختوں کے قریب پنچے تو صحیح معنوں میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ نظر آیا۔
دہاں ہے آب و گیاہ جنانوں میں انسان ہے اللہ کی محبت کے جینے جاگئے جُوت مل رہے
سے۔ در ختوں کے دو سری جانب جنانی سلسلہ تھا اور ایک جنان ہے پانی کے قطرے زمین
پر ٹیک رہے سے اور پھر کی شفاف گراہیوں میں ایک سخی می جمیل بن گئی تھی۔ پانی انتا
شفاف تھا کہ تہہ کے پھر تنک نظر آرہے سے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ناریل کے
در ختوں کا ایک طویل سلسلہ دور تنک پھیلنا چا گیا تھا۔ روح خوش ہوگئی ناریل کے در خت
اللہ کی نعمت کا وہ حصہ ہوتے ہیں جن کے قریب جنج کر زندگی کی صحیح حقیقت کا اظہار ہوتا
ہے۔ کھانے کے لئے میٹھا گو وا۔ پیٹے کے لئے میٹھا پانی۔ یہ صحراؤں میں بھرے ہوئے
ہے۔ کھانے کے لئے میٹھا گو وا۔ پیٹے کے لئے میٹھا پانی۔ یہ صحراؤں میں بھرے ہوئے
ہے۔ کھانے کے لئے میٹھا گو وا۔ پیٹے کے لئے میٹھا پانی۔ یہ صحراؤں میں بھرے ہوئے
ہے۔ کھانے کے این میں کھایا۔ پانی بیا۔ اس کے بعد چشے کے پانی سے پورے برن
کو بھولیا اور پھر جو زمین پر لیٹے تو ساری تپش ختم ہوگئی اور ایک گری نیند سوئے کہ
کو بھولیا اور پھر جو زمین پر لیٹے تو ساری تپش ختم ہوگئی اور ایک گری نیند سوئے کہ
سورج ڈھل گیا۔ رات کی تاریکیاں زمین کے سیٹے پر اتر آئیں۔ آگھ کھلی تو علی گری نیند
سورج ڈھل گیا۔ رات کی تاریکیاں زمین کے سیٹے پر اتر آئیں۔ آگھ کھلی تو علی گری بیند
ہورا گا۔ اس ایک طرح بیٹا رہا۔ پھر علی بھی

، "ارے واو۔ ہم تو الیا لگتا ہے جیسے اپنے گھر کے روم میں سوتے رہے ہوں۔ میرے ہو توں پر پھیکی م سکراہٹ مجیل گئی میں نے کہا۔

"بال على! گركابيد روم كوئى حيثيت نهيل ركھا- به قدرت كابيد روم ب-" "كيا پروگرام ب اب؟"

"ظاہرہ ان دریانوں میں تو زندگی نہیں بسری جائتی۔ آگے چلتے ہیں۔"
ہم کھانے چینے کے بعد بہت سے ناریلوں کا ذخیرہ اپنے ساتھ لے کر آگے چل
بڑے۔ پہ نہیں یہ دریانے گئے وسیع تھے۔ آدھی رات تک چلتے رہنے کے بعد جب
شھکن کا احساس ہوا تو ایک جگہ آرام کے لئے اپنالی پھر سبح ہوگئی۔ شبح کی شھنڈی شھنڈی
چھاؤں میں سفر کیا۔ دوپہر کو ایک ایسے علاقے میں پہنچ جہاں گرے قدرتی درخت تھے۔
ان درختوں کے بنچ قیام کیا۔ یمان ناریل کے درخت نہیں تھے چنانچہ اپنے ساتھ لایا ہوا
ناریل کا ذخیرہ استعمال کیا اور اس طرح ہم تین دن تک اپنی آسانی کے مطابق سفر کرتے
ناریل کا ذخیرہ استعمال کیا اور اس طرح ہم تین دن تک اپنی آسانی کے مطابق سفر کرتے
درج۔ خداکی قدرت کہ رائے میں کوئی ایما واقعہ نہیں پیش آیا جے کسی واقعہ کے طور پر

اطراف کا جائزہ لیتا رہا۔ ذہن میں خیالات کی چکو اچل رہی تھی۔ بسرحال بہت ویر اسی طرح کزر گئی اور پھر مجھ پر بھی غنودگی طاری ہونے گئی۔ اچانک ہی مجھے پکھ آہٹیں محسوس ہو ئیں۔ آبٹیں واضح اور نمایاں تھیں بالکل انسانی قدموں جیسی آواز تھی۔ میں چونک کر انی جگہ سے اٹھ گیا۔ علی گھری نیند سو رہاتھا۔ میں نے درخت کے تنے سے ٹیک لگائی اور ب سوچنے لگا کہ آنے والا کون بے لیکن کافی ویر گزر گئی کوئی نظر نمیں آیا۔ میں نے سوچا کہ یہ شاید سے میری ساعت کا واہمہ ہو چنانچہ پھر ایک بار جھے پر غنودگی سی طاری ہو گئی کیکن روشنی ابھری ادر آواز بھی ساتھ ساتھ ہی پھرایک کے بعد دیگرے مجھے کچھ افراد نظر آئے جو سابوں کی مانند اوپر آرہے تھے۔ انہوں نے کوئی سامان اٹھایا ہوا تھا۔ وہ پھروں کے اس وروازے کے بغلی حصے سے گزرتے ہوئے عقبی حصے میں پہنچ گئے۔ میں آئکھیں پیاڑ پیاڑ کر انہیں دیکھتا رہا۔ پتہ نہیں کون تھے اور کیا چیز لے کر آئے تھے۔ بسرعال مجھے اس بات کا شبہ تھا کہ کمیں یمال اماری موجود کی کمی کے لئے قابل اعتراض شہ ہو۔ بہت در تک میں انظار كريا رہا كه شايد وه پلت كروالي آئيل كيكن كجر جھ ير غنودگي طاري ہو كئي اور اس کے بعد پند نہیں کس وقت میری آنکھ لگ گئے۔ یہ آنکھ صبح کو اس وقت کیلی تھی جب ورخون يريرندول نے بے بناہ شور ميانا شروع كرديا تھا۔ بردا سانا وقت تھا آسان سے جيسے نور برس رہا تھا۔ نگاہ کی آخری حد ہتک ہلکی ہلکی وصند چھائی ہوئی تھی۔ علی بھی جاگ گیا تھا اس نے مجھے دیکھااور بنس کر بولا۔

"واہ سیح معنوں میں کسی دوست کی ہم نشینی کا احساس ہو رہا ہے۔" میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا اور علی کے ساتھ اس جگہ آگیا۔ جہاں سے گہرائیوں میں بکھرا ہوا شر نظر آرہا تھا۔ ہم دیر تک اے دیکھتے رہے علی کے منہ سے نکلا۔

"کانی بری آبادی ہے۔ وسیع اور خوبصورت۔ ارے وہ دیکھئے۔" اچانک ہی علی نے اشارہ کیا۔ میں نے بلٹ کردیکھا تو دو آدی ان پھروں سے چنے ہوئے وسیع و عریض کرے اشارہ کیا۔ میں نے بلٹ کردیکھا تو دو آدی ان پھروں سے چنے ہوئے وسیع و عریض کرے بغلی ھے سے نگلتے ہوئے آرہ بھے۔ ان کی نگاہ ہم پر پڑی تو وہ دونوں مستحک کر رک گئے۔ ان کے چہروں پر جیب سے تاثرات نظر آئے۔ پھر وہ تیز قدموں سے چلتے ہوئے ہمارے پاس آگئے۔ شکل و صورت سے ایجھے آدی معلوم شیں ہوتے تھے۔ متدرست اور توانا اور بھڑے ہوئے چروں والے۔ ان میں سے ایک نے کرخت لیجے میں ا

"کون ہو تم لوگ اور کیا کررہے ہو؟"

یاد رکھا جاتا۔ پھر ایک بلندی سے ہمیں ایک عمارت نظر آئی۔ سامنے نظر آنے والی روشنی كے يس منظر ميں بت ى روشنيال نظر آرى تھيں۔ لگنا تھاكوئى بواشر ب- كيونك آسان ر دن کا عکس بال سے بھی محسوس کیا جاسکتا تھا۔ ہم اس جانب چل بڑے اور پھر تھوڑے فاصلے پر چنج کر ایک جگه رے۔ لیکن ہم جس جگه رکے تھے وہ روشنیوں کی آبادی سے کافی دور تھی اور ایک بلند کی جگہ تھی۔ یمان چھوٹے چھوٹے پھرول سے ایک او کی عمارت جیسی چیز چنی ہوئی تھی۔ البتہ یہ بہاڑی پھروں سے چنا ہوا بلند ممرہ جیسا' بری عجیب جگہ تھی کیونکہ اس کے اطراف میں او کی او کی پکی دیواریں اٹھا کر ایک احاطہ بنایا گیا تھا۔ ہم آہت آہت چلتے ہوئے اس بلند جگہ سے اور پہنچ اور پھر ہم نے اس مرے کا جائزہ لیا جو پھروں سے چنا ہوا تھا اور جس کی چھت بھی پھروں ہی ہے بنائی گئی تھی کسی خاص انداز میں کیکن یہاں کسی انسان کا وجود نظر شیں آرہا تھا۔ ہم یہاں کا جائزہ لیتے رہے۔ ایک طرف پھروں ہی ہے چن کر ایک چبوترا سابنایا گیا تھا۔ دو سری طرف پانی ك لئ ملك ركك موئ من جن ميس ين كا ياني تفا اور گاس اور ياني نكالن والا برتن بھی۔ احاطے کی وسعت کافی تھی۔ ورخت بھی ملکے ہوئے تھے جن کی چھاؤں زمین تک مچیلی ہوئی تھی۔ اور کچھ جھنڈے جیسے بھی لگے ہوئے تھے۔ جن سے بیا اظهار ہو تا تھا کہ یہ ایک مزار ب کیکن یمال مکمل ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ کوئی یمال موجود نہیں تھایا اگر ہوگاتو اس وسیع و عریض کرے کے اندر ہوگا۔ ہم نے اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ ہم تو روشنی دیکھ کر چلے آئے اور علی کے بیان کے مطابق دوسری طرف ایک وسیع وعريض آبادي صاف نظر آراي تھي۔ مدهم مدهم روشنيان اس آبادي مين زندگي کا پنة دين منیں اور یہ جگہ اس سے بالکل مختلف تھی۔ کسی پیاڑی کٹاؤ کی بلندی پر سے مزار بتایا گیا تھا۔ لبتی نیچے کی سمت آباد کھی۔

"کیا خوبصورت جگہ ہے۔"علی نے جاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں- اس میں کوئی شک نہیں ہے کسی بزرگ کا قیام ہے یہاں لیکن کوئی نظر نہیں ہا۔"

"د کھے لیں گے ظاہر ہے دن کی روشنی میں کوئی نظر آئے گا۔ آؤ ان درختوں کے یہے پناہ لیں۔ اس کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ صاحب طائد کے کام میں مداخلت ہے جا ہوگ۔" ہم نے ایک صاف ستھری جگہ تلاش کی اور وہاں آرام کرنے گئے۔ علی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی سوگیا تھا لیکن میں خاموش سے لیٹا ہوا

وكيا سوچنے لكے بھائى! تم اپن بارے ميں بھى تو جميں بناؤ كيا جارا خيال غلط ب؟ کیا یہ کی بزرگ کامزار نمیں ہے؟"

وکیا بات کرتے ہو۔ یہ شاہ بوے کا مزار ہے اور شاہ بوے کے بارے میں اگر تم شیں جانے تو یوں سجھ لو کہ زندگی میں چھے بھی شیں کیاتم نے یمال-" "مرتم كون بو؟"

"فلام بیں برے شاہ کے۔ ان کے دربار میں حاضری دیتے ہیں۔" "چلو ٹھیک ہے۔ اچھا ایک بات بتاؤ کیا یمال آنے والے در ندے انسانوں کو ہلاک

"" نین لوگ دن کی روشنی میں آتے ہیں اور دھوپ ڈھلے چلے جاتے ہیں تأكه اگر در ندے مول تو انہيں كوئي نقصان نه چنج سكے-"

"ایک بات بتائے درندے نے آپ کو مجھی کوئی نقصان نہیں پنچایا؟" میں نے

"بڑے شاہ کے غلاموں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔" "چلو ٹھیک ہے۔ اب یہ ہتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا جاہئے؟"

و کیا کموں۔ بس شام ہونے سے پہلے یمال سے بھاگ جانا سمجھے۔" یہ کمہ کروہ آگے بردھ گئے۔ میں مسکراتی نگاہوں سے انہیں جاتے دیکھ رہاتھا۔ پھرمیں نے علی کی طرف دیکھا

"عجيب ي باتين بن مرجمين كيا-"

"لبس بيس اپنا محمكانه بنائيس مح-" ميس نے جمله ادھورا چھوڑ ديا- على چونك كر مجھے دیکھنے لگا کین اس نے کوئی سوال شیں کیا تھا۔ بت در تک خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد علی کہنے لگا۔

"ویے باہر علی! یہ جگہ ویے تو ایک عام ی جگہ معلوم ہوتی ہے میرا مطلب ہے ا یک مزار شریف جهال کسی کی اجارہ داری نہیں ہوتی۔ البتہ ان لوگوں نے جو انداز اختیار كيا تما اس سے يد احساس موتا ہے كد وہ كى كو يمال مستقل طور ير نبيس رہنے دينا چاہتے۔" میں نے مسكراتے ہوئے على كو ديكھا اور كما۔

"مرعلی میرا دل کتا ہے کہ مارا میس رکنا زیادہ بمتر ہوگا مارے لئے۔"

"ارے بھائی! نہ سلام نہ دعا' مسافر ہیں۔ یمان آگئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے ا تهارا گھرے اس کے لئے تم سے معافی چاہتے ہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ محص جمیں یمال

" صبح بى صبح تم يمال پينچ گئے۔ ويكھاشيں كه احاطے ميں آنے كے لئے راسته بنا ١١١

"كياتم يمال كحوض بحرب مو؟"

"شيس- بس يول عجم ليج كه رات كويهال آئ تح اور روشي ويكه كرال طرف چلے آئے تھے۔ احساس مید ہوا کہ کی بزرگ کامزار ہے تو سوچا کہ سلام بھی کرتے چلیں اور رات بھی یمال گزار لیں۔"

"توتم نے رات يمال كرارى ہے؟"

"بال- اس ورخت كي فيح-" من في جواب ديا-

"كمال سے آئے ہو؟"

"بس آوارہ گروہیں۔ یوں سمجھ لیس کہ زندگی کاسفرطے کرتے ہوئے یماں تک پہنچ گئے ہیں۔"

"فضول باتیں کر رہے ہو۔ تم اس جگہ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" "ابھی کیا جان علتے ہیں۔ ابھی تو تم ہمیں پہلے انسان نظر آئے ہو تم سے یمال کے بارے میں پوچھنا جاہتے ہیں؟" دونوں نے ایک دو سرے کی شکل دیکھی۔ پھران میں سے

"بت بے وقوف آدی ہو تم- یہ بری خطرناک جگہ ہے۔" "مر ہارا تو خیال ہے یہ کی بزرگ کا مزار ہے۔" "مزار بی ہے لین آس پاس سے بھی بھی درندے بھی سلام کرنے چلے آتے ہیں۔" میرے مونوں پر مسکراہٹ مجیل گئی میں نے کما۔

" بھائی! درندے اگر سلام کرنے آتے ہیں تو چردرندے کمال رہے۔ وہ تو بزرگ كے عقيدت مند ہو گئے اور بين يہ سمجھتا ہوں كہ كى بزرگ كى عقيدت مندى بين يمان آنے والے درندے ہول یا انسان ان کے دلول میں نیک جذب بی ہوا کرتے ہیں۔" دونوں عجیب ی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھنے لگے۔ پت نمیں انہوں نے ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کیا لیکن بسرحال خاموش ہی رہے اور سوچ میں ووب گئے۔ "-41

وقتم اعتراض كررب مواس بات بر-"

۔۔۔ "بھوکے مرنے سے بہتر ہے کہ جو دال دلیہ ہے وہ کھالیں۔ کیا کریں زبرد تی کے معمانوں کی خاطر مدارت تو کرنی ہی پڑتی ہے۔" "ارے شیں۔ یہ تکلیف مت کرو۔"

"بس بس بسلسل خدا کے واسطے کل چلے جانا یمال ہے۔ تم لوگوں نے ہماری بلاوجہ کی ذمے داریاں بردھا دی ہیں اور کچھ پریشانیاں بھی پیدا کر دی ہیں ہمارے دل میں۔ کھانا کھاؤ۔" کھانا بہت اچھا تھا تازہ لکا ہوا تھا۔ علی نے کہا۔

"يوں لكتا بے يمال ان لوگوں نے رہنے كے لئے كوئى جك بنائى موئى ب-" "مزار کے مجاور ہی اور تم دیکھ رہے ہو علی اچھے خاصے چڑھادے آتے ہی مزار یر۔ کون ایسی چیزوں کو چھوڑنا پیند کرتا ہے بلکہ شاید ان لوگوں نے اپنی اجارہ داری قائم كرنے كے لئے يهال درندوں وغيرہ كا قصه چيرا موا ب تاكد لوگ ان كى آسائشوں ميں دخل اندازی نہ کریں۔ ایک طویل تجربہ رہا ہے مجھے بھائی اس زندگی کا۔ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ عقیدت کے نام پر کس طرح دو سروں کو بے وقوف بناتے ہیں۔ چلو کھانا کھاؤ۔" کھانا بہت عدہ تھا ہم نے کھانا کھایا پانی بیا لیکن پانی پینے ہی سربری طرح چکرانے لگا۔ عجیب ی کیفیت ہوگئی تھی۔ ہرچیز کھومتی ہوئی لگ ربی تھی۔ علی تو چند ہی من من میں لبا لمباليك كيا- ميري بهي أواز بند مو كل تفي- ميرا دل جاه ربا تفاكه حلق بهار بهار كر چیوں کین آواز حلق سے شیں نکل رہی تھی۔ آہت آہت ہوش وحواس رخصت ہو گئے اور پھر میں بھی لمبالمباہی لیٹ گیا تھا۔ ظاہر ہے زندہ انسان کو ہوش تو آتا ہی ہے۔ مجھے جب ہوش آیا تو شاید مج ہوگئ تھی۔ اجنبی جگہ تھی کہیں کمیں سے وحوب کی کلیریں چین چین کرزمین تک آرہی تھیں اور اردگر د کا ماحول خوب اچھی طرح روشن ہو گیا تھا۔ میں نے جران نگاہوں سے جاروں طرف کا جائزہ لیا۔ بدن کے نیچے کھردرا سکی فرش تھا اور قرب وجوار میں وہی پھریلی دیواریں نظر آرہی تھیں۔ لگنا تھا جیسے کسی غار کا دہانہ ہو جس سے روشنی آرہی ہے اور ہم اس فار میں بڑے ہوئے ہیں۔ مجھے فورا ہی ایک وم

"اور اگر کوئی گریو ہوئی تو۔"

"اتو دیکھ لیس کے جو بھی گڑیز ہوئی اس کا کوئی نہ کوئی حل تو نکل آئے گا۔ اوہو دیکھوا مثالیہ کچھ لوگ آرہے ہیں۔" ہم وہال سے ہٹ گئے اور ہم نے ایک الیمی جگہ علاش کرلی۔ جمال ہم چھپ کروہال کا جائزہ لے کئے تھے۔ یہ آنے والے عقیدت مند تھے۔ پھول اہارا چادریں اور پھراس برے وسیع وعریض کمرے کا دروازہ بھی کھل گیا۔ لوگ اندر داخل ہوگئے۔ رفتہ رفتہ خاصی چہل کیل پیدا ہوگئی۔ میں نے کما۔

ومعلی! ونیا وہاں آجا رہی ہے صرف ہم پر ہی تو پابندی شیں ہوگ۔ آؤ ذرا ہم بھی زیارت کریں۔" علی نے میری بات سے اتفاق کیا تھا چنانچہ ہم عقیدت مندول کی مالند اس کھلے وروازے کی جانب چل بڑے۔ اندر ایک بلند وبالا مزار موجود تھا جو پھولوں اور چادروں سے وصلا ہوا تھا۔ رش برھتا ہی جارہا تھا۔ پھر کھانے یہنے کی کچھ چزیں بھنے کے لئے بھی آگئے اور ان کا آنا مارے لئے برائی مبارک ٹابت ہوا چونکہ ہم نے بھی کھ چین خریدنی تخیی اور جارا گزارا مو گیا تھا۔ یہ بری اچھی بات تھی۔ بسرحال اس طرح بورا دن گزر گیا لیکن جیسے ہی سورج نے دھلان کا راستہ اختیار کیا۔ اوگوں نے واپسی شروع كر دى- جيے جي سورج وورتا چلا كيا۔ كھرائے ہوئے لوگ تيزى سے وہاں سے جانے گئے۔ غالباً اس جگہ کے بارے میں بد روایت خاص طور سے جاری کی گئی تھی۔ پھر سورج چھپا تو وہال کوئی موجود شیس تھا۔ البتہ ہم نے اپنا پرانا تھکانا سنبھال لیا۔ مزار کا دروازہ اندرے بند ہوگیا تھا اور پھرجب ہر طرف گرا سناٹا پھیلا تو اوپر چراغ روشن ہوگیا۔ ہم بری دلچیں سے اس انو کھی جگہ کا جائزہ لے رہے تھے۔ پھرا جانگ ہی ہمیں اپنے عقب میں قدموں کی آئیس سائی دیں اور ہم نے چونک کر دیکھا۔ یہ وہی دونوں افراد تھے جو پہلے مميل مل چکے تھے اور ماري يمال موجودگى ير انبول نے اعتراض كيا تقال انبول نے چر جمیں دیکھ لیا اور تیز رفاری سے چلتے ہوئے ہمارے پاس پہنچ گئے۔ "تمهارا دماغ خراب ب جوتم الجمي تك يهال موجود جو؟"

"بان بھائی! دماغ بھی خراب ہے اور کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے ہمارے پاس۔ ہمیں یمال پکھ وقت گزارنا ہے۔"

"بیوقوفوا ہم نے بنو کچھ تم سے کہاہے وہ تہماری سمجھ میں نہیں آیا؟" " یکی کہ یمال بھی بھی درندے آجاتے ہیں کئی وارداتیں بھی ہو چکی ہیں۔" " تعجب کی بات ہے اللہ والے بزرگ ہیں ان کے قدموں میں تو امن و آشتی ہونی " ٹھیک ہے آپ کی مرضی- پوچھئے۔" " تہیں یمال کس نے بھیجا ہے؟"

ودكيا مطلب - بيجا سے كيا مراد ب ہم خود ائ پيروں سے چل كر جمال آئے

"گویا یج بولنے کے موڈیس نہیں ہو-"
"بالکل یج بولنے کے موڈیس ہیں- آپ ہمیں کیا سمجھ رہے ہیں؟"
"شاہ مراد- شاہ مراد کے آدی ہو تم-"

"واه- نام توب بھی اچھا ہے اور بڑے شاہ کا نام بھی اچھا ہے گرب شاہ مراد کون ہے ہم اس بارے میں کچھ نہیں جانے اور سنو ہم سافر ہیں اور یہ جانے بغیراس طرف نکل آئے تھے کہ یہ کون ساشر ہے۔ ہم نے ابھی تک اس کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کیں۔ جنگل کی جانب سے ادھر پہنچ تھے یہ چراغ نظر آیا تو اس کی جانب چل پڑے۔ اس سے پہلے نہ بھی اس شر میں آئے اور نہ اس مزار پڑ۔"

و بیان کر رہے ہو۔ بالکل بکواس کر رہے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ شاہ مراد ان دنوں اور اس کر رہے ہوں معلوم ہے کہ شاہ مراد ان دنوں

مارے چکر میں بڑا ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔۔ ایکن۔"

"ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ جھوٹ نہیں بولیں گے اور ہم جھوٹ نہیں بولے۔ لیکن اگر آپ ہمارے ان الفاظ کو جھوٹ سیجھتے ہیں تو آپ کا حق ہے کہ جس طرح چاہیں ہمارے بارے میں تصدیق کرلیں۔ اگر جھوٹ نکلے تو ہمیں سزا دیں اور اگر چ ہے تو ہمیں یمال تھوڑے سے آرام کے لئے جگہ دے دیجئے۔"

"تم يمال سے زندہ نيں جاسكوگ۔"

ان یں ۔ ایک است دیادہ نیک دل بننے کی کوشش مت کرو۔ ایھی تہمارے ساتھ کوئی بختی نہیں اور ایھی تہمارے ساتھ کوئی بختی نہیں کی جارہی ہے۔ بہیں معاف کردیں تو ٹھیک ہورنہ تم جانتے ہو ہم تہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ تہمیں ایا جج کردیا جائے گا۔ تہماری زبان کاٹ دی جائے گا اور ہاتھ پاؤں تو ڑ دیئے جائیں گے اور اس کے بعد تہمیں مزارے دور بھینکوا دیا جائے گا۔ تم یہ نہیں کمہ پاؤ گے کہ کس نے تہمارے ساتھ یہ

ے علی یاد آیا۔ میں نے سوچا کہ وہ میرے پاس ہے یا نہیں۔ ویسے اس بہاڑی غار میں ہمارااس طرح موجود ہونا تجب خیز تھا لیکن دو سرے کھے ایک اور احساس ہوا اور وہ بید کہ باتھ پاؤں نمایت مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں۔ میں نے دیوار اور چھت تو دیکھ لی تھی۔ فرش پر علی کے تھور سے نگاہیں دوڑا میں تو وہ بھی ایک دیوار تی سے لگا بیٹھا ہوا نظر آیا۔ بھے سے پہلے جاگ گیا تھا گر بجیب سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے بیٹھے سو رہا ہو۔ ہم گزرے ہوئے گھات پر غور کرنے گے اور پچھ ہی لحوں کے بعد ہمیں فورا تی بید احساس کررے ہوئے گئات پر غور کرنے والی چیز ہمیں دی گئی ہے۔ رفت رفت وہ سب پچھ یاد آگیا جو ہوا تھا۔ میں نے اپنے حواس جع کے اور علی کو آواز دی تو علی چونک کر ججھے دیکھنے لگا۔ موا تھا۔ میں نے اپنے حواس جع کے اور علی کو آواز دی تو علی چونک کر ججھے دیکھنے لگا۔

"بِالْكُلِّ تُحْيِكَ ہُوں آپ دِ مِكِم لِيجَّے۔ بن ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔" اس نے اس انداز میں کہا کہ مجھے نہی آگئے۔ میں آہستہ سے کھسکتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا اور پھر میں نے علی کو دیکھا۔

وكياصورت حال ٢٠٠٠

"كياكيا جائد لك ربا ب ك زندگى ايك بالكل في احول سے روشتاس مورتى

"كىسى لگ رى بى بى زىرگى؟"

"آپ لین کریں بہت اچھی۔ کم از کم اس میں کوئی تبدیلی تو ہے۔ یکسانیت تو انسان کو آدھا مار دیتی ہے۔ "ابھی ہم یی باتیں کر رہے تھے کہ ہمیں آہٹ محسوس ہوئی اور پھر کچھ لمحوں کے بعد چند افراد کمرے میں داخل ہوگئے۔ یہ ہمارے لئے مجیب ہی سے۔ ہم نے پہلے ان کی صورت نہیں دیکھی تھی۔ ان کی نگاہیں ہمیں گھور رہی تھیں۔ پھران میں سے ایک نے کہا۔

"بال- اب تم اپ حواس قابو میں کرو اور تم سے جو پکھ پو چھا جائے اس کا جواب دو ورنہ میتجہ یہ ہوگا کہ زندگی بحر کے لئے ہاتھ پیروں سے محروم ہوجاؤ گے۔ سردکوں پر گھٹتے پھرد گے۔ تم سے جو پکھ پوچھا جائے۔ صاف اور پج بناؤ۔"

"آپ میہ بتائے کہ کیا ہم ای مزار پر ہیں جمال ہم بے ہوش ہوئے تھے؟" "میں نے کما نا بکواس بند کرد اور زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو۔ جو پچھ تم سے یو چھا جارہا ہے صرف وہ بتاؤ۔"

"واقعی! یہ تو تکلین صورتِ حال ہے۔" میں نے کہا اور پھر میرے ذہن میں ایک السور پیدا ہوا۔ ہوسکتا ہے یہاں مجھے کسی اہم مقصد کے تحت بھیجا گیا ہو۔ ہمرحال یہ سارا مسئلہ بعد میں ہی پینہ چل سکتا تھا۔ علی نے کہا۔

''تو چرکیا ارادہ ہے۔ یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی جائے یا پھر صورتِ حال کا اندازہ لگایا جائے؟''

"على تم بناؤ بمين كياكرنا جائع؟"

'' بچے کموں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کما تھا کہ زندگی میں کوئی تبدیلی بہت ضروری ہے۔ ہم مار پیٹ بھی کرکتے ہیں۔ وھائیں وھوں بھی کرکتے ہیں لیکن فائدہ کیا ہوگا۔ پچھ کرکے جائیں تو مزہ بھی آگ گا۔''

''تو پھر ٹھیک ہے اب دیکھو گئے دن تک یہ لوگ ہمیں قید رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے فی الحال تو سکون ہے ہی وقت گزاریں گے۔ ہاں اگر کوئی ہت ہی اہم صورتِ حال ہمارے علم میں آئی تو پھر فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کیا کرتا ہے۔''کوئی آدھے گھنے کے بعد وہ لوگ آئے اور انہوں نے کھانے پینے کے لئے ہمیں بہت می اشیاء پیش کیں۔ ہمرحال کھانا وغیرہ کھانا وغیرہ کھانا ہی اس الحانا کھایا تھا۔ وو پسر ہو گئے۔ کوئی بانچ بیج کے قریب بھوک گی مقدار میں ناشتہ دیا گیا تھا۔ وہ کائی تھا۔ وو پسر ہو گئے۔ کوئی بانچ بیج کے قریب بھوک گی مقدار میں ناشتہ دیا گیا تھا۔ وہ کائی تھا۔ اور پسر ہو گئے۔ اور سے روشنی کے دیے لئے ہوئے تھا۔ فاروں کے ابھرے پیچھوں پر یہ چراغ ماروں کے قبل کے روشنی والے چراغ فار کی دیواروں پر لرزتے ہوگے تھے اور اب یہ سرسوں کے قبل کے روشنی والے چراغ فار کی دیواروں پر لرزتے ہوئے ساکت گھڑے رہے اور تھو ڈی ہوئے ساکت گھڑے دیے اور اس کے ساتھ پچھ لوگ در گڑری تھی کہ دروازے سے ایک آدی اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ پچھ لوگ مشتعلیں اٹھائے ہوئے تھے۔ آنے والا سیاہ لمجے لبادے میں مبوس تھا۔ اس کے بال جناؤں مشتعلیں اٹھائے ہوئے تھے۔ آنے والا سیاہ لمجے لبادے میں مبوس تھا۔ اس کے بال جناؤں

"اچھا ایک بات بتائے شاہ مرادے آپ کی کوئی دشنی ہے؟ یہ تو مزاروں کا معالم ہے۔ یہ مزارے بھی یا نہیں یا چر آپ لوگوں نے کوئی اور چکر چلا ڈالا ہے؟"

"دیکھو فضول بکواس سے گریز کرو۔ یمال پڑے رہو۔ اس وقت تک جب تک شاہ بڑے تمہارے بارے بین کوئی فیصلہ نہ کرلیں اگر تم نے اپنے باتھ پاؤں کھولنے کی کوشش کی قو تمہارے باتھ توڑ دیتے جا تیں گے۔ جب تک شاہ بڑے تمہارے بارے بین کوئی فیصلہ نہ کردیں تمہیں انی جگہ رہنا پڑے گا۔ ہاتھ اس لئے کھول دیئے جارہے ہیں تمہارے کہ اپنے تھوٹے موٹے کام کرسکو۔ ابھی تھوڑی دیر میں تمہارے لئے ناشتہ پہنی جائے گا۔ کھانا پینا اور یمال مرتے رہنا۔ خبردار! یمال سے نظنے کا یمی ایک راستہ ہے۔ اس دروازے کے آگے ایک چھوٹی می سرنگ ہے اور سرنگ کے دو سرے جھے پر زبردست بہرہ ہے۔ ان کی راستہ ہے۔ انہیں جو بہرے دار یہ نہیں پوچھیں گے کہ تم سرنگ کے دہانے تک کیے بہنچ۔ انہیں جو بہرے دار یہ نہیں پوچھیں گے کہ تم سرنگ کے دہانے تک کیے بہنچ۔ انہیں جو بہرے دار یہ نہیں پوچھیں گے کہ تم سرنگ کے دہانے تک کیے بہنچ۔ انہیں جو بہرایت می اس پر عمل کریں گے۔ بس اتی می بات ہے۔ ٹھیک ہے ان کی رسیاں کھول دو اور بیروں میں زنجیر ڈال کر تالے لگا دو تاکہ یہ تالا نہ کھول کیس۔ "ہمارے ہاتھوں کی رسیاں کھول دی گئیں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا تھااور پھران سے کما تھا۔

"ہم ے آپ کو شکایت شیں ہوگی جناب۔" "کیا نام ہے تہمارا؟" ان میں سے ایک نے انگی اٹھا کر یو چھا۔

"باير على ب ميرانام اوريد ميرا چھوٹا بھائي على ب-"

"موں- تھیک ہے۔ چلو جو کچھ کہا گیا ہے اس پر عمل کرنا۔" اور آہستہ آہستہ وہ لوگ چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔ ہمیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ابھی ہمارے ساتھ کوئی مختی شیں کی جائے گی البتہ جب اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ وہ لوگ دور جانچے ہیں تو علی نے کہا۔

" مجھے تو یہ کوئی بہت ہی بری گزیر معلوم ہوتی ہے۔" میں سوالیہ نگاہوں سے علی کو دیکھنے لگا تو علی پرخیال لیج میں بولا۔

"پت شین بابر علی آپ کو اس سلطے میں کوئی تجربہ ہے یا شیں۔ منشیات کی تجارت کرنے دالوں نے اور اسمگانگ کرنے والوں نے ایسے ایسے جال پھیلائے ہوئے ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہیروئن کی فروخت ہوتی ہے اور باقاعدہ ڈرگ مانیا اس سلط میں کام کرتے ہیں۔ جھے تو دافعی یہ جگہ بڑی خوفاک لگ رہی ہے۔ ارے ہاں! آپ کو یاد "کیا کما جاسکتا ہے! کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ قصد کیا ہے۔ یہ لوگ کتنے برے ہیں اور کتنے التحصد بولیس والے کتے ہیں ہمیں۔ اس سے کم از کم یہ ظاہر ہوگیا کہ انہیں اس بات کا خدشہ ہے کہ یماں پولیس آسکتی ہے اور جمال تک یہ شاہ مراد کا معاملہ ہے وہ نہیں بنت کا خدشہ ہے کہ یماں پولیس آسکتی ہے اور جمال تک یہ شاہ مراد کا معاملہ ہے وہ نہیں بنت چلا۔ خیر اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص دوبارہ والی آیا جس کا نام رحیم خال لیا گیا تھا۔ رحیم خال پر میں نے ایک نگاہ ڈالی تھی اور دیکھنے ہی سے وہ اچھا خاصا آدی معلوم ہو تا تھا۔ ہمارے قریب آیا اور گری سائس لے کر بیٹھ گیا پھر بولا۔

"انسان کو ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔ مصبتیں آواز وے کر نہیں آتیں۔ اب پتہ نہیں تم نے کون سابرا کام کیا تھا جس کے نتیج میں تم یماں آکر پھنس گئے۔" میں نے مسکراتی نگاہوں سے رحیم خال کو دیکھا اور کہا۔

"رحیم خان! یمال سارے لوگ ہی خراب ہیں یا صرف دو چار؟" "پنة نسیں تم کے خراب کتے ہو اور کے اچھا۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ کے رحیم خال! چکر کیا ہوگا۔ ہمیں معاف کرنا اس جگہ کے بارے میں کیا کمی کو کوئی خطرہ ہے۔ میرا مطلب ہے کہ یمال پولیس کیوں آئے گی اور میہ شاہ مراد کون ہے؟"

"کٹوا دو گردن میری کٹوا دو۔ بلک ایسا کرو کہ خود ہی دونوں پڑھ جاؤ۔ مجھے گراؤ اور میرے سینے پر بیٹھ کر میری گردن دیا دو۔ ارے بابا! کیوں مجھے مروانے کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ کیا دشنی ہے میری تم ہے؟" میں ہننے لگا میں نے کہا۔ "شہیں رحیم خاں! ہماری تم ہے کوئی دشنی شیں ہے۔"

ورو بس محیک ہے۔ جانے دو وقت سب کچھ حمہیں سمجھا دے گا۔" رحیم خال چلا محیا۔ میں اور علی بہت دیر تک ان واقعات کے بارے میں سوچتے رہے۔

شاہ بڑے سے ایک بار پھر ملاقات ہوئی۔ وہ ہمارے پاس آگر پُرخیال نگاہوں سے ہمیں دیکھنے نگا پھراس نے کہا۔

و کیا کروں تہمارے بارے میں۔ کیوں رحیم خان! ذرا ادھر آؤ میرے پاس۔ "رحیم خان اس کے پہنچ گیا تو شاہ برے تھو ڈی دریہ تک اس سے سرگوشی کے انداز میں باتیں کرتا رہا۔ میں اور علی خاموش سے اس منظر کو دیکھتے رہے تھے۔ علی نے سرگوشی کے لیجے میں کیا

"بابر على! خاص خطرناك لوگ معلوم موت بين اور يون لكتا ہے كه انهول في

کی شکل میں بگھرے ہوئے تھے۔ چند افراد ہماری جانب براھے اور انہوں نے ہماری بغلوں میں ہاتھ ڈال کر ہمیں کھڑا کر دیا۔ اب غار میں دس بارہ افراد موجود ہوگئے تھے۔ بجران میں ہاتھ ڈال کر ہمیں کھڑا کر دیا۔ اب غار میں اور ہمارے چرے کے قریب کر دی۔ لیے میں کی اور ہمارے چرے کے قریب کر دی۔ لیے قدو قامت والا ہخص غور ہے انہیں دیکھنے نگا تھا۔ بجراس نے کما۔

"ایک بات بتاؤ۔ پولیس کے مخبر ہو یا شاہ مراد کے آدی ہو؟ دیکھو! ہو کچھ کمنا کج سنا۔"

"تم میں سے ہر فحض کے کہنے کی بات کرتا ہے لیکن کچ کو کچ شیں مانیا۔" "اگر تم کچ بولنا چاہتے ہو تو بولو۔ میں اس کی پر کھ کرلیتا ہوں۔"

"ہم بس آوارہ گرد ہیں۔ شر شر مارے مارے پھرتے ہیں۔ زندگی کا کوئی مصرف شیں ہے۔ بھی کمیں جارتے ہیں۔ زندگی کا کوئی مصرف شیں ہے۔ بھی کمیں جارتے ہیں بھی کمیں۔ نہ کوئی گھربار ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم اوگوں نے ان سے کما تھا کہ اگر ہماری بات جھوٹ نظے تو اپنے اصولوں کے مطابق عمل کرلینا۔ ہم اسے اپنی تقدیر سمجھ لیس گے۔ نہ ہمارا تعلق پولیس سے ہے نہ کی شاہ مراد وغیرہ کو ہم جانے ہیں۔"

"اور تم لوگ کتے ہو کہ تم یج بول رہے ہو-"

"اس کے بعد ہم میں سے کوئی شخص کوئی جواب نہیں دے گا، سمجے۔" دفعتا ہی کالے لبادے والا ایک آدمی کی طرف مر کر بولا۔

" رحیم خان! یہ لوگ کے بول رہ ہیں۔ انہیں کی طرح سے کوئی تکلیف نہ دی جائے۔ ابھی یماں رکھو انہیں۔ ہوسکتا ہے ہم انہیں کام پر لگالیں۔ اگر یہ کوئی گربر کریں تو پھریہ تہمارا جن ہے کہ ان کے ہاتھ پاؤں تو رہے جائیں۔ سنو میرے دوستوا تہمارے ہارے میں معلومات عاصل کے لیتے ہیں ہم۔ اگر تم نے کے کما تو پھر ہم تمہیں موقع دیں گے کہ اپنی زندگی اور اپنی نقدیر بنالو اور اگر جھوٹے نگلے تم تو تہمارے ہاتھ پاؤں تو اگر تم سے کہ اپنی زندگی اور اپنی نقدیر بنالو اور اگر جھوٹے نگلے تم تو تہمارے ہاتھ پاؤں تو اگر تمہیں کہیں پھٹوا دیا جائے گا۔ اس دوران کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی تمہیں۔ ہرآسانی دی جائے گا اس دوران کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی تمہیں۔ ہرآسانی دی جائے گا کی اور پھر خیاں رکھنا۔ "یہ کہ کراس نے اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کرے تمام افراد باہر نکل گئے۔ میں اور علی ایک دو سرے کی صورت دیکھ رہے تھوٹی تو نی روشنی میں غار کا ماحول بے حد پُراسرار نظر آرہا تھا۔ پھر تھوڑی دیرے بعد یہ خاموشی ٹوئی تو میں نے کہا۔

"كيا خيال ب على! اب كيا فيصله كرت بوتم؟"

ہور دوہ جو ان مزارات کے متولی ہوتے ہیں۔ عیش کرتے ہیں۔ کچھ الی ہی کیفیت بال نظر آرہی تھی۔ مفت خوروں نے ایک اڈا بنا رکھا تھا جہاں انہیں ہر طرح کی سمولت ماصل تھی۔ اصل میں ہم لوگ توجہ نہیں دیتے ورنہ بے شار کاروبار اس طرح کے الھرے ہوئے ہیں جہاں انسانوں کو کچھ نہیں کرنا پر آ۔ آپ کی بھی جگہ جاکر چند منك کے لئے کھڑے ہموجائیں۔ آپ کو چاروں طرف سے بھیک ماتھنے والے گھر لیتے ہیں۔ طرح کی دعائیں ایجاد کی جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک شعبہ ہے اور بھی طور پر اس کے الگر بھی پورے اسکربٹ اور جینگل کھے جاتے ہوں گے۔ ان کی کمائی سب سے گائے بھی پورے اس کو گھر پر اس کے بھی ایک شعبہ ہے اور بھی طور پر اس کے بھی بیرے۔ آپ کو گھر بر کام کرنے کے لئے شریف اور باعزت ملازم نہیں ملے گائیکن و بے بھی ارافراد مل جائیں گے۔ یہ صورتِ حال بھی ارافراد مل جائیں گے۔ یہ صورتِ حال بری ہی تکلیف دہ اور بڑی ہی شکلین ہے۔ یہ ایک با قاعدہ کاروبار پھیلا ہوا ہے۔ کاش اس کی جانب بھی توجہ دی جائے۔

ی بہت ل کر ہو ہوں ہے۔ کے لئے ایک جگہ بنادی گئی اور کھل کر کہد دیا گیا کہ ہم پہل کمی کو کوئی نقصان چنچانے کی کوشش نہ کریں۔ پھرشام کو تقریباً ساڑھے تین بجے وہ لوگ ہمیں لے کر ایک غاریس پہنچ گئے۔ یہال رجیم خال نے ہمیں ہارا کام بناتے ہوئے

"تم نے وہ مزار والا کمرہ ویکھا ہے؟" "بارید"

" ضرورت مند وہاں آتے ہیں اور خالی قبروں کے سامنے بیٹھ کراپنے اپنے دکھ بیان کرتے ہیں۔ ان کی بیہ آوازیں ایک مائیکرو فون کے ذریعے قبر کے اندر سے گزرتی ہوئی یہاں اس غار تک آئی ہیں۔ وہ دیکھو سامنے لاؤڈ اسپیکر گئے ہوئے ہیں۔ ان سے وہ آوازیں نشر ہوتی ہیں۔ وہ اپنا نام بھی بتاتے ہیں۔ تمہارے پاس بیہ رجشر رکھا ہوا ہے۔ جب ضرورت مند مزار پر پنچیں اور اپنا مسئلہ بیان کریں تو تم نام کے ساتھ ان کی مشکل اس رجشر میں لکھو گے اور تاریخ ڈال دو گے۔ اس بیہ ہمارا کام۔ اس کے علاوہ اگر انہیں پکھ ہدایات بھی دینی ہوں گی تو یہ مائیکرو فون تمہارے سامنے رکھا ہوا ہے۔ تم آواز انہیں پکھ ہدایات بھی دینی ہوں گی تو یہ مائیکرو فون تمہارے سامنے رکھا ہوا ہے۔ تم آواز بناکر انہیں ہدایت دو گے۔ گر ابھی یہ کام شیس کرتا پڑے گا۔ اس کے لئے تمہیں باتاعدہ شین مرتا ہوا ہوگے کے گا۔ اس کے لئے تمہیں بہت برا مثام دی جائے گی۔ سمجھ رہے ہوتا۔ بس انتا ساکام اور تم یہ سمجھ لو کہ تمہیں بہت برا مقام دیا جائے گا۔ روپے بھیے کی پرواہ نہیں جتنا چاہو گے ملے گا۔ گر ایک بات سمجھ لینا۔ مقام دیا جائے گا۔ روپے بھیے کی پرواہ نہیں جتنا چاہو گے ملے گا۔ گر ایک بات سمجھ لینا۔

ایک لمبا جال پھیلایا ہوا ہے۔" میں نے علی کی آ تھوں میں دیکھا اور اظهار کیا کہ کھے ۔ بولے۔ تھوڑی دیر کے بعد رحیم خال میرے پاس آیا اور کھنے لگا۔

"دیکھو۔ ہم برے لوگ شیں ہیں نہ ہی شاہ بڑے کی کو کوئی نقصان پینچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جمجھ رہے ہو ناتم؟ لین ہم اپنی بقاء چاہتے ہیں۔ پکھ ایسے ہی معاملات ہیں جن کے بارے میں اگرتم یہ سوچ رہے ہو کہ کوئی خطرناک بات ہے تو اپنا یہ خیال دل سے ذکال دو۔ ہمارا جھڑا صرف شاہ مراد سے ہا در شاہ مراد کے ہاتھ بہت لیے ہیں۔ وہ ہمیں نقصان پینچانے کے لئے کی کو بھی بھیج سکتا ہے۔ ہمارے ذہن میں صرف یہ خیال ہے کہ تقصان پینچانے کے لئے کی کو بھی بھیج سکتا ہے۔ ہمارے ذہن میں صرف یہ خیال ہے کہ تم شاہ مراد کے آدمی شیس ہو تو پھریمال ہمارے لئے کام کرد۔ تممارا فائدہ ہے۔"

"であったくりをいい"

"وہ میں تہیں بتا دوں گا۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم کچھ عرصہ یمال رہ کر ہمارے لئے کام کرنے پر آمادہ ہو؟" میں نے علی کی طرف دیکھا اور پھر گردن ہلا کر کہا۔

"بال- جيساكه بم نے تم سے كماكه بم آواره كرديں- اگر كوئى تھكانہ ال جائے قا بم رہنے كے لئے تيار بن-"

"لكهنا پرهنا جانة هون؟"

"بال كيول شيل-"

"تو پھر تھیک ہے۔ تہیں تہارا کام بتا دیا جائے گا اور کام کافی ولچپ ہے۔ سمجھ رہے ہو ناتم۔" "ہاں بالکل۔"

اور پھران لوگوں کا رویہ ہمارے ساتھ نار ہل ہوگیا۔ کھانے پینے کے لئے یہاں ہر پیز
موجود تھی اور اس کی وجہ بھی مجھ میں آتی تھی۔ ہم نے اپنی آ تکھوں سے نذر نیاز
پڑھانے والوں کو دیکھا تھا۔ بڑی دلچپ بات ہے لوگ قبروں پر اور مردوں پر لاکھوں
لائتے ہیں۔ مزارات چاوروں سے ڈھکے ہوتے ہیں اور تھوڑے ہی فاصلے پر چیتھڑے لگے
ہوئے جم بے بی کا نمونہ بنے ہوئے پڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پچیلے ہوئے ہاتھ ان
خاموش مزارات سے حقیر ہوتے ہیں۔ ای طرح کھانے پینے کی لاتعداد اشیا یہاں لٹائی جاتی
ہیں طالانکہ دنیا جانی ہے کہ صاحب مزار ان چڑوں کا ضرورت مند نمیں لیکن ضرورت
مندوں کی وادری کوئی نمیں کرتا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ پچھ بچا کھیا انمیں بھی ہل جاتا

الى - بچالو ميرے بچے كو۔ وہ ڈائن كھا گئى اے۔ وہ ڈائن اے كہيں كا نہيں چھوڑے گا۔
الها اے ولى بچالو۔ ميرا نام محمد دين ہے اور ميں يہيں اس بہتى ميں رہتا ہوں۔ اكيلا بيٹا
ہے ميرا۔ شادى كر دى تحقى ميں نے اس كى۔ وہ ڈائن جو اس كى بيوى بن كر آئى تحقى وہ
اے كھا گئے۔ كہيں كا نہيں چھوڑا اے۔ نہ جانے كيا كيا تعويذ گنڈے كرا ديئے بيں اس كے
لئے۔ سوكھتا جارہا ہے اور اب بلنگ ے لگ كيا ہے۔ ميرے بيٹے كا نام احمد دين ہے۔ ولى
رتم كر دو اس بر۔ ياولى وہ جادو كے زير اثر ہے۔ يہ جادو تو ژو دو اس كا۔ بين كى كى دشمنى
الیس چاہتا بس ميرے بيٹے كى زندگى مجھے مل جائے۔ ولى اے بچالو۔ "وہ شخص زارو قطار
رو رہا تھا بجراے ايك آواز سائى دى۔

"چلووقت ختم موكيا- چلو فوراً بابرنكل جاؤ-"

"میرا خیال رکھنا ولی اگر میرا به کام ہوگیا تو چادر چڑھاؤں گا لنگر کروں گا۔ مزار کے لئے پچیس ہزار روپے دول گا۔ به میرا کام کرادو ولی۔"

"جاؤ بھی جاؤ۔ اب دو سرے کی باری ہے۔" آواز سنائی دی اور میں نے علی کی طرف دیکھا۔ علی نے جائے۔ اب دو سرے کی باری ہے۔" طرف دیکھا۔ علی نے جھر دین کا نام سب لکھ لیا تھا۔ ہم لوگ حیرانی سے میں کام کر رہے تھے اور علی مسکرا رہا تھا۔ پھر کچھ تی کموں کے بعد ایک دو سری آواز سنائی دی۔

"میرانام رشیدہ ہے درویش! ہم بہتی خیال پور کے رہنے والے ہیں۔ اس نے کما
کہ اس مزار پر جاؤیسال سب مل جاتا ہے۔ ہمارا شوہر جال میں پھنس گیا ہے۔ ایک چھنال
نے اسے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ اے میرے سائیں! اے فقیر بابا! وہ حرام کی جی اس
کے چھے لگ گئی ہے۔ ارے اس کا بیڑا غرق کرادو۔ اس نے میرا شوہر چھین لیا ہے۔ خدا
کی متم اتنی محبت کرتا تھا ہم ہے کہی۔ ہم نے محبت ہی کرکے تو شادی کی تھی۔ مگر وہ
ڈائن اب اے ہمارے پاس نہیں آنے دیت، ہم مرجائیں کے دروایش! ہمیں دوات نہیں
چاہئے۔ سوکھ ظرے کھا کر گزارہ کر لیس کے ہم اس ہمیں ہمارا صابر علی دلوادو۔ ہمارا
شوہر ہمیں دلوا دو جو ماگو کے دیں گے۔ محبت کرتے ہیں ہم اس ہے۔ ہم پر رحم کر دو۔
ولیا ہم پر رحم کر دو۔"

"چلو- بمن اب دوسرے كى بارى ب-" آواز آئى-

"ولی رحم کردو ہم پر رحم کردو۔ اس چھنال کی جن کا منہ کالا ہوجائے۔ صابر علی اس سے گھن کھانے گئے۔ تو سمجھ لو ہمارا کام ہوجائے۔ مان لو ہماری ا مان لو۔ " "آجاؤ بمن آجاؤ۔ " بے بس لوگ دکھ بھری کمانیاں سناتے رہے اور ہم بھی دکھ تہمیں اس وقت تک نمیں چھوڑیں گے جب تک تہمارے بارے میں تقدیق نہ ہو ما اللہ کہ تم شاہ مراد کے آدی ہو یا نمیں۔ جو کام تہمیں بتایا جارہا ہے اسے سرانجام دو۔ کما اا ناشتہ 'چائے سب ملے گ۔ معاوضہ بھی جو مانگو گے مل جائے گا اس کی قلر مت کرنا۔ ان سجھے؟ باقی تمام مسئلے تم خود سجھتے ہو۔ جب کوئی ایسا کام کی سے لیا جاتا ہے تو اس کی مرانی بھی کی جاتی ہے۔ کوئی گڑبر ہوئی تو نقصان استے ہاتھوں اٹھاؤ گے۔ سمجھ رہے ہونا اس کی جو اس کی عالی ساتھ ہوں ہونا ہے۔ کوئی گڑبر ہوئی تو نقصان استے ہاتھوں اٹھاؤ گے۔ سمجھ رہے ہونا اس

"فیک ہے۔ بڑے شاہ بہت ایکھے آدمی ہیں۔ اپنے آدمیوں کو بڑی محبت ہے رکھے ہیں۔ اپنے آدمیوں کو بڑی محبت ہے رکھے ہیں لیکن اگر کوئی ان سے غداری کرے تو پھراس کی آبھیں اور ہاتھ پاؤں بڑے شاہ صاحب کے ہوتے ہیں۔ " یہ آخری الفاظ بڑے سگین تھے۔ رحیم خال یہ تفصیل بتا کر واپس چلا گیا اور ہمارا یہ غار خالی ہوگیا۔ پیلی روشنی میں غار کا یہ ماحول بے حد پرامرار نظر آرہا تھا۔ بہت دیر تک ہم لوگ خاموش سے بیٹھے موچتے رہے اور پھر علی نے پرخیال انداز میں گردن بلاتے ہوئے کہا۔

"منیں بابر بھائی! میرا خیال ہے یہاں منشیات وغیرہ کا چکر شیں ہے۔ بس یہ لوگ بھولے بھالے اور سیدھے سادھے لوگوں کو بے وقوف بتاکر ان کے مسائل سنتے ہیں اور اشیں اللے سیدھے مشورے دیتے ہیں۔ یکی ان کا ایک ذریعہ معاش ہے۔"
"بات واقعی بہت ولچے ہے لیکن کی کو جھوٹی تسلی دے کر بیوقوف بنا دیتا بڑا غلط

"-Uy?"

کانی دیر تک ہم اس موضوع پر بات کرتے رہے اور پھر ظاموشی چھا گئے۔ ہمرحال انسانی کروریاں اور ان سے فائدہ اٹھانے والے لاتعداد ہوتے ہیں۔ ایسے پیر فقیر جگد جگد کھیے ہوئے ہیں۔ ویسے بات برے ظلم کی ہے۔ ہم لوگ دیر تک اس موضوع پر باتیں بھی کرتے رہے اور سوچتے بھی رہے۔ پھرایک دم تی چونک پڑے۔ اس نے لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا حوالہ دیا تھا اور یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ ہماری باتیں کمیں اور س کی جائیں۔ بمرحال پھر ہم نے اپنا پہلے دن کا کام سرانجام دیا۔ ہم دونوں ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے۔ علی نے قلم اور بحر سنجھال لیا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر پر کھر کھراہٹیں سنائی دینے لگیں۔ پھر رونے کی آواز رجٹر سنجھال لیا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر پر کھر کھراہٹیں سنائی دینے لگیں۔ پھر رونے کی آواز ابھری۔ بھر رونے کی آواز ابھری۔ سنجوں مرد تھا جو زارو قطار رو رہا تھا پھراس کی بحرائی ہوئی آواز ابھری۔
ابھری۔ یہ کوئی مرد تھا جو زارو قطار رو رہا تھا پھراس کی بحرائی ہوئی آواز ابھری۔

337 🌣 🎉

ال کے بعد منگل کو ہم لوگ فیلے ساتے ہیں۔"

"بال- مين فيصل لكهتا مول- يد كام بهي تهيس كرنا مو كا منظل كو-"

بهرحال جم خاموش مو گئے اور کام مو تا رہا۔ جمعرات کو پھرلوگوں کی درخواسیں لکھی اد وہ برزگ سے فریاد کے طور پر کیا کرتے تھے اور اس کے بعد اتواد کے فصلے لکھے جن می شاہ برے نے اپنے طور پر یہ فیلے لکھوائے تھے۔ وہ اکثر جمارے پاس آمیشتا تھا۔ ایک ال میں نے ان سے کہا۔

"برے شاہ! آپ واقعی مطیم ہیں۔"

"ارے بھائی! ارے بھائی! یہ عظیم و کلیم ہم لوگ نہیں ہیں۔ بس کیا کہیں جھ سے کیا جاہتے تھے کیا ہوگیا۔ ہم شیطان ہیں حرام کھاتے ہیں۔ حرام پر جی رہے ہیں۔ مرکیا كريل بيه براه راست حرام ہے۔ ذرا دنيا بين مختلف شعبوں بين جاكر ديجھو- لوگ تھلم كھلا حرام کھا رہے ہیں۔ ہم نے یہ چکر چلا رکھا ب انہوں نے دوسرے چکر چلا رکھ ہیں۔ سرکاری و فتروں میں جاکر دیکھ او۔ کہیں بھی تہماری کوئی گوٹ پیش جائے۔ ذرا دیکھ او بس کیا کہیں اپنی زبان سے جانے وو ان باتوں کو۔ ہمیں بھی ولی یا درویش مت کہنا۔ جو لوگ کتے ہیں انہیں کئے دو۔ اگر وہ بھی نہ کمیں گے تو ہمارا کاروبار کیے چلے گا۔ ہم تو گندے اور غليظ لوگ ہيں۔ يد برے برے نام اللہ كے ال نيك بندول كے لئے رہنے دو جو يج مج زعد کی کو دو سروں کے لئے وقف کے ہوئے ہیں۔"

ہم دونوں کی حروان نگاہیں اس شاہ بوے کو دیکھ رہی تھیں۔ یہ آدی واقعی الجھا ہوا تھا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں۔ بسرحال اس وقت تو وہی کرنا تھا جو اس نے كما تفاله چنانچه اس كے ہاتھ ميں رجشر كو ديكھاله پہلے كيس ميں سات تعويذ ديئے گئے اور اس مشکل میں گر فقار محض کے سلسلے کو بتایا گیا تھا جس کا نام محد دین تھا۔ بسرحال در تک بد سلسلہ جاری رہا۔ ہم اے رجشر کی تحریر ساتے رہے۔ وہ اینے فیلے لکھوا تا رہا۔ صابر علی کی بوی رشیدہ کا کیس آیا تو اس نے کما۔

" تھیک ہے۔ اس پر نشان لگا دو اس کا کام ہو گیا۔" ہیہ کمہ کر دہ بنس پڑا تو میں چو تک كرات ديكين لكاراس في دوباره بنت موس كمار

"بال- ایک ڈاکو اس کے گھر کا صفایا کر گیا۔ بیچاری کو دولت سے کوئی دلچیلی تمیں تھی۔ شوہر چاہیے تھا تو اب شوہر کمال جائے گا۔ وہ عورت جس کے چکر میں پڑا ہوا ہے وہ

ے عد حال ہو جاتے اور مجھی مسكرا المصتے۔ کچھ خوابشيں اليك ہوتی تھيں كہ جن مكرابث چرے پر آبى جاتى تھى۔ بسرحال اس كے بعد كام ختم ہوگيا۔ اگر غور كياجا اور ول سے نہ سوچا جاتا تو کیا ہی دلچیپ کام تھا۔ اس طرح سے انسانی فطرت کے دونوں پہلم سائے آجاتے۔ لوگ کیے اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ کس طرح سے جھوٹے ویروں فقرول اور بزرگول سے اسے دل کی حالت بیان کرکے بلیک میل ہوتے ہیں۔ یہ صورت حال آج پہلی بار ہمارے علم میں آئی تھی اور یہ میرے لئے تو بالکل بی نیا تجربہ تھا۔ اب تك جو بهو تا ربا تفاوه برداستني خيز اور پراسرار نقل پورني، نيل كنول ، ناگو، منظه من سار كردار آئے تھ ميرى زندگى يى ليكن يەجو كھيل جوربا تحاب براى دلچپ اور انوكھا قال جم ان و کھی لوگوں کی کمانیاں بار بار پر صف رہے اور اس کے بعد ہم وہاں سے نکل کر اپلی دو سری رہائش گاہ پر آگئے۔ رات کا کھانا پنچا دیا گیا اور کھے در کے بعد اچانک ہی برے شاہ مارے پاس پینے گیا۔ اس کے ساتھ دوباڈی گارڈ بھی موجود تھے۔ ہونوں پر محراہث پھیلی ہوئی تھی۔ ہمیں دیکھ کر کنے لگا۔

"بال- كمو كيماكام ربا اطف آيا؟"

oneurdu.com " "جو كما كياتم سے وہ كيا كھ لئے ان لوگوں كے نام وغيرہ؟"

"بال- يه آپ د كي ليج-"على نے رجٹراس كے سائے ركه ديا اور برے شاہ بنے

"شرادے! اگر ہم پڑھے لکھے ہوتے تو تمیس کول تکلیف دیتے۔ یہ بہت برا سئل ب مارے گئے۔ تم خود ساؤ۔ کیا کیا لکھا ہے؟" میرے بجائے علی نے ساری تفصیل سنائی۔ وہ آ تکھیں بند کئے سنتا رہا اور پھر گردن ہا کر بولا۔

"واه- آدى و كام ك لكتے ہو تم- محك بيد رجمر محص دے دو- كل مهيں دو سرا رجمر مل جائے گا۔"اس نے کمااور رجمر اپنا ہمت کے کرواپس کے لئے چل

يرا- پراے ماتھ آئے ہوئے آدمیوں سے بولا۔

"خيال ركھنا ان كاكوئي تكليف نهيں ہوني چاہئے انهيں-"

"جی بوے شاہ-" اس کے آدی نے کما۔ میں نے ظاموشی سے گردان بلائی تھی-ا چانک ہی بڑے شاہ مجروایس پلٹا اور کنے لگا۔

"اب دو دن کی چھٹی۔ پرسول جعرات ہے۔ جعرات کو یہ دوبارہ کام کرتا ہو گا اور

کے لئے تو لوگ خود مجھے ہی مارنا شروع کر دیں۔" پھر خاصے دن ای انداز میں گزر گئے۔ الله برے بری دلچیپ باتیں کرتا رہتا تھا۔ ایک دن وہ برے عجیب سے انداز میں میرے ماسنے آیا۔ کہنے لگا۔

" میرے پورے جم میں حرام دوڑ رہا ہے۔ گر میں کیا کروں۔ اگر میں اپنے ضمیر کو اللہ میں اپنے ضمیر کو اللہ نظر کا اللہ نظر کا اللہ نظر کے اللہ نظر کے اللہ کو اللہ نظر کے اللہ کا کو اللہ نظر کہ نظر کرد مرتا ہی نہیں ہے۔ آب حیات کی رکھا ہے وغریب چیز ہوتی ہے۔ اس کو بار بار قتل کرد مرتا ہی نہیں ہے۔ آب حیات کی رکھا ہے سرے نے۔ جاگ جاتا ہے تو بردی تکلیف دیتا ہے۔"

" کچھ بتائیں گے نہیں اپنی بارے میں شاہ بڑے؟"

"اب تم مجھے مروانا چاہتے ہو۔ کیا کموں تم ہے۔ رحیم خال سے یہ باتیں پوچھو تو اس وہ تہیں بتائے۔ گروہ نہیں بتائے گا۔" بڑے شاہ پر اس وقت کچھ مجیب وغریب کیفیت طاری تھی۔ اچانک ہی ایک رات وہ بہت ہی مجیب کیفیت میں ہمارے غار میں گفیت طاری تھیں مرخ ہو رہی تھیں' بال بھرے ہوئے تھے۔ ہمیں خاموش سے گھور تا رہا پھراس کی آواز غرایٹ کی شکل میں سائی دی۔

"تم نے اپنے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں بتایا۔ کیا ہو تم کون ہو؟" "ہم بتا چکے ہیں آپ کو اپنے بارے میں۔"

"كواس كررے مو- بالكل بكواس كررے مو-"

"کوئی غلطی ہو گئی شاہ بڑے؟" میں نے کہا اور اس سوال پر وہ سانپ کی طرح بل کھانے لگا۔ چند لمحات خاموش رہا پھراس نے کہا۔

'در کیجو۔ ہاتھ جو ڑتا ہوں تمہارے سامنے 'تمہارے قدموں میں سرر کھتا ہوں۔ خدا کے لئے ایک بے چین روح کو اور زیادہ بے چین ست کرو۔ اگر اندر سے کچھ ہوتو کی انسان کے ساتھ بدسلوکی مت کرد۔ میں تو ایک ایسا جاتا سلگتا انسان ہوں جس کے اندر جہنم دیک رہا ہے۔ آہ میں تمہارے ہاتھ جو ڑتا ہوں تمہارے قدموں میں سرر کھتا ہوں۔ مجھے اس جہنم میں اور زیادہ اذبت نہ دو۔ میں ساری برائیوں کے باوجود انسان ہوں۔ اپنے آپ کو گناہوں کے دلدل میں اس قدر ڈوبا ہوا محسوس کرتا ہوں کہ مجھے اس کا نتات میں خود سے زیادہ گناہوں کی دلدل میں نہ خود سے زیادہ کرائیوں کی دلدل میں نہ خود سے زیادہ گراہوں کی دلدل میں نہ کو سے بعد اس کا بعد اس کے بعد اس

تو دوات كى وجه سے اس كے يہي گى ہوئى تقى۔ اس دُاكوئے اس كى مشكل عل كردى... اب اس كے پاس غلط عورت كو دينے كے لئے پچھ جى نميں ہے۔ فكڑے تكڑے كو عالى اللہ اس كے پاس غلط عورت كو دينے كے لئے پچھ جى نميں ہے۔ فكڑے تكڑے كو عالى ہوگيا ہے۔ چھٹى ہوئى دل كى مراد يورى ہوگئے۔ چلوچلو آگے چلو۔ "

بہرحال ہم یہ سارے کام کرتے رہے اور وہ بولوں کی مشکلات کا حل بتا تا رہا۔ پالد برائی بوٹیاں کچھے تعویف حکمت کی کچھے دوا کیں۔ سارے کا سارا کھیل دھوکا دہی پر بنی حا اور سے سارا مسئلہ بڑا ہی بجیب تھا۔ جیس بڑے ہی بات ہے کہ شاہ بڑے ہو کہ ہو رہے سے علی تو یساں بہت ہی خوش تھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ شاہ بڑے ہوئے اس نے کہا۔ آدمی تھا۔ اپنے بارے بی ہربات بتا تا رہا تھا۔ ایک دن تفصیل بتاتے ہوئے اس نے کہا۔ آدمی تھا۔ اپنے بارے بی ہربات بتا تا رہا تھا۔ ایک دن تفصیل بتاتے ہوئے اس نے کہا۔ آدمی تھا۔ اپنے بار وقت آلیا۔ دنیا کا ایکھے سے اچھا اور برے سے برا کام کرد۔ اس کے لئے بہلٹی کرنا ضروری ہوتی ہے۔ ہرچیز پہلٹی سے چلتی ہے۔ ہارا یہ کام بھی بڑا پہلٹی پر چلتا ہے۔ ہارا یہ کام بھی بڑا پہلٹی پر چلتا ہے۔ ہارے کہ بہتی گھومتے پھرتے ہیں۔ وہ سے ہاری کرتے ہیں۔ وہ اس بہاڑ والی سرکار کے قصبے کے لوگوں کو ساتے ہیں۔ یہ جگہ باہر کی بہتی میں بہاڑ والی سرکار کے تام سے مشہور ہے۔ نور پور ہی نہیں بلکہ آس پاس کے لوگ بھی بہاڑ والی سرکار آتے ہیں اور اپنے مسئلے بیان کرتے ہیں۔ "

"نور پور کیااس ستی کانام ہے جو سامنے نظر آتی ہے؟"

"بال تم يد سمجھ لو كه جم لوگ مختلف طريقوں سے اس جگ كى ببلٹى كرتے ہيں۔
مثلاً اچانك تى كوئى پاگل موجاتا ہے اور نگ دھڑنگ سر كوں پر بھاگتا بحرتا ہے 'لوگوں كو پھر
مارتا ہے۔ ہمارے اپنے آدمی اسے پكڑ كريمال لے آتے ہيں۔ يمال اسے دعائيں دى جاتى
ہيں۔ تعويذ ديئے جاتے ہيں اور وہ تھوڑے دن كے بعد بھلا چنگا ہوكر چلا جاتا ہے۔ لوگ
برے شاہ پر عقيدت كے پھول برساتے ہيں اور پہاڑ والى سركار كے اس مجاور كى برى

"ليكن ايك بات بتائي بوك شاه جي! كيا ان لوكول كو فائده بهي موتا بع

"ویکھو بھائی! دی آدمی کی مسلے میں آتے ہیں۔ ان میں سے دو چار کو خود بخود فائدہ ہوجاتا ہے۔ اب یمال آنے کے بعد وہ یہ تو خمیں سوج کتے کہ یہ فائدہ انہیں خود بخود ہوا ہے۔ آخر بہاڑ والی سرکار کا بھی تو اپنا کوئی کام ہے۔" اس نے کما اور پھر قبقہہ مار کر بنس بڑا۔ پھر بولا۔

"القين كرو- اگر مين اى سے كول كد بعائى بم و حوظك بين كھ تين كرتے كى

السائل ہے جس نے ہمارے ملط میں اے موم کر دیا ہے۔ بمشکل تمام میں نے اسے اپنے پاس سے ہٹایا۔ رجیم خال اس وقت اس کے ساتھ موجود نہیں تھا۔ وہ آنسو خشک کرنے لگا کچربولا۔

ومكريوك شاه تم مجھے كول بنارے ہويد بات؟"

و کون برے شاہ کون برے شاہ ہوں جا گا اور میرے یا ورکی ہی ہے۔ میں تو ایک معمولی سا آدمی ہوں۔ حاکم خال ہام ہے میرا اور میرے یاپ کا نام فرید خال تھا۔ سیجے میرے باپ کا نام فرید خال تھا۔ سیجے میرے باپ کا نام فرید خال تھا۔ کیا ہوں میں کیا ہے میری کمانی میں جمہیں نہیں بٹا سکتا۔ میں میں لوگوں کی معصوم آر زوؤں کو جھوٹے ولاے دے کر انہیں حرتوں کا شکار کرکے ان کی جیبیں خالی کرتا ہوں۔ جس کا کام نہیں بنآ وہ اے اپی تقدیر سمجھ لیتا ہے اور جس کا کام نہیں بنآ وہ اے اپی تقدیر سمجھ لیتا ہے اور جس کا کام بن جاتا ہے وہ چڑھاؤے چڑھاتا ہے۔ اس جعلی مزار پر اس جھوٹی قبر پر جس میں کھھ کرتا ہوں جاتا ہے وہ چڑھاؤے کے جو ان کی آر زو کس تم تک پہنچاتی ہے۔ میں یہ گناہ کرتا ہوں لیکن تم یہ بیتھین کرو۔ ضمیر کو بار بار گردن دیا کرمارتے کے باوجود میرا ضمیر مرتا کہیں ہے۔ میرے لئے دعا کرو میرا ضمیر مرجائے۔ میں بھی ان کے لئے غمزدہ نہ ہوں جن کہیں سے۔ میرے لئے دعا کرو میرا ضمیر مرجائے۔ میں بھی ان کے لئے غمزدہ نہ ہوں تو میں خیبیں خالی کراتا ہوں۔ میں جب بھی تنمائی میں بیٹھتا ہوں اپنا حساب کرتا ہوں تو میں کی جیبیں خالی کراتا ہوں۔ میں جب بھی تنمائی میں بیٹھتا ہوں اپنا حساب کرتا ہوں تو میں

کی آواز سسکیوں میں تبدیل ہوگئ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ زارو قطار رونے لگا۔ ام دونوں ہی جران تھے۔ کچھ دیر تک خاموثی رہی بجرین نے کما۔ دشاہ برے! بتاؤ تو سمی کوئی غلطی ہوگئ ہے جھ سے؟"

"تم سے نمیں غلطی مجھ سے ہوگئی ہے میں اسسسسالی نے تہمارے ماتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ میں نے متہیں جائی آ تھوں سے مجھی نہیں دیکھالیکن سوتی آ تھوں کے مجھے بہت ی بار تمہارے بارے میں تقصیل بتائی ہے۔ اب میں تمہیں کیا بتاؤں کہ میں كي لحات ے كزر رہا ہوں۔ مجھے يوں لكتا بي جي مجھے زندگى ميں كناه كے لئے پيدا كا كيا إ- كونى ايك تو نيك كام كرايتاجو تاريكي من كسى سفيد كلت كى طرح روش موجاتا يدى ب حرمتى موتى ب ميرے باتھوں تهارى - قيد كر ركھا ب تمهيں و حمكيال دى إلى مركيا كرون مزاج اى ايها بن كيا ہے۔ اپنى ب چينى كو بھى صحح طور پر بيان ميس كرسكا۔ جائل موں ممل جائل۔ میں جو کتا موں اٹی دیوائل میں بکتا موں۔ جس دن سے تم سال آئے ہونہ جانے کیا ہو رہا ہے جھے۔ میں تو فریب کرتے ہوئے ذرا بھی شیں جھجکتا تھا۔ كى كو دهوكا دية موئ مجھے كوئى دكھ نہيں ہوتا تھا ليكن كيا كروں غلط دلاسے وے كرالني مدھی جڑی ہوٹیال دے کریس سے اس کیا کردں۔ عراب جب ے تم تے جواب لکھنا شروع کئے ہیں جے دیکھو فائدہ ہو رہا ہے۔ سب کی مرادیں پوری ہو رہی ہیں سارے کام سیدھے ہو رہے ہیں اور وہ سب انتا کھے لے کر آ رہے ہیں کہ میرے پاس اب رکھے تک کو جگہ نیس ہے۔ میں خود جران موں اور جو خواب میں نے دیکھے ہیں ان خوابوں نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ آہ کیا کرول پاگل ہوگیا ہوں۔ اب یہ سوچ رہا ہوں کہ جو پکھ جھے ہوگیا ہے اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ شاہ برے مت کما کرد جھے۔ نہ میں شاہ ہوں ت يردا مول- يس مداكا واسط! ويكون من الله المول عليه المول- عميس خداكا واسط! ويكو اچھوں کو تو سب لوگ اچھائیوں کے ساتھ نوازتے ہیں بس برے کو معاف کر دو۔" اس نے آگے بڑھ کر میرے یاؤں پکڑ لئے۔ وہ زارو قطار رو رہا تھا۔ آنوؤں سے اس کا پورا چرہ بھیگا ہوا تھا۔ میری حالت خراب تھی۔ علی بھی جرانی سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جو كچه اى نے كما تقا بم اے بجھنے كى كوشش كررے تھے۔ طالا تك يد اندازہ بوچكا تحاكدوہ ایک خطرناک آدی ہے اور اگر ہم نے اے کوئی فقصان پنچانے کی کوشش کی تو خود امارا ستیاناس ہوجائے گا لیکن اس وقت جو آنسو اس کی آنکھوں سے بعد رہے تھے وہ جھوٹے آنو تیں تھے۔ مجھے سوفیصدی اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ کوئی ایسی چزاس کے دل کو

خود کو بے قصور سجھتا ہوں لیکن مجھے سکون نہیں ملک وہ سکون مجھے میسر نہیں ہو انسانوں کو میسر ہوتا ہے۔ یہ سب جو میرے ساتھ میری کمائی کھاتے ہیں بڑے سکون جیتے ہیں۔ کھاتے ہیں 'پیٹے ہیں آرام کی نیند سو جاتے ہیں لیکن میں ان فیندوں سے تھا، ہوں۔ میرے کانوں میں وہ معصوم آہیں اور سسکیاں گو نجی رہتی ہیں جو میرے ذار اللہ مصیبت کا شکار ہونے والوں کی ہوتی ہیں۔ یہ سب پچھ میں کر رہا ہوں لیکن میری سجھ شا فریس آتا کہ میں اپنے لئے کیا کروں۔ آہ۔۔۔۔۔۔۔ کوئی ہے اس کا نتات میں جو مجھے سارا دے۔ آخر میری ذات استے کھڑوں میں کیوں تقیم ہوگئی ہے۔ کیا ہے یہ سب پچھ کیا ہیں۔ یہ جب کھو کیا ہیں۔ وہ بہت دیر تک روتا رہا اور نہ جاتے کیوں مجھے اس کے اوپر رحم آنے لگا۔ جو پکھ رہ بتارہا تھا وہ تو بڑا ہی ججیب سا تھا۔ بسرحال میں نے علی سے کما۔

"علی اسمیں پانی پلاؤ۔" علی نے فورا پانی دیا اور میں نے اسے بانی پلاتے ہوئے کا اور میں نے اسے بانی پلاتے ہوئے کا اور میں نے اسے اور کہ ہر مخص کی تقدیر اس کے فیلے کرتی ہے۔ تم نے اپنا دکھ جھے کہا میں اسے من کر تمہیں ولا ساوینا چاہتا ہوں۔ تم اپنے دل کی ساری بحراس میرے سامنے نکال دو۔ مجھے اپنی زندگ کے ہر اسمے سے آشا کرد۔ میں خود تو پچھے نہیں کر سکتا تہمارے لئے سوائے دعاؤں کے۔ تہمارے اندر اگر تم میں بحری ہوئی ہے۔ ہم تہمارے لئے منازا ضمیر زندہ ہے تو بچھے لو زندگ کوٹ کوٹ کوٹ کرتم میں بحری ہوئی ہے۔ ہم تہمارے لئے دعائیں کرنے کے علاوہ اور کیا کرتے ہیں۔" وہ خاموش ہوگیا۔ آہستہ آہستہ اس کی کیفیت مناسب ہوتی جاری تھی۔ پچراس نے کہا۔

طائم خال ہے میرا نام ایک چھوٹی کی بہتی نادر گڑھی میں رہتا تھا۔ نادر گڑھی میں مہتا تھا۔ نادر گڑھی میں مہرا چھوٹا سامعصوم گھرانہ تھا۔ میرا باپ کسان تھا۔ مال تھی دو بہنیں تھیں۔ بس بہ ہماری کا نتات تھی۔ میرا باپ محنت مزدوری کرکے ہم لوگوں کی پرورش کرتا تھا۔ میں اپ باپ کے ساتھ کھیتوں پر کام کرتا تھا، لیکن پھر ایک دن ایک کالے موذی نے میرے باپ کو کاٹ لیا وہ زہر لیے سانپ کاشکار ہوگیا۔ میں نے اس کی ٹانگ پر بند باندھ دیا تھا تاکہ زہر آگئ لیا دہ زہر ہے اور اے وید کے پاس لے گیا تھا۔ وید نے بہت کوشش کی لیکن اس کی ٹانگ کا علاج نہیں ہوسکا۔ دید نے بہت کوشش کی لیکن اس کی ٹانگ کا علاج نہیں ہوسکا۔ دید نے کہا کہ ہم اے شمر لے جائیں اور کی اجھے بہتال میں ناس کا علاج کرائیں، لیکن ہم اس کا تصور بھی نہیں کر گئے تھے۔ ہمارے پاس اسے پیٹ اس کا علاج کرائیں، لیکن ہم اس کا تصور بھی نہیں کر گئے تھے۔ ہمارے پاس اسے پیٹ اور خراتی نہیں کر گئے کے اور خراتی نہیں کی خواتی ہیتال میں لے گئے اور خراتی نہیں کر بیتال میں لے گئے اور خراتی نہیتال کے ڈاکٹر نے میرے باپ کی ٹانگ کاٹ دی اور جب میرا باپ معذور ہوگیا تو بہتال کے ڈاکٹر نے میرے باپ کی ٹانگ کاٹ دی اور جب میرا باپ معذور ہوگیا تو

الرے گھریں فاقے شروع ہوگئے۔ میرا باپ ایک بڑے زمیندار کے کھیتوں پر کام کرتا تھا
اور یہ زمیندار بہت ہی سخت دل تھا۔ اس کی بہت می داستانیں سننے کو ملی تھیں اور دہ
لوگوں کے لئے مصیبت بتا ہوا تھا۔ جب ہمارے بال فاقہ کشی انتا کو پہنچ گئی تو میری مال
ایک دن میری ایک بمن کو لے کر زمیندار کے گھرگئی تاکہ اس سے گھرکے اخراجات کے
لئے کچھ مانگ لائے۔ اس نے زمیندار سے یہ بھی کہا کہ وہ میرے باپ کی جگہ جھے اپنے
گھر ملازم رکھ لے۔ کھیتوں پر کام کرائے لیکن اس نے اس بات پر خور نہیں کیا تھا بلکہ
اس نے میری توجوان اور خوبصورت بمن کو بری نگاہ سے دیکھا تھا اور اس کے بعد اس
نے ایک منصوبہ تیار کیا۔ وہ اپنی بیوی سے بہت ڈرتا تھا۔ اس کے ظاف پچھ نہیں کرسکتا
تا لیک منصوبہ تیار کیا۔ وہ اپنی بیوی سے بہت ڈرتا تھا۔ اس کے ظاف پچھ نہیں کرسکتا
تھا لیکن وہ بے اولاد تھی۔ بانچھ تھی۔ چنانچہ اس نے اس کو تیار کیا اور ایک دن زمیندار ٹی
جہ میری ماں جرت سے منہ کھول کر رہ گئی تھی۔ زمیندار ٹی نے کہا۔

- میری مال برت سے سے حول حرور ال من اولاد شیں ہوتی۔ میں بانچھ ہوں۔" "مہیں معلوم ہے بمن کہ میرے ہاں اولاد شیں ہوتی۔ میں بانچھ ہوں۔" "الله آپ پر کرم کرے گا بردی بیگم۔"

ر مد ہپ پر رہا ہے۔ "میں نے اپنے شو ہر کو بری مشکل سے تیار کیا ہے کہ وہ دو سری شادی کرے تاکہ ہمارے ہاں اولاد پیدا ہوجائے اور میں اس سلسلے میں تمہارے پاس آئی ہوں۔"

سرے پر اس تہماری بری بیٹی کا رشتہ لے کر آئی ہوں میں۔ اس کا نکاح زمیندار صاحب میں۔ اس کا نکاح زمیندار صاحب کے کروہ میں کہ تہماری مشکلات بھی دور ہوجائیں گی۔ بین کام بالکل خاموشی سے ہوجائے گا کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگ۔ تہماری بیٹی میرے پاس رہے گ۔ اولاد پیدا ہوجائے اس سے تو زمیندار صاحب خاموشی سے اس کے اس سے تو زمیندار صاحب خاموشی سے اس کے اس کے وہ صرف تہمارا ہوگا۔ بس سے اس کے بال پیدا ہونے والا بچہ میرا کملائے گا۔ کیا سمجھیں ؟"

اں سے ہن پید اور سے کھے کیا کہ رہی ہیں آپ بری بیلم؟" میری ماں نے شدید خوف کے عالم
" میری ماں نے شدید خوف کے عالم
میں کہا۔ جس وقت زمیندارنی میری ماں سے نیہ باتیں کر رہی تھی میں بھی نیہ الفاظ من رہا
تھا اور میرے خون میں آتش فشال کھول اٹھا تھا۔ میں دیوانہ وار آگے بڑھ کر بڑی بیگم کے
باس پہنچ گیا اور میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"فوراً يمال سے الله اور بابر نكل جاركين ايان بوك تيرى لاش مجھے يمال سے

"بوے بھیا! بھابی اور بهن ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ تم میری بهن کو گالی دے رہے

"الیا کراس بھالی اور بمن کو تو اپنے گھرلے جا اور اپنی بہنوں کو میرے گھر بھیج وے۔" اس نے عصلے لہجے میں کما اور اس کے بعد میرا دماغ میرا اپنا نہیں رہا۔ میں نہیں جاننا کہ میرے ہاتھ کس طرح اس کی گردن تک پنچے اور کب اس کی زبان اور آ تکھیں باہر نکل آئیں۔ میں تو اس وقت چو تکا جب میں زمیندار صاحب کے سامنے کھڑا ہوا تھا اور زمیندار جھے عجیب ی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"تو لونے مار دیا اے میں ..... قبل کر دیا۔ پولیس آنے والی ہے۔ کیا کہنا ہے پولیس سے؟" میں نے چونک کر زمیندار کو دیکھا ور کہا۔

وهيل سمجها نهين زميندار صاحب-"

"سرے! سمجھ تو لے۔ سمجھنے سے ہی زندگی نگا مجتی ہے تیری۔ پولیس والوں کو کیا بنانا ہے۔ یہ فیصلہ مجھے اس وقت کرنا ہوگا۔"

وكيا مطلب مي سمجما شين..."

" کی کما تھا ہم نے بھے ہے۔ بن مانگی تھی تھے ہے۔ بن مانگی تھی جھ سے تیری۔ ایک اولاد پیدا کر لینے وے شادی جائے شاوی کرائے۔ اسے بیچنا جائے اسے نی وے۔ ایک بچر پیدا ہوجائے تو بس واپس بھیج دیں گے اسے۔ مند مانگی رقم لے لے۔ خود بھی بیش کراسے بھی بیش کرا ہے۔ کما بلکہ شادی بھی کرادیں گے بعد اس دونوں کی۔ ہمارے لئے کون می بری بات ہے۔ فیصلہ کرنے بیٹا جلدی فیصلہ کرنے۔ " ایک بار مجر بیرے سارے وجود میں چنگاریاں دور میں میں سے تو زمیندار کو دیکھا اور میرے ہونوں پر ایک ہولناک مسکراہا ہجیل سے گئے۔ میں نے اس سے کما۔

"فیک ب زمیندار صاحب! فیصلہ کرایا ہے میں نے۔"

"ارے واہ عقد ہے۔ عقد ہے۔ عقد ہے۔ کال کیا تونے۔ بھی ہوا سیح فیصلہ کیا ہے۔ آگیا۔ میں نے مسرات ہوئے اگلے طبح بیں۔" وہ آگے بڑھا اور میرے بالکل قریب آگیا۔ میں نے مسرات ہوئے دونوں ہاتھ کھولے اور دوسرے لیح اس کی گردن میرے ہاتھوں کے شکنج میں آگئی۔ "بیہ سیسسہ یہ میرا فیصلہ ہے زمیندار صاحب۔ بھی رہے ہیں آخر کار آپ نے بیسسسہ یہ میرا فیصلہ ہے زمیندار میری گرفت میں نزیخ لگا۔ اس کی آتھ میں جمعے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کردیا۔" زمیندار میری گرفت میں نزیخ لگا۔ اس کی آتھ میں اور زبان باہر نکل آئی اور جب اس کا وجود ہے جان ہوگیا تو میں نے اے چھوڑ دیا۔ جس

باہر پھیکنی پڑے۔" زمیندارنی منہ پھاڑ کے جھے دیکھنے گلی پھراس نے غصے سے لرزے ہوئے جھے کما۔

و کون کی ایسی بات کمد دی ہے میں نے۔ مخمل میں ٹاٹ کا پوند لگا رہی ہوں۔
ارے تم ہو کیا اور تمہاری او قات کیا ہے۔ ایک تو ہم احسان کر رہے ہیں تمہارے اور بھوک مررہ ہو۔ تھیک ہے مرو سے کی موت ہمارا کیا جاتا ہے۔ "بری بیگم میرے تی او کی کر فوراً اٹھ گئی۔ اے دوبارہ ہمت نہیں ہوئی تھی کہ اس سلسلے میں پچھے کے۔ میں لے خوتی نگاہوں ہے اے دیکھا تو مال نے میرے شانے باتھ رکھتے ہوئے کھا۔

ووضين بينا! اپ آپ كو سنجهالو- اپ آپ كو سنجهالو- به اپ كو سنجهالو- تمهارا باپ معذور ب- ام كه بين بين سندي مين ا

یں نے اپنالہو خود چات لیا۔ بہنوں کا اور ہاں کا میرے سوا ادر کوئی سارا نہیں تھا۔

جھے ان کے لئے زندہ رہنا تھا۔ میں چاہتا تو نہ صرف زمیندار کو بلکہ اس کی بیوی کو بھی کلاے گئرے کرتے پیٹے کہ وہتا تھا۔ میں چاہتا تو نہ صرف زمیندار کو بلکہ اس کی بیون کو بھی سمارا چاہئے تھا ہمیں۔ سب کو پالنا تھا اس لئے سب پچھ بھلا دینا ضروری تھا۔ بہرطال میں اوھر اُدھر کوشش کرنے لگا اور پھرایک جگھ جھے پچھ کام مل گیا۔ روٹیوں کا سمارا ہوگیا تھا۔ جس شخص کے بال جھے سمارا بلا تھا دہ تھی زمیندار سے کم شین تھا۔ بڑی کی دوکان تھی جس شارا ملا تھا دہ تھی زمیندار سے کم شین تھا۔ بڑی کی دوکان تھی۔ جس شص ضروریات زندگ کا سارا سامان ہوا کرتا تھا لیکن وہ ایک آوارہ منش انسان تھا۔ بہرطال میرے گھریش بھی آنا جانا ہوگیا تھا اس کا۔ اس کی بیوی بہت بی نیک جورت تھی۔ بہرطال میرے گھریش بھی اور شجھ بھائی کمہ کر پھر آئی تھی۔ بھی دہ خنیہ طور پر میری مدد بھی۔ بہرطال میر کھری کو دی تھی۔ بھی اور شرکے بھائی کہ کہ کر پھر آیک دن نہ جانے کیا ہوا کہ میں دوکان دو ایک گھرایک دن نہ جانے کیا ہوا کہ میں دوکان دارے گھر بھی اور شرکھ نگا۔ اس کی بوی نے جھے دیا جھرایک دن نہ جانے کیا ہوا کہ میں دوکان دار کے گھر بھی اور شرکھ نگا۔ اس دوت دوکاندار آگیا اور اس نے شہمے کی نگاہوں سے جھے دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ

"كول ب- بحص اطلاع وي بغيراتو يمال كياكررها ب؟"
" كه منيل- بوك بهيا! بس بهالي في جه س كه كام ك لئ كما قا- وه كام كررها منا..."

" بھالی! سالے آ محموں میں گندگی لئے پھر تا ہے۔ میری بیوی کے لئے تو جو پھے کر رہا ہے جھے اس کے بارے میں پتا ہے۔" "ال باب ك بارك ميل كجه معلوم نيس ب؟"

"منس - بیں منیں گیا ان کے پاس کیکن بھیجا رہتا ہوں لوگوں کو۔ وہ اپ گھروں بیں خوش ہیں۔ چھوٹی بمن کی بھی شادی ہوگئی ہے۔ سب ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے پاس ضرورت کی ہر چیز جب بھی انہیں ضرورت ہوتی ہے پہنچ جاتی ہے کین وہ بیہ نہیں جانتے کہ انہیں یہ چیزیں پہنچانے والا کون ہے۔"

و میں میں اور میں ہے۔ دمام تو تمہارے سارے ہی الیکھے ہوتے ہیں حاکم خاں! پھر تمہیں بے سکونی کیوں سے عدد

"سب کھ بتا دیا ہے۔ میں نے آپ کو اپنے بارے میں۔ سب کھ بتا دیا ہے۔ دعا کریں میرے گئے۔ میں آپ کو خوابوں میں دیکتا ہوں حالانکہ میں نے اپنی اس زندگی میں آپ کو خوابوں میں دیکتا ہوں حالانکہ میں نے اپنی اس زندگی میں آنے کے بعد بھی کی انسان کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ لیکن آپ ...... آپ جھے یوں لگتا ہے جیسے میں آپ کے سامنے جرم نہیں کرسکتا۔ آپ کوئی بہت ہی بوی صحصیت ہیں۔ دیکھیں میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہورہا ہے لیکن آپ براہ کرم آپ اس بات کو تسلیم کر لیجئے تھول کر لیجئے کہ آپ وہ نہیں ہیں جو نظر آتے ہیں۔ بے شار افراد اب میری مدد کے محتاج نہیں ہیں۔ جو بھی میں ان سے کہتا ہوں اس سے انہیں فائدہ ہوجاتا ہے۔ یہ اس محتاج نہیں ہیں۔ "میرے ہونؤں پر مسکراہٹ بھیل گئی میں نے کہا۔

" " " منیں یہ خیال اپنے ول سے نکال دو کہ میں کوئی ولی یا ورویش ہوں۔ میں نے متحمیل ہتا ہے۔ میں نے متحمیل ہے کہ میں ہمی نزدگی کو معمولی سے انداز میں گزارنے والوں میں سے ایک مور ۔ "

"آہ ..... میرے لئے دعا کیجئے اس میں کمد سکتا ہوں کد میرے لئے دعا کیجئے۔" بسرحال اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ بڑے شاہ میرے پاس آجاتا تھا۔ مجھ سے درخواست کرتا تھا کہ مجھے حاکم علی کما کریں پھراس نے ایک دن کما۔

"آپ کو معلوم ہے بابر علی صاحب کہ میرے یہ ساتھی میرے خلاف سرکھی کر رہے ہیں۔ یہ لوگ جھ سے تخلص نہیں ہیں۔ پت نہیں کیوں یہ لوگ میرے خلاف ہیں۔ اصل میں صرف انہیں یہ خوف ہے کہ کہیں میں کوئی بہت بری حیثیت نہ اختیار کر جاؤں۔ یہ یمال آئی ہوئی ساری دولت لوٹ لینا چاہتے ہیں۔"

وبسرحال بيد تمهارا كي نقصان نهيل كر عكيل ك- تم اطمينان ركهو-" مجرايك دن

اینے پورے ہوش وحواس میں تھا۔ اس کی علاقی لی تو بہت سی کر کئی جھے ملی۔ سونے کی چین اجرے کی اعموضیاں۔ یمی نمیں بلک اس کرے میں تجوری بھی تھی۔ میں نے سب کچھ بڑے اظمینان سے خالی کردیا۔ واقعی عقل آگئ تھی مجھے۔ چھپتا چھپا تا گھر واپس آیا۔ مال باپ اور بہنوں کو تیار مونے کے لئے کما اور پھريروي كى بيل گاڑى كھولى اور سب كو اس میں بھا کر چل پڑا۔ میں پانچ بج میں بہت دور نکل آیا تھا۔ یہاں سے ایک شری آبادی میں پہنچا اور پھر ریل میں بیٹھ کر میں نے وہ جگہ چھوڑ دی۔ مال 'باپ بہنوں کو کوئی خرسیں متی کہ یہ سب کیا ہورہا ہے۔ مگراب مجھے کوئی پریشانی بھی نمیں متی کیونکہ اپ ساتھ اتنی دولت لایا تھا کہ ساری مشکلیں آسان ہو گئیں۔ ایک گھر خریدا اور نام بدل کر رہے نگا۔ سب پرسکون تھے لیکن مجھے سکون نہیں تھا۔ میں نے اخبار میں اپنی تصویر دیکھی متى- يوليس جُلد جُلد جُع تلاش كررى تتى- بسرحال يد سارى باتين اين جُلد تهين- جع اس وقت تک این آپ کو محفوظ ر کھنا تھا جب تک بہنوں کی شادی نہ کردوں۔ بردی بمن كى شادى كردى اور باقى رقم باب كو دے كر كماك چھوٹى بردى موجائے تو اسے بھى رخصت كرديا جائ اور پروبال سے بحاك آيا۔ يس اين مال باپ كو اين آپ يس ملوث نيس كرنا جابتا تھا۔ ايك مفرور مجرم كے لئے كہيں جائے بناہ نسين تھی۔ زندگی بحرے لئے ميں ا كيلا ره كيا قفام چنانچه يس نے ايك كروه بنايا اور اس جلم كو منتب كيا۔ كھريمال پير بن كر بیٹے گیا۔ سمجھے یہ تھیل ہے میرا یہ زندگی ہے میری لیکن وقت مجھ سے گناہ پر گناہ کرائے جارہا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ اپ آپ کو چھیانا بھی ہے۔ دنیا سے بچنا بھی -- سيس جان ك مال باب كاكيا موا- سب كو چمو (كر بينما موا مول- يمال زندگي اس انداز میں گزار رہا ہوں۔ لیکن سکون او سکون شیں ہے۔ گناہ پر گناہ کتے جارہا ہوں۔ گناہ ير گناه كئے جارہا ہوں۔"

"تم واك كيون والح مو؟"

"دولت جمع کرنے کے لئے۔ جو لوگ جھ سے غربت کے لئے دعائیں کرانے آتے ہیں۔ بیس ان کی غربت دور کرتا ہوں لیکن ان امیروں کی تجوریوں کو خالی کرکے جن میں بیس مند پر رومال لیب کر ان کے مقصد دولت بھری ہوئی ہے۔ رات کی تاریخ میں مند پر رومال لیب کر ان کے دروازے پر جاتا ہوں پھر دہ انمی پییوں میں سے پھولوں کی چادریں چڑھانے آتے ہیں۔ کھی کے چراغ جلانے آتے ہیں۔" اس نے کما اور میں نے آبھیں بند کرلیں۔ بری جیب بات تھی۔ بہت دیر تک میں سوچتا رہا پھر میں نے کما۔

ذائن توازن متاثر ہو تا جارہا ہے۔"

"اس کی کمانی سننے کے بعد یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کا توازن واقعی خراب
ہوگیا ہے۔ " بسرحال ہم اس کے بارے میں بہت ویر تک باتیں کرتے رہے اور اس رات
بھی ہم باہر آگئے۔ پھرای جگہ اسے تلاش کیا گیا لیکن وہ کمیں نظرتہ آیا۔ تب مجھے اس
شیلے کا خیال آیا اور میں اس طرف چل پڑا۔ وہ وہاں بھی نہیں تھا۔ بسرحال ہم بروے
پریشان سے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ کوئی گڑ ہو ہونے والی ہے۔ اس سلسلے میں میں نے
علی سے بھی بات کی تھی۔

"ویہ بھی ہمیں یمال کافی دن گزر گئے ہیں۔ جگد بہت اچھی ہے اور تجی بات ہے کہ الی جگہوں پر زندگی کا پورا پورا لطف موجود ہے۔ آخر انسان اور کیا چاہتا ہے۔ لوگ یمال آتے ہیں اپنی اپنی داستانیں ساتے ہیں اور پھر ہم ان کے لئے کام کرتے ہیں۔ "علی فی جواب شیں دیا۔ آج لوگوں کے آنے کا دن تھا اور مزار کا دروازہ کھلنے والا تھا۔ ہم ایٹ کام میں معروف ہوگئے۔ سارا کام معمول کے مطابق ہوا۔ رات کے کوئی آٹھ ساڑھے آگئے ہی مور گئے ہوں کے کہ اچانگ رجیم خال بوجواس مارے پاس دوڑا چلا آیا۔ اس کی کیفیت خراب تھی۔ سینہ دھو گئی بنا ہوا تھا۔ چرہ سرخ ہور ہا تھا۔ منہ سے ہات نہیں کیا رہی تھی اس نے بڑے خوف زدہ انداز میں کیا۔

"باير بهائي- باير بهائي غضب بوكيا-"

«کیا ہوا خیریت؟"

"برت شاہ کو قبل کر دیا گیا۔ کی نے اس کے بدن کے نکڑے ککڑے کر دیے ہیں۔ اس کی بدن کے نکڑے کر دیے ہیں۔ اس کی لاش قبر پر پڑی ہوئی ہے۔ سرالگ کر دیا گیا۔ ہوئے ہیں۔ ساری قبر خون میں ڈوئی ہوئی ہے۔ وہ مار دیا گیا۔ اسے مار دیا گیا۔ برت شاہ کو مار دیا گیا۔ میں چراغ جلائے گیا تھا تو میں نے دیکھا۔" رحیم خال کی آواز رندھ گئے۔ میرا پورا بدن ساکت ہو گیا۔ علی بھی سکتے میں رہ گیا تھا۔ بشکل تمام ہمارے جسموں میں جنبش ہوئی۔ میں نے خلی کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ سے کہا۔

"آؤ على!" ہم نتیوں آہت قدموں سے باہر نکل آئے۔ پاؤں اِدھر کے اُدھر پڑ رہے تھے۔ خوف سے دل لرز رہا تھا۔ باہر کا ماحول اب بالکل سنسان ہوچکا تھا۔ باہر کے لوگ تو سرشام ہی چلے جاتے تھے۔ یہاں موجود لوگ بھی اپنی کمیں گاہوں میں تھس جاتے تھے۔ بہرطال کچھ سمجھ میں سمیں آرہا تھا۔ ہم آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے آخر کار مزار میں رات کو خاموثی سے باہر نکل آیا۔ اب یماں ہم پر کوئی پابندی نہیں بھی اور ہم جب بھی جانے کا کوئی ہوئے ہارا یماں سے کہیں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ کوئی تکلیف تو تھی نہیں یماں۔ آرام سے وقت گزر رہا تھا۔ میں تاروں کی چھاؤں میں دور دور تک کے پُرسکون ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ پھرایک ٹیلے پر میں نے کی چھاؤں میں دور دور تک کے پُرسکون ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ پھرایک ٹیلے پر میں نے کس کو بیٹے ہوئے دیکھا۔ وہ حاکم خان ہی تھا۔ نہ جانے کس سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں ہمدردانہ احساسات دل میں لئے اس کے پاس پہنچ گیا لیکن میرے قدموں کی چاپ من کر ہمدردانہ احساسات دل میں گئے۔ وہ ای طرح ساکت بمیٹارہا تھا۔

اندر المحلیا بات ہے حاکم خال کیا سوج رہے ہو؟" میں نے سوال کیا لیکن اس کے اندر کوئی ترکیک پیدانہ ہوئی۔ میں آہند آہند آگے بردها اور میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

والیا سوج رہے ہو حاکم خال! کین میرے بلکے سے وزن سے وہ ایک طرف کو گرے لگا اور ہیں بری طرح چونک پڑا۔ ہیں نے اسے سنجالا اور اس کی آنکھوں ہیں جوانکا۔ پھر میرے منہ سے بلکی می آواز نکل گئے۔ اس کی آنکھوں کی ساہ پتلیاں غائب شخیں۔ پوری آنکھوں کی ساہ پتلیاں غائب شخیں۔ پوری آنکھوں پر سفید ڈیلے بھائے ہوئے تھے۔ جھے پر کیلی طاری ہوگئی۔ ایک بحیب ساخوف بھے پر مسلط ہوگیا۔ بیں نے جلدی سے اس پر سے ہاتھ ہٹا گئے۔ وہ ٹیڑھا بھوکر بیشارہ کیا تھا۔ سمجھ بی نسیں آرہا تھا کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔ اس کے بعد بھی بیں نے ہوکر بیشارہ کیا تھا۔ سمجھ بیں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔ اس کے بعد بھی بیں نے زندگی موجود ہے۔ وہ نیرگی سے دور نہیں ہوا تھا۔ بی وہ پچھے اندازہ ہوگیا تھا۔ بی نے اندر زندگی موجود ہے۔ وہ پھوڑ دیا اور واپس اپنی جگہ آگیا۔ علی آرام کی نیند سو رہا تھا۔ بیں نے پچھ نہ کہا۔ پھر دوسرے دن بی نے اسے ایک فیلے پر کھڑے سوری خوا ہوں دن اس وقت شدید وھوپ پڑ بھوڑ دیا اور واپس اپنی جگہ وکی رہا تھا۔ علی میرے پاس بینچ گیا اور اس نے کہا۔

"ارے کیا ہو گیا کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔"

"كيول خريت؟"

" من سنے کی بار راتوں کو اے بھی کھڑے ہوئے پایا۔ بھی ساکت بیٹیا ہوتا ہے۔ دو تین دن پہلے کی بات ہے کہ میں رات کو باہر نکل آیا تو میں نے پچھ فاصلے پر اے میلے پر ساکت کھڑا ہوا پایا۔ پت نہیں کس کیفیت میں ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہاہے جیسے اس کا پرستور ہے ہوش تھا اور ہم اس کی تیار داری کر رہے تھے۔ بہت دیر کے بعد علی نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگا۔

"ميرا خيال ب بمين يمال ب فوراً نكل جانا جائي "

"كول على! آخركيا مشكل ب حميس؟"

"مشکل کچھ نہیں ہے۔ لیکن ۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن صوریب حال کافی خراب ہوتی جاری ہے۔ عقل ٹھکانے نہیں رہی ہے۔ واقعات اس قدر الجھے ہوئے اور پیچیدہ ہیں کہ کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔"

"بہت سے فیطے وقت کرتا ہے۔ اگر یہاں کوئی تکلیف ہے تو تہماری مرضی ورنہ تم ایک بار و کیھو اور سوچو۔ بوے شاہ کمہ رہا تھا کہ جب ہم یمال آئے ہیں۔ لوگوں کو خود بخود فائدے ہونے لگے ہیں۔ بوے شاہ کو اس پر پچھے نمیں کرتا پڑ رہا جو اے کرتا پڑتا تھا۔ علی اگر یمال لوگوں کو فائدے پہنچ رہے ہیں قو ہمارا کیا جاتا ہے؟"

"عرآفريرے شاه كو بواكيا ہے؟"

" بیہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ وہ بہت و تھی انسان تھا۔ جرا خیال ہے خود اس کی مشکلوں نے اسے تھیرلیا ہے۔"

"ہماس كے لئے كياكر كتے ہيں؟"

دو کیا کہا جاسکتا ہے!" میں نے پُر خیال انداز میں کہااور پھر خود پر خود کرنے لگا۔ واقعی میرا تو خیال بالکل مختلف تھا۔ میں تو خود دو سروں کے شانوں پر سفر کررہا تھا۔ ان لوگوں نے اگر مجھے کچھ دیا تھا تو کم از کم مجھے ان سے آشائی نہیں بھی۔ برے شاہ کا کہنا تھا کہ جب سے میں یہاں آیا ہوں اور میرے ذریعے لوگوں کو وہ الٹی سید ھی باتیں بتائی جارتی ہیں۔ تب سے لوگوں کو فاکدہ ہو رہا ہے۔ اب اپ آپ پر تو اس قدر غور نہیں کرنا چاہتا تھا کہ بات غرور کی عد تک پہنچ جائے۔ یہ تملہ بھی کسی اور ہی کا تھا۔ ہاں بس اس بات کا خواہش مند تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے میرا کام جاری رہے او میرکی وہ مشکلات دور ہوجائیں بن جن کے لئے بیس مرکر دال تھا اور جن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وقت اپنا فیصلہ خود کرے گا۔ ہرحال ہے سارہ سلسلہ چلنا رہا پھر تقریبا تین یا چار دان تک بڑے شاہ سے ماتوں کو کہ برحال ہے سارہ سلسلہ چلنا رہا پھر تقریبا تین یا چار دان تک بڑے شاہ سے ماتوں کو کہ برحال ہے ناوں وغیرہ پر تلاش کیا لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ رجیم خال ایک بار پھر پریشان سامیرے پاس آیا تھا۔ کشے لگا۔

کے دروازے سے اندر داخل ہوگئے۔ چراغ جل رہا تھا اور اس کی پیلی روشنی میں بڑے شاہ دیوار کی طرف رخ کئے دو زانو بیٹا ہوا تھا۔ اس کا بدن ساکت تھا اور ہمارے قد موں کی آہٹ پر بھی اس کے اندر کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ میں نے چران نگاہوں سے رحیم خال کو دیکھا۔ رحیم خال کی آئیسیں خوف اور جرت سے چڑھ گئی تھیں۔ وہ چکرا رہا تھا۔ بشکل تمام اس نے گرنے سے بچئے کے لئے دیوار کا سمارا لیا تھا اور پھر پھے کموں کے بعد اس نے ہمکا تہ ہوئے ہوں کہا۔

"فداکی قسم! میں نے جھوٹ نمیں بولا تھا۔ خداکی قسم! میں نے اپنی آ تکھوں سے
دیکھا تھا۔ میں اندھا نمیں ہوں۔ اے میرے مالک! خون ہی خون اس قبر پر خون ہی خون
بڑا ہوا تھا لیکن اس وقت دیکھیں گردن وہاں بڑی ہوئی تھی۔ ہاتھ وہاں اور پاؤں اوھر۔
قسم کھا رہا ہوں اپنے ماں باپ کی بڑے شاہ 'بڑے شاہ وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔۔ "رحیم خال
اپنی جگہ میٹھ گیا۔ شاید اس کے بیروں کی جان بھی نکل گئی تھی۔ میں نے چند قدم آگے
بڑھائے اور بڑے شاہ کے قریب بڑنے گیا۔

"حاكم خال تم تُعكِ ہو-" ميں بوے شاہ كے سامنے بينج كر بولا اور بحر ميرے منه ے ایک عجیب می آواز نکل گئے۔ میں اس کی آئیمیں دیکھ رہا تھا۔ وہ اس وقت ڈیلوں کے بغیر تھا۔ بوری آ مکھول پر سفیدی چھائی ہوئی تھی۔ اس قدر روشن اور تیز آ مکھیں کہ ان یر نگاہیں نہ جمائی جا عیں۔ یہ روشن اس کی آ تھوں سے باہر نکل رہی تھی اور میں اپنے ول مين بلكاسا خوف محسوس كرربا تقام بدى عيب بات تقى يه وي عيب بات تقى- اس نے نگامیں تھما کراس طرف دیکھا۔ رحیم خال اس کے بی چرے کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر اچانک ہی رحیم خال کے حلق سے ایک دہشت بحری آواز تھی اور وہ اچھل کر بھاگا لیکن منبرے ظرایا زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ ایک عجیب می ایچل عج گئی تھی۔ علی بھی کافی صد تک خوفردہ نظر آرہا قتا۔ میں نے کھ لیج سوچا اور پھر علی کو اشارہ کیا۔ ہم رجم خال کو افعائے ہوئے باہر آگئے تھے۔ رجیم خال کے بدن پر بے ہوش ہونے کے باوجود ایک کیلی می طاری متی- ہم اے این رہائش گاہ میں لے آئے۔ علی بھی بالکل خاموش قفا۔ رحیم خال کو لنا دیا گیا۔ پھر اچانک ہی رحیم خال کا بدن شدید تھنج کا شکار مو گیا۔ وہ بری طرح کانے رہا تھا۔ اے بت سے لباس او رُسائے گئے عالا لکہ اچھی خاصی گری تھی لیکن رحیم خال پر اس طرح کیکی پڑھی ہوئی تھی کہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ كياكيا جائے۔ پراے شدت كے ساتھ بخار ہوگيا۔ كچھ مجھ بين نبين آرہا تھا۔ رهيم خال

كاجواب كون وے كا؟"

"اگرتم مناسب سمجھو رحیم خال تو میں وہ جواب دے سکتا ہوں۔"

" نامناسب نبیں۔ میں آپ سے کی کمنا چاہتا تھا۔ آپ روسے لکھے لوگ ہو صاب۔ بیاز والی سرکار کی کمانی بردی مشکل سے سیٹ ہوئی ہے۔ اب اے حتم نہیں ہونا جائے۔ یا نہیں بوے شاہ کب واپس آجائیں۔"

"فھیک ہے تو تم بے فکر رہو۔" اور پھر میں نے واقعی وہی سلسلہ جاری کردیا' جواب بھی دیئے' متیج میں پڑھاوے بھی آئے۔ کوئی سولہ دن ہو گئے تھے بڑے شاہ کو غائب ہوئے اور اب میری تثویش آخری حد تک پہنچ چکی تھی۔ وہ ضرور کسی مشکل کا شكار ہوگيا تھا۔ ادھر رحيم خان اور باقي ساتھي بھي پريشان تھے۔ ڈاکوں كاسلىلہ تو تقريباً ختم ہو گیا ہو گا لیکن میں نے اس سلطے میں بھی رحیم خان پر یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ میں ساری تفصیل جانتا ہوں۔ بس اشاروں میں بیہ بات ہوئی تھی۔ اس دن بھی رجیم خال فکر مند میرے پاس آبیشا۔ پھروہی تمام باتیں ہونے لکیں۔ اجانک ہی میرے ذہن میں ایک بات آئی اور میں نے کہا۔

"الك بات بناؤ رخيم خان بيه شاه مراد كون ٢٠٠٠ رخيم خان في چونك كر مجھے ديكھا پھر پھیکی ی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"الله نے آپ کو برای عقل دی ہے واقعی بہت بری عقل دی ہے اللہ نے آپ کو۔ آج بی میں اس بارے میں کام کرکے آیا ہوں۔ مگر مجھے شاہ مراد کے ٹھکانے سے بھی کچھ يا نمين چل سكا-"

"شاہ مراد کے بارے میں مجھے بتاؤ۔"

"صاحب آپ يمال سے اس كبتى نميں كئے ناجس كا نام نور يور ہے۔ نور يور ج میں آتا ہے۔ ادھر ہم لوگوں نے اس ٹیرے پر اپنا ڈیرہ جما رکھا ہے اور آبادی کے اس طرف شاہ مراد کا ٹھکانہ ہے۔ شاہ مراد بھی اینے آپ کو درویش کہتا ہے۔ اس کے بھی بت ے عقیدت مند ہیں لیکن یہ بات ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جس طرح برے شاہ کا ٹھکانہ نعلی ہے ای طرح شاہ مراد کا بھی اور یہ بات دونوں بھی ایک دو سرے کے بارے میں جانے ہیں۔ ویے صاحب بچھلے کچھ عرصے سے خاص طور سے یمال پیاڑوں والى سركاركى حاضرى بره كئى ب- يه اس وفت ، مواجب س آب يمال آئ بي-یہ باتیں شاہ مراد کو بھی معلوم ہو رہی ہیں۔ وحمن تو بہت پہلے سے ہے مگر اب شاہ مراد کو "بابر صاحب بوے شاہ بالكل غائب ہے۔ يمال اس علاقے ميں جمال تك وہ جاسكا تھا ہم نے سے ویچھ لیا ہے۔ دو سرے بست سے لوگ بھی اسے تلاش کر رہے ہیں۔ ان کا كمنا ب كد بوك شاه في اين مال منصوب جو بنائ تقد اب دو مفة موك ان ميل ے کوئی بھی منصوب زیر عمل نہیں آیا۔"

ودمیں بھی اے تین چار دن سے نمیں دیکھ رہا رحیم خاں۔ کمال جاسکتا ہے وہ 'ویسے جمال تک میرے علم میں ب وہ دو سرے کام بھی کرتا تھا۔ اس نے خود مجھے بتایا تھا۔"

"الك بات بتاؤ- يمال اس جكه جن افراد كويس في ديكها ب وه تين جارى بي-زیادہ میں ہیں۔ برے شاہ جو دو سرے کام کرتا تھا کیا امنی تین جار لوگوں کے ساتھ کرتا

"بال بم في بت زياده تعداد شيس ركمي- بيرب شاه بي كاخيال تفاكه جلت زياده لوگ رازدار ہوتے ہیں' راز کے کھل جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس لئے زیادہ لوگوں کو

رازدار نہ بناؤ۔" "اس کا مطلب ہے کہ سمی ایسے کام سے بھی شیس نکلا ہوا وہ۔" "نبيس اگر ده فكا تفاتو جميل سارے پروگرام كا پا مو القال"

"ایک بات اور بناؤ" اس کی مال اور بمیس جمال رہتی ہیں وہ جگہ تہیں معلوم

" محص معلوم ب اور آب كو جرت موكى كه من وبان جاكر بهى ومكم چكا مول- اصل میں بڑے شاہ سے میرا بڑا گرا رابطہ رہتا تھا۔ میں نے جو بات کئی کہ میں ہر جگہ دیکھ آیا ہوں اے 'جمال اس کی موجود گی کے امکانات مل کتے تھے لیکن وہ موجود نہیں ہے۔" "تعجب كى بات ب-" مين في كما-

"لقين كريس بت طويل عرص كے بعد اليا ہوا ب كه وہ جمال ب وہ جگه مجھ ميں معلوم۔ جب سے اس نے مجھ پر بحروب كيا قلد مجھے اپنے ہر عمل كے بارے ميں "-4 17,517

"مول- پھراتو واقعی پریشانی کی بات ہے۔ میں خود بھی اسے علاش کر رہا ہوں اور علی بھی۔"کوئی دو دن مزید گزر گئے۔ تیسرے دن رجیم خال پھر میرے پاس آگیا۔ کہنے لگا۔ "آج ان لوگوں کے آنے کا دن ہے۔ ایک بات بتائے اب اسیں ان کی خواہشوں

فکر بھی ہوگئ ہے کہ کوئی اس کا صحیح مدمقابل بھی ہے۔ بسرحال میں نے وہاں بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن بڑے شاہ کا ادھر بھی کوئی بتا نہ چل سکا۔" رحیم شاہ خاموش ہوگیا تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھراس نے کہا۔

"اور اب جو پکھ ہو رہا ہے صاحب وہ تو پہلے ہے بھی کمیں زیادہ ہے۔ لوگوں کی زبانی میں نے بید بات کی ہے کہ اچانک ہی پہاڑوں والی سرکار سے لوگوں کو زیادہ فیض حاصل ہونے لگا ہے۔ صاحب ایک بات کموں آپ ہے۔ دنیا اچھائی اور برائی کے بارے میں بہت کم سوچی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے صاحب کہ یہ جگہ سنجھالے رکھیں۔ لوگوں کو آپ سے فائدہ بھی پہنچ رہا ہے۔ دونوں کام ہو رہے ہیں۔ " میں نے ضاموشی اختیار کی تھی۔ ای رات اس موضوع پر میری علی سے بات چیت ہوئی تو علی کئے

"دیکھیں تھوڑا سامسکہ ذرا مختلف ہے۔ جو بات رحیم خان نے کی وہ تو تھیک ہے۔ فائدہ ہو رہا ہے لوگوں کو اور اب تو یہ بات ہمیں براہ راست معلوم ہوتی جارہی ہے۔ جہاں تک بڑے شاہ کی گمشدگی کا معالمہ ہے بات بالکل سمجھ میں نہیں آری۔ ایسا کرتے ہیں اس کا انظار کر لیتے ہیں۔ پہلے عرصے چلاتے رہیں گام۔ وہ آجائے اپنا یہ منصب سنبھال لے۔ بس اس کے بعد ہم یمال سے رخصت ہوجائیں گے۔ ویسے یمال دل تو لگتا ہے۔ معیبت بجرے لوگ آتے ہیں۔ اپنی اپنی دکھ کی کمانیاں سناتے ہیں ہرچند کہ طریقتہ کار غلط ہے لیکن پھر بھی پچھ ہو تو تسی۔ "میں نے علی کی بات سے انقاق کیا تھا۔ وقت گزر تا رہا۔ اب سارے مسئلے جمھے خود دیکھنے پڑتے سے اور اس سلطے میں جو پچھ بھی ہوتا تھا۔ اپنا مسللہ طور پر کام کرنا پڑتا تھا۔ یہ سلملہ مزید پچھ عرصے جاری رہا اور پھرایک دن ایک نیا مسللہ میں۔ مسئلے آیا۔ رحیم خان ایک شخص کو لے کر میرے پاس آیا۔ بھاری بدن کا آدی تھا اور بردی بجیب سی کیفیت میں ختا تھا۔ اس کی یوی دماغی مریضہ تھی۔ باپ کے ساتھ آیا تھا اور بردی بھرا سی کیفیت میں جتا تھا۔ رحیم خان نے کہا۔

"صاحب ان كا نام بابو برى داس ہے۔ برى مشكل كا شكار بيں بے چارے۔ سب بوى بات يہ ہے كہ يہ يمال رہ كر اپنى يوى كا علاج كرانا چاہتے ہيں۔ اپنے باپ اور يوى كے ساتھ آئے ہيں۔ سوال يہ پيدا ہو تا ہے كہ كيا ہم يمال ان كے لئے قيام كا انتظام كريں۔ كيونكہ ہمارے بال يہ رداج تو نہيں ہے۔"

"ي تو بعد يس معلوم مو گاكه ان كا مئله كياب ليكن رجيم خان تم يه جائے موك

پیال جس مقصد کے لئے لوگوں کو رہنے ہے منع کیا جاتا تھا وہ تو ختم ہو چکا ہے۔ دیکھتے ہیں گیا مسئلہ ہے اس ہے چارے کا۔ ہوسکتا ہے واقعی ضرورت مند ہو۔" بابو ہری داس کو پیال رہنے کے لئے جگد دے وی گئی۔ چو نکہ ان کے لئے رحیم خان نے خاص طور سے مفارش کی تھی چنانچہ وہ میرے پاس آگئے۔ انہوں نے میرے پاؤں چھوتے ہوئے کہا۔ سفارش کی تھی چنانچہ وہ میرے پاس آگئے۔ انہوں نے میرے پاؤں چھوتے ہوئے کہا۔ "با صاحب بھوان کے نام پر میری مشکل دور کردیں۔ اب تو جیون اتنا کھن ہوگیا ہے میرے لئے کہ موت کے علاوہ اور کوئی راستہ نمیں رہ گیا ہے۔ بھوان آپ کا بھلا کریں گے۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ بہاڑوں والی سرکار نہ ہنرو دیکھتی ہے نہ مسلمان۔ میں کریں گے۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ بہاڑوں والی سرکار نہ ہنرو دیکھتی ہے نہ مسلمان۔ میں بھی ذات کا برہمن ہوں لیکن اس وقت جتنا پریشان ہوکر آپ کے پاس آیا ہوں بیان نہیں

کرسکتا۔ میرے گناہ میرے سامنے آئے ہیں۔ میں بے بی کی انتا کو پہنچ چکا ہوں۔ کچھ میں نسیس آتا کہ کیا ہوں۔ پچھ میں نسیس آتا کہ کیا کروں کیا نہ کردں۔ ہمارا ہیون نشیس میں آتا کہ کیا کروں کیا نے بیا صاحب۔ نہ جانے کہاں کہاں سے میں اپنی یوی کا علاج کرا چکا ہوں گر کوئی فائدہ نسیس موتا۔ اب آپ کے چرنوں میں آیا ہوں۔ میری مشکل دور کردو۔ بھگوان آپ کو سنسار کا

ہو یا۔ آپ آپ نے پر یوں یں آیا ہوں۔ میری میں دور ردو۔ ، وال آپ ر سار مارا سکھ دیں۔ آپ کے بیاں سے نہیں جاؤں گا

جب تک میری مشکل دور تغیم موجائے گی۔ بھگوان کی سوگند میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر یمال مجھے رکنے کی جگہ تغیم طے گی تو اس بہاڑی سے کود کر جان دے دول گا پنی اور

اینی بیوی سمیت-"

یں نے ہری داس کو دیکھا۔ سیدھی سادھی شکل دالا ایک آدی تھا۔ بسرطال وہ وہال کے تھوڑے فاصلے پر قیام کے لئے پہنچ گیا۔ اس اطاطے میں رہنے کے لئے اس جگہ دے دی گئی تھی اور اس پر پیجے لوگوں نے ناک منہ چڑھائے تھے لیکن رجیم خان نے انہیں یہ کمہ کر خاموش کردیا کہ بابا صاحب نے اجازت دے دی ہے۔ بسرطال بہت زیادہ اعتراضات بھی شیس کے گئے تھے۔ بابو ہری داس کا باپ بو ڑھا تھا اور یوی پاگل۔ بسرطال ایک درخت کے نیچے اس کا شمالتہ بنا دیا گیا اور اسے کھانے پینے کی تمام اشیاء اس طرح ایک درخت کے نیچے اس کا شمالتہ بنا دیا گیا اور اسے کھانے پائے۔ بھابی ترکاری کھانے فراہم کردی گئیں کہ وہ اپنے دین دھرم کے مطابق کھائے پائے۔ بھابی ترکاری کھانے والے بید لوگ بے چارے کی پر بار شیس بن کتے تھے۔ بسرطال رات کے کھانے کے بعد والے بید لوگ بے چارے کی پر بار شیس بن کتے تھے۔ بسرطال رات کے کھانے کے بعد والے بید لوگ بے چارے کی پر بار شیس بن کتے تھے۔ بسرطال رات کے کھانے کے بعد والے دم مجھے بابو ہری داس یاد آگے اور میں ان کی جانب بردھ گیا۔ ہم قریب پنچے تو بابو ہری داس نے ہمیں دیکھ لیا۔ جادی سے اشھ کر کھڑے ہوگئے اور دوئوں ہاتھ جو ٹر کر داس نے ہمیں دیکھ لیا۔ جادی سے اشھ کر کھڑے ہوگئے اور دوئوں ہاتھ جو ٹر کر داس نے ہمیں دیکھ لیا۔ جادی سے اشھ کر کھڑے ہوگئے اور دوئوں ہاتھ جو ٹر کر داس نے ہمیں دیکھ لیا۔ جادی سے اشھ کر کھڑے ہوگئے اور دوئوں ہاتھ جو ٹر کر

معیبتیں مول نے کر جائے گا یہاں ہے اساری دنیائے سامنے تونے جھوٹ بول کر گزارا کر لیا اب یہاں بھی اگر تونے جھوٹ بولا تو لئیا ہی ڈوب جائے گی تیری سسرے ........... میں نے چونک کر اس طرف نگامیں دوڑا کمیں۔ یہ ہری داس کا باپ تھا۔ میں نے ہری داس کی طرف دیکھا تو وہ بولا۔

" پتا جی محیک کمہ رہے ہیں ' ہم نے گناہ کیا ہے ' بڑے گنگار ہیں مہاراج ہم۔" "بہرحال گناہ تو انسان ہی کر تا ہے ' کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے جیسے انسانوں کو نقصان شیں پنتیاتے ' ایسے گناہ بھی بھی معاف بھی ہوجاتے ہیں۔"

"میں کیا کموں بھکونت میرا گناہ تو بت ہی گندہ اور کھناؤنا ہے او کیے بناؤں جہیں ، بس سمجھ لوسنسار کی بہت بری برائی کی ہے میں نے میں نے ان لوگوں کو محکرا دیا جنہوں نے جھ سے سچا ریم کیا تھا اور جھوٹے پریم جال میں بھٹس گیا۔ ایک جھوٹے پریم جال میں کھش کر میں نے ..... آہ میں کیا بتاؤں میری مانا جی تو بجین بی می مرتق تھیں' یا بی مجھے میرے ماتا بی کے کروالوں ے دور لے آئے..... بہت عرصے کے بعد محصے اپنے ماتا تی کے خاندان کا پت چلاتو میں ان سے ملا محب کرنے والی بوڑھی تانی ' مالم اور مانا جي كي بهن نے بھے سينے سے لكا ليا أن لوكوں نے بجھے ابني اولاد كي طرح جابا كما جی نے مجھے بیٹوں بی کی طرح سمجھا کانی نے اپنی اولاد کی نشانی سمجھ کر اپنی چھاتی کھول دی- اتا پار دیا مجھے ان سب نے کہ میری سمجھ میں نمیں آتا تھا کہ اس سنسار میں کوئی كسى كواتنا باركرسكتاب وه سارك لوك مجھ ابنا مجھنے رب مجھے برهايا لكھايا انهول نے پھر انہوں نے میری شادی کر دی اور میری پٹی نے مجھے زندگی کے نے دورے روشناس کرایا اور آست آست میں ان بیار کرنے والوں سے دور ہوگیا۔ میں نے اسیس نظر انداز كرنا شروع كرويا اور ان كاساراكيا وحرا بحول كيا- يس في الك ربنا شروع كرويا تفا وہ لوگ جو میرے عادی ہو گئے تھے برے دمجی ہوئے لیکن بس انسان جب اندھا ہو تا ہے تو سب سے پہلے میں سب کھ کرتا ہے ، مجھ پر میری دھرم بننی حاوی آگئ مھی اپنی وھرم بنی اور اس کے بربوار کو میں نے اپنا مجھ لیا تھا اور وہ جو میری مال کی نشانی تھے 'مجھ سے وور ہوتے چلے گئے تھے ' بڑے وکی ہوئے تھے وہ ..... بڑے بی ذکھی ہوئے تھے ' آہ ائی برائیوں کے بارے میں کیا کیا بناؤں ان اس سنسارے می تو میں غیروں کی طرح اس ك كرياكرم مين شريك موا اور قدرت كو مجه ير غصه أكيا باق توب تحيك تفاك تفاكر بھگوان نے مجھے اولاد سے محروم رکھا' اولاد سے محروی میرے اور میری بیوی کے لئے

"شیں بری داس تی یہ سب کھے براہ کرم مت کیا کریں آپ۔ معافی جاہتا ہوں دین دحرم کا معاملہ ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو انسان کے سامنے جھکنے کی اجازت شیس ہے۔ آپ اس کے بعد اس چیز کا خیال رکھیں۔"

"خیال رکھوں گا۔ بھونت خیال رکھوں گا۔ بس بروا بے بس بوں ول میں بروی مختن ہے اور دل چاہتا ہے کہ کوئی میری یہ مشکل حل کردے۔"

"تم جے بھاوان کتے ہو ہم اے اللہ کتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ہماری تمام مشکلوں کا حل ہمارے پاس موجود ہے ، ہم تو صرف دعائیں ہی کر کتے ہیں ایک دو سرے کے لئے ، تم لوگ اگر یہ سجھتے ہو کہ میری زبان سے نکلی ہوئی دعا تہمارے لئے کار آمد ہو عتی ہے تو میں اس وقت تہمارے لئے دعا کر تا ہوں کہ تمماری مشکل حل ہوجائے۔ گر تمماری مشکل حل ہوجائے۔ گر تمماری مشکل ہے کیا میرا خیال ہے بچھے بتانے کے بجائے تم اس جگہ یہ مشکل بتاؤ جمال سے تمہیں اس کا حل دریافت ہو سکے۔ "

' دہمگونت! بڑی دھوم سی ہے' میں سا ہے کہ اس پیاڑوں والی سرکار میں پہنچ کر منش کو اس کے من کی شائق مل جاتی ہے۔ بھونت مجھے میرے من کی شائق چاہئے۔'' ''کل جعرات ہے'تم مزار پر جاتا اور اپنے من کی کمانی وہاں سا دیتا۔'' ''میری کمانی چھوٹی تو نہیں ہے مہاراج' میں کیے اتن جلدی سا سکوں گا۔'' ''بس ہو تا تو ایسا ہے۔''

"آپ ایما کول نہ کریں بابا صاحب کہ خود اس سے اس کے دل کی داستان من لیں اس کے دل کی داستان من لیں اس کے بعد تو دعائیں ہی ہوتی ہیں۔" رحیم خال نے کہا۔ "ظاہر ہے یہ سارے معاملات ایک مخصوص سٹم کے تحت چلتے تھے۔ سٹم تو ہر حالت میں ضروری ہوتا ہے ورنہ لوگ بری بری حقیقوں کو نظرانداز کردیتے ہیں۔ بسرحال اب آپ دیکھ لیجئے جسے بھی آپ مناسب سمجھیں۔" رحیم خال کے ان الفاظ پر میں پُرخیال انداز میں گردن بالے نگا اور پھرمیں نے بابو ہری داس سے کہا۔

" فیک ب بری داس کیا مئلہ ہے۔ تم مجھے بناؤ۔"

"دیکھ ایک بات میں تجھے بتائے دیتا ہوں ' یماں پہاڑوں والی سرکار سے تو اپنی بیوی کا سکھ اور اپنے دل کا سکھ تلاش کرنے آیا ہوں ' پالی اگر یماں بھی توتے اپنی زبان سے جھوٹ بولا اور بیوی کے فریب میں آگیا تو تیرا جو حشر ہوگا تو نمیں جانتا اور ار تا قفا' اس نے خوفزدہ نگاہوں ہے جھے دیکھا۔ پھرایک دم اپنے آپ کو سنبھال کر بولی۔ ''کیابات ہے؟''

یو ہے ہے۔ "تو بظاہر تو بیار نہیں لگتی لیکن رنگ پیلا پڑ گیا ہے چرہ اتر گیا ہے۔ بات کیا ہے۔ ""

" نہیں ..... ہری داس جی کوئی بات نہیں ہے۔" " مجھ سے چھیا رہی ہے۔"

"كولى بات مو تو بتاؤن-"

"كوكى بات ب ضرور ....."

"وه ..... میں بات ..... بات ..... کیا کموں اگر بتاؤں گی تو آپ یقین نہیں ....

سریں ۔۔۔ وکوشش کروں گا یقین کرنے کی 'بات کیا ہے مجھے بتا تو سمی۔ " وہ کسی سوچ میں وب گئ کانی دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔

"آپ سے ہتائے آپ نے کوئی خاص بات محسوس کی ہے؟" "کس کے سلسلے میں..........؟"

"سندر کے بارے میں سندر کے بارے میں بھی آپ کو پھھ خاص بات پہنا چلی ہے' آپ یہ بتائے آپ نے بھی غور سے سندر کو دیکھا ہے' کوئی ایسی بات محسوس کی ہے آپ نے جو دوسرے بچوں اور سندر میں الگ الگ ہو .......... میں غور کرتا رہا' جھ سے پہلے وہ خود بول پڑی۔

" " نضے بچے ما تا پتا پر جان دیتے ہیں ' وہ مال کی چھاتی سے چٹ کر سکون پاتے ہیں ' مال کی گود میں ہی انہیں آرام ملتا ہے ' اور وہ روتے روتے چپ ہوجاتے ہیں لیکن سندر'

"بان بان آگے بول....."

"بات آج کی نمیں ہے، تین سال کا ہوگیا ہے پر بھگوان کی سوگند وہ میرے سینے سے بھی نمیں چہنا۔ مجھ سے گھراتا ہے وہ ...... غور کرتی ہوں تو بیہ پورے تین سال میری آ تھوں میں گھوم جاتے ہیں، جھولے میں وہ بیشہ پُرسکون رہتا تھا۔ میں گور میں لیتی تو روئے لگتا تھا اور خاموش نہیں ہوتا تھا۔ ایسے تاثرات ہوتے تھے اس کے چرے پر کہ میں بتا نہیں سکتی، چھوٹا سا بچہ ہے، مگر میں نے جب بھی اس کی آ تھوں میں جھالکا، مجھے

بوے دکھ کا باعث متی۔ ہم لوگوں سے علاج کرانا شرق ع کر دیئے۔ ہر طرح کے جتن ہوئے مگر ہمارے بال اولاد شیس ہوئی۔

پیم جمیں در گا داس طا۔ در گا داس ایک پنڈت تھا۔ بری ہی گندی فطرت کا مالک ا گندے علم كرك وہ سنسار ميں رہنے والول كے لئے معيبت كا باعث بنا ہوا تقال ميرى وحرم پتنی نے ان سے رابطہ قائم کر لیا اور درگار داس نے میری دهرم پتنی پر ہاتھ صاف كرنا شروع كرديا- بهت بدى رقم لينے كے بعد در كاداس نے ایك رات ميرى دهرم بنى كو بتایا کہ اولاد حاصل کرنے کے لئے اے ایک انسان کی جینٹ دینی ہوگ۔ ایک بچہ در کار ہوگا ہے قتل کرے اس پر کالاعلم کرنا ہوگا۔ اس کے لئے اگر وہ کام کرعتی ہے تو تھیک ہے ورن اس کے بال اولاد شیں ہوگ۔عورت ذات سری درگا داس کے بمکادے میں آگئ در گاداس بن نے اے بچے کو حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا اور کما کہ ایے بہت سے جرائم پیشہ لوگ موجود ہیں جو مناسب معاوضہ لے کر بچوں کو اغوا کرتے ہیں ایے کی آدی کو اللاش كرك بيد اغوا كرايا جاسكان ونانجد اس كندے علم والے في ايك آدى كاپت بتايا اور ایک وحثی در ندہ سے کام کرنے پر آمادہ ہوگیا میری بیوی نے بھاری معادضہ ادا کر دیا اور پھر ایک معصوم سا بچہ اغواء موگیا ، مجھے ان ساری باتوں کا کوئی صحیح علم نیس تھا۔ یہ سرى كميني كيا كمول اس كے لئے كوئى بد دعا كرتے ہوئے بھى دل درتا ہے اس كالے جادوگر کے کہنے پر کام کرتی رہی ..... پچہ اغواء کرکے جادوگر کے پاس پہنچا دیا گیا اور پچھ عرصے کے بعد اس نے اسے انسانی گوشت کے کچھ مکڑے دے کر کماانیس مٹی کی ہاتدی پر چڑھا کر چو لیے پر پکاتی رہے اور جب سے باعدی میں راکھ کی شکل اختیار کر جائیں تو اس راکھ کو ایک مخصوص طریقے سے استعال کرے میری دھرم پنی اس کی ہدایت پر عمل كرتى رى اور پر بم ايك بينے كے مال باپ بن گئے۔ امارى خوشيوں كا محكانہ سيس تھا۔ يج كى خوشى بين ہم ديوانے ہوگئے تھے۔ اس كى صورت ديكھ كرجيتے تھے يمال تك كدوو تين سال كو ہوگيا ، مجھے تو اس بارے ميں كچھ بھى شيس معلوم تھا ليكن نه جانے كيوں ميرى دهرم پتنی اب خوفزدہ می رہنے لگی تھی' اس کے چرے کا رنگ پیلا پڑنے لگا تھا' کہی مجمی وہ راتوں کو جاگ جاتی تھی اور سم سم کر نے سے لیٹ جاتی تھی۔ اکثر وہ خوف بحری نظروں سے بچے کو دیکھنے لگتی تھی، میں نے کتنی باریہ بات محسوس کی اور ایک دن اس ے يوچھ بيضا۔

"پاردتی! تو کھ جیب سی شیں ہوتی جارہی ہے۔" میں پیارے اے پاروتی ہی کما

"يہ كون نگى ہے؟"

"مارے بروی میں جیون لعل جی ان کی بٹی ہے۔"

"رام چرن مارے گھر میں تھا چاچاتی اگر آپ کو تو ہم اے ساتھ لے جائیں ا رات کو پنچادیں گے۔" لڑک نے کہا۔

ووكون رام يرن؟ ميرے دوست في حرت سے بوچھا۔

"بيد اور كون؟" لزكى جرت س بولى-

"يرام چرن كمال سے موكيارى-اس كانام تو سدر بي اگل-"

"سندر نہیں۔ یہ تو رام چرن..... اچھا چھوڑیں ساتھ لے جائیں اے ' رات کو

پنچادیں گے۔"

"دنسين ........ يجد ب إدهر أدهر موكيا تو جم كمان تلاش كرتے بحرين ك- شادى

والأكرب-"

۔ '' شیں ری پھر آجائے گااب اُو جا' جاشاباش۔ یہ مهمان ہے۔ یمال کے رائے شیں جانتا۔ اے بہیں رہنے دے۔'' "اوباؤل! عجب پاگل عورت ہے تو ........ارے یہ کوئی عقل کی بات ہے۔"
"لیقین کرو ہری داس تم شیں سمجھ کتے" تم میری کیفیت نہیں سمجھ کتے" رات کو وہ
میرے پاس سوتا ہے، گر مجال ہے بھی مجھ سے لیٹ جائے میں اے لیٹاتی موں تو روئے
لگتا ہے، مجھ سے دور ہٹ جاتا ہے، ایک رات میری آ کھ کھل گئی تو میں نے اے محبت
سے دیکھا گر ......... گر .........

"ہاں بول مگر مگر ........."
"جاگ رہا تھا وہ ........... مجھے دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں نفرت کی چٹگاریاں
سلگ رہی تھیں' بھگوان کی سوگند ایسا غصہ تھا اس کی آنکھوں میں کہ میں بتا نمیں سکتی
تہیں' میں نے اسے آواز دی تو اس نے کروٹ بدل کی اور اب اکثر ایسا ہو تا ہے میں
راتوں کو اش سے ڈر جاتی ہوں۔"

"اس كامطلب بي تيرا دماغ خراب بوگيا بي ال بوكرا ين ي كي بارك يس اس طرح سوچ رى بي ياگل كيس كيد"

"میں کیا کروں' انا شمجھاتی ہوں خود کو مگرنہ جانے کیوں یہ سب پچھ دماغ میں آتا رہتا ہے' آپ خود دیکھتے ہیں وہ سب سے بولتا ہے سب سے باتیں کرتا ہے' پر ہم دونوں سے کتا کم بولتا ہے وہ۔"

"ادہ بھاگوان! اس پاگل پن کے خیال کو من سے نکال دے۔ اب اتنے سے کے بعد تیری مراد پوری ہوئی ہے تو تونے اس متم کی کمانیاں شروع کردیں۔"

وہ خاموش ہوگئی مگر بھگونت ..... کیا بتاؤں آپ کو انسان کے من میں برے چور چور چھے ہوتے ہیں۔ وہ بڑا کیا ہو تا ہے کچھ نہیں سمجھ میں آتا اس کی کوئی بات من میں بیٹ جائے تو سارا سنسار اے اپنے خیال کے مطابق نظر آنے لگتا ہے 'پاروتی نے یہ باتیں کی تو تھیں گراب میرے دماغ میں اس کی باتیں اکثر آجاتی تھیں۔ میں نے بھی سندر پر غور کرنا شروع کردیا تھا اور تھوڑے دن کے بعد مجھے اندازہ ہوگیا کہ میری دھرم پتی بچ کہتی

"رام..... میرا مطلب ہے....." وہ فخص کچھ کہتے کہتے رک گیا اور میرا ااست چونک کراے دیکھنے لگا۔ تب وہ جلدی سے بولا۔

''کہاں ہاں۔ اندر ہی ہے۔ کھیل رہا ہے۔ بلا کرلاؤں اے؟ کس کا بچہ ہے وہ؟'' ''میرا بھتیجا ہے۔'' میرے دوست نے کہا۔

"الله المح مين الدازه موگيا كه وه بحى سدر كو رام چرن كيت كت رك كيا تفاد چا كياد مجھے الله الله الله الله الله وه بحى سدر كو رام چرن كيت كت رك كيا تفاد پنة نهيں الدازه موگيا كه وه بحى سدر كو رام چرن كيت كت رك كيا تفاد پنة نهيں آرى تقى۔ ليول وه لوگ اے رام چرن كانام دينا چاہتے تھے۔ كوئى بات سجھ ميں نهيں آرى تقى۔ لوئى تين گر چھوڑ كر ايك بوسيده سے گر مين داخل موگيا اور كچھ بى لمحوں كے بعد وه سدر كے ساتھ باہر آگيا۔ اس كے پيچھے بى لڑكى اور ايك عورت بحى تقى۔ ميلى كھيلى ساڑھى ميں ملبوس بال بكھرے موت چرے پر وحشت ارتك بيلا پرا موا۔ ميں نے آگے ساڑھى ميں ملبوس بال بكھرے موت چرے پر وحشت ارتك بيلا پرا موا۔ ميں نے آگے ساڑھى ميں ملبوس بال بكھرے موت چرے پر وحشت ارتك بيلا پرا موا۔ ميں نے آگے بول كر سدر كا بازو بكر ليا۔

'' کیا کر رہے ہو یماں کس سے پوچھ کریماں آئے تھے؟ قبیح سے غائب ہو۔'' سند ر نے ایک نگاہ مجھ پر ڈالی۔ وہی نفرت بحرا انداز تھا۔ اس نے منہ سے پچھ تنمیں کما۔ میں نے اسے تھپٹرنگایا اور اسے ساتھ لئے آگے بڑھا تو وہ دیوانی سی عورت بھی ہمارے پیچھے چل بڑی۔ میرے دوست کے دوست نے اس کا بازو پکڑ لیا اور بولا۔

 "مادے رائے آتے ہیں مجھے۔" سندر کی آواز پہلی بار ابھری اور میں چونک کر اے دیکھنے لگاس کے چرے پر شدید غصے کے آثار تھے۔ "جنیں بیٹا ضد نہیں کرتے..... جاؤ بیٹی..... پھر آجائے گایہ تممارے پاس۔" میں نے کہا۔

"جانے دیے نااسے چاچا تی ....... آپ کی مرضی ہے رام چرن پھر آنا۔" بیس نے سندر کو دیکھا وہ غصے سے بل کھا رہا تھا پھروہ پاؤں پٹکتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ تو میں نے حرت سے کہا۔

"اس بگی کو کوئی غلط انہی ہوئی ہے شاید ارام چرن کمہ رہی تھی وہ سندر کو سسست" میرے دوست نے بات ٹال دی۔ اے کیا پتہ 'کین سندر جس طرح اندر کیا تھا 'مجھے اندازہ ہوا تھا کہ وہ اس لڑکی کے ساتھ جانا جاہتا ہے۔

پھراس نے رات کو بھی کی ہے بات نہیں کی ...... دو سرے دن شادی تھی۔
میں بھی اپنے دوست کے ساتھ شادی کے ہنگاموں میں مصروف تھا۔ بارات آنے دالی تھی اشام چار بج کے قریب میری دھرم پتی باہر آئی اس نے کہا۔
"سندر نے کھانا نہیں کھایا" صبح ہے غائب ہے پہتے نہیں کیاں ہے وہ۔"
"مبح ہے۔" میں تجب ہے بولا۔ جھے ایک دم اندازہ ہوا کہ صبح ہے میں نے بھی سندر کو نہیں دیکھا ہے۔ میں نے وحشت زدہ انداز میں کہا۔

"كىال جاسكتا ہے وہ۔ ديكھتا ہوں میں۔" اور اس كے بعد میں دوڑا اپنے دوست كے پاس پنچا۔ اسے میں نے صورتِ حال بتائي تو فوراً ہي وہ متوجہ ہوگيا۔

"تم چنا مت کرو بھیا جی! سب جانے ہیں کہ شادی میں ہمارے ہاں معمان آئے ہوئے ہیں۔ ہوئے ہیں۔ جو بھی اے دیکھے گا وہ اے یمال پنچا دے گا۔ آؤ...... اے تلاش کرتے ہیں۔ اوہو ایک منٹ۔" اس نے کما اور پھر وہ اپنچ بڑوی کے گھر پنچا۔ یہ ایک وسیع وعریض علاقہ تھا۔ بڑا سا میدان چ میں بھرا ہوا تھا اور دو سرے مرے پر گھر نظر آرب شے۔ ایک گھرے سامنے پہنچ کر میرے دوست نے دروازے کی زنچر بجائی تو ایک مخض باہر نکل آیا۔

"کیابات ہے بھیا جی! سب ٹھیک ہے ناکوئی ضرورت ہے ہماری؟" "بس تیار ہوجائیں بارات آنے والی ہے۔ اوہ ہاں کوئی بچہ تو نہیں آیا تھانیماں؟ کل بھی وہ تمہاری بٹی کے ساتھ تھا۔" ا نے کے ناتے ان دونوں نے ساتھ ساتھ جیون شروع کیا۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے الی بھر کرنے گئے گھرایک دن ایسا ہوا کہ بھیری کھیتوں پر گام کر رہی تھی کہ رام چرن الب ہوگیا اور پھر بھیا دہ نہیں ملا۔ بھیری بچاری پاگل ہوگی اپ بیٹے کے غم میں پولیس الب بھی رہٹ درج کرائی گئی تھی۔ سارے گاؤں نے اسے جگہ جگہ تلاش کیا تھا۔ پر رام پرن کہیں نہیں ملا اور پھر تو سے ہی بیت گیا۔ اب تو اس کے بارے میں سوچتے بھی نہیں الس کے بارے میں سوچتے بھی نہیں کے اور رام چرن کہتی دوڑی تھی۔ گر کمال رام چرن الم چرن کہتی دوڑی تھی۔ گر کمال رام چرن الم چرن کہتی دوڑی تھی۔ گر کمال رام چرن الم چرن کہتی دوڑی تھی۔ گر کمال رام چرن ہو تا تو بات بھی پرائی ہوگئی اور تہمارا بیٹا تو بات بی چھوٹا ہے ' جبکہ اگر رام چرن ہو تا تو اب تک پندرہ سولہ سال کا ہوگیا ہو تا۔ بھواان جانے کون لے گیا اے کمال کی جوٹا ہو تا۔ بھواان جانے کون لے گیا اے کمال کی سے بیا گیا۔ یہ بھیا تہمارے بیٹے کو رام چرن کھنے کی کمائی ہے اور یہ ہے بچاری بھیری پاگل کی سے اس کا ہوگیا ہو تا۔ بھیا تہمارے بیٹے کو رام چرن کھنے کی کمائی ہے اور یہ ہے بچاری بھیری پاگل کی سے اس کا ہوگیا ہو تا۔ بھیا تہمارے بیٹے کو رام چرن کھنے کی کمائی ہے اور یہ ہے بچاری بھیری پاگل کی سے اس کا ہوگیا ہو تا۔ بھیا تہمارے بیٹے کی کمائی ہے اور یہ ہے بچاری بھیری پاگل کی سے اس کا دور سے بھیا تہمارے بیٹے کو رام چرن کھنے کی کمائی ہے اور یہ ہے بچاری بھیری پاگل کی سے اور یہ ہے بچاری بھیری پاگل کی سے اس کا دور سے بھیری پاگل کی سے دور کی کھیری پاگل کی سے دور کی سے بھیری پاگل کی سے بھیری بھیری

میرے رو تکنے کوئے ہوگئے تھے۔ ایک انو کھا خوف میرے رگ و بے میں جا بیشا الله بارات کے بنگامے جاری تھے لیکن میرا بدن محملات مسلام لیسنے چھوڑ رہا تھا۔ پانچ چھ سال چملے رام چرن غائب موا تھا اور پائج چھ سال پملے ہی جھے یہ معلوم موا تھا کہ اس سادھونے ہم سے ایک بچ کی جھینٹ مانکی تھی اور ہم نے ..... ہم نے کسی کوب رقم وے کر کام کرایا تھا۔ مدر' رام چرن کی صورت تھا۔ اس کی عمروی ہے جب رام چرن اغوا موا تھا۔ ہے بھگوان .... ہے بھگوان .... واقعات کی کریاں تو ملتی جارہی تھیں۔ وہ کالے جادو کا تھیل جس کی وجہ سے سندر نے اس سنسار میں جنم لیا تھا۔ اب اپنا اثر دکھا رباتھا۔ آہ ..... برائی تو برائی ہی ہوتی ہے مماراج! بس اب اس برائی کا اثر ہم پر پر رہا تھا۔ سندر جے ہم جی جان سے زیادہ جائے تھے۔ منتول مرادول سے پیدا ہوتے والا سندر - رام چرن کی صورت تھا۔ اتنی دہشت طاری ہوئی تھی مماراج مجھ پر کہ میں پریشان ہوگیا تھا۔ میں میں سوچ رہا تھا کہ رام چرن کی روح سندر کے شریر میں آگئ ہے۔ اس کی آتما سندر کے شریر میں ہے اور سندر رام چران کا دو سمرا روپ ہے۔ جو کچھ تھا نگاہوں کے سامنے تھا۔ بارات چلی گئی لوگ رخصت ہو گئے۔ بسرحال دوسری مسبح پاروتی نے واپس چلنے كى رث لكادى- طالاتك، أم كى دن كے لئے يمال آئے تھے ليكن اب- اب ياروتى بھى ند جانے کیوں خوفزدہ تھی۔ میں تو خیر دہشت کا شکار تھا ہی لیکن پاروتی بھی واپس چلنے کی رث لگائے ہوئے تھی۔ مجھی نے اے معجھایا لیکن وہ نہ مانی اور آخر کار میں خود بھی وہاں سے

کو دیکھا جس نے سندر کو اس گھرہے برآمد کرایا قعالہ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا تھا گھر بسرطال میں اس کے پاس جاہیشا۔ وہ بھی مجھے پہچان گیا۔ میں نے اس سے کما۔ "اس دفت تو آپ سے بات نہ ہو سکی بھیا جی۔ میرے دوست نے بتایا کہ آپ اس کے بہت پرانے میزوسی ہیں۔"

"گاؤں دیساتوں میں بھائی ایسی ہی محبیق ہوا کرتی ہیں۔ ہمارے تو پر کھوں کے رہے۔ ہیں۔ ہم ایک دو سرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ بڑے اچھے لوگ ہیں یہ بھی اور پھر کسی کی بیٹی کی شادی تو یوں سمجھو کہ پوری بستی کی بیٹی کی شادی ہوتی ہے۔" "آپ جیسے اچھے لوگ بڑے خوش نصیبوں کو ملتے ہیں۔ آپ کی سب تعریف کرا

"بم كيا اور بهارى او قات كيا- بس جو خود التحقيم موت بين وه دو سرول كو اچها كة الله-"

"وه الركى آپ كى بينى ب؟"

"بال جم اے پریم سے روپا کہتے ہیں۔ ویسے اس کا نام۔" "بال نام لیا تھا میرے دوست نے اس کا۔"

"بہت التجی بڑی ہے اور خاص طور سے سندر تو اس سے بہت زیادہ مانوس ہو گیا ہے۔ ویسے بھیا جی! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ نے میرے بیٹے کو رام چران کمہ کر کیوں پکارا تھا؟" اس نے بجیب می نگاہوں سے جھے دیکھا اور پھر آہت سے ہنے

> "دہ بھیا تی! ذرا سا کھیل ہے بھگوان کا۔ کوئی کیا کرسکتا ہے۔" "کیسا کھیل ہے؟ مجھے اس کے بارے میں بتائیں گے نہیں۔"

"کاب شیں۔ کاب شیں۔ بھیا تی! تہمارا بیٹا تو بھیری کے بیٹے رام چرن کی شکل کا ہے بالکل ویبا' بالکل تی ویبا' بیچاری برسوں سے یمال رہتی ہے۔ اس کا پی بھی پر کام کرتا تھا' ایک دن اس کی طبیعت خراب ہوگئے۔ بھٹی چل رہی تھی۔ بے ہوش ہوا اور اوندھے منہ بھٹی بیل جاگرا اور جل کر بھسم ہوگیا۔ ایک ہی بیٹا تھا رام چرن بیچاری بھیری کا جس کے ساتھ اس کا جیون چل رہا تھا۔ وہ گھروں کے کام دھندے کرکے اپنا اور اپنے بیٹے کا بیب پاتی رہی ہے کہ بیچاری کے ساتھ ایک بجیب و غریب واقعہ ہوگیا۔ ویسے بھی بھیا جی ابیب پاتی رہی ہے کہ بھیا جی ابیب بیاری مرک کا تھا۔ ایک بی دن پیدا ہوئے تھے وہ اور روپا' بھر پڑوی بیچارہ رام چرن ہماری بٹیا کی عمر کا تھا۔ ایک بی دن پیدا ہوئے تھے وہ اور روپا' بھر پڑوی

أتماوّل كالحيل كحيلة بير- اب كوئى نيا كحيل كحيلنا جابتى موتم-"

"توکیا کریں ہم بناؤ" ہم کیا کریں وہ ہم سے نفرت کرتا ہے۔ ہمارا اکلو تا بچہ ہے اس
کے سوا ہمارا کوئی ہے بھی تو نہیں۔" وہ روتی رہی لیکن میرے پاس ان آنسوؤں کا کوئی
حل نہیں تھا۔ سے آگے بڑھتا رہا مماراج! سندر کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔
ایک رات جب ہم اپنے بیڈ روم میں سو رہے تھے کہ اچانک پاروتی کی چینوں نے جھے
جگادیا۔ اس کی چینیں اس قدر بھیانک تھیں کہ میں بھی بری طرح خوفزدہ ہوگیا اور میں نے
دہشت بھری نگاہوں سے پاروتی کو دیکھا۔ سندر اپنے بستر پر سو رہا تھا۔ وہ ان چینوں سے
دہشت بھری نید میں ڈویا ہوا تھا۔ میں پاروتی کے پاس پہنچ گیا اور میں نے اسے جہنجو ڑتے
ہو کیا۔

"كيا موكيا ب تحقيد كيا موكيا ب ياورتى؟"

"جاؤ جھے بحاؤ۔"

"ایک ہی بات ہو سکتی ہے پاروتی کہ میں اسے گھرسے نکال دوں۔ بتاؤ اور کیا کرسکتا ہوں میں؟" پاروتی ایک وم چونک پڑی اس کی پیجانی کیفیت کم ہوگئی تھی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"" وہیں ہیں وہ میرا بچہ ہے۔ ہیں وہ میری اولاد ہے۔" وہ بری طرح سکیال بھرنے گئی اور مماراج! بھوان آپ کو جیون دے حالات گرتے چلے گئے۔ پاروتی سندر سے بہت زیادہ خوفردہ تھی۔ آہستہ آہستہ اس کی دماغی حالت خراب ہوتی جاری تھی۔ اس پر دورے پڑنے گئی ہے۔ یہ اس حال کو پہنچ گئی ہے۔ یہ اس چلے کو چاہتی بھی ہے اور اب آپ دکھیے لیجئے۔ اب یہ اس حال کو پہنچ گئی ہے۔ یہ اپ خواہتی بھی ہے اور دہشت زدہ بھی ہے۔ نہ جانے کیا کیا بھن کے جی میں نے اکثروں کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ میں تو اتنا بدنھیب ہوں کہ کسی کو اصلیت بتا ذاکٹروں کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ میں تو اتنا بدنھیب ہوں کہ کسی کو اصلیت بتا کھی نہیں سکتا۔ کسی سے کموں کہ ایک بچے کو قتل کرکے ایک ماں کی گود اجاڑ کر تھ نے بھی نہیں سکتا۔ کسی سے کموں کہ ایک بچے کو قتل کرکے ایک ماں کی گود اجاڑ کر تھ نے

چل پڑا۔ جو کچھ جھے پر بیت ربی تھی میرا دل بی جانا تھا۔ ہم گھرواپس آگئے۔ سندر بھی ہمارے ساتھ بی تھا لیکن اب میری دھرم بھنی اس سے بے حد خوفزدہ رہنے گئی تھی۔ بی بھی چور نگاہوں سے سندر کے چرے کو دیکھتا رہا تھا اور جب بھی میری نگاہ سندر کے چرے کو دیکھتا رہا تھا اور جب بھی میری نگاہ سندر کے چرے پر پڑتی وہاں ایک بجیب می کیفیت رہی ہوئی ہوتی جسے وہ ہم سے شدید نفرت آرا ہو۔ کافی دن اس طرح گزر گئے پھرایک دن میری دھرم بھنی نے جھے سے کما۔
'' ہری داس! ایک بات کمنا چاہتی ہوں میں آپ سے۔''
'' ہری داس! ایک بات کمنا چاہتی ہوں میں آپ سے۔''

"وہاں۔ جہاں ہم شادی میں گئے تھے میں نے ایک عجیب بات کی ہے۔ بھوان کے لئے اس بات کو خداق میں مت نالئے۔ میری تو حالت خراب سے خراب تر ہوتی جاری ہے۔ بچھ کریں بھوان کے لئے بچھ کریں۔ سمجھ میں نمیں آٹا کہ کیا کیا جائے۔ "
"لیکن بات کیا ہے؟"

"شدر ہی کے بارے میں وہاں باتیں ہو رہی تھیں۔ بھیری نامی کوئی عورت رہتی ہے وہاں جس کا بچہ جس کی عمر گیارہ سال تھی۔ بانچ چھ سال پہلے وہاں سے اغوا ہو گیا تھا جس کا نام رام چران تھا اور وہ بالکل شدر کی شکل کا تھا بالکل اس کی شکل کا۔ " میں نے خوفزدہ نگاہوں سے پاروتی کو دیکھا۔ میرا خیال تھا کہ یہ کمانی صرف میں نے ہی سی ہے گیان اے بھی یہ کمانی معلوم ہو پھی تھی۔ تاہم میں نہیں چاہتا تھا کہ طالت خراب سے کہا۔

"پاروتی تم روزاند ایک کمانی گرلیتی ہو۔ کیوں آخر مجھے پریثان کرنا چاہتی ہو کیا کرنا چاہتی ہو؟" پاروتی جیسے بحری جیشی تھی۔ بری طرح رونے گی اور کھنے گئی۔ "ہم ........ ہم نے کیا بہت براکیا ہے آپ جھ سے پریثان ہوگئے ہیں۔" "بال ہوگیا ہوں بالکل ہوگیا ہوں۔ پہلے تو میں تہیں بچے کی خواہش نے دیوانہ کر

دیا تھا اور تم سب کچھ کرنے پر تیار ہوگئ تھیں اور اب اس کمانی ہے تم نہ صرف خود پاگل ہوجاؤ کی بلکہ مجھے بھی پاگل کئے دے رہی ہو۔ مجھے بتاؤ میں کیا کروں کیا کرسکتا ہوں میں؟"

"جھوان کے لئے آپ اس کالے جادد والے سے ملئے اور اس سے کئے کہ اب ہم کیا کریں ہم تو کالے جادد کے چکر میں پھن گئے ہیں۔" "بیہ سارے کے سارے ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ کالے پیلے علم کرکے یہ گندی میں شدتِ حیرت سے خاموش کھڑا ہوا تھا۔ علی بھی پھر بنا ہوا تھا۔ کیا ہی بھیانک کیا ہی دہشت ناک داستان تھی۔ عبرت کا مقام تھا۔ اسے کہتے ہیں اس ہاتھ دے اس ہاتھ کے۔ ایساہی ہوا تھا۔ بہت دیر تک ہیں سوچتا رہا پھر میں نے ایک دم سوال کیا۔ "لیکن سندر! آپ لوگوں کے ساتھ نہیں ہے؟" "ہاں۔ وہ اپنے نانا نانی کے پاس ہے۔" ہری داس نے جواب دیا۔ کیا کہا جائے کیا کریں۔ پچھ ذہن میں نہیں آرہا تھا۔ میں نے بحرائے ہوئے لہے میں

وہ ہے ہے کہ تہمیں ایک بچے کے قل کے الزام میں پولیس کے حوالے کردوں۔ کیاانسان وہ ہے کہ تہمیں ایک بچے کے قل کے الزام میں پولیس کے حوالے کردوں۔ کیاانسان ہوتے ہوتم لوگ۔ تم تو در ندوں سے بھی بدتر ہو۔ اپنی دہشت کا شکار ہوکراپنی طلب سے مغلوب ہوکر تم انسانیت سے اس قدر گر کتے ہو۔ تہمیں غیرت نمیں آتی ہے کمانی جھے خورت تو عقل سے ناوالف ہوتی ہے۔ لیکن تم کیوں مناتے ہوئے۔ کیسی جیب بات ہے۔ عورت تو عقل سے ناوالف ہوتی ہے۔ لیکن تم کیوں اس کے ہاتھوں کھ پتی بن جاتے ہو۔ تم جانے ہو کہ جس کی تقدیر میں جو پچھ ہوتا ہو وہ اس کے ہاتھوں کھ پتی زائلہ ہوتی تو تہمیں ضرور ملتی۔ لیکن تم نے اپنی ہوس کے اپنی ہوس کے اپنی ہوس کے اپنی ہوس کے نہرت انسان تہمیں ہوشیار نہ کیا۔ بے ہاتھوں مغلوب ہوکر ایک شیطان کا سمارا لیا۔ تہماری عقل نے تمہیں ہوشیار نہ کیا۔ بے بہمارے کانوں تک ہے بات پپنی تھی کہ تہمیں ایک انسانی زندگی کی قربانی دیتا ہوگی تو اس کی جبائے کہ تم اس کینے انسان کو زندگی ہے محروم کر دیتے 'تم نے ایک بنچ کا قتل کرویا۔ تم نے اپنی آ تکھوں سے اس ماں کو دکھے لیا جو اولاد کے کھو جانے سے اپنا دمائی کرویا۔ تم نے اپنی آ تکھوں سے اس ماں کو دکھے لیا جو اولاد کے کھو جانے سے اپنا دمائی خور نہیں کیا اور اب اس عورت کے لئے زندگی چاہتے ہو۔ خدا کی قسم تہمیں تو چاہئے کہ غور نہیں کیا اور اب اس عورت کے لئے زندگی چاہتے ہو۔ خدا کی قسم تہمیں تو چاہئے کہ غور نہیں کیا اور اب اس عورت کے لئے زندگی چاہتے ہو۔ خدا کی قسم تہمیں تو چاہئے کہ

اپنی سونی گود بحری ہے۔ بس مماراج! کتوں کی طرح در در بھٹکتا پھر رہا ہوں۔ یہاں کے بارے میں شاقعا میں نے کہ یماں بہاڑوں والی سرکار پر ہرایک کو نیا جیون ملتا ہے۔ ہتا ہے میں کیا کروں۔ بھٹوان کے لئے بوی آس لے کر آیا ہوں میں آپ کے میں کیا کروں۔ بھٹوان کے لئے بہتگوان آپ کو اس کا صلہ دے گا۔" پاس۔ ہماری مشکل کا حل بتا کیں۔ بھٹوان کے لئے بہتگوان آپ کو اس کا صلہ دے گا۔"

roo, oneurdu.com

جمامت کا ایک مالک آدمی بمترین لباس میں ملبوس نیج انزا۔ دیکھنے ہی سے شاندار فخصیت معلوم ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ تین چار مولوی تشم کے آدمی تھے۔ یہ بوے عقیدت بحرے انداز میں مجھے تلاش کرتا ہوا میرے پاس پہنچا۔ علی بھی اس وقت میرے پاس موجود تھا۔ کننے لگا۔

'' ممال کی شخصیت معلوم ہوتی ہے باہر بھائی! پت نہیں کون ہے۔'' وہ ہمارے پاس پہنچ گیااور اس نے جبک کر مجھے سلام کرتے ہوئے کہا۔

" حضورِ انور! نام سے ناواتف ہوں بس یہ پت چلا ہے کہ اس جھوٹ کی تکری میں کوئی سچا انسان آبا ہے۔ معاف سیجئے گا مجھے یہ بھی پت چلا ہے کہ اب یماں کسی اور کا کوئی وجود نمیں ہے۔ نہ شاہ برے ہے نہ شاہ چھوٹے بلکہ ایک کی یمال پروان چڑھ رہا

و کون ہو تم؟ میں نے سوال کیا۔

"عرف عام میں مجھے شاہ مراد کہا جاتا ہے۔ بس ایک چھوٹی می مگری بسار کھی ہے میں افسار کھی ہے میں نے بھی اور تسیح معنوں میں اللہ کے بندوں کی خدمت کرتا ہوں۔ اس سے پہلے میری اور شاہ بڑے کی زبردست جنگ چل رہی تھی۔ اصل میں میں اس دھوکا دہی کے خلاف تھا جو شاہ بڑے دوسروں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ دولت کون نہیں کمانا چاہتا لیکن اللہ کے نام پر لوٹ مار تو بہت بری چیز ہوتی ہے۔ بس میں اس کی مخالفت کرتا تھا۔"

"ہوں۔ تو تم ہو شاہ مراد! بہت دنوں سے میں نے تمہارا نام من رکھا تھا۔"

"حضور! اگر یہ سمجھے ہیں کہ آپ کا مدمقائل ہوں تو آپ یقین کیجے قدموں میں سر جھکانے کے لئے تیار ہوں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔ کچھ نہیں کہوں گا۔ بس حاضری دیتا تھی آپ سے ملنا مقصود تھا۔ یہ دل چاہتا تھا کہ کسی دن آپ کو اپنے غریب خانے پر مدعو کروں۔ حضور انور اللہ کا احسان ہے۔ لوگوں کی بے لوث خدمت کرتا ہوں۔ اللہ نے خود مجھے اتنا دے رکھا ہے کہ میرا گزر بسر ہوجاتا ہے۔ کیا آپ مجھے شرف باریابی بخشیں گے۔"

مطلب کیا ہے؟"

"مطلب صرف اتنا سا ہے کہ آپ تشریف لائے۔ میرا کاروبارِ حیات دیکھے۔ یہ تو ایک پہاڑی پر جعلی جگہ بنا رکھی ہے لیکن میری حویلی' میری آبائی حویلی ہے۔ باپ داداکی جاگیر۔ معلوم کرلیں کسی سے اس کے بارے میں۔" "محیک ہے۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ کسی وقت حاضر ہوجاؤں گا۔" اس عورت کی آنگھیں نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دو۔ تم مردود ہو' تہمارا فیصلہ وال کرے گا۔ چنانچہ اب میں تم ہے فوراً گھتا ہوں کہ تم یہ جگہ چھوڑ دو۔ یہ تم جیسے شیطانوں کے لئے نہیں ہے۔ اس سے قبل کہ میں تہمیں دھکے دے کر یہاں سے ہٹا دوں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ تم اندھے ہوچکے ہو۔ وہ جنہوں نے تہمیں بے لوث محبت دی جنہوں نے تہمارے لئے کچھ شہ ہے اور یہ قاتل جنہوں نے تہمارے برے وقت میں تمہیں اپنایا وہ تہمارے لئے کچھ شہ ہے اور یہ قاتل اللہ کی لا تھی ہے آوڑ تم سے سب کچھ چھین لیا تہمارے لئے آئی بلند ہوگئی۔ جا اللہ کی لا تھی ہے آواز ہے۔ کچھ لمحے اگر تمہیں اچھائی کے مل گئے تو اسے دھوکا سمجھو۔ آنے والا دفت تم پر اور بھی براگزرے گا۔ گیارہ سال پورے ہوجائے دو۔ وہی تہمیں آنے والا دفت تم پر اور بھی براگزرے گا۔ گیارہ سال پورے ہوجائے دو۔ وہی تہمیں کی دچہ سے تم نے اپنا دھرم کھویا تہماری موت کا سامان بن جائے گا۔ جاؤہ وہی تہمیں رہا تھا۔ ہری داس کی گردن جھی ہوئی تھی۔ میرا دل لرز رہا تھا اس کمائی پر۔ کیے کیے مردود انسان ہوتے ہیں۔ ہری داس نے جھے سے کچھ کہنا چاہا لیکن میں نے علی سے کہا۔ مردود انسان ہوتے ہیں۔ ہری داس نے جھے سے کچھ کہنا چاہا لیکن میں نے علی سے کہا۔ مردود انسان ہوتے ہیں۔ ہری داس نے قدم لگا اور کھنے لگا۔

پر ایک دن سیاہ رنگ کی ایک بری شاندار گاڑی رکی اور اس میں سے بھاری

سے ہیں نے یہاں آنے کے بعد پہلی بار دیکھا تھا۔ شر اچھا فاصا تھا گلیاں 'مؤکیں' بازار' دکانیں سب پھے تھا لیکن ہم اس کے در میان ہے گزرگت اور شر سے کافی فاصلے پر ہمیں ایک عظیم الثان حو بلی نظر آئی۔ اس وقت شام کے کوئی ساڑھے چار بج رہے جہ جہ شاہ مراد کی حو بلی بیں داخل ہوئے۔ انتمائی وسیع و عریض عمارت تھی لیکن برب پھائک ہے داخل ہوتے ہی حو بلی کی ایک ایک بے نور می کیفیت کا احساس ہوا کہ بیں چونک پڑا۔ ایک بدرو نقی عام طور سے ان جگہوں پر ہوتی ہے جہاں گندی روحوں کا بیرا ہو۔ عمارت جیسا کہ بین فیرانسائی مخلوق کا اجساس ہو کہ بین اور کہ سر رہی تھی کہ یمال فیرانسائی مخلوق کا اجساس ہو ہوئے تھے لیکن اس کی دیرانی چیج کر کہ سر رہی تھی کہ یمال فیرانسائی مخلوق کا اجتماع ہو ہوئے تھے لیکن اور کہ سر بی تھا در دخت تھے لیکن اس کے بیت سو کھے ہوئے تھے۔ گھاس کے براے براے لان چھلے ہوئے تھے لیکن چیلی اور اس کے بیت سو کھے ہوئے تھے۔ گھاس کے براے براے لان چھلے ہوئے تھے لیکن چیلی آبا۔ فیلی قار کر کی ڈرائیور اور دو سرے طازم بھی آگئے اور پھر بیس نے شاہ مراد کو دیکھا جو ایک خوبصورت لباس میں باہر نکلا تھا اور اس نے آگے بور پھر اور ایک نگاہ پھر پوری جو بلی خوبصورت لباس میں باہر نکلا تھا اور اس نے آگے بڑھ کر خود اپنے ہاتھوں سے حو بلی خوبصورت لباس میں باہر نکلا تھا اور اس نے آگے بڑھ کر خود اپنے ہاتھوں سے حو بلی غروانہ گھولا تھا۔ بیس نے گاڑی سے نیچ قدم رکھے اور ایک نگاہ پھر پوری حو بلی برائی۔

"آپ کے ہاں زیادہ افراد نہیں معلوم ہوتے شاہ مراد صاحب!" "ہاں۔ جو ہیں کافی ہیں۔ ہرایک اپنی اپنی ذے داریاں قبول کر تا ہے۔" "مالی نہیں ہے شاید آپ کے ہاں۔"

"مال بھی ہے۔ شاید آپ ہر اجڑے ہوئے درخت اور سو تھی گھاس دیکھ کرید کمہ ہے ہیں۔"

"-3."

" کھوں کو بمار دیتی تھی لیکن " کھوں کو بمار دیتی تھی لیکن سات آٹھے کا سے اس بھا گئے۔ مال نے بوی سات آٹھ ماہ سے اس بر بھی خزال آگئے۔ ورخت سوکھ گئے گھاس جل گئے۔ مال نے بوی کوشش کی کہ بیا سب بچھ مرسز و شاداب ہوسکے لیکن شادابی شاید اب اس حولی کے مقدر میں نہیں ہے۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا اور شاہ مراد کے چرے پر عجیب سے تاثرات کھیل گئے۔ کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "تیں سرکار! کار بھیجوں گا آپ کے لئے۔ عزت و احرّام کے ساتھ بلاؤں گا۔ بنتے افراد کے ساتھ جاوں گا۔ بنتے افراد کے ساتھ چاہیں آسے ہیں۔"

"نیں شاہ مراد! ہمیں ہماری او قات کے مطابق ہی آنے دو۔ وہی ہمارے لئے زیادہ موزول رہے گا۔"

"جو حضور کا تھم۔" اس نے کما اور پھر بڑے احرام سے اس نے مجھے سلام کیا اور واپسی کے لئے قدم بردھا دیئے۔ علی اسے غور سے دیکھ رہا تھا جب وہ کار میں بیٹھ کر چلا گیا تو علی نے کہا۔

"کیاخیال ہے باہر بھائی! کیا کہتے ہیں آپ اس مخص کے بارے میں؟" "تمہاری رائے جانتا چاہتا ہوں۔" " ہے لاگ رائے دے دوں؟" " یہ تم فیصلہ کرو۔"

" نہیں بیں یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں ایباتو نہیں کہ آپ نے اسے پند کیا ہو اور میں اس کے بارے میں کوئی غلط بات کہ دوں۔"

"دیکھو علی! تم اب تک تم یہ اندازہ نگاتے رہے ہو کہ بیں بھی کی کی ذات پر مسلط نہیں ہوتا۔ ہر فخض اپنا فیصلہ خود کرنے کے لئے آزاد ہے جس کے دل میں جو آئے دہ اس کے بارے میں کرے اور کھے۔ تم اس مخص کے بارے میں کیا کمنا چاہتے ہو؟" "بایر بھائی! آ کھول سے بڑا شاطر معلوم ہوتا ہے۔ اس کا عضو عضو بولتا ہے۔ پچھ مگاری می یائی تھی میں نے اس کے لیجے میں۔"

"تواس سے کیا فرق پڑا ہے کوئی ایس بات نمیں تھی۔" بسرطال ہم اس سلسے میں بات کرتے رہے اور آخر کار میں نے علی سے کہا۔

"علی! اگر ایک کوئی صورتِ حال ہے بھی تب بھی میں نے اس سے وعدہ کرلیا ہے۔ جانا تو بڑے گا۔"

" بالكل بالكل بالكل الشاء الله يحي نمين بكڑے كا مارا۔" بسرحال بم سوچة رہ اور پجر كوئى اليا مسئلہ ذبن ميں نميں آيا۔ جاتے ہوئے وہ كمد كيا تھاكہ مجھے كب اس كے پاس آنا ہے۔ وقت مقرر پر سياہ رنگ كى وہ كائى آئى۔ نہ جانے كيوں آخرى وقت ميں ميں نے سيد فيصلہ كيا تھاكہ على كو اپنے ساتھ نہ لے جاؤں۔ پجرسياہ رنگ كى سيد كاؤى سفر كرتى ربى اور ہم سيد تھو ڑا ساسلسلہ عبور كرنے كے بعد اس آبادى كے دوسرے جھے ميں پہنچ گئے

آئے..... آئے۔" وہ بولا اور میں خاموشی سے اس کمرے میں داخل ہوگیا۔ "میں ذرا اہل خانہ کو اتنی بوی مخصیت کے آنے کی اطلاع دے دول۔ آپ آرام ارس- یمال آپ کو کوئی تکلیف شیں ہوگی- ابھی کیئر فیکر کو بھیج دے رہا ہوں۔ چند

لوگوں سے آپ کی شاسائی ہوجائے گ۔ آپ کو کسی طرح کی پریشانی کا سامنا شیں کرنا ان کا۔" یہ کمہ کر شاہ مراد وہاں سے چلا گیا۔ میں اینے ذہن میں ایک عجیب سی مشکش محسوس كرربا تقا- شاہ مراد كا مهمان بن كريس نے كوئى غلطى تو نيس كى ہے۔ يمال آنے کے بعد حالات کچھ عجیب سے لگ رہے ہیں جبکہ میں نے ساتھا کہ اس شہری آبادی کا ایک علاقہ شاہ برے کے قبضے میں ہے اور دوسرا شاہ مراد کے قبضے میں ' دونوں ہی لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں لیکن یمال آنے کے بعد مجھے کچھ مجیب سا احساس مور ہا تھا۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیے اس حو لی کا کوئی ٹراسرار راز ہے۔ جس طرح اس میں ورائی چھائی ہوئی تھی وہ ول کو لرزا دینے والی تھی۔ میں نے جاروں طرف نگاہی دوڑا میں۔ کرے میں اعلیٰ درجے کا فرنیچر بھی موجود تھا اور دیوارس وغیرہ بھی خوبصورت مکرایک دیوار پر ایک بلی کی بوی ہیت ناک تصویر کی ہوئی تھی۔ کالے رنگ کی خوفتاک بلی جس کا سارا وجود ار کی میں چھیا ہوا تھا ہی آ جھیں روشن سھیں۔ بالکل ایسے جیسے وہ کسی کو کھور رہی ہو۔ اس كى آئكھوں ميں ايك بھوك عمى ايك غضب ناك كيفيت محى- بنة شيس بدانو كھاشوق کے ہے۔ پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دردازے پر کچھ آئٹیں ہو میں۔ اس کے بعد بھاری جسامت کا تقریباً کوئی پچاس سالہ آدمی اندر داخل ہوگیا۔ اس کے بیچھے خوبصورت سی لڑکی تھی اور سب سے پیچھے ایک ملازم ٹائپ کا آدی۔ آنے والے بچاس سالہ محض

ئے کرون فم کرے کہا۔ "میرا نام بسروز ہے۔ حویلی کا کیئر نیکر ہوں سے میری بھیجی میران ہے حویلی کی دیکھ بھال میں میرا ہاتھ بٹاتی ہے اور یہ ہمارا ساتھی جاکرہ ہے۔ بھترین کھانا پکا تا ہے اور بھترین تكسبان ہے۔ شاہ جی نے ہم تيوں كو آپ كى فدمت كے لئے مخصوص كر ديا ہے۔ آپ جس طرح بھی جاہیں ہم لوگوں کو ہدایت دے علتے ہیں۔ جاکرہ آپ کو کھانے پینے کی اشیاء فراہم کرے گا۔ میرال آپ کی ہر طرح کی خدمت کرے گی۔ میرے لا اُن کوئی تھم ہوتو ضرور بنا دیجے گا۔"

"بت شكريه- جراني كي بات ب-" "?.....V" "آيس جو تكلق بين ول سے تكلق بين اور جب ول سے آين تكلق بين توسب الله جل كرخاك موجاتا ب-" مين بيرت بحرى نگامول سے اسے ديكھنے لگا- اس نے كما-"آئے-" میں صدر دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔ مگر بڑے بال میں قدم رکھے بی مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ انتہائی شاندار اور سرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا۔ وکورین طرز کے قدیم اطائل کے لیکن بڑے نے صوفے بڑے ہوئے تھے۔ ديوارون يريردك لفك موئ تقدر رعك وروغن بالكل تحيك تقارين في مكراتي تكامون ے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بال- اندرے تمام حویلی بالكل فيك ب- آئے..... آئے آپ كے لئے تو سيكودل كرے بيل يمال- انتخاب كر ليج كون سے كرے بيل آپ قيام كريں گے۔" "قیام کا تو میرا کوئی اراده نمیں ہے۔"

"ارے شیں شیں۔ وہ جو ایک پرانی مثل ہے کہ معمان آتا اپنی مرضی سے ہے اور جاتا میزبان کی مرضی سے ہے۔ آئے آئے۔" وہ آگے بردھ گیا۔ برے بال کے دو سری طرف ایک چوڑی راہداری تھی جس میں دونوں طرف کروں کی قطاریں بی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک دروازہ کھولا اور کہنے لگا۔

"يہ آپ كے لئے ايك بمترين آرام گاہ بوعتى ہے۔ بہت بوى حويلى بيد ب عد شاندار اور دنیا کی ہر چیزے آراسته-"

"آپ كے ملازم نظر نميں آتے۔"

"بال- يمال ايے بت ے بين جو نظر شين آئے۔" شاہ مراد نے عجيب ے ليج

"سارا نظام الث بلث ب- ملازمول كي ربائش كابيل عقبي حصي بيل ليكن وه مارے ساتھ بی رہتے ہیں۔ یہ سب مارے وفادار ساتھی ہیں۔"

" فحیک شاہ مراد صاحب! آپ واقعی بہت بڑے آدمی ہیں۔" جواب میں شاہ مراد من لكا بحريولا-

"نيس-كال بوے ين 'بوخ موتے تو دل كى جر مراد پورى موجاتى-"اس كے كما اور پھريولا-

"آئے۔ میرے خیال میں یہ کمرہ آپ کے قیام کے لئے بمترین جگہ بن عتی ہے۔

کی قطار ' دیواریں اور بلند وبالا چھت ہر طرف سے ایک جیسی ہی تھی۔ میں نے ایک اسبا
میلہ کاٹالہ کمال کی جگہ تھی یہ غلام گردشیں ' قدیم ہاتول ' پرانی اینٹوں کی بنی ہوئی یہ عمارت
مالہ ہاں وقت مجھے خوف و ہراس کا شکار کر رہی تھی اور میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ
یہ سب کیا ہے۔ ایک کے بعد وو سرا کوریڈور ایک کے بعد دو سری غلام گروش۔ انتمائی
من فٹاک ہاتول تھا اور میں اس خوفناک ہاتول میں نہ جانے کماں سے کمال چکرا رہا تھا۔ کوئی
مسمجھ جگہ نظر نہیں آرہی تھی۔ باہر جانے کا راستہ تو کجا میں اس غلام گروش سے ہی باہر
شمیں نکل سکا۔ بہت ہی پُراسرار جگہ تھی اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ یمال تک
کہ بہت سے لیے چکر لگانے کے بعد جب میں تھک کر رکا تو میں نے سامنے ہی اپ

اس دوران مجھے انسان تو انسان كوئى چرا كا يچه تك نظر نسيس آيا تھا۔ ميں ايك دم ے خوف کا شکار ہوگیا۔ یہ سب کچھ کیا ہے آخرید سب کچھ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ میں شاہ مراد کے ٹرانس میں کیوں آگیا تھا۔ اچھی خاصی زندگی گزار رہا تھا۔ پہلے بھی میں موجا تھا کہ کچھ عرصے کے بعد اس جگہ کو چھوڑ دیا جائے گالیکن اب تو یہ بری علین صورت حال ہوگئی تھی۔ یہ شاہ مراد آخر ہے کیا چیز اس کے بارے میں پہ کیے چلے۔ برحال این کرے میں واپس آگیا۔ بلی کی تصویر دیکھی اور اجانک تی میرے دل میں دہشت کا ایک اور تاثر پیدا ہوا۔ پہلی بار جب میں نے اس بلی کی تصویر دیکھی تھی تو اس کا رخ میری طرف تفالینی سامنے کی طرف اس نے گردن تھمائی ہوئی تھی لیکن اس وقت اس کی گردن سیدھی تھی۔ کسی علطی فنمی کاسوال بی پیدا نہیں ہو تا تھا کیونکہ میں نے اس کی دونوں آ تکھیں خاص طور سے ریکھی تھیں۔ لیکن اس وقت اس کا چرہ بالکل سامنے ہونے کی وجہ ہے اس کی آ تھوں کا رخ اس طرف نہیں تھا۔ ناممکن ہے یہ ناممکن ہے ایسا كيے ہوسكتا ہے۔ ميرے خداكيا عجيب وغريب زندگى كزر ربى ہے۔ كمال مال كے ساتھ زندگی کے خوشگوار لمحات گزار تا تھا اور کمال اب سے پدر بے واقعات- پورٹی نے بھی عیش کرا دیے تھے۔ ناکو واقعی مرکیا تھا۔ یہ ساری باتیں اس قدر جران کن تھیں کہ بات کچھ سمجھ میں نمیں آتی تھی۔ ایک بار پھروہ تینوں ہی ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے اور میں انہیں غورے ویکھنے لگا تھا۔ جاکرہ کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھا۔ بسروز اس کے پیچیے تھا اور اڑکی ان دونوں کے پیچیے الباس تبدیل کئے ہوئے تھے انہوں نے۔ کھانے كاسلان ميرے سامنے رك وا كيا-

"نہیں- آپ سے نہیں کمہ رہا مسٹر بہروز!"
"جناب! میں آپ کے کھانے کے لئے کچھ لاؤں؟"
"ابھی نہیں چاکرہ! ضرورت پڑی تو میں تہمیں تکلیف دوں گا۔"
"محکے ہے ۔ میں چلوں۔" بہروزنے پوچھا۔
"ہاں۔ آپ اپنے معاملات میں مصروف رہیں۔"
"میران! تم معزز مہمان کا مکمل خیال کرو۔" بہروزنے چاکرہ کو اپنے ساتھ آئے گا

"يس ييس رك جاؤل؟"

" يكى كمد رہا ہول ميں تم سے-" بسروز بولا اور پھردہ دونوں چلے گئے- ميرال كے مسراق نگاہوں سے مجھے ديكھا اور بولى-

"آپ بلا تکلف اس حویلی میں 'جو بھی آپ کو ضرورت ہو اس کے بارے میں بیان رویجے گا۔"

"حویلی میں میری ضرور تیں تو بہت سی ہیں۔ سب سے پہلی ضرورت تو یہ ہے کہ میں اس حویلی کے بارے میں ہی جانا جا ہتا ہوں۔ یہ کیا ہے؟ یہ تو کافی قدیم معلوم ہوتی ہے۔"

"بال- شايد بانج سو سال قبل به لقير كى گئى تقى اور اس سے پہلے اس دور ك حكور اور سے حكور اور سے حكور اور سے حكور اور سے استعال كرتے رہے۔ يهاں بهت بچھ ہے اگر آپ ديكھنا چاہيں او۔ " طريقوں سے استعال كرتے رہے۔ يهاں بهت بچھ ہے اگر آپ ديكھنا چاہيں او۔ " بال بال كيوں شيں ليكن ذرا اطمينان سے۔ ابھى ميں آرام كرنا چاہتا ہوں۔ " ميں "آرام كرنا چاہتا ہوں۔ " ميں "آرام كرنا چاہتا ہوں۔ " ميں "آب براہ كرم آرام كيجة كا۔ ميں چلتى ہوں۔ جب آپ چاہيں جچھ باد ليں۔ " ميں افرام كي اجازت دے دى اور پھروہ وہاں سے چلى گئے۔ اب ميرے سوچة كى بادى تقی جانے كى اجازت دے دى اور پھروہ وہاں سے چلى گئے۔ اب ميرے سوچة كى بادى تقی بہلى بات تو سے كہ ميں نے يمال تنا آكر غلطى كى ہے كم از كم على كو ى لے آلد دو سرى بات بيد كہ يمال آخر آنے كى ضرورت ہى كيا تھی۔ كوئى خاص كام تو تھا شيں۔ بس دوچا رہا ادر آخر كار ميرے دل نے فيصلہ كيا كہ خاموشى سے يمال سے ذكل جانا چاہئے۔ بيد زيادہ بمتر اور آخر كار ميرے دل نے فيصلہ كيا كہ خاموشى سے يمال سے ذكل جانا چاہئے۔ بيد زيادہ بمتر رہے گا۔ بيہ سوچ كر ميں دب پاؤں كمرے سے باہر ذكل آيا۔ كورية در سنسان پڑے ہوئے رہے دہیں نے اندازے سے اس جانب كا رخ كيا جمال سے باہر جانے كا راستہ تھا۔ كموں شے۔ ميں نے اندازے سے اس جانب كا رخ كيا جمال سے باہر جانے كا راستہ تھا۔ كموں

پہلے میں نے ٹیچلے کرے کو دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں دن کے وقت بھی اندھرا سا پھیلا رہتا اللہ اس کمرے کی دیواریں بہت چوڑی اور موئی تھیں اور کمرے میں اوپر کی جانب کوئی روشن دان نہ ہونے کی وجہ سے روشن اور ہوا آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ دیواروں کا لہتر جگہ جگہ سے اکھڑ چکا تھا اور جگہ جگہ کریوں نے جائے بن رکھے تھے جنہیں صاف کرنے کا خیال شاید بھی کسی کو نہیں آیا ہوگا۔ میں نے غور سے ان دیواروں کا معالنہ کیا تو کرنے کا خیال شاید بھی کسی کو نہیں آیا ہوگا۔ میں نے غور سے ان دیواروں کا معالنہ کیا تو ان پر بڑے برے بوے جائرہ کو دیکھا جو میں نے جران نگاہوں سے چاکرہ کو دیکھا جو میرے بالکل قریب تھاتو اس نے کہا۔

"جی مالک! آب شاید لیتین نه کریں لیکن به دھے کی سوسال پرانے ہیں۔" "مگرید تو خون کے دھے معلوم ہوتے ہیں۔"

"بال- یہ خون بادشاہوں کے دشمنوں کا ہے یا گھران قیدیوں کا جن کو کی جرم کے شک میں پکڑ کر اذبیتیں دی جاتی تھیں۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو ذرا قریب جائے۔ آئے آئے۔۔۔۔۔۔ ہی آگے بڑھ گیا۔ دفعاً ہی جھے بلکی بلکی کراہوں اور چیخوں کی آوازیں سائی دیں۔ مجھے یوں لگا جیے اس دفعاً ہی جھے بلکی بلکی کراہوں اور چیخوں کی آوازیں سائی دیں۔ مجھے یوں لگا جیے اس کی چیخے اور کراہنے کی دیوارین زعمہ ہو رہی ہوں۔ ان کے اندر سے جمیں ان برنصیب لوگوں کی چیخے اور کراہنے کی آوازیں سائی دے رہی تھیں۔ میرے چرے کے ربگ اڑ گئے۔ کی چیخے اور کراہنے کی آوازیں سائی دے رہی تھیں۔ میرے چرے کے ربگ اڑ گئے۔ میں نے میراں کی طرف دیکھا۔ جھے ایک لیح میں احساس ہوگیا کہ میراں بھی خوفزدہ ہے۔ کمرے کے ماحول سے ڈر رہی تھی۔ خدا ہی بھتر جانیا تھا کہ کتنے انسانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم کی داستائیں ان خونی دیواروں پر چھی ہوئی تھیں۔

" چلو یمان سے چلو۔ آؤیمان سے آؤ۔" میں نے وحشت زدہ کہے میں کماادر بہروز کی طرف دیکھا جس کے ہونؤں کی مدہم مسکراہٹ بردی عجیب تھی۔ بہرحال میں ان سب سے پہلے باہر نکل آیا تھا۔ چاکرہ میران اور بہروز اب مجھے اوپر کی سیوھیوں کے ذریعے دوسرے علاقے میں لے جارہ تھے۔ کافی سیوھیاں طے کرنے کے بعد جو نمی میں دوسرے مرک میرے میں داخل ہوا دہشت کی ایک نئی امر میرے بدن میں دوڑ گئی۔ میران میرے بالکل قریب تھی۔ اس نے اچانک ہی میرا بازد تختی سے تھام لیا۔ اس کا ہاتھ کیکیا رہا تھا اور خود میرا یہ حال تھا کہ اپنے دل کی دھڑکن بخوبی من سکتا تھا۔ اس کمرے کا ماحول تھا اور خود میرا یہ حال تھا کہ اپنے دل کی دھڑکن بخوبی من سکتا تھا۔ اس کمرے کا ماحول میں پھاڑ بھاڑ کر جمیں گھور رہی تھی اور جم اذبت دینے والی مشینوں اور دیواروں پر

"ایک بات بناؤ۔ میں تم سے ایک سوال کرنا جابتا ہوں۔" میں نے بلی کی تصویر کو دیکھتے ہوئے کما۔

"فرمائے جناب! اصل میں ہمیں ہدایت کردی گئی ہے کہ آپ کو یماں ہر طرح سے
مطمئن رکھا جائے اور کوئی تکلیف نہیں ہونے دی جائے۔"
"میں نے یمال کی میر کرنے کی کوشش کی تھی۔ ججھے دروازہ نہیں طا۔"
"دروازے وقت پر کھلا کرتے ہیں جناب! نا وقت آپ نے بھی کوئی دروازہ کھلتے
ہوئے دیکھا ہے۔" بہروز نے کما۔ عجیب سالجہ تھا اور عجیب سی آواز' الفاظ بھی عجیب تھے

مری مجھ میں کھ نئیں آیا۔ پر میں نے کما

"مطلب کیاہے؟" "کھانا کھائے۔"

"دوسری بات یہ بلی کا چرہ میجیلی بار میرے سامنے قلد دوبارہ میں نے دیکھاتواں کا رخ سامنے کی طرف ہوگیا۔" ہمروز نے جرانی سے میران اور جاکرہ کو دیکھا مجربولا۔ "جانوروں کی مرضی ہوتی ہے صاحب! جدھرسے آئیں جدھر جائیں بھلا انہیں کون میں سکتا ہے۔"

"مريه توتضوير ہے۔"

"إل الكن ذئده تصوير- آب براه كرم كمانا كماية-"

" نميس مجھے کھ نميس كھانا مجھے بحوك نميں ہے۔ ميں اس حويلي كى سركرنا جاہتا

"آجائے۔ آپ کی مرضی ہے۔ میران تم کھانا ڈھک کر رکھ دو جب مہمان کا تی
جاہے گا وہ کھانا کھالے گا۔ "بروز نے کہا اور میران نے کھانے کی ٹرے پر برتن ڈھک کر
رکھ دیئے۔ بیں ان کے ساتھ باہر نکل آیا۔ باہر کا ماحول اب نیم تاریک ہوچا تھا۔ ہم آگے
بڑھ کر ایک وسیع و عریض بال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ نیم تاریک ماحول میں اس
کمرے میں میں نے جو پچھ دیکھا اس نے مجھے شدید جران کر دیا۔ یمان پچھ مجیب و غریب
تھے۔ یہ کمرہ چھت تک پہنچ کر گنبد کی طرح سے تقسیم ہوجاتا تھا اور دو حصوں پر مشتل
تھے۔ یہ کمرہ چھت تک پہنچ کر گنبد کی طرح سے تقسیم ہوجاتا تھا اور دو حصوں پر مشتل
تھا۔ اوپر کے جھے میں جانے کے لئے پچھ سیرطیاں طے کرنی پوتی تھیں۔ میں اب پوری
طرح مجس ہوگیا تھا اور اس پُرا مرار حو یل کے بارے میں جانا چاہتا تھا۔ چنانچے سب سے

لگے ہوئے سینکڑوں متم کے ہتھیاروں کے قبقوں کی آوازیں بھی من رہے تھے۔ جالیہ نے میری طرف دیکھااور پھر بولا۔

"روشی کم ہے جناب! اگر آپ تھم دیں تو بیس تیز روشی جلا دوں۔" اس کے جلدی سے ایک موم بی جلائی جس کی کانچی روشی و سیع و عریض کرے میں پیل کی اب آم آمانی ہے یہاں رکھی ہوئی چیزوں کو پچان سکتے تھے۔ چاروں طرف دیواروں کے ماتھ ساتھ طرح طرح کی تلواریں ' بیزے ' کلماڑے اور تخیز گئے ہوئے تھے۔ ان میں آلا کلماڑے اور تخیز گئے ہوئے تھے۔ ان میں آلا کلماڑے اور تعاری اور تلواریں آئی بری اور وزنی تھیں جنمیں اٹھانا عام آدی کے بس کی بات نمیں تھی۔ غالباً یہ انتمائی طاقتور جلادوں کے استعمال میں آئی ہوں گی جنہیں خاص طور سے مجرموں کو قبل کرنے کے لئے تربیت دی جاتی ہوگ۔ ان دیواروں کے نزدیک ہی پرائی سیاہ کرنے کے لئے تربیت دی جاتی ہوگ۔ ان دیواروں کے نزدیک ہی پرائی سیاہ کردی کے بست بڑے برے کرنے کی لاتعداد داستائیں میں کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ صدیوں دھیے جے ہوئے تھے۔ زمانہ تدیم کی لاتعداد داستائیں میں کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ صدیوں نوعیت کے حال ہوا کرتے تھے۔ بہ شک یہ ایک کمائی کی شکل میں ہی سب کے سب انو تھی لیکن اگر یہ کمائی ڈیٹو کی انسان کی کیا گیفیت ہوئی ہے۔ میں نے کردی کے ان لیک کمائی کی شکل میں ہی سامنے آتے تھے لیک نا آگر یہ کمائی ذیرہ ہودجائے تو کمی انسان کی کیا گیفیت ہوئی ہے۔ میں نے کردی کے ان لیکن اگر یہ کمائی ذیرہ ہودجائے تو کمی انسان کی کیا گیفیت ہوئی ہے۔ میں نے کردی کے ان کندوں کی طرف دیکھاتو چاکرہ نے آگے بڑھ کر بتایا۔

' الكرى كے بيد كندے وہ بيں مركار جن پر مجرموں كو لٹاكر ان كى كردن كائى جاتى اسے آئے ميں آپ كو د كھاؤں۔ بيد ديكھے ذرا۔' اس نے كما اور ميں نے جھك كر ان كندوں پر تكواروں كے نشان و يكھے خدا كى پناہ! خدا كى پناہ! ويسے تو بہت سے خوفناك لحات ميرى نگابوں كے سامنے آئے تھے ليكن اس ہولناك حويلي ميں 'ميں جو پچھ د كھي رہا تھا وہ واقعی ميرے دل كى دھر كئيں بند كرنے كے لئے كانی تقلہ كرے كے ايك جھے ميں وہ تمام چھوئى بن مشينيں ايك جگه ركھی ہوئى تھيں جو مجرموں كو اذبيت بہنچانے كے لئے استعال كى جاتى ہوں گی۔ انہيں د كھی كر ہی ويت طارى ہوتى تھی۔ پھرايك كرى نظر آئى استعال كى جاتى ہوں گی۔ انہيں د كھی كر ہی ويت طارى ہوتى تھی۔ پھرايك كرى نظر آئى حسے ميں نظر آئى حسے استعال كى جاتى ہوں گی۔ انہيں د كھی كر ہی ويت تا ہوا ہوا۔

"بال- يمال جو بھى چيز نظر آتى ہے اس كى اپنى ايك كمانى ہے۔ اس كرى پر مجرم كو بھايا جاتا تھا اور يہ سلاخيس اس كے كوشت ميں پيوست ہوجاتى تحيى۔ ايبا مجرم كئى دن تك برى حالت كاشكار رہنے كے بعد مرتا تھا۔"

میں نے اس کری کو غور ہے دیکھا اور اس کے بعد دو سری طرف متوجہ ہوگیا۔ یہاں بے شار قسم کے طلعے بھی موجود تھے جن میں انسانی جسم کو اس طرح جکڑا عاسکتا تھا کہ ا جنبش بھی نہ کرسکے۔ اوہ کی چھوٹی بوی ٹوپیاں اوہ کے جوتے۔ سر اور گردن کو ملائے والے شانع اور آبنی خول جو بھیج کو کھوروی سے باہر فکال سکتے تھے۔ کمرے میں کوتے ہوئے میں ایک بوی می آہنی مشین کے پاس پہنیا جس کی عجیب وغریب ساخت نے بچھے متاثر کیا۔ وہ مشین ایک عورت کے مجتبے جیسی تھی اور اس میں بری طرح زنگ لگا ہوا تھا۔ اس کے عین درمیان ادیر اٹھا ہوا ایک بڑا سا آبنی کڑا تھا۔ جس میں موٹا رسا مندها ہوا تھا۔ اس رے کا دو سرا سرا ایک ستون سے بندها تھا میں نے بلٹ کر چاکرہ کو دیکھا تو وہ آگے آگیا۔ بسروز اس دوران برا سامنہ بناتے ہوئے اپنی بھیجی میرال سے بات الرربا تھا۔ جاکرہ نے مجھے بتایا کہ اس مشین کے ذریعے اذبت دے کر ہلاک کرنے کی کارروالی ہوتی ہے۔ آپ اے غورے دیکھئے۔ شدید اذیت دے کر ہلاک کرنے کی اس ے بہتر اور کوئی چیز نمیں ہو عتی تھی۔ یہ برسول تک خون میں نما چکی ہے اور اب بھی اس پر خون کی جمی ہوئی حمیں آپ دیکھ کتے ہیں۔ اجانک ہی جاکرہ نے ستون سے لیٹا ہوا موٹا رسہ کھولا اور پوری قوت سے اسے تھیننے لگا۔ مشین کے اوپر بنا ہوا ایک چھوٹا سا دروازہ گز گزاہث کی می آواز کے ساتھ اور اٹھنے لگا۔ یہ آبنی دروازہ بہت بھاری تھا کیونکہ اے تھیجتے ہوئے جاکرہ ہاننے لگا تھا لیکن کھر بھی اس نے دروازہ یوری طرح اویر اٹھا دیا۔ دروازے پر بہت می نوکدار سلاخیں لگی ہوئی تھیں اس نے ہمیں مشین کے اندر جھانکنے کا اشارہ کیا اور میں نے مشین کو غور ہے دیکھا۔ آہنی دروازہ اٹھنے کے بعد مثین کے اندر اتن جگہ تھی کہ ایک آدی آسانی ہے اس کے اندر لیٹ سکتا تھا۔ جاکرہ نے ہمیں بتایا۔

"اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ مشین کس کام آتی تھی۔ جس ملزم یا مجرم کو سزا دینا مقسود ہوتی تھی اس کے ہاتھ پاؤل بائدھ کر اس مشین کے اندر خالی جگہ میں بھا دیا جاتا تھا۔ معزز معمانوں کی بھترین تواضع کے لئے یہ ایک انچی چیز تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے جناب؟" چاکرہ کی معنی خیز آواز ابحری اور میں چونک کر اے دیکھنے لگا۔ میں اس کی آنکھوں میں جھانک کر صورتِ حال کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔

بظاہر کوئی اندازہ شیں ہو رہا تھا۔ بس ایک کھے کے لئے میرے دل میں یہ احساس جاگا تھا کہ جاکرہ کے لیج میں کوئی دھمکی پوشیدہ ہے۔ ممکن ہے یہ احساس اس پراسرار ال مشين مين ضرور ليتنا مول-"

"مطلب؟" جاكه كن لكا-

"پہلے بھی ایک بارتم میرے ساتھ یہ تجربہ کر چکے ہو......" "اس وقت آپ نے مجھے اس کے لئے معاوضہ دیا تھا مسٹر بسروز۔"

"بال بہت تیز اور چالاک آدی ہو۔ چلو یہ لو۔" اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال گرچاکرہ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور پھر کہنے لگا........

"اب تم ایسا کرو کہ ایک رس سے میرے ہاتھ پاؤں باندھ کراس مشین میں مجھے لٹا دو۔ ٹاکہ میں اس تجربے کا وہی مزہ پا سکوں جو پرانے زمانے کے مجرموں کو ملتا تھا۔" جاکرہ گھبرا کر بولا۔

"لیکن اس سے پہلے تو آپ نے ایسا نہیں کیا جناب۔ آخر ہاتھ پاؤں بند ھوانے کی کیا ضرورت ہے......

" میں نے تم سے کما نا مجھے لطف لینے دو۔ میرے معزز مهمان بھی آئے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں میں یہ تجربہ ان کے سامنے کروں۔" میں نے کوئی جواب شیں دیا تھا۔ چاکرہ کمنے لگا۔

"اور رس ميرے باتھ سے چھوٹ كياتو ......؟"

" تہيں زيادہ وري تک رسانيں پکڑنا پڑے گا۔ بس ایک دو من کا کام ہے۔ اس کے بعد میں اس مشین سے باہر نکل آؤں گا ......" چاکرہ بشکل تمام اس کے لئے تیار موا تھا۔ پھروہ ری کے مکڑے تلاش کرنے کے لئے باہر نکل گیا اور بسروز نے مسکراتے ہوئے جھ سے کیا۔

. "کیا آپ کو بیہ تجربہ دلکش نہیں گئے گا۔ میں تو بیہ کہتا ہوں کہ بیہ معزز مہمان کی پذیرائی ہے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تصوری دیر میں چاکرہ واپس آگیا۔ وہ ری کے دونوں ہاتھ پشت پر کے دونوں ہاتھ پشت پر

گ-"بروزاس سے کنے لگا....... "کیسی باتیں کرتی ہو میرال کیا اس سے پہلے تم اس کرے میں پہلے بھی نمیں آئس......

"بول ليكن ميرے لئے تو يہ مشين كوئى حيثيت نبيں ركھتى۔ ميں بہت ى باراس خلا ميں ليث كر مرقے والے ان قيديوں كا تصور كرچكا بوں جو زمانہ قديم ميں كھى يمال موت كا شكار ہوتے رہے۔ تم يقين كرو ميرال كتنى تى بار جب ميں يمال ليث جاتا ہوں تا ميرا ذبن ماضى كے ان دھند لكوں ميں كراہے اور چينے ہوئے ان ملزموں ہے ہم آبنگ بو جاتا ہے اور نہ جانے كيوں ميرا ذبن اس وقت اليے تصورت جاتا ہے اور نہ جانے كيوں ميرا ذبن اس وقت اليے تصورت على كو جاتا ہوں۔ اگر آپ كو يقين نہ آئے جناب تو ميں آپ كو اس مشين ميں ليث كر دكھاتا ہوں۔ يہ ميرا دلچپ مشغلہ ہے بلكہ يہ كما جائے تو غلط كو اس مشين ميں ليث كر دكھاتا ہوں۔ يہ ميرا دلچپ مشغلہ ہے بلكہ يہ كما جائے تو غلط كو اس مشين ميں ليث كر دكھاتا ہوں۔ يہ ميرا دلچپ مشغلہ ہے بلكہ يہ كما جائے تو غلط كو اس مشين ميں ليث كر دكھاتا ہوں۔ يہ ميرا دلچپ مشغلہ ہے بلكہ يہ كما جائے تو غلط كو اس مشين ميں ليث كر دكھاتا ہوں۔ يہ ميرا دلچپ مشغلہ ہے بلكہ يہ كما جائے تو غلط نہيں ہوگا كہ جب بھی مجھے اس كرے ميں آنا نصيب ہوتا ہے۔ ميں تحور دي كے لئے نہيں ہوگا كہ جب بھی جھے اس كرے ميں آنا نصيب ہوتا ہے۔ ميں تحور دي كے لئے لئے دير كا حالے تو خلا

كس ويئے گئے اور پير باندھنے والا تھا كه بهروزنے كما

" چاکرہ میں اس مشین میں داخل ہو جاتا ہوں۔ اس کے بعد تم میرے ہیر ہائد۔
دیتا۔ " یہ کمد کروہ اٹھا اور مشین کے اندر داخل ہو کر اطمینان سے لیٹ گیا۔ جھے اس
کے چرے پر خوف کے کوئی آثار نظر نہیں آئے تھے لیکن یہ سارے واقعات اور یہ سادی
کمانیاں مجھے ایک قصے یا ایک فلم کی مائڈ معلوم ہو رہی تھی۔ چاکرہ نے اس کی دونوں
ٹانگیں بائدھ دیں اور اب وہ موت کی اس مشین میں بالکل بے بس پڑا تھا لیکن خوف کی
کوئی علامت اس کے چرے پر ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔ بلکہ بچوں کی طرح مجھے اور میراں
کو دیکھ رہا تھا۔ جب کہ میراں کا بدن مسلس تحرتحر کانپ رہا تھا۔ پھر وہ ہنتے ہوئے

"واہ کیا شاندار جگہ ہے۔ میراتو دل چاہتا ہے کہ اس مشین کو اپنے ساتھ بیش رکھوں اور مزے سے اس میں لیٹا رہوں۔ زمانہ قدیم کے دوستوں سے ملاقات ہوتی رہے۔ کیا ایسے دوست ہوا کرتے تھے وہ بھٹی چاکرہ اب تم اس آبنی دروازے کو رحکیل کر آہستہ آہستہ نینچ انارو۔ میں دیکھوں تو سمی جب یہ سلاخیں میری جانب بروھیں گی تو کیا مزہ آتا ہے۔"

کیامزہ آتا ہے۔" "اوہ میرے خدا۔....میرے خدا۔" میرال کے مندے ایک خوف زدہ آواز نگل- پھروہ بول۔

"بروز پلیزواپس آجاؤ۔" بروز نے قبقہ لگایا اور جھے کہنے لگا۔۔۔۔۔۔
"مرانی کرکے آپ ذرا اوھر نگایں جمائے رکھے۔ برا پر لطف منظر ہے۔ آپ اس سے ضرور لطف اندوز ہوں گے۔ جلدی نہ کرو ذرا آہستہ آہستہ رسہ چھوڑو۔" یہ آخری الفاظ اس نے چاکرہ ہے ادا کئے تھے۔ بوڑھے چاکرہ نے نے رسہ پوری قوت سے پکڑر کھا تھا۔ لیکن میں ویکھ رہا تھا لحظہ بہ لحظہ اس کی پریٹائی اور اضطراب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پانچ منٹ کے عرصے میں آئی دروازہ صرف تین انچ کے قریب جھک سکا تھا۔ دفعاً ہی میں نے میرال کے گلے سے بلکی می آواز نکلی می ۔ اس نے شدت نے خوف سے میرے بازو پر میرال کے گلے سے بلکی می آواز نکلی می ۔ اس نے شدت نے خوف سے میرے بازو پر بیسا زرد ہو رہا تھا اور ہونٹ سفید پڑ گئے تھے۔ وہ بلک جھکائے بغیرا یک جانب گھور رہی جیسا زرد ہو رہا تھا اور ہونٹ سفید پڑ گئے تھے۔ وہ بلک جھکائے بغیرا یک جانب گھور رہی شیسا زرد ہو رہا تھا اور ہونٹ سفید پڑ گئے تھے۔ وہ بلک جھکائے بغیرا یک جانب گھور رہی تھی۔ بیسا زرد ہو رہا تھا اور ہونٹ سفید پڑ گئے تھے۔ وہ بلک جھکائے بغیرا یک جانب گھور رہی تھی۔ بیسا زرد ہو رہا تھا اور ہونٹ سفید پڑ گئے تھے۔ وہ بلک جھکائے بغیرا یک جانب گھور رہی تھی۔ بیسا زرد ہو رہا تھا اور ہونٹ سفید پڑ گئے تھے۔ وہ بلک جھکائے بغیرا یک ورن میری رہوں میں بوئی۔ یہ اس خرف دیکھا تو میری کیفیت بھی میران سے میران میری رگوں میں جوئی۔ یہ تھی میران میری رگوں میں منظر نگاہوں کے سامنے تھا۔ دہشت سے میرا خون میری رگوں میں جوئی۔ یہ میران میری رگوں میں جوئی۔

لدا کی پناہ یہ وہی تصویر والی کالی بلی تھی جے ہیں نے تصویر میں رقح بدلتے ہوئے دیکھا اللہ اس وقت وہ فریم کے بغیر نظر آرہی تھی۔ اس کے حلق سے ہلکی ہلکی غرابئیں نگل دہی تھیں اور اس کی سبز آتھیں مشعل کی طرح روشن تھیں۔ اس کا جسم کاروال روال کھڑا تھا اور وہ اپنی جسامت سے کئی گنا زیادہ نظر آرہی تھی۔ آہستہ آہستہ وہ وہ پاؤل آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کے جبڑے کھلے ہوئے تھے اور اس کی آتھوں سے خوان نیک آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کے جبڑے کھلے ہوئے تھے اور اس کی آتھوں سے خوان نیک رہا تھا۔ دفعتا ہی چاکرہ نے بھی اسے دکھے لیا اور اس کی کیفیت ہم دونوں سے مختلف نہیں موئی لیکن اس سے پہلے کہ ہم کچھ کرتے بلی نے اپنی دم کو گروش دی اور بھل کی مانند اس سے چھے کہ ایک باری کیفیت ہم دونوں سے مختلف نہیں اور بھل کی مانند اس سے پہلے کہ ہم کچھ کرتے بلی نے اپنی دم کو گروش دی اور بھل کی مانند اس سے پہلے کہ ہم کچھ کرتے بلی نے ویکیدار کی آتھے پر لگا اور آتھ باہر نگل

چاکرہ کے طلق ہے ایک داروز چیخ نکلی اور وہ الرکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔ موٹا رس اس کے ہاتھ ہے چھوٹ پڑا۔ میں نے رہے کو پکڑنے کے لئے چھانگ لگائی۔ میری الگلیوں ہے چھو بھی گیا لیکن اسکلے ہی ٹانے میں رسے کڑے میں سے گزر چکا تھا۔ بدنھیب بسروز کے چہرے کی آخری جھلک میں مرتے وم تک نہیں بھول سکول گا۔ موت کے خوف سے کے چہرے کی آخری جھلک میں مرتے وم تک نہیں بھول سکول گا۔ موت کے خوف سے اس کا چہرہ دھلے ہوئے کپڑے کی طرح سفیہ پڑ چگا تھا اور آئامیں ٹارا بن گئیں تھیں۔ آئی دروازہ ایک و جھا کے ساتھ بند ہو گیا اور اس کے بعد میرے ذہن کو بھی ایک بہروز کی جو حالت ہوئی تھی وہ با تھا اے سمجھا جا سکتا تھا۔ دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ بہروز کی جو حالت ہوئی تھی وہ ناقابل بھین تھی۔ پچھ کھوں کے بعد ایک اور آواز آئی اور بہری نظریں اس طرف گھوم گئیں۔ بید میرال تھی جو بے ہوش ہو کر گر گئی تھی۔ اس میری نظریں اس طرف گھوم گئیں۔ بید میرال تھی جو بے ہوش ہو کر گر گئی تھی۔ اس کی وقت بچھ یہ سب پچھ طلسی لگ رہا تھا۔ بہروز کی لاش اس قدر گبڑی ہوئی تھی کہ میں دیکھ نہیں سنتی تھا۔ دو سری طرف چاکرہ پر جو گزری تھی وہ بے حد کریناک تھی۔ اس کی دیکھ باہر لگی ہوئی تھی اور اس کا چرہ خون کے لو تھڑے جیسا نظر آ رہا تھا۔ آئلھ کے غار کی باہر لگی ہوئی تھی اور اس کا چرہ خون کے لو تھڑے جیسا نظر آ رہا تھا۔ آئلھ کے غار سے مسلسل خون بہد رہا تھا۔

ے مسل حون ہمہ رہا ملہ کوئی فیصلہ تو کرنا تھا۔ میں آگے بردھا اور میں نے پوری ہمت کرکے بہروز کو دیکھا۔ اس میں زندگی تلاش کرنا ہے و توفی تھا۔ پھر میں نے چاکرہ کو دیکھا۔ اس بدنصیب کو بھی اگر طبی امداد مل جاتی تو شاید یہ ٹھیک ہو جاتا۔

کراد ک جان و حاید میں ہے۔ رہ بھی زندگی کھو بیٹھا تھا۔ آنکھ کے شدید زخم نے اے

"اور ده دونول؟"

"ان كاحشرتم نے اپني آتكھوں سے ديكھا ہے۔ كيا سمجھيں۔ ياد ہے؟" "تو وه دونول- وه دونول اب اس دنیامیس شیس بین- مر محت وه دونول مر محت نا؟" میں نے اس بات کی تقید بق تہیں کی تھی۔ تقید بق کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ "اس نے جان بوتھ کر اپنی زندگی موت کے حوالے کی ہے۔ جان بوجھ کر مرا ب وہ۔ لیکن وہ بلی ایسا لگنا تھا جیسے اس کی موت کے لئے ہی وہاں پینچی ہو اور اس نے چاکرہ اف میرے خدا! اف ..... اف .... اف "اس فے دونوں ہاتھوں سے سر پکر لیا۔ میں خاموثی سے چند قدم آگے بوھا اور ایک کری پر بیٹھ گیا۔ ہوش و حواس تو میرے بھی درست نمیں تھے۔ جو کچھ ہوا تھا وہ انتہائی پریشان کن اور خوفتاک تھا۔ لیکن اس کا احساس تو مجھے بہت پہلے ہو گیا تھا۔ میں نے بیہ بات اچھی طرح جان کی تھی کہ شاہ مراد نے مجھے جان بوجھ کریماں جال میں پھنسایا ہے اور تھینی طور پر یہ کوئی خطرناک جال ہے۔ لیکن کیے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ میں خود بھی خاموش بیٹیا رہا اور کافی دیر ای طرح گزر گئے۔ اچانک ہی دروازے پر پھرآ بٹیں ہو کی اور میں نے چونک کر إدهر نگابس دو ڑا دیں۔ پھرید دیکھ کر میرا خون کھول اٹھا کہ وہ شاہ مراد ہی تھا۔ آہستہ قدموں سے جاتا ہوا وہ اندر آگیا تھا۔ میں خونی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ ایک ستون سے تھیک لگا کر کھڑا ہو كيا اور ام دونوں كا جائزہ لينے لگا۔ تب ميں نے كما۔ ووق يد وهوك بازى كى تم في-" شاه مرادف اداس چره اشاكر ديكها كريدهم ليج

زندہ نمیں رہنے دیا تھا۔ میری طبعیت روشے گی کیا کروں۔ اب کیا کروں۔ لے دے کر میرال رہ گئی تھی۔ ہوسکتا تھا اس دلدوز منظر نے اس کی ترکت قلب بھی بند کردی ہو۔ اس آخری خیال کے ساتھ میں میرال کی طرف بڑھا اور جھک کر اس کی نبشوں کا جائزہ لیا۔ وہ زندہ تھی۔ اب اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ بس اس منحوس کرے سے باہر منکل جاؤں گیل جاؤں گیل جاؤں گئی جائزہ تھی۔ دوبارہ منظر کو دیکھ کروہ واقعی مرجائے گی۔

چنانچہ یں نے میرال کو بازووں میں اٹھایا اور لڑ کھڑاتے قدموں سے باہر نکل آیا۔
میری اپنی حالت ہی خراب تھی۔ اس حالت میں میرال کا وزن جھے بے پناہ لگ رہا تھا
لیکن کی نہ کمی طرح میں اس کے بوجھ کو سنجھالے ہوئے کرے میں لے آیا اور پھر میں
نے اسے بستر پر لٹا دیا۔ جوان حیین لڑی بے سدھ بستر پر لیٹی تھی۔ میں نے اوھر اُدھر
دیکھا اور پھر پانی کا ایک برتن لے کر اس کے پاس آگیا۔ پانی کے مسلسل چھینٹوں سے وہ
آئیسیں بٹ پٹانے گئی اور پچھ کموں کے بعد اس نے آئیسیں کھول دیں۔ پچھ دیر بے
خیالی کے انداز میں وہ چھت کو دیکھتی رہی پھراچانک اس کے چرے پر دہشت کے نقوش
نمایاں ہوئے اور طلق سے ایک دلدوز چی نکل گئی۔ وہ اچھل کر بستر پر بیٹھ گئی۔ اس کے
دونوں ہاتھ فضا میں پنھیل گئے اور وہ انتمائی دہشت زدہ انداز میں اوھر اُدھر دیکھنے گئی۔
میں نے جلدی سے آئے بڑھ کراسے اپنی جانب متوجہ کیا اور کہا۔

"میرال- میرال ہوش میں آؤ۔ ہوش میں آؤ میرال! سنبھالو خود کو۔" اس نے بچھے
د کیھ کر ایک چیخ ماری اور ہنرانی انداز میں مسلسل چیخ ہوئی این جگہ ہے اتھی اور جھ سے
لیٹ گئی۔ اس کے بدن میں شدید بھر تھراہٹ تھی اور وہ لرزگی آواز میں کہ رہی تھی۔
"میسسسد دہ سسسہ مرگیا۔ اس نے آنکھ نکال کی۔ آہ۔ وہ مرگیا۔
دونوں۔۔۔۔۔۔ دونوں ختم ہو گئے۔ بھاگو' بھاگو۔" وہ اس بری طرح جھ سے لیٹ گئی تھی
کہ اے اپ آپ سے الگ کرنا مشکل ہو گیا۔ میں اس کے شانے پر مسلسل تھیکی دے
دما تھا۔

"ہوش میں آؤ۔ میران! ہوش میں آؤ۔ کھے نہیں ہوا سب کھے ٹھیک ہے۔ ہوش میں آؤ۔ ہوش میں آؤ۔" بہت دیر تک وہ جھے سے لیٹی لرزتی اور کانہتی رہی اس کا پورا جم لیننے سے شرابور ہو رہا تھا۔ بمشکل تمام اسے میں نے خود سے الگ کیا۔ میران سمی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف د کھے رہی تھی پھراس نے کہا۔

"میں جانتا تھاتم اے دھوکے بازی ہی کمو گے\_" "اور تم......تم اے کیا کہتے ہو؟"

"مجوری- بے بی- الحاری- بدنفیبی- بست سے نام دیے جا محت بیں ان الله

"بهت زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہے ہو شاہ مراد! لیکن ایک بات التھی طی استہ کے لا آخر کار وقت بدل جائے گا اور میں تمہیں تمہارے کئے کی الی سزا دوں گا کہ تم بھی یاد رکھو گے۔" شاہ مراد پھیکے سے انداز میں بننے لگا پھراس نے کہا۔
"حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں بھی ایک بے بس انسان ہوں۔"
"کواس کرتے ہو تم۔ حالاکی ہے تم مجھے میں ہی ا

"جواس كرتے ہو تم- چالاكى سے تم مجھے يمال تك لائے ہو- اب فوراً بى بتا دوك

"دوست! میں کھے نمیں چاہتا اور یہ بات بھی میں تمہیں پوری سنجیدگ کے ساتھ بنا رہا ہوں کہ میں نے کوئی چالاکی نمیں کی اور تمہیں بس یمال لے آیا ہوں۔ یہ میری بدنسیبی بی ہے۔"

ا ہے آپ کو مظلوم ظاہر کرنے کی کوشش مت کرد۔ اصل بات بتاؤ جاہتے کیا ہو۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ باہر نگلنے کا دروازہ کس طرف ہے۔"

"آو کیا یقین کرو گے کہ میں خود اس بند دروازے کا قیدی ہوں۔ سمجھے۔ میں بند دروازے کا قیدی ہوں۔ سمجھے۔ میں بند دروازے کا قیدی ہوں۔ میں تہمیںاس جو لی میں اس لئے لایا تھا کہ شاید تم میری قید کو ختم کر دو۔ میں نے تو یہ سنا تھا کہ پہاڑوں والی سرکار بردی ہی عظیم ہے۔ برے علم و فن سے واقفیت رکھتی ہے۔ بہت بردی برزگ ہے۔ جس سے جو کہتی ہے وہ ہو جاتا ہے۔ برٹ شاہ کو تو میں جانیا تھا وہ تو ڈھو گئیہ تھا۔ خواہ گؤاہ کی باتیں کرتا تھا۔ غلط عمل کرتا تھا وہ کے لگاتا تھا لیکن جب کی کی تفذیر اس کا ساتھ دیتی ہے تو مٹی میں سے سونا نکل آتا ہے۔ سے نئیں کیوں اس نے اپنی یہ ساری کا نئات تہمارے حوالے کر دی شاید پھراس لئے کہ سے نئیں کیوں اس نے اپنی یہ ساری کا نئات تہمارے حوالے کر دی شاید پھراس لئے کہ تم بھی بند دروازہ تو تہمارے لئے بھی شیں کمل سکا۔ تم بھی بند دروازہ تو تہمارے لئے بھی شیں کمل سکا۔ تم بھی بند دروازہ تو تہمارے لئے بھی شیں کو شاید میری طلبی شیں کئل سکا۔ تم بھی بند دروازہ تو تہمارے لئے بھی جو رہی ہو تا ہی جو گئی آواز شیں سائی دے رہی بھی۔ دفتا تی چو کر بولا۔

پو ہو ہو اوہ اس میں ایا آتا ہوں۔ کیوں میری زندگی کے گابک بن گئے ہو۔" ہید کمد کروہ اس اس میں اندگی کے گابک بن گئے ہو۔" ہید کمد کروہ چیزی سے پلٹا اور واپس نکل گیا۔ میران خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جب وہ دروازے سے باہر نکل گیاتو میران نے مسئدی سانس لے کر کہا۔
"مکار ہے وہ جھوٹا ہے فریبی ہے۔ گر آپ اس جال میں کیسے کیشس گئے۔ آپ تو محمد ایک ایسے خاصے آدی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کو کیا ہوا؟"

رایک ایسے خاصے اوی معلوم ہوتے ہیں۔ اپ ویا ہوری میراں نے کہا۔ میرے ہو نوں پر ایک مرحم می مسکراہٹ بھیل گئی تھی۔ میراں نے کہا۔ "ان دونوں کی لاشیں وہیں پڑی ہوئی ہیں؟" ودکیا کہا جا سکتا ہے ظاہرہے وہیں ہوں گ۔"

«لیّن آپ نے نیہ دیکھا کہ ہمروز نے تو خود کشی کی ہے۔" "ہاں۔ ایہا ہی کہا جا سکتا ہے لیکن اس طلسم خانے میں ہو سکتا ہے وہ سمی محرکے زیر اثر ہو۔" میراں نے ایک محصنڈی سانس کی تھی پچروہ آہستہ سے بولی۔

''شاید۔ ٹھیک کہتے ہو تم۔'' ''میراں! تم یماں کیسے آ پھنسیں اور تم کون ہو؟'' میراں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے اس سے دوبارہ کچھ پوچھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ مسہری پر میٹھی رہی پھراس نے کیا

ے ما۔ "آپ إدهر آجائي جھ سے گتافی ہورتی ہے مسلس مگریں میں کیا بتاؤں آپ کو کن حالات کا شکار ہوں۔ اوہ۔ کیا کموں آپ سے کیا کموں۔"

اس کے بعد وہ ظاموش ہو گئی۔ میں مسہری پر آگر بیٹھ گیا تھا۔ پنة نمیں کیوں بدن کو ایک مخطن کا سا احساس ہورہا تھا۔ کافی دیر گزر گئی تو میں لیٹ گیا اور میں نے آئیسیں بند کر لیں۔ میراں کری پر جیسی میری جانب دکھ رہی تھی۔ اس کے چرے پر جیب سے تاثرات تھے۔ شام کوئی ساڑھے چھ بج ہوں گے۔ ایک بار پھر آہٹیں سائی دی اور اس کے بعد میراں کی زور دار چیخ۔ میں اچھل پڑا تھا۔ میں نے پہلے میراں کو دیکھا۔ وہ اس کے بعد میراں کو دیکھا۔ وہ اس کے بعد میراں کو دیکھا۔ وہ اس کے بعد میراں کو دیکھا۔ وہ اس طرح کری پر جیٹی ہوئی تھی اور بھی پھٹی آئیس سائے دیکھ رہی تھی۔ میری نگاہیں طرح کری پر جیٹی ہوئی تھی اور بھی پھٹی آئیس اور پھر میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکالگا۔ وہ بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اٹھ گئیں اور پھر میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکالگا۔ وہ بہروز ہی تھا۔ ایک ٹرائی دھکیا ہوا آرہا تھا۔ اس نے ٹرائی ہمارے سامنے رکھ کرکھا۔ بہروز ہی تھا۔ ایک ٹرائی دھکیا ہوں جناب! کچھ مصروفیت ہو گئی تھی۔ ورنہ بہت پہلے شام کی چائے سبھیں یا رات کا کھانا۔ آپ کو پہند آگ آپ کو چش کر دیتا۔ اب اے شام کی چائے سبھیں یا رات کا کھانا۔ آپ کو پہند آگ

پھے بھول کر انہیں کھانے میں مصروف رہے۔ اب بیر اندازہ تو ہو کیا تھا کہ اس خوفناک ماحول میں گزارہ تو کرنا پڑے گا۔ کم از کم ان ساری چیزوں کو قبول کرنے سے زندگی تو قائم رہ عتی ہے۔ کھانے کے بعد کچھ در تک ہم باتیں کرتے رہے اور اس کے بعد میں مسری ر لیٹ گیا۔ تو میرال نے آہت سے کما۔

"منے میں کوئی بد کردار لؤکی شیں ہوں۔ میری ایک زندگی ہے اور میں ابھی تک اس میں گزارہ کرتی رہی ہوں۔ رات کو میں کہیں اور شین سو سکوں گی۔ مسری پر آپ اكر جھے اپنے بيروں كے پاس جگه دے ديں تو آپ كى شكر كزار موں كى-" ميں ايك كھے كے لئے الجھ ساكيا بحريس نے كما۔

"میران تم آرام سے مسری پر سو جاؤیں تمہارے نزدیک کری پر جیفا رہوں گا۔ بالكل نزديك مو جاؤل كايس-تم بالكل ب فكر رمو-"

" نميں۔ آپ کو خدا کا واسطہ مجھے کسی ایسے امتحان میں نہ ڈالئے۔ ایک بار پھر آپ كو يفين دلا ربى مول كم ميرا كردار تھوس ب اور الله كے فضل سے ميں الجمي تك ايك عزت آب لڑی ہوں۔ براہ کرم مجھے شک کی نگاہ سے نہ دیکھنے مجھے اپنے قریب جگہ دے و بجے۔ آپ کی عنایت ہو گ۔" میں نے ایک ٹھنڈی سائس کی اور پھر میرال کو اطمینان ے ملا دیا۔ اس کے بعد مسری پر اس کے نزدیک بیٹھ کیا تھا۔

"تم اگر چاہو۔ تو اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھ سکتی ہو۔ اطمینان سے سو جاؤ۔ جو پکھ مجى مو گا الله مالك ہے ويكھا جائے گا-" ميرال في ميرى بدايت ير عمل كيا اور مين مسرى ك سريان تيك لكاكر بين كيا- اس في كروث لي كر باته ميرى كوديس ركه ويا تفاليكن میرے ذہن میں کوئی برے خیالات تھیں پیدا ہوئے۔ اس کی وجوہات تو میں آپ کو بتا ہی چکا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ نیل کول اب میری زندگی کی مالک تھی۔ اس کے علاوہ کوئی اور میری نگاہوں میں نمیں چڑھ سکتا تھا اور جہاں تک میران کا تعلق ہے وہ تو ویے بی مجھے ایک مظلوم اوکی معلوم ہوئی تھی اور اس کے لئے میرے ول میں بہت سے خیالات تھے۔ مسمری پر بیٹھے بیٹھے میں سوچنا رہا۔ علی بیچارہ نہ جانے کن حالات میں ہوگا۔ ویسے بید شاہ مراد واقعی اس وقت میرے لئے برا ہی خطرناک آدی ہوا تھا۔ بہت وقت گزر گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ میراں بھی جاگ ری ہے لیکن اس نے خوف کی وجہ سے کروٹ تک ميں برلى تھى۔ ميں نے اسے آواز دے وال-

گا۔" میں بروز کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میرال بھی کتے کے سے عالم میں تھی۔ اب وہ چھ میں ربی محلی۔ میں نے بسروزے سرو لیج میں کما۔

"إدهر آؤ-" بمروز نے معادت مندی سے میری جانب قدم پردها دیے اور میرے ملئ آكمرًا بوار

"تم زندہ ہو؟"اس نے عجیب ی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر پولا۔ "اور كوئي چزدر كار بولو محصة بتاديجاً." "ميل يوچه ربا مول تم زنده مو-"

"ميل كيرفيكر بول اور وه چوكيدار- بم دونول كوائ اي فرائض لوانجام دين ہیں۔" یہ کم کروہ واپس مڑا اور مدھم قدموں سے باہر نکل گیا۔ میرے ہوش و حواس خراب ستھ۔ میرال نے بھی شاید اب اپ آپ کو سنبھال لیا تھا۔ وہ ارزتی ہوئی آوازیس

"اس كامطلب بك جاكره بهي تحيك مو كا\_" "ميران اب و مين تم س بحي يه سوال كرف ير مجور مول كد كيا تم زنده مو-" میران کاپنیے کی پر بولی۔ "خدا کے لئے جھے سے ایما سوال نہ کریں۔"

"خدا كے لئے۔" ميں نے پُرخيال انداز ميں كرون بلاتے ہوئے كها۔

"بيرسب سيسسي مب طلسي ماحول ب- يمال جو پکھ ب ناقابل ليتين ب- مين م کھے نہیں کھاؤں کی اس میں ہے۔"

" نيس ميرال يو تو مجوري ہے۔ جب تك جميں يمال سے فكنے كا موقع نيس ال جاتا۔ یہ سب کچھ ہمیں ضرور کرنا ہو گا۔ میں اے دیکتا ہوں۔" میں نے رخ بدلا اور ٹرالی كے پاس بيٹ كيا۔ كريس نے مقدى آيات روحنا شروع كيس اور روصنے كے بعد سامنے ر تھی ہوئی چیزوں پر چونک ماری۔ کوئی تبدیلی رونما نسیں ہوئی تھی۔ سب کا سب جوں کا توں تھا اس کامطلب تھا کہ سب ٹھیک ہے۔ میں نے میران کو یقین دلایا کہ اب اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ وہ جو پچھ سامنے ہے کھا سکتی ہے۔ میرال نے میری طرف دیکھا اور پھر میرے ساتھ آئیٹی۔ ہم نے یہ سامنے رکھی ہوئی چیزیں کھائی تھیں۔ ایک ے ایک اعلیٰ درج کی چزیں تھیں۔ سینڈوج 'چائے ' کچھ کھل میٹھے کی چزیں۔ ہم ب

"موں-"اس نے جذبات سے لرزتی مولی آواز میں کما۔ "نيند شين آري؟"

"و اٹھ کر بیٹھو باتیں کرو-" وہ میری بدایت پر اٹھ کر بیٹھ گئے- اس نے خمار آلود نگاہوں سے مجھے دیکھا چرہولی۔

"آپ نے جھ سے کما تھا کہ میں کون ہوں۔ آپ کو اپنے بارے میں بتاؤں۔" "أكر مناسب سمجو تو-" مين في جواب ديا اور ميران كرى سوج مين دوب عن-در تک وہ خاموش رہی پھراس کے ہونوں پر ایک عجیب ی مسراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ "مجھی مجھی انسان کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ کیا چز ہے۔ اگر میں حميس اين بارے ميں بناؤل تو تم اس پر يقين نيس كرو گے۔ مين ب شار واقعات كا مجموعه ہوں اور یہ تجریات تم یقین کرویا نہ کرو۔ خود میں نے اپی زندگی پر کئے ہیں۔" "جو پکھ کمہ رہی ہو مجھے سمجھاؤ۔"

ومیں کیا سمجھاؤں ممہیں جس وقت بمروز اس مشین کے بنچ دیا تھا تم نے میری حالت ضرور ديكمي موگ-"وه آپ سے تم ير آئي تھی۔ جھے يوں لگ رہا تھا جيے اس ك اندر کھ تبدیلیاں رونما ہوتی جارتی ہوں۔

"كياكمنا جائتي بو؟"

"میں نے زندگی میں وہ کھے کیا جس کاعام انسان تصور بھی نہیں کر علقے۔"

"اور پھريس خود اپنے بى جال ميں پھنتى چلى گئى- ميرا تعلق ايك ايے گرانے سے ہے جس کا تعلق علم و ادب والول سے تھا اور میں اس گھرانے کی ایک مفرد لوگ تھی۔ بچین ای سے میرے اندر زبردست دہانت محی اور میں نہ جانے کیے کیے مفولوں پر غور كرتى رہاكرتى محى اور يہ بھى الفاق ب كه ميرے والد كور نمنث سائنس ليبارثرى يس سب انچارج عقے اور جمیں اس عظیم الثان لیبارٹری میں ہی رہنے کے لئے جگہ ملی موئی محى- ميس نے ليبارٹري ميں داخل ہونے كے لئے ايك چور دروازه دريافت كرليا تھا۔ ايك السادروازه جس كاعلم ميرے والد صاحب كو بھى نئيس تھا اور پھر ميرى جو طبعيت يس تندى بروهتی گئی- میں نہ جانے کیوں ایک عجیب و غریب احساس کا شکار ہو گئی تھی اور وہ احساس مجھے پریشان کے دیتا تھا۔ لیمارٹری میں داخل ہونے کے بعد میں جب ان مشینوں کو دیکھتی

لو ميرا دل جابتا كه مين كوئي ايما كارنامه سر انجام دول جو كائنات مين ايك عجيب و غريب حیثیت کا حامل ہو۔ چنانچہ میں وہال مختلف کتابوں کا جائزہ لیتی رہی اور پھراس کے بعد میری نگاہ ایک عجیب و غریب مضمون پر جم کئی اور میں نے اپنے آپ آپ کو ایک عجیب و غریب کردار میں ڈھال لیا۔ میرے والد طویل عرصے تک سب انجارج رہے اور اس کے بعد وہ وہاں سے ریٹائرڈ ہو گئے بات صرف طازمت کی نہیں تھی ہماری اپنی زمین ایک شاندار علاقے میں تھی اور وہیں پر ہماری ایک پرانی حویلی بھی موجود تھی۔ اس حویلی میں ہم اکثر موسم گزارنے آ جاتے تھے۔ اس وقت میری عمر پندرہ سولہ سال تھی۔ ایک بار ہم حویلی پنچ تھ کہ جماری ایک خالہ جو بوہ تھی۔ جمارے پاس آئی۔ ایک بچی کے علاوہ ان کا اس دنیا میں اور کوئی نہیں تھا۔ میری والدہ جب تک زندہ رہی تھیں انہیں مالی امداد کے طور پر ماہانہ رقم ادا کرتی رہیں لیکن اب وہ بے حد پریشان تھیں۔ والدہ کا بھی انتقال ہو گیا تھا اور والد لا ابالی طبعیت کے مالک تھے چنانچہ وہ ان چکروں میں شیں رہا کرتے تھے بلکہ چو تکہ انہوں نے اپنی بوری زندگی لیب میں گزاری تھی۔ اس لئے یمال اس حولی میں بھی انہوں نے کچھ سائنسی تجربات کے انظام کر رکھے تھے۔ بسرحال خالہ کے آجانے کے بعد میں نے ان سے کما کہ خالہ! جو مشکلات آپ کو پیش آئی رہی ہیں اب وہ شیس آئیس گی-"خدا تمهيل زنده ركھے تم بت اچھي لڑكي ہو۔ يس تمهيل اس كا كوئي صله نميل وے سکتی سوائے دعائیں دینے کے۔ یہ بتاؤ تم نیرہ سے ملی ہو؟"

"شیں خالہ آپ سے ملاقاتیں ہی کتنی رہیں جو نیرہ سے ملاقات ہوتی؟ ویے میں اس کے بارے میں سنتی رہی ہوں۔"

"ميس اسے ملاتی موں تم سے-" نيره ايك سيدهي سادهي بحولي بھالي اوكي تھي- وه شرماتی موئی اندر آئی۔ مجھے سلام کیا تو خالد کئے گی۔

"نیرہ تہاری بمن نے ہمیں دنیا کے سامنے ہاتھ تھیلانے سے بچا لیا ہے ورنہ مارے یاس کوئی بھی ذرایعہ میں تھا۔"

"آپ کیسی باتیں کرتی ہیں یہ میرا فرض تھا۔" نیرہ اندر آگئی اور شرماتی ہوئی نگاہوں ے مجھے و مکھنے لکی پھر بولی-

"آپ کے بارے میں میں بہت کچھ من چکی ہوں۔ واقعی آپ بہت اچھی ہیں۔ میں آپ کی شکر گزار ہوں۔"

" بیٹی میرا! نیرہ بڑی اچھی بچی ہے۔ بڑی سعادت مند اور سمجھد ار۔" بسرحال نیرہ اور

علم کے جذبے کی تعریف کی اور بتایا کہ جدید علوم پر میری گری نظرہ۔ اگر اے موقع ویا جائے تو قلیل عرصے میں وہ مجھے اس دولت سے مالا مال کر دے گا۔ بجراس نے کہا۔ "لیکن حیرت کی بات ہے خاتون! میں نے آپ کے بارے میں مزید معلومات بھی حاصل کی ہیں۔ دراصل دیکھئے میں یہ طازمت حاصل کرتا چاہتا ہوں۔ مجھے یہ پہنہ چاہا ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کی صاحب زادی ہیں۔ جو گور نمنٹ سائنس لیمبارٹری میں صرف کہ آپ ایک ایسے شخص کی صاحب زادی ہیں۔ جو گور نمنٹ سائنس لیمبارٹری میں صرف ایٹ شوق کے لئے کام کرتے تھے۔ ورنہ یہ عظیم الثان حویلی اور اس کے اطراف میں تھی۔ "پیلی ہوئی زمین اتن ہے کہ انہیں ان تمام کاموں کی ضرورت نہیں تھی۔"

جیل ہوں رئین اس ب سے ایس میں اس اس کا میں اس سے کام رکھنا چاہئے۔ عظیم اللہ صاحب! "میرا خیال ہے آپ ادھراُدھر کی باتیں کریں۔" میرے رویے اور خٹک اندازے وہ ایک دم سنبھل گیا۔ مجھے دیکھنا رہا پھراس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھیل گئی اور اس نے

'''ابھی آپ میرے استاد نسیں ہے۔ بسرحال آپ یمال تشریف لائمیں۔ آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے گا۔ آپ مجھے بتائمیں گے کہ مجھے آپ کو کیا معادضہ دینا پڑے میں ہوں''

"یہ آپ ہی طے کریں گا۔" "پانچ ہزار روپے میں آپ کو پیش کر سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ آپ کی بقیہ تمام تر

ورمیان باقی تمام معاطات بھی ہے ہو گئے۔ بسرطال دوسرے دن سے میں نے عظیم اللہ سے پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک مجیب کی بے چینی ایک مجیب ساکرب میرے وجود میں بیٹا تھا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں ایسے پڑا سرار اور جدید علوم برق رفتاری سے سکھ لول جو اس دنیا میں میرے لئے انو کھ راستے کھول دیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ عظیم اللہ انتمائی قائل مخص تھا۔ مجھے جرت بوئی تھی کہ ایسا قابل آدی صرف پانچ بڑار روپ پر میرے بال طامت کیول کر دہا ہے۔ میری ظالہ سورج غروب ہونے ہے ہی پہلے چلی گئیں۔ ان کی بیٹھی تیار تھی اور کوچوان چاا رہا تھا کہ اگر رات ہوگئی قو رات کو بھٹک جانے کے امکانات ہیں۔ میں پچھے بجیب ی طبیعت کی مالک ہوگئی تھی۔ یہاں حویلی نے بچھے اس مصیبت میں پھنسایا تھا۔ بمرطال ان کے جانے ہے بچھے خوشی ہی ہوئی تھی۔ وہ تو میں کسی قدر تھائی پہند تھی۔ البتہ چند لحوں کے جانے ہے بچھے خوشی ہی ہوئی تھی۔ وہ تو میں کسی قدر تھائی پہند تھی۔ البتہ چند لحوں وال عورت نے نیرہ جیسی خواصورت اور زم و نازک لڑکی کی تخلیق کیسے کر لی۔ ان لوگوں کو گئے ہوئے بشکل تمام ایک گھنٹہ ہوا ہوگا کہ اچانک کسی نے میرے کرے کے دروازے پر دستک وی۔ ابھی تک میں مکمل طور پر اپنی حویلی کے طازمین سے واقفیت دروازے پر دستک وی۔ ابھی تک میں مکمل طور پر اپنی حویلی کے طازمین سے واقفیت نمین ماصل کر سکی تھی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک طازمہ کو دیکھا جس کی عمر خوبصورت تھیں اور ہو نول پر ایک دکش مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اس کی آئکسیں بہت خوبصورت تھیں اور ہو نول پر ایک دکش مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ میں اے دیکھ کر خوبصورت تھیں اور ہو نول پر ایک دکش مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ میں اے دیکھ کر چوبھرکی میں گھڑا باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔ پھراس نے اپنا چرہ گھا کر میری جانب دیکھا اور پر کیا۔ میں تریب آگر کئے لگا۔

"ميرا نام عظيم الله ب اوريس آپ س طاقات كرنے آيا ہوں۔" پھراس نے ميرے چرے كو غور سے ديكھتے ہوئے كما۔

"خاتون اگر میں غلطی نمیں کر رہاتو آپ میرال ہیں۔ اصل میں مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کو ایک استاد کی ضرورت ہے جو جدید علوم سے واقفیت رکھتا ہو۔ اگر آپ مناسب مجھیں تو پچھے دنوں کے لئے مجھے اپنی خدمت کا موقع دیں۔"

اصل میں یمال آنے کے بعد میں نے خفیہ طور پر ایک اشتمار دیا تھا۔ میری اپی وتی خضوص فطرت مجھے اس کے لئے مجبور کر رہی تھی کہ میں اپی پہند کے مطابق کام کروں لیکن بسرحال والد صاحب چونکہ مجھ سے اس طرح سے بے تعلق ہو گئے تھے کہ بھی ہفتے پندرہ دن میں ایک آدھ بار میری ان سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ ورنہ وہ اپ معمولات پندرہ دن میں ایک آدھ بار میری ان سے میں ایک طرح سے بہ حویلی میری اپنی تحویل میں مصروف رہا کرتے تھے اور میں اپنے میں ایک طرح سے بہ حویلی میری اپنی تحویل میں تی تحویل میں مقدر سے گئی اس کی تیز میں اور میں یمال کی مطلق العمال تھی۔ بسرحال میں اسے اندر لے گئی اس کی تیز نگاہیں مختلو کرنے کا انداز اور تیز رفاری تیجہ برآمد کر لینے کو میں نے دل میں سراہا۔ اس کا مزاج میری طبیعت سے مطابقت رکھتا تھا اس نے بھی کھلے دل کے ساتھ میرے حصول کا مزاج میری طبیعت سے مطابقت رکھتا تھا اس نے بھی کھلے دل کے ساتھ میرے حصول

ی ایک لڑکی جو بالکل ہی ہے مقصد سے عمل کے لئے وقت گزار رہی تھی اس طرح کسی واقعدے متاثر ہو جائے گی۔ بسرطال اس نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"اور میں عظیم اللہ کے ساتھ نت سے تجربات کرتی رہتی تھی۔ میرے ذہن پر ور حقیقت ایک ایها جنون سوار تھا کہ میں اس کائنات میں کوئی ایها کارنامہ انجام دول جو اللی نے خواب میں بھی نہ سوچا ہو۔ عظیم الله میرے ساتھ کوشش کرتا رہتا تھا۔ وہ خود بھی ایک زُاسرار مخصیت کا مالک تھا۔ جس طرح عاجزی کے ساتھ وہ میرے پاس آیا تھا۔ میں سمجھتی تھی کہ اے اس طرح کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو بت ذہین تھا اور اگر خود بھی کچھ کرنا چاہتا تو اے کوئی وقت نہ ہوتی۔ بسرحال جاری مسلسل کو شش کا متیجہ یہ ہوا کہ آہت آہت ہمارے تجمات کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا اور ایک دن وہ آیا جب ہم نے سے طے کرلیا کہ اب ہمیں ایک سمت میں اپنے تجربات و مشاہدات کو انجام دینا ہے۔ ہم نے ائی تمام صلاحیتی اس ست کے لئے وقف کر دیں۔ علم حیوانات اور علم نباتات ماری منول تھے۔ علم کیمیا کی مدد سے ہر چیز کے اجزاء الگ الگ کرنے اور انہیں جو ڑنے اور مقناطیس کی طاقت و قوت کو پر کھنے کے عمل کو ہم نے زندگی کا محور بنا لیا اور اس کام کو انجام دینے اور کسی عقیج ملک پھنچنے کے لئے ہم دونوں کو خاصی محت کرنا بڑی۔ عظیم اللہ میری حویلی میں مقیم رہا۔ سال میں ایک بار وہ اے کمی بوڑھے رشتہ وارے ملنے کے لئے جاتا کمین وہ خود بھی اب یماں کے ماحول کا عادی ہو گیا تھا اور کو شش کرتا تھا کہ جلدازجلد میرے پاس پہنچ جائے۔ روپے پیے کی کوئی پرواہ شیں تھی۔ میں نے اس سے كه ديا تفاكه پانچ بزار تو صرف اس وقت ايك مشابره مقرر كيا تفاجب تك بين اس جانتي نہیں تھی۔ اب پیپوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بسرجال ہم اپنا وقت گزارتے رہے۔ جارے گھر میں بہت سے ملازم تھے۔ والد صاحب شری زندگی کے اس طرح عادی ہو گئے سے کہ اب وہ کئی کئی مبینوں تک اس حویلی کا رخ نہیں کرتے تھے۔ یر ان ملازموں میں ایک نوجوان لڑکی جس کا نام عالیہ تھا۔ جمارے پاس رہتی تھی۔ میں اس سے خاص طور سے دلچیں لیتی تھی۔ جب تھک جاتی تو اے اپنے پاس بلالیتی۔ وہ میرے بورے بدن کو دیاتی اور اس طرح جمه سے بے تکلف ہو گئی تھی کہ بھی میرے پاس ہی لیف جاتی تھی۔ بسرحال ساری باتیں اپنی جگہ ہم دونوں اینے تجہات کو لوگوں کی نگاہوں سے دور حویلی کے ایک گوشے کے بوے کرے میں جے ہم نے اپنی لیبارٹری بنا لیا تھا کیا کرتے تھے۔ کی ملازم کو إدهر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ یمال کی صفائی ستھرائی بھی ہم دونوں ہی کرتے

اگرید این طور پر ان جدید علوم پر تجربات شروع کردے تو نہ جانے اس کا مقام کون ال ہو۔ بسرطال میں اس سے بہت زیادہ مرعوب ہو گئ تھی اور وہ مجھے میری پند کی مطابق موضوع پر تعلیم دے رہا تھا۔ پہلے تو میں نے اے کوئی خاص حیثیت نہیں دی تھی اور ایک معلم سمجھ کر اس سے پڑھ رہی تھی لیکن اس کی علیت نے مجھے مرعوب کیا تھا اور آہستہ آہستہ اس کا احرام کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ وہ بہت ہی محدود قتم کا انسان تھا اور میں این اس احقال شوق کی محیل بری برق رفاری سے کر ربی محی- مجھے یوں النا ا جے کوئی پراسرار قوت جھ سے یہ سب کھ کرا رہی ہے اور اس نے میری روح کو ا قضے میں لیا ہوا ہے۔ وہ مجمی مجمی اب مجھے تصحیر مجمی کرنے لگتا تھا۔ اس نے کہا۔ "صورتحال کچھ بھی ہو۔ سب سے پہلے تمہیں این نفس پر قابو پانا ہو گا۔ ہرمال میں اپنے آپ کو ضم کرنے کی قوت حاصل کرنی ہوگ۔ کمی بھی کام میں جلد بازی بید

نقصان دی ہے۔ آپ جو بھی کھ کرنا چاہیں اس کے ہر پہلو پر ضرور غور کر لیس تاک کام كرفي من آساني مو-"وه كمتا تقا-

" علت سے کام برتے ہیں۔ بنتے نہیں۔ خاص طور سے تم جن علوم کی تعلیم حاصل كررى مو ان مين و خاص طور ے اس بات كا تقاف ہے كہ عيث محتدات ول اور اطمینان و سکون کے ساتھ تجربات کرو۔ اس طرح تمماری تحقیق سے عجس کے نے رائے نظیم کے اور ممہیں حقائق کا پتا چلے گاجو آج تک دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ تم کوئی ایجاد کرنے یا پھر کی ایسی چیز کا پند لگانے میں کامیاب ہو جاؤ بو دنیا کو بالکل بدل کرر کا دے۔"

اس كے يد الفاظ ميري روح ميں اتر جاتے تھے اور ميں سوچتى تھى كديكى تو وہ مخض ب جو میری منزل ہے۔ میں مجھے کا نکات کے سریسة رازوں سے آگاہ کر سکے گا۔" وہ ایک کمے کے لئے ظاموش ہوئی میں جرت بحری نگاہوں سے اسے د کھے رہا تھا۔ كيها عجيب وغريب كردار ملاتها مجھے جب ميں نے اسے مشين گاہ ميں ديكھا تھا تو وہ ايك المرز ی بے وقوف می دوشیزہ نظر آرہی تھی لیکن اس کے دجود میں اتنی گرائیاں ہیں اس کا مجھے پہلے اندازہ نمیں تھا۔ وہ عالبا اس وقت میری سوچوں سے بے نیاز ہو گئی تھی اور اپنی ہی دنیا میں کھوئی ہوئی متی میں نے اب تک مصیبتوں کے افسانے سے تھے۔ خاص طور سے بہاڑوں والی سرکار کی جگہ مجھے جو انو کھے تجہات ہوئے تھے انہوں نے صرف بے بتایا تھا کہ انسان زندگی میں اپنی مشکلات کا حل یانے کے لئے نہ جانے کیا کیا حرکتیں کرتا ہے۔ الی اپ اس تجربے سے اس طرح خوش ہوئے تھے کہ مارے اعصاب مارے قبضے میں نہیں تھے۔ ہم دونوں نے کافی چینے کا فیصلہ کیا اور کافی چینے ہوئے آپس میں باتیں کرنے لگ

"دل کی دھڑ کن کا مطلب ہیہ ہے کہ پچھ کموں میں خون گروش میں آجائے گا۔ اگر میں ایس تجربے کی گرائیوں پر غور کرو میرال تو جہیں اندازہ ہوگا کہ اس کامیابی سے انسانیت کی گفتی خدمت کی جاسکتی ہے۔ سینکڑوں جانوں کو بچایا جاسکے گا۔ ہمارا تجربہ نیگیٹو ہمیں ہے۔ ہم اس طرح بہت می الی بیاریوں پر قابو پالیس کے جو نا قابل علاج ہوتی ہیں۔ پھید دن بعد ملک میں بڑے بڑے سائندانوں کا اجتماع ہونے والا ہے۔ بہت بڑے برے سائندان آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے ہم اس تجرب کی مفصل رپورٹ تیار کر لیں۔ لیکن ہم لوگ اس اجتماع میں شرکت نہیں کریں گے۔"

''کیوں؟ ایسا کیوں؟''عظیم اللہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر ظاموش زہاادر اس کے بعد اس نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیااور میں اس کمرے میں داخل ہو گئی جہاں قرش پر کتا پڑا ہوا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ سراٹھائے ہوئے بیار نظروں سے ہماری طرف دیکھ رہاہے۔عظیم اللہ نے کہا۔

رے یہ ایک ایس دریافت ہے جس کے بارے میں ابھی کی کو بتایا نہیں جا سکتا۔ اگر ہم نے اپنے تجربے کی تفصیل منظر عام پر پیش کر دی تو ہمارے بہت سے خواب شرمندہ تجیر ہونے سے رہ جائیں گے۔"

"اس سے پر تجربہ کرنے کے بعد جمیں یہ اندازہ ہو چکا ہے۔ کہ ہم کی انسان کو بھی اس سے پر تجربہ کرنے کے بعد جمیں یہ اندازہ ہو چکا ہے۔ کہ ہم کی انسان کو بھی اس شکل میں زندگی کی طرف لا سکتے ہیں۔ ہمیں ایک ایسا انسان تخلیق کرنا چاہئے جو کسی عال میں کمتر درج کا نہ ہو۔ اس کا ذہن اعلیٰ ترین ہو۔ جسم کا ایک ایک عضو خوبصورت اور کممل ہو اور وہ پوراکا پورا انسان ہمارے این ہاتھوں تیار ہو اور ہم یہ کام مرانجام دے سکتے ہیں۔ ہمارے تجربے کی کامیابی نے یہ اابت کر دیا ہے کہ ہم ایسے کسی انسان کو عالم وجود میں لا سکتے ہیں۔ "عظیم اللہ پُرخیال انداز میں گرون ہلانے لگا تھا۔

اور بہت ی الی چیزوں کا جن کا ملازموں کی نظروں سے دور رہنا ضروری تھا ان کا تحفظ کیا کرتے ہے۔ آخر کار کرتے ہے۔ آخر کار ماری محنت بار آور ہوئی۔ ہم ایک ایسے تجربے کی راہ پر لگ گئے جو بہت ہی جیب ا خریب تھا اور جس کا تصور بھی ہم نہیں کر کئے ہے۔ اس دن میں نے اپنے محاون سے کریب تھا اور جس کا تصور بھی ہم نہیں کر کئے ہے۔ اس دن میں نے اپنے محاون سے کریا

"اگر جم اپنامیر پسلا تجربه کسی کتے پر کریں تو؟" "خود میرے اپنے ذہن میں بھی میں خیال تھا۔" "اور کتا؟"

"اے میں حاصل کر اوں گا۔"

چنانچہ عظیم اللہ بستی کے ایک گوشے سے ایک کتا پکڑ کرلے آیا اور اس کے بعد ہم فیاس نے کو زہر بلا انجلشن دے کر مار دیا۔ کتا حرکیا اور ہم نے اسے اپنے تجہاتی تالاب میں ڈال دیا۔ وہ دو روز تک اس تالاب کے محلول میں پڑا رہا۔ دو روز کے بعد ہم نے اس پر مقناطیس کے عمل اور رد عمل کے تجہات کئے۔ ہماری کوشش کی تھی کہ جس طرح ہمی ممکن ہوسکے اس مردہ کتے کے بے جان ول کو دھڑ کانے اور حرکت دینے میں کامیاب ہو جا کیں۔ مقناطیمی تجہات کے فوراً بعد اس کے دل کی دھڑ کئیں سننے کی کوشش کی اور پر جرت اور خوشی سے ہمارے رو تکئے کھڑے ہوگئے۔ ہم لوگ کامیاب ہو گئے تھے۔ کتے پھر جرت اور خوشی سے ہمارے رو تکئے کھڑے ہوگئے۔ ہم لوگ کامیاب ہو گئے تھے۔ کتے کا دل دھڑ کئے رائع اور اس کی دل کی وحر کتی سننے والے آلے سے کتے کے دل کی وحر کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی دھڑ کئیں سننے والے آلے سے کتے کے دل کی

میں ایک بار پھر میرال کی گفتگو میں مداخلت کا باعث بنا۔ میں نے کما۔ "لیکن میرال! ایک بات بناؤ تنہیں میں تجربہ کرنے کا خیال کیوں آیا؟"

"آه- تم يقين كرلوك اس مين كوئى پُرامرار قوت ميرے وجود مين برمر عمل تقى۔
وه مين نمين تھى جوبيہ سب پچھ كررى تھى۔ اس قوت نے اس طرح ميرى دل و دماغ پر
قابو پاليا تھاك ميرى سوچ كا جر دائره اس جانب شقل ہو چكا تھا اور ميرى دلى آر زو تھى كه
ميں سے تجربہ كامياب بناؤں۔ بسرحال اس كے بعد ہم نے اس كے كو برابر كے كمرے ميں
لے جاكر ركھ ديا اور عظيم الله ميرے پاس آگر بيٹھ گيا۔ اس نے مجھے رائے دى كه ميں
خون كى مناب كردش كے لئے اى طرح كے كو تھو رئى دير كے لئے چھوڑ دوں۔ ہم لوگ

"آپ مجھے اپنے ہاتھ پیر دہانے کے لئے نہیں بلاتیں؟" "نمیں عالیہ جب بھی میرے بدن میں درد ہوتا ہے تو میں تمہیں بلالیتی ہوں۔

بلاوجه تكليف دينے سے كيا فائده-"

"ایک بات کول؟" اس نے عجیب سے لیج میں کما اور میں نے چونک کر اس کی صورت ریسی- مجھے اس کی نگاہول میں عجیب سے تاثرات نظر آئے وہ ایک مخمور سا انداز اختیار کئے ہوئے تھی۔ عالیہ کی آ کھوں میں میں نے جو تاثرات دیکھے تھے انہوں نے مجھے جران کر دیا تھا۔ کس متم کی اڑی ہے ہے؟ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے عالیہ میرے لئے اینے دل میں کوئی خاص جذب رکھتی ہو۔ تھوڑا سااس موضوع پر بھی پڑھا تھا میں نے۔ بعض اوقات انسان این ہم جنس سے اس طرح متاثر ہو جاتا ہے کہ اس کا عشق انتا کو پہنچ جائے اور وہ ہراس چیز کی طلب کرے جو اے اپنے محبوب سے حاصل ہو سکتی ہو۔ یہ ایک الگ موضوع تھا لیکن اس وقت سی اور موضوع پر اپنے آپ کو مصروف نمیں کر على تھى ورنداس وقت عاليه ميرے كئے بمترين تجربه ثابت ہوتى۔ ميں نے تو عظيم اللہ كو ب ذے داری دے دی تھی کہ اب وہ میرے لئے کی انسانی جم کو عاصل کرے اور تعظیم اللہ ان کو ششوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ میں یہ محسوس کرتی تھی کہ عظیم اللہ مجھ ے زیادہ ان تمام معاملات میں ملوث ہے۔ رات کو وہ محور الگاڑی لے کر نکل گیا تھا اور مجھے پت بھی نمیں چلا تھا۔ اکثر اس کے اپنے معمولات ذرا الگ مو جایا کرتے تھے۔ ہاں۔ جب ہم دونوں کو کوئی مشترکہ عمل کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی تو ہم یکجا ہو جاتے تھے۔ بسرحال عظیم اللہ کوئی آدھی رات کو واپس آیا اور اس نے مجھے جگا کر لیبارٹری چلنے

"خريت- كوئى خاص بات موكى ع؟"

" فنیس آپ آیئے۔" اس نے کما اور میں اس کے ساتھ لیبارٹری پہنچ گئی۔ لیبارٹری میں اس وقت گرا ساٹا اور تاریکی تھی۔ میں اندر داخل ہونے کے بعد روشنی کی جانب بڑھ گئی اور کچھ لمحول کے بعد وہاں تیز روشنی مچیل گئے۔ اس تیز لاش میں میں نے آپریشن ٹیبل پر ایک انسانی جسم کو دیکھا اور چونک پڑی۔

"ي ..... يه كون ب؟" " فريم- "عظيم الله في جواب ديا-"اده- مرده به ؟" تھوڑی دیرِ تک وہ میری شکل دیکھتارہا پھراس نے کہا۔ "لیکن سوچ لو میہ سب پچھ قانونِ قدرت کے خلاف ہے اور اس فتم کی تخلیق برائیوں کا دروازہ کھول دے گی۔"

"جہال تک قانونِ قدرت کا تعلق ہے ہم لوگ پہلے ہی اس جرم کاار تکاب کر چکا ہیں۔ کیا ہے حقیقت نہیں ہے کہ قدیم رسم و رواج کے مطابق مرنے والوں کو بھٹے ہیں۔" کے لئے مردہ تصور کر لیا جاتا ہے۔ جب کہ ہم ایک کتے کو دوبارہ زندگی دے چکے ہیں۔" بیں نے نگاہیں اٹھا کر کتے کو دیکھا تو میری اس بات کی تقدیق ہو گئے۔ وہ اٹھا اور اپنے پورے جم کو اس طرح بلانے لگا جیے اپنے اعضاء پر یقین کر رہا ہو۔ پھر اس نے مرهم توازیم بھونکنا شروع کر دیا۔ میں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ہاتھ کی مضیوں میں ایسے راز پوشیدہ ہیں جن کے متعلق خواب و خیال میں بھی سوچا گیا۔ قدرت نے انسان کی قوت کچھ محدود کرنے کے لئے فد ہب اور رسم و رواج کی ایسی دیواریں بنا دی ہیں جن کو تو ژنا آسان نہیں۔ لیکن ہم ایک ایسا عمل کر پیکے ہیں۔ "عظیم اللہ نے میری جانب دیکھا اور پھر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ پولا۔

"مگرتم انسان کی تخلیق کمن طرح کر سکتی ہو۔ وہ تو فطرت کا ایک عمل ہے جس سے انسان وجود میں آتا ہے اور اس عمل کے لئے ایک مرد اور ایک عورت۔"

"نسیں- یمی تو تجربہ ہوگا میرا۔ ہم سب سے پہلے ایک فریم منتخب کرتے ہیں۔ تم چاہو تو اسے جہم بھی کمد سکتے ہو۔ کیونکہ کمی بھی گاڑی میں پرزے فٹ کرنے کے لئے اس کے چیسز کی ضرورت اولین حیثیت رکھتی ہے۔ ہمرحال ہم انسانی جم حاصل کرکے اس کا کام کرتے ہیں۔"

"انسانی جم-کیا ہر ملم کی اشیاء ہے بیاز؟" اس نے سوال کیا۔
"شیس- ظاہرے ایسا کوئی جم کسی مارکیٹ میں نمیں مل سکتا۔ میرا مطلب ہے جم
کا فریم۔ جمیں ایسا جم کسی ایسی جگہ ہے حاصل کرنا ہوگا جمال ہے ہم اے حاصل کر کئے
ہیں۔ " بسرحال ہم دونوں خاموش ہو گئے۔ کتا ہر لحاظ ہے ٹھیک تھا اور ہم دونوں کے لئے
ایک مشکل چیش آربی تھی کہ اے دو سروں کی نگاہوں سے کیسے چھپایا جائے۔ چنانچہ یہ
مناسب سمجھا گیا کہ ہم اے آزاد کر دیں اور وہ جمال پہلے رہتا تھا وہاں چلا جائے۔ ای دن
دو پسر کے بعد جب جس لیبارٹری سے اپنے کرے کی طرف جا رہی تھی کہ ایک دم سے
عالیہ نے میرا داستہ روک لیا اور مسکراتی نگاہوں سے جمھے دیکھتی ہوئی ہوئی۔

ایک حصہ ہمارے لئے بڑا جران کن تھا۔ اس کے لیج لیج ہاتھ تھے جو انسانی ہاتھ معلوم ہی شیس ہوتے تھے۔ اس قدر خوفناک اور نوکیلے پنجوں والے البتہ میں نے عظیم اللہ کو کچھ الجھا ہوا یایا تھاوہ کہنے نگا۔

"میری مجھ میں نہیں آتا کہ بیہ بے سرکی لاش ہمارے کس کام آئے گی؟"
"عظیم اللہ تم نے اس انسان کے ہاتھ دیکھے ہیں۔ پلیز! مجھے ایک بات بتاؤ۔ کوئی
الی جگہ ہے جمال سے ہمیں آسانی سے مناسب ہاتھ دستیاب ہو جائیں۔"
"لیک جگہ ہے جمال سے منو۔"عظیم اللہ نے کما۔

" شمیں میں کچھ سنمنا شمیں چاہتی۔ اتنی تکلیف اور پریشانیوں کے بعد ہمیں کچھ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن اور کیوں بزدلی کی نشانی ہے۔ تم ایسا کرو۔ جھھے لگتاہے تم پر یہ لاش بری طرح اثر انداز ہوئی ہے حالانکہ تم ہی اے اٹھا کر لائے ہو۔ لیکن تم آرام کرو۔ معھدی"

دو کسی لاش کا حصول کتا مشکل کام ہے اس کا تنہیں اندازہ ہونا چاہئے۔ "

دو تعلیک ہے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا میں بسرحال تہمارے ساتھ ہوں۔ ہاں اگر کہیں ہے۔ جمیں دو انسانی ہاتھ حاصل ہو سکیں تو یہ ہماری کامیابی کے لئے انتمائی ضروری ہے۔ "
عظیم اللہ نے اس بارے میں کچھ نہیں کما تھا۔ نہ جانے کیوں میں محسوس کررہی تھی کہ وہ
کچھ بدل ساگیا ہے۔ میں نے اس سے اس بارے میں سوال بھی کیا لیکن اس نے مجھے
جواب نہیں دیا۔ بسرحال وقت گزر تا رہا۔ پھر میں نے فیصلہ کیا کہ میں خود ہی اس سلط میں
کوشش کر سکتی ہوں۔ چنانچ میں نے ایک گور کن سے رابطہ قائم کیا جب میں نے اے
کوشش کر سکتی ہوں۔ چنانچ میں نے ایک گور کن سے رابطہ قائم کیا جب میں نے اس

"مگرلی بی صاحب!" "اگر مگرکی ضرورت نمیں- بید دیکھو بید کتنے پینے ہیں-" میں نے ایک ہزار کا نوٹ اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"بزار روپے ہیں جی-" " یہ دیکھو اب یہ کتنے ہو گئے؟" "دو ہزار بی بی جی-" "اور اب؟" " تین ہزار-"گور کن کی سائس پھولنے گلی- "بال ایک حادثے کا شکار مخص جو لاوارث تھا اور اس کی لاش لے جانے والا دہال کوئی نہیں تھا۔ میں نے غور سے اس کی شکل دیکھی۔ بہت بھیانک شکل تھی ایبا لگا تھا جیسے عظیم اللہ اس کی ویرانے سے اٹھا کر لایا ہے۔ اس کے جمم کے مختلف حصوں کو جانوروں نے کھالیا تھا اور اس کی آنکھوں اور چرے کا بہت ساگوشت غائب تھا۔ اس کا سربھی بالکل خراب ہورہا تھا۔ کیونکہ شاید حادثہ کا شکار اس کا سربی ہوا تھا۔ بسرحال میں سربھی بالکل خراب ہورہا تھا۔ کیونکہ شاید حادثہ کا شکار اس کا سربی ہوا تھا۔ بسرحال میں اس کے جم کو دیکھتی رہی۔ بھرمیں نے عظیم اللہ سے کہا۔

"حادث میں اس کا سرجس طرح زخی ہوا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا سرجارے کمی کام نمیں آسکتا۔"

''تو سرجدا کرد۔'' عظیم اللہ نے بنونی سے جواب دیا۔ ہرطال اپنے کام کے جس نے اس بغیردماغ دالی کھوپڑی کائی حاصل ہو جانا غیمت سمجھااور آپریشن کی بڑی چھری پھیلائی۔ لاش بڑی میز پر بڑی ہوئی تھی۔ آپ کو چرت ہو رہی ہوگی جناب! لیکن بیں آپ سے پہلے ہی کہ چکی ہوں کہ اس بھیانک عمل میں میرے اپنے ارادے کا دخل میں آپ سے پہلے ہی کہ چکی ہوں کہ اس بھیانک عمل میں میرے اپنے ارادے کا دخل منیں آپ سے پہلے ہی کہ چکی ہوں او جھے احساس ہو جاتا ہے کہ میرے وجود میں کوئی اور ہی عمل کر رہا تھا۔ عظیم اللہ نے جھے چرت بھری انگاہوں سے دیکھا۔ جھ چسی الرگی اور ہی عمل کر رہا تھا۔ عظیم اللہ نے جھے چرت بھری انگاہوں سے دیکھا۔ جھ جسی الرگی سے اتی سنگدلی کی توقع نمیں کی جائتی تھی لیکن میں نے بسرطال اس کا سرگردن کے پاس سے اتی سنگدلی کی توقع نمیں کی جائتی تھی لیکن میں نے ایک جانب لیپٹ دیا۔ اس سرکو ضائع سے پہلے کاٹ دیا اور اس کئے ہوئے سرکو میں نے ایک جانب لیپٹ دیا۔ اس سرکو ضائع کرنے میں داقع تیزاب کے آلاب میں ڈال دیا۔ میں جانتی تھی کہ تھوڑی دیر بعد یہ پورا کونے میں داقع تیزاب کے آلاب میں ڈال دیا۔ میں جانتی تھی کہ تھوڑی دیر بعد یہ پورا کر بھد میڈیوں کے اس طرح گل جائے گا کہ اس کا پہتے بھی نمیں چلے گا۔

بہرطال اس کے بعد میں باتی جم کی حالت دیکھنے کے لئے اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔ تباہ شدہ چیز ضائع کر دی گئی تھی۔ کیونکہ نہ اس کی آئکھیں میرے کام کی تھیں تہ باتی جم میرا مطلب گردن تک کا اوپری جم یا سراور چرے مکمل طور پر کار آمد چنانچہ میں نے اشارہ کیا اور عظیم اللہ اور میں اس پورے جم کو دھو دھلا کر صاف کرنے گئے۔ ہم نے اشارہ کیا اور عظیم اللہ اور میں اس پورے جم کو دھو دھلا کر صاف کرنے گئے۔ ہم نے اشارہ کیا اور عن تک بلکہ یوں کمنا چاہئے کہ گردن سے پاؤں تک پنیوں سے لیٹنا اور آخر کار اسے اسپرٹ کے تالاب میں ڈال دیا تاکہ گلنے اور سرٹ نہ پائے۔ بسرطال سرکئی آخر کار اسے اسپرٹ کے تالاب میں ڈال دیا تاکہ گلنے اور سرٹ نہ پائے۔ بسرطال سرکئی ہوئی سے لاش تھوڑی می ہم پر اثر انداز ضرور ہوئی تھی۔ سے انسان کی بے حرمتی تھی بے وقدری تھی۔ میں نے دیکھا کہ عظیم اللہ بھی جذباتی ہونے کے باعث کانپ رہا ہے۔ لاش کا قدری تھی۔ میں نے دیکھا کہ عظیم اللہ بھی جذباتی ہونے کے باعث کانپ رہا ہے۔ لاش کا

ہے کہ میری ذات پر ضرب لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور میں بات میں تم سے بھی کہتی ہوں نیرہ! تم لیجارٹری کی جانب رخ مت کرنا ورند۔" نیرہ نے اس بات کا برا تو نمیں مانا تھا یا مانا ہو تو جھ سے کم از کم اظہار شمیں کیا تھا۔ میں نے اس وقت عظیم اللہ سے کما۔
"وعظیم الله صاحب! میں ایک ایک چیز لے کر آئی ہوں جس کے لئے آپ کا میرے

ساتھ ملنا بہت ضروری تھا۔"

وكيامطلب؟

"آپ چل کر دیمیئے تو سی۔ کیا تحفہ لائی ہوں آپ کے لئے۔" نیرہ بھی اس وقت ہمارے پاس ہی موجود تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ نیرہ کے انداز میں ایک افسوس زدہ تکلیف پیدا ہوگئی۔ میں نے جلدی سے اس سے کما۔

"مرتمين يه باته كمال ع عد؟"

"بس یوں سمجھ لومیں نے ایک لاش سے حاصل کئے ہیں۔ گور کن کو ایک مناسب اوضہ دے کر۔"

"دلیکن میں سمجھتا ہوں تم واقعی ایک ایسے نظریے پر کام کررہی ہو جو ناممکن ہے۔"

"کوئی بات ناممکن نہیں ہوتی اسپرٹ کے تالاب میں پڑا ہوا ہمارا دوست ایک بار پھر
ایسے شاندار ہاتھ لے کر پیدا ہوگا کہ دنیا میں گئے چئے لوگوں میں اس کا شمار ہوگا۔"

"یہ لڑکی کون ہے؟" عظیم اللہ نے اچانک ہی موضوع بدل کر کہا۔
"میری خالہ زاد بمن اور یوں سمجھ لو کہ اب یہ پیمیں رہے گی۔"
"کیا اس کی موجودگی ہمارے کاموں میں رکاوٹ نہیں ہے گی۔ تمہارا کیا خیال ہے

"اگر اس میں ہم دو اور ڈال دیں تو؟" "تو جی پانچ بزار روپے ہو جاتے ہیں۔"

" یہ میں نے دو اور ڈال دیئے۔ اور اب تم یہ سب اپنی جیب میں رکھو لیکن میرا کام ہونا چاہئے۔ "گور کن کو دونوں ہاتھ کاٹنے میں کتنی دفت کا سامنا کرنا پڑا اس کا مجھے تو سکھ طور پر اندازہ نہیں تھا لیکن گور کن بے حد خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک پلاسک کے شاپر پر میں لاش سے کائے ہوئے دونوں ہاتھ میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "بس جی۔ بہت بڑا گناہ کیا ہے ہم نے اللہ جمیں معاف کرے۔ "

میں وہ کام کر لائی تھی جو عظیم اللہ نے نہیں کیا تھا۔ یہ میرے اندر کی ہمت تھی۔
پھرجب میں گھر پپنی تو کوئی مہمان گھریر آیا ہوا تھا۔ میں نے اس مہمان کو دیکھا۔ وہ نیرہ تھی۔ حسن و جمال کی ایسی مورت بن گئی تھی وہ کہ اے دیکھ کر انسان ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ہوس رکھے۔ وہ مسکرا کر مجھ سے لیٹ گئی۔ عظیم اللہ اس سے باتیں کررہا تھا۔ نیرہ نے بتایا کہ خالہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے مجھے اطلاع دی مسلم کین میں نے ان پر توجہ نہیں دی۔ وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گئی کہ بس اتا ہی رشتہ تھا ہمارا۔

"دنیس مجھے اطلاع نہیں علی۔" میں نیرہ کی آمدے خوش ہوئی تھی اور اسے جرت سے دیکھتی رہ گئی تھی۔ وہ میری توقعات سے کہیں زیادہ خوبصورت تھی۔ اس کے سفید خوبصورت دانت ستاروں کی طرح چیکتے تھے اور اس کے جم کا ایک ایک انگ سٹک مرمرکے مجتے میں ڈھلا ہوا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں اس کی تعریف کی تھی۔ ہرحال نیرہ کے آجانے سے تھوڑا سا معمولات میں فرق پڑا لیکن میں نے وہ کئے ہوئے ہاتھ احتیاط کے ساتھ لیہارٹری پہنچا دیے تھے اور اس کے ساتھ ہی اپنے خاص ملازموں کو ہدایت کر دی تھی کہ میرے اور عظیم اللہ کے علاوہ کوئی بھی لیبارٹری کی جانب رخ کرے تو اسے خی سے دوک دیا جائے اور اگر وہ زیادہ جدوجہد کرے تو مجھے اطلاع دی جائے۔ اصل میں نیرہ ہی سے خطرہ تھا۔ وہ بے تکلفی سے مجھ سے کہنے گئی۔

"دور تمہارا جنون ابھی تک ختم نہیں ہوا۔"

"جنون ختم ہو جاتا ہے تو انسان ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ورنہ پاگل رہتا ہے اور میں اب بھی پاگل ہوں۔ اپنی تمام ملنے والیوں اور بھی پاگل ہوں۔ اپنی تمام ملنے والیوں اور بھی پاگل ہوں۔ اپنی تمام ملنے والیوں اور دوستوں سے ایک بی بات کہتی ہوں کہ میری لیبارٹری کی طرف رخ کرنے کا مطلب سے

میں نے گری نگاہوں ہے اسے دیکھا اور ایک ٹھنڈی سائس لے کر خاموش ہو گئے۔
وہ مجھے دیکھا رہا۔ پھر دروازے سے باہر چلا گیا لیکن میں جانتی تھی کہ اس نے پوری زندگ
میرے ساتھ صرف کر دی ہے۔ یعنی زندگی کا وہ عظیم حصہ چنانچہ وہ اس تجربے سے دور
نمیس رہ سکے گا اور آخر کار واپس آجائے گا۔ میں نے ہاتھوں کی حفاظت کے انتظامات کے
اور اس کے بعد خود بھی لیبارٹری سے باہر نکل آئی۔ پھراس کے بعد تقریباً تین دن تک
میرے اور عظیم اللہ کے درمیان کھچاوٹ رہی۔

اس دوران دو تین بار نیرہ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ نیرہ یمال آگر بہت خوش محى اور اس بات كى شكايت بھى كردى محى كديس اسے زيادہ وقت نميں دے رہى تھى۔ میران زیادہ وقت اپنی لیبارٹری یا مجرلا برری میں گزر تا تھا اور میں اے تجرب کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر رہی تھی۔ جھے جرت ہوئی کہ عظیم اللہ اس کے بعد لیبارٹری میں نہیں آیا البتہ میں نے اے نیرہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دیکھا تھا۔ اس بات کی جھے بالکل امید نہیں تھی کہ وہ نیرہ کو میرے خلاف بحرکانے کی کوشش کرے گا۔ میں تو یہ مجھ رہی تھی کہ دو تین دن کے بعد اے عقل آجائے گی اور دہ میرے یاس پہنے جائے گا لیکن وہ نمیں آیا تھا۔ رفتہ رفتہ تعظیم الله اس تجرب سے بالکل ہی بے نیاز ہو گیا۔ میں اس کے بارے میں اب اس اندازے تو نہیں سوچ علی تھی کہ وہ میرا تخواہ دار المازم ہے۔ ہم لوگوں نے رفاقت کے طویل لحات جس طرح گزارے تھے۔ وہ بت بی اہمیت کے حامل تے اور اس کے بعد مارے درمیان سے مالک اور ملازم کا فاصلہ ختم ہو گیا تھا۔ چنانچہ مجھے عظیم اللہ کے رویئے پر برا دکھ ہو تا تھا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ اب وہ نیرہ کی جانب متوجہ رہتا ہے اور زیادہ تر اس کے ساتھ نظر آتا ہے۔ نیرہ حالات کا شکار ہو كريهال آئي تھي۔ اس كے مجھ ير كوئي حقوق نہيں تھے۔ اكثروہ مجھ سے كہتى تھي۔ "ميران! تمهارك يه تجربات نه جانے كون مجھے يه محسوس موتا ہے۔ جيس مجھے تم ے دور کے ہوئے ہیں۔ آفر تمارا یہ جریہ کب حم ہوگا؟"

مجھی وہ إدھر كا رخ كر سكے گی۔ میں سجھتا ہوں كہ وہ ايك بار ضرور اس ليبارٹری كو ديكھے گی اور ہم يمال جو كچھ كررے ہيں وہ بھی انتنائی خوفتاك ہے۔ اگر كى كو پيد چل جائے۔ "ميں بنس پڑی۔ ميں نے كما۔

"فرض کرد اگر اے پیتا چل بھی گیاتو یہ اس کی خوش نصیبی ہوگ۔" "کیا مطلب؟"

"وہ اس بات کو جان کر بہت خوش ہوگی کہ وہ مجھی نمیں مرسکے گی۔ سمجھ رہ ہونالہ وہ بیش ہیشہ ندہ رہے گئے۔ سمجھ رہ ہونالہ وہ بیشہ بیشہ زندہ رہے گی۔ ہم اے بار بار زندہ کر سکیں گے۔" میں نے عظیم اللہ کے چرے پر ایک رنگ آتا ہوا دیکھا تھا۔ بسرطور اس نے گردن جھنگی اور مجیب سے انداز میں ظاموش ہو گیا۔ کچھ کمچے ظاموش رہا گھراس نے کہا۔

"کین میں تممارے تجربے میں شرکت نہیں کروں گا اور بہت مکن ہے کہ تمہیں بھی اس سے باز رکھنے کی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں۔"

"دیکھوعظیم اللہ! ہم تھوڑے عرصے کے اندر انتائی عظیم شرت افتیار کرجائیں گے۔ میرے ماتھ ماتھ تم بھی اتنے ہی مشہور ہو جاؤ کے کہ لوگ تہیں دیکھ کر فخر کریں۔"

"بات اصل میں بیہ ہے کہ میرال کہ ہم جو تجربہ کرنا چاہتے ہیں جانوروں کی حد تک تو وہ ٹھیک تھا لیکن انسان کی تخلیق! تم خود سوچو کیا بیہ خدائی میں دخل کے مترادف نہیں

"دیکھو سائنس انسانی زندگی کے لئے ہر آسانی میاکرتی جارہی ہے۔ تم یہ بات کیوں میں سوچتے کہ یہ بھی سائنس کا ایک بہت بڑا کارنامہ تصور کیا جائے گا۔ میڈیکل سرجری میں ہم سب پر فوقیت افقیار کرلیں گے۔ تم ان فضول باتوں کو چھوڑو۔ ان ہاتھوں کو اپنے دوست کے جم سے جوڑنے میں میری مدد کرو۔ دیکھو تو سبی اس کے اصل ہاتھ کاٹ کر شے ہاتھ جوڑنے میں کیسامزہ آتا ہے۔"

"سوری- میں تہماری کوئی مدد نمیں کرسکتا اور اگر تم نے میری بات نمیں مانی تو میں یسال سے چلا جاؤں گا اور اس لڑکی کو بھی میں یکی ہدایت کروں گا کہ تم جیسی خونخوار عورت سے بچنے کی کوشش کرے کیونکہ تم نے ابھی جو بات کمی ہے وہ بڑی سلنی خیز ہے۔ لیعنی مید کمی سے در میان مداخلت کی تو تم اس پر بھی میں تجربہ کر والو گے۔"

آ تکھیں بالکل تازہ ہونی چاہئیں۔ ایک مخصوص وقت تک ان کی اہمیت برقرار رہتی ہے اور اس کے بعد ان کی اصلیت ختم ہو جاتی ہے۔ وہ عرصہ دس سے بارہ گھنٹے کا تھا۔ ملاقات گور کن کے علاوہ کمی اور سے کیسے کر علق تھی لیکن اس بار وہ مجھ سے بہت اچھی طرح ملا اور بنس کر بولا۔

"اب كيا جائي بي بي بي بولواب كيا جائيج؟ اب توجي تهمارا انظار كرف لكا مول-اصل جي اس بار جي بيار نهي موا اور جانتي مو اس كي وجه كيا تقى؟" بيس في سواليه نگاموں سے اسے ديكھا تو وہ بولا-

"اس بار میں نے بہت چھوٹی ہی قبر بنا دی تھی اور اس قبر میں میں نے اپ ضمیر کو دفن کر دیا تھا۔ بس اس کے بعد کوئی تکلیف شین ہوئی۔ پہتہ یہ چلا کہ ضمیر ہی ایک ایک چیز ہے جو انسان کو پریشان کرتا ہے اور طرح طرح کے خوف دلانے والے عمل کرتا ہے مگر کہیں تم مجھے سے ضمیر مت بانگ میشنا کیونکہ اس کا کوئی ظاہری وجود نہیں ہو تا۔ "گور کن کی باتیں سن کریں جران رہ گئی تھی۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی فلاسفر پول رہا ہے۔ یہ گور کن کے الفاظ تو نہیں تھے۔ بہر حال میں نے اس سے کہا۔

" دو آئیمیں۔ مرنے کے بارہ گھنے کے اندر اندر۔" " رو آئیمیں۔ مرنے کے بارہ گھنے کے اندر اندر۔"

" عامًا ب

"بيل بزار-"

"وے ووں گی-" میں فے لاروای سے کنا-

"دس بزار ایدوانس وے دو۔ مردہ آتے بی میں یہ کام کرلوں گا۔" تیسرے دن گور کن ایک پیک لئے میرے پاس پہنچ گیا اور اس نے دو آتھیں میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

" کتے کے بچے اس کے بعد تو یمال آیا تو میں تیری یہ آ تکھیں نکال لول گی۔ " میں نے غرائی ہوئی آواز میں کما اور کتے کا بچہ جیرت سے آ تکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

 خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس نے وحشت بھری آواز میں کہا۔ "اب تنہیں کیا چاہیے؟"

ن کو ایک کام کراتی ہو جھ سے کہ میری سمجھ میں شیں آتے۔" خوفناک کام کراتی ہو مجھ سے کہ میری سمجھ میں شیں آتے۔"

"سنو- مجھے کسی تازہ جم کی کھوپڑی جائے۔ معاوضہ وس بزار۔" گور کن آ تکھیں بند کر گہری گہری سانس لینے نگا تھا۔ پھراس نے کہا۔

"کوئی تازہ مردہ شیں آیا ہے البتہ تین دن پراتا ایک مردہ موجود ہے۔ کیا اس کی کھوپڑی تسارے کام آسے گی؟"

"نكال كردكھاؤ مجھے۔" میں نے كما گوركن قبرستان میں ایک طرف بروھنے لگا۔ میں اس كے ساتھ ساتھ تقی۔ اس نے چاروں طرف دیكھا اور پھرایک قبر كی كدائی شروع كر دى۔ قبر آن ہى ہوئی تھی اور گوركن كی ہاتھ كائپ رہے تھے۔ کچی طبیعت كا معلوم ہو آ تھا بسرحال اس نے قبر كھود لى اور كفن كا سامنے والا حصہ ہٹا كر مجھے وہ شكل دكھائی۔ میں نے كھورائی ہلا دى۔ گوركن نے ایک تیز دھار ہتھیار كی مدد سے كھورائی مردے كے جم سے مليحدہ كی اور اس شاپر میں ذال كر ميرے حوالے كر دیا۔ میں نے وس ہزار روپ سے عليحدہ كی اور اس شاپر میں ذال كر ميرے حوالے كر دیا۔ میں نے وس ہزار روپ اس وے دے تو وہ لرزتی آواز میں بولا۔

"بہو سكتا ہے كى دن تمهارى دى ہوئى رقم ميرے ہى كفن دفن كے كام آئے كيونكه كچيلى بار جب ميں نے ہاتھ كائے تھے۔ اس وقت ميں تين دن تك يمار رہا تھا۔ شديد بخار رہا تھا۔ رقم كى ضرورت كے شيں ہوتى ليكن ميں جو كچھ چے رہا ہوں دنيا كاكوئى جج كوئى عدالت اس كے لئے مجھے معاف شيں كرسكے گى اور آسان كى عدالت ميں تو مجھے سزا ملنى بى ہے۔ ديكھوكيالكھا ہے نقد رہيں۔"

میں اس کی بکواس پر قوجہ دیے بغیرانی آرام گاہ میں آگئی اور اس کے بعد میں نے اپنی لیبارٹری میں اس کھوروی کا تجزید کیا۔ جھے بری مایوسی ہوئی تھی۔ یہ کھوروی دیمھنے میں قو بہتر تھی لیکن اس کی آئیسیں ختم ہو چکی تھیں اور دماغ بھی جگہ جگہ ہے قبر کے کیڑے مکو ڈول نے کھا لیا تھا لیکن ہرحال میں نے وہ کھورٹری اس جسم سے مسلک کی اور اب جھے آئھوں کی تلاش تھی۔ دو آئیسیں لیکن آئھوں کے بارے میں یہ علم ہوا تھا مجھے کہ

"دے دو۔ کین مجھ سے کوئی اور فرمائش مت کرنا۔" میں نے دی بزار اسے ائے۔ ایک کمے اے دیکھتی رہی تو وہ آہت سے بولا۔

"اتن عاد تیں بگاڑ دی ہیں تم نے میری کہ میں بنا نسیں سکتا۔ بولو کیا جاہے اور کتا معادضہ دو گی؟" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ سیل گئ میں نے کما

"الوك سيم اب محمد ته سي كه منس عائد معما لكن ايك بات اين زين یں رکھنا اگر بھی بہت زیادہ چالاک بن کر زبان کھو گئے کی کوشش کی تو مجھے ابھی زبان دل اور ملجي كي ضرورت ب اور يه تينول چزي تيري مول كي مجها؟ اي آپ كو بت زياده عالاک مت سجمنا۔ اگر خود کو کچھ سجمنا ہے تو گال دی ہے میں نے تجھے آجا۔ مجھے نقصان " نچاس گالی کے بدلے" وہ ایک دم سے جران رہ گیا اور عجیب ی نگاموں سے مجھے دیکھتا

"شیں جی- ہم نے خود بھی تو جرم کیا ہے۔ بھی زبان شیں کھولیں کے مگراب ناراض نه ہو آپ بناؤ۔ آپ کو کیا جائے؟" میں نے اے کوئی جواب سیس دیا اور وہاں ے واپس لیٹ پڑی۔ بات ای مشکش کی تھی۔ پس بیہ سوچ رہی تھی کہ دماغ کے حصول کے گئے مجھے سخت جدوجمد کرنا ہوگی۔ اپنی اس تخلیق کے دماغ کو میں کوئی اعلی ہی حشیت دینا جاہتی تھی۔ چنانچہ میں سوچی رہی اور إدهر عظیم الله اور نیرہ ایک ایک قدم آگ بردھتے جا رہے تھے۔ ایک دو بار میں نے نیرہ کو عظیم اللہ کے سینے سے سر لگائے بیٹھے دیکھا۔ میری اس عظیم الثان حویلی کی وسعتیں اس قدر بے پناہ تھیں اور اس میں ایسے الن تھیلے ہوئے تھے کہ کہیں بھی دو افراد روپوش ہو سکتے تھے۔ اپنی حویلی کے عظیم الثان لان میں نے نیرہ کو عظیم اللہ کے ساتھ بیٹے ہوئے دیکھا۔ نہ جانے کیوں ایک لمح کے لئے میرے دل میں ایک رقابت کا سا احساس موا تھا اور این اس احساس کو میں نے خود ہی كوسا تفاله بلكه اب ميرك اندر انساني اقدار كهال ره كي بين- بال بيه مو سكنا ب كه اكر میری تخلیق مکمل ہو جائے اور اگر وہ ایک صحیح ذہن کی مالک ہو تو میں اے اپنی جانب راغب كردن- ارے واو كيا اچھى بات ہے- ائي بنائي موئى انساني شخصيت كو خود ے محبت یر آمادہ کیا جائے۔ یقینی طور پر کائنات کا سب سے انوکھا اور حیران کن تجربہ ہو گا بہت دہر تک میں اینے اس خیال پر خود ہی مزے لیتی رہی۔ کیسی دلچیپ بات تھی۔ بلکہ اگر وسیع معنوں میں اس کا تجزید کیا جائے تو بوے مزے کا تصور دل میں بیدار ہو یا تھا۔ یعنی محبت كرنے كے لئے خود ہى ايك بت تراشا جائے۔ سمج معنوں ميں يد بت تراشى ہى تو مور ہى

غربول کے ہاتھ پاؤل بھی ہوتے ہیں۔ دماغ بھی ہوتا ہے دل بھی ہوتا ہے اور دل ال غصه بھی ہوتا ہے۔" اس نے مجرفلفہ بولا اور واپس چلا گیا۔ بسرطال اب میرے لئے مسل دماغ كا تقل يه وماغ ..... ين خاص طور س كوكى اليها دماغ حاصل كرنا جابتي تلى اور میں سوچ رہی تھی کہ مجھے کوئی بہت ہی بمترین وماغ ملے لیکن ید فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ او دماغ میں حاصل کروں وہ کیما ہو۔ یہ ذرا سوچنے مجھنے کی بات تھی۔

بسرحال میں چند روز تک خاموش رہی۔ میری تخلیق نامکمل پڑی ہوئی تھی۔ گ معنوں میں ایک انسانی جم کا فریم تھا۔ اس میں لگائے ہوئے مختلف اعضاء اور اس کے بعد اب اس کی محیل میں صرف اتن ی کررہ گئ تھی کہ وہ ایک بھترین دماغ حاصل کرے۔ بس اس کے بعد میری تخلیق ممل ہو جانی تھی۔ تقریباً وس دن تک اس طرح گزر گئے۔ اس دوران ایک بار بھی عظیم اللہ نے إدهر آنے کی کوشش نمیں کی تھی۔ وہ نیرو کے سائھ کھویا رہتا تھا۔ بعض او قات تو مجھے بدی نفرت کا احساس ہو تا تھا۔ یہ میرا ایک ملازم میری خالہ زاد یمن سے عشق لڑا رہا ہے اور میں اسے برداشت کردہی ہوں۔ تھیک ہے دہ میرا قدیم سائقی قلد میں نے اس کے ساتھ بہت سے تجہات کئے تھے لیکن یہ بھی ایک حقیقت متی کہ میرے ول میں عظیم اللہ کے لئے الیا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوا تھا جس میں عشق و مجت کے جرافیم ہوں بلکہ میں مہیں بناؤں میرے عظیم دوست کہ میں جس قدر سفاک ہو گئی تھی۔ مجھے خود اس کا اندازہ نہیں تھا میرے اندر میری دوح ہی نہیں تھی۔ یہ تو کوئی اور بی مخصیت متی جو میرے اندر بل رہی تھی۔ میں تمہیں اس بارے میں بج بتا ربى موں جھوٹ ميں بول ربى۔ يد سمجھنا كديس اپنے آپ كو بے گناہ ثابت كرنے کی کوشش کرری ہول اور سے کمد کراپنے آپ کو اپنے جرم سے دور کرنا چاہتی ہوں۔ حقیقت یہ نمیں ہے۔ میں مج بی کمہ ربی موں۔ کوئی میرے اندر سرائیت کر گیا تھا۔ میں نمیں جانتی تھی کہ وہ کون تھا اور کیول میرے وجود میں بید ساری کوشش کر رہا تھا۔ بسرحال ید سارا سئلہ اپنی جگہ تھا۔ میں اب اس دماغ کے لئے پریشان تھی۔ دس دن کے بعد میں گور کن کے پاس کئی تو وہ میری صورت و کھ کر بی بر کر بولا۔

" تھو كتا ہوں تممارے وس بزار روك ير- تم في مجھے جو كھھ ديا ہے بس امّا كاني -- اب ميس تمارے لئے کھھ شيس كروں گا۔" ميس مكرا دى ميس في كما۔ ومیں بھی تم سے کچھ نمیں کرانا چاہتی۔ بید وس بزار روپے ممیس دینا چاہتی

سمی است مرصل میں نے سوچا کہ جب سارے کام آہستہ آہستہ ہورہ ہیں تو پھراپ اس تجرب کو اپنی مرضی کے مطابق ہی کیوں نہ کیا جائے۔ کی ایسے انسان کا انظار کیا جائے اس کی خلاش جاری رکھی جائے جو صحیح معنول میں صاحب دماغ ہو اور اس سے فائدہ العالا جائے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میری شکل میں ایک خونخوار خاتون موجود ہے۔ جائے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میری شکل میں ایک خونخوار خاتون موجود ہاں۔ ابھی تک بے شک میں نے جو پچھ کیا تھا وہ ایک انتقائی ہولئاک نوعیت رکھتا تھا لیک بسرطال انسان کا اپنا جنون ہو تا ہے۔ میں بھی اسے اپنا جنون ہی قرار دیتی ہوں اور میں مسلسل اپنی کوششوں میں گئی رہی کہ جس طرح بھی بن پڑے جھے کوئی ایسا دماغ حاصل ہو جائے جو میری پند کے مطابق ہو۔ پھرایک دن عظیم اللہ میرے پاس آیا۔ برنا سنجیدہ سا تھا، میرے سامنے آگر بیٹھ گیاتو میں نے اسے غور سے دیکھا وہ کھنے لگا۔

" میں ایک طویل عرصے سے لیبارٹری نہیں گیا ہوں۔ آپ سنائے میڈم آپ کا تجہد کیما جارہا ہے۔ بات کمال تک پہنچ گئی ہے؟

"وقطیم الله! میں نے اس کے دونوں ہاتھ جو ڑ دیئے۔ اس کی کئی ہوئی گردن کے ساتھ سرجو ڑ دیا۔ ابھی اس کے نقوش کی ترتیب باق ہے۔ آ تکھیں لگا دی ہیں میں نے۔ اب اس کے سرکے لئے ایک وماغ کی ضرورت بھی۔ میں اس کی سخیل کر لوں گی۔ "
اب اس کے سرکے لئے ایک وماغ کی ضرورت بھی۔ میں اس کی سخیل کر لوں گی۔ "
دوکھیو! میں بت زیادہ مشورے نہیں دے سکتا لیکن اچانک ہی مجھے احساس ہوا ہے کہ میرا جنون ختم ہو گیاہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تممارے جنون کو سم طرح ختم کروں۔ پلیزا اس تجرب کی سخیل کا خیال اپ دل سے نکال دو۔ " میں نے انتائی نفرت کی نگاہوں سے عظیم الله کو دیکھا اور کہا۔

"دیملی بات تو بیہ بعظیم اللہ کہ تم میرے پاس آئے ہو۔ بہت عرصہ ساتھ رہا ب میرا اور تمارا۔ تم ایک ذبین ترین انسان ہو۔ میں تممارا احرام کرتی رہی ہوں لیکن اب تم نے جو روید افتیار کیا ہے کیا تمہیں خود اس کا احساس نہیں ہے؟" عظیم اللہ میری صورت دیکھنے لگا مجربولا۔

"دیکھو! انسان اپنی مرضی کے تابع ہے میں نے ہر طرح سے تمهارا ساتھ دیا اور تمهاری خواہش کی سخیل کی۔ جتنا جانتا تھا شہین سکھا دیا۔ اب اگر میں اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنا چاہتا ہوں تو اس میں تمہیں اعتراض شیں ہونا چاہئے۔"
"میں نے کب اعتراض کیا؟"

"تو پر مجھے واپسی کی اجازت دو۔ بات اصل میں سے کہ انسان کی زندگی میں

تبریلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے سوچنے کا انداز بدلتا رہتا ہے۔ میرے سوچنے کا انداز بھی بدل گیا ہے۔ مجھے معاف کرنا اور میری بات کا برا مت ماننا۔ میں تمہارے ہاں ایک ملازم کی حیثیت سے آیا تھا لیکن اس کے بعد رفتہ رفتہ تم نے مجھے اپنے ایک ساتھی کا درجہ دے دیا لیکن یہ ایک نھوس حقیقت ہے کہ ایک عورت کی حیثیت سے تم بھی مجھے متاثر نہیں کر علیں۔ میں نے بھی تمہارے گئے دل میں وہ جذبات نمیں پائے جو ایک مرد کے ول میں عورت کے لئے پیدا ہو جاتے ہیں۔ میں صرف تہمارا ایک ساتھی رہا اور تہمارے مجربے میں برابر کا شریک رہا اور پھر تج بتاؤں عورت تو لطافت کا دو سمرا روپ ہے۔ اگر اس ك اندر الى بهيانك صفات بيدا مو جائي توجم اس عورت تو نيس كت بي- جميل تو اس کے زم و نازک نقوش اس کے مزاج کی کیفیت اس کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں کی چک اس کے وجود کی کشش ہی ' پند ہوتی ہے اگر وہ ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جائے تو تھی بات ہے اے عورت نہیں کها جاسکتا۔ میں نے تم سے معافی مانگ کی ہے اور كما ب كه ميرى بات كابرا مت ماننا- مين اين جذبات كا اظهار كرربا مول- اس ك برعکس تسماری خالہ زاد بمن نیرہ دلکشی کا اعلی تزین نمونہ ہے۔ وہ ایک مکمل عورت ہے۔ بے شک وہ ابھی لڑکی ہے لیکن میں اس کے ماضی میں جھانگ چکا ہوں۔ ایک اچھی ساتھی ہے۔ ایک اچھی بیوی ایک اچھی دوست۔ ایک اچھی محبوب۔ ساری صفات کا مجموعہ ہے وہ۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم شادی کرلیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ زندگی كزاريں كے اور ميں نے اپنے ول ميں بيہ فيصله كيا ہے كه جن يُراسرار علوم سے ميں متفق ہوں اب میں ان پر بیشہ بیشہ کے لئے لعنت جھیج دوں گا اور اپنی زندگی کا ایک محور بناؤں گ-اس لئے میں تم سے اجازت جاہتا ہوں۔"

ومين سمجه ربابون تم كياكمنا جابتي مو-"

"?!

"میں ناکہ میری زبان پر تالا لگا رہے۔ میں بھی کی سے تمہارے تجرب کے بارے میں کچھے نہ کموں گا؟"

"بال- يى يى كمنا جائتى مول-" "ايبائى مو كائميس تين دن كى مهلت دے دو-" اے اس دنیا ہے بھی جانا ہوگا اور پھر میرا سے ارادہ مضوط ہو تا چلا گیا۔ عظیم اللہ کے بارے بیں یہ نہیں کما جا سکتا تھا کہ وہ کب میرا گھر پھوڑ دے۔ جو پچھ کرنا ہے اس کے لئے یہ ایک طے شدہ عمل ہے کہ جلدی کیا جائے۔ چنانچہ میرے ارادے عظین ہوتے چلے گئے۔ میری لیبارٹری میں وہ سب پچھ موجود تھا جو ہر طرح کی تخریب کاری کے کام آسکتا تھا۔ ایک زبردست تشم کا انجاشن کانی تھا۔ چنانچہ میں نے وہ انجاشن مرنج میں بھرا اور اس کے بعد عظیم اللہ کے کمرے تک پہنچ گئی۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ میں نے دروازے پر زور زور سی دستک دی اور تھوڑی ویر کے بعد اندر سے بند تھا۔ میں نے دروازے پر زور زور سی دستک دی اور تھوڑی ویر کے بعد اندر سے بند تھا میں نے اس سے خظیم اللہ نے دروازہ کھول ویا۔ وہ نیند بھری آئی پھر

"سوری عظیم اللہ! میں ایک مشکل کا شکار ہو گئی ہوں۔ ظاہر ہے تمہارے علاوہ میں اپنی مشکل کا شکار ہو گئی ہوں۔ ظاہر ہے تمہارے علاوہ میں اپنی مشکل کا اظہار اور کسی سے نہیں کر سکتی آئی ایم ویری سوری۔ مجھے معاف کر دیٹا پچھ الی بنی مشکل در پیش ہے مجھے۔" اس کے اندر جمدردی بیدار ہو گئی کہنے لگا۔
دیمار سے دیں اس سے 2"

ورا آؤ میرے ساتھ بلیزا دیکھو میرا تمام کیا دھرا مٹی میں مل رہا ہے۔" میں نے رُندھی ہوئی آواز میں کہا۔ وہ ایک کمیح تک پچھ سوچتا رہا پھراس نے کہا۔ "اگر تم اجازت دو تو میں ذرا چرے پر پانی کے چھینٹے مار لوں۔" "آہ۔ یہ کام تم لیبارٹری کے واش روم میں بھی کر سکتے ہو۔"

"چلئے۔" اس نے کہا اور ایسے ہی دروازہ کھلا چھوڑ کر میرے ساتھ چل پڑا۔ میں اس فتم کی اداکاری کررہی متی جیسے بہت غم زدہ ہوں اور کوئی ایسا عادیثہ میرے ساتھ پیش آیا ہے جس کو میں نظرانداز نہیں کر سکتی۔ عظیم اللہ میرے ساتھ لیبارٹری میں داخل ہو گیا۔

" آہا۔ آؤ اِدھر آؤ۔ دیکھو ذرا اِدھر دیکھو۔" میں اے آپریش میبل پر لیٹے ہوئے ہو وجود کے پاس لے گئی اور وہ اس پر جھک گیا۔ بس اس کا غافل ہونا کافی تھا۔ اجانک ہی میں نے اس کے بازو میں انجکشن داخل کر دیا اور وہ می کی آواز کے ساتھ چونک پڑا لیکن ایک لمحہ ہی تو در کار ہوتا ہے۔ انجکشن کا سیال اس کے بازو میں انر گیا تھا اور وہ چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔ پھراس نے عجیب می نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

" ہے.... یہ کیا کیا۔ کیا تھا ہے؟" میں تیزی ے اس کے پاس سے ہٹ آئی۔ وہ دو

"ایک بات ہاؤ۔ کیا نیرواس بات کے لئے کمل طور سے تیار ہے؟"

"بال- وہ بالکل تیار ہے۔" اس نے جواب دیا اور میں ایک ٹھنڈی مانس لے کر خاموش ہوگئے۔ وہ چلا گیا لیکن میرے لئے بجیب سے سوچنے کے لمحات چھوڑ گیا۔ اس لے جو الفاظ کے تھے۔ کیا وہ بچ ہیں۔ میں ایک ایسے باپ کی بیٹی تھی جس نے یہ تصور بھی دل سے تکال دیا تھا کہ وہ کی بیٹی کا باب ہے۔ اپنے مشاغل میں اس طرح مصروف رہتا تھا کہ میمینوں اس سے ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ میری مال مربیکی تھی میری صحصیت کی تھیل کمال سے خراب ہو گئی تھی جو میرے ذہن میں بید نفرت زدہ تجربہ کرنے کا خیال آیا تھا۔ شاید کمیں سے کوئی کی ہوئی تھی میرے مال باب کے رویے میں جس سے میری شخصیت میں بید تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ لیکن کیا وہ بچ کمد رہا ہے؟ میرے اندر عورت کی کوئی دکشی میں ہے۔ میں ایک ناکمل عورت ہوں۔

میں ان باتوں پر سوچی رہی اور میرے ول میں نہ جانے کیے کیے احساسات آتے رے۔ پھر دفعت بی ایک انو کھے احساس نے میرے دجود میں ایک چھناکہ کیا اور میں سحر زدہ ی ہوگئے۔ مجھے چرت ہوئی کہ بد خیال میرے دل میں آیا کیے؟ میں اپنی آپ پر غور كرنے لكى اور ايك لمح كے لئے مجھے احساس مواكد جھ سے زيادہ سفاك عورت اس روئے زمین پر اور کوئی شیں ہے۔ بلاشبہ عورت کے اندر تو ایک نرم و نازک وجود پلتا ہے۔ لیکن میرے اندر یہ کیا ہورہا تھا؟ بسرحال میں اپنے اس خیال پر بہت دیر تک غور كرتى ربى۔ يس نے عظيم اللہ كے بارے يس اس دن سے سوچا جس دن وہ ميرے پاس ملازمت کے لئے آیا تھا۔ بظاہروہ ایک عام سا آدی معلوم ہو تا تھا لیکن جوں جوں اس کا میرے ساتھ وقت گزر آگیا۔ عظیم اللہ کے جوہر کھلتے چلے گئے۔ وہ ایک انتائی زبین انسان تھا اور مجھے اپنے تجہات اور یہ سائنسی علوم سکھنے میں اس سے شاندار معاون اور كوئى نبيل مل سكنا تفاديد ايك طے شده بات تقى- بسرحال عظيم الله في ميرے ساتھ جو وقت گزارا تھا۔ اس نے مجھے یہ احساس ولا دیا تھا کہ وہ ذہنی طور پر انتمائی طاقتور انسان -- اب مجھے اپنی اس تخلیق کو مکمل کرنے کے لئے ایک ایسائی ذبین انسان در کار تھا۔ آه- اگر عظیم الله كادماغ ميري اس تخليق بين منقل مو جائے تو مين ايك ذبين وجود تشكيل دے لوں گی- یہ بہت ہی اعلی عمل ہوگائے واقعی ذبانت اور زندگی سے بھرپور عظیم اللہ کا دماغ اب میری توجه کا مرکز بن گیا تھا۔ وہ میرے گھرے جانا چاہتا تھا۔ بے شک وہ چلا جائے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نمیں بے لین .... لین میرے گھرے ہی نمیں

قدم واپس پلٹالیکن سیال انتا ہی تیز اثر تھا کہ اس کے بعد اس کے قدم لڑ کھڑانے گئے اور بھراس کے پورے بدن سے پسینہ اہل پڑا۔ اس کی تھٹی تھٹی آواز ابھری۔ "بیر۔۔۔۔۔۔۔ یہ کیا تھا؟"

وز بر است بن ما قور زبر- اس تمهار جم مين واعل بونا جائ الله افسوس سے خیال پہلے میرے دل میں کیول شیس آیا ورنہ تمہارے دوسرے اعضاء جی ميرے كام آكتے تھے۔ اب تو صرف دماغ كى ضرورت ره كى ب- مربحري ب كدان وقت تک جب تک زہر پورے جم پر اثر انداز ہو۔ میں تساری گردن تسارے جم ے عليحده كرلول-" اوريه بحى ايك سفاك عمل تفا- وه مكمل طور پر وم تهين تو ژپايا تفاكه ين نے ایک تیز دھار چھری ے اس کی گردن کے سارے آلات کاٹ دیے۔ ز خرہ۔ بڑی۔ منكاسب كچھ- بالول سے پكڑ كراس كى كرون يچھے تھنج كى- اس كابقيہ جمم نيلا يز تاجا رہاتھا اور اس کے بدن سے الم ہوئے خون نے زمین کے فرش کو بھی تیزابیت بخش وی تھی۔ پھر میں اس کی گئی ہوئی گردن لے کرواش میں پر پہنچ گئی۔ پہلے میں نے اس کے خون اگلتے ہوئے سر کو اچھی طرح وحویا۔ اس کے چرے کے نقوش اور اس کی تھلی ہوئی آئلسیں اب بھی مجھ سے شکایت کرری تھیں۔ اس طویل رفاقت کا حوالہ دے رہی تھیں جو میرے اور اس کے درمیان ربی تھی لیکن میں کیا کرتی۔ کوئی سلیقے کی بات تھی ہے؟ انا عرصہ میرے ساتھ رہنے کے بعد پہلی بات تو یہ وہ اس تجرب سے ہی مخرف ہو گیا تھا۔ میرا ساتھ دینا چھوڑ دیا تھا اس نے۔ اب کس طرح اپنے اس تجربے کی پیجیل کرتی چنانچہ مجھے اس سے کوئی ہدردی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ پھراس کے بعد میں نے نمایت ذہانت کے ساتھ باریک چینی اور ہتھوڑی استعال کی اور اس کے سر کا اوپری حصہ نکال کرایک طرف رکھ دیا۔ کی کے دماغ کو منتقل کرنا نمایت مشکل کام ہے۔ اس کے لئے تو ماہر ترین سرجن پوری بوری زندگی تجربات میں گزار دیتے ہیں اور کوئی کامیاب آیر ایش کرنے کے لئے انہیں نہ جانے کیے کیے مرحلوں سے نکانارا تا ب لیکن برحال میں نے عظیم اللہ کا دماغ این تیار کردہ وجود میں معل کردیا اور اس کے بعد تمام کاروائی ممل کر دی۔ اب مجھے اس کے وجود میں زندگی کا احساس تلاش کرنا تھا اور اس کے لئے مجھے چند انجکشن لگا كر مقناطيسي عمل كرنا باقي تقا-

میں نے اس سلط میں بھی کام کرنا شروع کر دیا اور اس کے جم پر مقناطیسی عمل کیا۔ جلد بی اس کے سینے میں ول نے دھڑکنا شروع کر دیا۔ کتے والے تجرب کو مد نظر

رکھتے ہوئے میں برابر کے کمرے میں چلی گئی آگے دل کی پھینگ سے خون کی کروش بحال مو جائے۔ اس سے پہلے میں نے اس کے جسم میں خون کی کئی ہو تلمیں چڑھا دیں تھیں تاکد عین وقت پر دل کو تھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تجربے کی غیر معمول کامیابی کے باعث خوشی سے میرا سارا وجود کانب رہا تھا۔ بسرحال میں اپنے کمرے میں آئی اور بستر پر دراز ہو گئی۔ کرنے گاہ کا دروازہ معمول کے مطابق بند کردیا گیا تھا۔ ابھی وہاں عظیم اللہ کا جسم اور سربرا ہوا تھا جے مجھے تیزاب میں ذال کر گلا دینا تھا لیکن اتن ساری محنت سے میں تھک تی تھی اور اس کے لئے میں نے چھے وقت لے لیا تھا۔ پھر کوئی ایک کھٹے تک آرام کرکے میں نے اپنی جگہ چھوڑی۔ کچن میں جا کر خود کافی بنائی۔ اس وقت نسی کو اپنے راز میں شریک نمیں کر عتی تھی۔ میرا دل خوشی سے دھڑک رہا تھا اور میری سوچوں کے وائرے نہ جانے کمال سے کمال پہنچ گئے تھے۔ چتم تصورے میں نے اپنی تیار کردہ مخلوق کو اینے ہر تھم کے زیر اثر لا ڈالا تھا۔ یہ وہ چیز بنائی تھی میں نے کہ اب مجھے کوئی شبہ کرنے کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ آہ۔ شاید بھی تصور تو میرے دل میں تھا کہ میں کوئی ایبا وجود تخلیق کروں جس بر مجھے مکمل افتیار ہو۔ جو میرا محبوب بھی ہو۔ میرا ساتھی بھی ہو۔ میری زندگی کے ہر رازے واقف ہو لیکن میری اجازت کے بغیروہ گردن تک بلانا پند نہ کرے۔ پہ نہیں۔ یہ میرے اندر چھے ہوئے کسی احساس کا بھیجہ تھایا عورت کی الی شدت بھری خواہش کی سکیل جو شاید ہر عورت کے دل میں ہوتی ہے لیکن وہ اس کی منجیل تهیں کریاتی۔ پند تہیں کیا تھا یہ سب چھ۔ میری سوچ۔ میری حماقت میری طاقت یا پر کھھ اور بمشکل تمام اپنے آپ پر قابو یا سکی تھی اور سوچی رہی تھی کہ اب کیا کروں؟ پھرسب سے پہلے میں نے یہ سوچا کہ اندر جاکراس جم کو تیزاب میں گلادوں اور تھوڑی ور کے بعد میں ووبارہ پر لیبارٹری میں واقل ہو گئے۔ میں پرشوق نگاہوں سے میزیر بڑے ہوئے اس جسم کو دیکھنا جاہتی تھی لیکن میں نے پچھ اور ہی دیکھا۔ وہ میزے پچھ فاصلے پر كحرا ہوا قا۔ ایك لمح كے لئے ميرے رونك كرے ہوگئے۔ ایك يُراسرار وجود ایك حیرت انگیز انسان۔ اس کے نقوش بھی دلکش تھے اس کی شخصیت بھی بے مثال تھی کیکن اس کے چرے کی شجیدگی اور اس کی آنکھوں کا دیکھنے کا انداز میرے لئے برا ہی سنسنی خیز تھا۔ میں خاموشی سے اسے ویکھتی ربی۔ میری سمجھ میں تنمیں آیا کہ میں کیا کروں پھراچانک ای مجھے احساس ہوا۔ میں نے اس سے کما۔

ع بعن برائے میں ہے۔ اس جم کو اٹھا کراس تیزاب میں ڈال دو۔" "تم میرے ہر حکم کی حمیل کرد گے۔ اس جم کو اٹھا کراس تیزاب میں ڈال دو۔"

اس نے ایک لیح تک میری آ تکھول میں دیکھا۔ غالباً میری آ تکھول سے میرے تکم اور اس نے ذہن میں پنچا دہا تھا۔ پجردہ آگے بڑھا اور اس نے کی پلاسٹک کے گڈے کی طرف عظیم اللہ کے جم کو اٹھا لیا اور میری ہدایت پر اس تیزاب میں ڈال دیا گیا۔ پجراس سے عظیم اللہ کے جم کو اٹھا لیا اور میری ہدایت پر اس تیزاب میں ڈال دیا گیا۔ بحر اس کے بعد اور میری جانب متوجہ ہوا۔ میں جرت اور خوش کے عالم میں اس دیکھ ری تھی۔ اس لے میری جانب متوجہ ہوا۔ میں جرت اور خوش کے عالم میں اس دیکھ ری تھی۔ اس لے ایک لیح تک میری طرف دیکھا پھر پیچھ پلٹ کروہ خبر اٹھا لیا جو میرا تھا اور میں اس خبر ایک لیح تک میرا لیا اور میں اس خبر اٹھا لیا جو میرا تھا اور میں اس خبر اس لیا بھی جگھ تھیں۔ اس نے ختیم اللہ کا سرکا میں ہدایت کے مطابق نہیں تھا۔ میں نے جرت سے اس دیکھا نا اس نے ختیم اٹھ کا ری دور میں ہدایت کے مطابق نہیں تھا۔ میں نے جرت سے اس دیکھا نا اس نے دور می دور گئی تھی۔ اور کی میں دور گئی تھی۔

المجان الرب ہوں ہے۔ یہ کیا کررہ ہو؟ رک جاؤ۔ " میں نے کما لیکن وہ میرے قریب بہنیا اور اس نے داخت بھی کر جھ پر وار کردیا۔ میں شدت چرت ہے دنگ رہ گئی تھی لیکن جب اس نے دو سرا وار کیا اور اس بھرپور طریقے سے کہ اگر میں اپ آپ کو بچائے میں کامیاب نہ ہو پاتی تو بیٹی طور پر سے میرا جہم دو کارے ہو کر گر پڑا ہوتا۔ چنائی اب میرے لئے ضروری ہوگیا تھا کہ اپنی جان بچانے کی کو شش کروں۔ میں نے دروازہ کھولا اور برق رفتاری سے باہر نکل آئی اور اس کے بعد دو رق ہوئی دور تک چلی گئے۔ میرا سید کانپ رہا تھا اور میں شدت چرت سے دیوائی ہوئی جارہی تھی۔ یہ کیا ہوا؟ میری تخابق میرا این بانیا ہوا وجود بھے سے دشتی کا اظہار کیوں کردہا ہے؟ میں اپنے کرے میں داخل ہوگئے۔ انہا بنایا ہوا وجود بھے کے دختی کا اظہار کیوں کردہا ہے؟ میں اپنے کرے میں داخل ہوگئے۔ انہا دروازہ اندر سے برند کر لیا اور پاگلوں کی طرح سوچنے گئی کہ اب بچھے کیا کرتا چاہئے۔ آہ دروازہ اندر سے برند کر لیا اور پاگلوں کی طرح سوچنے گئی کہ اب بچھے کیا کرتا چاہئے۔ آہ اس بارے میں تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ یہ تصور تو میرے دل میں خواب کی مارند بھی نہیں آیا تھا کہ میری تخلیق میری دشمن بن سے جہ میرا خیال تھا کہ وہ بچھے تلاش کرتا ہوا میرے کرے تک آ جائے گلہ لیکن شاید وہ لیبارٹری سے باہر نہیں آیا تھا۔ وہ لیبارٹری سے باہر نہیں آیا تھا۔ وہ لیبارٹری کے باہر نہیں تا تھا۔ وہ لیبارٹری کے باہر نہیں آیا آدھا گھند۔ اور پھرایک گھند۔

میرے دل میں خیال آیا کہ میں اے جاکر دیکھوں۔ ہو سکتا ہے اب اس کے انداز میں کوئی تبدیلی رونما ہو چکی ہو لیکن اپنے بچاؤ کا بھی کوئی نہ کوئی بندوبست کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے میزکی درازے پیتول نکالا۔ اے چیک کیا اور اس کے بعد اے ہاتھ

میں لے کر چل بڑی۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ اگر اس نے دوبارہ مجھ پر حملہ کیاتو اس کے پاؤں زحمی کردوں کی۔ اے چلنے پھرنے سے معذور کردوں کی اور پھر اکر ضرورت ہوئی تو ووسرے پاؤں بدل دوں کی لیکن ہے تبدیلی پیدا کر دوں گی کہ اس کے ول میں میرے لئے محبت پیدا ہو اور وہ میری عرت کرے۔ مجھے ابنا تخلیق کندہ سمجھے۔ یہ کام کرنا بڑے گا مجھے ضرور کرنا بڑے گا۔ میں پستول ہاتھ میں گئے چاروں طرف دیجھتی ہوئی ایک بار پھر لیبارٹری ك وروازے ير يہني كئي- دروازہ كھلا ہوا تھا۔ ميں نے باہر آئيس پيدا كيس- مدهم مدهم لهج میں آوازیں بھی لگائیں لیکن مجھے کوئی آواز شیں سائی دی۔ چنانچہ ہمت کر کے میں لیمارٹری کے دروازے سے اندر داخل ہوگئی۔ عظیم الثان بال خالی تھا۔ مثینوں کے عقب میں میز کے بیجے الماریوں کے چھے ہر جگه میں نے اے دیکھا لیکن اس کا نام و نشان منیں تھا۔ تیزاب کے تالاب میں عظیم اللہ کا جسم کل کریانی ہو چکا تھا اور اب وہاں م میں تھا۔ اس لباس کی و جیال تک نہیں جو عظیم اللہ کے جسم پر تھیں۔ بوری لیبارٹری میں خاموشی اور سائے کا راج تھا۔ میں وہاں سے باہر نکلی اور پھر میں نے کو تھی کے مختلف حصول کو دیکھنا شروع کر دیا لیکن تین تھنے کی محنت کے باوجود وہاں کمی انسان کا وجود سیں تھا۔ میں داہی آگئی اور جب میں نیرہ کے تمرے کے سامنے سے گزری تو اجانک میرے دل میں ایک خیال آیا۔ میں وہاں رکی بی تھی کہ نیرہ نے دروازہ کھول دیا۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے بچھے دیاستی ہوئی بولی۔

''کیابات ہے میران! کوئی چور وغیرہ گھس آیا ہے کیا؟ تمهارے ہاتھ میں یہ پہتول۔'' ''ہاں۔ کچھ آہٹیں ہو کی تھیں میں کمی دیکھتی پھررہی تھی۔'' ''اب تو صبح ہونے والی ہے بلکہ اجالا تو پھوٹنے لگا ہے۔ ملازمین کو جگا لو۔'' ''نہیں غلط فہی تھی میری۔ سب ٹھیک ہے۔'' ''مظیم اللہ سو رہے ہیں؟''

"شاید" میں نے آست سے کما اور اس کے بعد نیرہ کو آرام کرنے کا مشورہ دے کر واپس اپنے کمرے میں آئی۔ میرا سارا وجود شدید سنسنی کا شکار تھا۔ آہ۔ یہ تو پچھ نہ ہوا۔ میں نے اتنی محنت کی۔ زندگی کی طویل ترین محنت اور اس کا کوئی صلہ مجھے نہیں ملا۔ میری تخلیق فرار ہو گئی تھی۔ میں سر پکڑے جیشی رہی اور کھڑکی دروازوں سے روشنی اندر کھس آئی۔ میں نے پہتول واپس اپنی جگہ رکھا۔ اب میرے دل دماغ میں شدید بیجان اندر کھس آئی۔ میں نے بہتول واپس اپنی جگہ رکھا۔ اب میرے دل دماغ میں شدید بیجان بریا تھا۔ وہ کمال گیا؟ میں تو اسے کوئی نام بھی نہیں دے سکی تھی اور اگر نام دے بھی دیتی

کے کرے سے چیخ کی آواز بلند ہوئی اور میں لیٹے لیٹے چونک پڑی۔ میں جاگ رہی تھی دکھ رہی تھی سوچ رہی تھی۔ اس دوران لیبارٹری کے چکر بھی لگا چکی تھی کہ ممکن ہو وہ دہاں واپس آجائے لیکن لیبارٹری زبردست طریقے سے سائیس سائیس کردہ تھی۔ نیرہ کی چیخ پر میں نے پیتول نکالا اور تیز رفاری سے اس جانب دوڑ پڑی۔ نیرہ کے کرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ سمی ہوئی مسری کے ایک گوشے میں جیٹی ہوئی تھی۔ اس کی آئے سوں سے خوف کا شدید احساس ہورہا تھا۔ میں اندر پیچی تو اس کی جان میں جان آئی۔ میں نے کہا۔ "کیا ہے نیرہ! کیا ہوا؟"

یں میں برات میں ہوں۔
"وہ کون ہو سکتا ہے میران! کل رات کو تم ہاتھ میں پستول کئے کمی کو تلاش کرتی
پھر رہی تھیں۔ کوئی ہمارے پیچھے تو نہیں لگ گیا ہے اور میں۔۔۔۔۔ یہ عظیم اللہ آخر کمال
چلے گئے۔ کیا تمہیں بھی اس بارے میں پچھے نہیں بتایا انہوں نے؟"
«نہیں۔ مجھے پچھے نہیں بتایا۔" میں نے کہا۔
«نہیں۔ مجھے پچھے نہیں بتایا۔" میں نے کہا۔

یں کے جاتے ہیں ہیں۔ "بیہ تو بردی تقلین صور تحال ہے۔ نو کروں کو ہدایت کرو کچھ اور انتظامات کرو۔ ہمیں اپنے بچاؤ کا بندوبست کرنا ہے۔ ورنہ ہم دو لؤکیاں کسی بھی طرح مشکل کا شکار ہو سکتی تو اس کا فائدہ کیا ہوتا۔ جو نقصان مجھے ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ پچھے کی رہ گئی۔ بدبخت عظیم اللہ اگر میرا ساتھی رہتا ہم لوگ آپس میں مشورہ کرتے رہتے تو شاید اس کا بھی کوئی عل نکل آتا بلکہ ہم ابتدا ہی میں وہ سب پچھے کر لیتے جو ہمیں کرنا تھا۔ بسرحال کوئی تسلی بخش کام نہیں ہورہا تھا۔ بہت دیر تک میں میٹھی رہی کچرنیرہ آگئی۔

"کیا بات ہے میران! طبیعت کچھ خراب ہے؟ شاید نیند پوری نمیں ہوئی۔ جائے بھی نمیں پی ہوگ۔ ناشتے کا وقت بھی ہو گیا ہے۔"

"نبين سب كھ كري م -عظيم الله كمال بين؟" من في سوال كيا-

"کمیں چیے گئے ہیں نظرہی شیں آئے۔" ہیں نے نیرہ کے لیج میں ایک پریٹانی گئی۔ پھر مالیک پریٹانی گئی۔ پھر مالیک بھری ہوئی دیکھی تھی۔ وہ عظیم اللہ کی غیرموجودگی کی دجہ سے پریٹان تھی۔ پھر مالیک میزیہ ہم دونوں تنا پہنچ کے اور یو نئی اوٹ پٹانگ باتیں کرتے رہے۔ میرے دل میں ایک لیج کے لئے ایک خیال آیا تھا کہ میرے اس تجرب کی بہت بری ناکای کی دجہ نیرہ بھی ہے۔ وہ اگر ہمارے درمیان نہ آتی تو عظیم اللہ سو فیصدی میری جانب متوجہ رہتا اور میں ساتھ دے۔ نیرہ نجی اے اس بات پر آمادہ کرلیتی کہ وہ آخر تک میرے اس تجرب میں ساتھ دے۔ نیرہ نے ساتھ اگام گریؤ کر دیا تھا۔ حالانکہ بذات خود وہ ایک اچھی لاکی تھی۔ ساتھ دے۔ نیرہ نے ساتھ اگام گریؤ کر دیا تھا۔ حالانکہ بذات خود وہ ایک اچھی لاکی تھی۔ نشس میں اور تعاون کرنے والی لیکن نادانستہ ہی سی اس کی دجہ سے میرے مشن کو بدترین نشس کی اور تعاون کرنے والی لیکن نادانستہ ہی سی اس کی دجہ سے میرے مشن کو بدترین اس کی اور کہتی کو نقصان پنچیا تو کیا میری بدنای شیں ہوگی۔ بھی اس نقصان کا ذے دار شیس قرار دیا جائے گا۔ پھر میں نے سوچا کہ ایساکون کرے گا۔ اگر اس کی کی حرکت کا الزام میرے اور آیا تو میں صاف انکار کردوں گی کہ میں پچھے نمیں اس کی کی حرکت کا الزام میرے اور آیا تو میں صاف انکار کردوں گی کہ میں کچھے نمیں جائی۔ لوگ یا گل ہو گئے ہیں۔ نہ جائے کیا کیا سوچتی رہی دو پیر ہوئی۔ شام ہو گئے۔ کئی بار اس کی کی حرکت کا گریؤں میں تلاش کیا۔ اور خور نیرہ عظیم اللہ کے لئے پریشان تھی۔ اس خوری کی گئی کی دو ہے۔ کہا۔

"پہلے تو مجھی ایسا نہیں ہوا۔ اول تو عظیم اللہ زیادہ سے زیادہ کسی کام سے باہر جاتے شے تو دو چار گھنے میں واپس آجاتے تھے اور پھر بغیر بنائے ہوئے وہ کہیں جاتے بھی نہیں شے۔ کوئی گڑ برد تو نہیں ہوئی؟"

"کیا گزیر ہو عتی ہے؟" میں نے کی قدر تلخ لیج میں کیا اور نیرہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی چروہ ایک دم خاموش ہوگئی۔ ای رات تقریباً گیارہ ساڑھے گیارہ کا وقت ہوگا کہ نیرہ افود سوچو۔ میں یہ کیے بتا عتی ہوں؟"

ور حرید میں ہے۔ ہیں ہے۔ ہیں اور حرا ہیں کہ رہا تھا کہ نیرہ! تم میری محبت ہو۔ میرا پار ہو تم بیں تمہیں چاہتا ہوں۔ نیرہ سیرہ ہیں۔ تم ........ تم ....... تم این دور کیوں ہوگئیں۔ نیرہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ یہی ...... سب پچھ کہ رہا تھا وہ مگروہ عظیم اللہ نہیں تھا۔ وہ عظیم اللہ نمیں تھا۔ وہ عظیم اللہ نمیں تھا اس کی آواز نہیں تھی۔ میں میں تمہیں بتا نہیں عظیم اللہ نمیں قدر دہشت کا شکار ہوں میں۔ کیا بتاؤں میں تمہیں کیا ہوا ہے۔ آہ۔ میں تمہیں کیا بتاؤں۔ میں تمہیں کیا ہوا ہے۔ آہ۔ میں تمہیں کیا بتاؤں۔ کیے بتاؤں میں تمہیں۔ میرے خدا میرے خدا۔ بہت تی بست تی۔ " نیرہ پچررونے گی۔ میں اس کی کیفیت سمجھ رتی تھی اور میرے دل دماغ میں بھی بیجان برپا تھا میں ایک بچیب می دہشت اور میرے دل دماغ میں بھی بیجان برپا تھا میں ایک بچیب می دہشت کا شکار تھی اور یہ دہشت بچھ خوف سے دیوانہ کئے جا رتی تھی۔ پھر میں نے خود کو سنجمالا۔ نیرہ کو اپنے دل کی بات نہیں بتا کئی تھی۔ بہت پچھ کہتی دی بیت نیرہ ایک بی ضد کئے جا رتی تھی۔ پھر میں نے خود کو سنجمالا۔ نیرہ کو اپنے دل کی بات نہیں بتا کئی تھی۔ بہت پچھ کہتی

" بھی انگل کے پاس بھروا دو۔ ہیں یہاں نہیں رہ سی بہرحال ہیں خود مسائل کا شکار سی ۔ نہرحال ہیں خود مسائل کا شکار سی ۔ فوری طور پر ہیں یہ کیے کہ سی سی سی ایک بیت ہیرے ذبن ہیں بڑ پکڑ بھی تھی کہ میں کے ایک بہت بری علطی کر ڈائل ہے۔ ہیں نے اپنی شخلیق کے سرمیں ایک ایسے مخص کا دماغ ڈائل دیا ہے جو میرے مقصد سے اختلاف کرنے لگا تھا اور اب وہ تخریب پر آمادہ ہے۔ آہ ضرور کوئی گربر ہوگ ۔ وہ بیتینی طور پر عظیم اللہ ہے۔ میں پریشان تھی اور یہ سوچ رہی تھی کہ اب جھے کرنا کیا چاہئے۔ میں اس دن اپنی لیبارٹری میں میشی ہوئی سے سی جوج رہی کا وقت تھا کہ جھے کچھ آجئیں سائی دیں۔ اس کے بعد میں چونک کرد کے کھنے گئی۔ آئے والا وہی تھا میری تخلیق میرا شاہکار۔ میں سے ہوئے انداز میں کھڑی ہوگئی۔ وہ آہستہ آہستہ چانا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔

"م في ميرے چرے كے نقوش بهت خراب بنا ديے ہيں۔ تمہيں ميرے چرے كے نقوش بهت خراب بنا ديے ہيں۔ تمہيں ميرے چرے كے نقوش محمد كرنا ہوں كے۔ سمجھ رہى ہو نا؟ ميں كميں بھى جاتا ہوں لوگ جھ سے خوف كھاتے ہيں۔ بھے دہشت بھرى نگاہوں سے ديكھتے ہيں۔ يہ ميرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ تمہيں ميرا چرہ درست كرنا ہوگا۔"

"ایک بات بناؤ۔" میں نے خود کو سنبھال کر پوچھا اور وہ سوالیہ نگاہوں سے مجھے سنرنگا۔

"تم عظیم الله مو؟" جواب میں اس کی جلتی موئی نگامیں میرے چرے کا جازو لینے

نیرہ اپنی کے جاری بھی لیکن میرا ذہن کی اور خیال میں ڈوبا ہوا تھا اور میں ہوئ رہا ہوا تھا اور میں ہوئ رہی گئی کہ اب کیا ہوگا؟ آخر اب کیا ہوگا۔ لیکن اب کوئی بات میری سجھ میں نمیں آرہی تھی۔ وہ فرار ہوگیا تھا۔ وہ بجوہ میں نمیں سے کمیں نکل جائے لیکن نیرہ کے بیان نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ بمیں موجود ہا اور دوبارہ بھی حویلی میں آیا ہے۔ میری سجھ میں نمیں آرہا تھا کہ اب آخر میں کروں کیا۔ بچھ اپنے بھرت بھی تاری بات کے اس طرح برباد ہو جانے کی توقع نمیں تھی لیکن بہت سے کام توقع کے طاف ہوتے ہیں۔ باتی ساری باتیں تو اپنی جگہ تھیں لیکن عظیم اللہ کے ساتھ یہ سلوک کر ظاف ہوتے ہیں۔ فود بھی خوش نمیں تھی۔ یہ ذرا زیادتی ہوگئی تھی۔ تین چار دن گزر گئے۔ ایک رات پھر نیرہ کے کمرے سے چینوں کی آوازیں سائی دینے لگیں۔ وہ ہمٹریائی انداز میں چیخ رات کی تھی۔ میں پھراس کے کمرے کی جانب دوڑی اور اندر داخل ہوگئی۔ نیرہ کا رنگ بیلا رہی تھی۔ میں پھراس کے کمرے کی جانب دوڑی اور اندر داخل ہوگئی۔ نیرہ کا رنگ بیلا سے لیک گئے۔ اس کی آکھوں میں خوف کے گمرے آثار تھے اس نے بچھے دیکھاتو دوڑ کر بچھ کے لیک گئے۔

"يمال سے نكال دو بجھے۔ يمال نكال دو۔ ميں يمال سے جانا چاہتى ہوں ميرال- خدا كے لئے جھے يمال سے فكال دو۔ ميرا كيس اور بتد دبست كرو تممارى مربانى موگا۔ بھے انكل كے پاس شر بجوا دو۔ بجھ كرو ميرے لئے۔"

"کیا ہوا نیرہ! کیا ہوا؟" میں نے کما اور نیرہ چینج چیخ کر رونے لگی۔ اس کی حالت قابل رحم تھی۔ میں اے دلاے وی رہی۔ میں نے کما۔

"نیرہ! سنبھالواہے آپ کو بناؤ تو سمی بات کیا ہوئی ہے؟"

"بمت عجیب بات ہوئی ہے۔ پچپلی تمام راتوں میں میں نے محسوس کیا ہے کہ اس کھڑکی کے عقب میں اس دروازے کے پیچھے عسل خانے میں کوئی ہوتا ہے جو چھپ پھسپ کر میری نگرانی کرتا ہے۔ وہ کون ہے۔ ججھے بتا دو وہ کون ہے۔ پیتا ہے آج اس نے میرے بال سنوارے میری پیشانی کو چوما آہ۔ وہ بھیانک چرہ میں تمہیں بتا نہیں عتی وہ کتا بھیانک ہے لیک بات نہیں بتاؤگ میراں؟" بھیانک ہے لیک بات نہیں بتاؤگ میراں؟"

"عظیم الله كمال بكمال چلاگياده؟ اور كيول چلاگيا؟"

"نیرہ! وہ میرا غلام نہیں تھا۔ میرے ہال کام کرتا تھا وہ۔ تنخواہ ویتی تھی میں اے۔ بغیر بتائے ہی چلا گیا۔ یہ اس کی برائی ہے مگر میں یہ کیا بتا سکتی ہوں کہ وہ کمال چلا گیا۔ تم

لکیں پھراس نے کہا۔ "اور ثم ياكل مو-"

وكياي اب وجودي بور؟ كياتم في محص قل نيس كرديا ب؟ كياتم ميرى قال

"تم عظيم الله بوتا؟"

"مم نے اپنے اس ملیاک تجربے میں میرا دماغ استعال کیا ہے۔ جھے تم نے کمیں کا نمیں چھوڑا۔ ارے میں تو استاد تھا تہمارا۔ مب کچھ تو تم نے جھ ہی سے سیکھا اور اس ك بعد ميرك على ساته بيد سلوك كر دُالا بولو-كياب محيك تقا؟"

"ليكن اب تم كيا چاج مو؟"

"میرا چرہ نمیک کرو۔ میں اس کے بعد تمہیں بتاؤں گا۔"

"وعظيم الله كياتم نيرو س محبت كرت بو؟"

"بال- مين اس چاہتا ہوں۔ ديوانوں كى طرح مين چاہتا ہوں اسے لين کیکن حمہین میرے نقوش مجھے واپس دینا ہوں گے۔"

"تهمارے نقوش؟"

"بال عظيم الله كاچره بنانا مو كالتمهيل\_"

درگرکسے؟"

"ائی پاک سرجری کی ممارت کے ساتھ۔"

"مرتم ای کے بعد-"

ومیں نیرو کے سامنے جاؤں گا۔ اے بتاؤں گاکہ میں تعظیم اللہ ہوں۔ پچھ عرصے کے لئے کمیں چلا گیا تھا۔ واپس آگیا ہوں۔ سمجھیں؟" عجیب و غریب بات تھی ہے۔ ایک کمانی تھی لیکن بسرحال میں اس کے لئے تیار ہوگئی۔ سرجری میں مجھے کوئی خاص مهارت شیں حاصل مھی لیکن بسرحال میں نے عظیم اللہ کے چرے کو نگاہوں میں رکھتے ہوئے کام کرنے كافيصله كرليا اور پريس نے اپنى ليبارٹرى ميں پلاسك سرجرى كاسامان لاكراس كے چرے يراي تجربات كرنا شروع كردية من اس كے نقوش ترتيب دے رى تھى اب چونك عظیم الله میرا تراشا ہوا جعلی انسان نیرہ کے پاس نمیں جا رہا تھا اس کئے صور تحال بمتر ہونے لگی تھی۔ نیرہ بھی کچھ بہتر نظر آتی تھی لیکن جب بھی اے موقع ملتا وہ مجھ سے

باتیں کرتی۔ عظیم اللہ سے وہ بت زیادہ متاثر ہو گئی تھی۔ بسرحال یہ سارا سلسلہ چا رہا۔ میں نے اپنا کام مکمل کرنیا اور پھراس دن جب میں نے اس کے چرے کی پڑی کھولی ایک نیا ہی چرہ سامنے آیا۔ یہ عظیم اللہ کا چرہ شیں تھا بلکہ ایک نیا وجود تھا۔ عظیم اللہ نے آئینہ میں خود کو دیکھا اور اس کے بعد وہ دیوانہ ہوگیا۔ اس نے ای رات میری لیبارٹری میں آگ لگا دی۔ پوری حویلی میں توڑ پھوڑ کرتا پھرا۔ وہ چیختا چنگھاڑتا رہا تھا اور اسی رات نیرو حو لی سے قرار ہو گئے۔ وہ اب اپنے خوف پر قابو نہیں پاسکی تھی۔ وہ توڑ مجور مجا کر جلا گیا اور میں آنسو بمانے کے علاوہ اور پچھ شیں کر سکی تھی۔ اب اس حویلی سے میرا دل اجات ہو گیا تھا۔ میں سوچ رہی تھی کہ کمیں نکل جاؤں۔ میرا دل اینے باپ کے پاس جانے کو بھی شیں جاہ رہا تھا۔ چنانچہ آہت آہت میں تیاریان کرنے کی اور پھرایک دن میں نے حولی چھوڑ دی۔ حولی میں توڑ چھوڑ عانے کے بعد عظیم اللہ میرے پاس والی سیس آیا تھا۔ بسرطال میں وہاں سے چل پڑی۔ میرے کئے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ بس سوچتی تھی کہ کمیں بھی زندگی کے چار دن گزار دوں۔ میں چلتی رہی اور پھر مجھے ایک گاڑی نظر آئی۔ میں نے اشارہ کیاتو وہ رک تی۔ ڈرائیور چرے پر کیڑا لینے ہوئے بوی می ٹولی پنے ڈرائیونگ کررہا تھا۔ یس نے اس سے کما کہ جھے شہر چھوڑ دے۔ اس نے پچیلا دروازہ کھول دیا اور بیں اندر میٹھ گئے۔ گاڑی چل بڑی کیکن تھوڑی در کے بعد وہ اس عمارت میں آگر رکی۔ میں جران رو گئی تھی میں نے کرفت لیج میں ڈرائیور سے کما کہ یہ کون ک جله ہے اور وہ مجھے یمال کیول لایا ہے؟ وُرائیور نے اپنے چرے سے کیڑا ہٹا دیا۔ وہ عظیم الله تھا۔ ہاں۔ وہ عظیم الله تھااس نے كما۔

"اور اب تم ذئدگی بحر میری غلام بن کر رہوگی۔ خردار نہ تو یمال سے جانے کے بارے میں سوچنا نہ کسی کے سامنے اپنی زبان کھولنا۔ تم اب میری غلام ہو۔ میری قیدی ہو۔ بو کچھ تم نے مجھے دیا ہے اب تہیں وہی سب کچھ برداشت کرنا ہوگا۔ سمجھ رہی ہو نا۔ تم اب میری غلای کرو گ- تم نے مجھے قل کیا۔ مجھ سے زندگی چھین لی لیکن لیکن ' اب تم کچھ بھی شیں کر سکو گی اور اس وقت سے میں یمال ہوں۔ میرے ہدرد میرے دوست۔ کیا میں قابل رحم شیں ہوں۔ کیا میں اس قابل شین ہوں کہ میری مدد کی

> و ليكن عظيم الله كهال كليا؟" وعظیم اللہ وہ " وہ تھیکی سی بنسی کے ساتھ بولی-

"ہاں عظیم اللہ۔" "ای کا نام تو شاہ مراد ہے۔"

"كيا......؟" من شدت جيت س اچل يزا-

"بان می شاہ مراد ہے۔ نام بدل لیا ہے اس نے اپنا۔ نہ جانے کیا کیا چکر چلائے وے ہے۔ یمان بھولے بھالے لوگ اس کے پاس آتے ہیں وہ ان کے سائل عل كرنے كے دعوے كرتا ہے ليكن نه جانے اس كااصل عمل كيا ہے۔ وہ ينم ديواني شخصيت كا مالك ب- تم و مكيد رب بوك كه اس في اس حويلي مين كياكيا جمع كر ركها ب- قديم طرز کی مشینیں ' زامرار آلات میال دہ کوئی ایا عمل نمیں کرتا جو جرم سے تعلق رکھتا ہو۔ لیکن بس وہ ایک عجیب و غریب فطرت کا مالک بن چکا ہے۔ اس نے مجھے کوئی نقصان نمیں پنچایا میں جس طرح سے آئی تھی ای حالت میں یماں ہوں۔ بس ایک طرح سے تجھ لو یمال اس کی قیدی ہوں۔ مجھے اس قیدے آزاد کرا دو میں زندگی بحر تمہاری خدمت کروں گی مجھے اس قیدے آزاد کرا دو۔ یہ قید تمائی میرے لئے عذاب جان بن چكى ب- يمال طازم آتے يى بركتے رہتے يى- بمروز اور وہ چوكيدار- اس بيك بھی بہت سے لوگ آتے رہے ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو شاہ مرادیا عظیم اللہ کے راز دار ہوتے ہیں۔ کمی کی نہیں نتے۔ میں نے سب سے فریاد کی سب کو اپ غم کی داستان سنائی۔ لیکن کوئی مجھے یمال سے لے جانے پر آمادہ منیں ہے۔ کیاتم مکیاتم میرے ساتھ یہ رم کر محتے ہو۔ یہ انساف کر محتے ہوئم میرے ساتھ۔" میں نے گری نگاہوں ے آے دیکھا اور ایک کمیے کے اندر اندر میرے دل میں نفرت کا ایک طوفان انھا۔ بیہ عورت قابل رحم تو نہیں۔ یہ تو نیم دیوانی عورت ہے۔ اس نے ایک انسان کی زندگی ختم كر دى ہے۔ اس نے ایک بے گناہ كو موت كے كھاٹ اتار دیا ہے۔ كیا حق تقا اسے بيہ سب کچھ کرنے کا اور اس کا بیہ جنون سمی خاص واقعہ سے تو شیں پیدا ہوا تھا۔ اس کا مطلب ہے دیوانی عورت نے اپنے جنون کے تحت سے سب کچھ کیا۔ گناہ کئے تھے اس نے۔ بھلا اے کیا حق تھا کہ قبروں سے مردے نکال کران کی بے حرمتی کرے۔ وہ رحم طلب نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی میں نے سرد کہے میں کما۔

"اس سے پہلے تم نے جتنے لوگوں کو یہ داستان سائی وہ میں داستان تھی جو تم نے مجھے سائی؟"

"بال چونک يي حقيقت ہے۔"

"اور اس کے باوجود تم یہ توقع رکھتی ہو کہ یہ حقیقت جان کر بھی کوئی تم سے ہدردی کرے گا۔ "وہ چونک پڑھی۔ مدردی کرے گا۔ "وہ چونک پڑھی۔

الدرون رسے وقوف عورت تو چرے ہے جس قدر معصوم نظر آتی ہے۔ اتی صعصوم تو ہے کہاں۔ تو تو ایک چڑیل ہے ایک ڈائن ہے۔ جس نے گناہ ہی عظیم کئے ہیں۔ عظیم اللہ تیما استاد بھی تھا۔ تیما دوست بھی تھا۔ تیما ساتھی بھی تھا۔ حقیقت کیوں نہیں کستی کہ تیرے دل میں ر قابت پیدا ہو چکی تھی۔ تو نیرہ ہے جلنے لگی تھی۔ تو عظیم اللہ کو اپنی جانب ملتقت کرنا چاہتی تھی اور اس نے ایسا نہیں کیا۔ تو تو نے اے قبل کرنے کے بارے میں سوچا اگر وہ تیما محبوب ہوتا۔ تو اس جاہتی تو بھلا کیا اس کا دماغ ذکا لنے کی کوشش کرتی۔ تو نے تو بر ترین گناہ کئے ہیں۔ مجھے تھے سے نہیں عظیم اللہ سے ہمدردی ہے اور اس سے پہلے شاہ مراد کے بارے میں ہیں برے انداز میں سوچتا رہا تھا۔ اب ایسی بات نہیں ہے۔ "
مراد کے بارے میں میں برے انداز میں سوچتا رہا تھا۔ اب ایسی بات نہیں ہے۔ "
مراد کے بارے میں میں برے انداز میں سوچتا رہا تھا۔ اب ایسی بات نہیں ہے۔ "
مراد کے بارے میں کی جو لیے میں جلا کر را تھ کیوں نہ کردیا جائے۔ اس تجربے ہے تو کیا حاصل کرتا چاہتی تھی۔ کیا بتانا چاہتی تھی تو؟"

"ایک غلام۔ ایک محبوب۔ ایک ساتھی ہو زندگی کے آٹری کمات تک ساتھ دے۔ پوری محبت پوری ہمدردیوں کے ساتھ۔" میران بولی۔

''بوں۔ گویا 'ماری دنیا میں تُو ایک واحد عورت بھی جو ان تمام چیزوں کو اپنے لئے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ بے وقوف عورت کھیل اس طرح ختم ہو جاتے ہیں۔ میں تیرا ایک عاصل کرنا چاہتی تھی۔ بے وقوف عورت کھیل اس طرح ختم ہو جاتے ہیں۔ میں تیرا ایک پل بھی ساتھ نہیں دے سکوں گا۔'' میں نے کہا اور اسی وقت مجھے اپنے چیجے آہٹ سنائی دی۔ وہ ساکت نگاہوں سے چیچے دکھے رہی تھی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ شاہ مراد تھا جو تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہوا مجھے عجیب می نگاہوں سے دیکھے رہا تھا۔ اس نے آسکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"انساف پند ہو۔ انساف کرنا جانے ہو۔ انساف کم لیتے ہو۔ ب شک حمید جھ سے انفاق ہے اور اب میں بھی تمہارے لئے زم ہوگیا ہوں۔ تم بتاؤید عورت اس قابل ہے کہ اس کے ساتھ رخم کیا جائے۔ میرے دوست اس اب بھی موقع کے تو سے تو ہے۔ بیرے دوست اس اب بھی موقع کے تو ہے اپنے تجربات کے لئے ایک خالی فریم حاصل کرے اور اس کی بعد زندہ اور مردہ انسانوں پر سے اپنے تجربات کرنا شروع کردے۔ اتی تی ظالم اتی شکدل ہے ہے۔ تم اس کے معصوم چرے پر نہ جاؤ۔ یہ صرف خود کو الحر ظاہر کرتی ہے۔ اصل چرے پر نہ جاؤ۔ یہ صرف خود کو الحر ظاہر کرتی ہے۔ اصل

جم والي وے دے۔ ميں مجھے جانے دوں گا۔" "وہ سب کھھ میں نہیں دے عتی-" "تو میں تحجے نہیں جانے وے سکتا۔"

بسرحال بید ان لوگوں کے درمیان کا تنازعہ تھا۔ میں اس سلسلے میں پچھ بھی نہیں کر سكما تها چنانچه ميں نے وہاں سے نكل آنے ہى ميں عافيت سمجى- وہ تو خوش تشمتی تھى ك شاہ مراد نے میرے اور میرال کے درمیان ہونے والی مفتکو س کی تھی۔ اس کی غیر موجود کی میں میں نے میران سے سخت رویہ اختیار کیا تھا اور شاہ مرادیا عظیم اللہ کے لئے التھے الفاظ کے تھے۔ حالانکہ کی بات یہ ب کہ مجھے عظیم اللہ سے بھی کوئی دلچیں نہیں تھی کیونکہ بسرحال وہ بھی اس کے جرم میں برابر کا شریک تھا۔ جب اپنے اوپر بیتی تھی تو برا ہو گیا تھا اور اس کے بعد وہ شاہ مراد بن کر انسانوں کو دھوکہ دے رہا تھا۔ میں کم از کم بید سیس کررہا تھا۔ سے ول سے ان کے لئے دعائیں کرتا تھا اور یہ اللہ کا احسان تھا کہ میری ید دعائیں بوری ہو جاتی تھیں اور ان لوگوں کو آرام آجاتا تھا ان کو ان کے من کی مراد مل جاتی تھی لیکن یہ سب کچھ بھی کسی ایک جگہ فک کر کرنا مناب نمیں تھا۔ چل برنا عائے۔ میں نے ایک رات اختیار کیا جو اس آبادی سے باہر کی ست جاتا تھا اور مجراس رائے یہ چل یزا۔

\$-----

یں یہ سب چھ ہے سیں۔ میرے بارے میں سنو۔ جس طرح میری تخلیق ہوئی وہ ت میرے جم سے تعلق رکھتی ہے۔ میرا بدن اس نے تیزاب میں جلا دیا لیکن میرا دماغ محفوظ ہے۔ مجھے اپنے اس وجود کو زندہ رکھنے کے لئے بہت ی چیزوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر اس کا بندوبست کیا ہے۔ انسانوں کو جھوئی تسلیاں دے کران ے بہت کچھ عاصل کیا جاتا ہے اگر انہیں کج بنا دو کہ ان کی اصلیت کیا ہے تو کوئی بھی مبیں مانتا اور تہمیں برا بھلا کہ کر چلا جاتا ہے۔ شاہ برے نامی جو مخص تھا وہ بھی فراؤ تھا۔ کچھ نہیں تھا اس کے پاس۔ اس نے بس طویل عرصے سے قبضہ جما رکھا طا وہاں اور وہیں یر زندگی گزار تا تھا۔ میں نے بھی وہی عمل شروع کر دیا ہے ہے میری زندگی کیلن میرے دوست تم ایک جدرد انسان مو- میں نمیں جانا کہ تہمارا سلسلہ کیا ہے لیکن سنو- اب تم یماں سے چلے جاؤ۔ یہ جگہ تہمارے قابل نہیں رہی ہے۔ تم بالکل ہی سمی اجنبی جگہ کا سفر افتیار کرو- سمجھ رہے ہو نا وی تمارے گئے بمتر ہے۔ تم ان برائول میں کیول پڑے ہوئے ہو۔ بے شک لوگوں کو تم سے فائدے پہنچ رہے ہیں لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ میں لوگ تم کو جلا کر خاکمتر کر دیں گے۔ دنیا اتن ہی بری جگہ ہے۔ تم اپنا کام جس طرح كرتة آئ مواى طرح كرت ومو- ايك جكه بين كرا تظار مت كرو مجه بالكل انظار مت كرو- جاؤ على جاؤ- تهمارا على جانا بمتر موكا-" اس في كما اور ميس موج مين دوب گیا۔ مجھے علی یاد آیا لیکن نہ جانے کیوں طبیعت پر ایک بیزاری سی سوار ہو گئ تھی۔ میں نے گھری نگاہ شاہ مراد پر ڈالی اور پھر میراں کو دیکھا اور اس کے بعد شاہ مراد سے کما۔ " محک بے شاہ مراد- تهارا مشورہ بالكل درست ہے۔ مجھے واقعی اب اس ماحول كو

چھوڑ کر چلے جانا جائے۔" میرال نے روتے ہوئے کما۔

"تم سے میرا کوئی واسط نہیں ہے میرال-"

"انسانیت سے بھی تہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے؟"

اب اس بارے میں تم جھے سے جو پکھ کمہ رہی ہو۔ خود اس پر غور کراو۔ انسانیت ے تمارا كتا كرا واسط ب- ذرا محص يد بھى بتا دو-"

"ديكھو غلطيال برانسان سے موتى بين- مين غلطى كر بينى مول بجھے ..... جانے دو۔ عظیم اللہ مجھے جانے دو۔"

"شيس- مجص ميرا چره واپس دے دے۔ مجمع ميرى نيره واپس دے دے۔ مجمع ميرا

"گاجر کھاؤ گے؟" اس نے پیچے رکھی ہوئی گاجروں کی طرف اشارہ کرے کہا۔ "اگرتم کھلاؤ کے تو کھالیں گے۔" "ارے تم عجیب ہو بھیا! جو ہم کمہ دیں گے وہ کرد کے اور جو ہم نہیں کمیں گے وہ

"كيون؟ الي مارك اندركيا خاص بات ب؟" اس في يحي باته برهاكر تبن جار گاجریں اٹھائیں اور انہیں اپنے گلے میں پڑے ہوئی رومال سے صاف کرنے لگا۔ بھراس نے ایک گاجر ہمیں پیش کرتے ہوئے کما۔

"ہاں بتایا نہیں ایک کیا خاص بات ہے ہمارے اندر؟"

"تم ایک محبت کرنے والے دوست مو- ایک ساتھی مو- تم نے مجھ پر احسان کیا ہے مجھے اپنی گاڑی میں بٹھایا ہے۔ ورنہ مجھے نہ جانے کمال تک پیدل جانا پڑ آ۔ سفر کے لئے تم نے مجھے جگہ بتائی ہے۔ اب بتاؤ اتنے سارے احمان کئے ہیں تم نے مجھ پر اور میں

"ارے واہ رے واہ بھیا! اتنے احسان تو ہم نے اپ آپ پر بھی نمیں کئے جانے مم نے جمیں گنا دیئے۔ پر آدمی بوھیا ہو۔ چکر بتاؤ ا چکر کیا ہے کمال سے آرہ ہو کمال کا راسته بهول گئے تھے؟"

" بھائی! مچ کمہ رہ ہیں ہة تہیں۔ کمال سے آرب ہیں اور کمال جارب ہیں-" 4 2 8 2 de 3 82 m

"كتا ہے۔ بوى سے اؤكر بعائے مويا بحرمان سے ناراض موكر گھر چھوڑا ہے۔" "بال بس ايهاى سمجه لو- ائى تقدير سے ناراض موكر گرچھوڑ ديا ہے-" "ارے بھائی۔ دیکھو ہم تھرے دیماتی آدی۔ چھوٹا سا بھیجہ ہے مارا۔ بوی بوی باتیں جاری سمجھ میں شیں آتیں۔ ویے جارا نام پھیکا ہے۔ امال ابائے تو پت شیس کیا نام رکھا تھا ہی سارے لوگ ہمیں پھیکا کہتے ہیں۔ پند شیں کیوں؟"

"حالانك تم بت ميشے ہو۔ تهرس پيكا كون كهتا ہے؟" ميں نے گاجر چباتے ہوئے

"ارے چھوڑو بھیا چھوڑو۔ گاجر میٹھی ہوگی ہم کمال سے میٹھے ہیں۔" ''لوگ تمهیں پیکا کہتے ہیں۔ تم برا نہیں مانتے ان کا؟'' سارے احساسات ول سے ہٹا دیئے تھے۔ سوچیں بیشہ راستہ رو کی ہیں۔ میں ان موچوں ای سے بچنا جاہتا تھا۔ چنانچہ چاتا رہا۔ نجانے کب تک یہ سفر جاری رہا۔ پورا دن كزر كيانو رات كوايك جكه آرام كيا- پردوسرى صبح كچھ پرندول كے پرول كى پجر پراہث نے جگایا تو اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر چل پڑا۔ پہتہ نہیں کون سے رائے تھے کون سارخ تھا۔ بس چل رہا تھا۔ بھوک پیاس سے تھوڑی در کے لئے بالکل بگائل ہوگئ تھی۔ پھر ایک بیلی ی پگذیڈی سے گزر رہاتھا کہ سامنے سے ایک بیل گاڑی آتی ہوئی نظر آئی۔ کوئی دیماتی تھا جس نے بیل گاڑی میں سزیوں کا ڈھیراد رکھا تھا۔ بیل گاڑی میرے قریب آئی تواس نے روکا اور بولا۔

"كمال جارى ہو جمائى۔ مسافر ہو؟ كمى بستى جارے ہو؟" "بال يو منى سمجھ لو' راسته بھول گيا ہوں۔" "كونسي جله جانا تفا؟" "تام بھی بھول گیا ہوں۔"

"ارے کمال کرتے ہو بھیا! راستہ بھی بھول گئے۔ نام بھی بھول گئے تو پھریاد کیا ے؟" ديماتى نے معصوميت سے كما اور خود بى بنس برا۔ چرجلدى سے بولا۔

"کنیں سارن پور تو نہیں جارے؟"

"سارن بور- پت شیں بد کمال ہے؟"

"اگر ادھرجارہ ہو تو چلو ہم تمہیں وہاں لے چلیں۔"

"بت مرمانی- بردی محبت تمهاری لیکن تمهیس میری وجه سے تکلیف ہوگ-" "اليا كرو- تم بيل كازى مين مارك برابر بينه جاؤ- مارك سرير بينف كي كوسش مت كرناكد جمين تكليف مو-" اس في اين طور ير غداق كيا- خوش مزاج آدى معلوم ہو تا تھا۔ میں مسکراتا ہوا اس کے پاس بیٹھ گیا اور دیماتی نے بیل گاڑی آگے بڑھا دی۔ 433 ☆ 美

"وہاں میرا کوئی شیں ہے۔ بس کسی سرائے میں جاکر ٹھر جاؤں گا۔" "ارے کوئی شیں ہے وہاں تہارا؟" وونہیں۔"

"تو پھروباں كيوں جارے ہو كوئى كام ب كمى ہے؟" "بال-بس ايسے بى-"

ہوں۔ "ہماری مانو' تو ہمارے ساتھ والیس آجاؤ۔ ومڑی میں ہمارے مہمان بن کر رہو پکھے ون' اچھے لگے ہو تم ہمیں۔ ہمارے اور بھی یار ووست ہیں وہاں۔ چھوٹا سا گاؤں ہے۔

ب ایک دو سرے سے محبت کرنے والے رہے ہیں وہاں۔"

"بہت بت شکریہ تہمارالیکن مجھے سارن پور میں کہیں اور بھی جانا ہے۔" "مرضی ہے تمہاری۔" اس نے کہا اور تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد پھر

"شادى مو گئى بھيا تمهارى؟"

Hone of the state of

"ماں باپ' بمن بھائی تو ہوں گے ہی؟" «نہیں کوئی نہیں ہے۔"

"ارے واہ رے۔ یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ گرتم حاری مان ہی کمال رہے ہو۔ مان لو حاری دمڑی واپس آجاؤ۔ حارے پاس-"

میں ہنس کر خاموش ہو گیا ہے اس محض کی محبت بھری پیشکش تھی۔ میں اے کیا بتا تا کہ میں کون ہوں اور میری حیثیت کیا ہے۔ بھر حال پھر سمارن پور آگیا۔ اچھا خاص شر تھا۔ اس بچوارے کو منڈی جاتا تھا۔ وہاں ہے اپنا کار وبار کرے گا۔ میں اے تنگ کرنے کی کوئی وجہ نہیں رکھتا تھا۔ ایک جگہ انر گیا اور اس نے بردی محبت ہے جھے خدا حافظ کہا۔ پھر اپنی بیل گاڑی لے کر آگے بڑھ گیا۔ میں اِدھراً وھر ویکھنے لگا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک جھونیڑا ہوٹل نظر آرہا تھا۔ وہاں جا کر بیٹھ گیا اور ہوٹل کے مالک سے کھانا طلب کیا۔ دو روٹیاں اور ایک پلیٹ سالن۔ بس میں کا مُنات کی سب سے بردی مشکل ہوتی ہے اور اس مشکل کے حل کے لئے انسان نہ جانے کیسی کیسی مشکلوں سے لگتا ہے۔ میں اپنے لئے مشکل کے حل کے لئے انسان نہ جانے کیسی کیسی مشکلوں سے لگتا ہے۔ میں اپنے لئے کوئی مناسب جگہ نہیں پارہا تھا۔ جھونیڑا ہوٹل کے سامنے وسیع و عریض میدان تھا جمال کوئی مشکل نہیں تھا۔ ایک فقیر قریب آتا ہوا نظر گھنے ور خت بھوے ہوئے تھے۔ ٹھاکانہ کوئی مشکل نہیں تھا۔ ایک فقیر قریب آتا ہوا نظر

"ارے نیں بھیا! جو بھی کچھ کتا ہے۔ بیار سے کتا ہے اس میں برا مانے کیا گیا بات ہے۔ ویے تمہارا نام کیا ہے؟" "میرا نام؟" میں ایک وم چونک پڑا۔ نہ جانے گتے عرصے سے کسی نے میرا نام

نہیں لیا تھا میں نے کہا۔ "میرا نام بابر علی ہے۔"

''ہیں۔''اس کی آئیمیں جرت سے بھیل گئیں۔ ''کیول اس میں جرانی کی کیا بات ہے؟'' ''بابر تو بہت بڑا بادشاہ تھا بھیا! تم بادشاہ ہو؟''

"بال- سوتوں كا بادشاه-" ميں نے بنتے ہوئے كما كريس نے كما " ممارن يور رئے ہو؟"

"شیں- ہم تو دمری بہتی کے رہنے والے ہیں- سربوں کے کھیت پر کام کرتے ہیں- سرباں سارن پور جاکر چے آتے ہیں- اچھی چیز دیتے ہیں- اچھے پیمے لیتے ہیں- اب دیکھو تا یہ سرباں- گاجر کھائی تم نے؟"

"بال- واقعی ضرورت سے زیادہ ہی میٹی ہے۔"

"ارے کیوں نہ ہوگ! ہم اسے اپنے پیار کی مٹھاس دے دیتے ہیں۔ پر ایک بات

مجھ لو بھیا! ہم سے اچھا ہوپاری اور کوئی ہے نہیں۔ نہ زیادہ منافع لیتے ہیں۔ نہ کی کو

تگ کرتے ہیں نہ کم تولتے ہیں ای لئے ہمارے اپنے لگے بندھے گاہک ہیں۔ اب سارن

پور پہنچیں کے ہزی لینے والے ہزی لینے آجا کیں گے۔ نفذ ہمیے دیں گے ہمیں اور بھیا

بس گھر کے لئے سامان لے کر اپنے گھرواپس چلے جا کیں گے رات تک۔ ہم مغرب ہونے

بسلے دمڑی پہنچ جاتے ہیں۔"

"الچھی بات ہے۔ بہت اچھی بات ہے۔" میں نے کما۔

"اور ایک بات بتائیں بھیا! بس دعائیں ہیں ماں باپ کی اور بس انہی کی دعاؤں سے اللہ بیڑا پار کر دیتا ہے۔"

"فیک برای خوشی مولی تم ے ال کر پیکا! بت بی خوشی مولی-"

"تم یہ بتاؤ۔ تم سارن پور میں کس کے پاس جاؤ گے؟" اس نے کما۔ "لو۔ یہ دوسری گاجر اس کے ہاتھ سے لی دوسری گاجر اس کے ہاتھ سے لی ان کا

"فاك وحول" منى-"اس في كما اور برق رفارى س وبال س آك برده كيا-میں نے سامنے کی طرف ویکھا۔ ریل چلی آرہی تھی۔ میں شدت جیرت سے گنگ رہ کیا۔ حواس میں تم ہو گئے تھے۔ ذرا سااس کی باتوں پر غور کیاتو پتہ چلا کہ معرفت کی ہاتیں ہیں۔ اشارہ کیا گیا ہے مجھے۔ ارے باپ رے باپ۔ میں بھلا اتنی برائی کا متحمل کمال ہو سکتا موں۔ میں نے سوچا۔ تھوڑی ور کے بعد ریل آکر رک گئی۔ میں نے جلدی سے عکث خریدا اور ریل میں جاکر بیٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ریل چل بڑی تھی میں نے مسافروں یر نگامیں ڈالیں۔ زیادہ تر لوگ سورے تھے اور پھھ جاگ رے تھے۔ تھوڑا سا وقت اور گزرا تو ناشتے' ناشتے کی آوازیں سائی دینے لکیں۔ ریل کے دیٹر ٹرے لئے بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔ لوگوں نے اٹھنا شروع کر دیا۔ نہ جانے کتنا وقت وہاں گزر گیا۔ پھرٹرین ایک اسميشن پر رک- چيزيں بيچنے والے اندر آگئے اور ميں ريلوے اسميشن كابورؤ ديكھنے لگا- اس طرح اسمیش آتے رہے۔ زین سفر کرتی رہی۔ تقریباً آٹھ یا نو تھنے سفر کے لئے گزرے موں گے کہ مجھے ایک اشیشن پر خیال پور کا بورڈ نظر آیا۔ دل نے ب اختیار کما کہ یمال اتروں اور دیکھوں کیا صورتحال ہے۔ چنانچہ میں خیال بور اتر گیا۔ ریلوے اشیش پر اکا دکا افراد موجود تھے۔ بظاہر ایک چھوٹا ہی ساعلاقہ معلوم موربا تھا۔ نیچ اترا تو ایک مخص نے ميري جانب برده كركها\_

" پھول بابا کے نام پر کھے چندہ دے دو بابا! پھول بابا کاعرس ہے۔"

"كيول بابا! كمال بي يد؟"

"جھوٹ نہیں بول رہا صاحب! وہ دیکھو کیڑے پر لکھا ہوا ہے۔" میں نے اس طرف نگامیں دو ژائیں تو لکھا تھا۔

"عرس يعول بايا صاحب"

" بيد او-" ميں نے ايك نوث فكال كراس كے باتھ ميں ديتے ہوئے كما چراولا-

"جھے ذرا مزار کا بيت تو بتا دو-"

"بس اسيش سے نكو كے الئے ہاتھ پر چلے جانا۔ پر چراهائي آئے گي اور چراهائي پر ميول بايا كامزار ب-"

"يہ پھول بال تو بت بوے بزرگ ہوں عے؟"

"ارے یہ یوچھ رہے ہو تم-کیاان کی زیارت کو نہیں آئے؟"

Bid = 8.-11

"بابا! کھانا کھلا دو-" میں نے اے دو روپے دیے اور وہ دعائیں دیتا ہوا ہو اُل کی جانب برده کیا پھر میں سوچا رہا کہ مجھے کیا کرنا جائے۔ ٹھکانہ حاصل کرنے کے لئے کوئی د كوئى جگه تو ضرورى تھى- چنانچە سب سے بهتر جگه ريلوے اسليشن بوتا ہے جمال مسافر آرام بھی کر عظتے ہیں۔ ریلوے اشیش کے مسافر خانے میں جاکر ایک ج پر لیٹ گیا اور باقی ساری رات وہیں گزار دی۔ مج کو جیسے ہی سورج نے سر ابحارا آگھ کھل گئے۔ ویسے بھی لکڑی کے بیٹے پر بدن و کھ کر رہ گیا تھا۔ بیٹے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پ ایک مخض نظر آیا۔ میلے کیلے لباس میں ملبوس تھا۔ میں نے اے آواز دی تو وہ رک گیا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کراس کے قریب پہنچ گیا۔

"میں یمال کمی مرائے کے بارے میں معلوم کرنا جابتا ہوں۔" "سارى دنياى سرائے ب تم كيا مجھتے ہو كوئى خاص جگه تلاش كررہ ہو؟" "وه تو آپ محمك كمه رب بين جناب! ليكن من يه كمنا چامنا تفاد" "خاك كمنا چاہتے تھے۔ جنك مارتے رہ ہو اب تك- ايك سابى كا فرض كيا ہو تا

ے جانتے ہو؟" میں نے تعجب سے اسے ویکھالووہ کئے لگا۔ OO O

"كى بھى جلد قانون كىنى مو رى مو تو ابنا فرض بورا كرو- قانون اسے اختيار اس لتے دیتا ہے چنانچہ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اتنی بردی آبادیوں میں کوئی بھی ٹھکانہ بنا او۔ سراے ' سراے علاش كرنا چاہتے ہو۔ ارك بلا اپنا فرض تو يورا كرو۔ بس علاش ميں بى "-En, &

"مرجناب! میں ای جگہ کے بارے میں جاننا جاہتا ہوں۔" "تويس كياكرون؟" وه غواكر بولا-"میں ان جگہوں کے رائے نہیں جانا۔" "تو مركول رے ہو يمال؟" "بين سمجما نهيں-"

"تيرايال كوئى كام نيس ب ب وقوف! ريل من بيشه وه سامن ريل آرى ب اور چلا جا جمال كيس تيرا دل كے وہال الر جانا۔ لے بيے سيس بيس توبي بينے ركھ لے۔" اس نے کما اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر کھھ کرنی نوٹ میرے سامنے کر دیے۔ میں نے كركى نوث اس كے ہاتھ سے لے لئے۔ پيريس نے كما۔

"ميس مجعى شيس آيا-"

"تو سنو- بچہ بچہ ان کا عقیدت مند ہے۔ کیا ہندو۔ کیا مسلمان کیا سکھ کیا عیسائی۔ وہ ہرایک کے کام آتے ہیں۔ مسلمانوں سے زیادہ بابا بی سب کے ہیں۔ نظے پاؤں سارے کے سارے بھول بابا کے مزار پر جاتے ہیں۔ چادریں چڑھاتے ہیں منتیں مانکتے ہیں اور اللہ ان کی مرادیں پوری کرتا ہے۔ برا فیض ہے بھول بابا کا ہماری گری ہیں۔"
دیمیا نام ہے تمہاری گری کا؟"

"ویے اُو پھے اور بی ہے لیکن یمال کے رہنے والے پیارے اسے پھول گر کھتے یں۔"

"واه- بورو تو کھ اور ہی لگا ہوا ہے-"

"كتنے بى بورڈ لكا دوبابا ..... اصليت تو اصليت بى ہوتى ہے۔ بورڈ لكانے سے كيا ہوتا ہے؟"

مجھے بھلا کمی پناہ گاہ کی کیا ضرورت تھی۔ جہاں رات ہوتی وہیں شب بسری کی جائتی تھی۔ چہال رات ہوتی وہیں شب بسری کی جائتی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے میں بھی پھول بابا کے مزار کی جانب بردھ گیا۔ میں وہاں زائرین کی کاروائیاں و کھیے رہا تھا۔ اب تک بہاڑوں والی سرکار پر یمی تمام کام و کھیے تھے لیکن وہ بالکل مختلف جگہ تھی۔ حقیقی بزرگوں کے مزارات پر جو رحمت برستی ہے۔ اس کا

اپنا معالمہ ہی مختلف ہوتا ہے۔ یہاں باقاعدہ عرس ہو رہا تھا اور عقیدت مند عرس میں اپنا معالمہ ہی مختلف ہوتا ہے۔ یہاں باقاعدہ عرس ہو رہا تھا اور عقیدت مند عرس میں شریک ہونے کے آئے تھے۔ بسرطال مزارے کچھ فاصلے پر میں نے ایک جگہ ختنب کی اور گھنے درخت کے سائے میں جا بیٹھا پھر دوپسر ہوئی اور اس کے بعد شام- مزارے مسلسل قوالیوں کی آوازیں آری تھیں اور بری بری خوبصورت آوازیں سننے کو مل رہی مسلسل قوالیوں کی آوازیں آری تھیں اور بھی پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہونے گئی۔ نہ جانے تھیں۔ میں خود بھی وہیں جا بیٹھا اور بھی پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہونے گئی۔ نہ جانے کیا کیا کیا بھی ہورہا تھا۔ لنگر بٹ رہے تھے۔

ایا یہ پھ ہورہ سا۔ سربی اس بھری یہاں لوگوں کے درمیان رہاتھا۔ اس وقت رات کے رات ہوگئی۔ تقریباً دن بھری یہاں لوگوں کے درمیان رہاتھا۔ اس وقت رات کے کوئی گیارہ بجے ہوں گے۔ چنانچہ میں نے سوجانے کا فیصلہ کیا اور ایک کھنے درخت کے پنچ کیا۔ خیموں میں چراغ روشن تھے اور لوگ مختلف مصروفیات میں تھے۔ میں تھوڑی در کے بعد بازوؤں کا تکیہ بنا کر درخت کی ایک ابھری ہوئی جڑ پر سرر کھ کر لیٹ گیا تھوڑی در کے بعد بازوؤں کا تکیہ بنا کر درخت کی ایک ابھری ہوئی جڑ پر سرر کھ کر لیٹ گیا کچھ سوچنے سمجھنے کو دل نمیں چاہ رہا تھا بس ایک بجیب می بے چینی دل و دماغ میں رچی ہوئی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے۔ پھرنہ جانے کتنی در نیم خوابی کے عالم میں گزری تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے۔ پھرنہ جانے کتنی در نیم خوابی کے عالم میں گئے۔ رکبی کوئی میرے سینے پر گرا تھا۔ زیروست چوٹ لگی اس کے ساتھ می آواز بھی فکل گئے۔ لیکن پھر فورا ہی تھے اپ لازو میں ایک شدید درد کی لکیر محسوس ہوئی اور میرے طق سے ایک دل خراش چی فکل بازو میں ایک شدید درد کی لکیر محسوس ہوئی اور میرے طق سے ایک دل خراش چی فکل بازو میں ایک شدید درد کی لکیر محسوس ہوئی اور میرے طق سے ایک دل خراش چی فکل بیر سے بازو میں ایک شدید میں ڈویا ہوا تھا۔ حواس قائم نمیں ہوئے تھے۔ طق سے آزاد ہونے تھے۔ طق سے آزاد ہونے

"ارے پکڑواس کتے کو۔ پکڑواس ذیل کو۔ پکڑلو۔ پکڑلو۔ مزار شریف کی حرمت بھی داغدار کرتا ہے۔ یمال بھی چوری اور ڈاکہ زنی سے باز نہیں آتے ہے لوگ۔"
وہ مخض جو جھے پر گرا تھا اٹھ کر بری طرح بھاگا۔ غالباً اس کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار تھا۔ اب یہ صرف اتفاق تھا کہ وہ میرے بدن سے ٹھوکر کھا کر گرا تھا اور ہاتھ میں وہا ہوا چاتو میرے بازو میں بیوست ہو گیا تھا۔ بہر حال وہ اٹھ کر بھاگا اور قلانچیں بھرتا ہوا تاریکی چاتو میرے بازو میں بیوست ہو گیا تھا۔ بہر حال وہ اٹھ کر بھاگا اور قلانچیں بھرتا ہوا تاریکی میں گم ہوگیا۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی۔ زخم تکلیف دے رہا تھا اور اس سے مسلسل خون بہد رہا تھا جس سے میرا ہاتھ بھیگ گیا تھا۔ لوگ میرے قریب ہو کر جمع ہو گئے اور کسی نے کئی بار ماچس کی تیلی روشن کی پھرایک مٹی کے تیل کالیپ روشن ہو گیا اور اس کے بعد لوگ چیخ چلانے گئے۔

والی چخ دوبارہ منہ سے نکلی اور اس وقت چند افراد میری جانب دوڑے۔ وہ چخ رہے تھے۔

"خون-" ایک اور نسوانی آواز اجری-" بینہ جا بیٹا۔ بیٹھ جا گدا تو تھے ہے زیادہ نہیں ہے۔ بیٹھ جا۔" اس بار اس معمر صحف

"كيا موا-كيابات ٢؟" "سب ائي ائي لگائے جارہ ہيں۔ يہ نہيں ہے كد مجھے اپنا كام كر لينے ديں۔" "بابا! ئي باندھ دي گئي ہے-"

"اليے بى يى بائدھ دينے سے خون رك جائے كاكيا؟ ديكھوں توسى كس طرح سے زخم لگا ہے۔" لؤی نے کما اور میرے قریب بیٹھ گئی۔ کسی کی شکل نظر نسیس آرہی تھی۔ بس وہ سب اپنی اپنی کر رہے تھے۔ بوے تدرد لوگ معلوم ہوتے تھے۔ ہرایک میرے کام آرہا تھا۔ اوکی نے مٹی کے تیل کالیب قریب رکھا اور بھروہ میرے زخم سے پی کھول كر پہلے كوئى چر ميرے زخم ير اسرے كرنے كى۔ اس كے بعد خون صاف كر كے كوئى مرہم لگایا اور پھراس نے بوی صفائی سے میرے بازو کی بینو یک کردی۔ اتنی دیر میں کوئی اور لڑک دودھ کا گلاس کے آئی تھی۔ بزرگ کی آواز اجری-

وم الله ووده في او- جلدي كرو دوده في كرايث جاؤ-" آوازي مسلسل آتي رين اور چريزوگ نے كمال

"ارے- خدا کی پناہ! کتنا خون نکل گیا۔ بہت زیادہ خون نکل گیا ہے۔" "خون میں بحرا ہے پورے کا پورا گدا۔ چلو کا کثوم دو سرا بچھا دو۔" "اور دو سری دری-"

"تيسري آواز پر نكلي-" بزرگ نے بگر كركما- وودھ پلاكر انبول نے مجھے لٹا ديا-میں نے شرمندہ کیج میں کا۔

"آپ لوگوں کو میری وج سے بری تکلیف ہوئی۔"

"صبح اٹھ كر چار جوتے مار وينا ممارے مند ير اور چلے جانا۔ احمان اتر جائے گا۔"

"جی- میں کھ سمجانیں-" میں نے جرانی سے کا-

"یار۔ اے حیب رہنے دو اس دفت اس کا زیادہ بولنا اچھا شیں ہوگا۔" "بال- مامول جي تھيك كمد رے بين-"اس بار لڑكى كى آواز الجرى-" چلو۔ ٹھیک ہے ایبا ہی سمی۔ چلو بیٹا آئکھیں بند کرلو اور ڈاکٹرنی صاحبے نے نیند کا

"ارے اے زخی کر دیا ہے اس نے ' زخی کر دیا ہے۔ دیکھو' دیکھو' بھائی دیکھو۔ امال مرزا صاحب! کیا کررے ہیں آپ اوھرے اُوھر بھاگتے پھررے ہیں۔ جلدی ے فرست اید بکس لایے وہ اس بچارے کو زخمی کر گیا ہے۔" پت نہیں مرزا صاحب کون تھے۔ کیا تھ؟ بہت سے افراد میرے قریب آ گئے اور پھر میرے بازو کی مرہم پی ہونے لگی- وہ لوگ جھ ے میرے زخم کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ میں نے انہیں اپ زخم کی تفصیل بتائی۔ تو پھران میں سے ایک نے کہا۔

"يمال مورب تق كيا؟"

"-Ut"

"فيمه كمال ٢ تمارا؟"

"أو الحوميرك ساته جلو-"يد ايك بزرگ تتم كا آدى تقله اس في مجه سارا ویا۔ کئی اور لوگ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ مجھے لئے ہوئے تھوڑے فاصلے پر ایک خیم میں پہنچ گئے اور پھر مجھے ایک بستر پر لٹا دیا گیا۔ یہ ایک برا سا گدا تھا اور کانی وسیع خیمے میں لگا ہوا تھا۔ خیمے میں اور بھی گدے پڑے ہوئے تھے جن پر یہ لوگ پہلے سو رہے ہوں کے لیکن اب تمام گدے خالی تھے اور ان پر سکڑی ممثی چادریں نظر آ ری تھیں۔ مٹی کے تیل کی النین کی روشن خیم میں چیل گئ اور ایک عورت كي آواز سائي دي-

"ارے بیٹا! بت زیادہ چکر تو نمیں آ رہے۔اے نفیسر! اے نفیسر! جلدی سے بلدی اور دودھ لاؤ۔ بلدی ہے؟"

"بال امال ہے۔"

"دوده میں ڈال دو۔ گرم کرلینا۔" بوڑھی عورت کی آواز ابحررہی تھی۔ "المال! آپ ذرا ہٹیں۔ میں زخم دیکھوں کیا ہوا ہے؟"

"ارے او ڈاکٹرنی- اس وقت ڈاکٹری مت کر پہلے بلدی دودھ پی لینے دے بچ

"المال آپ بنتے تو سمی پلیزا" اڑکی کی آواز سائی دی اور کوئی میرے قریب بیٹے گیا۔ "براه كرم! آپ ذرا بث جليئ يه كدا خراب بو جائ كا خون مسلسل بد ريا

بهت وري ان لوگول كي باتول كو سنتا ربا- اندازه بيه مواكد كوئي چوريا كثيرا تفا اور يجھ چھین کر بھاگا تھا کی ہے۔ ہاتھ میں جاتو تھا۔ جھ سے پیر الجھا تو نیجے گرا اور چاتو میرے باتھ میں ہوست ہو گیا۔ چرب ساری چزیں ان اوگوں کے علم میں آئیں۔ آنے والے تو بت عقے لیکن اس صور تحال کا ان لوگوں نے سب سے زیادہ نوٹس لیا۔ کردار بھی کھے کھے ذبن میں آرے عصد کوئی حاجیانی صاحب تھیں اور کوئی بیک صاحب سے باتی لوگ کون کون تھے ان کے بارے میں کچھ شیں معلوم ہو سکا۔ لیکن تھے مزے کے لوگ اور ولچیپ نظر آتے تھے۔ زائرین میں سے تھے اور انہوں نے اپنا خیمہ لگا رکھا تھا۔ ان کے ساتھ ایک ڈاکٹر لڑکی بھی تھی۔ ہو سکتا ہے ہاؤس جاب وغیرہ کر رہی ہو لیکن بسرحال اند صول میں کافی راجہ تھی۔ دماغ کی محملن سے آہستہ آہستہ عشی می طاری ہونے کی اور چر گری نیند سوگیا۔ نہ جانے کب تک سوتا رہا۔ جب آنکھ تھلی تو پورا بدن کمبل سے ڈھکا ہوا تھا۔ ابھی گردن موڑنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ معمر محض کی آواز سائی دی۔

"حاجياني! حاجياني! جاك كيا- ذرا سائره كو بلالو-" " ایکی لائی۔" دوسری آواز اجری اور میں نے گردن تھما کراس عمر رسیدہ شخص ویکھاجو انتہائی ہدرد انسان نظر آرہا تھا۔ بوی اچھی شکل صورت تھی۔ کوئی پنیٹے سے ستر کے درمیان ہوگی۔ ممکن ہے اس سے بھی کچھ زیادہ ہو لیکن صحت بہت اچھی تھی۔ چرے بى زم مزاج اور شريف النفس نظر آ ؟ تھا۔ ميس في اشف كى كوشش كى تو جلدى سے بولا-"ارے ارے کیا کردے مو- کیا کردے ہو- بھی بہت بمادر ہو- ہم نے مان لیا ليكن لين ربو- لين ربو- بوا لك كن تو نقصان بو جائ كا-"

"يرى تحيك بول مرزا صاحب" "بال بال آب تھيك بيل ليكن آرام ے لينے رہے۔ ارے آپ كو مارا نام كيے معلوم ہو گیا؟" معمر شخص نے کہا۔

"مب لوگ آپ کو مرزا صاحب کمد کر مخاطب کررے سے تو میں مجھ گیا کہ آپ کو مرزا صاحب کما جاتا ہے۔ حاجیانی صاحبہ بھی آپ کو مرزا کمہ کر ہی پکار رہی تھیں اور "-5° 0%

"ارے باپ رے باپ- الاے فاندان کے دوسرے افراد کے نام بھی بتا دیجے آپ-" مرزائے کما اور میں منے نگا- مرزائے میرے سربر ہاتھ رکھتے ہوئے کما۔ "اب بي بتاؤ طبيعت كيسى إور خود اينا نام سيس بناؤ كي؟"

انجکشن نہیں لگایا؟ اس وقت سونا ضروری ہے۔"

"جی- نگا دیا ہے آپ پلیز آ تکھیں بند کر لیں-" لوکی کی آواز اجری اور میں لے اس کی ہدایت پر آ تکھیں بند کر لیں۔ دماغ میں بلکی می سنستاہٹ ضرور ابھری تھی لیکن اے نیند نہیں کما جاسکتا تھا۔ بوے سے خیمے میں اب بھی بہت سے افراد موجود سے لین بزرگ آواز اجری-

"ایک آدی بھی اگر بولاتو اچھا شیں ہوگا۔ اے سونے دو۔" میں نے چھ نہ کا لیکن تھوڑی در کے بعد عورت کی آواز سائی دی۔

"ب فیک ے کام ہو گیا۔"

"ايس-كياكام موكيا؟" بزرك كي چوكل مولى آواز سالى دى-"اوہو- مطلب بید کہ وہ سو گیا ہے۔"

"تو پرسوگیا ہے تو تہیں کیا۔ اور میں نے تو کما تھا کہ کوئی آدی نہیں بولے گا۔ تم كول بوليس؟"

"ارے بایا! آپ نے آدی کما تھا عورت تو نمیں کما تھا۔"

"وكالت شروع كر دى يمال ير عيل ين كتا بول فنول ياش ند كرو- خاموشى ے سب لوگ بیٹھ جاؤ۔ پیچارہ مصیبت کا مارانہ جائے کس ماں کا لعل ہے۔"

"ادراس مال كے لعل سے تم نے پوراگدا خراب كرا ديا-" ايك اور آواز اجرى-"انبان ہے انبان۔"

داکیا چکر چلا رکھا ہے آپ لوگوں نے سونے نہیں دیتے دو سرے کو۔"

"وو سو جاؤ۔ باہر جا کر مرحاؤ۔ یمال کیول شور مچارے ہو۔ ارے میں کہتا ہوں کہ تم لوگوں نے کیا سنتا چھوڑ دی ہے میری- حاجیانی! دیکھ رئی ہو ان بچوں کو- سارے کے مارے میرے منہ لگ رے ہیں۔"

"آپ بھی تو بیک صاحب سب پر کرفیو لگا رہے ہیں۔ ارے بایا یے ہیں۔ وہ سوگیا نیند کی دوا دی ہے اسے اور بس۔"

"چلو- چلو تھيك ہے- اب خاموش ہو جاؤ-"

"مرایک بات بناؤ۔ اس کے بارے میں باکسے علے گاکہ کون ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے دو سرے ساتھی بھی کیس آس پاس ہوں۔"

"توكيا مركة ستح سارے كے سارے وہ زخى بوااے ديكھنے والا كوئى نيس تھا۔"

آنے لگے تھے جس نے مجھے یہ زخم لگایا تھا۔ پند نہیں اس کے ساتھ لوگوں نے کیا سلوک کیا۔ بسرحال میں نے اٹھ کر دودھ اور بسکٹ لے لئے۔ اس وقت ان چند افراد کے علاوہ خیے میں اور کوئی نہیں تھا۔ تھوڑا وقت اسی طرح گزر گیا۔ پھر میں نے کما۔ "وقت کتنا ہو گیا سائرہ صاحبہ!"

"چار نج کر بیں منٹ ہوئے ہیں۔" سائرہ نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھ کر کہا۔

> "چار نج کر بیں منٹ شام کے۔" "تو اور کمیا؟"

"اوہو- اس کا مطلب ہے کہ میں بہت دیر ہے آپ لوگوں کو تنگ کر رہا ہوں۔"
"ہاں- بہت دیر ہے-" اس نے مدھم کی مسکرا ہٹ کے ساتھ کما پھر کہنے گئی۔
"اگر میہ باتیں ذرا زور ہے کریں نا آپ تو یہ ہمارے تایا صاحب جو ہیں نا وہ اس طرح اچھلیں گے کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ خوب برا مانیں گے آپ کی باتوں کا۔"
طرح اچھلیں گے کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ خوب برا مانیں گے آپ کی باتوں کا۔"

"میں بات کر سکتا ہوں ان سے ڈاکٹرنی صاحب!" مرزا صاحب نے سوال کیا۔
"جی بالکل بالکل لیکن بہتر ہے کہ ان کے سرمیں تھو ڈا سا دماغ باتی رہ جائے۔"
"ارے تیری الیک تیمی ڈاکٹر کی پچی! بتاتا ہوں ابھی تجھے آ واپس آ۔" مرزا صاحب نے برابر رکھی ہوئی کوئی چیز شولتے ہوئے کہا اور سائرہ تیز رفتاری سے باہر ڈکل گئی۔
نے برابر رکھی ہوئی کوئی چیز شولتے ہوئے کہا اور سائرہ تیز رفتاری سے باہر ڈکل گئی۔
"ہاں۔ بیٹا! اکیلے بی زیارت کے لئے آئے تھے یا خاندان ساتھ ہے؟ ویلے میرا خیال ہے خاندان ساتھ نہیں ہوگا ورنہ لوگ تہیں تلاش کرتے ہوئے ضرور آتے۔"
خیال ہے خاندان ساتھ نہیں ہوگا ورنہ لوگ تہیں تلاش کرتے ہوئے ضرور آتے۔"
"جی اکیلا بی ہوں۔"

"کہال رہتے ہو؟" انہوں نے سوال کیا۔
"بس بہت می جگہوں پر رہتا ہوں۔ تھوڑا سا آوارہ مزاج ہوں۔"
"اچھا چلو خیرالی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تمہارے گئے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔
ایسے بزرگ کے مزار پر اگر کوئی ایسا حادثہ ہو بھی جائے تو انسان ہر ایک کا ہمدرد ہو جاتا ہے اور ویسے بھی یہ حقیقت ہے کہ اگر میں تمہیں نہ اٹھا کر لے آتا تو یمال سب ول "ار على ب ميرانام-"

"ماشاء الله! بابر على! جو حادث تهمارے ساتھ پیش آیا ہے جمیں اس پر بہت دکھ ہے۔
اصل میں وہ کوئی لٹیرا تھا کم بخت شاید پکڑا بھی گیا۔ بس ہوتا ہے بھائی ہوتا ہے۔ برے
برے کمینے صفت لوگ ہوتے ہیں۔ الی جگوں پر بھی لوث مار کرنے کے لئے آجاتے
ہیں۔ اب یہ بتاؤ تکلیف کیسی ہے؟"

"بس كوئى خاص نبي ب- آپ لوگون نے جو سلوك ميرے ساتھ كيا ہے كاش! يس آپ كواس كاصله دے سكتا۔"

"بال دے سے ہو۔ دے سے ہو کوئی ایس بات نہیں ہے۔ ہم تم سے معادف مانگ لیس کے تمہارے ساتھ کئے گئے سلوک کا۔" آئی در بیس عاجیانی صاحبہ ایک لاکی کو کے کہ آئی در بیس عاجیانی صاحبہ ایک لاکی کو کے کہ آئیں۔ فریصورت چرہ۔ دراز قامت شوخ مسکرا آ ہوا چرہ۔ اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس اور بسکوں کا پیکٹ تھا۔ وہ اندر آ گئی۔ مسکرا آ ہوا چرہ۔ اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس اور بسکوں کا پیکٹ تھا۔ وہ اندر آ گئی۔ "سال اس کے نام پوچھ لیجئے آپ ان سات اپ نے عاجیانی جی! ذرا اپنے رشتے ناتے داروں کے نام پوچھ لیجئے آپ ان سے۔ یہ صاحب زادے سب کو جانتے ہیں۔ سب کا نام لے کر بتا رہ ہیں۔ اچھا ذرا بابر علی صاحب اس کا نام بتا ہے؟" انہوں نے لاکی کی طرف دی کرتے کہا اور لاکی ہیں پری

"قصد كياب يد؟"

"دبس کیا کہا جائے اس بارے میں حالانکہ کئی بار آپ کو سائرہ 'سائرہ کہ کر پکار چکے ہیں اور اس بات پر جران ہیں کہ میں سب کے نام کیے جانتا ہوں۔ آپ لوگ اشیں مرذا صاحب کمہ رہے ہیں۔ اب بتائے بھلا! اس میں کون ی ایس جانکاری کی بات ہے۔ " صاحب کمہ رہے ہیں۔ اب بتائے بھلا! اس میں کون ی ایس جانکاری کی بات ہے۔ " بال۔ تایا جی بہت سادہ لوح ہیں بہت معصوم ہیں۔ چکے آپ الحجے یہ چائے اور دورھ ملا ہوا ہے۔ نہ خالص دورھ ہے نہ خالص چائے۔ پکھ بسکت اس کے ساتھ کھا لیجے دورھ ملا ہوا ہے۔ نہ خالص دورھ ہے نہ خالی بیٹ دوا نہیں دی جاسکتی نا۔ "

"آپ لوگ کتے احسانات کریں گے جھ پر؟" میں نے کہا۔
"ید فیصلہ تو ابھی ہمیں بعد میں کرنا ہے۔ ابھی تو ان احسانات کو چلنے دیجئے آپ کو پہتہ
ہے بخار کتنا رہا ہے آپ کو اس دوران۔ میں آپ کا ٹمپر پچر بھی لوں گی۔" اس نے کما اور
میں ایک بلکی سی کراہ کے ساتھ اٹھ گیا۔ بخار کا آجانا ایک فطری بات تھی۔ چونکہ زخم بھی
معمولی شیں تھا۔ البتہ ایں مخص کے بارے میں اب میرے ذہن میں بہت سے خیالات

"اس لڑکی کا نام حرا ہے بس یوں سمجھ لو ہمارے ساتھ کام کرتی ہے۔ بہت المجھی بگی ہے۔" میں سمجھ گیا کہ حرا اس گھر کی ملازم ہے۔ اسی وقت سائرہ پھرواپس آگئ-"گڈ۔ تایا جان میں ایک خاص بات ہے بابر علی صاحب ایک کمھے میں دوست متا لیتے

بل مرد مو- يجه مو- عورت مو يح بحى مو-"

"اب آپ انبیں کیا کہیں گے؟" میں نے مرزا صاحب سے کھا۔ "کہا ہ؟"

> "انہوں نے میرانام لے کر مجھے پکارا ہے۔" "بھی۔ اب کی کو پکھے نہیں کمیں گے۔"

"بسرحال چلو تحیک ہے۔ یہ گولیاں کھا لیجئے اور اپنا بازد ذرا آگے کر لیجئے۔" سائرہ نے مجھے انجکشن نگایا اور گولیاں پانی کے ساتھ مجھے دے کر بول-

"اب میں ذرا جارتی ہوں تایا جی آپ ان کا خیال رکھے گا۔ خون بھ جانے کی وجہ سے خاص کرور ہو گئے ہیں اور زخم بھی گرا ہے۔"

"واکٹرنی صاحبہ اب مجھے اجازت دیجئے۔ کتنی در کا مہمان اور ہوں آپ کے پاس؟"

"كيول كوئى تكيف بيال؟"

"منيس- ليكن آپ لوگوں كو كتنى تكليف دول-"

"جب ہمیں تکلیف ہوگی ناتو ہم آپ کا ہاتھ کی کر کر باہر چھوڑ آئیں گے اور کمیں گے کہ ہماری جان چھوڑ دیجئے۔ جب تک ہم آپ سے درخواست نہ کریں آپ اس متم کاکوئی عمل نہ کیجئے گاٹھیکے ہا۔"

"بالكل محيك ہے۔ ميں جو كه رہا ہوں۔" مرزا صاحب نے كما اور ميں خاموش سے درا تعادل ميں خاموش سے ان لوگوں كو دكھ رہا تھا۔ گھر كے تمام كرداروں سے تعارف ہو چكا تھا اور جھے بول لگ رہا تھا جھنے ديا تھا اور جھنے فيل سے تھا جھنے يہ لوگ ہيں۔ خاصا دفت گزر گيا۔ سب لوگ جھنے خيمے ميں چھوڑ كر چلے گئے تھے۔ پھر تھوڑا دفت اى طرح گزرا تھا كہ شايد سميل آگيا اور وہ بھى جھنے ديكھنے كے تئے۔ پھر تھوڑا دفت اى طرح گزرا تھا كہ شايد سميل آگيا اور وہ بھى جھنے ديكھنے كے لئے آيا۔ پھرا ہر نكل كر كھنے لگا۔

"اماں! اس بیچارے کا زخم تو خاصاً گرا ہے۔ کب تک یمال رہے گا؟" "ارے جب تک ٹھیک شیں ہو جائے گا۔ پیس رہے گاجو اللہ دے گا وہ کھالے گا۔ بیچارے کا زخم کتنا گرا ہے۔" یہ حاجیانی صاحبہ کی آواز تھی۔ ای وقت خیمے میں والے میں۔ وہ تمیں لے جاتے۔"

"آپ بہت مہان انسان ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک انوکھا ہی خاندان ہے۔ سارے کے سارے بعدردی سے بھرپور۔"

"ارے بس کیا بتا کی بیٹے مرزاقد س بیگ ہے ہمارا نام۔ بیوی کا نام شاہرہ ہے نے کہ چکے ہیں ہم دونوں اور اللہ کے فضل ہے میں تو تین جج کر چکا ہوں۔ میری نیوی حاجیاتی کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ ویے بری تیز طرار ہے عام عورتوں کی طرح شوہر کو ب وقوف سجھتی ہے۔ انتہائی کبوس ہے۔ بس بیہ سب تو کبوی کے سب سے اعلیٰ منصب پر فائز ہے۔ یہ دونوں بچ جو تہیں نظر آرہ ہیں۔ یعنی سائرہ اور سیل اسیل کو شاید م فائز ہے۔ یہ دونوں بچ ہو تہیں نظر آرہ ہیں۔ یعنی سائرہ اور سیل اسیل کو شاید م نے نہیں دیکھا۔ اپ پچھ دوستوں کے ساتھ آیا ہے اور انہی کے ساتھ کہیں اور میلی ہوائی جماز کے جو نوں بچوی ہوائی جماز کے جا ہیں۔ بیوی اور میاں دونوں ہوائی جماز کے حادث میں مارے گئے۔ لندن سے آرہ شے کہ جماز کریش ہوگیا۔ ان بچوں کو میں نے مان دنوں نو کری ڈھونڈ رہا ہے۔ بس ہم پھول بایا کے مزاد رہے بیٹ کا امتحان باس کرچکا ہے اور اسیل انجینئرنگ کا امتحان باس کرچکا ہے اور اسیل سے دل کا سکون کے کرواپس جاتے ہیں۔ بہت بری سرکار ہے۔ بیہ ہم تاری کمائی کہائی کمائی کہائی اور بیا ہے۔ بیہ ہماری کمائی کہائی کمائی کہائی کہائی کہائی کہائی کہائی اور بہائو۔ پچھ اور رہ گیا ہے؟"

"إلى-" من في كما اور مرزا صاحب حياسى نگابول سے مجھے ديكھنے لگے پر بولے-"كياره كيا ہے اب؟"

"آپ رہے کمال ہیں؟" میں نے مکراتے ہوئے کما اور مرزا صاحب سر تھجانے لگے پھر ہوئے۔

"ارے واقعی بید تو ہم نے بتایا ہی شیں۔ ہم سمارن پور کے رہنے والے ہیں۔" "اور بھی کچھ رہ گیا ہے۔" میں نے کہا۔ "پوچھ لو بھائی پوچھ لو۔"

"ایک اور اور ک کی آواز سی تھی میں نے وہ کون ہے؟"

"ارے بھائی! برا تیز آدی ہے تُو بھی یعنی ٹیم نے ہوشی کے عالم میں تساری ابزرویش بیہ ہے تو ہوش میں آ کر کیا کہوگ۔"

رود من سی می منس ایسے ہی آپ بہت ایسے انسان ہیں۔ آپ کے ساتھ ہنے بولنے کا دل جاہ رہا تھا۔" کین آپ بڑی پردے کی بوبو ہیں۔ چلئے بیٹھیئے میری مدد کیھئے۔ "اس کا چرہ گردن تک ڈھکا ہوا تھا۔ موٹا کپڑا تھااس لئے اس کے چرے کا کوئی نقش نظر نہیں آیا تھا لیکن اس کے ہاتھ اس قدر خوبصورت تھے کہ انسان کی نگاہ اس پر جے تو ان ہاتھوں کی خوبصورتی اپنی نگاہوں میں چذب کرے۔ وہ سائرہ کا ساتھ دیتی رہی اور سائرہ اس کے بارے میں بتاتی رہی۔

"حرائي لي! بهت زيادہ پردہ تشين ہيں۔ آپ يقين كريں كه غير عور تين تك ال كى صورت نميں تك ال كى صورت نميں و كي سكتيں اور پر مارے والد صاحب جو ہيں نا قبله ميرا مطلب ب تايا جان! باپ بى كا درجه ركھتے ہيں مارے لئے تو يہ مارے والد صاحب حرائي لي كى پردہ نشينى سے بے پناہ خوش ہيں بلكه لوگوں كو يہ جوبه دكھاتے ہيں كه ديكھو بھائى! اس زمانے بيں بھى اليكى ايك فخصيت موجود ہے۔"

سائرہ حرا کے بارے میں اور بھی بہت کچھ کہتی ربی۔ بوی شگفت مزاج لڑک تھی لیکن میرا ذہن ان باتوں میں کھویا رہا اور پھر میں نے خود پر کئی بار لعنت بھیجی۔ کیا حماقت تھی ہے۔ ایک اچھی لڑک ہے پردہ تھین ہے۔ میں اس کے بارے میں اس انداز میں کیوں سوچ رہا ہوں؟ بسرحال سائرہ نے میرا زخم وغیرہ صاف کیا اور بہت سے مشورے دیتی ہوئی وہاں ے چلی گئے۔ پھر پکھ اور وقت کرو کیا۔ کئ بار حراقیم میں آئی تھی۔ اوھ سیل بھی واپس آگیا اور بیر سارے کے سارے لوگ بڑے بنس مکھ تھے۔ کافی حد تک ان کے بارے میں بات مجھے معلوم ہو گئی تھی۔ وہ پھول بابا کے بڑے عقیدت مند اور بہت عقیدت سے یماں آیا جایا کرتے تھے۔ وقت نے کچھ تیزی سے کام آگے بڑھایا۔ اس دوران میری خاطر مدارت میں کوئی کی نمیں چھوڑی گئی تھی۔ حرا آتی تھی بلکہ اب میرے زیادہ تر کام وہی كرف كلي تقى- ايك بار بھي ميں نے اس كے منہ سے آواز نہيں سى تھى- وہ بالكل خاموش رہتی تھی۔ دو مرا اور تیسرا دن بھی گزر گیا۔ ان بہت ایکھے لوگوں کے ورمیان میری هیشت بهت عجیب سی تھی۔ لیکن اس دوران میں نے پچھ اور بھی محسوس کیا۔ ایک ووبار جب میں راتوں کو جاگا تو میں نے حرا کو مصطرب انداز میں سلتے ہوئے دیکھا اس دوران کی بار میں نے براہ راست اس کا نام لے کراس سے اپنے کام کرائے تھے۔ وہ بردی خوش ولی سے میرے ہر کام کو کر دیا کرتی تھی لیکن اس دوران بھی ایک باریس اس کی آواز شمیں من سکا تھا۔ بسرحال پھر سائرہ نے بینڈ ج کھول کر میرا زخم وکھایا اور گخربیہ انداز میں مرزا صاحب سے بولی۔

"جناب تايا جان! آپ بميس ذاكثر نهيس مجحقه و يكيد ليجة آب جاري ذاكثري- تين

روشنی ہوئی اور کوئی اندر داخل ہوا۔ مدھم سی روشنی میں میں نے ایک نسوانی وجود دیکھا لیکن چرہ مکمل طور سے کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔ ابھی وہ اندر آئی ہی تھی اور پچھ چزیں اٹھا رہی تھی کہ سائرہ اس کے پیچھے بیچھے ہی اندر داخل ہوگئی اور اس نے کہا۔

"حرا! پلیز تھو ڈا ساپانی گرم کر کے لے آؤ۔ میں ذرا زخم صاف کر کے بینڈ تک کروں گ۔" وہ خاموثی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔ میری آ تکھوں میں خود بخود ممنونیت کے آثار ابھر آئے تھے۔ میں نے کہا۔

"بس بس جناب! آپ کی تقریر کھ زیادہ لمی ہوگئ۔ دیے میں نے تو سنا ہے کہ آپ کا نام بابر علی ہے۔ یہ ناچیز کب ہو گئے۔ اوہ سمجھ گئی غالباً شاعری کرتے ہیں اور ناچیز تخلص کرتے ہیں۔"

میں نے مسراتی نگاہوں سے اسے دیکھا ادر کا۔ "بس میں کمد سکتا ہوں کہ اللہ آپ کو ان نیکیوں کا اجر دے۔"

" لیجے ۔ یہ کمناکوئی معمولی بات ہے۔ جب آپ اللہ سے اجر داوانے پر بل گئے ہیں او پھر باق کیا بات ہے۔ جب آپ اللہ سے اجھا اب یہ بتائے۔ واہ صاحب واہ۔ کمال کرتے ہیں۔ اچھا اب یہ بتائے۔ فرموں کی تکلیف کیسی ہے؟" اس نے پیشہ ورانہ انداز میں کما۔

"اگر میں یہ کموں گا کہ آپ جیسی میجا ہوں تو جملا زخم کیا حیثیت رکھتے ہیں تو آپ۔"

"ہاں-" اس نے فوراً ہی میری بات کاٹ دی-" تو میں محسوس کروں گی کہ آپ یا تو مجھے اپنے جال میں پھانسنے کے چکر میں یا پھر پچھ مکھن وغیرہ لگا رہے ہیں۔ ویسے مکھن لگانا آتا ہے آپ کو-" بہت تیز تھی- میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں خاموش ہوا جاتا ہوں۔" وہ بنس پڑی۔ اتن دریش حرا مجراندر داخل ہوئی۔ اس لڑک کا چرہ میں نمیں دیکھ سکا تھا لیکن اس کے جسمانی نفوش اس قدر جاذب نگاہ تھے کہ اے دیکھ کر میری نگاہیں جسک گئیں۔ ویسے ایک عجیب اور پُراسرار سا کردار تھا۔ سائزہ بنس کر کہنے گئی۔

"سنا ہے حرا بیگم کہ بیاروں اور زخیوں کے سامنے تو پردہ بھی نمیں کیا جانا چاہئے۔

اندرونی جھے میں داخل ہو گئے۔ بہت ہے لوگ موجود تھے۔ پھول اور چادریں چڑھائی جاری تھے۔ بھول اور چادریں چڑھائی جاری تھیں۔ عور تیں بچ سب ہی تھے۔ میں بھی ایک گوشے میں جا کھڑا ہوا۔ تھوڑی ہی دیر تک ہم لوگ اِدھر اُدھر نگاہیں دو ژاتے رہے۔ اچانک ہی جھے مرزا صاحب غائب نظر آئے۔ میں نے جرانی سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر میں بری طرح چونک گیا۔ پچھ فاصلے پر حزا نظر آ رہی تھی۔ اس دفت بھی اس کا چرہ پوری طرح ڈھکا ہوا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ بلند کے دعا مانگ رہی تھی۔ میں حق کے عالم میں رہ گیا۔ میرا دل جیسے بند بند سا ہو گیا تھا۔ بی چاہ رہا تھا کہ آگے بوصوں اس سے بات کروں لیکن ایبا نہ کر سکا۔ تبھی مرزا صاحب عیرے قریب آگے اور بولے۔

"میاں! دعا پڑھ لی کیا؟" "جی!" میں نے کھوئے ہوئے انداز میں کما۔ "رکوگے یا یماں سے چلوگے؟"

"جیسا آپ کمیں۔ وہ شاید حرا۔" میں نے ایک طرف اشارہ کیا تو مرزا صاحب کی نگامیں بھی اس طرف پڑیں۔ حراچرے پر ہاتھ چھرنے کے بعد اس طرف پلٹ رہی تھی۔ "وہ حراب تا؟"

"إل- كيول؟"

"وہ میرا مطلب ہے اکیل-"

"کوئی بات نہیں۔ آتی رہتی ہے۔ آؤ چلیں۔" مرزا صاحب نے لا پروائی سے کما اور ہم دونوں واپس چل پڑے۔ رائے میں میں نے کما۔

"حرا كون ہے مرزا صاحب! آپ نے مجھے سب كے بارے ميں بتا ديا ہے اس كے بارے ميں بتا ديا ہے اس كے بارے ميں بتايا۔ آپ كدرہ شق وہ آپ كے بال نوكرى كرتى ہے۔"
"ارے شيں ارے شيں۔ وہ ہمارے لئے بالكل سائرہ جيسى ہے۔"
"گركون ہے وہ؟"

" کی بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں کمی کو کچھ معلوم ہی نمیں ہے۔" مرزا صاحب نے کما۔

وكيا مطلب؟"

"بی- میتال میں داخل تھی۔ ساڑہ کو مل گئے۔ بیار تھی کوئی نسیں تھا اس کا۔ لاوارث تھی۔ ساڑہ اے اپنے ساتھ لے آئی اور اپنے گھرپر رکھ لیا۔ ونیا میں اس کا کوئی

"بال بال باہر تک کی تو کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ آہت آہت جمال چاہیں جا کتے"

"عنسل كرسكما مون؟"

"ضرورت محسوس کرتے ہیں تو کر لیجئے لیکن زخم پر پانی نہیں لگنا چاہئے۔ میں ایسا کرتی ہوں زخم پر پلاسٹک بینڈ تے کر دیتی ہوں۔ نمانے کے بعد آپ اے اتار لیجئے۔" "کیا یمال اس کا بندوبست ہے؟" مرزا صاحب نے پوچھا۔ "ہل۔"

"تو پھر ٹھیک ہے کردو۔ در حقیقت بچارے کو یمال بردی کوفت ہوتی ہوگ۔" مرزا صاحب نے کما۔

"نميں مرزا صاحب- براو كرم الى باتيں نہ كيجے- ميں تو صرف يہ سوچا ہوں كہ تقدير نے پنة نميں كيوں ميرے اوپر مهمانی كى كه مجھے استے التھے گھر ميں بھيج ديا۔ آپ لوگ يقين كيج كہ جب ميں يمان سے جاؤں گا تو پنة نميں كتنے عرصے تك ميرا دل يميں لگا رے گا۔"

"ارے تو میرے پیارے بھائی! گیا ہم لوگ اس قابل بھی شیں ہیں کہ کسی ایک کو دوقت کی روئی بھی نہیں کھلا سکیں۔ تم ہمارے پاس ہی رہ سکتے ہو۔" میں مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ سائرہ نے میرے زخم پر پلاسٹک بیٹازی کر دی تو میں نے عشل کیا۔ ویسے بھی زخم معمولی حیثیت رکھتا تھا لیکن یہ سب کچھ بردی محبت کے ساتھ کیا جا رہا تھا اس لئے بلاوجہ ہی بیار بن گیا تھا۔ مرزا قدس بیگ بھی میرے ساتھ ہی باہر نکل آئے اور پھول بابا کے مزار شریف کی جانب چل پڑے۔ خوب چہل پہل تھی میلہ لگا ہوا تھا۔ لوگ آرے تھے۔ جا رہے تھے۔ مرزا کے پاس بھی خوب رونق تھی۔ سائرہ نے مجھے بہت کی ہدایات کی تھیں لیکن مجھے نہ تو کوئی کمزوری محبوس ہو رہی تھی اور نہ ہی زخم میں تکلیف تھی۔ کی تھیں لیکن مجھے نہ تو کوئی کمزوری محبوس ہو رہی تھی اور نہ ہی زخم میں تکلیف تھی۔ کی تھیں مزار کے اصاطے میں پہنچ گیا اور پھر ہم لوگ جوتے آثار کر عقیدت سے مزار کے

منظد من كان تفاد مر منظد من يهال كهال سے آگيا؟ آه- كيا وه ميرك يہ آيا ہے؟ كيا اتنے عرصے كے بعد ميرى اور اس كى ملاقات ہونے والى ہے؟ ليكن اگر وه منظله من تفاق كير حراكو كيول الله كرلے جا رہا تھا۔ مرزا صاحب كى آمدنے سارے خيالات كاسلىله منقطع كرديا۔ مرزا صاحب بريشان متھ۔ كيرانهول نے كها۔

"ہو سکتا ہے کوئی بدمعاش اس لڑکی کو اٹھا کرلے جانے کے چکر میں ہو۔ اگر الیمی بات ہے تو ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ مجال نسیں کسی کمینے کی جو ایسا کر کے دکھا دے۔" سمیل بھی جذباتی ہو گیا تھا اس نے کہا۔

"جس طرح ساڑہ میری بہن ہے ای طرح حرا بھی۔ ہم اس کی حفاظت کریں تھے۔"

" بھائی! ہم تو کتے ہیں کہ بس چلو چلتے ہیں۔ بسر حال الی کوئی بات شیں تھی۔ اب عرس بھی ختم ہونے والا ہے۔"

"دیکھیں گے کوئی کیا کر سکتا ہے ہمارا۔ عرس خبم ہونے کے بعد ہی جائیں گے۔"
ہمرحال رات ہو گئی کھانا وغیرہ کھایا گیا۔ سائرہ اور سمیل نے صور تحال کو نار مل کرنے کے
لئے خوب شرار تیں کیں اور کھانے وغیرہ سے فراغت عاصل کرنے کے بعد دیر تک ہاتیں
ہوتی رہیں۔ میں ان سب کے ساتھ شریک تھا لیکن اپنے طور پر میں الجھا ہوا تھا۔ آخر یہ
منگلہ سن یمال کیوں آیا ہے۔ ایک بے چینی سی دل و دماغ میں پیدا ہو رہی تھی۔ پھر رات
ہوگئی اور دیر تک سب ہاتیں کرتے رہے اور اس کے بعد آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے
لیکن میری بے چینی کم نہیں ہوئی۔ خاصا پریشان تھا میں چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھا
اور خیصے سے ہاہر نکل آیا۔

باہر تعموں کے احاطے میں دو سرے لوگ بھی گری نیند سورہ تھے۔ میں وہاں ہے آگے بڑھ گیا۔ بہت فاصلے پر مزار شریف پر قوالیاں ہو رہی تھیں۔ قوالوں کی آواز ہوا کے دوش پر آ رہی تھی۔ میں ہے مقصد گھومتا رہا۔ منگلہ سن اگر یمال موجود ہے تو ممکن ہے میرے سامنے آئے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا قصد ہو سکتا ہے۔ بیہ صرف اتفاق ہے یا پھروہ میرے ہی چیچے پیچھے یمال تنگ آیا ہے۔ بہت عرصے کے بعد اس کا نام سامنے آیا تھا۔ باقی لوگوں سے قوچھنکارہ مل گیا تھا لیکن منگلہ سن کا چکر اور تھا۔ منگلہ سن کے تصور کی ساتھ ساتھ نیل کنول بھی ذہن میں ایھر آئی لیکن اب وہ ماضی کا ایک قصد بن چکی کی ساتھ ساتھ نیل کنول بھی ذہن میں ایھر آئی لیکن اب وہ ماضی کا ایک قصد بن چکی سے۔ میرے دل میں اب بھی اس کے لئے وہی محبت وہی بیار موجود تھا لیکن میں کیا کرتا۔

نسیں ہوتی اور اب تو وہ بالکل گھر کی ایک فرد ہو گئی ہے۔ ہماری طرف سے کوئی تکلیف نمیں ہوتی اے۔ ہم تو اس سے چھوٹے موٹے کام بھی نمیں لینا چاہیے لیکن وہ خود ہی مصروف رہنے کے لئے کام کرتی ہے۔ ہمرحال یہ حراکی کمانی تھی۔"

لیکن اس کی پُراسرار شخصیت برستور پُراسرار رہی تھی۔ بہر طال پُراس کے بعد اس کی پُراس اس کی پُراس اس کی پُراسرار شخصیت پر ایک ایسا دار ہوا کہ ہم لوگ بل کررہ گئے۔ ایک دن اچانک ہی رات کے وقت حراکی دلدوز چینیں سائی دی تھیں اور ہم سب جاگ گئے تھے۔ قرب و جوار میں بہت سے خیمے لگے ہوئے تھے۔ وہ لوگ بھی چونک کر اٹھ گئے تھے اور پُر طرح طرح کی باتیں کرنے لگے تھے۔ بھے اس بات کا علم تھا کہ حرا بھی بھی باہر نکل جاتی ہے۔ علی سے اس بات کا علم تھا کہ حرا بھی بھی باہر نکل جاتی ہے۔ میں نے اے ایکے مزار پر بھی جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ دو آدی دوڑتے ہوئے ہمارے پاس آگئے۔

"بھاگ گیا جناب ' بھاگ گیا۔ کسی بھی قیت پر وہ مسلمان نہیں تھا۔ ہندو تھا۔ کوئی جنا دھاری سادھو کم بخت اس بھاری لڑی کو زبردستی اٹھا کرلے جانا چاہتا تھا۔ اس نے تو اے کندھے پر بھی رکھ لیا تھا لیکن وہ چینی اور جمدوجمد کرکے نیچے انر گئی تو وہ بھاگ گیا۔ برئی خونخوار شکل کا مالک تھا۔ " بیہ باتیس بڑوس کے خیصے دالوں نے بتا کیس جو اس وقت برئی خونخوار شکل کا مالک تھا۔ " بیہ باتیس بڑوس کے خیصے دالوں نے بتا کیس جو اس وقت جاگ رہے تھے۔ فوراً تی حرا کو دیکھا گیا۔ سمی ہوئی چڑیا کی طرح ایک کونے میں دبکی ہوئی بیٹی تھی گئین چرہ اب بھی ڈھکا ہوا تھا۔ مرزا قدس بیگ ششندر رہ گئے۔ سمیل وغیرہ بھی شدید جران تھے۔ مرزا صاحب نے کہا۔

"ب پہلا واقعہ ہوا ہے۔ وہ کم بخت کون تھا۔ یہ لوگ کتے ہیں کہ کوئی ہندو سادھو تھا۔ بظاہر تو کمی ہندو سادھو کی بہال کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ویے آ جاتے ہیں کبھی بھی عقیدت مند ہندو بھی لیکن سادھوں کا مسئلہ ذرا مختلف ہے اور ویے بھی ان لوگوں کو عقیدت مند ہندو بھی لیکن سادھوں کا ان سے معلومات حاصل کی گئیں تو وہ اس کے بارے میں تفصیل بتائے گئے۔

"اوپری بدن نگا تھا۔ گلے میں مالائی پڑی ہوئی تھیں۔ ماتھ پر تلک لگا ہوا تھا۔" اور پھرجو حلیہ انہوں نے بتایا اچانک ہی میرے ذہن پر ایک شدید ہوجھ طاری ہو گیا۔ یہ تو بڑی عجیب بات تھی۔ بہت ہی عجیب اور سنسنی خیز۔ ایک لمحے کے لئے میرے سرمیں چکر آگیا تھا۔ طویل عرصے کے بعد منظلہ سن کی شکل و صورت سامنے آئی تھی۔ میں ان لوگوں سے اس کے بارے میں سوالات کرنے لگا اور پھرمیرے ذہن میں وی شخص ابھر آیا۔ حلیہ شدید خوف زدہ تھا پہ نسیں ان بے چارے لوگوں پر کیا گزری لیکن خدا کا شکر تھا کہ مرزا قدس بیگ اور ان کے اہل خاندان کی گئے تھے البتہ ان کا تمام سازو سلمان جل گیا تھی۔ مرزا قدس بیگ نے پھیکی می نہی کے ساتھ کہا۔

"دھت تیرے کی کوئی گر برہ ہو گئی ہے۔ کوئی علطی ہو گئی ہے۔ چلو تھیک ہے بھری اللہ کی ہی مرضی اب تو یمال رک نہیں سکتے۔ تیاریاں کرو والبی ک۔" جھے نہ جانے کیوں شدید دکھ تھا۔ ول کے ایک گوٹے میں یہ خیال بھی پیدا ہو رہا تھا کہ ممکن ہے یہ سب رکھ میری وجہ ہے ہوا ہو۔ منگلہ من کی شکل یاد آگئی تھی اور یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ وہ بربخت یمال پنچ چکا ہے۔ آخر کار وہ سب چلے گئے۔ مرزا قدس بیگ نے بھھ سے کما تھار "بیٹے! ایک حادثے کے تحت تم سے ملاقات ہوئی تھی لیکن پتہ نہیں کیوں تم ریر گئےتے ہوئے ول تک آ گئے۔ چلنا چاہو تو ہمارے ساتھ تی چلو۔ ورنہ جب بھی بھی موقع ملے تو ہوئے ول تک آ گئے۔ چلنا چاہو تو ہمارے ساتھ تی چلو۔ ورنہ جب بھی بھی موقع ملے تو گھر آثا ہم تمہیں خوش آمدید کمیں گے۔"

نہ جانے کیوں ول میں ایک کھرچن می پیدا ہو گئ تھی۔ میں نے جاتی ہوئی حرا کو دیکھا۔ اس نے مجی وو تین بار مجھے لیك كر مجھے دیکھا تھا۔ كاش! اس وقت بى وہ اس چرے کے نقوش سے بچھے روشناس کرا دیتی لیکن ایسا ہو نمیس ہوا تھا۔ وہ جلی کی اور مرز ول وریان و بران سا ہو گیا۔ خیمہ گاہ کی جگہ اب جلی ہوئی چیزوں کے ڈھیر نظر آ رہے تھے۔ میں وہاں سے نکل کر مزار کے عقب میں پہنچ کیا اور ایک کوشے میں اپنے لئے مرکز بنا لی۔ یمال بھی ڈرے موجود تھے۔ انسان ہر جگہ اپنے گئے آرام گاہ بنائے ہوئے تھے۔ ایک جگه زمین پر لیث گیا- ول بحرا آ رما تفا- ب کلی ساتھ نمیں چھوڑ ربی تھی- بسرحال نه جانے یہ کیا ہو رہا ہے اتا بے اختیار کیوں ہو گیا ہوں۔ اس دشت ورال میں کسی کا بررا ميں ہونا چاہئے۔ بس زندگی کا کوئی محور سیس رہا ہے۔ نہ جانے کیا کیا خیالات ول ر گزرتے رہے۔ پھراس دن کوئي شام كے پانچ بج ہوں گے۔ آس پاس كے لوك موجود تنے اور سب اپنے مشاغل میں گئے ہوئے تنے کر اچانک ہی عقب میں ایک سامید نظر آیا۔ لید بھی میں پایا تھا کہ ایک ضرب می شانے پر آئی اور اؤ کھڑا کرینچ گر بڑا پھرا جاتک ہی شور کا۔ میں نے بلٹ کر دیکھا تو ایک نوجوان آدمی کو اپنے سریر پایا۔ اس کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈیڈا تھا اور آ محصول میں خون اترا ہوا تھا۔ اس نے ڈیڈا دونوں ہاتھ سے بائر كر كے ميرے سركا نشانه ليا ليكن لوگوں نے اے يكر ليا۔ طرح طرح كى آوازيس سمائي

صور تحال بڑی عجیب و غریب تھی۔ میں کافی دیر تک چلتا رہا اور اس کے بعد واپس خیے کے باہر پہنچ گیا۔ خیے سے کچھ فاصلے پر کسی سائے کو متحرک دیکھا تو ایک دم رک گیا اور گھر میں نے اس پر نگاہیں جما دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے پہچان بھی لیا۔ وہ حرا تھی۔ وہ فاموش سر جھکائے بیشی ہوئی تھی۔ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا میرے قدموں کی چاپ س کراس کے پورے بدن میں تحرتحراہٹ شروع ہو گئے۔ لیکن اس کا چرہ سامنے نہیں آیا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر کما۔

" ونہيں جرا۔ يس في حميس نہيں ويكھا۔ يس تمهارے بارے يس بالكل نہيں جانا ليكن اس كے باوجود اگر تم اس بات سے خوفودہ ہوكہ كى في حميس يهال سے اشاف كى كوشش كى تقى تو اطمينان ركھو اب ايسا نہيں كرسكے گاكوئى اور ايسا كرف والے كو يس زندہ در گور كر دول گا۔ يس تم سے يہ بات كمد رہا ہوں۔ "اجانك ہى يس في حراك سكياں سنيں۔ وہ برى طرح سبك رہى تقى۔ ميرا دل تجھانے لگا۔ اس كا درد نہ جانے كول في اين اور يس بے افتيار آگے برھ گيا۔ كول في اين اور يس بے افتيار آگے برھ گيا۔ يس كا درد فرى بوھ كيا۔

"حراا ڈرو نہیں۔ ڈرو نہیں کاش میں تہماری مدد کر سکتا۔ تہمیں کیا دکھ ہے جراتم کون ہو؟ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تہمارے تمام دکھوں کو دور کر دوں۔ میں نے تہمیں مزار پر بھی دیکھا تھا تہمارے بارے میں پچھ بھی نہیں معلوم ہے۔ نہ جانے کیا کمانی ہے تہماری۔"

مجھے احساس ہوا کہ حرا مسلسل رو رہی تھی۔ پھراس نے قدم آگے بڑھائے اور واپس چلی گئے۔ وہ خیے میں پہنچ گئی تھی۔ میں بڑی دیر تک اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ نہ جانے کیوں میں دنیا سے بے خر ہوتا جا رہا تھا۔ دل کی دھڑ کن بری طرح بے ترتیب ہو گئی تھی۔ ایک بالکل اجنبی احساس میرے دل میں جاگا تھا۔ پھ نہیں بے چاری کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ پھ نہیں کیا ہوا ہے۔ بسرطال بہت دیر کھڑا کی بات سوچتا رہا کہ اچانک ہی ایک چیخ کی آواز سائی دی اور اس کے بعد میں نے اس خیمہ گاہ میں شعلے اٹھتے ہوئے دیکھے جو مرزا قدس بیگ کی تھی۔ چند ہی گز کا فاصلہ تھا لیکن آگ اس طرح بحڑی تھی کہ ایسا لگنا تھا کہ پوری خیمہ گاہ اور اس کے احاطے میں پڑول چھڑک کر آگ نگا دی گئی ہو۔ ایک چیخ کے بعد چاروں طرف سے چینیں ابحرنے لگیں اور ہم سب وحشت زدہ ہو گئے۔ قرب و جوار بھی موجود لوگ آگ بجلنے کے لئے دوڑ پڑے۔ ہر طرف کو شش کی جا رہی تھی۔ میں

مشکل کیا ہے۔ اس خیال سے میں اسے گری نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔ کچھ ویر تک مکمل خاموشی طاری رہی پھر میں نے کہا۔ "ایک بار پھر میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم بتاتو دو قصہ کیا ہے۔"

"الله على آليا- بس لا في من آليا تقا- كيا بتاؤل بحائى برى پريشانيوں كا شكار بول- دو نوجوان بمين بيل- مال باپ مر يك بيل- يهال سے كانى فاصلے پر ايك آبادى ميں رہتا ہوں۔ بمشكل تمام بهنوں كے رشتے طے ہوئے تقے- جانتے ہو محنت كركے انہيں پر حايا كلحايا تھا انٹر پاس ہو كئي- خوش نصيبى على كه اجھے گرانوں كے لاك مل كے- رشته بحى آ كيا بات چيت بحى طے ہو گئے- كى نہ كى طرح ايك حد تك تو لے آيا ليكن اس كے بعد كميں سے كوئى انظام نهيں كر سكا- كوئى انظام نهيں كر سكا- وہ بد بخت خدا اس كے بعد كميں ہے كوئى انظام نهيں كر سكا- كوئى انظام نهيں كر سكا- وہ بيل الله وہ اس كے بعد كميں ہو كے۔ اس نے جھے باخ لا كھ روپ كى بيل دعوے سے كہتا ہوں وہ مسلمان نهيں ہے كوئك اس كى اپنى گفتگو ميں ايے الفاظ نظر آتے ہيں جو كى مسلمان كے منہ سے ادا نهيں ہوتے۔ اس نے جھے پاخ لا كھ روپ كى بيك كر دول۔ بيل يار دول كا كر دول۔ بيل يار دول كا كر دول۔ بيل يار دول كا كر دول۔ بيل يار كوئل بيل كے مزار پر مجاور بن كر گزار دول كا شادى كا انظام ہو جائے لؤ ميں باتى زندگى چول بابا كے مزار پر مجاور بن كر گزار دول گا۔ ميرى ذندگى كے لئے اس سے برا مسئلہ اور كوئى نهيں ہے كہ دہ بر بخت جھے مل كيلہ برى ميرى ديدى سے ميرى شانے پر باتھ ركھ كر جھے مزارے دور لايا اور كينے لگا۔

"جو کچھے تیرے من میں ہے ہم جانتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیرتی سب کچھ حاصل کرلینا چاہتا ہے۔" میں بہت متاثر ہو گیا تھا اس ہے۔ بعد میں اس نے میری ساری مشکل مجھے بتائی اور پھر کہا کہ اگر میں اس کا کام کر دوں تو یہ پانچ لاکھ روپے ایڈوائن رکھ لوں۔ میں نے اس سے کام پوچھا تو اس نے .....اس اس نے .....اس نے بوئے کا کہ کی آواز اسکی تو میں نے اے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"بال بولو-"

''اس نے کہا کہ میں حمیس قبل کر دوں۔ تمہاری شکل و صورت اس نے مجھے دکھائی بھی اور میں بد بخت تیار ہوگیا۔ اس رات میں چوری کرکے شمیں بھاگا تھا بلکہ میں نے جان بوجھ کرتم پر مختجر کا وار کیا تھا۔ میں نے تمہارے ول کا نشانہ لیا تھا لیکن مختجر بازو میں اثر گیا۔'' وہ رکا اور سسکیاں لینے لگا۔ میں جران رہ گیا تھا اس کا مطلب ہے وہ کوئی "كيول مار رہا ہے۔ كيا ہو كيا؟ كيا ہو كيا؟" اور پھر بہت ہے لوگول نے اس نوجوان فضح كو پكڑ ليا اور خود اسے مارنے گئے۔ نوجوان كو انهوں نے مار مار كر نيج گرا ديا تھا۔
ميں نے جلدى ہے اس پر اپنے ہاتھوں كاسمايہ كيا اور اسے لوگوں كى مار سے بچاليا۔ وفتاً اى نوجوان اپنى جگہ ہے اٹھا اور جھے دھكا دے كر اس نے ايك طرف چھلانگ لگا دى۔ ميں بى نوجوان اپنى جگہ ہے اٹھا اور جھے دھكا دے كر اس نے ايك طرف چھلانگ لگا دى۔ ميں جران سا اسے ديكھا رہ گيا۔ نہ جانے كوئ تھا۔ شكل و صورت تو اچھى خاصى تھى اور اس كى آكھوں ميں خون اترا ہوا تھا۔ كيا وجہ ہو سكتى ہے؟ ليكن كوئى وجہ سمجھ ميں نميں آئى۔ آسكى۔ پھرلوگ جھے ہے اس بارے ميں پوچھنے گئے۔ ميں نے ان سے بھى كما كہ پية نميں وہ جھے كيوں مارنا چاہتا تھا۔ بسرحال بات آئى گئى ہوگئى اور كوئى بات سمجھ ميں نميں آئى۔

پھر رات کو کوئی نو بجے ہوں گے۔ مزار شریف پر قوالیاں ہوری تھیں۔ ہیں وہیں ہے بیٹا قوالیاں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ آواز واضح نہیں تھی۔ جھ سے پچھ فاصلے پر کوئی آگر بیٹھ گیا۔ کمبل اوڑھے ہوئے تھا اور بجیب سا انداز تھا یماں فقیراور درویش تو بے پناہ تنے اور اپنے اپنے معمولات میں مصروف رہتے تھے لیکن دن میں میرے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس نے مجھے ہوشیار کر دیا تھا۔ میں مخاط انداز میں اس کمبل پوش کو دکھنے لگا۔ چاروں طرف سنانا چھایا ہوا تھا۔ وفقاً ہی وہ اپنی بگد سے بٹا اور کمبل پھینک کر جھ پر ٹوٹ پڑا۔ میں ایک لمح کے لئے تو بھونچکا رہ گیا تھا لیکن دو سرے لمح میں نے اپنے بھی پر ٹوٹ پڑا۔ میں ایک لمح کے لئے تو بھونچکا رہ گیا تھا لیکن دو سرے لمح میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس سے پہلے کہ میں اس پر کوئی وار کرتا۔ اس نے میرے پاؤں پکڑ گرانے اور اپنا سر میرے قدموں میں رکھ دیا۔ میں نے اس کے روئے کی آواز سی تھی اور کرتا۔ اس کے میرے پاؤں پکڑے اور اپنا سر میرے قدموں میں رکھ دیا۔ میں نے اس کے روئے کی آواز سی تھی اور کرتا۔ اس کے میرے پاؤں پکڑے اور اپنا سر میرے قدموں میں رکھ دیا۔ میں نے اس کے روئے کی آواز سی تھی اور کرتا۔ اس کے میرے پاؤں پکڑے ہوئے ذار و قطار رو رہا تھا۔ میں خیران رہ گیا تھا۔ وہ بڑی مضوطی سے میرے پاؤں پکڑے ہوئے ذار و قطار رو رہا تھا۔ میں خیرے پاؤں کم میں میں میں میرے پاؤں کوڑے ہوئے ذار و قطار رو رہا تھا۔ میں خیران رہ گیا تھا۔ میں میں میں میں میں میں میں کی اور کرتا۔ اس کے میرے کائی اور پولا۔

"میں نے حمیں پچان لیا ہے دوست! گرسمجھ میں نہیں آرہا کہ تم نے جھے پر حملہ کیوں کیا تھا بات اگر سمجھ میں آجاتی تو میں بقینی طور پر تمہارے بارے میں پچھ کرتا۔ بتاؤ کیا بات ہے۔" بمشکل تمام اس کی سسکیاں رک سکی تمیں۔ میں نے اسے بہت ہی محبت سے بشا اور کہا۔

"ای دشمنی کی وجه بتا دو-"

"فداكى تتم ميں تمارا و عمن نہيں ہوں۔ بس يوں سمجھ لو۔ بدنھيب انسان ہوں القدير نے اس محيل ميں بھى ناكام كر ديا ليكن اپنى اس ناكامي پر بھى بے حد خوش ہوں۔" ميں جران نظروں سے اس ديكھتا رہا تھا۔ ول جاہ رہا تھا كہ اس سے معلوم كروں كہ اس ك

س اے چھوڑ دے گا۔ اچانک ہی کسی خیال کے تحت میں نے نوید سے پوچھا۔ ''نوید ایک بات بتاؤ۔'' میرے اس طرح پکارنے پر وہ میری جانب متوجہ ہو گیا پھر

-119

"53"

"تہارا شریمال سے کتنی دور ہے؟ میرا مطلب ہے کہ جمال تم اپنی بہنوں کے ساتھ رہتے ہو۔"

"بنت زیادہ فاصلہ نمیں ہے یہاں ہے۔ ایک چھوٹا ساگاؤں فرید پور ہے۔ میں وہاں رہتا ہوں۔"

"اور تمهاری بہنیں بھی؟"

"بال- وين بين ده-"

"اور کون ہے ان کے ساتھ؟"

''کوئی شیں۔ ہم لوگ جس گھر میں رہتے ہیں وہ یوں سمجھ کیجئے کہ کوئی سو سال سے ہمارے ہی باس ہے۔ ہم لوگ جس گھر میں رہتے ہیں وہ ایواں کی طرح ہیں۔ ہم طرح سے خیال رکھتے ہیں۔ ایک بزرگ ہیں غیاث علی صاحب! میں ان سے کمد کر آیا ہوں کہ بہنوں کا خیال رکھیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ ای طرح خیال رکھیں گے ان کا جس طرح میں رکھ سکتا تھا۔''

"دوسمری بات وہ پانچ لاکھ روپے جو تنہیں اس شخص نے دیۓ تھے وہ کمال ہیں؟ تم نے کما تھا ناجھ سے کہ پانچ لاکھ روپے اس نے ایڈوانس دے دیۓ تھے۔" "ہاں۔ وہ میں نے بہیں ایک جگہ محفوظ کر دیۓ ہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "اب کیا ارادہ ہے؟"

"آپ نے مجھے معاف کردیا نا؟"

"چھوڑدیاراس میں قصور تو تمہارا تھاہی شیں۔"

"حقیقت یہ ہے کہ دل تو بہت کھ جاہتا ہے آپ کے بارے میں کہنے کے گئے۔ بہت کم لوگ اٹنے اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں کہ زندگی اور موت کی بازی لگا کر بھی کی کو معاف کر سکتے ہیں۔"

"بات اصل میں یہ ب نوید کہ ہر مخص کمیں سے پاتا ہے اور کمیں سے کھوتا ہے۔ لوگوں نے میرے ساتھ بھی استے احسانات کئے ہیں کہ اگر میں کسی کے لئے کچھ کر دیتا الفاقی حادث نہیں تھا۔ بلکہ ایک جانا بوجھا عمل تھا۔ بسرحال قدرت نے مجھے بچا دیا تھا۔ میں اس کی داستان سنتا رہاوہ بولا۔

"اس كے بعد ميرى اس سے ملاقات نبيس ہوئى۔ بيس اپنے عمل بيس ناكام ہوكيا تھا اور تم اس خيمے بيس چلے گئے تھے۔ كل وہ مجھے كلاملا اور اس نے كہا۔

"دوسرا اور آخری موقع ہے۔ اب بھی اگر تم اے ہلاک کر دو تو جھے کوئی اعتراض شیں ہے۔ وہ ایک بار پھر کھلے علاقے میں آگیا ہے اور میں نے یہ دو سری کوشش کی لیکن اس میں بھی ناکام رہا۔ پھر اچانک ہی میرے دل میں ایک خیال ابحرا کہ آخر میں ایک انسانی زندگی کو کیوں لے رہا ہوں۔ کیا صرف اپنی بہنوں کی خوشی کے لئے؟ تو ایک زندگ انسانی زندگی کو کیوں لے رہا ہوں۔ کیا صرف اپنی بہنوں کی خوشی کے لئے؟ تو ایک زندگ لے کر میں اپنی بہنوں کو رخصت کروں گا؟ میں تمہیں جلاش کرتا رہا۔ میں تم سے معانی مانگنا چاہتا تھا طلائکہ تم نے اتنی تکلیف اٹھائی ہے میری وجہ ہے۔ کوئی فرشتہ ہی ہوگا جو باتنی جھے معاف کر دو۔"

"اب اٹھ جاؤ۔ ہم ساری عمر زبان کے کام کرنے والے دن سے موت کے وقت تک خدا سے بچھ مانگے تو کون تک خدا کے لئے ہم سے بچھ مانگے تو کون کافر انکار کرسکتا ہے۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ بس اب اس موضوع پر بات مت کرنا۔ کیانام بے تمہارا؟"

"نوید-" اس نے آنو پو نجھتے ہوئے کما اور نجانے کیوں مجھے علی یاد آگیا۔ پیچارہ علی سوچنا تو ہوگا کہ اس دنیا میں کیے کیے بدنما لوگ ملتے ہیں۔ اپنے مقصد کے لئے پاس آتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں۔ بسرحال تھو ڈی دیر کے بعد میں نے اس سے پوچھا۔
"ایک بات بتاؤ۔ قدس بیگ کے خیمہ میں تم نے آگ لگائی تھی؟"
"نمیں۔ خدا کی قتم میں نے بس بی پچھ کیا تھا ہو میں تہمیں بتا چکا ہوں۔"
"موالد اس محف کے اس میں جھے دا کی گرد نے تہد میں بھا

"ہول- اس محض کے بارے میں جھے بتا سکو گے جس نے تہیں یہ پیشکش کی اور کا تھی،" اور اس کے جواب میں اس نے جو حلیہ دہرایا۔ وہ منگلہ من کے علاوہ کی اور کا حلیہ نہیں تھا۔ منگلہ من برستور میرے پیچے لگا ہوا ہے۔ بدبخت نہ جانے کیا چاہتا ہے۔ اس ناپاک روح سے نجات ملی جس کا نام ناگو تھا تو اب یہ میرے پیچے لگا ہوا ہے۔ دیکھیں خدا کیا کرتا ہے۔ بسرحال نوید کے بارے میں سوچنا ضروری تھا۔ اب اس کا کیا ہوگا؟ ظاہر ہا کا کا ضمیر جاگ اٹھا ہے ظاہر منگلہ من کے فریب میں نہیں آئے گا۔ لیکن کیا منگلہ ہے اس کا ضمیر جاگ اٹھا ہے ظاہر منگلہ من کے فریب میں نہیں آئے گا۔ لیکن کیا منگلہ

"ا پنی محبت کو کون نمیں حاصل کرنا چاہتا کیکن نوید! حالات میرے گئے بھی سازگار شیں ہیں۔ بات صرف اس مخص کی وشمنی کی نہیں ہے۔ بلکہ ایک عجیب و غریب جال ہے جس کاکوئی سرا میرے ہاتھ نمیں آتا۔ کمال سے آغاز ہوا ہے۔ کمال انجام ہوگا؟ کوئی سیس جانا۔ مال محی اور ش ..... ہم دونوں ایک دوسرے کی محبت میں سرشار تھے۔ ميري مال ايك بهت الجيمي، تعليم يافة خاتون تحييب- مين بهي الي تعليم مكمل كررما تحا- بم لوگ بہت غریب تھے اور بری بے لبی کے عالم میں زندگی بسر ہورتی تھی کہ میری مال کا عادية بوكيا- ايك گاڑى اے كيل كر بھاگ كئى- ميس فے ان لوگوں كو سزا ولوانا جابى جنوں نے مجھے میری مال سے جدا کردیا تھا لیکن دہ بوے صاحب افتیار نکلے۔ انہوں نے مجھے جیل بھجوا دیا کیوں کہ میں ان کے خلاف کاروائی کرنا چاہتا تھا۔ جیل میں میری ملاقات ایک ایسے مخص سے ہوئی جو مجھے اتنا برا شیطان نظر نہیں آیا تھا۔ ناکو تھا اس کا نام لیکن وہ يُراسرار قوتوں كا مالك تھا اور بس نہ جانے كيے كيے معاملات ميں ملوث تھا جن ميں اس نے مجھے اپنے آپ سے متاثر کرلیا اور پھرجب میں جیل سے باہر نکل آیا تو اس نے مجھے گندی روحوں کے چکر میں پھنسالیا۔ اصل میں نوید! ہرانسان خوبصورتی کا رسیا ہوتا ہے چاہے وہ دوات کی شکل میں ہو یا پھر سی حسین اوکی کی شکل میں۔ مجھے ان لوگوں نے کالی قوتوں کے جال میں چائیں کر دوات کا رسا بنا دیا۔ نہ صرف دوات بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اور بھی بہت کچھ حاصل ہوگیا جس کی تقسیل بتانا بے کار ہے۔ ای دوران مجھے نیل کول نظر آئی جو ایک عورت مایا وتی کی تحویل میں تھی۔ بت یہ چلا کہ نیل کول ایک براسرار کالے علم کے ماہر منگلہ س کے قبضے میں ہے۔ یعنی منگلہ س اے اپنی ہوس كى جينت چرصانا جابتا ہے اور اسى نے اسے اس طوا كف كے بال ركھا ہوا ب- بس اس کی وجہ سے مظلم س سے میری جنگ چل گئی اور میرے اور اس کے درمیان معرکے ہوتے رہے۔ یہ بھی مجھ لو ایک معرک تی ہے۔ اس نے جمارے ذریع مجھ ہلاک كرنے كى كوشش كى-" "اور نیل کنول کمال ہے؟" نوید نے پوچھا۔

"مطلب سے کہ اس عورت مایاوتی کے پاس تہیں ہے وہ اب-" "میں نے کمانا پند شیں۔ خود مالا وتی کا بھی اب پند نہیں ہے۔" "بياتوبرى عجيب بات ب محراب كياكروك اوربية آدى كياوى آدى ب?"

موں تو سید سمجھ لو کہ فرض کی ادائیل ہی ہے۔ اپنی طرف سے کون کیا کرسکتا ہے۔" "بت بدى بات ب- اس طرح سے سوچ لينا بھى بهت بدى بات ب-" "اب كيااراده ٢؟"

" کچھ نمیں۔ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ مجھے وہ زامرار قوتوں کا مالک معلوم ہوتا ہے لیکن بھائی جان میرے ذہن میں اور بھی بہت سے سوالات محل رہے ہیں۔ میں آپ سے کچھ پوچھنے کا کوئی حق تو نہیں رکھتا لیکن جس مجت سے آپ نے جھ سے بات كى إلى ك بعد ميرا دل جابتا كى مين آپ سے معلوم كروں كه اس آپ سے كياد شنى ٢٠٠٠ مير ، مونول پر ايك مكراب كيل كل- مي ن كما

"بردی معمولی سی بات ہے۔ جس لڑکی کو میں چاہتا ہوں وہ بھی اس پر اپنا قبضہ جمانا

"خدا اے غارت کرے۔ وہ تو ایک بت ہی منحوس می شکل کا بندو ہے۔ اوک

" نیل کول ہے اس کا نام۔ اب کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہندو ہے یا مسلمان۔" "نام تو ہندوؤل جیسائی ہے۔"

"ایک سوال اور کرون؟"

" كرتے رہو میں تمہیں جواب دیتا رہوں گا۔" میں نے بہتے ہوئے كها۔

"وه بھی آپ کو جاہتی ہے؟"

"اے چاہی ہے؟"

"پيته شين-"

وكيا مطلب؟"

"یار! کمانی ایک الجھی ہوئی ہے نوید کہ بہت سے معاملات سے میں خود مجھی واقف

"واقعی الجھی ہوئی بات ہے۔ اچھا ایک بات بتائے۔ آپ اس لڑی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں؟" نوید کے اس سوال پر میں خاصا الجھ کیا تھا۔ دیر تک پچھ سوچتا رہا پھر میں نے

"ہاں۔ مجھے کوئی اعتراض شیں ہے کیونکہ میں بھی تنہیں اپنے بارے میں بتا دیکا ہوں کہ میرا کوئی شیں ہے لیکن یہ ساری ہاتیں اپنی جگہ ہیں۔ اگر تسمارے ساتھ چلا گیا تو منگلہ سن ہم دونوں کو تلاش کرتا کھرے گا۔"

"الله مالك ب- جو يكي موكاد يكها جائ كالـ"

"نوید! میں اگر یمال ہوں گانا تو وہ اس چکر میں رہے گا کہ کمی نہ کسی طرح وہ اپنا کام کر لے اور مجھے دنیا سے مٹا دے۔ تہیں آزادی سے کام کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

''وہی تو عرض کررہا تھا کہ اب آپ کو تنما نہیں چھوڑ سکتا۔'' ''یار! ضد نہ کرو۔ اگر تم نے زیادہ ضد کی تو میں خاموثی سے اٹھ کر کہیں چلا جاؤں گا اور تم مجھے تلاش کرتے رہ جاؤ گے۔''

"خداکی قتم اگر الیا ہوا تو کی بلند جگہ سے کود کر جان دے دوں گا۔ سوچ لیجئے۔ میراخون آپ کی گردن پر ہوگا۔"

"ارے ارے زیردی! کمال تو تم مجھے مار دینے پر تلے ہوئے تھے اور کمال اب اس قدر عشق کا اظمار۔" میں نے بیٹے ہوئے کما۔

" بھائی عشق بھی تو کھوں میں ہی ہو جاتا ہے اور اس کے بعد یہ لمحے زندگی بحر خوار کرتے ہیں۔"

میں نے بہت سمجھانا چاہا اے اور وہ ایک ہی رٹ پر اڑا رہا کہ اب وہ جھے ساتھ

لے کرجائے گا۔ اس رات میں دیر تک سوچنا رہا۔ پچارے مرزا قدس بیگ جب واپس جا
چکے تھے ان کے اہل خاندان کے ساتھ بہت برا ہوا تھا۔ میری وجہ سے شدید نقصانات

ت دوچار ہوئے تھے۔ ظاہرے منگلہ من ہراس خخص سے نفرت کا اظہار کررہا تھا جس کا
تعلق مجھ سے تھا اور اب یہ بے وقوف آدی جس کا نام نوید ہے اتنی مشکلات اٹھانے کے
بعد میرے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ اگر میں اس کے ساتھ اس کی لیستی چلا بھی گیاتو منگلہ من
امارا پیچھا نہیں چھوڑے گا اور جاکر یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا کہ میرا
اس سے کیا واسطہ ہے۔ یہ سب پچھ بڑا غلط ہو جائے گا۔ مجھے تو جو نقصان پنچے گا وہ تو نیر
رہی ہے۔ آدھی رات کے قریب ہو چکی تھی۔ نوید کروٹ بدلے گری نیند سورہا تھا۔ اس
رہی ہے۔ آدھی رات کے قریب ہو چکی تھی۔ نوید کروٹ بدلے گری نیند سورہا تھا۔ اس
کے سائس کی آوازیں ابحر رہی تھیں۔ میں نے ایک لمجے کے لئے اس کو غور سے دیکھا

"ہاں آدمی تو وہی ہے۔ لیکن ابھی مجھے نیل کنول کا پہتہ پانے کے بجائے پکھ ایسے کام کرنے ہیں جو خود میرے علم میں نہیں ہیں۔" نوید سر جھکا کر پکھے سوچنے لگا پھراس نے کہا۔

" بھائی اب مجھے یہ بتائے کہ میں کیا کروں؟ ساری صور تحال اب آپ کے علم میں آگئ ہے اور آپ نے علم میں آگئ ہے اور آپ نے مجھے اپنی انسانی شرافت سے متاثر ہو کر مجھی معاف بھی کرویا ہے۔ نہ جانے کیوں آپ پر ایک اپنا حق سامحسوس ہونے لگا ہے۔ ان ساری باتوں کو جانے کے بعد آپ مجھے یہ بتائے کہ مجھے کیا کرتا جائے۔"

"ہوں۔ نوید ایسا کرو۔ تم اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ جو پانچ لاکھ روپ اس نے تہریں ایڈوانس دیئے ہیں۔ چپ چاپ انہیں لے کریمال سے نکل جاؤ اور جتنی جلد ممکن ہو سکتے اپنی دونوں بہنوں کی شادی کرا دو۔ تھا رہ جاؤ گے اس کے بعد۔ اپنی زندگی کے لئے جو بھی دیکھ لینا سوچ لینا۔ منگلہ سن میرا خیال ہے تہمارا پیچیا نہیں کرے گا۔ وہ تو اس نے جو بھی دیکھ لینا سوچ لینا۔ منگلہ سن میرا خیال ہے تہمارا پیچیا نہیں کرے گا۔ وہ تو اس نے تمماری مجبوری سے فائدہ اٹھا کرتم سے اپنا کام نکالنے کی کوشش کی تھی۔ کام ہو نہیں سے تمال کی کوشش کی تھی۔ کام ہو نہیں سے اس بات پر نوید نے چونک کر جھے دیکھا چراولا۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم وہاں جاکر اپنا کام مکمل کر لو۔ میں اے چکرائے چکرائے کچروں گا تاکہ وہ تمہاری جانب متوجہ نہ ہوسکے اور اس کے بعد تم بہنوں کی شادی کردو۔" "ایک بات کمہ سکتا ہوں اجازت ہو تو؟" "ایک بات کمہ سکتا ہوں اجازت ہو تو؟"

"اب جمال كيس بحى آپ جائيں گے بين آپ كے ساتھ ہى جاؤں گا۔ بين بحى السان ہوں۔ تحك كي جائن گا۔ بين بحى السان ہوں۔ تحك كي دات اس قدر السان ہوں۔ تحك كي دات اس قدر المحل اور بلكى ہے كہ بين اپنى ذات كے لئے كچھ كرى نہ سكوں۔ يہ تو ميرے اپنے ساتھ زيادتى ہوگی۔"

"کمنا کیا چاہتے ہو؟" "بحائی! آپ میرے ساتھ' میری بہتی چلیں گے۔" "کیا؟" "ہاں۔ آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔" پاس- سیتلی سے بھاپ نکل رہی ہے۔ میں نے ابھی چائے اس سے نسیں منگوائی کہ مسٹری ہو جائے گی۔ چنانچہ ذرا ادھر تشریف لائے۔ میں لوٹے سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا ہوں۔ آپ مند ہاتھ دھولیں۔ اس کے بعد دونوں مل کر ناشتہ کریں گے۔ پوریاں محملائی ہو رہی ہیں۔ اصل میں پوری والے کے پاس ذرا رش لگا ہوا تھا۔ ورشہ یہ بھی آپ کو گرم ہی گرم کھلانے کی کوشش کی جاتی۔"

لیجھے بے اختیار ہنگی آگئی۔ نوید کو کیا کہتا ہیں خاموثی سے اٹھا منہ ہاتھ دھویا اور اس کے بعد اس کے ساتھ ناشتہ کرنے بیٹھ گیا۔ نوید نے بھی اس بارے میں ایک لفظ نہیں کہا تھا۔ ناشتے سے فارغ ہوا تو وہ چائے لینے چلا گیا۔ دو گلاسوں میں چائے لے کر آیا اور ایک گلاس میری جانب بڑھا دیا۔

> ''خاصی گرم ہے۔ ذرا سنبھل کر گھونٹ بھریں منہ جل جائے گا۔'' ''تم......کیا کھوں تنہیں یہ بتاؤ کیسے تلاش کیا مجھے؟'' ''تلاش........ تلاش تمس ہیو قوف نے کیا؟'' '''تا

"جناب اجب آپ اٹھ کر چلے تو آپ سے پندرہ کز کے فاصلے پر ہم تھے۔ ہمیں پت تھا کہ آپ غائب ہونے کی کوشش کریں گے اور آئندہ بھی اس بات کا خیال رکھیں گے۔ ذرا غائب ہو کر دکھائمیں آپ۔ "نوید بولا۔

''گویا تم رات ی کو میرے پیچھے پیچھے آگئے تھے۔'' ''اور آپ بیٹین کریں برگد کے در فت کے اس طرف آرام سے لیٹے ہوئے تھے۔ اس وقت جب آپ نے اینٹ سرکے بیچے رکھی تھی۔ دوسری اینٹ ہم نے ہی تو اٹھائی

مھی۔" میں ہننے لگا پھر پولا۔

"نويد! پليزميرا پيچامت كرو-"

"جمائی جان! پلیز آپ میرا ساتھ نہ چھوڑئے۔ کمال زندگی بھرکی تلاش کے بعد کوئی اپناماتا ہے۔ آپ اپ لگ رہے ہیں تو آپ کا دامن بکڑے ہوئے ہوں۔ تکیفیں جو بھی ہوں گی مل کر اٹھالیں گ۔ آپ کو خدا کا واسطہ میری بات مان لیں جھ سے بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔"

میں ایک معندی سائس لے کر ظاموش ہو گیا اور پھرای دوپسرہم نوید کی بستی کی جانب چل پڑے۔ نوید بہت خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے کافی فاصلے پر ایک درخت کی جڑ

اور پھراپی جگہ سے اٹھ گیا۔ اچانک ہی یہ خیال میرے دل میں آیا تھا کہ میں اس وقت خاموشی کے ساتھ نوید کو چھوڑ کر کمیں دور نکل جاؤں۔ یہ مناسب رہ گا۔ ویسے بھی یہ جگہ بہت بڑی تھی۔ اگر میں یمال سے کمیں اور نہ بھی جاؤں اور صرف نوید سے چھپنے کی کوشش کردں تو اس میں جھے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے چنانچہ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے میں اپنی جگہ سے اٹھا اور تیزی سے ایک طرف چل پڑا۔

رات کا پُراسرار سناٹا فضا میں پھیلا ہوا تھا۔ پھول بابا کے مزار پر روشنیاں ہو رہی تھیں اور بس وہیں رونق تھی۔ باقی لوگ جو زائرین کی حیثیت رکھتے تھے سوچکے تھے۔ میں نے کافی طویل فاصلہ طے کیا اور آخر کار ایک الی جگہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گیا جہاں میں آرام کر سکتا تھا۔ نوید پر نگاہ رکھ لی جائے گ۔ کہیں آس پاس نظر آیا تو چھپ جاؤں گا۔ اب وہ اتنا بھی عامل نہیں ہے کہ اپنے علم ہے جھے تلاش کرلے گا۔ اس ہے دور ہو جانا بہت ضروری تھا۔ چنانچہ ایک چوڑے برگد کے شنے کی آڑ میں میں نے اپنا مسکن بنالیا۔ کافی فاصلہ طے کیا تھا۔ رات بھی خوب ہوچکی تھی۔ تھکن بھی ہوگئی تھی اور کھیا ہو گئی اور کھی اور تھی بنا کر لیٹ گیا۔ کی این کو تمام سوچوں سے آڑاہ کرویا تھا۔ بھی اس وقت میرے لئے مناسب تھا۔ چنانچہ ذبن کو تمام سوچوں سے آڑاہ کرویا تھا۔ بھی اس وقت میرے لئے مناسب تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیرے بعد نیند آگئی اور پھراس وقت آئھ کھلی جب خوب دن چڑھ چکا تھا۔

میں نے آئیمیں کھول کربرگد کے درخت پر چپھاتے ہوئے پر ندوں کو دیکھا اور پھر

یہ سوچ کر اٹھ گیا کہ ناشتے کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ قرب و جوار میں کھانے چنے کی
چیزوں کی کوئی کی نہیں تھی۔ کہیں ہے بھی کچھ لے کر کھا سکتا تھا۔ پہلے تھوڑا پائی لے کر
منہ دھوؤں گا اور اس کے بعد ناشتے کی خلاش میں نگلوں گا۔ یہ سوچ کر اٹھا اور یہ احساس
ہوا کہ دائنی سمت کوئی بیشا ہوا تھا۔ اللہ کے لاکھوں بندے یماں موجود تھے۔ ہوگا کوئی
عقیدت مند پھول بابا کا۔ سرسری نگایی اٹھا کر اے دیکھا تو ایک دم سے ذہن بھک سے
اڑ گیا۔ نوید تھا جو بچھے دیکھ کر بیشا ہوا مسکرا رہا تھا۔ ایک لیمے تک تو وماغ چکرایا رہا۔ یہ
کماں سے آگیا۔ میں نے ول میں سوچا اور دیر تک نوید کی صورت ویکھتا رہا نوید بدستور

"جناب عالى! اے لوٹا كتے ہيں اور اس كے اندر جو چيزے وہ پائى كملاتى ہے اور اور حكيمة يہ طوہ پورى اور بھاتى تركارى ہے۔ ان سب چيزوں كا استعال ايك ہى وقت ميں كيا جاتا ہے۔ يتحي وہ ذرا إدهر نگاہ دوڑائے۔ كيا كرما كرم چائے ہے اس شخص كے ميں كيا جاتا ہے۔ يتحي

سے تھوڑی می کھدائی کرکے وہ رقم نکالی تھی جو منگلہ من نے اے دی تھی۔ یہ رقم برئی احتیاط ہے محفوظ کرلی گئی تھی حالانکہ میں تو اس سلسلے میں بھی بجیب ہے احساسات کاشکار تھا۔ منگلہ من کو میں نے دیکھا تھا۔ وہ شیطان تھیج معنوں میں شیطان کا ہم شکل تھا اور اس کی فطرت بھی شیطان ہے مختلف نمیں تھی۔ پانچ لاکھ روپ وہ آسائی ہے تو نمیں چھوڑ سکتا تھا لیکن پھر میں نے یہ سوچا کہ بھلا اس جینے جادد گروں کے لئے یہ رقم کیا معنی رکھتی ہے؟ ہو سکتا ہے اس نے اے بھلا دیا ہو لیکن باتی معاملات ذرا الجھے ہوئے تھے اور ان کے سلسلے میں جھے ذرا تھوڑی می تشویش تھی۔ ہم لوگ مغرکے دوران باتیں کرتے رہ کے سلسلے میں جھے ذرا تھوڑی می تشویش تھی۔ ہم لوگ مغرکے دوران باتیں کرتے رہ نے اور ان کی سلسلے میں بھے اور ان میں بتا کا رہا تھا اپنی بہتی کے بارے میں بتا کا رہا تھا۔ میرے ذبین اس کے مختلف خیالات تھے اور میں دکھی تھا اس بات پر کہ کمیں اے مزید تکلیف نہ بہتی جائے۔ وہ ضد کرکے جھے اپنے ساتھ لئے جارہا تھا لیکن منگلہ من میری ہی وجہ سے کہنے ہو گا ہوں کے بارے میں میرے اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ کمیں ایسا نہ ہو کہ منگلہ من پھراس کے ذریعے جھے ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ یہ تمام باتیں بر کہ منگلہ من پھراس کے ذریعے جھے ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ یہ تمام باتی ساتھ ہی پھر اور یادیں پھر اور باتیں بھی دل میں آجاتی دور سے نیل کول۔ نوید کی بہتی بڑی مرجز و شاداب تھی اور باتیں بھی دل میں آجاتی تھیں۔ جیسے نیل کول۔ نوید کی بہتی بڑی مرجز و شاداب تھی اور اس کا چھوٹا سا گھر بھی جو اس نے بھی دور سے دکھایا تھا۔

"وہ جو ایک پیلا ساگھر ساگھر نظر آرہا ہے آپ کو جو در ختوں کے جھنڈ میں چھپا ہوا ہے۔ وہی میرا گھرہے۔ اپنا گھر ساگھر نظر آرہا ہے باہر بھائی! جھے بہت اچھا لگ رہا ہے اس وقت اس کی طرف جاتے ہوئے۔ تمارا پڑوس بڑا اچھا ہے۔ میرا گھر بہت ٹھنڈا رہتا ہے۔ اس کی طرف جاتے ہوئے۔ تمارا پڑوس بڑا اچھا ہے۔ میرا گھر بہت ٹھنڈا رہتا ہے۔ اس کے اصاطے میں در ختول نے اس طرح آپس میں سمر جو ڑر کھے چیں کہ چھت بن گئے جی اور اس چھت کے بیٹے ہم لوگ بڑی خوشگوار زندگی گزارتے ہیں۔ ارے یہ کیا؟" وفعتاً ہی نوید نے جرانی ہے کہا۔ وہو سات افراد نوید کے گھر کے دروازے سے باہر نکلے تھے۔ ایک آدی ان میں آگے آگے تھا۔ نوید نے کہا۔

"بے ہماری اس بہتی کا چوہدری ہے چوہدری رفیق! گرید میرے گھرے نکل رہا ہے اور یہ استے سارے لوگ۔" نوید بہت تیزی ہے آگے بڑھ گیالوگوں نے اسے دیکھ لیا تھا اور ایک دم سے رک گئے تھے۔ خود چوہدری رفیق بھی نوید کو دیکھ رہا تھا۔ چوہدری رفیق کے ساتھ بزرگ غیاف علی بھی تھے۔ نوید پھٹی پھٹی آئھوں سے انہیں دیکھتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔

"کیابات ہے آپ لوگ میرے گھرے نگلے ہیں۔کیابات ہے خیریت تو ہے؟" "اوہ۔ کد هرچلا گیا تھایار! کد هرچلا گیا تھا تو جوان بہنوں کو اس طرح چھوڑ کر؟" "دخیر تو ہے غیاث علی چھا! کیا بات ہے؟" نوید نے وحشت زدہ کہتے میں ان سے یوچھا اور غیاث علی کی گردن جھک گئی۔

"اوہ بیٹا! تیری بہنوں کو پکھ غندے نکال لے گئے۔ پنۃ بی نمیں چلا سرے کون تھے۔ آئے توڑ پھوڑ مچائی اور تیری دونوں بہنوں کو گاڑی میں ڈال کرلے گئے۔" "کیا......" "نوید کی آواز بہت سے محلاوں میں تقسیم ہوگئے۔ اس نے غیاث علی کا گریمان پکڑ لیا۔

" پچا! میں تو آپ پر چھوڑ کر گیا تھا انہیں۔ میں تو ان دونوں کو آپ پر چھوڑ کر گیا تھا۔ آپ نے کما تھا کہ جا بیٹا! فکر مت کر 'ہم ہیں۔ یہ کیا ہوا؟ کون تھے وہ غنڈے؟ بستی کے تھے یا باہرے آئے تھے۔"

"گاڑی بھی باہر کی تھی بندے بھی باہر کے تھے۔ پر بیہ نہیں پہ چلا کہ کون تھے؟" "نہیں مانیا میں۔ سب کمی بھگت ہے۔ سب کمی بھگت ہے۔" نوید آپ سے باہر ہو

" اون کا تمہارے۔ یہ کوئی بات ہوئی۔ یا تو ذے داری نہ لیتے اور ذکھ رہیں آگ لگا دوں گا تمہارے۔ یہ کوئی بات ہوئی۔ یا تو ذے داری نہ لیتے اور ذے داری لی تھی تو جان دے دیتے۔ چوہدری صاحب' چوہدری رفیق صاحب! میری بہنیں جھے چاہئیں۔ میری بہنیں......" اور اس کے ساتھ ساتھ تی نوید کی آواز بھرا گئ۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپایا اور ایک گوشے میں کھڑے ہو کر سسکتے لگا۔ میں خاموش سے یہ منظر د کھے رہا تھا۔ پھرچوہدری صاحب نے کما۔

"سعبطانوا ہے۔ تم کون ہو بھی؟" میں نے ایک نگاہ چوہدری رفیق کو دیکھا۔ چرے سے شریف، آدمی معلوم ہو تا تھا۔ وہ کمی غلط حرکت میں ملوث شیں ہو سکتا تھا۔ میں نے کہا۔

"چوہدری صاحب! میں اس کا دوست ہوں۔ ہماری دوئی زیادہ پرانی شمیں ہے۔ پیول بابا کے مزار پر ملاقات ہوئی تھی اس ہے۔ یہ مجھے اپنے ساتھ لے آیا لیکن آپ کی ایسے آدمی کے بارے میں بتاہیے مجھے جو اثر کیوں کے اغواکی تھیج تفصیل بتا سکے۔" "میں ہوں دہ۔ غیاف علی ہے میرا نام بھائی! دہ سامنے والے گھر میں رہتا ہوں۔ ایک کرکے چلے گئے۔ نوید کی جیسے ٹاگوں کی جان نکل گئی تھی۔ وہ بیٹھ گیا تھا اور بالکل خاموش تھا۔ میں نے چاروں طرف گھوم پھر کراس کے گھر کو دیکھا۔ سبجھ میں نہیں آرہا تھا کہ نوید کو کن الفاظ میں تبلی دول۔ ویسے یہ بات تو صاف ظاہر ہورہی تھی کہ اس کوشش میں کہیں نہ کہیں منگلہ من کا ہاتھ ضرور ہے۔ ول چیخ چیخ کر کمد رہا تھا۔ دیسے بھی نوید نے اب تک جو پچھ اپنے بارے میں بتایا تھا اس سے صاف ظاہر ہو تا تھا کہ اس کی کی سے کوئی و شمنی نہیں ہے۔ منگلہ من نے اسے جس کام کے لئے آمادہ کیا تھا۔ بس وہی نہ ہونے کی وجہ سے منگلہ من اس کا دشمن بن گیا تھا۔ ایسی صورت میں جو فرض بچھ پر عاکم ہوتا تھا وہ بھی میں جانیا تھا لیکن میں کیا کرتا میری سبجھ میں پچھ بھی نہیں آرہا تھا۔ میں نے اس کا دس سے کہا

"نويد! آوُ اٹھو..... بلنگ پر بیھو۔"

"بابر بھائی! مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا۔ ایبا لگتا ہے جیسے ٹائٹیں بے جان ہوگئ ہیں۔ میں بہت بار کوشش کرچکا ہوں کھڑے ہونے کی لیکن پیر بالکل ٹیکی ری کی طرح ہو گئے ہیں۔"

" " میں جانتا ہوں۔ آؤ اٹھو میرا سارا لے کر اٹھو۔ "واقعی اس کے پاؤں بالکل بے جان ہو رہے تھے لیکن میں نے بسرحال اسے بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور ایک پلٹگ پر بٹھا دیا۔ وہ خاموش تھا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد اس نے کما۔

" میں بیار ہے ایک کو گڑیا کہا کرتا تھا دو سری کو بہلی! بردی اچھی تھیں۔ دونوں بہت ہی اچھی تھیں۔ بھاگ بھاگ کر میرے کام کرتی تھیں۔ بھی بھی ہے ہے کیا کہتی تھیں مجھے۔ کہتی تھیں نوید بھائی ہم آپ کو بابا کہیں آپ برا تو نہیں مانیں گے۔ میں پوچھتا تھا بھیو! کیوں کہوگی جھے بابا میں کوئی بوڑھا ہوں۔ کہنے لگیں نہیں آپ بوڑھے تو نہیں لیکن ہمارے تو بابا بھی نہیں ہیں۔ بھائی تو ہم کہ لیتے ہیں آپ کو بابا کہنے کو بردا دل چاہتا ہے۔ ہلکہ یہ بہلی تو کہ رہی تھی کہ تین نام ہیں آپ کے۔ بابار مما اور بھیا۔" میں نے ہس کر کہا تھا کہ بیٹا! ایک بار جھے بابا کہا کرو۔ دو سری بار مما! اور تیمری بار بھیا! تو پھر شریر لڑکیوں نے ایسا ہی کہنا شروع کر دیا۔ جب وہ جھے مما کہتی تھیں تو خوب بنتی تھیں لیکن پہتا ہے کیا کرتی تھیں اور جھے بچ ج بیا کہا کرتی تھیں اور جھے بیا جاتے ہوں کہا تھا کہ میں ان کو اپنے بدن کیا تھا بابر بھائی جینے میں ان کی ماں ہوں۔ میرا بس نہیں چاتا تھا کہ میں ان کو اپنے بدن میں سمولوں۔ پیتہ نہیں کن طالت کا شکار ہوں گی۔ بردا بلک رہی ہوں گی جھے یاد کرکے۔"

بچیوں کو بیں نے اپنے ساتھ ہی رکھا ہوا تھا لیکن بس مجھی مجھی صفائی کرنے گر آ جاتی اسے سے کھی سفائی کرنے گر آ جاتی اس سے کھی سفائی کرنے ہی مفائی کرنے ہی آئی ہوئی جھیں کہ ایک گاڑی آکر رکی تو اس میں ہے کہ فنڈے اترے اور گھریش گھی گئے۔ میں لاٹھی لے کر باہر نکلا لیکن ان کے پاس بندوقیں تھیں۔ دونوں لڑکیوں کو گھیٹ کر باہر لائے۔ بندوقوں سے فائر کئے اور لڑکیوں کو گاڑی میں بھی بھی جھی تھیں کر سکا۔"
میں بٹھا کریہ جا اور دہ جا ہوگئے۔ میں کچھ بھی تھیں کر سکا۔"
آپ نے ان خنڈوں کو دیکھا؟" میں نے سوال کیا۔

"بال- باہر کی بہتی کے تھے لیے بڑنگے۔ چروں ہی سے فنڈے معلوم ہورہ بھے۔ ان کے پاس بندوقیں تھیں جن سے انہوں نے بڑے ذور دار دھاکے کے اور بہتی دالے خوفردہ ہوگئے۔ ہم کرور لوگ ہیں بیٹا فنڈہ گردی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کر کئے۔ "غیاث علی صاحب رونے گئے میں نے نوید کے چرے کی جانب دیکھا۔ ایک عجیب ساسکوت اس کے چرے پر تھا۔ لوگ اس سے ہدردی کی باتیں کرنے گئے۔ طرح طرح کے الفاظ کانوں میں پڑرے تھے۔

"کسی سے دشنی ہوگئ ہے بیٹا تہماری۔ کوئی بردا آدمی جان کا گابک بن گیا ہے۔ بمیں بتاؤ کیا کریں تہمارے لئے؟" بہت سے منہ بہت سی باتیں 'کیکن نوید کسی کو کوئی جواب شیں دے رہا تھا۔ "

"بينا! يوليس مين ريورث ورج كرا دو-"

'کیا ہو گااس ہے۔ پولیس والے اور اس بیچارے کو پزیشان کریں گے۔" ''تو پچرکیا کریں بتاؤ۔ بستی والے تو سب ہی غمزدہ ہیں۔"

''جعائی! اس غنژہ گردی کے خلاف تو کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ ہر گھر میں بہو' بٹیاں ہیں۔ غنڈوں کی ہمت بڑھ گئی تو وہ اس کو اپنی شکار گاہ سمجھ لیس گے۔''

"ابتی ایسی تیمی ناوا تفیت میں سب کچھ ہوگیا۔ ہم بھی ہتھیار اٹھالیں گے اس غندہ گردی کے خلاف۔ "لوگ کیتے رہے۔ میں تو خیر کیا ہی کسی دوسرے سے پچھ کہتا لیکن نوید پر بھی ایک عجیب می خاموشی طاری ہوگئ تھی۔ کسی کی بات کا اس نے کوئی جواب منسی رہا۔

نوید بیٹا! ہم میں ہے کمی کی مدد کی ضرورت بڑے تو قکر مت کرنا ہم سب تممارے ساتھ ہیں۔ تم جو کرنا چاہتے ہو۔ ہم اس میں تممارا ساتھ دیں گے۔" یہ آخری الفاظ تھے جو جاتے ہیں اور لوگوں نے جانا شروع کر دیا۔ سب کے سب ایک

میں صحن میں واخل ہو گیا۔ بری می وسیع جگہ تھی۔ بلندی پر مینار پر چراغ روش تھا۔ پت شیں کوئی قدیم مجد معلوم ہوتی تھی۔ میں اس کے صحن سے گزر کر دالان میں پہنچا۔ آگے ایک دیوار تھی بس صحن تھا یا دالان- اس کے علاوہ اور پچھ شیں تھا- بلندی پر روشن چراغ اینی مدهم لو بکھیررہا تھا اور اس متجد میں مدهم مدهم روشتی پھیلی ہوئی تھی میں والان ك ايك سرے ير بين كيا اور پريس نے بچھ سرسرائيس محسوس كيں۔ يس نے ديكھاك والان كى وائتى سائيد سے كوئى فكل كر آيا ہے۔ يد سياه لبادے ميں ملبوس كوئى صخص تھا۔ وه جھ سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔ پھر پیھے کی جانب سے دو افراد نکلے جو سفید لبادے میں ملوى تقد وہ بھى ايك جانب بين كئد سكا تيرى طرف سے تين جار افراد فكے جنول نے سر لبادے سے ہوئے تھے اور مدھم ی روشنی میں ان کے لبادوں کا رنگ نظر آرہا تھا۔ عنید- ساہ اور سر لبادوں والے اگر جمع ہوتے رہے اور کوئی چیس تمیں افراد میرے سامن آكر من كي من الم مدهم مدهم أوازيل ويه يده رب سي جس كي مجمعات فضايل کونے رہی تھی۔ میں پورے ہوش و حواس کے عالم میں انہیں دیکھ رہا تھا اور میرے ذہن میں کوئی جرت کا نقش شیں تھا۔ بلکہ مجھ یون لگ رہا تھا جھے یہ ب کھ میری توقع کے مطابق ہو۔ میرے اندرے آوازی افر رہی میں اور الفاظ میرے ذہن ش جمع ہوتے جارے تھے جھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرے اندرے وحو عی کے بادل اٹھ رہے ہول جیے میں بہت کچھ کمنا جاہنا ہوں۔ وہ سب جمع ہو گئے اور ان کی جنبھنائیں واضح ہوتی گئیں پران میں ے ایک نے کیا۔

"إلى بولو-كياكمنا جائي جو؟"

مجھے بقین ہوگیا کہ یہ الفاظ مجھے ہی مخاطب کر کے کے جارب ہیں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا۔

"آپ جانے ہیں۔ آپ سب جانے ہیں۔ آپ ایھی طرح جانے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں۔ میں فرشتہ نہیں ہوں کے پاس کیوں آیا ہوں۔ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ سمجھ رہے ہیں تا آب۔ فرشتہ نہیں ہوں میں۔ برائیوں نے مجھے اپ رائے رائے پر نگایا۔ کوئی تجربہ نہیں تھا جھے اس دنیا کا۔ جو چیزانسان کو اچھی نظر آتی ہے وہ اس کی جانب چل پڑتا ہے کیونکہ اس کے لئے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا۔ آپ خود بتائے ہیں اپنی مال کے ساتھ ہر دلچیں میں حصہ لیتا تھا اور میری ماں کی دلچیسیاں بررگان دین سے لگاؤ تک محدود تھیں۔ ہم مال بیٹے جو پچھ بھی بتی کرتے تھے۔ شاید آپ کے علم میں ہوں یا نہ ہوں میں نہیں جانا۔ مال حادثے کا

توید کے الفاظ ایسے بتنے کہ سینہ پہنے لگا تھا۔ شدید درد محسوس ہونے لگا تھا سے میں۔ وہ بیشانہ جانے کیا کیا کہتا رہا۔ سب پچھ اپنی بہنوں ہی کے بارے میں تھا اور میں نے دونوں ہاتھوں سے سینہ دبالیا۔ میں شدید کرب شدید ہے چینی کا شکار تھا اور پھر وقت گزرتا رہا۔ پڑوس کے لوگ دو آدمیوں کا کھاتا لے آئے تھے جو انہوں نے ایک طرف رکھ دیا تھا نہ میں نے نوید سے کھاتا کھانے کے لئے نہ کما اور خود تو زہر کھانے کو بھی دل نہیں ویا تھا نہ میں نے نوید سے کھاتا کھانے کے لئے نہ کما اور خود تو زہر کھانے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔ طبیعت میں ایک متلامت می تھی اور سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کماں دیوار سے مریکو ڈروں۔ ذہن میں بہت سے خیالات آرہ ہے۔ نوید وہیں بیضا رہا اس نے آئے کھیں ہمریکو ڈروں۔ ذہن میں بہت سے خیالات آرہ ہے۔ نوید وہیں بیضا رہا اس نے منہ سے بریروائیس ہمریکو ڈروں۔ وہ کہتا تھا۔

"اور جب بیلی مجھی ناراض ہوجاتی تھی تابار بھائی! تو میں اس کو منانے کے لئے پہتا ہے کیا کرتا تھا۔ بس اسے اہلی ہوئی چنے کی دال بہت پیند تھی۔ اس میں ہلکی سی کھٹائی اور تھوڑی سی من ڈال دو۔ بہلی کو کھلاؤ۔ بہلی راضی۔ میں یسی کیا کرتا تھا اور بابر بھائی۔"

مگریس اس سے زیادہ اس کی ہاتیں نہیں من پا رہا تھا۔ بہنوں کے لئے اس کے اندر جو تڑپ تھی اور بیں اپنی جو تڑپ تھی اور بیں اپنی جگہ سے بڑا عذاب بازل کررہ تی تھی اور بیں اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر نگل آیا۔ بہت رات ہوچکی تھی۔ پوری بہتی گہری نیند سوئی تھی۔ بیس ان بھو تکتے ہوئے کوں کو نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور پھر بہتی کا آخری چراغ بیس ان بھول سے او جمل ہوگیا۔ تاحد نظر ویرانے پھیلے ہوئے تھے اور بیس چل رہا تھا ایک بھی آکھوں سے او جمل ہوگیا۔ تاحد نظر ویرانے پھیلے ہوئے سے اور بیس چل رہا تھا ایک بامعلوم منزل کی جانب۔ کوئی تصور ذہن میں نہیں تھا۔ کوئی احساس ذہن میں نہیں تھا۔ کوئی خیال ذہن میں نہیں تھا۔ رات کانہ جانے کون سا پہر تھا اور میں چلا جارہا تھا۔

میں دعوے سے کمہ سکتا ہوں کہ اس دفت میں میلوں دور نکل آیا تھا اس بستی ہے اور اس وقت میں میلوں دور نکل آیا تھا اس بستی ہے اور اس وقت میں جنگل میلیان اور ویرانوں میں چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے چلتے ایک اور چیز کی روشنی لیکن ایک مدسم می لو مخماتی نظر آئی۔ یہ کمی چراخ کی لو مختی یا کمی اور چیز کی روشنی لیکن میرے پیروں کا رخ اس جانب نقا۔ میں چال رہا اور روشنی قریب آتی رہی۔ یہاں تک کہ میں نے تاریکیوں میں ایک ویو پیکر عمارت کو کھڑے دیکھا۔

کھنڈر نما عمارت تھی جس میں پانچ گنبد تھے۔ ایک بردا ساگول دروازہ۔ میرے قدم اس کی جانب اٹھ گئے۔ پتہ نہیں کون اس طرف میری رہنمائی کر رہا تھا۔ ٹوئی ہوئی سیرهیاں تھیں جو میرے پاؤں رکھنے سے ہل رہی تھیں لیکن ان سیرهیوں کو عبور کرکے ورنہ ایک گناہ پروان چڑھے گا۔ ایک غلاظت جنم لے گی یمال سے۔ ساف کمہ رہا ہوں کھل کر کمہ رہا ہوں۔ سمجھ لیجئے۔ سمجھ لیجئے۔ " مکمل خاموثی چھا گئی تھی کوئی آواز نہیں ابحرری تھی۔ پھر تھوڑی دریے تک خاموثی کے بعد ایک آواز آئی۔

"ا چھی آپا کا بیٹا ہے تا۔ ارے اچھی آپا کا بیٹا ہے ہے۔ س او بھی کیا کہ رہا ہے ذراسا غور کراو۔ کیا بات ہے بیٹا کیا چاہتے ہو؟"

ور سرات یا جائی ہے ہیں ہوں ہوں۔ اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا چاہتا ہوں میں۔ "

دخمام کمانی سنا دی میں نے۔ اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا چاہتا ہوں میں۔ "

دخمیں نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہو جائے گا سب پچھ ہو جائے گا۔ چلو جاؤ۔
گھر جاؤ وہ بیچارہ تھا ہیٹھا ہے۔ دلاسہ دو' اس سے کمو کہ لے آؤ گے انہیں جاکر۔ جاؤ جاؤ۔
وقت رہنما ہے وقت رہنمائی کرے گا۔ بری بات ہے بیٹے! اس طرح پکڑتے نہیں ہیں۔
اتنی سی بات پر تم سب پچھ بھول کر برائیوں کو اپنا رہے ہو۔ "

ن فایات چرا ب است میں ہے ہید فرید کی صورت دیکھی ہے آپ نے احساس کیا ہے است

اں ہا: " ٹھیک ہے، ٹھیک ہے جاؤ۔ گھر جاؤ بری بات۔ چلو اٹھو۔" کسی نے میرا بازو پکڑ کر اٹھایا اور میں کھڑا ہو گیا۔

و چلو اہنے گھر جاؤ۔ اے اکیلا چھوڑ آئے ہو۔ " میرا شانہ پکڑ کر میرا رخ موڑ دیا گیا اور جب میں نے سامنے دیکھا تو نوید کے گھر کا دروازہ مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔
میں کچھ دیر تک سائے کے عالم میں کھڑا رہا لیکن جو پچھ ہوا تھا وہ سب جیرت ناک شمیں تھا۔ البتہ خوشی تھی اس بات کی کہ میری پذیرائی ہوئی تھی۔ اچھی آپا کے بارے میں اب موچنا کوئی ضروری بات نہیں تھی۔ میں جانتا تھا کہ میری ماں کو بید اچھی آپا کہتے ہیں۔ بڑی عجیب سی بات ہے کہ انسان کی زندگی میں اس کی کوئی قدر شمیں ہوتی۔ میری ماں سادہ لوح اور دیندار خاتون تھیں۔ جس طرح ان کی موت واقع ہوئی۔ اس طرح اگر بید لوگ ان کی اور دیندار خاتون تھیں۔ جس طرح ان کی موت واقع ہوئی۔ اس طرح اگر بید لوگ ان کی بیرطال بید ذے داری کسی اور کی نہیں بلکہ میری تھی لیکن جھے روک دیا گیا تھا۔ میں نے ہمرطال بید ذے داری کسی اور کی نہیں بلکہ میری تھی لیکن جھے روک دیا گیا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ نوید چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ جھے اس کی حالت پر بست زیادہ رحم آبا۔ میں نے کہا۔

"نوید! کھانا کھالو۔" "کھانا؟" اس نے ویران نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ من ہوگئے۔ میری آ تھول کے سامنے کی نے ان کی جان لے لی۔ میں اپنی فریاد لے کرس تفا اور مجھے الوارث سمجھ کر جیل میں ٹھونس دیاگیا پھر دہاں مجھے ناگو ملاجس نے مجھ سے اظمار الفت كيار جس في مجه على الفت كى ياتيل كين- آب بتاية كد لاوارث في تاكروه مناہ جیل میں شونس دیا گیا ہو۔ مرکوئی اتن عزت دیتا ہے اور اس سے وعدے کرتا ہے ت كياوه أسان كى بلنديول مين جاكر خلاؤل مين جاكر محبتين تلاش كرے گا- انبول في محص جو کھے دیا میں نمیں جات تھا کہ اس کا معاشرے میں ساج میں کام کیا ہے۔ نہ میں تے ساج کو بھگتا تھاند معاشرے کو۔ بلکہ معاشرتی طور پر میں نے دیکھا تھا تو وہ یہ کہ ایک مے گناہ اگر فریاد لے کر حمی ایے مخص کے پاس جاتا ہے جس پر اس فریاد کی داد ری کی زے دارى موتى ب تو وه اے جيل ميں شونس ديتا ہے۔ تو آپ بتائے۔ ميرا ذبن كمان جانا چاہے تھا۔ میں نیکیوں کو کمال علاش کر؟ اور نیکیوں کو اپنی فوج بنا کر برائیوں پر کس طرح حملہ کرتا۔ پھر مجھے ان لوگوں نے غلاظت کے تخفے بخفے۔ آپ لوگ اس بات کے گواہ میں کہ جب مجھے نیکیوں کی طرف آنے کا راستہ ملا اور آپ لوگوں نے اچھی آیا۔ اچھی آیا کا عام لے كر جھے عزت كامقام ديا تو ميں نے برائيوں سے كناره كشي اختيار كرلى اور جرد كھ كو ائی اصلاح کا ذریعہ مان لیا اور جان لیا۔ میں بھی انسان مول۔ مجھ ب بھی ویا ہے آپ نے میری مضیال کول کر مجھے خرات دی ہے۔ لیکن یہ خرات ایک شیطان کے مقالے میں بے کار طابت ہوئی۔ اگر گندی روحوں کا اتنا ہی برا مقام ہے تو مجھے بتائے میری ابتدا تو وہیں سے ہوئی متی- کان کھول کر س لیس صاف صاف کے دیتا ہوں۔ ایک بار میں بھر غلاظت کی جانب لوٹ جاؤں گا۔ یا تو مجھے بحربور اعتاد دیجے مجھے نھوس ذرائع دیجے۔ ارے میں تو خود کزور ہوں۔ میرے پاس ب بی کیا۔ باتھ بلا کر ایک روفی کا ایک محکور ميں اٹھا سكا يس- آپ اوكول كے پاس طاقت ب كين آپ اے اتى احتياط سے خرج كردے إلى اور وہ شيطان سب كھ كرا كرربا ج- مرزا قدس بيك كے فيے جلا ديئے گئے۔ جھ پر قاتلانہ صلے کرائے گئے۔ سب کھ مورہا ہے تھیک ہے۔ کوئی حماب شیس ر کھتا میں انجھے اور اذبت وے دی جائے لیکن اس پیچارے کی دونوں مبتیں۔ شیں فتم عماما مول بری سے بری اگر میری مددند کی گئی تو میں تیکیوں کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دوں گا۔ ش مول کون اور میری اوقات کیا ہے! بمتریہ موگا کہ سیس میری تکا بوئی کردی جائے۔ ججے مکوے مکوے کرے میرے خون کی ایک ایک بوتد ہمادی جائے۔ یہ موسکتا ے یہ کیا جا سکتا ہے۔ بڑے بوے پرجلال اوگ موجود ہیں یمال آپ لوگ یہ کر ڈا گئے 473 🕁 🎉

"سنديب و محركى على كے لئے آيا ؟" "بال- چھٹی لے کر آیا تھا تین دن ک- مرتم کو کیا کمنا چاہتے ہو-" "سنديب تو جمين وبال لے چلے گا؟"

"کیول نہیں لے چلول گا۔ تھو کتا ہول ایس نو کری یر۔ میری بہتی کی بیٹیاں میری بہنیں ہیں۔ سو بار جیون دان کردوں گا۔ اس کا کیا سوال ہے کہ راجہ ٹھاکر ماری بستی کو نقصان پنجائے۔ فوراً چلو۔ میں ایسے رائے ہے تمہیں راجہ ٹھاکر کی کو تھی میں داخل کر سكا موں۔ جمال سے كى كو كانوں كان خرف مو- برطرح مدد كروں كا تممارى- اتى بات بنائى بيس نے كد اندر حولى من آسانى سے آ جاسكا ہوں۔ راجد فعار كر كى بہت سے رازوں سے واقف ہوں۔ بھیا! اگر تم مجھ سے کوئی کام لینا چاہو یا میرے ساتھ چلنا چاہو تو دل و جان سے حاضر ہوں۔ میں اپنی دونوں بہنوں کو ضرور برآمد کرلوں گا بہ میرا دعوی

سنديپ ايک پُرجوش نوجوان فقله غيرت اور عزت کا نام جانتا فقا چنانچه ہم لوگ فوری تیاریاں کرنے ملک غیاث علی صاحب نے کما۔

وبيناا بھے کھے کئے کا حق تھیں ہے۔ بات ہی ایک ہوئی ہے۔ پر ذرا احتیاط سے کام لینا۔ سندیب تیرے کئے بھی ول سے لاکھوں وعائیں ہیں کہ کس طرح او نے استی کی عرت كو دنياكى بربات ير فوقيت وي ہے۔"

"جان دے دول گا اور این بایا ہے کہ رہا ہوں کہ بایا! اگر لیتی کی عرت بھانے میں سدیب کا سر کات دیا جائے تو ہے بہتے اس کا کریاکرم کرنا۔ ارے ای لئے تو بھگوان بدن میں جان ڈالآ ہے کہ کمی الجھے کام میں صرف کی جائے۔ جو آدمی سندیب کے ساتھ آیا تھااس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"بينا! سراونچامو جائے گاميرا اگر توليتي كى عزت بچانے ميں كام آ جائے۔" يوے لوگ تھے ہیں۔ اتنے بوے کہ ان کے احرام میں ان کا مرخود بخود جمک جائے۔ نوید میں بھی جیے زندگی دوڑ گئی تھی۔ اس نے لیے چینی سے کما۔

"سنديه! كب چلو مح؟"

"ايك بات بناؤ بھيا! رائت تو زيادہ نهيں ہے۔ ميرے خيال ميں رات كو كو تھي ميں داخل مونا زياده بمتر مو گا-"

" پنة ميں - وہ ميري بهنول كے ساتھ كيا سلوك كريں \_"

"نويد! ميس ن بحي بحد شيس كمايا- كيابيه موتى ب مهمان توازى؟ تم مجهد الم آئے ہو اور میں بھو کا ہوں۔" وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا پھراس نے پھیکی ی مسراہٹ 1866

"میں جات ہوں باہر بھائی! آپ مجھے جذباتی کررے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میں کمانا کھا اول میں آپ کی بے پناہ عزت کرتا ہوں۔ آیے کھانا کھالیں۔" کھانا کھاتے ہوئے میں 上と こりこ

"و يكھو- سب سے برى بات بي ب كه جميں اطلاع مل چكى ہے كه وہ زندہ ہيں اور یقیی طور پر جو لوگ انسیں یمال سے لے گئے ہیں اگر وہ انسیں قبل کرنا جاہے تو سیس كريجة تن اٹھاكر لے جانے كى كيا ضرورت تھى۔ چنانچہ جدوجمد كريں گے۔ ہمت باركرا منیں بیٹ رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ دونوں جمیں بالكل اچھی حالت میں مل جائيں گی- كيا

"بال محك ب الله مالك ب-" نويد في محارى ليح من كما- بهم دونول كمان ع فراغت عاصل كرك ليك محك رات بهت مخفرى باقى ره كئى تحى- من كوكى في مادا وروازہ کھکھٹایا۔ وروازہ کھول کر دیکھا تو تین آدی تھے۔ ان ایس سے ایک غیاف علی صاحب بھی تھے۔ باقی دوہزو معلوم ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک نے کما "نويد بهيا! مجمع توجائة مونا؟"

"إلى- كول منين سنديد البتى سے چلے كئے مو بحول تو منين سكا تهيل-" "فرید! یه سندیپ تم جائے ہو کہ رچنا گڑھی میں راجہ تھاکر کے ہاں نوکری کرا

"اتن تفسيل تو مجه سيس معلوم تفي-"

"وہ دراصل بھیا! ہم لوگ میرا مطلب ہے میں رچنا گڑھی میں زمیندار راجہ ٹھاکر ك بال توكري كرتا مول اور وبال ك بارك مين اليهي طرح جانا مول- راجد فحاكركي گاڑی تین فنزوں کے ساتھ یماں آئی تھی۔ جھے شیں معلوم تھا کہ وہ لوگ یماں کیا كرف آئے ہيں۔ يد بات ميں اچھي طرح جانا موں كه راجد فحاكر في وه گاڑى بيجي تقى اور وہ وہیں واپس پیٹی ہے۔ میں نے یہ تو نہیں دیکھا کہ اس میں کے لایا گیا ہے لیکن كاروائى وين سے موكى ب-"اس خرف مارى ركون من آگ دوڑا دى تھى- نويد نے خونی نگاہوں سے سندیب کو دیکھتے ہوئے کما۔ سديب سے يو چھا۔

"كياس وروازے كے تالے كى جالي تهمارے پاس تھى؟"

" نہیں نوید بھیا! بس تھوڑے دن پہلے یہ حقیقت مجھے پتہ چلی تھی۔ اصل میں یہ
تالہ تم دیکھ رہے ہو یہ بڑا پرانا ہے۔ اس کے لیور خراب ہوگئے ہیں۔ بس اے زور سے
دباؤ تو یہ چپک کر لٹکا رہ جاتا ہے۔ جھٹکا دو تو کھل جاتا ہے۔ اب دیکھو میں نے اسے چپکا دیا
کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ کھلا ہوا ہے۔ آجاؤ۔ آگے جو ممندی کی باڑے نا اس کے
ساتھ ساتھ اندر چلو۔ میرے پاس چھپنے کے لئے ایک بڑی اچھی جگہ ہے۔"

میں نے سندیپ کے بارے میں سوچا پہتہ نمیں کس طرح کا لڑکا ہے اور اس نے یہ ساری خفیہ چیزیں کیوں دریافت کی ہیں۔ بسرحال یہ سارا مسئلہ میرے کام آرہا تھا اور مجھے وہ الفاظ یاد شے جو میری دلجوئی کے لئے کے گئے تھے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس چیز سے بڑا اعتاد حاصل ہورہا تھا۔ بسرحال میں نوید کے ساتھ مہندی کے باڑ کے ساتھ ساتھ کررتا ہوا اصل مخارت کے بچھلے دروازے میں داخل ہوگیا اور اس کے بعد سندیپ نے گررتا ہوا اصل مخارت کے بچھلے دروازے میں داخل ہوگیا اور اس میں چھیا جا سکتا تھا۔ اس مجھے ایک ایک جگہ بتائی جو ایک وہ چھتی کی شکل کی تھی اور اس میں چھیا جا سکتا تھا۔ اس نے سرگوشی کے عالم میں کھا۔

"بصیا! میں جمال رہتا ہوں وہاں تمہیں لے چلوں لیکن میرے ساتھ کچھ دو سرے ملازم بھی ہیں۔ ان پر ظاہر کرنا پڑے گا۔ ویے یمال مختلف کاموں کے لئے مزدور آتے رہتے ہیں۔ رات کو اگر کوئی کام نہ ہے تو کل دن کی روشنی میں تم بچھے یمیں مل جانا۔ میں تمہارے لئے مزدوروں کے جلئے کا انظام کر دول اور پھر کمیں تمہیں کام پر لگا دوں گا۔ میری یمال ہی نوکری ہوا کرتی ہے۔"

"مر سنديد! بم رات من كام كرنا جائي بي-"

"جمال تم آگئے ہونا بھیا! وہاں صرف حو کی کے اندر والے بہنے کتے ہیں۔ وہ تو بس بھگوان کی دیا ہے کہ مجھے ایسے خفیہ رائے معلوم ہوگئے ہیں جمال سے ہیں تہمیں یمال تک لے آیا ہوں۔ اب جو بات ہے نا وہ یہ ہے کہ تم یمال چچو اور بهتر ہے جونے کا انتظار کرو۔"

"سندیپ! تم بیه معلوم کرو که راجه شماکر کهال بین؟ ذرای تفییلات معلوم ہو جائیں تو ہمیں سکون ہو- بیہ بھی معلوم ہو جائے کہ جاری بہتیں کمال بیں؟" "بیہ بات میں نے سوچ رکھی ہے بھیا جی! آپ بے فکر ہو جائے ساری رات گزر 'دہمگوان پر چھوڑ دو۔ ہماری ہمنیں نیک چلن ہیں۔ میں بچین سے انہیں جانتا ہوں۔ بھگوان بھی تو ہے نا۔ وہ ضرور ان کی عزت بچائے گا۔ ایسا کرتے ہیں دوپسر کے بعد نکل چلتے ہیں۔ کوئی چار گھنٹے کا راستہ ہے۔ وہاں چھپ جائیں گے اور رات ہونے کا انتظار کریں گے۔"

" محیک ہے۔" میں نے کیا۔

دویں ذرا گھر جارہا ہوں۔ ڈھائی تین بجے تک آجاؤں گا۔" سندیپ اور اس کا باپ چلے گئے۔ غیاث علی نے بحرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میرے مالک! ہماری عزت رکھ لینا۔ میرا تو منہ کالا ہوچکا ہے۔ محافظ بن کر بیٹھا تھا تفاظت نہیں کرسکا اپنی ان کرور ہڈیوں کے ساتھ لیکن دعا ضرور کرتا ہوں کہ اللہ بس اتا ہی کرم کرتا کہ بچیوں کی عزت محفوظ رہے۔" وقت تیزی سے گزرتا رہا۔ دوپہر کا کھانا بھی کسی گھرے ہی آگیا تھا۔ بوے محبت بھرے انداز تھے ان لوگوں کے آپس میں جو متاثر کرتے تھے۔ میں ان سب کو دکھے رہا تھا ہر چیز محسوس کررہاتھا۔ پھر تھوڑی دیر آرام کیا تھا کہ سندیپ آگیا اور اس نے کہا۔

" چلیں بھیا! بابا کے کئے پر کھمل ظاموشی رکھی گئی ہے اور کسی کو نہیں بتایا گیا کہ پھے

پا چلا ہے۔ بس اس لئے کہا ہے یہ سب کہ بات بنی رہے ہو کسی کو کوئی شبہ نہ ہو سکے۔ "
میں نوید اور سندیپ چل پڑے۔اب اپنی بڑی جو یلی میں اتنے بڑے خطرناک آدمی ہے
واسطہ تھا۔ چھوٹا موٹا ہتھیار لے کر چانا تو بے وقوفی ہی تھی۔ البتہ سندیپ سے میں نے
تمام تفصیلات معلوم کرلی تھیں اور سندیپ نے جو پھی بتایا تھا اس سے یہ اندازہ ہو تا تھا کہ
راجہ ٹھاکر ایک خطرناک آدمی ہے۔ اسلیح کی اس کے بال کوئی کی نہیں ہے۔ بہت سے
لوگ جو بلی میں ہوا کرتے ہیں۔ باقاعدہ پہرہ ہو تا ہے۔ یہ ساری باتیں بڑی تفصیل سے پہ
چل چکی تھیں۔ بہرطال پچھ بھی تھا ہم تو سر ہتھیلی پر رکھ کر چلے تھے۔ آ تو کار یہ طویل
فاصلہ طے ہوا اور لیتی رچنا گڑھی میں پنچ کر ہم ڈھکے چھپے راستوں سے گزرتے ہوئے
فاصلہ طے ہوا اور لیتی رچنا گڑھی میں پنچ کر ہم ڈھکے چھپے راستوں سے گڑرتے ہوئے
قامر کار راجہ ٹھاکر کی جو بلی پنچ گئے۔ سندیپ یمال کے بارے میں سب پچھ جانیا تھا۔ جو
خلیہ راستہ اس نے ہمارے اندر واخل ہونے کے لئے نتیب کیا تھا۔ وہ بہت عمرہ تھا۔
خلیہ راستہ اس نے ہمارے اندر واخل ہونے کے لئے نتیب کیا تھا۔ وہ بہت عمرہ تھا۔
جو بلی سے باہر جانے کے لئے یہ ایک پچھوٹا دروازہ تھا۔ جس میں تالہ لگا رہتا تھا۔ سندیپ
حو بلی سے باہر جانے کے لئے یہ ایک پچھوٹا دروازہ تھا۔ جس میں تالہ لگا رہتا تھا۔ سندیپ
ماری عدد سے کوئی نوفٹ او پچی دیوار دیا اور اس کے بعد وہاں سے نیچ کور گیا۔ پھر

"پىرے داروں كاكريا كرم كردوں گا۔ نشہ پلا كربے ہوش كر دوں گا انہيں۔ تم اس كے بعد تهہ خانے تک جائے ہو۔" "ليكن كہيں........"

نہیں۔ میں دیکھ چکا ہون کہ راجہ ٹھاکر اپنے کمرے میں سورہا ہے اور سوامی اس کمرے میں جہال وہ بیشہ سوتا ہے۔ بردی مشکل سے میں نے یہ تمام معلومات عاصل کین ہیں یہ سمجھ لو کہ بالکل مر ہشیلی پر رکھ لیا تھا اور یہ تو کرتا ہی تھا ظاہر ہے میری بہنوں کا معالمہ تھا۔ میں اے ایسے تو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔"

"ہاں۔ چلو ٹھیک ہے اگر تم مطمئن ہو تو سے سب ٹھیک ہے لیکن تم یہ بتاؤ کہ تم نے سے سب معلوم کیسے کیا........؟"

" ہم ملازم فتم کے لوگ ساری ہاتیں معلوم کرلیتے ہیں۔ ایک دو سرے ہے۔" " ٹھیک ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں اور وہ لوگ کون تھے جو بہنوں کو اٹھا کرلائے تھے؟" میں نے پوچھا۔

"اُن کا بھی پتہ چل جائے گا۔ اصل میں بیہ جو دولت مند لوگ ہوتے ہیں نا بیہ برطرح کے کارندے اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ وہ بھی کرائے کے قنڈے ہوں گے۔" سندیپ نے بتایا پھر بولا۔

"چنا مت كرنا كھانے پينے كى چيزيں بھى پننچا دوں گا۔ بس ايك دن تهيس يهاں گزارنا ہوگا۔" سنديپ نے اپنے كہنے پر عمل كيا۔ جگہ ہى كچھ ايمى تقى كہ لوگ إدهر زيادہ آتے جاتے نہيں تتے۔ سج كا بحربور ناشتہ اس نے جھے پنچايا تھا ادر كما تھا۔

"راجہ مُحاکر سوامی آئد کے ساتھ کیس گئے ہوئے ہیں۔ میں نے باقی بندوبت شروع کر دیا ہے۔ تم لوگ فکر مت کرنا۔ بہنوں کو اگر تکال کر لے جانا ہے تو اس کے لئے بھی میں بندوبت کردوں گاسواری وغیرہ کا۔"

"ستديب! تمهارا شكريدكس زبان سے ادا كروں-" نويد نے كما۔

"نوید بھیا! اپ آپ کو ہی صرف بھائی سجھتے ہو بہنوں کا۔ سنو۔ میں بھی اس جگہ نوکری نہیں کروں گاجہاں ایک ایسا کمینہ شخص موجود ہے جو میری بہنوں کو اٹھا کر لے آیا تھا۔ یہ تو بس دوچار دن کی بات ہے۔ بہنیں عزت سے واپس پہنچ جائیں۔ سمجھ لو سارا کھیل ختم ہوگیا۔ میں اس کے بعد خود بھی ہہ جگہ چھوڑ دوں گا۔ "
کھیل ختم ہوگیا۔ میں اس کے بعد خود بھی ہہ جگہ چھوڑ دوں گا۔ "
برائی کمی خاص وجود میں نہیں بلتی وہ کمی شخص کے اندر ساسکتی ہے۔ سندیپ

جائے 'میں ساری بات معلوم کر کے ہی بناؤں گا۔ مجھے پند تھوڑی تھا کہ اپنی بہتی کی بیٹیاں اس طرح اٹھا کرلائی گئی ہیں۔ "ہم اس دو چھتی پر پہنچ گئے۔ نوید غمزدہ لہج میں بولا۔ "اللہ میری بہنوں کی حفاظت کرے۔ اگر انہیں کوئی نقصان پہنچ گیا تو بابر بھائی! ہماری ان کویششوں کا کوئی فائدہ نہیں رہے گا۔"

"دو کیمو نوید! به الفاظ کمه کرتم سوائے بددلی پیدا کرنے کے اور کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دے رہے جب ہم اللہ پر بحروسہ کرچکے ہیں۔ تو ہمیں پورے اعتاد کے ساتھ سبر ے انتظار کرنا چاہئے۔ یقیناً اللہ تعالی بمتری ہی کرے گا۔ " نوید خاموش ہوگیا۔ رات کو کوئی ایک جی سندیپ واپس آیا۔ اس نے سرگوشی کے انداز ہیں ہمیں آواز دی تو ہم دونوں دو چھتی سے نیچے انر آئے۔

"بھیا! سب معلوم کر لیا میں نے بھگوان نے۔ میری بری دد کی ہے۔ تم سوای جی کو جانتے ہو؟"

ووكون سواى يى-" نويد نے يو چھا-

"سوامی آن ند بھری! گرتم کیے جانے ہوگے وہ ہماری بہتی ہیں تو بھی شیں آئے۔
البتہ ہیںنے اشیں بیال کئی ہی بار دیکھا ہے۔ بڑی عزت ہوتی ہے ان کی بہان۔ راجہ شاکر ان کا بھکت ہے اور وہ ان کی بڑی عزت کرتا ہے۔ سوامی بی آئے ہوئے ہیں اور مجھے پتہ چلا ہے کہ سوامی بی آئے ہوئے ہیں اور مجھے پتہ چلا ہے کہ سوامی بی کے کئے ہے تی دونوں بہنوں کو یمال لایا گیا ہے اور سے بھی پتہ چل گیا ہے کہ وہ دونوں تہہ خانے ہیں رکھی گئی ہیں۔" نوید کا چرہ آگ کی طرح سرخ چل گیا ہے کہ وہ دونوں تبہ خطری بات تھی۔ اس کی مبنیں تھیں۔ اگر وہ نہ بگڑا تو کیا کرتا کی طیح کیا۔

"سندیپ! ان سوامی جی کے بارے میں اور کچھ معلوم ہوسکتا ہے؟"
"شنیں بس میں اتنا ہی جانتا ہوں۔ یہ پہلے بھی یمال کی بار آچکے ہیں۔ ویسے تو ساوھو
سنت متم کے آدی ہیں مگر چرے سے شیطان ہی لگتے ہیں۔ راجہ شماکر ان کا برا عقیدت

"ته خانے کے بارے میں کھ جانے ہو؟"

" ہاں۔ جانتا ہوں لیکن وہاں سخت پسرہ ہے۔ تم لوگوں کو ایک دن وہاں گزار نا ہو گا۔ کل رات میں سارا بندوبست کرلوں گا۔" دی رہ میں ۔۔۔ " بعد کچرہائیں ست۔ ظاہر ہے ایک بہت بدی حویلی تھی۔ وسیع و عریض رائے تھے خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم لوگ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ راہداری میں مدھم مدھم روشنیاں تھیں۔ دو تین جگہ ہمیں راہداری کی دو سمری جانب پسریدار شکلتے ہوئے نظر آئے۔ ایسے موقع پر ہم چوہائے بن جاتے تھی اور چاروں ہاتھوں اور پیروں کے بل چلتے تھے۔ یمال تک کہ ہم اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے جس میں اس وقت روشنی تھی۔ سمال تک کہ ہم اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے جس میں اس وقت روشنی

" بیہ کمرا بالکل تاریک پڑا رہتا ہے۔ اس میں روشنی نظر آئے تو سمجھ ہو کہ راجہ ٹھاکر تمد خانے میں اترا ہے۔"

> "وه پريدار كمال بي جويمال پره دية بي؟ "آؤ-" شديب نے كما-

اور ہم اس کمرے کے دروازے کی جانب بڑھ گئے جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ یہاں بھی ایک چھوٹی می راہداری تھی جو دو سرے کمرے تک جاتی تھی۔ اس راہداری میں بھی مدھم مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی اور وہیں ہم نے دو لیے چوڑے آدمی دیکھے جن کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا۔ ان کے سمرے خون بعہ رہا تھا۔ سندیپ نے کما۔

"سرے بہت زیادہ وفادار تھے۔ میں ان کے لئے چائے لے کر آیا اور میں نے کہا کہ چائے یا کو دونوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ مالک جب ڈیوٹی نگاتا ہے تو وہ لوگ صرف ڈیوٹی دیتے ہیں کھاتے پیتے نہیں ہیں طالا تکہ میری ان سے اچھی خاصی جان پچپان تھی اور اکثر میں انھیں کھانے پینے کی چڑیں دے دیا کرتا ہوں۔ اس وقت بھی میں نے کی کہا تھا کہ موسم بڑا محدثدا ہورہاہے چائے پی لیس گر نہیں مانے۔ میں چائے واپس لے کرگیا اور اس کے بعد ڈیڈا لے کر آیا اور بس پھریں نے ان کو ہاتھ دکھا دیئے۔"
کرگیا اور اس کے بعد ڈیڈا لے کر آیا اور بس پھریس نے ان کو ہاتھ دکھا دیئے۔"

"ارے۔ ذرا کھورٹری دیکھ ان کی۔ میں تو کہتا ہوں کہ شاید مجھی بھی ہوش میں نہ آئیں۔"بشدیپ نے بنس کر کہا۔

اور نوید نے جمک کریہ اندازہ لگایا کہ ان کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے بندھے ہوئے میں یا نہیں۔ سندیپ نے تو بالکل ہی کس کر پھینک دیا تھا انہیں اور پھرہم وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ سامنے ایک دروازہ کھلا ہوا تھا جس سے روشنی آرہی تھی۔ دروازے کے فوراً بہت بڑا انسان تھا اور جو کچھ وہ کر رہا تھا وہ بلاشبہ انسانیت کا ایک بہت بڑا نمونہ تھا۔ یں دل بی ول بی اس سے بہت متاثر ہوا تھا۔ بسرحال وقت گزر؟ رہا اور پھر رات کو کوئی گیارہ بجے سندیپ نے آگر مجھے اطلاع دی۔

"سوامی آئند بحری اور راجہ شاکر تهد خانوں کی طرف گئے ہیں۔ بس پندرہ منٹ انتظار کرلو۔ دو بندے پسرہ دے رہے ہیں وہاں۔ میں انہیں "قیں" کئے ویتا ہوں اور اس کے بعد تم لوگوں تک پہنچا ہوں۔ ٹھیک ہے نا۔"

" ہاں جلدی کرو۔ میرے بھائی لیکن میری بہنوں کو کوئی تقصان نہ پہنچ جائے۔" نوید نے رونے والی آواز میں کہا۔

دبس تم تیار رہو تھوڑی ہی در میں آتا ہوں۔ اگر کچھ نمیں ہوسکا تو ان کے سرپہ ہمشور ٹے مار کر انہیں بے ہوش کردوں گا۔ جسے بھی بن پڑا۔ دیے ادھر کوئی نمیں آتا موائے مالک کے اس لئے پرواہ مت کرو میں اپنا کام کرلوں گا؟ نوید کے پورے بدن میں کیکیاہٹ طاری تھی۔ میں جانتا تھا کہ وہ شدید اعصابی ،کران کا شکار ہے لیکن بسرطال تھوڑا سااتظار تو کرنا ہی تھا۔

لعے گھڑی کی گئ تک مک کی طرح ست رفتاری سے گزر رہے تھے۔ ذراسی آہٹ ہوتی تو ہمارے کان کھڑے ہو جاتے یوں لگتا جیسے سندیپ آگیا ہو اور ہمیں چلنے کے لئے کسنے والا ہو۔ ایک شدید گھٹن کا احساس ہورہا تھا۔ اس دوران مکمل خاموثی طاری رہی تھی پھر تاریکی میں سرگوثی ابھری۔

"بار بحانی! ہم کریں گے کیا ہم تو بالکل نہتے ہیں۔ ذرای غلطی ہوگئی سندیپ سے کتے کہ ہمیں کوئی ہتھیار مہیا کردے۔"

" فکر مت کرو نوید! ہم سب کچھ کرلیں گے بس اب تو چند ہی کھے باتی رہ گئے ہیں۔" پھر سندیپ آگیا اس نے سرگوشی کی۔ "آجاؤینجے۔"

ہم دونوں برق رفاری سے نچ کود آئے تو سندیپ نے کما۔

" چلو- لیکن ایک دو سرے نے تھوڑا فاصلہ رکھو میں سب سے آگے جارہا ہوں۔ میرا پیچیا کرد- اس کے چیچے آپ آجاؤ باہر جی اور نوید تم سب سے پیچیے رہو۔ ذرای کوئی بات ہوئی تو جھے ہی دیکھا جائے گا۔ میں بات بتالوں گاتم دونوں چھپ جانا۔ "

ہم ایک راہداری میں پہنچ گئے جو آگے جا کر بائیں ست گوم جاتی تھی اور اس کے

آدی ہے۔ تھوڑے سے کاغذ کے کلڑے جھ سے لے کراس نے تیرے قبل کا وعدہ کہا تھا
اور جھ پر مسلسل قاتلانہ حلے کر رہا تھا۔ جب یہ اپنے حملوں میں ناکام ہو گیاتو تیرے پیوں
پر پڑ گیا۔ حرامی سے پہلے ہی کما تھا کہ بات کی معمولی آدمی کی شیں ہے بلکہ ایک زیادہ بڑا
حرامی راستے میں ہے اس سے مقابلہ کرتا ہے 'کرے گا؟ کہنے لگا۔ بہنوں کے لئے سب کچھ
کروں گا پر دھوکہ دے دیا جھے۔ یہ کیا سمجھتا تھا میں اسے چھوڑ دوں گا۔ میں نے بجی تم
کمائی تھی بیٹا' ایسا چرکہ دوں گا تھے کہ تو بھی یاد کرے گا اور اب یہ میری مٹھی میں ہے۔
ان دونوں کتیوں کو میں یمال لے آیا ہوں۔ تو ان کی مدد کرنے آیا ہے ابھی تماشہ دیکھناان
کاکیا ہو تا ہے کیوں راجہ شھاکر'کیا ہم استے ہی کمزور استے ہی بردل ہیں؟"

"منظد من تیرے میرے بہت ہے کیس چلے بہت معرکے ہوئے تیرے میرے ماتھ لیکن آج بیل ہے بعد ہم دونوں بی ساتھ لیکن آج بیل ہے جھتا ہوں کہ بیہ آخری معرکہ ہوگا۔ اس کے بعد ہم دونوں بی ہے کی ایک کو زندہ رہنا ہوگا۔ راجہ شاکر میں نہیں جانتا کہ تو کیا چیز ہے نوید نے تیرے بارے میں نہیں جانتا کہ تونوید کی بہنوں کو کیوں اٹھا کا ایا ہے لیک بین تو بیہ سمجھ کے بھی نہیں بتایا۔ میں نہیں جانتا کہ تونوید کی بہنوں کو کیوں اٹھا کا ایا ہے لیک برت سے کھروں کو نقصان پہنچا چکا ہو لیک برا عمل ہے۔ ہوسکتا ہے تو اس سے پہلے بہت سے گھروں کو نقصان پہنچا چکا ہو لیک راجہ شاکر۔ ہر چیز کا جواب دیتا ہوتا ہے۔ یہ آدی جس کا قرید مندہ کوئی سادھو نہیں۔ یہ ایک کالے علم کا ماہر' کمینہ انسان اور جادوگر ہے۔ منگہ سن نیل کنول کے بارے میں بتائے گا تو کہ وہ کہاں ہے؟"

'' کچھ نہیں بتاؤں گائے کے بیے' کچھ نہیں بتاؤں گا۔'' منگلہ من نے کہا۔

گراچانک ہی وہ اپنی جگہ ہے کھڑا ہوگیا اور اس نے دونوں ہاتھ فضا میں پھیائے اور کی چگادڑ کی طرح اڑتا ہوا جھ پر آرہا لیکن میں بھی تیار تھا۔ وہ میرے سرے او نچاہو کر جھ پرے گزرا تو میں نے اچانک ہی اچھل کر اے گردن اور کمرے پکڑ لیا اور پر لیک کر اے گردن اور کمرے پکڑ لیا اور پر لیک کر اے پوری قوت ہے زمین پر دے مارا۔ منگلہ من کے طق ہے ایک کریر پی لیک نظی تھی اور وہ زمین پر گرتے ہی دونوں ہاتھوں پیروں کے بل دوڑتا ہوا دیوار تک چلا گیا تھا وہاں پہنچ کروہ پچھ لیح کراہتا رہا۔ اوھر بچھے راجہ ٹھاکر کی چیخ سائی دی تو میں نے پک کرد یکھا نوید نے راجہ ٹھاکر کو اٹھاکر زمین پر دے مارا تھا اور اب اس کے سینے پر چڑھا ہوا کرد یکھا نوید نے راجہ ٹھاکر کو اٹھاکر زمین پر دے مارا تھا اور اب اس کے سینے پر چڑھا ہوا بیشا تھا لیکن بچھے ادھر دیکھنے کا زیادہ موقع نہیں ملا۔ اچانک ہی منگلہ من نے اپنا روپ برلا اور ایک خونخوار بھیڑھئے کی شکل اختیار کر گیا۔ وہ اپنی چھوٹی چکدار آئکھوں سے جھے دور ایک خونخوار بھیڑھئے کی شکل اختیار کر گیا۔ وہ اپنی چھوٹی چکدار آئکھوں سے جھے دیکھنے لگا۔ میں نے اپنا مند کما اور سیدھا کھڑا ہوگیا۔ منگلہ من نے کی

بعد سیرهیاں شروع ہوجاتی تھیں۔ چودہ سیرهیاں تھیں۔ بارہ سیرهیوں تک تو ہم آرام

اترے لیکن باتی دو سیرهیاں سندیپ کے چھپے بھاگ کر طے کی تھیں۔ آخریں بھی دروازہ تھا جو گھلا ہی ہوا تھا۔ غالباً ان لوگوں کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہیں تھا کہ کوئی میں تک پنچ سکتا ہے۔ بہت ہی شاندار بال تھا جس میں جگہ جگہ گول مسمواں پڑی ہوئی تھیں ان کی تعداد پانچ تھیں۔ درمیان میں ایک خوبھورت میز گلی ہوئی تھی اور دو افراد اس میزکے گرد بیٹے شراب پی رہے تھے۔ میری نگاہیں چاروں طرف بھنگنے لکیں اور میں نے ایک بستر پر دو لوگیوں کو بیٹے دیکھا۔ ان کے پاؤل بندھے ہوئے تے اور باتھ چیپے مماسری کے گڑوں سے باندھ ویے گئے تھے۔ اندازے کے مطابق یہ دونوں بہنیں تھیں۔ مو خوذرہ نگاہوں سے میز پر بیٹے ہوئے دونوں افراد کو دیکھ رہی تھیں اور ان کی نگاہیں ہم تک نہیں بیٹی تھیں اور ان کی نگاہیں ہم تک نہیں دیکھ لیا اور دونوں بی میز سے اٹھ کر کھڑے ہوگے۔ اندر ان کی نگاہیں ہم کھڑے ہوگے۔ اندر ان کی شاہد می میز روشنی تھی۔ اس روشتی میں میں میں نے بھی شاید مجھے صاف بیجیان لیا۔ یہ بی یماں آئند بھری کے نام سے آتا ہوگا۔ منگلہ من نے بھی شاید مجھے دیکھ لیا اور نوید کو بھی۔ اس کی غرائی ہوئی آواز ابھری۔

"لوراجہ ٹھاکر۔ دیکھ یہ کتے کے لیے گہاں ہے آگئے؟" "راجہ ٹھاکر خود بھٹی بھٹی آ تھوں ہے جمیں دیکھ رہا تھا بھراس نے سندیپ کو دیکھا

161,611-

"او کے کون لایا ہے اٹھیں یمال " تو؟"

"کتے کے بیج ممک تو کھایا تھا میں نے تیرا پر اب مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ تیرا پر اب مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ تیجھ جیسے حرامی کا ممک کھایا ہے میں نے۔ تیری موت میرے ہاتھوں کبھی ہے راجہ ٹھاکر " تیجھ پیتہ نہیں کہ بیہ دونوں لڑکیاں میری بہتی کی ہیں میری بہنیں ہیں ہیہ۔ " " اب تو تو ہمدو ہے یہ لڑکیاں تو مسلمان ہیں۔ " راجہ ٹھاکر نے کھا۔ "تم جسے کتے ان باتوں سے فائدہ اٹھائے ہیں اور ہندو اور مسلمان کے نام پر بیہ سارے کھیل کھیلتے ہیں۔ چلو ٹھیک ہے ان دونوں سے بات کرد۔ " سارے کھیل کھیلتے ہیں۔ چلو ٹھیک ہے ان دونوں سے بات کرد۔ " دراجہ ٹھاکر بات بہت بردی ہے چھوٹی نہیں ہے۔ تہمارا کام نہیں ہے ہیہ میرا کیس ہے۔ "اس بار منگلہ من نے غرائی ہوئی آواز میں کما اور پھر پولا۔

"بل بابر علی او تو آگیا یمال برا یار اس میں کوئی شک نمیں ہے کہ تو بھی بوی دھیت

بدی ہے۔ یماں کیے آمراکیا واسطہ تیرا ان لوگوں ے؟ اے جاتا ہے نالو؟ یہ کچھ فلول کا

پہ چلے کہ راجہ مُحاکر مارا گیا ہے۔ اس ته خانے کے بارے میں بھی کسی کو نہیں پہ ہے چنانچہ جب تک لاش کا لففن بہت زیادہ نہیں چھیل جائے گا کسی کو کچھ پہ نہیں چلے گا۔ میں یہ دیکھ کر آتا ہوں کہ صور تحال کیا رہی ہے۔ اب یہ کتا تو مربی گیا۔ تم لوگ نکل جاؤ یمال ہے' اس کے بعد میں واپس آجاؤں گا اور صور تحال تہیں بتاؤں گا۔"

ہم نے سندیپ کی بات ہے اتفاق کیا تھا اور اس کے بعد اس پڑا سرار رائے ہے ہم چاروں بہٹول بر نار ہورہا تھا۔ ہیں بھی خوش چاروں بہٹول پر نار ہورہا تھا۔ ہیں بھی خوش تھا لیکن میرے ذہن میں یہ تشویش تھی کہ دیکھو راستہ س طرح سے گفتا ہے۔ منگلہ سن میرے ہاتھوں بٹ کر بھاگ گیا تھا۔ کم بخت کے بارے میں جھے اندازہ شمیں تھا کہ اس طرح نکل جائے گا درنہ اس کی ٹائیس بھی توڑنے کی کوشش کر تا۔ بسرحال ابھی اس کی ظرح نکل جائے گا درنہ اس کی ٹائیس بھی توڑنے کی کوشش کر تا۔ بسرحال ابھی اس کی زندگی بھی تھی اور میری بھی۔ اب دیکھنا ہے ہے کہ کون کامیاب ہوتا ہے۔ ہم آخر کار بستی پہنچ گئے اور خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔ نوید بار بار رونے لگنا تھا۔ بہنوں کو گھر واپس لاکراس نے میرے یاؤں پکڑ گئے اور بولا۔

"میں مرکز بھی تمہارا احسان شیں اٹار سکتا بابر بھائی۔ کیا کموں۔ کیانہ کموں۔ تم نے بہت بڑا احسان کیاہے میرے اوپر۔"

"شیں نوید "ایساقو نہ کہو" اگر احسان ہی کی بات کرتے ہو تو تم پرید مشکل بھی تو میری وجہ سے ہی آئی تھی۔ یہ تو میرا فرض تھا کہ تنہیں اس مشکل سے نکاوں۔ اب تم یہ کرو کہ ایک لحد ضائع مت کرد جیسے بھی بن پڑے اپنی بہنوں کی شادی کرنے کی کوشش کرو۔"

> "کل سے میں بیا ہی عمل کرتا ہوں۔" "تو میں چاتا ہوں۔" میں نے کما۔ "ایں۔" نوید کامنہ جرت سے کھل گیا۔

"بال نوید اس کی وجہ یہ ہے کہیں ایساتہ ہو کہ منظلہ سن میری وجہ سے پھراو هر کا رخ کرے اور جہیں مشکل چیش آجائے۔"

"بابر بھائی ویے تو میں آپ کو روکنے کا کوئی حق تو نمیں رکھتا۔ جتنا کچھ آپ نے میرے لئے کر ڈالا ہے وہ کم نمیں ہے لیکن ایک بات ضرور کموں گا میری ایک مشکل تو آپ نے ختم کردی۔ زیادہ تو نمیں لیکن کم از کم دوسری مشکل دور ہونے تک تو یماں رک جائے۔ میں کتنی خوشی محسوس کروں گاکہ میرا کوئی دست راست ہے اور میری

خو تخوار بھیڑے بی کی مانند مجھ پر ایک لمی چھلانگ لگائی تھی مگر بدنھیب غلطیوں پر غلطیاں كررما تفا- اس بار بھى ميرے مريرے كزراتوش نے اے پرماتھوں ميں منبحال ليا-اس نے میری کلائی پر منہ مارا لیکن میں نے ایک کھے کے اندر اے چرز مین پر وے مارا اور اس بار میں نے اے چھوڑا نمیں تھا بلک اس کی چھیلی دونوں ٹائلیں پکڑ لی تھیں۔ دہ بچوں کے بل زمین پر کھرونچ مار کر آگے بردے کی کوسٹش کر رہا تھا لیکن میں نے بھی یوں قوت ے اس کی ٹائلیں پکڑی ہوئی تھیں اور وہ میری گرفت سے نکل نہیں رہا تھا پھر ا چانک ہی میں نے بہت پُرجوش ہو کر منہ سے ایک نحرہ لگایا اور اس کی دونوں ٹائلیں پکڑ کر اے اور اشالیا پھر میں نے اے تھما کر دیوار میں دے مارالیکن اس بار ایک اور عجیب منظر دیکھنے کو ملا۔ اگر وہ دیوارے جاکر عکرا جاتا تو یقیناً اس کی کھوپڑی کے پرنچے اڑجاتے لین دیوار تک پنچنے سے پہلے اس نے اچانک بی اپ جم کو چھوٹا کر لیا اور ایک برصورت پرندے کی شکل اختیار کرے اس نے ایک روشندان کی جانب چھلانگ لگا دی اور برواز کرتا ہوا وہاں سے باہر نکل گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ نکل گیا میرے ہاتھ سے کین راجہ شاکر اکو نوید نے ختم کردیا تھا۔ راجہ شاکر کی زبان باہر انکی ہوئی تھی اور اس کے طل سے آخری خرخراہیں بلند ہورہی تھیں۔ یمال تک کداس فے دم توڑ دیا اور نوید اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور پھر سندیب دونوں لڑ کیوں کے ہاتھ اور پاؤں کھول رہا تھا اوراس میں کامیاب موگیا تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ منگلہ سن کسی اور شکل میں نمودار مو گالیکن سارے کاموں سے فراغت ہوگئی۔ راجہ ٹھاکر مرکبا۔ شدیپ نے لڑکیوں کو کھول کر کھڑا كرديا تھا دونوں لؤكيال دو أكر نويد سے ليك كئيں۔ وہ زار و قطار رو رہى تھيں۔ نويد نے الحمين ولات وي- سنديب كن لكا-

"آب ایسا کرو بھیا" آپ ای رائے سے باہر نکل جاؤ جس سے یماں تک آئے ہو میں یماں رکتا ہوں دو تین دن رک کر صور تحال کا جائزہ لیتا ہوں کہ کیا رہتی ہے۔ دیسے ایک بات بتاؤں۔ یماں راجہ محاکر بے شک عیاشیاں کرتا ہے اور یہ سوامی بھی یماں بدنام نہیں ہے لیکن زیادہ لوگوں کو یماں کے بارے میں نہیں معلوم ہے۔ ہو سکتا ہے کمی کو نہ ضرور ہوگیا تھا کہ مجھے مثلہ من کا خوف شیں رہا تھا۔ میرے دل کو ایک اطمینان تھا کہ بے پناہ قو تیں میرا ساتھ دے رہی ہیں اور میں تھا نہیں ہوں۔ یہ عقیدہ اس تصورے اور بھی بختہ ہوگیا تھا کہ جب میں نے ان کی پناہ ما تی ان کی مدد ما تی تو میری مدد کی گئی اور مجھے راستہ و کھایا گیا کہ میں مشکل میں گرفتار نہ رہوں۔ یہ ہی کما گیا تھا مجھ سے کہ جاؤسب محمل ہوگیا تھا۔

میں وہرانوں کا سفر کرتا رہا۔ میری نگاہیں اس کھنڈر کی تلاش میں بھٹک رہیں تھیں۔
میں وہاں جا کر اپنی مددگار قوتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ رائے وہی تھے پورے ہوش و
حواس کے عالم میں میں نے وہاں جگ کا سفر کیا تھا لیکن جرت کی بات تھی پہلے تو جھے وہ
کھنڈر آسانی سے نظر آگیا تھا لیکن اب اس کا کمیں نام و نشان نہیں تھا۔ میں جائے کب
تک مارا مارا بچرتا رہا۔ ایک رات دو سمرا دن پھر دو سری رات اور تیسرا دن۔ اننا سارا
فاصلہ میں نے مختلف راستوں سے گھوم پھر کر طے کیا تھا اور شخص سے چور ہوگیا تھا کیونکہ
اس دوراتیہ میں، میں نے کسی آبادی کا رخ نہیں کیا تھا۔ کھانے پینے کا سامان بھی بہت
کھنڈر کا کمیں نام و نشان نہیں ملا تو جی نے گھنڈی سانس کے کر سوچا کہ اب شاید وہ
لوگ بار بار میرے سامنے نہیں آتا چاہتے۔ ان کے لئے بھلا کیا مشکل تھا ایک لمجے کے
اندر مجھے طویل فاصلے طے کر کے نوید کے گھر پہنچا دیا گیا تھا تو اس کھنڈر کو وہاں سے غائب
اندر مجھے طویل فاصلے طے کر کے نوید کے گھر پہنچا دیا گیا تھا تو اس کھنڈر کو وہاں سے غائب
کر دینا ان لوگوں کے لئے کون سا مشکل کام تھا۔ چنانچہ اب وہ نہیں مل رہا تو اس کی خار ہے۔
تلاش ہے کار ہے۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد میں نے وہاں ہے آگے کی جانب قدم بردھا دیئے۔ کوئی منزل منیں بھی۔ کوئی منزل منیں بھی۔ کوئی منزل منیں بھی۔ کوئی نشان منیں تھا۔ بس دل میں کچھ آرزو کی تھیں کچھ خیالات تھے۔ سینے میں ایک ہوگ ہی بھی۔ کوئی یاد آتا تھا بھی بھی باقی تو خیرسب ماضی میں کھو گیا تھا۔ بہت سی یادیں بھی اور بہت میں ہیں نے ایکن یادیں بیچھا کمال چھوڑتی ہیں۔ یہ تو انسان کا اپنا بیار تصور ہوتا ہے کہ اس نے یادوں کو بھلا دیا۔ ہاں شعور سے لاشعور میں یہ یادیں ضرور چلی جاتی ہیں اور جب لاشعور جاگتا ہے تو پھر کرب کا دہ عالم ہوتا ہے کہ اللہ کی بناہ!

\$=====\$

بہنوں کو رخصت کرنے میں میری مدد کررہا ہے۔ آپ یمان موجود ہوں گے تو میں بورے اطمینان کے ساتھ باتی بھاگی کہ منگلہ سن اطمینان کے ساتھ باتی بھاگی کہ منگلہ سن سے تو خطرہ ہمیں رہ سکتا ہے۔ کم از کم اس وقت تک تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ ہمارے ساتھ رہیں جب تک کہ یہ دونوں لڑکیاں اپنے گھروں میں نہ چلی جا کیں۔"

یہ بات میرے گئے ہی ذرا قابل غور سی۔ چنانچہ میں یمال رک گیا اور واقعی ہی نوید نے فورا ہی اس سلط میں کوششیں شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ساتویں ون دو بارا تیں نوید کے گھر پہنچ گئیں۔ ہم نے ساوے انظامات کر لئے سے۔ مندیپ ہمی آگیا تھا اور اس نے آگر یہ ہی بنایا تھا کہ ابھی تک راجہ شاکر کی لاش دریافت شیں ہوئی ہے۔ مندیپ نے یہ بھی بنایا کہ اس نے وہ دروازے بند کردیے تھے اور دو سری بات اس نے ایک اور بنائی۔ وہ یہ کہ ان دونوں پریداروں کو بھی اس نے قبل کرے اس تمہ خانے میں ڈال دیا تھا اور ایہا ماحول پیدا کردیا تھا کہ اگر وہ لاشیں دریافت ہو بھی جائیں تو یہ پہنے کہ پریداروں اور راجہ شاکر کا کوئی چکر تھا جس کی وجہ سے متیوں مارے گئے۔ مندیپ نے بڑی منظم ن منافلہ من منظمہ من منافلہ من منافلہ من کا خطرہ برستور موجود تھا۔ دونوں لڑکیاں رخصت ہو گئی تو نوید نے خوش ہو کر کہا۔

ہے۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور وہ بھی بھیا دسٹمن کے پینے ہے۔" نوید نے وہی پانچ لاکھ روپے خرچ کئے تھے اس شادی میں اور ایک ایک پائی خرچ کر ڈالی تھی پھراس نے کہا۔ "میرا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں تو کمیں بھی چلا جاؤں گا۔ کیوں بھا ٹھک کمہ رہا ہوں تا؟"

میں نے کوئی جواب شیں دیا تھا اس ساری کاروائی کے دوران میں مستقل طور پر مختاط رہا تھا کہ کمیں منگلہ س کی شکل میں واپس نہ آجائے لیکن اس کا کمیں نام و نشان شیں ملا تھا۔ بہرطال اب میرے لئے یہال رکنا ہے معنی تھا۔ ویسے بھی اس بہتی ہے میرا کوئی خاص تعلق تو تھا نہیں چنانچہ میں نے بھی طے کیا کہ اب یہال ہے نکل لیمنا چاہئے۔ نوید سے جب بھی جانے کی بات کرتا۔ وہ آتھوں میں آنسو بحرلا تا تھا۔ مجھے بھین ہوگیا کہ وہ مجھے بھی یہاں سے جانے نہیں دے گا۔ خاموشی سے نکل جانا ہی میرے حق میں بہتر تھا وہ مجھے بہتی یہاں سے جانے نہیں دے گا۔ خاموشی سے نکل جانا ہی میرے حق میں بہتر تھا دہ جسے بنانچہ ایک رات خاموشی سے انہا اور چل پڑا۔ میرے ذہن میں اب بھی منظلہ سن تھا اور میں کسی بھی اس کے سامنے آنے کا مختظر تھا لیکن اب کم اذ کم یہ

الی بھی کیا نیند' آسان پر چاند آبستہ آبستہ ابحررہا تھا اور شاید چاندتی میری راہنمائی کی خاص سبت کرنا جاہتی تھی کیونکہ جاندگی ایک کرن برگد کے پتوں سے چھتی ہوئی ایک ایس جگہ پر رہی تھی جمل برا سا پتوں کا دونا رکھا ہوا تھا۔ ایک ایبا برتن جو کھانے پینے کی چیزوں کے لئے گھر میں استعال کیا جاتا ہے اس میں مشائی رکھی ہوئی تھی۔ برابر میں پچھ پچل رکھے وٹ تھے۔ اس کے ساتھ ہی گیندے کے پچھ پچول نظر آرہے تھے۔ یقینی طور پر یہ ہندوؤں کی پوجا پاٹ کا سامان تھا۔ برگد کا بید درخت پوجا جاتا ہوگا گر اس وقت بید مشائی اور پچل میری بھوک کا حل تھے۔ سوپ سمجھے بغیر کہ پوجا کا سامان کھانا چاہئے کہ نہیں اور پچل میری بھوک کا حل تھے۔ سوپ سمجھے بغیر کہ پوجا کا سامان کھانا چاہئے کہ نہیں میں نے اپنی شکم سیری شروع کر دی تھی۔ تھوڑی می مشائی تھوڑے سے پچل۔ طبیعت اسودہ ہوگئی تھی البتہ پاس لگ رہی تھی میں نے ادھر اُدھر دیکھا تو ایک عورت کو اپنے الکل پیچھے کھڑا پایا۔ سفید دھوتی میں ملبوس تھی ہاتھ میں تانے کا برتن لئے کھڑی تھی۔ الکل پیچھے کھڑا پایا۔ سفید دھوتی میں ملبوس تھی ہاتھ میں تانے کا برتن لئے کھڑی تھی۔ الکل پیچھے کھڑا پایا۔ سفید دھوتی میں ملبوس تھی ہاتھ میں تانے کا برتن لئے کھڑی تھی۔ الکل پیچھے کھڑا پایا۔ سفید دھوتی میں ملبوس تھی ہاتھ میں تانے کا برتن ہے کھڑی تھی۔ اس نے کہا اور برتن میری جانب بردھا دیا میں نے برتن اللے کھڑی تھی۔ اس نے کھا اور برتن میری جانب بردھا دیا میں نے برتن اللے کی ای برتن ہیں کا برتن ہی ہوگئی تھی۔ اس نے کھا اور برتن میری جانب بردھا دیا میں نے برتن اللے کھی ان برتن ہے۔

"پانی کی لو۔ تھانیدار جی۔" اس نے کما اور برتن میری جانب بردھا دیا میں نے برتن لینے کے لئے ہاتھ بردھایا تو بول۔ "نہیں چلو سے پو۔"

چلو میں سمجھتا تھا۔ دونوں ہاتھوں کا برتن بنا کر میں نے آگے کیا اور ہونوں سے لگا دیا۔ اس نے میرے ہاتھوں میں پانی ڈالٹا شروع کر دیا۔ اس بے ہودہ طریقے سے تھو ڑا سا پانی پیا اور پھرعورت کو دیکھنے لگا۔

ودكون مو تم؟"

"ہردداری-" اس نے شکایتی انداز میں کما اور اس طرح کما جیسے میں ہردداری کے پورے خاندان کو جانتا ہوں۔

"تهارا شكريه مرددارى تم في مجھے پانى بلايا ہے-"

"تم بھی تو ہمارا کام کردو تھانیدار جی-"

"مردواری بس بیس سے ذرای غلطی تم سے ہوگئ ہے بیں تھانیدار نہیں ہوں۔" "اب چھوڑو جھوٹ مت بولو ہم سے۔ ارب دیکھو رے دیکھو تھانیدار بی آگئے ہیں پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ ہارا کام نہیں کرنا چاہتے ہیں۔"

تب میں نے بہت سے قدموں کی آوازیں سی اور پھرایک عجیب سااحساس میرے ول میں پیدا ہوگیا۔ بوڑھے، جوان 'نیچ' عورتی مظلوم چرے والے بہت سے میرے گرد جمع ہو گئے تھے۔ عورت کمنے گئی۔ "وکچھ لو تھانیدار تی۔" دیرانے طے ہوتے رہے پھر کی بہتی کے آثاد نظر آنے لگے۔ انسانوں نے ایسے ہی جھڑے پھیلائے ہوئے ہیں حالا نکہ زندگی اپنے بس کی ہے نہ موت۔ بس سب وقت گزاری کے جھڑے ہوئے ہیں میرے قدم اس بہتی کی جانب اٹھتے چلے گئے۔ نہ جانے کوئی بہتی ہے۔ ابتداء میں تو چھوٹے چھوٹے کچے کچے مکان نظر آرہے ہے لیکن اس کے بیس منظر میں بڑے برخ مکانوں کے سلط بھی دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ جوں جوں آگے بڑھتا چلاگیا بہتی کی تصویر نمایاں ہوتی چلی گئے۔ میں نے سوچا کہ منہ اٹھا کر بہتی میں داخل ہوئے کا بائزہ لیا جائے اور تھوڑا ساوقت یمال میں داخل ہوئے کی جبائے ذرا یمال کی صور تحال کا جائزہ لیا جائے اور تھوڑا ساوقت یمال طرف بہت بڑا برگد کا درخت نظر آیا۔

برگد کے اس طرح کے درخت ذرا کم ہی نظر آتے ہیں۔ اس کے سے کی چوڑائی
کوئی بارہ فٹ کے قریب ہوگی۔ اس مناسبت سے اوپر کا پھیلائی تھا۔ جگہ جگہ برگد کی جڑیں
بکھری ہوئی تھیں خیر شیح اندازہ تو کوئی بھی نہیں لگا سکتا تھا لیکن بھی طور پر یہ درخت
بزاروں سال پرانا ہوگا۔ درختوں کی زندگی بھی بعض او قات بری طویل ہوتی ہے۔ ہیں نے
اس درخت کی جانب رخ کیا۔ یمال سے بستی کا اچھی طرح جائزہ لیا جاسکتا تھا۔ بات کچھ
بھی نہیں تھی۔ بس یو نمی دل چاہا تھا کہ اس درخت تک پہنچا جائے۔ درخت کی جڑے
ساتھ ساتھ ایک وسیع و عریض چہوترا سابتا ہوا تھا۔ بری بی پُرامن اور پرسکون جگہ تھی
میں اس کے نیچ جاکر بیٹھ گیا۔ ٹھنڈی چھاؤں اور ہوا کے جھونے شراب بن گئے اور اس
شراب نے بچھے نشہ آلود کر دیا۔ ایسے نیند آئی جیسے زیادہ پی جانے والے کو آئی ہے اور اس
شراب نے بچھے نشہ آلود کر دیا۔ ایسے نیند آئی جیسے زیادہ پی جانے دالے کو آئی ہے اور اس
سے سدھ ہو کر سوگیااور ایسا سویا کہ رات بی کو آئے کھوئی۔ بیس جران رہ گیا تھا۔ تاحد نظر
رات کی تاریکیاں بھری ہوئی تھیں وقت بھی اتنا گزر چکا تھا کہ بستی کے چراغ مدھم
دات کی تاریکیاں بھری ہوئی تھیں وقت بھی اتنا گزر چکا تھا کہ بستی کے چراغ مدھم

"سنو ایک آدی بات کردتم میں ہے جو آدی زیادہ مجھد ار ہے وہ بات کرے اور وہ سب اپنے آپ کو مجھد ار ظاہر کرنے گئے لیکن میں نے ایک بوڑھے آدمی کو منتخب کیا نتا

"دیکھو تم بات سنو۔ میں باہر سے آیا ہوں مجھے یماں کے حالات ابھی تک بالکل نہیں معلوم۔ تم ایسا کرو ان سب کو چپ کراؤ اور ان سے کہو کد مجھے ان کی باتیں سننے دیں۔ اگر کمی مجر کی لحل نے تمہیں تنگ کیا ہے تو اطمینان رکھو میں اس سے تمہارا بدلہ لوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔" میں نے کما۔

''دہٹو ہٹو' بیٹے جاؤ بلکہ سب بیٹے جاؤ۔ تم سب بیٹے جاؤ۔ چل ری او بیٹے جا۔'' بو ڑھا ایک ایک کو اشارہ کرنے لگا اور سب آہستہ آہستہ کر کے بیٹے گئے۔ ایک عجیب بھیانک منظر تھا میرے سامنے۔ کالی روحوں کا ایک مجمع لگا ہوا تھا اور بو ڑھا میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ مجھے اپنے ذہن و دل کو سنبھال کر ان لوگوں کی باتیں سنی تھیں۔ یہ سب کی بجر تگی لعل کے ان کا لعل کے مظالم کا شکار تھے اور مجھ سے درخواست کر رہے تھے کہ میں بجر تگی لعل سے ان کا برلہ لوں۔ یہ ہوانا کام اب آئے گا لطف۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا لیکن سوال یہ پیدا ہوت کہ میں بر معلومات کی طرح حاصل کی جو تا ہے کہ میں انہیں دلاسے دینے لگا۔

"فیک ہے تھی ہے جی بھی برگی لعل ہے تہمارا بدلہ اوں گاتم ہے قکر رہو۔" وہ سب خوش ہوگئے اور خوش ہے تا چنے گئے۔ اس بھیانک ماحول بیل بڑے ہے بڑے دل والے کا برا حال ہو سکتا تھا لیکن بیل جن مناظرے گزر چکا تھا وہ کتنے زیادہ ہولناک تھے کہ ایسے کسی مسئلے کا بچھے خوف نہیں محسوس ہو تا تھا۔ دو سرے دن شیح بیل بستی میں داخل ہوا۔ لوگ آتے جاتے تھے۔ بے شار افراد ادھرے ادھر گھوٹے نظر آتے تھے۔ میرے اندر کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس ہے کوئی خاص طور سے میری جانب متوجہ ہو۔ بسرحال میں کافی دیر تک بستی کی گلیوں سے ہو تا ہوا بازاروں کا چکر لگاتا رہا۔ دو بر کا کھانا بسرحال میں کافی دیر تک بستی کی گلیوں سے ہو تا ہوا بازاروں کا چکر لگاتا رہا۔ دو بر کا کھانا میں نے ایک جھونیڑا ہو ٹیل میں کھایا اور اس کے بعد بستی میں گھومتا پھرا۔ ایک جگہ میں نے رک کر ایک عمر رسیدہ آدی سے بجر گی لعل کے گھر پیتہ یو چھا تو اس نے جن شیل سے درک کر ایک عمر رسیدہ آدی سے بجر گی لعل کے گھر پیتہ یو چھا تو اس نے جن تگاہوں سے بچھے دیکھا اس سے بچھے بجر گی لعل کے گھر پیتہ یو چھا تو اس نے جن تگاہوں سے بچھے دیکھا اس سے بچھے بجر گی لعل کے گھر پیتہ یو چھا تو اس نے جن تگاہوں سے بچھے دیکھا اس سے بچھے بجر گی لعل کے گھر پیتہ یو چھا تو اس نے جن تکا تکار کی گھنسیت کا اندازہ ہو گیا۔

"کسیں باہرے آئے ہو کیا کام ہے ، برگی لعل ہے؟" اس مخص نے سوال کیا۔ "جنیں بھی کوئی کام شیں ہے نوکری کی تلاش میں آیا ہوں یمال۔ ساہ ، برگی "تفانیدار نمیں ہیں یہ کول تھانیدار تھانیدار کے جاری ہے۔ شاکر جی مہاراج کمد ناانیں۔"کی دوسرے نے کہا۔

"ارے چھوڑو نبردار ہیں یہ نبردار ہی ہمارے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے ویکھو تو سمی

یہ ہمارا بچہ ہے چھوٹا سا نبردار بی ہم بجر گی لعل کی حویلی ہیں کام کرتے ہے۔ پچہ بیار تھا

ہمارا ہے کہ بجر گی ہے کہا کہ مہاراج اس کا علاج کرانے کے تھوڑے ہے پیے

ہمارا ہے کہ کوگی ہے کہا کہ مہاراج اس کا علاج کر دوں۔ ہم سمجھے کہ برا آدی

ہمارت نشے ہیں تھا پائی۔ کہنے لگا تم کہو تو ہیں اس کا علاج کر دوں۔ ہم سمجھے کہ برا آدی

ہمارے نجے کو سرے اونچا اٹھایا اور زہن ہے دے مارا اور مرکبا۔ یہ بے چارا ویکھو مر

ہمارے نے کو سرے اونچا اٹھایا اور زہن ہے دے مارا اور مرکبا۔ یہ بے چارا ویکھو مر

ہمارے اپنے کے کو سرے اونجا اٹھایا اور زہن ہے دے مارا اور مرکبا۔ یہ بے جارا کروار بی میں

مرحکا ہوں اور ماں بھی مرجکی ہے۔" ایک لمحے کے لئے میرے پورے بدن کے رو نگئے

مرحکا ہوں اور ماں بھی مرجکی ہے۔" ایک لمحے کے لئے میرے پورے بدن کے رو نگئے

مرحکا ہوں اور ماں بھی مرجکی ہے۔" ایک لمحے کے لئے میرے پورے بدن کے رو نگئے میں

مرحکا ہوں اور ماں بھی مرجکی ہے۔" ایک لمحے کے لئے میرے پورے بدن کے رو نگئے اور شکل میں

مرحکا ہوں اور ماں بھی مرجکی ہے۔" ایک لمحے کے لئے میرے پورے بدن کے دو نظر آرے ہے۔ ایک بوڑھا آدی آگے بڑھ کر بولا۔

"چلو رے چلو بے وقوفون نہ یہ تھانیدار ہیں نہ نمبردار اور نہ ہی تھاکرہ یہ تو مولوی صاحب ہیں مولوی صاحب مولوی صاحب آپ کو پند ہے میرے ساتھ کیا کیا ہے اس پالی نے۔ ارے ناس ہواس بجر گی لعل کا بیٹا مار دیا آگ میں جلا کر مار دیا مولوی صاحب ایک ہی بیٹا تھا میرا اس نے مار دیا۔ اس نے جب بیٹا مرکیا۔ تو میں جی کر کیا کرتا میں بھی مرکیا زہر تی لیا تھا میں نے۔"

"تومين في اور كياكياب داروغه جي ين في مجى تو زهرياب-"

یہ ایک اور عورت کی آواز سائی دی۔ " یہ ایک نوجوان عورت کئی۔ میں جران رہ گیا۔ ان سب نے جھے گھرلیا اور اپنی اپنی داستانیں بتانے گئے لیکن سب کے سب اپنے آپ کو مردہ کمہ رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد جھے یہ اندازہ ہوگیا کہ وہ سب مردہ ہیں واقعی ہی مردہ ہیں۔ اشنے سارے مردوں کے درمیان جو زندوں کی طرح بول رہے تھے چال رہے تھے اپنی آپ کو پاکر بدن میں تھوڑی کی تحرقحری ضرور دوڑ گئی لیکن رہے تھے اپنی آپ کو پاکر بدن میں تھوڑی کی تحرقحری ضرور دوڑ گئی لیکن اچانک ہی جھے احساس ہوا کہ وہ سب جھے سے داد رسی چاہتے ہیں وہ جھے سے مدد مانگ رہے ہیں۔ ایک لیے کے اندر اندر دل میں بہت سے خیالات پیدا ہوئے۔ جھے یاد آیا کہ رہے ہیں۔ ایک ستورک کے اور

اظہار ہوا تھا کہ آبادی زیادہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود حویلی کی فضایش ایک تجیب سا
سنانا جھایا ہوا تھا۔ ایسا لگنا تھا کہ جیبے اس عظیم الثان حویلی بیس بہت کم لوگ رہتے ہیں۔
یہ مخض جو دروازہ کھولنے آیا تھا شاید چوکیدار تھا۔ بڑے گیٹ سے حویلی کی اصلی رہائش
گاہ کا فاصلہ کافی تھا چنانچہ چوکیدار میرے آگے آگے چانا رہا پجرسامنے کی سمت جانے کے
بہائے اس نے بظی سمت اختیار کی اور اس کے پچھ سیڑھیاں چڑھ کر اندر ایک کوریڈور
میں واضل ہوگیا۔ کوریڈور نیم تاریک تھا۔ وہ آگے بڑھتا رہا آگے بالکل اندھرا تھا۔ اگر
اس کے ہاتھ میں لائین نہ ہوتی تو آگے بڑھنا مشکل ہوجاتا۔ جب چلتے خاصا وقت

گزرا تو میں نے کہا۔ "اے تم مجھے بجرگل کے پاس لے جارہے ہویا حویلی گھما رہے ہو؟" "پوری حویلی تو تم ساری رات میں بھی نہیں گھوم سکو گے۔" "اور کتنا چلنا ہے؟"

"آجاؤ۔" اس نے ایک جگہ رکتے ہوئے کہا۔ کچھ نظر نہیں آرہا تھا لیکن اس نے لائین یعنی آرہا تھا لیکن اس نے لائین یعنی دروازہ کھولتے لگا۔ پھر دوبارہ لائٹین اٹھا کر بولا۔

"آؤ اندر جا کر بیشو۔ میں جا کر بجر تھی مماراج کو اطلاع کر تا ہوں۔" میں نے ول ہی ول میں لعنت بھیجی اور دروازے کو شؤلٹا ہوا بولا۔ پھر میں نے کہا۔

"دیمال روشنی کیوں نہیں ہے؟" ابھی میرے منہ سے اتنابی نکلا تھا کہ میرا اگلا پاؤں فلاء میں ابرایا اور ایک دم توازن گر گیا۔ سنبطنے کی کوشش کی لیکن نہ سنبھل سکا اور بے افتیار نیچے گرنے لگا۔ میں نے إدھر أدھر ہاتھ مارے لیکن پکڑنے کے لئے پکھ نہیں تھا۔ اندازہ ہورہا تھا جیسے میں کسی اندھرے کو کیس میں گررہا ہوں۔ سوچنے سبجھنے کی تمام قو تیں ایک لمجے کے لئے ختم ہو گئیں۔ کلیجہ طق میں آنے لگا۔ یہ ناگمانی تھی۔ سوچ بھی نہیں سکتا ایک امرائیوں میں گروں کا تو جم کا کیا حشر ہوگا لیکن خیال غلط شاہت ہوا۔ گرائیاں فشاکہ اتن گرائیوں میں گروں گا تو جم کا کیا حشر ہوگا لیکن خیال غلط شاہت ہوا۔ گرائیاں ختم ہوگئیں اور بیروں کے نیچے زمین آگئ۔

ا کوئی دباؤ شمیں پڑا تھا۔ بدن ساکت تھا لیکن اتن گری تاریکی بھی کہ ہاتھ کو ہاتھ بھائی نہ دے۔ یہ کیفیت بھی کافی دیر طاری رہی اور اس کے بعد آہت آہت اجالا بھرنے لگا۔ آس پاس کا ماحول نظر آرہا تھا۔ یہ عجیب و غریب جگہ تھی۔ کافی وسعت میں تھی۔ گول گول پھر چاروں طرف بھرے ہوئے تھے اور میں بھی اس وقت ایک بڑے پھر پر کھڑا ہوا لعل کے یمال نوکری مل جاتی ہے۔ کوئی برا آدی ہے کیا وہ؟" "برا آدی' نوکری؟" اس محض نے نفرت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر پولا۔

بر اس سے تو اچھا ہے کی اندھے کو کس میں چھلانگ لگا کر مرجاؤ۔ مری جاؤے ا اس کے ہاں نوکری کرو گے جو سو قاتلوں کا ایک قاتل ہے۔ وہ جو لال حو یلی نظر آرہی ہا تا وہ جس کے اونچے اونچے برج ہیں۔ وہ ہی ہے بجر گلی لعل کی حو یلی جاؤ' مرو۔" اس لے نفرت سے کما اور تیز رفقاری سے آئے بڑھ گیا۔ مجھے اندازہ ہورہا تھا کہ بجر گلی لعل کیا ہیں ہر سرحال پھر میں نے طے کیا ذرا حو یلی کا جائزہ لے لوں اور کانی در تک میں حو یلی کے اطراف میں گھومتا پھرا تھا اور یہ دیکھتا رہا تھا کہ لوگ حو یلی میں کس طرح آتے جاتے ہیں بسرحال یہ ساری کیفیت بڑی جیب می تھی۔ گھومنے پھرنے کے بعد میں خاموشی سے ایک بسرحال یہ ساری کیفیت بڑی جیب می تھی۔ گھومنے پھرنے کے بعد میں خاموشی سے ایک جب رات ہو گئی تو میں حو یلی کی جانب چل پڑا۔ حو یلی کے دروازے پر روشنی نظر آرہی جب رات ہو گئی تو میں حو یلی کی جانب چل پڑا۔ حو یلی کے دروازے پر روشنی نظر آرہی

"کوئی ہے سال-" میں نے آواز لگائی۔ لیکن جواب نمیں طا- تیری آواز پر کھی آ آئیس سائی دیں اور برے دروازے کی ذیلی کھڑی کھی ایک مخص نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لالنین اور چی کرے چرہ دیکھنے کی کوشش کی پھر ناخوشگوار لیج میں بولا۔

"كون مو بھى كيابات ہے؟"

"وه جي- جر كل لعل ك پاس آيا مول-"

"كيول آئے ہو؟"

"بلایا ہے انہوں نے مجھے۔"

"آدهی رات کو بلایا ب جھوٹ بول رہے ہو؟"

"اگر وہ حویلی میں موجود ہے تو اے اطلاع دے دو کہ جے اس نے بلایا ہے وہ آیا ہے۔ "اونچی لائٹین کرنے والے نے ججھے قریب ہے دیکھا اور پھر کھڑی کھول کر بولا۔ "آؤ۔" اس کے انداز میں اب بھی ناخوشگواری تھی۔ میں اندر واخل ہو گیا اور میں نے اپنے اس اقدام پر خود ہی غور کیا تو بجھے احساس ہوا کہ خطرناک صور تحال ہے۔ کہیں میرے لئے کسی نقصان کا باعث نہ بن جائے۔ بسرحال جو پچھ بھی ہے اب تو آئی گیا ہوں۔ حویلی میں بجیب و غریب سانا بچیلا ہوا تھا۔ چھوٹی کی ستی تھی ہے۔ بعد میں اندر آ کر بید

"رک جا اپنی جگہ۔ زیادہ بمادر بننے کی کوشش مت کر۔ یہ بنا کون ہے اور یماں کیوں آیا ہے؟"

"جاؤں۔" میں نے پھرائ انداز میں دو قدم آگے بڑھائے اور وہ جلدی ہے پھر چھے ہٹ گیا۔ اب میرا حوصلہ بے حد بڑھ گیا تھایا پھر شاید سے بھی خوف کی ایک قتم ہوتی ہے کہ انسان ایک دم بے جگر ہو جائے۔ میں اس سے خوفزدہ ہونے کے بجائے اسے خوفزدہ کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔

"باں تو اے میری موت! میرے قریب کیوں نمیں آرتی؟" "ارے تیراستیاناس مار دیں گے ہم۔ بید بنا ممابلی کی حولی میں کیوں آیا ہے؟" "ممابلی! یعنی بجرگلی لعل؟"

"ہمارا مالک ہے وہ- ہمارا او تار رہے- اس کا نام ادب سے لے میرے سامنے-"
"ابھی تو تو میری موت تھی اور اب بجر گلی کا چچ بن گیا-" میں نے کما"ارے تیسری ایسی تھی ہمارے سامنے ہمارے مالک کا نام اس بری طرح لئے جا رہا

ہے۔ "اچھا۔ چل ٹھک ہے۔ آ تجھ سے تیرے مالک کے بارے میں بات کریں۔" "اے بجر تکی اهل مماراج کمد۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ اب تو ذرا مجھے بجر کی تعل مهاراج کے بارے میں بتا۔" "کیا بتا کمیں اس کے بارے میں مهان ہے وہ او کار ہے دیو تا ہے۔" "کالے جادو کا ماہر بھی ہے؟"

"مما كالى كاتواس پورے سنسار پرسايہ ہے۔"

"مجھ پرتو نہیں ہے۔"

"بو جائے گا۔ بوجائے گا۔ آپضا ہے یماں اب دیکھنا تیرا حشر کیا ہوتا ہے۔ پہتہ چلے گا سب کچھے جب ناگ پھنکاریں گے۔ پچھو ناچیں گے تیرے چاروں طرف۔"
"بوں۔ ابھی تو ساری ہاتیں اپنی جگہ ہیں لیکن میں تیرا قصہ ختم کر دوب۔"
"ارے۔ ہمارا کیا قصہ ختم کرے گا تُو۔ ہم تو خود تجھے سے یہ پوچھنے آئے ہیں کہ بتا یماں کیوں آیا ہے۔"

"ج بي كومار ني-"

"ارے پھر وہی۔ پھر وہی بک بک شروع کر دی تونے ' مارے گا تو ہمارے مالک

تھا۔ یہ سب کچھ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ میں تو یمال کمی اور بی مقصد کے تحت آیا تھا لیکن پھراپنے اس خیال پر خود ہی نہی آنے لگی۔ میرا مقصد اپی جگہ اور دوسرے ک کاروائی اپنی جگہ۔ بجر گل لعل جس نے بے شار لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یقینی طور پر وہ کوئی بدروح تھی یا پھر کالے علم کا ماہر۔ لعنت ہو اس شیطانی علم پر جو برائی ہی برائی سیکھاتا ہے۔

میں نے وہاں ہے قدم آگے بڑھا دیے۔ کوئی تمیں چالیس قدم آگے نکل آیا۔ اب
چاروں طرف مدھم مدھم می روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن سے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس
روشنی کا مرکز کیا ہے ہے روشنی نہ تو تاروں کی چھاؤں تھی اور نہ ہی کی چیزہے پیدا
ہوری تھی۔ بس آنکھوں کو نظر آرہا تھا لیکن پچھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا ہے دفعتا ہی
میں نے کی انسانی جسم کو دیکھا جو میری ہی جانب آرہا تھا۔ میرے قدم رک گئے۔ مدھم
مرھم روشنی میں وہ چانا ہوا میرے قریب آیا۔ تو ایک بار پھر میرے وجود میں خوف کی سرا
لمرس دوڑ گئیں۔ انسان کے سینے ہیں اگر کوئی دل ہوتا ہے اور اس دل میں انسانیت کا کوئی
نقش ہوتا ہے تو ہر طرح کے ماحول کا اس پر اثر ضرور ہوتا ہے۔ وہ دل جو احساس سے
ماری ہو جائے۔ انسانی دل نہیں ہوتا۔ میرے اندر خوف کا جو تصور بھرا تھا۔ وہ میری
ماری ہو جائے۔ انسانی دل نہیں ہوتا۔ میرے اندر خوف کا جو تصور بھرا تھا۔ وہ میری
ماری ہو جائے۔ انسانی جس میں تراش کر چھوڑ دیا گیا ہی اور اس کے نقوش نہ تراشے گئے
مگر اس کے چرے پر کوئی نقش نہیں تھا۔ نہ آ تکھیں تھیں نہ ناک تھی۔ اس ایسا لگنا تھا
کہ کی پھر کو انسانی جسم میں تراش کر چھوڑ دیا گیا ہی اور اس کے نقوش نہ تراشے گئے
ہوں۔ وہ بھے سے کوئی دوگر کے فاصلے پر رک گیا تو میں نے اس دیکھتے ہوئے کیا۔

"تيرى موت-"اس في جواب ديا-

"كي آنا بوا؟" ان حالات كي إوجود ميرك اندازيس منخره ين پيدا بوگيا-

"جان لين تيري-"اس في جواب ديا-

"و پررک کول گیاہے ور رہاہے جھے؟"

"ارے ہم دریں گے تھے ہے۔ تم ہو کیا؟"

"بتاؤں تجھے۔ میں کون ہوں؟" میں نے کما اور ایک دم دونوں ہاتھ پھیلا کراس بی جانب بردھا اور میری اس کوشش کا ردعمل ہوا۔ وہ بھاگ کر کئی قدم چیچے ہٹ گیا۔ "ہاں۔ بھاگ کماں رہا ہے۔ کیا موت بھی ڈرتی ہے کسی ہے؟"

公鸡

"-U!"

"اس سے پہلے ہمیں مار دے۔"

" تھیک ہے۔" میں نے کما اور پھر اپنی جگ ے ہے بغیر میں تے ہونٹوں ہی ہونٹول میں درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ اب مجھے ان تمام چیزول سے بری عقیدت ہوگئ تھی۔ میں نے اس پر پہلی پھونک ماری تو اجانک بی اس کے بورے برن سے شعلے ا گلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی راکھ زمین پر بھر گئے۔ میں ایک بار پھر ظاموشی سے اطراف كاماحول ديكين لكا اور اس كے بعدوبال سے آگے برصل تھوڑا فاصلہ طے كرنے ك بعد مجھے سرطیاں نظر آئیں اور میں آست آست ان سرطیوں پر چا چا گیا۔ اس میں کوئی شک نمیں کہ میں جس ماحول میں آیا تھا اور جو صور تحال نظر آربی تھی۔ وہ بے حد سننی خیز اور خوفناک مھی۔ اتن خوفناک کہ کوئی اور ہوتو اس کا کلیجہ یانی ہو جائے۔ میرے چاروں طرف کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ سب دہشت سے مار دینے والے کھیل تھے جو ہو رہ تھے۔ میں اس کے بارے میں کچھ بھی شیں جانتا تھا لیکن ایک بات میرے ذہن میں ضرور آری تھی کہ یہ سب ہے کاری باتیں ہیں۔ اب یمال سے آگے بوستا جائے۔ کی بھی غیر متوقع بات پر بدن میں ہلکی می کیکیاہٹ بے شک دوڑ جاتی تھی لیکن اس کے بعد میرا اعماد بحال ہو جاتا تھا۔ بسرحال میں آگے برحتا رہا اور کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد مجھے ایک روش کرہ نظر آیا۔ میں اس کے سامنے پہنچ گیا۔ ایک کمع تک سوچنا رہا اور پھر میں نے دروازہ زور سے بحلا۔ چند ہی محوں کے بعد اندر سے قدموں کی آوازس سائی دس اور پھرایک شخص میرے سامنے آگیا۔ مروہ ی شکل کا بہت بوے چرے والا آدمی تھا۔ بری بری آنکھیں پیٹی ہوئی تھیں۔ اس نے جھے غورے دیکھا اور بولا۔

"كون ب رك تو-كياكرربا ب؟"

" " كى جر كى مو؟"

"جَرِّنَّى كَ بَحِ! جَرِنَّى كَ حولِي مِن كُوم بِحررها ب اور يوچ رها ب جم س كه جم اى جَرِنَّى مِن مِ بَرِنَّى مِن -

" بجر كلي! بات كرنى ب تحف ع محصه"

"ارے کیس بات 'کیس بات کرے گارے تو؟"

"كون ب رب جر كلو!" اندر ب ايك نسواني آواز سائي دي-

"پة نميں كون سرب- منه اٹھائے چلا آيا ہے-"
"بحر كل مجھے تجھ سے بات كرنى ہے سجھ رہا ہے نا- اگر تونے جھ سے بات نميں كى تو ميں تجھ ير حمله كردوں گا-"

"اور سسرا تيراجو حشر مو گاتو جانتا ہے۔" "كون ہے رے بجرنگ!"

"کہا ناری کہ ایک ......" ابھی اس نے اتا ہی کہا تھا کہ میرا ایک زور دار گھونسہ
اس کے جبڑے پر بڑا اور وہ کی قدم چیچے ہٹ گیا۔ جھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ کوئی
شریف آدی نہیں ہے اور اس سے شرافت سے بات کرنا بالکل ہے کار ہے۔ یس اندر
داخل ہوگیا تھا۔ وسیع و عربیض کمرہ تھا جس کے آخری سرے پر ایک در بنا ہوا تھا اور ایک
عجیب سی شرر شرر کی آواز ابحر رہی تھی جیسے وہاں پانی ہو۔ میں نے اسے غور سے دیکھا
اور کہا۔

"بوں۔ بح كى تھ سے حاب كرنے آیا ہوں يں۔"

"ارے حرام کے جے! جڑا تو ڈ دیا ہے ہمارا۔ کون سا حساب کرنے آیا ہے تو؟ اہمی ہم تیرا حساب کرنے آیا ہے تو؟ اہمی ہم تیرا حساب کتاب کے دیتے ہیں۔" بجر تکی نے کہا اور پھر دونوں ہاتھ اس نے اوپر اشحا دیتے۔ میں نے اس عورت کو دیکھا جو چڑیلوں کی شکل کی تھی اور بڑی بڑی آ تھوں سے جھے گھور رہی تھی پھر بجر تکی نے دو ہاتھ بلند کئے اور ایک دم سے جھٹکا دے کر نیچ گرایا تو شعلوں کا باول سا میرے ارد گرد بلند ہوگیا۔ لیکن وہ میرے قد سے اونچا نہیں گیا تھا کہ ایک دم سرد ہوگیا۔ بیکن وہ میرے قد سے اونچا نہیں گیا تھا کہ ایک دم سرد ہوگیا۔ بجر تکی کا منہ جیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ عورت کی منساتی ہوئی می آواز سائی دی۔

"ارے گئے ہے کوئی گیائی دھیائی ہے۔ سنبھل کر بجر گئی!" بجر گئی ایک وم سنبھل گیا اور پھراس نے کہا۔

"بھاگ ری ہے تو مسلمان معلوم ہوتا ہے۔ بھاگ ادھرے بھاگ۔" اور وہ دونوں اس بڑے سے دروازے سے اندر داخل ہوگئے جو ایک در کی شکل میں نظر آرہا تھا۔ میں ان کے پیچے دوڑا تھا۔ میرا حوصلہ اب بے پناہ بڑھ گیا تھا اور ججھے ہے اندازہ ہوگیا تھا کہ میں جبرگی پر بھاری پڑ رہا ہوں۔ یہ میری رہنما قوتیں تھیں جو میرا ساتھ دے رہی تھیں۔ چنانچہ میں ایک دم اندر داخل ہوا اور پھر ججھے شملتا پڑا۔ آگے چوڑی چوڑی سیڑھیاں تھیں اگر یہ سیڑھیاں چوڑی نہ ہوتیں تو یقینی طور پر میں نیچ جاگر تا لیکن میں نے خود کو

تہیں ہو سکی تھی۔ بجر کی مسلسل کو شش کر رہا تھا۔ تب میری سرد آواز ابھری۔ "ابس بجر گی اب تم رک جاؤ۔ اس کے بعد میں جو پچھ کروں گا اے تم برداشت نہیں کر سکو گے۔" اس نے خونخوار انداز میں اپنا منہ کھولا اور پھراپی جگہ ہے ایک قدم پچھے ہٹ گیا۔

"کیول آیا ہے میرے پاس 'برے علم والا ہے۔ لیکن سوچ لے ہم سے مقابلہ اچھا سیں رہے گا تیرا۔"

"ب وقوف آدى! تون محص موقع تى نيس وياكه ين تحص سات كرول بن الى كينگى ين مصروف موكيد"

"بك بك مت كرد ادر مجهے بتاؤك لؤكون ب؟ اور يمال كوں آيا تھا؟" "اب پوچھ رہائ يد جب ہر چيز من ناكام ہو كيا۔" "بتا- بتا دے۔"

"وہ کون میں جو برگد کے ور فت کے تلے جمع ہو کر تیرے بارے میں شکایت کرتے

" تو پھر اُو کون ہے جو بہت زیادہ ہدرہ بنا ہوا ہے ان کا؟" "انسان ہوں بجر گلی! اور انسانوں نے بھھ سے مدد ما گلی ہے۔" " تو مطلب کیا ہے تیرا؟"

"وتومطلبيب كمين تحقي فتم كردول-"

"ارے جا رے جا اتا آسان نمیں ہے ، بجر تکی کو ختم کرنا۔ ممایلی کا واس ہوں اور ممایلی میری مدد کرے گا۔"

"تیرے ممابلی کی ایسی تیسی- بچااہے آپ کو۔" "دیکھو بھاگ جا یہاں ہے۔ مجھے غصہ مت دلا۔" "اور اب تک تو تو مجھ سے بڑا اچھا سلوک کر تا رہا ہے۔" "ہاں ہاں ہاں۔ چھوڑ دیا ہے میں نے مجھے۔" اچانک ہی عورت کی چیخ پھر سا

"بال بال بال- چھوڑ دیا ہے میں نے مجھے۔" اچانک ہی عورت کی چیخ پھر سنائی دی اور اس نے کما۔

"ارے او بجر تلی تیراستیاناں 'پاگل! کتے! کنارہ آگیا کنارہ آگیا۔ ارے بچاکشتی کو کنارے پر جانے ہے۔ " بجر تلی کامنہ جرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا لیکن کشتی ایک جھکے سے کنارے پر جانے ہے۔ " بجر تلی اور اس کی ساتھی عورت دہشت سے سرد ہو گئے۔

سنبهال ليا-

وہ دونوں نیچے بھاگ رہے تھے اور پانی کی آواز وہیں سے آرہی تھی میرے کے پر اجران کن منظر تھا۔ یہ جگہ نیچے از کرپانی میں چلی جاتی تھی اور یماں اچھی خاصی رو ان اس منظر تھا۔ یہ جگہ نیچے از کرپانی میں چلی جاتی تھی اور یماں اچھی خاصی رو ان تھی۔ اس روشنی میں جھیے ایک بری می کشتی نظر آتی جس پر بادبان بندھے ہوئے تھے۔ ان وفول دوڑ کر کشتی پر سوار ہوگئے اور میں نے بھی کسرنہ چھوڑی۔ بجر گئی نے فورا آئی ان دونوں دوڑ کر کشتی پر سوار ہوگئے اور میں نے بھی کسرنہ چھوڑی۔ بجر گئی نے فورا آئی ان مسلم کھول دیا جو کھونے سے بندھا ہوا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جب جھٹکا گئے گاتو میں کے اگروں گا لیکن میں نے خود کو سنبھال لیا اور ایک بانس پکڑ لیا جو کشتی کے در میان بندھا ہوا تھا۔

تحتى يانى مين آگے بوضے لكى۔ وہ بادبان كے سمارے بماؤ پر چل برى تھى۔ ميرى سمجھ میں شیں آرہا تھا کہ کیا ہورہا ہے۔ عورت مجھے دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکسیں عجیب سے انداز میں چک رہی تھیں۔ وہ کچھ بربرا بھی رہی تھی۔ بجر تی نے آگے برھ کر بادبان كا رخ تبديل كيا- مين خاموش كرا است كور ربا تفا- بجركى كا چره كالا مو تا جاربا تفا حالانكم يسك اس كے چرك كا رنگ ايما نہيں تھا ليكن اب يول لگ رہا تھا جيسے اس كے سارے وجود پر سیای پڑھتی جاری تھی۔ چراس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔ وہ عجیب ے انداز میں بننے لگا تھا اور اس کی سرخ سرخ آنکھوں میں شیطانی چک نظر آری تھی۔ پھراس نے ہونٹوں کو گول کیا اور اس کے منہ سے تیز ہوا نکلنے لگی۔ اس ہوا کا احساس اتے فاصلے پر بھی ہورہا تھا۔ میں نے غور کیا تو اندازہ ہوا کہ یہ ہوا بادیان میں بحری جاری ہے اور کشتی کی رفتار تیز ہونے لگی ہے۔ صورت حال کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی تھی اور ب اندازہ ہو رہا تھا کہ مشتی کی برق رفاری کی خوفاک حادثے کو جنم دینے والی ہے۔ بجر تکی واقعی ایک خبیث روح تھا۔ یہ بے آسراکشتی اس انو کھے دریا میں ال بھی علی ہے۔ میں نے فورا ای اپنی جگہ چھوڑی اور جرائی کے سامنے پہنچ گیا۔ بج کی نے بادبان کی طرف سے نظریں ہٹا کر مجھے دیکھا اور پھراس کی شرارت سے مسکراتی سرخ آ مجھوں میں نفرت کی برچھائیاں دوڑنے لکیس- اس نے خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھا اور رخ تبدیل كرليا- اس كے مونوں سے نكلنے والى موا ميرے سينے يريزى اور مجھے ايبامحسوس مواجيے کوئی سخت اور مونی سل میرے سینے یر آ مکی ہو اور مجھے بوری قوت سے نیچے و ملل رہی ہو۔ لیکن قدرت نے مجھے بھی اس وقت ہمت عطاکی ہوئی تھی۔ تیز ہوا بے شک میرے جم میں سوراخ کئے دے رہی تھی لیکن میرے قدموں میں ایک مل برابر بھی لفزش پیدا

ہوتی تم سے جب میں سب پچھ کر چکا ہو تا۔" وہ رونے لگا۔ میں نے تھو ژی در کے بعد اس سے کما۔

"وہ بتا برگد کے بیچے بچھے جو لوگ کے تھے انہیں تونے کیوں ستایا تھا؟"

"ارے کام تھا میرا ہیں۔ کالی شکتی حاصل کرنے کے لئے بچھے ان سب کو موت کے گھاٹ اتارتا پڑا تھا اور ابھی تو اور بھی بہت کچھ کرنا تھا بچھے پر ٹھیک ہے۔ یہ مرضی نہیں تھی مماکالی کی تونہ سی۔ ممابلی نے بچھے یہ شکتی نہیں دی تھی۔ ٹھیک ہے۔ "

میں مماکالی کی تونہ سی۔ ممابلی نے بچھے یہ شکتی نہیں دی تھی۔ ٹھیک ہے۔ "

میں کہ کر اچانک اس نے اپنے لباس سے ایک خفخ نکالا اور اپنی گردن پر پھیرلیا۔ خون کے فوارے بھھ تک پہنچ تھے اور میں اچھل کر چھے ہٹ گیا تھا۔ اس کی گردن ایک جانب لئک گئی تھی اور اس کے شہ رگ سے خون بہد رہا تھا۔ پھی دیر وہ ای طرح کھڑا رہا اور پھر ہوگیا۔ بیں اسے دیکھتا رہا تھا۔ بسرحال جو لوگ اس کے ہاتھوں برباد اور پھر اس کے ہاتھوں برباد ہوئے والے تھے اللہ نے اللہ عا۔ پھوا بھا۔

اب يمال ركنا ب كارتها چنانچ بيل وبال سے آگے بردھ گيا۔ دل و وماغ بيل ايک جيب سابلکا ٻن تھا۔ طبعيت بيل فرحت اور خوشگواري مقی۔ يہ ایک الگ دنيا ہے جس سے ميرا واسط پر رہا تھا۔ باہر كے لوگ كچھ بھی نہيں جانے ان تمام چيزوں كے بارے بيل اوراک ہوتا جارہا تھا۔ آہ۔ واقعی يہ ایک انو کھی دنيا ہے جس كا سائنس كی دنيا ہے كوئی تعلق نہيں ہے۔ جو تجيب و غريب ايجادات كردى ہے۔ پيت نہيں۔ آنے والے وقت بيل سائنس كا جادو اس جادو سے آگے ہوگا يا چراس جادو كا اپنا ایک مقام قائم رہے گا۔ بسرحال بيل وہال سے آگے بردھ گيا اور پر تيل بيل جاد بيل بيل چا۔ اور جب تھک گيا تو ایک جگہ بيٹھ گيا۔ برئ فرحت بخش ہوا چل رہی تھی۔ وہيں ليك گيا اور جب تھک گيا تو ایک جگہ بيٹھ گيا۔ برئ فرحت بخش ہوا چل رہی تھی۔ وہيں ليك گيا اور وہيں لينے لينے رات ہوگئي ليكن ميں سويا فرحت بخش ہوا چل رہی تھی۔ وہيں ليك گيا اور وہيں لينے لينے رات ہوگئي ليكن ميں سويا دارہ بي تھی۔ آسان پر تارے ابھر آئے اور بيل تاروں بھرے آسان کو دیکھتا رہا۔ دل کی واديوں بيل بہت ہو ديکھتا رہا۔ دل کی واديوں بيل بہت ہو تھی۔ بال ياد آئی اور حلق ہے سکی نکل گئی۔ وقت جب تک خود بخود اور بیل اور علق سے سکی نکل گئی۔ وقت جب تک خود بخود آواز نہ دے اس وقت تک پچھ نہيں کيا جاسکا۔

نیند مہران ہوگئ۔ رات کے آخری جصے میں کافی ٹھنڈک ہوگئ تھی۔ کئی بار آ تکھ کھلی اور میں نے قرب و جوار کے ماحول کو دیکھا۔ ہر طرف مکمل سنانا چھایا ہوا تھا۔ بہت میری سمجھ میں ایک کمجے کے لئے کچھ نہیں آیا تھا لیکن پھر فورا ہی میرے کانوں میں ایک مدھم سے آواز ابھری۔

" بربخوں نے دریا عبور کر لیا ہے۔ ایک ساحل سے دو سرے ساحل تک پہنچنے کا مطلب میہ ہے کہ ان کا جادو ختم ہو جائے۔ اب انہیں سزا دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں سزا خود مل چکی ہے۔ " اچانک ہی عورت کی تیز چینیں ابھرنے لگیں اور پھراس کے پورے بدن میں اس طرح آگ سکتے گئی۔ جیسے گیلا بارود مبتا ہے۔ شعلہ نہیں ابھر تا لیکن بلکا بلکا دھواں تیز سرسراہٹ کے ساتھ بلند ہو تا ہے۔

"ارے مرگیارے مرگیارے مرگیا۔ ارے بچاؤ۔ بچاؤ رے بچاؤ۔" بجرگی چیخے لگا وہ عورت کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا لیمن اس کے ہاتھ جل رہے تھے۔ پھر وہ دریا میں کو وا اور چلوؤں میں پانی بحر بحر کر اس پر بھینے لگا۔ لیکن عورت کا پورا جسم اس آگ میں ڈوبا ہوا تھا اور سرخ ہو گیا تھا۔ بالکل اس طرح جیسے آدھا پکا ہوا اوہ اور دہ راکھ ہونے گی اور پھر دیکھتے ہی ہوگی تھی سوراخ ہو گیا تھا۔ بجرگی نے بختی ہوئی تھی سوراخ ہو گیا تھا۔ بجرگی نے بچھے دیکھا۔ سمتی میں بین اس جگہ جہاں عورت بھٹی ہوئی تھی سوراخ ہو گیا تھا۔ اور راکھ نیچے ہے فکل کریائی میں بہت رہی تھی۔ بجرگی کا چھوہ اس طرح ستا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بھے اس کا سارا خون نچو گیا ہو۔ وہ بہت زیادہ تڈھال نظر آنے لگا پھر شتی ہے انز کر چند قدم آگے بڑھا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ بین اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا ہو کر اے دکھے دہا تھا۔ میں نے کہا۔

" بجر تكى! مجھے اپنے بارے میں بتا۔" اس نے نگامیں اٹھا كر مجھے ديكھا اور كردن بلا تا ہوا بولا۔

" فقیم کر دیا نا تو نے مجھے مار دیا۔ یکی تو میرا مان تھا۔ یکی تو میرا جادہ تھا۔ یکی تو میں نے قبیم کے قبینے میں کی تھی۔ یہ سوگانیہ ہے۔ سوگانیہ کے بارے میں جانتا ہے۔ کال دیوی نے چید عور تیں جنم دے کر اس سنسار میں بھیجی تھیں اور انہیں شکتی دی تھی۔ کال شکتی۔ میں نے نہ جانے کیسے کیسے بنتن کرکے ایک سوگانیہ قبینے میں کی تھی۔ سال پورا ہو جاتا تو میں اس دھرتی کا بہت بردا جادہ کر بن جاتا۔ میرے پاس بردی شکتی آجاتی پر حرامی تو نے جھ سے سوگانیہ چھین کی ہم کو دریا پار نسیں کرنا تھا۔ دریا پار کرنے سے سارے جادہ ختم ہو جاتے ہیں۔ پانی کی پوتر تا ہر کالی شکتی کو جسم کر دیتی ہے۔ میں تو تجھ سے نیج کر دریا میں دور بھاگ جاتا جاتا تھا۔ دریا جاتا تھا۔ دریا تھا۔ دریا جاتا تھا۔ کی پوتر تا ہر کالی شکتی کو جسم کر دیتی ہے۔ میں تو تجھ سے نیج کر دریا میں دور بھاگ

کے بعد عورت کی طرف۔

"حینہ! یہ تو کوئی مسافر معلوم ہوتا ہے۔ اپنے گاؤں کا تو نہیں ہے۔" میں مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور میں نے اے سلام کیا تو وہ خوش ہو کر بولا۔ "وعلیم السلام! آؤ بھیا آؤ۔ کیا نام ہے تہمارا؟" "بابر علی۔"

"حکم کرد بھیا! میرا نام بشرا ہے۔ یہ ہماری بیوی ہے حسینہ! اور بھیا یہ ہماری سرائے ہے۔ کیا تنہیں رہنے کی جگہ جاہئے؟"

"بال- مسافر بول اس سرائے میں تھرنا جاہنا ہول-"

"بصیا! کوئی کام ہی نمیں ہے۔ جیسی جگہ چاہو حاصل کر لو۔ چار کمرے ہیں ان میں ہر آرام کا بندویست کیا گیا ہے۔ کرایہ تمماری عرضی کے مطابق جو دل چاہے دے رینا۔ کھانے پینے کے پیے الگ ہوتے ہیں۔ صبح کی چائے جب بھی پیو گے۔ پیچاس پینے میں ملے گا۔ دوسر کو کھانا کھاؤ گے تو ایک روپ کا ملے گا۔ دات کو بھی کھانا ایک روپ کا ملے گا۔

" فیک بے بشرے! میں تماری اس سرائے میں فھرنا جابتا ہوں۔"

"چل رئ حیینے ذرا دیکھ۔ آؤ۔۔۔۔۔۔۔۔ ذرا بھائی جان کو کمرہ دکھا دیں۔ اچھا تو ادھر ہنٹریا پر بیٹھ میں دکھائے دیتا ہوں یہ کمرہ۔ "بشیرا خود میرے ساتھ چل پڑا۔ جو کمرہ اس نے جھے دکھایا تھا وہ کچی مٹی کا بنا ہوا تھا۔ اوپر پھوٹس کا چھیر پڑا ہوا تھا۔ مٹی میں دو تین روشندان نکالے گئے تھے جس سے کمرہ خوب روشن ہوگیا تھا۔ ایک طرف بانول سے بی چاریائی پڑی ہوئی تھی۔ دو سری جانب پانی کا ایک مٹکا لوہ کے گھڑو تچے پر رکھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی گلاس بھی تھا۔ بیہ تھی اس کمرے کی کل کا نکات۔ جھے دہ بست پند آیا اور میں

" فيك ي مجه كره بند ب-"

" بھائی تی! ویے تو کوئی تکلیف نہیں ہوگ۔ گرچے پیشگی دینے ہوں گ۔"

" یہ لو۔" میں نے کچھ نوٹ اسے دیئے اور وہ حیرت سے نوٹوں کو دیکھنے لگا پھر پولا۔
" ارب نہ بھیا نا۔ اتنے سارے تھوڑی۔ ہم بے ایمان نہیں ہیں لاؤ ذرا دکھاؤ۔"
میں نے نوٹ اس کے سامنے کئے تو اس نے اس میں سے پچھ رقم اٹھالی۔ اور کہنے لگا۔
" بس ہفتے بھر کا کرایہ اور کھانے کا خرچہ۔ جب جاؤ گے نا یمال سے تو حساب کرکے

دیر تک جاگنا اور سوتا رہا اس کے بعد صبح ہوگئی اور میں اپنی جگہ ہے اٹھ گیا۔ ہمرحال سؤ

قو سفری ہوتا ہے۔ میں بہت دیر تک چانا رہا اور پحرکانی فاصلے پر ججھے درخت کھیت نظر

آئے جن سے آبادی کے قریب آنے کا احساس ہو رہا تھا۔ کوئی آبادی قریب آرہی تھی۔

آبادی کے پہلے درخت کے پائی رکا۔ پچھ فاصلے پر ایک ٹنڈ منڈ درخت پر کئی گدھ پیٹے

ہوئے تھے۔ ججھے دیکھ کر انہوں نے پر پھڑپھڑائے اور ان میں سے ایک گدھ پھڑپھڑائے

ہوا اڑگیا جیسے کی کو میری آمد کے بارے میں اطلاع دینے گیا ہو۔ بہرحال میہ ایک بھیانک منظر تھا۔ دائیں بائیں بہت سے مردہ خور منتظر بیٹھے تھے۔ غالباً وہ بیہ سوچ رہے تھے کہ

ہوسکتا ہے پچھ فاصلے پر پپنچ کر میں دم توڑ دوں لیکن ظاہر ہے ایسا نہیں تھا۔ میرے بدن

ہوسکتا ہے پچھ فاصلے پر پپنچ کر میں دم توڑ دوں لیکن ظاہر ہے ایسا نہیں تھا۔ میرے بدن

میں تحریک دیکھ کروہ خوف ذدہ ہو کر اپنے پتلے پتلے پیروں سے انچل اٹھل کر چچھے ہئے

میں تحریک دیکھ کروہ خوف ذدہ ہو کر اپنے پتلے پتلے پاتھ میں طردہ خور بعض او قات ذندہ

انسانوں پر بھی حملے کر دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ میری نگاہیں چاروں طرف بھٹلے لگیں اور پھر انسانوں پر بھی حملے کر دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ میری نگاہیں چاروں طرف بھٹلے لگیں اور پھر میں نے ایک موٹی کی کئڑی اٹھائی اور اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مردہ خور غالباً میرے میں نے ایک موٹی کی کئڑی اٹھائی اور اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مردہ خور غالباً میرے میں دو ایک بھٹے ہوئے اڑ گئے۔

بسرحال اب سجھ بین نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ بستی کے آثار نظر آرہ ہے بیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ بستی کے آثار نظر آرہ ہے بیل آہستہ آہستہ ایک سمت اختیار کر کے چل پڑا اور پھر تھوڑی در کے بعد بیل بستی کے ابتدائی سرے بیل داخل ہوگیا۔ چھوٹی ہی بستی تھی ایک طرف نظر پڑی تو ایک عجیب ی خوشبو نتھوں ہے فکرائی۔ یقینا گوشت بھوتا جا رہا تھا۔ نہ جانے کس طرح بھوک چیک انفی اور بیل اس طرف چل پڑا۔ بڑے بڑے چھر پڑے ہوئے تھے۔ سامنے کے جھے بیل وی اور بیل اس طرف چل پڑا ہوں تھا۔ سامنے مٹی کے چو لیے بند وی بارہ جارپائیل پڑی ہوئی تھیں۔ چھے مٹی کا تور لگا ہوا تھا۔ سامنے مٹی کے چو لیے بند ہوئے تھے جن پر دو تمن دیکھے چڑھے ہوے تھے۔ بلدی اور مصالحے کی خوشبو انہی میں ہوئے تھے۔ جن پر دو تمن دیکھے چڑھے ہوے تھے۔ بلدی اور مصالحے کی خوشبو انہی میں ہوئے تھے۔ ایک اچھی شکل و صورت کی خورت ہاتھ میں کھیلر لئے ایک دیکھے ہی تھی ایک اچھی شکل و صورت کی خورت ہاتھ میں کھیلر لئے ایک دیکھے کا ڈھکن دویئے کے بلوے کیڈ کر اٹھا رہی تھی۔ اس نے دیکھے میں کھیلر چھایا اور پھر زور سے آواز دی۔

"بشیرے- ارے او بشیر- ذرا تھی کا ڈبہ تو اٹھا دینا۔" ایک دیلے پتلے بدن کا آدی' کھی کا ایک ڈب لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ گوشت یک رہا تھا۔ عورت نے کھی کے ڈب میں سے تین چار کفگیر کھی نکال کر دیکھے میں ڈالا اور پھراسے آدھ کھلا چھوڑ کر کفگیرصاف کرنے گئی۔ اس دوران بشیرے نے مجھے دیکھا تھا۔ پھر دوبارہ چونک کر دیکھا تھا اور اس اب دیکھو سوکھ کر دگر ہو گئے ہیں۔ کہتی ہے کم خرچہ کرد۔ آنے والے وقت کے لئے پچھ بچا کر رکھو۔ اب دودھ چڑھا دیا ہے دو گلاس۔ ایک گلاس خود پئیں گے ایک حمیس دیں گے۔ اللہ کرے اندر ہی رہے۔ بلکہ کمہ دیں گے کہ ذرا پردہ وردہ کیا کر۔ بعد میں تمہارے ساتھ پردہ توڑ دیں گے۔" بشیرا بہت سیدھا سادھا آدی معلوم ہوتا تھا میں جننے لگا۔ پھرمیں نے کما۔

"بشرے! تم كى معيبت كے بارے ميں بنا رہے تھے۔" اتى در ميں حينہ آئى ميرے الفاظ اس نے س لئے تھے۔ بشرے كو گھورتى ہوئى بول-

"مصیبت کے بارے میں بتا رہے ہوں گے تا۔ یہ مجھے مصیبت کے سوا اور کیا سجھتے ہیں۔ بشیرے تجھے اللہ سمجھے۔ زندگی تیرے لئے بریاد کردی۔ اپنے لئے پچھے نہ کیا اور تو اب بھی مجھے مصیبت کہتا ہے۔"

"ارے ارے ارے۔ خوامخواہ سرلگ رہی ہے اور تجفیے شرم نہیں آتی مسلمان عورت ہے۔ ٹھیک ہے ہم لوگ سرائے چلاتے ہیں گرابیا تو نہیں کہ تو مسافر کے سامنے بھی آجائے۔ کوئی رشتہ نا کا تو ہے نہیں تیرا۔" بشیرے نے پھھ اس اندازے کما کہ حمید کچھ شرهندہ می ہوگئے۔ پھر یولی۔

"اور توجو مجھے مصیبت مصیبت کے جارہا ہے۔"

"تری جان کی قتم ایک کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو بھائی جان کو اس مصیبت کے بارے میں بتا رہا تھا جس میں اس وقت ماری بستی جلا ہے۔"

"اوبو- اجها-" حبينه مطمئن موسمى اور بولى-

"میں ذرا اندر جارہی ہوں۔ ہانڈی وانڈی مت جلا دینا اور کیا تو پردے وردے کی بات کرتا ہے۔ بھائی جان! آپ ہی دیکھو۔ ہم دو بندے ہیں۔ ہم ہی مسافروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم ہی آنے جانے والوں کے لئے سب کچھ چزیں تیار کرتے ہیں۔ اب میں پردہ کرکے بیٹے جاؤں تو یہ سنبھال لے گا؟ ہنڈیا تک تو صحح پکا نمیں سکتا۔"

"ارے جابا جا۔ ہمیں بات کرنے دے ذرا بات کررہے ہیں۔" بشرے نے کما اور وہ دانت پیتی ہوئی اندر چلی گئی۔

میں ہنتارہا تفا۔

"ارا بشرے تم تو بوے مزے کے آدی ہو۔ صرف جائے کے لئے تم نے اے ثالا

پنے واپس لے لینا۔ ہمارے لکلیں تو ہمیں وے دینا۔" "محیک ہے۔"

"میں ابھی حیینہ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ آکر دری وغیرہ بچھادے گی۔ تکیہ اور کھیں بھی مل جائے گا۔ اب یہ بتاؤ۔ پچھ کھاؤ گے پو گے؟" "ہاں۔ جائے کا بندوبست ہو سکتا ہے؟"

"ہو کیا سکتا ہے ' ہے..... وہ بھی دودھ اور پی دال- جاہو تو باہر آجاؤ۔ حید سرے کی صفائی کردے گی۔"

" ٹھیک ہے۔" میں نے کما اور وہ آگے بڑھ گیا۔ میں اس کے ساتھ باہر نکل آیا تھا۔ باہر آگر اس نے کما۔

"حینہ! سارالین دین ہوگیا ہے۔ جا کمرہ صاف کر دے۔ دری تکیہ رکھ دے۔ بی چادر بچھا دے۔ شریف آدی معلوم ہوتے ہیں بھیا! بابر علی نام بتایا آپ نے؟" "ہاں۔"

> "مارانام بشرب اورب بهاری بوی ہے حسینا۔" "تم بنا چکے ہو۔ مرتم نے اپنی بستی کا نام نمیں بتایا۔"

"حن آباد- حن آباد نام ب اس كا- برك التصح لوكول كى بستى ب بهيا- نه كوكى لزائى نه بهرا سبتى ب بهيا- نه كوكى لزائى نه بهرا سب البنة آرام س رجع بين- بس بهر دنول سے بهر مصيبت آئى مولى سب سب الله سے دعا كرتے بين- مندول ميں محفظ بجت بين مسلمان بحى- مندول ميں محفظ بجت بين مسلمان بحى- مندول ميں محفظ بجت بين- مسجدول ميں اذان موتى ہے اور سب مل كر دعائيں ما تكتے بين كه الله اس مصيبت سے بحائے۔"

"اچھاكوكى مصيبت ہے؟"

"بال- بھیا! جائے بنا دیں پہلے تہیں- ارے یہ حینا بھی بس ایک ہی ہے- ایک
ہانڈی پر گلی ہوئی ہے- دوسری ہانڈی جل رہی ہے- ابھی ایک منٹ بھیا! جائے کا پائی
چڑھاتے ہیں-" اس نے کما اور ایک ہانڈی کی جانب متوجہ ہوگیا۔ اس میں تھوڑا سا پائی
ڈالا اور پھر ایک بڑے سے برتن میں دودھ فکالا اور اے ایک دیچی میں ڈال کر چو لیے پر
رکھ دیا- پھر مسکرا کر بولا-

"تہماری بوی مرمانی بھیا! تہمارے چگر میں جائے ہمیں بھی مل جائے گ- بھائی بوی میں بھی مل جائے گ- بھائی بوی سیجوس بیوی ملی ہے ہمیں۔ نہ کھانے دیتی ہے نہ چینے دیتی ہے۔ پہلے پہلوانی کرتے تھے۔

هيت اور جنگل بن-"

"بابو جی- ٹولیال بی ہیں وس دس آومیول کی- کلماڑے۔ بلم اور دوسری چزیں لے کرون اور رات پرہ دیا جاتا ہے مگر کوئی نہ کوئی مارائی جاتا ہے۔ جو یانج بندے مارے گئے ہیں ان میں تین معدو ہیں اور دو مسلمان مربری جوان موتی ہوئی ہیں۔ دل بل كرره کئے ہیں۔ تین کھر پریاد ہو گئے ہیں۔ چوتھا تو خیرایک بوڑھا آدی تھا کریم خان بیچارہ۔ یانچویں بھی ایک عورت تھی جو عمر رسیدہ تھی اور اس کا کوئی بھی نہیں تھا۔ پر کوئی بھی ہویہ خطرہ توب كو پيش آسكتا ہے۔"

ومیں میں کمد رہا تھا تا کہ ہو سکتا ہے جس طرح ہیں سال پہلے کوئی بھیڑوا ان علاقوں میں تھس آیا تھا۔ اب بھی ایا ہی کوئی جانور کمیں سے آگیا ہو۔"

"ون و ہم جا رہے تھے کہ ایک ایک کونے کھدرے میں تلاش کر لیاگیا ہے۔ کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ بس آپ یہ سمجھ لو کہ شبہ تو دل سے نکال تی دیا گیا ہے کہ وہ کوئی جانور

و پر؟" ين في جرت ، كما اور بشرا جرت ، إدهر أومر وي نك لك بحربولا-"حيينه كمتى ب كه كوئى بات من ے مت زكالين- حلق سے نكلي علق ميں سينجي ليكن بابو تى! تم تو بابرك آدى مو- تم بطاكس سے كنے جارب مو- بات يہ ب كد حسن آباد میں ہندو مسلمان بوے اس ے رہتے ہیں۔ بھی کی کے درمیان جھڑا نہیں ہوتا ای لئے دین دھرم کی باتوں پر خاص طورے عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن شبہ ہے کہ یہ سارا کیا دهرا ای آدمی کا ب جو جنت میں سانپ کی طرح تھسا چلا آیا ہے۔"

"کون؟" میں نے سوال کیا۔

"اللوچند-" بشيرے نے جواب ديا۔ بيس اے ديكھنے لگا پھر ميں نے كما۔

"بس جی- تھوڑے دن پہلے بہتی میں آیا تھا۔ بجیب سی شخصیت کا مالک ہے چھوٹا ساقد کوید نکا ہوا۔ چرے بی سے شیطان معلوم ہو تا ہے۔ بستی میں بھیک باتلتے ہوئ آیا تھا۔ پہلے چوہدری دین دیال کے پاس کیا اور دین دیال سے کما کہ وہ اے اپنے گھر نو کرر کھ ہے۔ پر دین دیال جی کو بھی نہ جانے کیوں اس سے چھے نفرت ی محسوس مولی تھی۔ بنا رب تھے وہ شکل ہی سے پالی نظر آتا ہے۔ میں تواسے اپنے گھر کسی کام کے لئے بھی نہیں ر کھوں گا۔ وہ دین دیال جی کے گھر چکر نگاتا رہا اور پھر جب دین دیال جی نے اے کوئی

"إلوتى! آب سي مجمع اب دو گلاسول مي چائ ۋالول گاايك آپ كو دول گا اور دو سرا خود پول گا اور دھو كر ركھ دول گا تاكه اسے پية نه چلے۔ ورنه ميري جان كو آجائے گی-" میں ہنتا رہا۔ تھوڑی در کے بعد بشیرے نے دودھ میں پی ڈالی اور اے وم دینے لگا۔ کھراس نے دو گلاس چائے بنا کرایک گلاس چائے میرے ہاتھ میں تھا دی تھی۔ "تم نے بتایا شیں بیرے کہ کیا قصہ ہے۔"

وكيا بتاكيل بايوجي! بس يول مجھ لو كه معيبت آتى ب بستى مين كى بندے مار ديئے گئے يں۔ كوئى ان كى كرون او ميز لينا ب اور دانتوں سے اور وہ مرجاتے يں۔ يائے بندے مرچکے ہیں جن میں ایک عورت ہے۔ ایک مخصوص علاقے میں یہ واردات ہوتی ہے۔ ایک درخت ہے جس کے پاس سے گزرنے والے کابیہ حال ہو تا ہے۔ پانچوں لاشیں درخت کے نیے کی ہیں۔"

"ارے- ویے تمارے اطراف میں درندے تو ہوسکتے ہیں-"

"ایک سی ب بابوی! ایک سی ب اور آج کی بات سی ب- بی سال س تو كوئى درنده اس بستى ميں نبيں آيا۔ بين سال پيلے ايك دفعہ سنا تھاكد كوئى بھيزيا آگيا ہے۔ پند نہیں کماں سے آگیا تھا۔ مار دیا بہتی والوں نے اے۔ اس کے بعد یمال در ندے نہیں طنة بابوجي ا دور دور تك سيس بي- لومرى يا كيدر وغيره مجهى مجهى البته نظر آجات بي-ليكن اور كوني جانور ادهر شين آيا-"

"تو تهارا كيامطلب ب كركون ب جوده نرخره ادهيرويتاب"

"ایک منف" بشرے نے جلدی جلدی چائے علق میں اعدی پر گاس دحو کر اوندھا کر کے رکھ دیا۔ میرے گلاس کی جانب اس نے توجہ شیں دی تھی۔ بیوی سے واقعی بت زیادہ ڈر یا تھا شاید۔ اس نے پیچھے کی طرف دیکھا مگر حینا کا کمیں وجود نمیں تھا۔ پر

"بال تو بابولى! بم بنا رب سے كدوه نرخره ادهرونا ب- بابو بى آب كوكيا بنائيں-ہم تو خیرات شیں ڈرتے لیکن مندو دھرم والے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔ ویسے تو ہم بھی جانتے ہیں اور آپ بھی مانتے ہیں کہ موت ایک نہ ایک دن آنای ہوتی ہے اور پھربابو بی یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ جو اللہ نے لکھ دیا ہے وہ تو ہو کررہے گا۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ اس كے مسلمان بہت كم ورتے ہيں كيكن حادثے تو ہوتے ہى رہتے ہيں۔"

"وليكن ايك بات بتاؤ- ليتى ك لوكول في جنگلول مين علاش نسيس كيا؟ يهال تو كافي

تھی۔ نہ جانے کیسی عمارت تھی لیکن میرے گئے بردی دلچی کا باعث تھی۔ چنانچہ میں آگ بردھتا ہوا اس کے دروازے پر پہنچ گیا۔ پھراچانک تی میرے دماغ کو جھٹکا سالگا۔ نہ جانے کیوں یہ عمارت پچھ جانی پچانی کی نظر آرہی تھی۔ کم از کم میرے ذہن کے کسی گوشے میں اس کا وجود موجود تھا گریہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں نے اے پہلے کماں دیکھا ہے۔ یہ انوکھی کی بات تھی۔ میرے قدم آگے بردھتے چلے گئے اور پھر میں اس عمارت میں داخل ہوگیا۔ دل کی دھڑ کنیں انتمائی تیز تھیں۔ وہی محرامیں وہی انداز آگ بردھتا ہوا میں اس بوے سے فعنڈے ہال میں پہنچ گیاجو نیم تاریک تھا اس پچھ روشن وانوں بردھتا ہوا میں اس بوے سے ماحول کو تھوڑا سا منور کر دیا تھا۔ ورنہ شاید وہاں پچھ نظر بھی نظر بھی

یں نے دیکھا کہ عمارت کے درمیان میں ہنومان کا بت لگا ہوا ہے۔ ہاتھ میں گرز لئے ہنومان کا بت بہت ہوں لگ رہا تھا جیسے لئے ہنومان کا بت بہت خوفناک نظر آرہا تھا اور اس سنسان ماحول میں یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی بت اپنی جگہ ہے آگے بڑھے گا اور مجھ پر حملہ کر دے گا۔ میں نے اس کی آئھوں میں غیر معمول چک دیکھی تھی۔ حالانکہ بھر کا تراشا ہوا بت تھا لیکن اس کی آئکھیں جاندار محسوس ہوئی تھیں۔ میں ان آئکھوں میں آئکھیں ڈال کر دیکھتا رہا لیکن کوئی خاص بات میں ہوئی۔ یہ صرف تنائی اور ماحول کا دیا ہوا ایک تصور تھا۔ البتہ میں اس عمارت کی شامائی کے بارے میں اب بھی سوچ رہا تھا۔ پھر میں آگے بڑھ کر اس بت کے بالکل قریب شامائی کے بارے میں اب بھی سوچ رہا تھا۔ پھر میں آگے بڑھ کر اس بت کے بالکل قریب

ہلکی ہلکی سرسراہٹیں ابھررتی تھیں۔ یوں لگتا تھاجیے آس پاس کوئی موجود ہے۔ ہیں

نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر بہت کے قدموں ہیں مجھے کوئی سیاہ ہی شے پھڑکتی ہوئی نظر
آئی۔ ہیں ایک دم بیٹھ کراے دیکھنے لگا۔ لیکن وہاں پھر بھی شیس تھا۔ ہاں خون کے پچھ
حصے نمایاں طور پر نظر آرہے تھے۔ حالانکہ یہ اندازہ نگانا بھی مشکل تھا۔ میں نے النے ہاتھ
د خون کو تھوڑا سارگڑ کر دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے چھٹ گیا اور اس کے چھوٹے چھوٹے
ذرات میری انگی میں گئے رہ گئے۔ اس کے بعد میں نے اس بال کے ایک ایک گوشے کا
جائزہ لیا۔ اندرونی سمت ایک دروازہ بنا ہوا تھا۔ میں ہمت کرکے اس دروازے سے اندر
داخل ہوگیا۔ ایک بہت چھوٹا سا کمرہ تھا لیکن بالکل خال۔ وہاں پچھ بھی شیس تھا۔ میں
کرے کے درد دیوار کا جائزہ لیتا رہا اور پھروہاں سے باہر نگل آیا۔ یوں لگا جیسے کوئی بھاگ
کر دروازے سے باہر نگل گیا ہو۔ میں نے تیزی سے دوڑ لگائی اور باہر آگیا پھر میری نگاہیں

موقع نہیں دیا تو گاؤں کے کنارے پر ایک مڑھیا ڈال کر اس میں رہتے نگا۔ مڑھیا ایک ورخت کے بنے باندھی گئی ہے اور دہاں اس نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے۔ چرپائی نے کھی ایسے چکر چلائے کہ لوگ اس کے پاس آنے جانے گئے۔ اے کھانے پینے کی چزیں اس کے اور اس کے تو مزے ہوگئے۔ پر وہ ہے بڑا خطرناک۔ اندازہ یہ ہو تا ہے کہ وہ چھ جست منز کرتا ہے اور جادو ٹونے کرکے لوگوں کو پھانستا رہتا ہے۔ ایسی ہی کوئی بات ہے بالدق اللہ مسر کرتا ہے اور جادو ٹونے کرکے لوگوں کو پھانستا رہتا ہے۔ ایسی ہی کوئی بات ہے بالدق اللہ مسر کی سوچ رہے ہیں کہ لالو چند ہی ان تمام جھڑوں کی بنیاد ہے اور اس نے کا لے علم سے ہمارے بندے مار دیتے ہیں۔ یہ سب اس کی کارستانی ہے۔ میری یوی تو ڈرکے مارے پاگل ہوئی جارہی ہے۔ کہتی ہے کہ گھر ہی چھوڑ دو۔ کمیں اور جاکر رہو۔ اب بتا ہے بابو ہی! اس گاؤں میں پیدا ہوا۔ یمیں ساری زندگی گزاری گھرکیے چھوڑ سکتا ہوں۔ بتا ہے بابو ہی! سے بابو ہی بعد اس ہوئی معمولی بات ہے۔"

"بال اور گھر چھوڑنے کا کوئی جواز بھی نمیں بنآ۔ ظاہری بات ہے بہت سے لوگوں کو مل جل کرید کام کرنا ہوگا۔ پت تو چل ہی جائے گا کہ آخر وہ کون ہے جو اس طرح انسانوں کو نقصان پنچاتا ہے یا ان کی زندگیاں لیتا ہے۔"

بشراسوچ میں ووٹ گیا تھا۔ سوچ میں میں بھی دوبا ہوا تھا۔ یہال میری آمد بلادہ اللہ میری تعدید اللہ میری آمد بلادہ اللہ میں بھی یقیناً یہاں بھی جھے کوئی کام کرتا ہے۔ پانچ انسان موت کے گھاٹ اثر گئے تھے۔ آخر کیے؟ اور نہیں کما جا سکتا تھا کہ آگے کیا ہو۔ بہرطال سے جگہ قیام کے لئے نمایت موزوں تھی۔ بشیرے اور حسینا برے اچھے لوگ تھے۔ میرا دل ان سے لگتا تھا۔ میں سے فیصلہ کر چکا تھا اب بھے کچھ وقت یہاں گزارتا ہی پڑے گا۔ پہلا دن یہاں گزر گیا۔ بستی کے لوگ کمی بات پر خاص طور سے توجہ نہیں دیتے تھے۔ دو سرے دن میں گھونے پھرنے کے لئے تکل گیا اور کافی آگے چلا آیا۔ کھیتوں اور جنگوں کے سوا اور پچھ بھی نہیں کی تھا۔ بال کافی دور نکل آنے کے بعد میں مٹھ کو تلاش کرتے میں کامیاب ہوگیا۔ مٹھ کے بیچھے ایک سیاہ رنگ کی عمارت بھی نظر آئی۔ میرے قدم غیراختیاری طور پر اس عمارت کی جانب اٹھ گئے۔

جب بہ اللہ ہے۔ عمارت کے چاروں طرف انسانی قد ہے اونچی جھاڑیاں نظر آرہی تھیں۔ ان کے درمیان ایک پتی سی پگذندی بھی پھیلی ہوئی تھی۔ جو اس عمارت تک جاتی تھی۔ میں اس پگذندی پر آگے بردھتا رہا۔ رائے میں کئی جگہ سانپوں کی سرسراہٹ بھی سائی دی تھی۔ یقیناً ان جھاڑیوں میں سانپ موجود تھے۔ ویرائے میں بنی سے عمارت بری عجیب نظر آرہی بت دیر تک چکرائے رکھااس کے بعد مرائے واپس آگیا۔

اوگ مجھ سے میرے بارے میں معلومات حاصل کرنا جاہتے تھے۔ لین سیدھے سادھ لوگ تھی ہمت نہیں برتی ہوگی۔ دوسرے دن میں پھرائی جگ ے باہر نکل آیا۔ حالانك اس يُراسرار عمارت كي طرف آن كاكوئي خيال نهيس تھا۔ ليكن پر بھي قدم اس كي جانب بى الله كن منه جائے كول من اس طرف جل يزا قعال اس وقت ايك عجيب سى ب كلى محسوس مورى تحى اوريس بير سوچ رما تحاكد مجھے كياكرنا جائے۔ بسرحال مين اى عمارت کی جانب چل برا۔ ممل خاموثی چھائی ہوئی تھی۔ دور دور تک سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ کوئی آواز نہیں تھی۔ رائے بحر کسی زندہ انسان کا دجود بھی نظر نہیں آیا۔ تھنی اور خوفناک جھاڑیاں عاموش کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان سے احتیاط سے گزر رہا تھا کیونکہ وہاں سانپ موجود تھے لیکن سانپول کے خوف سے میں نے ابنا ارادہ ترک نہیں کیا تھا۔ یوں لگنا تھا جیسے کوئی انجانی قوت مجھے وہاں لے جارتی ہے۔ نیم تاریک ماحول میں یہ عمارت ہیشہ کی مائند بھیانک نظر آرہی تھی۔ لیکن اس کے دروازے سے میں اندر قدم ر کھتے ہی میں بری طرح چونک برا۔ ایک مرحم سی آواز آری تھی جیسے دو افراد آلیل میں یاتی کررے ہوں۔ میں ایک وم سنبھل گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی موجود ہے۔ تھوڑی در کے بعد ایک آدی وہاں ہے باہر نکلا۔ دو سرا اس سے چند قدم پیچیے تھا اور شاید كچھ كركے آرہا تھا۔ دونوں اندرے باہر نگلے۔ میں اس دفت ایک چوڑے ستون كى آڑ میں تھا۔ میں نے سائس تک روک لیا اور ان لوگوں کا قریب ہے گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے آرب تھے۔ ان میں سے ایک که رہا تھا۔

"دیکھو لالو چند! ہرکام احتیاط سے کرد۔ اس کی تو تم فکر ہی مت کرد کہ تہیں یمال کوئی نقصان پنچ گا۔ دیسے بھی تم دیکھ رہ ہو کہ لوگ آہستہ آہستہ تمہاری جانب متوجہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اصل میں میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم دونوں دو مخلف حیثیتوں سے یمال رہیں ادر اپنا کام کریں۔ ہندو اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کیں اور خود تماشہ دیکھیں۔ اس کے بعد تم دیکھنا مارا دھندا کیسے چانا ہے۔"

"تم فكر مت كرو- جيساتم كمو ك ويهاى من كردبا بول اور ويهاى كرا ربول ال-"

"ابھی کچھ دن رک جاؤ۔ ہم نیاشکار ذرا دیر کے بعد کریں گے۔ پانچ بندے ہلاک کر چکے ہیں۔ اس لئے میہ لوگ ذرا زیادہ جذباتی ہورہے ہیں۔ ذرا ان کے جذبات محتذے ہو وور دور تک کا جائزہ لیتی رہیں لیکن کوئی بھی نظر نہیں آیا۔ البتہ اس بات کا مجھے اندازہ تھا کہ اگر کوئی بہاں چھپنے کی کوشش کرے تو اول تو عمارت ہی بہت وسیع تھی اوراس میں اتنی گنجائش تھی کہ آسانی سے چھپا جا سکے۔ لیکن آس باس بھری ہوئی جھاڑیوں میں تو اگر بہت سے لوگ بھی چھپنا چاہیں تو ان کا سراغ لگانا مشکل ہو جائے۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ جگہ بہت نراسرار تھی۔

میں بھاگتے ہوئے قدموں کا تعاقب کرتا ہوا باہر نکلا تھا لیکن ابھی وہاں بہت ی چیزیں جائزہ لینے کے لئے موجود تھیں۔ چنانچہ پھراندر داخل ہو گیااور ایک بار پھر ہال میں إدهر أدهر دنوارول اور كونول كعدرول كو تلاش كرنے نگا- صاف ظاہر ہوكيا تھا كه يد جك انسانی پہنچ سے دور نہیں ہے۔ دیوار میں دو مشعلیں گڑی ہوئی تھیں جن میں نہ جانے کیا چیز جلائی جاتی تھی۔ روئی سے بنی ہوئی بتیاں ان مشعلوں میں تراشے ہوئے و سول میں بڑی ہوئی تھیں اور ایک عجیب سے رنگ کاموم جیسا مادہ بھی موجود تھا۔ بقیناً میہ بتماں روشن کر دی جاتی ہوں گی۔ ہو سکتا ہے یمال پوجا ہوتی ہو۔ ظاہر ہے فدہب کے متوالے اپنے اپنے وهرم کے مطابق یہ سب کچھ کرتے ہی ہیں لیکن جگہ بے حد بھیانک اور پُراسرار تھی۔ میں نے اس کا بورا بورا جائزہ لیا اور اس کے بعد دہاں سے بھی باہر نکل آ یا۔ یہ اندازہ نمیں ہو سکا تھا کہ اس آدی نے جس کا نام مجھے لالوچند بتایا گیا تھا۔ این وہ جھونیزی کماں بنائی ہے جہاں وہ لوگوں کے لئے کام کرتاہے۔ اس عمارت میں تو ایسا کوئی نشان شیں تھا۔ حالاتکہ عمارت و مکھ کریہ اندازہ ہو تا تھا کہ ضرور یہاں کوئی خوفناک عمل ہو تا ہوگا۔ خاص طور سے خون کے وہ رہے جو مجھے ہنومان کے بت کے قدموں میں تظر آئے تھے۔ میرے لئے بوے قابل توجہ تھے۔ مگر میں کیا کرسکتا تھا۔ اگر اس خون کو کھرچ کریماں سے لے بھی جاتا تو کماں سے اس کا تجزیبہ کراتا کہ یہ انسانی خون ہے یا کسی جانور کا خون۔ اس بات کے بھی امکانات تھے کہ بیہ خون کی جانور کا ہوگا کیونکہ بوجا کے لئے نہ جانے کیا کیا طريق اختيار كئے جاتے ہيں۔ البت يہ بات ميں نے دل ميں سوري تھى كد اللوچندكى كو تھى مجھی پہال کمیں آس پاس موجود ہو۔ اس کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہ ایک ورخت کے تے کے ساتھ ساتھ بی ہوئی ہے لیکن باہر لکلنے کے بعد میں تاحد نظر نگاہیں دوڑا کیں۔ الی کوئی چیز مجھے نظر نہیں آئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ جھونپڑی جے وہ لوگ مڑھیا

كتے ہيں۔ ان اطراف ميں نہيں ہے۔ ميں اسے تلاش كروں گا اور ديكھوں گا كہ وہ بے كيا

چڑے بسرحال یہ ساری باتیں ابی جگہ تھیں لیکن اس زُاسرار عمارت کے ماحول نے مجھے

مسلمان- اور کوئی بات شیں ہے۔" "اوچھا بيہ بناؤ۔ الاوچند كو يمال كس نے جك وى تحى؟"

"بس میں سوال گرو ہے۔ چوہدری دین دیال کے بارے میں تو بتا چکا ہوں میں حمهيس بھائي جان-"

وونيس بالكل نبين-"

"ارے اوہو- اچھا کھیا ہے تمبروار ہے- اس کی جلتی ہے- یمال الوچند کو بھی اس نے یمال رہنے کے لئے جگہ دے دی محل- دیے تو برا آدی نمیں ہے- دیے اب ذرا لوگوں کے خیالات برلتے جارہ ہیں۔ خاص طور سے مسلمانوں کے جیسا کہ میں نے حہیں بتایا کہ لوگ میہ سوچ رہے ہیں کہ دین ویال نے تعصب برتے ہوئے لالوچند کو يمال لاكر ركها ب اور اللوچند كندك علم كا مابرب- بس اى في يائج بندك بلاك ك ہیں۔ کچھ ایسی خبریں اڑتی رہتی ہیں۔ اب ان خبروں کی تصدیق کون کرے بھائی جی۔" "بال يد تو إ وي دين ديال كياكوكي متعصب آدى ع؟"

"يمك توشين تحا- اب موكيا موتوكما نيين جاسكتا-"

" تھیک۔" میں نے گری سانس لے کر کہا۔ اب سے ایک شاث بن گیا تھا۔ مواوی چن میک لالوچند اور وین دیال۔ ویے کوئی چکر ضرور تھا ان کے درمیان۔ کوئی لمبا کام موربا تھا۔ اب اس کے بعد مجھے لالوچند کو دیکھنا تھا کہ وہ کیا کردہا ہے۔ پھر مجھے یہ خیال آیا کہ بدلوگ اس بڑا سرار عمارت میں کیا کرنے گئے تھے۔ بد معلوم کرنا بھی برا ضروری تھا۔ بمرحال میں میہ سوچتا رہا کہ اب مجھے کس انداز میں کام کرنا جائے۔ پیچارہ بشیرا تو ایک سیدها سادها آدی تھااے کسی مسئلے میں خاص طور سے استعال نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہاں الاوچند کو دیکھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک فیصلہ کرلیا اور اس کے بعد اس شام میں الوجند کی جھونیرای کی تلاش میں چل بڑا۔

دو چار لوگوں سے میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیس و مجھے بت چل كيا- اس ورخت كا فاصله زياده شيس تفاجهال لالوچند في جمونيرى بنا ركمي تقى-شام کے جھٹپٹوں میں جس وقت میں الوچند کی جھونیزی سے پچھ فاصلے پر تھا تو میں نے الوچند کو باہر نگلتے ہوئی دیکھا۔ وہ ایک سیدھ میں جارہا تھا۔ میں نے احتیاط سے اس کا پیجیا کرنا شروع كرويا اور چركافي فاصله طے كرتے كے بعد وہ اسى كھنڈر نماعمارت ميں جا پنچا- يمال اس وقت اس قدر ہولناک ماحول تھا کہ اس کے آس پاس سے گزرنے والوں پر بھی بے

جائيں تو پھر كام شروع كيا جائے گا۔" "چنابی مت كرو- اور كوئى خدمت بناؤ ميرك كئے-"

"مسيل لالوچند! بس تم ايني جھونيزى پر جاؤ- بيس لينتى جا رہا مول-"

میرے دماغ میں چلجوال ی چھوٹ ری تھیں۔ اتا تو میں جاتا تھا کہ بالکل سیح وقت پر میری رہنمائی ہوتی تھی اور میں سب پچھ سمجھ لیا کرتا تھا اس وقت میہ فیصلہ کرنا تھا کہ اگر میں پیچھا کروں تو کس کا لالو چند کا یا اس دو سرے آدمی کا لیکن میں نے یہ فیصلہ کیا کہ لالو چند کی جھونپروی تو کسی سے پوچھی بھی جا مکتی ہے۔ یہ مخص اگر نگاہوں سے او جمل ہوگیا تو نہ مجھے لبتی میں اس کا کچھ پت ہے نہ میں سے جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہو تا ہے۔ چنانچہ میں ان دونوں کو دیکھتا رہا۔ لالوچند یا نمیں جانب مز کیا تھا اور وہ اجنبی مخض سيدها چلا جا رہا تھا ليكن اس كے الفاظ ميرے كئے بوے سنسنى خيز تھے۔ وہ كهد رہا تھا ك دونوں کو اواؤ اور اس کے بعد اپنا کاروبار دیکھو کس طرح سے چاتا ہے۔ یہ کیا قصہ ب-بسرحال میں چال رہا اور کچھ در کے بعد بستی میں داخل ہوگیا۔ اتنی احتیاط سے میں فے اس كا تعاقب كيا تفاكه اسے پيد شيں چل كا تفاليكن بيد ديكھ كريس جران ره كياكه وه ايك چھوٹی سی کچی معجد میں داخل ہوا ہے اور پھر تقریباً دو کھنٹے تک میں اس معجد کا جائزہ لیتا رہا لیکن وہ باہر شیں فکلا تھا۔ میں پُرخیال انداز میں سوچتا رہا اور اس کے بعد واپس لمیث برا ليكن صور تحال كافى حد تك ميرے علم ميں آئى تھى۔ بسرحال پھر ميں نے اس سلسلے ميں بشرے کا سارالیا۔ میں نے بشرے سے کما۔

"بشرے ایک آدی کے بارے میں تم سے معلومات حاصل کرنا جاہتا ہوں۔" "جی بھائی جان بولو۔" بشیرے نے کہا۔ "شاید معدے جرے میں رہتا ہے۔"

"وہ چن بیک۔ چن بیک ہے وہ ذرا طیہ بناؤ اس کا؟" میں نے طیہ بنایا تو بشرے ئے کردن بلاتے ہوئے کہا۔

"الله وه چن بيك بى ب- مولوى چن بيك كسى شر ب آيا تفا- زمان كاستايا ہوا ہے۔ اس یہ سمجھ لو کہ لوگوں تے ہدردی کی اس کے ساتھ اور اے یمال رہنے کی جگه دے دی۔ مسجد میں رہتا ہے لوگ اے کھانا بینا دیتے ہیں۔ بس بڑا ہوا ہے جوارہ۔" "بول- يمال اس سے كى كى جان پيچان ہے؟"

"ولي تو ب عى جائے بين اے- سب جدردي كرتے بين خاص طور =

"نمیں مهاراج! اے......اے سیسانے!" "بول ورنہ میں بھی اس جگہ تیری گردن کاٹ کر پھینک دوں گا۔ تو مجھے نہیں جانتا۔"

"برے رام ' ہرے رام ' ہرے رام ' مهاراج ' آپ یقین کرو اے بھگوتی نے مارا ہے۔ بھگوان کی سوگند اے بھگوتی رام نے مارا ہے۔" "کون بھگوتی رام ؟"

"ارے مهاراج! كيا بتاكيں آپ كو-كيا بتاكيں ارے جارى ٹانگ نوٹ كئى ہے كيا ذرا ديكھ تولو- ارے مار ڈالا رے مار ڈالا-" وہ كراہتا ہوا بولا- ميں نے پھراس كے پاؤں كى جانب ہاتھ بڑھايا تو وہ دونوں ہاتھوں كے بل چيچے كھسكتا ہوا بولا-

"منیس نہیں ایسامت کرو۔ تہیں بھوان کا واسطہ ایسامت کرو۔" "اب بھگوان کا واسطہ دے رہا ہے مجھے۔ کیا تو بھگوان کو جانتا ہے؟"

"آپ یقین کرو مماراج! ہم تو خود مصیبت کے جال میں تھینے ہوئے ہیں۔ بس یوں سمجھ او گردن کردن تک ولدل میں دھنس گئے ہیں کہ استان کردن تک ولدل میں دھنس گئے ہیں کہ اب اس ولدل سے تکل بھی شیس کتے۔ \*\*

"دویکھو لالوچند! یا تو ایک ایک بات مجھے بالکل کھل کر صاف صاف بنا دے ورنہ میں کی ہے کچھ کموں گا نہیں۔ یماں ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔ اگر دو سری لاش بھی یماں پڑی ہوئی ہے۔ اگر دو سری لاش بھی یماں پڑی ہوئی سلے گا کسی کو تو لوگ یمی سوچیں گے کہ جس طرح پانچ آدی پہلے ہلاک ہوئے ہیں۔ اس طرح دو اور ہوگئے۔ میں انتا ہی ورندہ آدی ہوں۔ پھرے تیرا سراییا کچلوں گا کہ تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر تو کھے تو نمونے کے طور پر تیری بید دونوں ٹائلیں پھرے کہ تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر تو کھے تو نمونے کے طور پر تیری بید دونوں ٹائلیں پھرے کیل کر تھے ناکارہ کردوں۔ "اس نے جلدی سے اپنی زخمی ٹانگ سمیٹ لی۔ جھے سے بری طرح خوفردہ ہوگیا تھا۔ بھراس نے ہاتھ جو ٹر کرکھا۔

"احتميس بيھوان كاواسط- يمال سے تو نكل چلو- يمال سے تو نكاو مماراج! بم حميس سب كچھ بنا ديں گے۔ جس طرح بھی چاہو- يقين كراو كوئى چالاكى نميں كريں گے تہمار سے ساتھ- سب كچھ بنا ديں گے۔ بات اصل بيں يہ كہ اب بم بھی تھك گئے ہيں۔ يہ روز روز كى موت سے اچھا ہے كہ ايك دن مارے جائيں۔ اس سے تو جيل بى اچھى محق- بلاوجہ دو سرے كے بھيرين آگئے۔ ستيا ناس ہو اس پالى بھگوتى رام ،كا۔ ستياناس سے بلاوجہ دو سرے كے بھيرين آگئے۔ ستيا ناس ہو اس پالى بھگوتى رام ،كا۔ ستياناس

ہوشی طاری ہوجائے لیکن الاوچند اس کھنڈر میں داخل ہوگیا تھا۔ میں وہاں پہنچا اور میرے ہوش وجواس کم ہوگئے۔ ہنومان بندر کے بت کے قدموں میں ایک انسانی جم پڑا ہوا تھا۔
اس کی گرون کئی ہوئی تھی۔ الاوچند اس انسانی جم کے پاس موجود تھا۔ ایک لیح تک میرے اندر ایک میرے اندر ایک میرے اندر ایک عجیب می قوت ابھر آئی میں نے کڑک کراے آواز دی تو الاوچند اس طرح اچھلا کہ اس کا پاؤں پیسل گیا اور وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ میں نے آگے بڑھ کراس کی ایک ٹائگ کی لیک ٹائگ کی اور پھرا سے موڑ کر میں نے اس اوندھا کردیا اور اس کی پندلی پر کھڑا ہوگیا۔
وہ کے ہوئے بکرے کی طرح چیخے لگا تھا۔ میری غرابٹ ابھری۔

"كتے كے بچا تونے ايك اور انسان كى زندگى لے لى- اب مجھے موت سے كوئى نميں بچا سكے گا۔ ميں تيرے ككڑے كردوں گا۔ تو سجھتاكيا ہے۔"

"معاف كردو مهاراج" معاف كردو- ارك ديا رك ديا نوث عنى ميرى ثانك- ارك من مركيا- ارك بيجاؤ-" ارك كوئى بيجاؤ-"

کین اس وقت اے بچانے والا کوئی نمیں تھا۔ میں نے زور زور سے کی لاتیں اس کے پیر پر ماریں تو وہ کے ہوئے برے کی طرح کی طرح کی طرح جنا رہا۔ اب اس کی حالت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی۔ میں نے اے گریبان سے پکڑ کر اٹھایا تو وہ اپنے طور پر کھڑا نہ ہو کا اور وھڑام سے نیچ گر پڑا۔ تب میں نے اس کی زخمی ٹانگ پڑی اور اے کھیٹا ہوا کیے فاصلے مرلے آیا۔

"تو تُوْفِ فَي الله اور آدى مار ڈالا كينے 'كتے ايك اور انسانی جان ختم كردى تو فے۔"
"شيس مهاراج بھوان كى سوگند ميں نے پچھ شيس كيا۔ مجھ پر يقين كراو مهاراج۔ مجھ
پر يقين كراو ميں نے پچھ شيس كيا۔ ارے رے مرگيا۔ بائے رام ٹانگ ثوث گئ ميرى۔
ارے كس سے كموں۔ كس سے فرياد كروں؟"

"فریاد کے بچے مظلوم بننے کی کوشش کردہا ہے۔ جو پھرکے مکارے کے پیرول میں انسان کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ وہ کیا ہے؟"

و مجلوان کی سوگند مهاراج! میں تو بس اے ٹھکانے لگانے آیا تھا۔ اے اٹھا کرلے جاتا اور جنگل میں کسی جگہ ڈال دیتا۔ آپ میرے پر بھروسہ کرو مهاراج! میں نے نہیں مارا اے' میں نے نہیں مارا۔"

"پرکیا ترے باپ نے مارا ہے اے؟"

چار مینے کزر چکے تھے۔ تین مینے باقی تھے۔ جیل کی زندگی میں ایک منٹ گزار مامشکل ہو تا -- تين محف تو تين معف موت بي- پھروه پالي مل كيا- بھلوتى رام نام تھا اس كتے كا-ہمیں بھاتا رہا۔ اس کی سزا لمی تھی عمر قید ہو کر آیا تھا۔ کنے لگا جادو منتر کرتا ہے اور کالا جادو سکھ رہا ہے۔ گربہ کیا تھا کی پر۔ وہ مرکباتو موت کی سزا ہو گئے۔ مطلب بید کہ عمرقید۔ اس نے بتایا کہ وہ بھاگ رہا ہے۔ تیاریاں عمل ہوچکی ہیں اس کے ساتھ اور بھی لوگ ہیں۔ بس لا کچ آگیا وہیں سے مارے گئے۔ تین مینے اور گزار دیتے تو اس لا کچ میں نہ میضتے۔ بس بھیا دماغ پھر گیا تھا ہمارا۔ جیل ٹوئی سب بھاگ۔ وہ ہمارے ساتھ تھا۔ اس کے بعد ہم بدی مصیبتوں سے گزرتے رہے اور اس کے بعد ہم پر عداب لوثا رہا۔ پھر سال آگئے۔ کوئی مینے بھر کے بعد یمال پنچ تھے۔ تھوڑے فاصلے پر تھے اس نے یمال کے بارے میں معلومات خاصل کیں اور اس کے بعد وہ پہنچ گیا۔ دین دیال کے ہاں ساری باتیں با مل کئ تھیں۔ ای لئے وہ مسلمان بن گیا اور ہمیں اس نے اس جگه جھونبرای ولوادی- خود کالے علم کے چکر چلائے لگا۔ لیکن بندوق ہمارے کندھوں پر رکھ دی۔ وین دیال یمال کے مطمانوں سے بہت چانا ہے لیکن کچھ کر شیس سکتا۔ اس نے بدیات معلوم كرنے كے بعد دين ويال كو چائس ليا اور كھنے لگا كد اگر دين ويال نے ذرا بھي ثيرُهي میڑھی کری تو وہ بیہ کمہ کر اے سامنے لے آئے گا کہ دین دیال مسلمانوں کے خلاف سازشیں کررہا ہے۔ دین دیال ڈرپوک آدی تھا ڈرگیا اور پھراس کے اشاروں پر کام کرتے لگا- يه ساري حركتين اس في كي بين ليكن جُوت ايسے حاصل كر لئے بين كه اگر دين ديال جلتے توے پر بھی بیٹ جائے تو لوگ اس کی بات کا بقین نہ کریں کہ یہ سارے دھندے وہی كردہا ہے۔ اس يد ب مارى كمانى۔ ہم اس كے شريك كار بين اور وہ دين ويال كو بليك میل کرے ہر طرح کی آسانیاں حاصل کررہا ہے کمینہ! مسلمانوں کی معید میں مسلمان بن كرره رباب اور وبال بحى كندكى كيميلا رباب-"

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ لیکن کچریمی بات کہ وہ چاہتا کیا ہے؟" "ارے بھائی! کچھ نہیں چاہتا بس میش کی زندگی گزارتا چاہتا ہے۔ تم کیا سیجھتے ہو۔ اس نے دین دیال کا جینا حرام کردیا ہے۔"

"اور اگر تمہارے اس پروگرام میں میرا مطلب ہے کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے بھوٹ نکا تو؟"

"توسرا ابھی ے وے دو بھیا! کیا کرکتے ہیں ہم تمہارا۔"

دفعتاً ہی میرے زبن میں ایک شکل ابھری لیکن میں نے فوراً ہی اپنے اس خیال کو اپنے ذبن میں وہالیا تھا اور اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ ساری سوچیں بعد میں پہلے اس شیطان سے نمٹ لول۔ جو پند نہیں مکاری کررہا ہے یا پھر جو پچھ کسد رہا ہے۔ بچ کسد رہا ہوں میں نے اس سے کما۔

والوچند! ٹھیک ہے آجا میرے ساتھ لیکن میں تیری جھونیروی پر نمیں جاؤں گا۔ میں مجھے کہیں اور لے جاکر تجھ سے بات کروں گا۔"

"اس عمارت کے چیجے تالاب ہے مماراج! اس کے کنارے کنارے در فت ہیں۔ وہاں لے چلئے مجھے۔ سنسان جگہ ہے آپ مجھے سارا دے کر کھڑا کر لیجئے۔ میری ٹانگ ٹوٹ ہی گئی ہے شاید۔ ممکن ہے ایسا ہوا ہو۔"

میں نے بسرحال پہلے اس کے پورے جسم کی نلاشی لی کہ اس نے کوئی ہتھیار تو نہیں چھپایا ہوا لیکن ایسا نہیں تھا۔ پھر میں اے سمارا دے کر عمارت کے پچھلے جصے میں لایا۔ پہلے میں نے اس تالاب کو نہیں دیکھا تھا۔ تالاب کیا گندا ہوہڑ تھا۔ مٹی سے اٹا ہوا غلاظتوں سے بھرا ہوا۔ ایسی جگہ ایسا ہی تالاب ہونا چاہئے تھا۔ جکی جلی بدیو بھی اٹھ رہی تھی لیکن مجھے اپنے مقصر سے غرض تھی۔ میں اس سمارا دیے ہوئے تالاب تک پہنچ گیا اور پھراس سے پچھے فاصلے پر ایک درخت کے نیچ میں نے اسے بیٹھا دیا۔

"برے کام کا برا نتیجہ تھوڑی می بات تھی برداشت کر لیتے توکیا ہی اچھا ہو تا۔ اس مصیبت میں تو نہ سینے۔" وہ خود بخود بروبرا رہا تھا اور میں خاموش نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

"بال الاوچنر! تو اپنی سرال نمیں آیا ہے۔ تو نے ایک انسان کو قتل کیا ہے۔ میں اس کے جرم میں تخصے اس جگہ موت کی سزا بھی دے سکتا ہوں۔ لیکن میں تیرے بارے میں جاننا چاہتا ہوں اور کوئی چالاک کرنے کی کوشش کی تو پھر میں اپنے آپ کو باز نمیں رکھ سکوں گا۔"

"ارے اب کیا چالاکی کریں گے۔ ہم بھاڑ میں تو چلے گئے ہیں۔ اب کیا چالاکی کریں گے۔ ختم تو ہوگیا ہے سارا کھیل۔" گے۔ ختم تو ہوگیا ہے سارا کھیل۔"

"بال- کھیل واقعی ختم ہوگیا ہے لیکن کھیل ختم ہونے سے پہلے بھیے کھیل کے بارے میں بتانا ہوگا۔"

"چوری کری تھی۔ مجبوری کی حالت میں چوری کری تھی۔ سات سینے کی سزا ہوئی۔

"مُعَيَّه - آؤ.....ميرے ساتھ آؤ-" "كمال؟"

"آجاؤ۔ آجاؤ۔" میں نے کما اور اے ساتھ لے کر چل پڑا۔ پھریس سرائے میں واپس آگیا تھا۔ بشیرے میں نے تفصیل بتاتے ہوئے کما۔

"بشیرا میں نے ان افراد کے قاتل کو پکڑ لیا ہے۔ یہ الاوچند ہے لیکن اصل مجرم یہ شیں ہے۔ اصل مجرم کوئی اور ہے اور اب میں تم سے مشورہ چاہتا ہوں کہ اصل مجرم کے ساتھ ہم لوگ کیا کر بچتے ہیں۔" بشیرے کو جب ساری تفصیل معلوم ہوئی تو اس نے کہا۔ "بس تو پھر قاضی ابراہیم صاحب کے پاس چلتے ہیں۔"

" ویکاح خوال میں لیکن میہ سمجھ لو کہ جماری بہتی میں مسلمانوں کی زبان وہی ہیں۔" قاضی ابراہیم کو ساری تفصیل بتائی تو وہ غصے سے دیوانے ہوگئے۔

"وہ مردود! وہ ٹایاک محد کی بے حرمتی کردہا ہے۔ اس ابھی سارے مسلمانوں کو جمع كرا جول-" پر تو ايك اچها خاصا بنكامه يريا جوكيا تقام جارون طرف \_ مجد كو تحيرلياكيا تھا پھراس کے بعد جرے پر حملہ کرکے اسے بگڑا گیا تھا۔ وہ ٹایاک آدمی تشمیں کھانے لگا اور کنے لگا کہ اس نے کچھ نہیں کیا ہے وہ سلمان ہے لیکن اس کی تقدیق اے اندر لے جاكر كرلي منى عقى- وه سوفيصدى مندو تفا- ايك مندو كمراف بين پدا موجان والا فرد-مسلمانوں کے جذبات بے پناہ مشتعل ہو گئے۔ خود دین دیال بھی بے شار ہندوؤں کو لے آیا اور اس کے بعد میں کچھ شیں کرسکا۔ انہوں نے پھر مار مار کر بھگوتی رام کو مار ڈالا تھا۔ اس کی بڑیاں تک قیمہ قیمہ کر دی تھیں۔ جب زہبی جذبات مشتعل ہوتے ہیں توالیا ہی ہو تا ہے لیکن بسرطال اس میں کوئی شک ضیس تھا کہ چھ آدمیوں کے قاتل کو پکڑا کے میں نے ایک اچھا کام مرانجام دیا تھا۔ لالو چند کو میں نے دہاں سے نکال دیا تھا۔ میں دہال سے بشرے کی سرائے تی پہنچا تھا لیکن اب قاضی صاحب اور دو سرے افراد جھے اپنے ساتھ لے جانے پر مصر تھے اور یہ سوج رہا تھا کہ مجھے اب کیا کرنا جائے۔ یمال سے جاؤں یا نہ جاؤں۔ جگد بہت اچھی تھی لوگ عزت کرتے تھے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہو تا ہے کہ صرف یہ دو باتیں تو کسی جگد زندگی بحرقیام کے لئے تو ممکن نہیں تھیں۔ بہتی کے لوگول کی محبت بشرے کا بر تاؤ۔ بستی کے بہت ے اوگ مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ تھے۔ خود قاضی ابرائيم صاحب نے بہت سے جمع میں کھڑے ہو کر کما تھا۔

"ا اے اوگ برکوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اماری بستی کی تباہی ٹالنے میں ان صاحب نے جو جاری مدد کی ہے۔ ہم اسے بھول شین کتے۔ ایسے بابر کت لوگ چھول کی مائند ہوتے ہیں۔ میں انہیں اپنے ساتھ رہنے کی پیشکش کرنا ہوں۔ مارے ساتھ رہی جو ضرورت ہو ہمیں بتا دیں۔ ہم ان کی تمام ضرور تیں خوشی کے ساتھ پوری کریں گے۔" یہ ساری باتیں ہوتی رہی تھیں۔ میں نے ان سب کا شکریہ ادا کیا تھا اور عاجزی سے كما تفاكر اتى معمولى ى فدمت يربيد اوك مجه بست بردا مقام دے رہے ہيں۔ يل اس كے لئے ان كاشكر كرار موں- بسرحال چند روز تك ميں اس طرح وقت كرار تا رہا اور پھر مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ اگر میں جان بوجد کر اور ان کے علم میں لاکر یمال سے جانے کی كوشش كرون كا تويد لوك آساني سے جھے جانے شين دين گے۔ ميرے لئے يك مناسب ہے کہ خاموثی سے نکل جاؤں اور میں نے ایاتی کیا۔ ایک رات چار بے کے قریب میں سرائے سے باہر لکلا اور لبتی سے باہر عانے والے رائے کی طرف چل بڑا۔ میں جاتا تھا كه صبح أنه بج سے بملے ميرى تلاش نميں شروع ہوكى اور بجر لوگ اتنے بھى زيادہ جنیاتی سی بیں میرے لئے کہ میری الاش میں وہ گاؤں ے باہر دوڑ پریں گے۔ چنانچ میں چلتا رہا۔ وہی صحرا' وہی رائے' وہی سب کچھ' میں سفر کرتا رہا اور بست دور نکل آیا۔ كيون اور ياغول كاسلىله فتم بوكيا تفاء اب سرف جنگل تھے۔ ويسے ايك سوك مجھے نظر آئی تھی جو کئیں اور سے نظر آتی تھی اور اس آبادی سے کانی فاصلے سے گزرتی تھی۔ کوئی ایک کلومیٹر چلنے کے بعد اس مڑک تک پہنچا جا سکٹا تھا۔ میں نے دور سے گاڑیاں گزرتے و کھے کراس موک کے بارے میں اندازہ لگایا تھا۔ بسرحال میں ب فاصلہ طے كرنے لكا ہو مكتا ہے مؤك يركى كاڑى ييں لف ال جائے۔ يہ موج كري مؤك ك ساتھ ساتھ چل رہا تھا لیکن ابھی میں تھوڑا سا فاصلہ طے کر سکا تھا کہ مجھے ایک جگہ نظر آئي- نُوني بيموني اينون كاايك مينار سابنا وواتفا- اس من ايك چورا دروازه تفا اور اس چوڑے دروازے کے دو مری جانب ایک اندھری ی جگه نظر آربی متی۔ میں آہت آستداس کی جانب بردہ گیا۔ میں نے سوچا کچھ دیریمال بیٹھ کردم لے لیا جائے۔ اس کے بعد سوک پر جار کوشش کی جائے گی کہ کی گاڑی میں افث مل جائے۔ اب کہیں بھی جا سكتا تقل كوكى اليي جله توزين مين نهين تقى جے ابنا مستقل تحكانه كما جاسكے يا جمال جانے كالصور ذين ميں مو- صح كى روشنى پيوٹ چكى تھى- ميں اس كھنڈر نما جگه كے پاس پہنچ كيا اور پيريس نے اندر جھانك كر ويكھا تو ايك ليح كے لئے ميرے ول ميں خوف بيدا

وہ ایک آدی تی تھا جو اس کھنڈر میں پالتی مارے بیٹا ہوا تھا اور اس نے آئیسیں بند کر رکھی تھیں۔ کوئی درویش یا سادھو معلوم ہو تا تھا۔ جو یمال چلہ کشی کر رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ جھے اس کے کام میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے لیکن اس نے شاید خود تی میرے قدموں کی آہٹ محسوس کملی اور پلٹ کر جھے دیکھا۔ اب اتنی روشنی ضرور تھی کہ میں اس کے چرے کے نقوش دیکھ سکتا۔ میں نے اسے دیکھا اور میرا ذہن بھک سے اڑگیا۔ میں اس کے چرے کے نقوش دیکھ سکتا۔ میں نے اسے دیکھا اور میرا ذہن بھک سے اڑگیا۔ میہ نگاہوں کا دھوکا نہیں تھا ایک حقیقت تھی۔ ایک ٹھوس حقیقت اور میں ششدر رہ گیا تھا۔ میہ سوفیصدی موفیصدی منظم سن تھا اس نے بھی شاید مجھے پچپان لیا تھا اور اس نے بھی شاید مجھے کھورتے ہوئے کہا۔

"کے کے بچانہ خود تی رہا ہے نہ جھے جینے دیتا ہے۔ میں کتا ہوں کہ آخر تو جاہتا کیا ہے؟ کیوں میرا بیچھا کررہا ہے۔ کیوں مرا ہے بہاں آگر؟ تو نے میرا سارا کام خراب کردیا۔ جھ پر لعنت ہو آج میں تیرا فیصلہ کرکے ہی رہوں گا۔ پہلے تو میں نے یہ سوچا تھا کہ چلو جھے تجھ سے براہ راست بحرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وقت تجھے خود بخود مار ڈالے گا لیکن شاید تیری نقذ پر میں یہ لکھا ہے کہ تو میرے ہاتھوں مرے۔"

"اب میں تھے سے کیا کموں منگلہ سن! میں نے تو بھی تیری صورت پر تھوکنا بھی پند شیں کیا۔ اُو بلادجہ اپنے آپ کو اتنی اہمیت دے رہا ہے۔ مجھے نہ تیری زندگی سے کوئی دلچیں ہے نہ موت سے۔"

" المرجم محمد تیری موت سے بہت زیادہ دلچی ہے کیونکہ تو نے میری پُرسکون زندگ میں جو المچل پیدا کی ہے وہ مجمل کی نے نہ کی ہوگا۔ برباد کرکے رکھ دیا تو نے جھے۔ "
منگلہ من جا اپنا کام کر۔ میں تو یہاں سے گزر رہا تھا کہ مجھے یہ جگہ نظر آگئے۔ "
" بکواس کرتا ہے کینے! بکواس کرتا ہے۔ " اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور تھوڑے فاصلے پر بڑی ہوئی لکڑی جو کسی در فت سے ٹوٹ کر گری تھی اٹھال۔ لکڑی دونوں ہاتھوں فاصلے پر بڑی ہوئی لکڑی جو کسی در فت سے ٹوٹ کر گری تھی اٹھال۔ لکڑی دونوں ہاتھوں

میں اول کروہ پینترے بدلنے لگامیں نے جرت سے کما۔

"منگلہ سن! پاگل ہوگیا ہے۔ کیا تو کر کیا رہا تھا یہاں؟" "میں جو پچھ کررہا تھا اس کے نتیجے میں جو پچھ ہو تا تو نہیں جانا۔" "منگلہ سن! دہاں مزار پر جو تو نے مجھ پر قاتلانہ تھا کرائے تھے۔"

"اور تو چی گیا کتے! لیکن آج چی کر دکھا جھے۔" اس نے کمااور لکڑی سے جھ پر حملہ کردیا۔ میں اچھل کر چیچے ہٹ گیا تھا۔

"او ب و توف! ہوش میں آ۔ میرے اور تیرے درمیان کوئی مفاہمت میمی ہو سکتی

ہے۔ "
"جب تک تو زندہ ہے نیل کنول مجھے نہیں مل سکتی۔ تیری موت کے بعد ہی وہ مجھے
مل سکتی ہے کیونکہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگی ہے۔"

"نيل كنول-

"بکواس بند۔" اس نے کہا اور اس بار بری قوت سے اس نے جھ پر وار کیا تھا۔

تقدیر ہی مہمان تھی جو بچ گیا تھا ورنہ سرکے دو گلڑے ہو جاتے۔ اب جھے یہ اندازہ ہوگیا
تھا کہ منگہ سن سے دو دو ہاتھ کئے بغیر گزارہ کرنا مشکل ہے۔ جیرت کی بات یہ تھی کہ وہ
اس وقت مجھ پر اپنے جادد کے وار نہیں کررہا تھا بلکہ رقیبوں کی طرح ڈنڈا لے کر مجھ پر بل
پڑا تھا۔ میں اس کے وار سے بچتا رہا اور وہ تھک کرہا نیے لگا۔ میں نے ہنتے ہوئے کہا۔

"منگہ سن! اصل میں تم بوڑھے ہو بچے ہو اور تہماری ساری دمانی قو تمیں جواب
دے چکی ہیں۔ تم جو کچھ کررہے ہو اس پر غور کراو۔ میں نے اگر جوالی کاروائی کی تو تم فی

"تیری جوابی کاروائی کی......." اس نے جھے ایک موئی می گالی دی اور بس کی غلطی کر گیا۔ اس گالی کو میں برداشت نہ کر سکا۔ اس بار جب اس نے وہ لکڑی جھے ماری اور وہ زمین پر پڑی تو میں نے پھرتی ہے اس پر پاؤں رکھ دیا۔ منگلہ من کو اس بات کی امید تمیں تھی کہ اس طرح لکڑی پر میرے پاؤل کا وزن آ پڑے گا۔ لکڑی اس کے ہاتھ ہے چھوٹ گئی اور میں نے پاؤل ہے اس چھوٹ گئی اور میں نے پاؤل ہے ای اے چیچے کردیا۔ دو سرے لیح میں نے لکڑی اشالی اس کے ا

و الله وى تقى نا أو في مجمع مال كى كالى وى تقى - جانتا ب كد ميرى مال كون تقى - الله الله كون تقى - الله كالله وى تقى - الله كالله كالله

جواب میں پھر اس نے مجھے ایک موٹی کی گال دی اور میں نے پوری قوت سے بواب میں پھر اس نے موری قوت سے کنوی گھما دی۔ مجھے بوں محسوس ہوا جیسے یہ میری اپنی قوت نہ ہو بلکہ وہ لوگ جو میری مال کو اچھی آپا کمہ کر مخاطب کرتے تھے۔ میرے ارد گرد آگئے ہوں اور اب جنگ میرے اور منگلہ من کے درمیان تھی وہ لکڑی منگلہ اور منگلہ من کے درمیان تھی وہ لکڑی منگلہ

ربی بھی اس سے۔ ایک گاڑی گزری تو میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔ گاڑی میں بیٹے ہوئے لوگ جھے جھانکتے ہوئے گزر گئے تھے۔ دو سری تیسری اور چو تھی گاڑی گزری اور اس کے بعد میں سڑک کے کنارے آ کھڑا ہوا۔ پانچویں گاڑی بھی گزری تھی۔ یہ کار تھی آگے ڈرائیور موجود تھا۔ چیچے کچھ خواتین بیٹی ہوئی تھیں لیکن جیسے ہی میری نگاہ چیچے بیٹی ہوئی عورتوں پر پڑی۔ میرا دل انچل کر طلق میں آگیا۔

آہ۔ یہ نیل کنول تھی۔ تین عور تیں تھیں ان میں سے ایک نیل کنول تھی۔ سو فیصد نیل کنول تھی۔ سو فیصد نیل کنول۔ پہ نہیں اس نے جھے دیکھا تھایا نہیں۔ لیکن یہ وہی تھی گاڑی زن سے آگے بڑھ گئی اور میں ہے افقیار میں اس کے پیچے دوڑ آچلا گیا۔ لیکن پیچے لحوں کے بعد وہ نگاہوں سے او جھل ہو گئی تھی۔ اسے عرصے کے بعد نیل کنول کو دیکھا تھا میرا سارا دجود ازر گیا تھا۔ منگلہ من مرچکا ہے۔ نیل کنول کا میرے سامنے اس طرح آنا کیا کسی اہم نوعیت کو اور گیا تھا۔ منگلہ من مرچکا ہے۔ نیل کنول کا میرے سامنے اس طرح آنا کیا کسی اہم نوعیت کا حامل ہے۔ بہر حال اس دیکھنے کے بعد دل کی جو حالت ہوئی تھی دہ الفاظ میں بیان نہیں کی جا ساتھ۔ نہ جانے دل غم کا شکار تھا یا خوشی کا میں اپنی سوچوں میں گم تھا کہ چیچے سے کی جا سکتی۔ نہ جانے دل غم کا شکار تھا یا خوشی کا میں اپنی سوچوں میں گم تھا کہ چیچے سے ایک گاڑی میرے یاس آکر رکی۔

" کمال جارے ہو بھائی! یمال کیے نظر آرے ہو۔ آؤ بیٹھو تمہیں آبادی تک چھوڑ دول اس کے بعد جمال دل جاہے چلے جانا۔" ایک عمر رسیدہ اور مشفق سا آدمی تھا۔ ڈرائیور کی برابر والی سیٹ پر جیٹا ہوا تھا۔ یس نے صرف ایک لیجے کے لئے سوچا اور پجر چھیلی سیٹ پر آ جیٹا۔

"جا كمال رہے تھے؟" "كى بھى آبادى تك." "يىل كيے آكرے ہوئے؟" "ايك لبتى سے پيدل چل كريمال تك آيا ہوں۔" "فيريت-كوئى پريثانى ہے؟" "فيريت-كوئى پريثانى ہے؟"

" محمل ہے۔ میں نے مد سوالات ابے ہی کر ڈالے ہیں۔ یہ مت سجھنا کہ ذرای الف دے کرتم سے تمارا شجرہ نب معلوم کررہا ہوں۔"

" فنيس سر- كوئى بات نيس ب-" من مدهم ليج مين بولا اور بحر خاموش مو كيا-اس شخص نے بھى اس كے بعد كوئى خاص بات نيس كى تقى- ميرے ذہن ميں عجيب سے ان کی ٹانگ پر بڑی تھی اور ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی تھی۔ منگلہ من کی ٹانگ ایک دم جھی اور وہ زمین پر گر بڑا تو دو سری لکڑی اس کی دو سری ٹانگ پر بڑی اور منگلہ من کے حلق سے منگلہ من کے حلق سے الی بی آواز نگلی جیسی بجرے کو ذریح کرتے ہوئے اس کے حلق سے نکلتی ہے۔ بیس پوری دعوے اور پورے وثوق کے ساتھ کمہ سکتا ہوں کہ اس وقت لکڑی صرف میرے ہاتھ میں تھی۔ اس کا جو ایکشن تھا اس سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ بس الی ربی تھی۔ عالباً اس نے میری مال کو جو گال دی تھی وہ اس کے لئے عذاب جان بن گئی تھی۔ کیونکہ میری مال سے مجت کرنے والے دو سرے تھے۔ کے لئے عذاب جان بن گئی تھی۔ کیونکہ میری مال سے مجت کرنے والے دو سرے تھے۔

پھر میں نے منگلہ من کے پورے جم کا قیمہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ شامت ہی آئی تھی اسلی ہے موت اس تک کم بخت کی جو اس نے یہ گال دے ڈالی تھی ورنہ شاید اتن آسانی ہے موت اس تک بنیں پہنچ کئی تھی۔ پچھ کمحوں کے بعد اس کی ٹوٹی بڈیاں۔ پیٹا ہوا سرا پھوٹی ہوئی آئیسں۔ ٹوٹے ہوے دانت زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ وہ اس طرح زمین ہے چپک گیا تھا جسے اس کے اوپر کوئی بلڈوزر چل گیا ہو۔ میں خون میں ڈولی ہوئی لکڑی کو ہاتھ میں لئے اس کے اوپر کوئی بلڈوزر چل گیا ہو۔ میں خون میں ڈولی ہوئی لکڑی کو ہاتھ میں لئے اس و کیچ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا اب بھی منگلہ سن اٹھ کر کھڑا ہو سکتا ہے لیکن ایسا مشکلہ بنیں ہوا۔ میں دیر تک اس کا جائزہ لیتا رہا اور پھر میں نے لگڑی پھینک دی۔ جھے ایک وحشت کا احساس ہو رہا تھا۔ میں نے ایک نگاہ اس کالے رنگ کے مشھ پر ڈالی جمال منگلہ وحشت کا احساس ہو رہا تھا۔ میں نے ایک نگاہ اس کالے رنگ کے مشھ پر ڈالی جمال منگلہ من جادو کر رہا تھا اور اس کے بعد میں وہال سے آگے بڑھ گیا۔ ایک بجیب ساخوف میرے دل میں جاگڑیں تھا۔

پھر ابقیہ کا فاصلہ بھی طے ہو گیا اور بیں گرا کیوں سے سوک پر پہنچ گیا۔ بوئی خوبصورت سوک بن ہوئی تھی۔ اب اس بیل کونسا راستہ کس سمت جاتا تھا اس کا جھے علم ضمیں تھا لیکن بیل نے اکیس سمت کا بی رخ کیا اور سوک پر پھل پڑا۔ اکا دکا گاڑیاں گزر جاتی تھیں۔ بیل سوچ رہا تھا کہ مکمل طور سے اپنے حواس پر قابو پالوں تو آگے بڑھ کر سوک پر مگلہ من کے خوان کے چھینٹوں کے نشان تو نہیں ہیں۔ ایک چھوٹا سابل نظر آیا اور بیل اس کے خوان کے چھینٹوں کے نشان تو نہیں ہیں۔ ایک چھوٹا سابل نظر آیا اور بیل اس کے کوان کے چھینٹوں کے بعد میں آئی گھری سائس کی۔ دل بیل سوچ رہا تھا کہ کیا مگلہ کیا سائل ہے۔ دل بیل سوچ رہا تھا کہ کیا مگلہ کیا مگلہ کیا مور کے بعد میں کوئی تر بیل رونما ہو گی۔ اب تک تو بڑی معرکہ آرائی

"إدهر رملوے اشيش كمال جى۔ آپ ايساكرو جدهرے آرب ہو أدهر بى والهل جاؤ۔ آگ جانے كے بعد سيدھے ہاتھ پر چلے جانا وہاں آپ كو تا گوں كا اڈا نظر آئ گا۔ كى تا تھے والے سے كميں كے تو رملوے اشيش پنچا دے گا۔ إدهرے كوئى راستہ رملوے اشيش بنچا دے گا۔ إدهرے كوئى راستہ رملوے اشيش نبيں جاتا۔"

میں اُدھرے واپس چل پڑا۔ ریلوے اسٹیشن بہر حال ایک بہتر جگہ ہوتی ہے۔ وہاں چہنچ کے بعد میں تعین کروں گا کہ مجھے کمال جاتا چاہئے۔ بہرحال جس شخص سے پت یو چھا تھا اس کی ہدایت کے مطابق میں تا گوں کے اڈے پر پہنچا۔ اور پھر وہاں سے ریلوے اسٹیشن۔ اسٹیشن اچھا خاصا بڑا تھا۔ اور وہاں خوب رونق تھی۔ میں معلومات حاصل کرنے لگا اور میں نے سوچا کہ مجھے تکمٹ ترید لیتا چاہئے۔ منزل توکوئی بھی نہیں۔ بس جد حرمند اٹھے گا چلا جاؤں گا۔ ابھی میں اپنی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک ہی جھے اپنے کان کے پاس ایک گرج سائی وئی۔

" ارے واو۔ یہ ہوئی نا بات۔ یعنی یماں پہنچ گئے اور جمیں اطلاع تک نہیں ہے۔" جاتی پھیانی آواز تھی اور کان کے پاس شائی وی تھی۔ چونک کرویکھاتو مرزا قدس بیک تھے نہ جانے کیوں دل کے افقیار ہو گیا۔ انہوں نے ہاتھ پھیلائے تو میں بھی ان سے لیٹ گیا۔

"يہ بناؤ كمال سے آرے ہو؟"

"آنيس ربا مرزا صاحب- جا ربا مول-"

"كيا-كمال؟"

"بس مي سوچ رباتفاكه عمف خريد لول-"

"آئے شرافت کے ساتھ لیعنی آپ سماران پور آئے ہیں اور ہم سے ملے بغیر جا رہے ہیں۔ میاں! ایسی بھی کیا ہے وفائی۔ انسانوں سے اس طرح تو سلوک نہیں کیا جاتا۔" "وہ مرزا صاحب دراصل۔"

"دراصل کی الین کی تمین ۔ آئے۔" پھر مرزا صاحب ریلوے اسٹیشن سے باہر نکل آئے۔ شاید کمیں سے آئے۔شاید کمیں سے آئے تھے اور رہل سے اترے تھے۔ سیل وغیرہ باہر گاڑی میں موجود تھے اور مرزا صاحب میرا ہاتھ پکڑے ہوئے گاڑی کی جانب بڑھ گئے کین اجانگ تی میرے دل میں ایک خاش می پیدا ہو گئی تھی۔ یہ گاڑی۔ یہ گاڑی تو جانی پچپائی ہے۔ کمال دیکھا ہے اس گاڑی کو۔ بہت قریب سے دیکھا ہے۔ بمرطال یاد شیس آ سکا لیکن جب ایک خوبصورت کو تھی میں انزے اور ڈرائیور نے گاڑی ایک طرف لگا دی تو ایک وم یاد آگیا

خیالات آ رہے تھے۔ ٹیل کول برستور میرے ذہن سے چکی ہوئی تھی اور دل چاہ رہا تھا کہ کی طرح اڑ کر اس تک پنج جاؤں۔ آہ کیا برنصیبی ہے کہ اس کی شکل تو دیکھ لی لیکن کار کا نبر نہیں دیکھ سکا۔ اصل میں اس وقت حواس ہی قائم نہیں رہ سکے تھے ورنہ اگر کار کا نبر دیکھ لیتا تو شاید کچھ معلومات حاصل ہو سکتیں۔ نہ جانے وہ دو اڑ کیاں اس کے پاس کون جیٹی ہوئی تھیں۔ کہاں جا رہی تھیں وہ ملیاوتی اب بھی اے اپنے قبضے میں گئے ہوئے ہوئی سوا تھنے کے سفر کے بعد ہوئے ہی گھر کوئی سوا تھنے کے سفر کے بعد آبادی نظر آنے گئی تو ساسنے بیٹھے ہوئے آدی نے کہا۔

"میں اس سڑک پر آگے جاؤں گا۔ اگر آپ اس آبادی میں اترنا چاہیں تو اتر جائیں۔ یمال سے آپ کو کوئی دوسرا انتظام کرنا ہو گا۔"

بین یک بین ایک در شکریہ جناب! آپ نے بہت اصان کیا ہے جھے پر۔"
"میں آپ کو آپ کی مطلوبہ جگہ بھی چھوڑ دیتا لیکن آپ یقین بیجئے جھے بھی مقررہ وقت پر اپنے اس کام پر بہنچنا ہے جس کے لئے میں گھرے نگلا ہوں۔"
"" سال کام پر بہنچنا ہے جس کے لئے میں گھرے نگلا ہوں۔"

"آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ یقین سیجئے کہ میں کوئی اور بات نہیں کر رہا۔ نہ جانے کب تک یمال پنچنا۔ ویسے اس آبادی کانام کیا ہے؟"

"سارن پور-" ان صاحب نے جواب دیا اور میں ان کا شکریہ ادا کر کے پنچ اتر گیا۔ لیکن پنچ قدم رکھتے ہی میرے ذہن میں ایک چساکا ہوا تھا سارن پور- سارن پور سارن پور- ہی و مرزا قدس بیگ کا شہر تھا۔ وہی مرزا قدس جو مجھے بھول محر میں پھول بابا کے مزار پر ملے تھے اور جنہوں نے میرے ساتھ بنت ہی اچھا برتاؤ کیا تھا۔ سیل- سازہ اور وہ پُراسرار وجود حرا۔ مرزا قدس بیگ۔ رفیق بیگ طاجیانی کا گھوم آپا۔ سارے نام میرے ذہن میں آگئے تھے اور میں ایک جیب می کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ ایک لیے کے میرے ذہن میں آگئے تھے اور میں ایک جیب می کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ ایک لیے کے ایک دلے کے ایک کی حال کیا کہ سارن پور آیا ہوں تو مرزا قدس بیگ کا گھر تلاش کروں۔ ان کے پاس جاؤں لیکن پھر دل میں ایک جیب سا احساس ابھرا۔ میری وجہ سے ان اوگوں کو شدید نقصانات پنچ تھے اور وہ مجبوراً پھول گرے واپسی کے لئے آمادہ ہوئے تھے۔ اب پھر ش ان کے گھر پنچ جاؤں۔ یہ تو ذرا غیر مناسب بات ہے۔ نہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ البت یہ نہیں مناسب نہیں ہے۔ اب پیت نہیں اس آبادی کی کیا کیفیت ہے۔ میں آگے یہاں رکنا بھی مناسب نہیں ہے۔ اب پیت نہیں اس آبادی کی کیا کیفیت ہے۔ میں آگے یہا ور قد کی کیا کیفیت ہے۔ میں آگے بیا کہا۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے کیا۔

" بھائی! ریلوے اعیش کا راستہ کس طرف جاتا ہے؟"

نين-

من من سے اسے آواز دی اور اس نے اچانک اپنے چرے سے کیڑا ہٹا دیا۔
میں نے اسے ویکھا اور در حقیقت تھوڑی دیر کے لئے میرا دماغ بالکل معطل ہو گیا۔ وہ
نیل کنول تھی۔ میں پاگلوں کی طرح اسے دیکھنے لگا۔ پھر جب میرے حواس والیس آئے تو
میرے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نگل۔
میرے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نگل۔

"نیل کول۔" وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ایک کری پر بیٹھ گئی اور اس نے کہا۔ "نبیں میرانام حرابی ہے۔"

این میرونام مراہی ہے۔ "اللي ميرونا کي نيل کول۔ ميں نے ميں نے حميس سؤک پر کار ميں آتے ہوئے ديکھا تھا۔"

" رسیبی میں نے اے وقت بتایا تو اس نے کہا۔ " ہاں میں گئی ہوئی تھی۔ ایک دو سری بستی گئی ہوئی تھی۔ مجھے مرزا صاحب نے کسی کام ہے بھیجا تھا۔ دو سرے لوگ بھی میرے ساتھ تھے۔"

"ليكن نيل كؤل تم حرا بيسة حراكيا اس وقت پيول تكريس بهي تم بي؟"

"إلى بين ي -"

"اورتم اس وقت میرے سامنے نمیں آئیں۔"

"-U+"

" Seu?"

"مناسب نمیں تھا۔ میں اپنی اور تمہاری زندگی میں کوئی بلچل لانا چاہتی تھی اور پھر وہاں مجھے منگلہ من بھی نظر آگیا تھا۔ وہ وہیں تھا۔" "نیل کنول میں نے منگلہ من کو ختم کر دیا۔"

"جھے علم ہے۔"

"يت > تہيں؟"

"-4"

"Sala

"بس کھے چریں میرے علم میں آ جاتی ہیں۔"

"مگر حرائم يهال ميرا مطلب ب- اف! مير عندايا ماياوتي كاكيا جوا؟" "الياوتي مركئ مين حميس تمام بي تفصيل بتانے كے لئے يمال آئي تقی-" لین جو یاد آیا اس سے ذہن میں ایک چھناکہ سا ہوا تھا۔ یہ گاڑی تو سڑک پر سے گزرتے ہوئے دیکھی تھی۔ اس وقت جب منگلہ سن کو مار کر سڑک پر آیا تھا اور اس گاڑی میں نیل کنول جمیعی ہوئی تھی۔ کوئی بہت بری غلط فنمی ہو رہی ہے۔ میں نے دل میں سوچا۔ مرزا صاحب جمیعے کو تھی کے اندر لے گئے۔ ساڑہ' سیل' حاجیاتی صاحب سب بی مجھ سے مرزا صاحب پناہ خوش ہوئے تھے اور مجھے گھرکے ایک فرد کی حیثیت دی گئی تھی۔ میں نے مرزا صاحب سے کہا۔

"میری وجہ سے آپ کو وہاں پھول بابا کے مزار پر بردی پریشانی ہولی تھی۔ میرا خیال ہے مجھے آپ کو زیادہ تکلیف نمیں دینی جائے۔"

"و کھو بیٹے! کسی کو ذلیل شیں کرنا جائے۔ تم سارن بور آئے اور ہم سے طے بغیر جا رہے ہے جا بغیر جا رہے ہے ہے بغیر جا رہے تھے۔ یہ ہماری کافی بے عزتی تھی اور اب سے الفاظ کھ کرتم ہمیں مزید ذلیل کر رہے ہو کوئی ناراضگی ہے ہم ہے؟"

" بخدا نبین مرزاصاحب ده ..... ده ..... ده-"

"میاں مسلمان میں اور یہ جانتے ہیں کہ ہر کام اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اب ابیا بھی کیا وہ ایک حادثہ شیش آگیا۔ ایک واقعہ ہو گیا تو تم نے اسے اپنی نحوست قرار دے دیا۔ چھوڑو کن چکروں میں پڑے ہوئے ہو۔"

مرزا صاحب ہی نہیں گھرکے تمام افراد ہے حد نفیس تھے۔ میرے ذہن یس سے کرید گئی ہوئی تھی اور رات کو کھانے سے قرافت حاصل کرنے کے بعد بید مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اس دوران میں نے سبحی کو دیکھا تھا فرافت حاصل کرنے کے بعد بید مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اس دوران میں نے سبحی کو دیکھا تھا دیکن وہ بڑا سرار لڑک حرا مجھے نظر نہیں آئی تھی۔ میرے لئے جو کمرہ مخصوص کیا گیا تھا وہ ذرا عام کمروں سے ذرا فاصلے پر تھا۔ میں تمام معمولات سے فرافت حاصل کرکے آرام کرنے آرام کرنے کے لئے بیشا تھا۔ دروازے پر ہلکی می دستک ہوئی اور میں جلدی سے سنبھل گیا۔ درکون ہے آو۔ "اور حراائرر داخل ہو گئی چرہ اس طرح چھپا ہوا تھا۔ میں اس دیکھ کرچونک بڑا۔ بجرمیں نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیے حراا ب سے ملاقات ہوئی سوائے آپ کے۔ میں یاد کررہاتھا آپ کو لیکن ذرا پوچھتے ہوئے ججک ہو رہی تھی۔" حرانے کوئی جواب نمیں دیا ظاموش کھڑی جھے ورا پوچھتے ہوئے ججک ہو رہی تھی۔"

"آئے۔ جب آپ مجھے سے ملنے آئی ہیں تو میٹھے تھوڑی دیر۔" لیکن وہ میٹھی

ٹیل کنول کی حیثیت ہے میرے دل میں تہمارے گئے ایک بجیب مقام پیدا ہو گیا تھا۔ حرا میں تم ہے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔ میری زندگی اتن ٹوٹ چکی ہے کہ اب میں اپ آپ کو زندہ انسانوں میں تصور نہیں کرتا۔ حرامیں تم ہے محبت کرتا ہوں کیا تم بجھے اپنی زندگ کا ساتھ دے دوگی؟ حرا ہم دونوں ٹوٹے ہوئے ہیں اتن ٹوٹ پھوٹ ہوئی ہے ہمارے اندر کہ اب ہم زندگی ہے نہیں لڑ سکتے۔ اگر ہمیں ایک دوسرے کا ساتھ حاصل ہو جائے

نے سرد کیج میں کہا۔

"اگر عالات ہموار ہو جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" حرا دو تین گھنٹے میرے پاس بیٹھی رہی میں نے اس سے کما کہ میں مرزا صاحب سے بات کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ تقدیر مجھے یمال تک ای لئے لائی ہو۔ لیکن دو سرے دن تاشتے کے بعد مرزا قدس بیگ نے مجھے سے کما۔

تر ..... تو سیست میری آواز بلد ہو گئے۔ حرا مجھے خاموشی سے دیکھتی رہی تھی پھراس

"بابر بیٹے کمیں جانا تو شیں ہے کوئی مصروفیت تو شیں ہے۔ میں تم سے تھوڑی دیر کوئی بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی مرزا صاحب! کیوں نہیں!" مرزا صاحب مجھے ایک کرے میں لے گئے۔ بڑے
سنجیدہ تنے اور چرے پر عجیب سے تاثرات تھیلے ہوئے تنے۔ مجھے بٹھایا اتن دیر میں سائرہ
کچھ لئے ہوئے اندر آگئی۔ یہ ایک اہم تھا۔ مرزا صاحب نے اہم اپنے ہاتھوں میں لے لیا
سائرہ نے لیٹ کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ مرزا صاحب کہنے لگے۔

"بنید! کل حرا تسارے کرے میں گئی تھی۔" میں نے چونک کر مرزا صاحب کو دیکھا۔ مرزا صاحب کو دیکھا۔ مرزا صاحب کھے۔

"اصل میں ماڑہ بھی تہمارے پاس آ رہی تھی۔ جب یہ تہمارے کمرے کے دروازے پر پپنی تو اندر سے خراکے اور تہمارے گفتگو کرنے کی آوازیں سائی دیں۔ یہ وہ وقت تھا جب حرا اپنی کمانی کا آغاز کر رہی تھی۔ اس نے تہیں اپنی کمانی سائی۔ پہنہ چلا کہ تم دونوں ایک دو مرے سے پہلے واقف ہو اور بعد میں یہ بھی پہنہ چلا کہ تم دونوں ایک دو سرے کے زندگی کے ساتھی بننا چاہتے ہو۔ بیٹے! پہلی بات میں تم سے کموں کہ میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی اور کوئی بات نہیں ہے۔ میں تمہیں ہر طرح کی سمولت فراہم کروں گا۔ حرا میری بیٹی نہیں ہے لیکن اس سے ایکن میں اسے ایک بیٹی تی کا درجہ دوں گا اور اسے تمہارے نکاح میں دے دوں گا لیکن اس سے پہلے بیٹا میں کچھے اور کمنا چاہتا ہوں تم سے۔"

"نیل کول خدا کے لئے مجھے سب کھ بنا دو۔" "آپ ایک بات مان لیس کے میری؟" "باں بولو۔"

"آپ مجھ حرا کیں۔ یی میرا اصل نام ہے۔ میرے باپ نے میرا یی نام رکھا تھا۔"

"فیک ہے میں تمہیں حرا کہوں گا۔ گرتم مجھے اپنے بارے میں تفصیل تو بناؤ یں۔"

" بین بی سے مصیبتوں میں گھری رہی ہوں۔ ماں باپ بہت ایکھے تھے۔ ابو ذرا سخت مزاج تھے۔ ماں کا انقال ہو گیا۔ ابو خت مزاج تھے۔ ماں کے ساتھ بھی سخت سلوک کیا کرتے تھے۔ ماں کا انقال ہو گیا۔ ابو دو سری شادی کر لی اور میں ایک طرح سے الاوارث ہو گئے۔ پھر ایک دن میں او نمی دو بلی کے ایک کونے میں کھڑی ہوئی تھی کہ یہ منحوں مخص جھے وہاں نظر آیا۔ جس کا نام منگلہ سن تھا۔ نہ جانے اس نے کیا کیا جھے وہاں سے لے آیا اور پھر میں نہ جانے کمال دربدر بھئتی رہی۔ اس نے جھے اپ راستے پر لگانا چاہا لیکن میں نے تشلیم نہیں کیا تو اس نے جھے مایاوتی کے حوالے کر ویا اور کھا کہ مایاوتی جھے اس کی طرف راغب ہوئے کے لئے تیار کرے۔ ایسا نہیں ہو سکا پھر آپ مل گئے۔ نہ جانے کیا کیا ہوگا ہے ہوئے۔ بایاوتی مرکئی سے بھی میرے باس نہیں ہو سکا پھر آپ مل اوارث رہ گئے۔ نہ جانے کیا کیا ہوگا ہے ہوئے۔ بایاوتی مرکئی سے بھی میری کمائی۔ اس کے بعد کے وہاں ڈاکٹر سائرہ جھے ملیں۔ اپنے گھر لے آئیں۔ بس یہ تھی میری کمائی۔ اس کے بعد کے وہونے والی ہوتی ہے۔ میں خواب میں دیکھی تھی اور جھے بھین تھا کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہو تھی میں نے خواب میں دیکھی تھی اور جھے بھین تھا کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہو۔ آپ کی آنہ کو جھی میں نے خواب میں دیکھی تھی اور جھے بھین تھا کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ آپ کی آنہ کو جھی میں نے خواب میں دیکھی تھی اور جھے بھین تھا کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ آپ کی آنہ کو جھی میں نے خواب میں دیکھی تھی اور کھی بھی میں دیکھی تھی دیا ہوگی۔"

"حرا۔ میں بھی ایک مظلوم انسان ہوں۔ میرے بھی ماں باپ مرچکے تھے۔ ایک ماں باب مرچکے تھے۔ ایک ماں بھی اور میں تھا۔ ہم دونوں ماں بیٹے بری خوش زندگی گزار رہے تھے۔ میں تعلیم عمل کر رہا تھا میری والدہ ملازمت کرتی تھیں۔ ایک دن ایک کار نے انہیں کچل کر ہلاک کر دیا اور میں تھا رہ گیا ہیں نے کار والے کے خلاف پولیس میں را بطے کئے لیکن مجھے الٹا جیل میں بند کر دیا گیا۔ ہم وہاں سے میرے بھٹنے کا سامان پیدا ہو گیا اور اس کے بعد نہ جائے کے کیے مشکل مرحلوں سے گزر تا رہا لیکن حرایقین کرو۔ میں نے جب سے تھیس دیکھا

" بی مرزا صاحب " تب مرزا صاحب نے البم کھول کر دو تصویریں میرے سامنے کر دیں جو ایک مرز صاحب کے البم کھول کر دو تصویریں میرے سامنے کر دیں جو ایک مرز کی تھی اور دو مری عورت کی۔ بیں ان تصویروں کو دیکھنے لگا شکل جائی بھیائی تھی اور جھے بہت کچھ یاد آگیا۔ مرد وہ تھا جس کی گاڑی کے نیچے میری دالدہ آگر بلاک ہوئی تھیں۔ عورت کو بیں نہیں بھیاتا تھا۔ بیس جیران نگاہوں سے مرزا صاحب کو دیکھنے لگا تو مرزا صاحب کے دیکھنے لگا تو مرزا صاحب نے کہا۔

" یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اور یہ بھاوی ارات کو تم جب اپنے بارے بیل حرا کو بتا رہے تھے۔ بجھے یہ بھی پہ چلا کہ تمہاری والدہ میرے چھوٹے بھائی کی گاڑی کے بیچے آگر بلاک ہوگی تھیں۔ وہ بہت مغرور تھا۔ اپنے مائے کی کو خاطر بیں نہیں لا تا تھا۔ برے تھات تھے اس کے۔ تھانہ انچارج کو اس نے سمجھا ویا تھا کہ اس پر مقدمہ نہیں قائم ہوتا چاہئے۔ تم جیل چلے گئے لیکن وہیں اس کے شمیر نے اس پریشان کرنا شروع کر دیا۔ وہ سخت پریشان رہنے لگا۔ پھرایک دن وہ اپنی ہوئی کے ماتھ کار میں آ رہا تھا کہ اس کی کار کا حادثہ ہوا اور دونوں وہیں مر گئے۔ میرے علم میں ان خاتون کی بلاکت کی کمائی آگئی تھی۔ عادثہ ہوا اور دونوں وہیں مر گئے۔ میرے علم میں ان خاتون کی بلاکت کی کمائی آگئی تھی۔ میں اے سمجھاتا تھا کہ تمہیں جیل سے نکال کر معذوت کرے اور شرمندگی کا اظہار کرے کیا دو اپنی انا کا شکار تھا اور میکی انا اسے موت کے وروازے پر لے گئی۔ بیٹے! وہ مرچکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس نے جو جرم کیا ہے اے اس کی سزا مل گئی۔ اگر تم اسے معاف کر دو تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ میں تم سے اپنی ساری محبتوں کا نہی صلہ ما نگنا ہوں۔"

میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ میں سمجھ گیا تھا کہ مال نے جو مجھے ہدایت کی تھی کہ مسئلے کو اللہ پر چھوڑ دیا جائے اس کی بنیادی وجہ یمی تھی۔ میں نے مرزا صاحب سے گردن جھکا کر کہا۔ ''میں نے انہیں معاف کردیا ہے۔''

میں بعد میں ان کی قبر پر بھی گیا۔ پھراس کے بعد مرزا صاحب نے میرا نکاح حرا سے کر دیا اور اب ہم اللہ کے فضل سے انتنائی پُر آسائش اور پر سکون زندگی گزار رہے ہیں۔ میرے اوپر سے سورج گر ہمن ختم ہو گیا ہے اور میں اللہ کا حسان مند ہوں۔

☆=====☆ شر=====☆





👟 مجھو۔ایک ایسے خبیث کی داستان جومعصوم انسانوں کو خدا کی راہ سيجشكانااني زندكى كامقصد بمحقناتها

ایک ایسے قبیلے کی داستان جوانسانی خون اور گوشت کا نذرانہ کئے بغيراي ساتفيول كي بهي مددكرناحرام سجهتاتها\_

تيره افراد مشمل شيطاني أكروه جس مين چودهوي كي شموليت ان ا کی موت کے مترادف کی۔

مع عَمْ عَشْقِ اورا پنول کی جدائیوں میں گرفتار ایک انسان کافسانہ جو 🗲 گناه کی دلدل میں هنس اگیا۔

ناگو، پورن وتی، منگلاس اور نیل کنول جیسے زندہ کر داروں سے

مزين زنده داستان\_

خون في كر كالى شكتى حاصل كرف والأخص كون تها؟

بچھوکے دھڑ پرانسانی چرکس کاتھا؟

الك السي عفريت كاماجرا فواس دنيات سن اورخوبصورتي كانام ونشان

مثاديناجا بتناقفا